

اِنِّیْ کُفْتُ وَلَمْ حَاسِنْ مَوْتَکُمْ

سَوَاحِجُ حَیَاتِ ابُو الْخَیْرِ

۹۲ — ۵ — ۱۳

معروف بہ

مَقَامَاتِ اخِیَار

۹۲ — ۵ — ۱۳

در احوال

مخدوم جهان محمد شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی دہلوی

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَعَلَا عَنْہُ

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی

شاہ ابوالخیر الیومی بنیادہ ابوالخیر یارن دہلی
ناشر

سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکادمی

ناشر

شاہ ابوالخیر اکادمی

شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۲

مطبع

گلوب آفیسٹ پرنٹرس نوٹریو الان دہلی
ہنٹا پلیٹ پرنٹس کلاں محل دہلی

اشاعت

بار اول

تعداد

یک ہزار

تاریخ

ماہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

مؤلف

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی

حقوق ملکیت محفوظ برائے

ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی

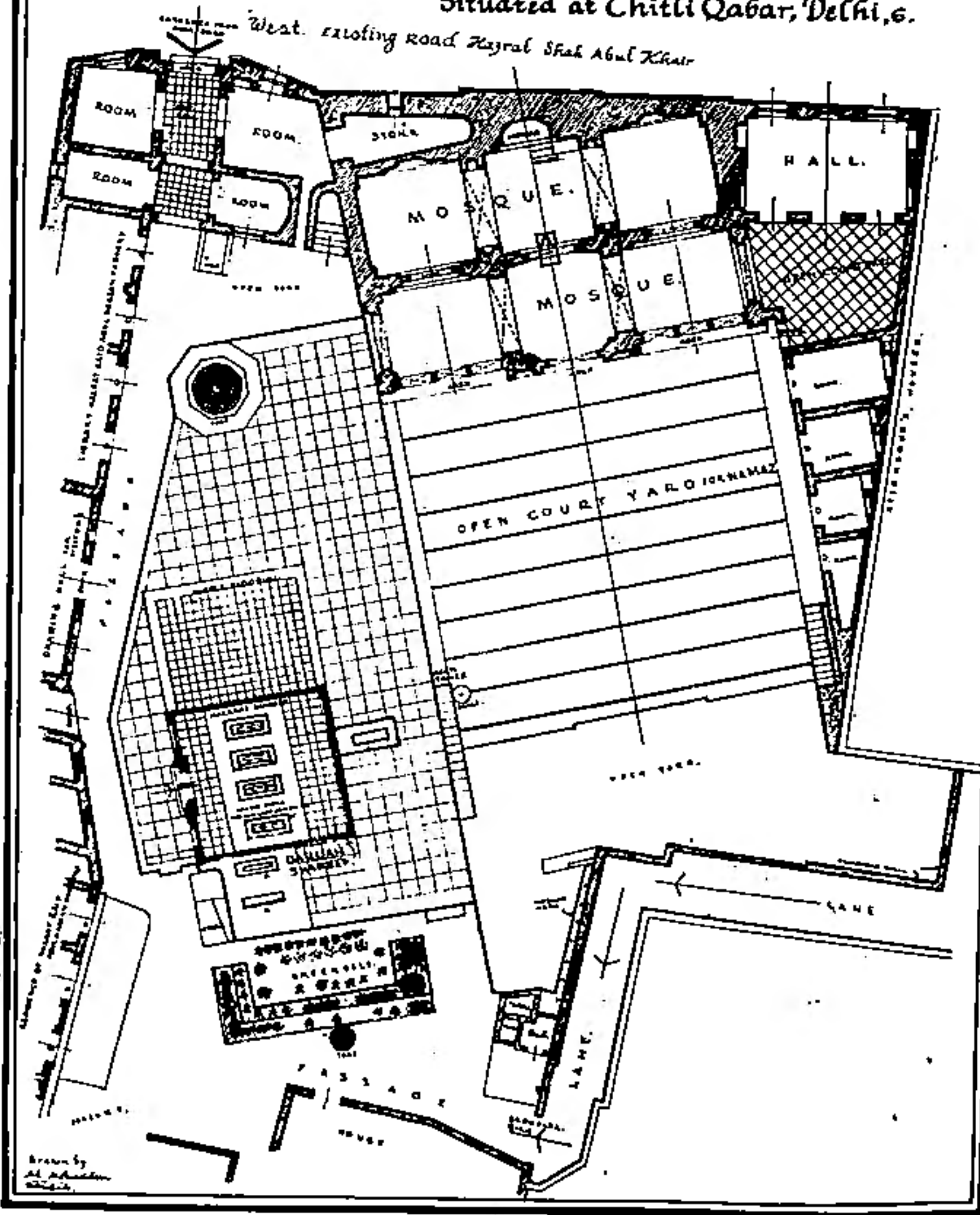
عنوان

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر (رحمۃ اللہ)

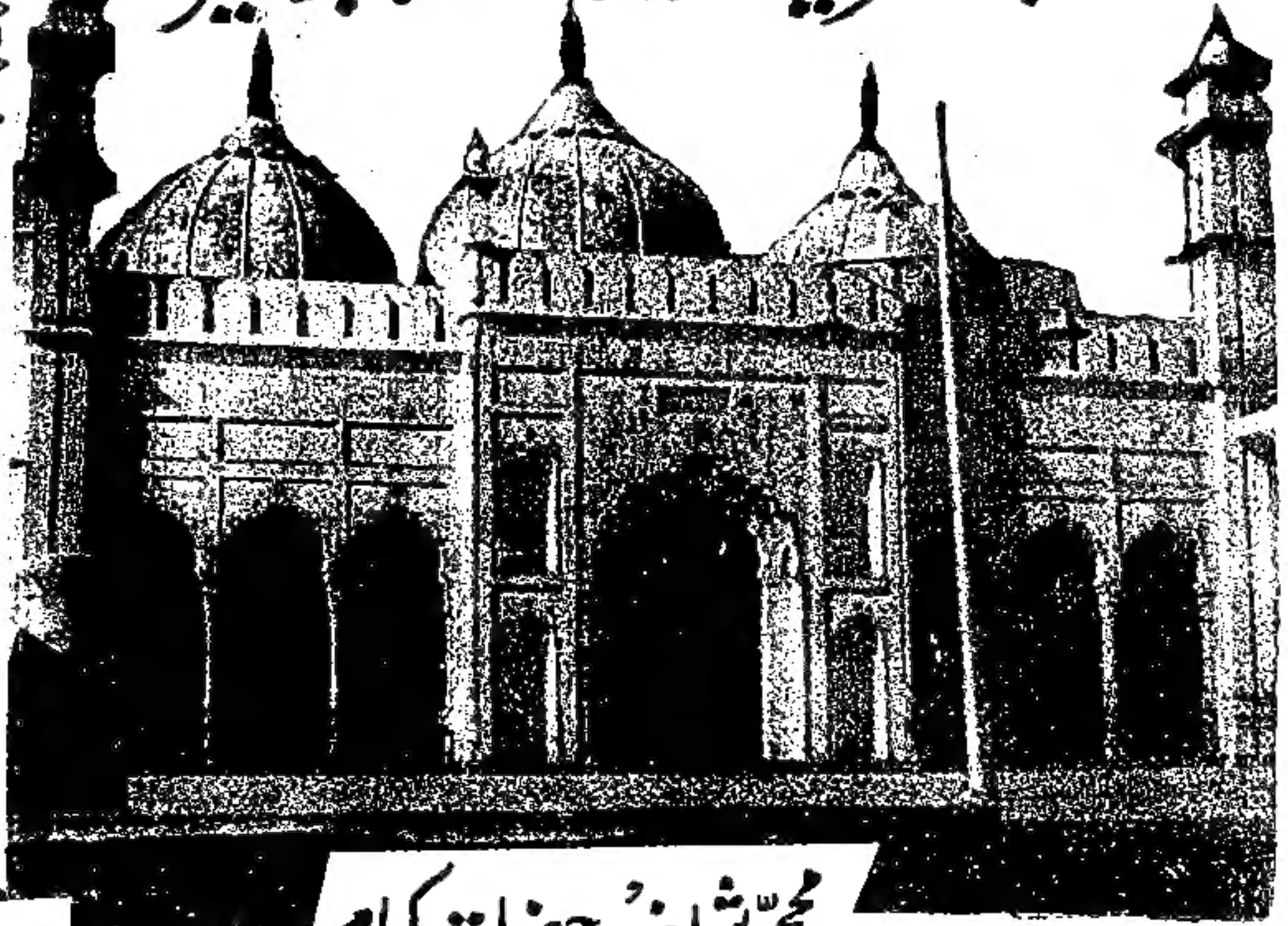
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۲

نقشه خالقاه ارشاد پناه
المعروف به درگاه حضرت شاه ابوالخیر، شاه ابوالخیر مارگ دہلی

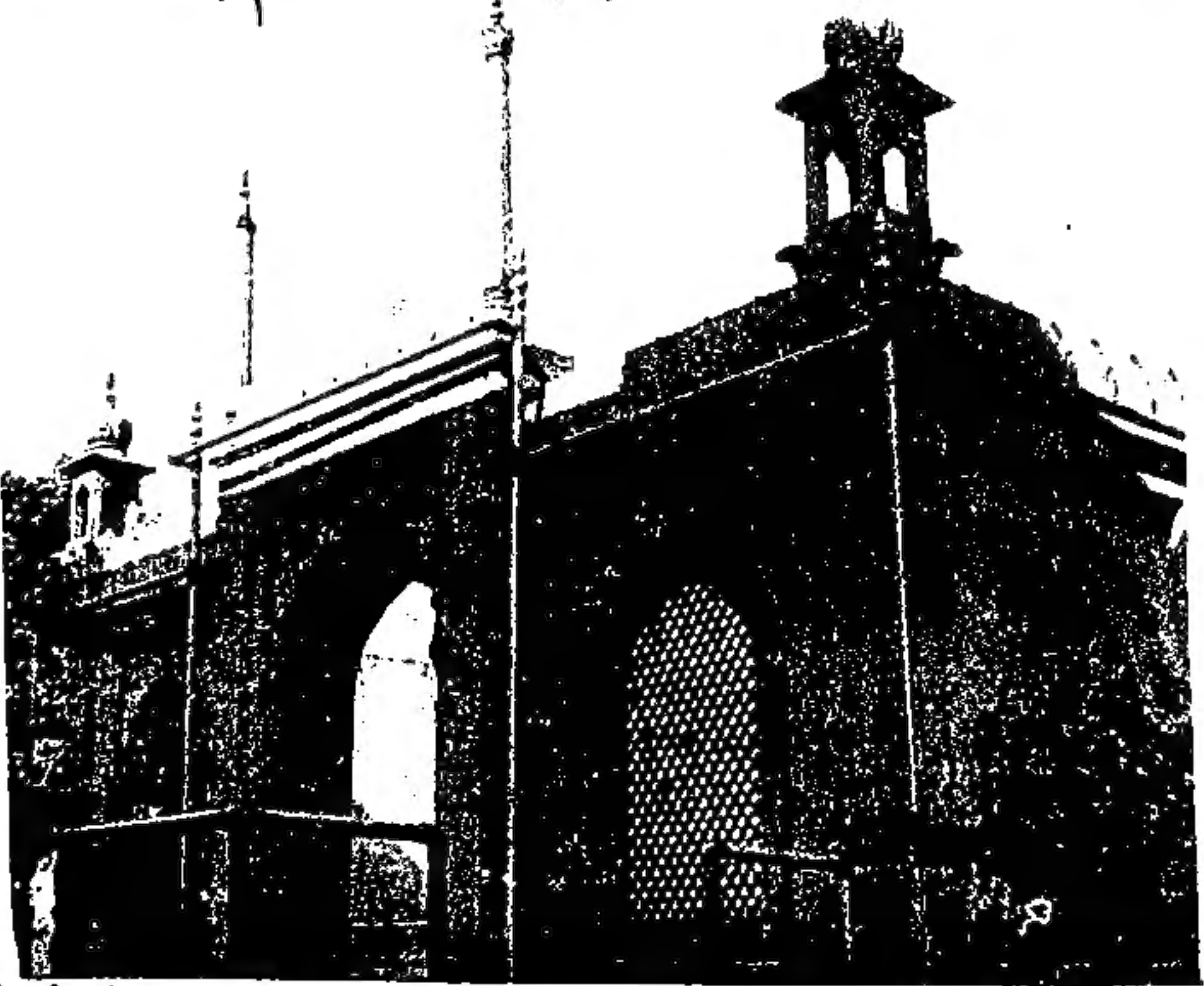
Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef
Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi
Situatd at Chitli Qabar, Delhi, 6.



مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیرؒ



محر شریف حضرات کرام



فہرست مطالب

مقاماتِ اخیر

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۵	قصیدہ نعتیہ میراؤ حدی	۳۳	واقعہ شیخین جلیلین	۱۵	قصيدہ نعتیہ میراؤ حدی
۱۷	دیباچہ	۳۵	درائے علمائے سور	۱۷	دیباچہ
۱۹	مقدمہ	۳۶	تحریر سفینۃ الاولیاء	۱۹	مقدمہ
۱۹	بابائے ہم حضرت مجدد	۳۸	عجب آاز شیخ عبدالحق	۱۹	بابائے ہم حضرت مجدد
۱۹	نسب مبارک	۴۲	قاضی ثناء اللہ نوشتہ	۱۹	نسب مبارک
۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)	۴۲	اعتراف شیخ عبدالحق	۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)
۲۱	جدول نسب از زبدۃ المقامات	۴۲	تالیفات حضرت ایشان	۲۱	جدول نسب از زبدۃ المقامات
۲۳	اشکال	۴۵	اولاد امجاد	۲۳	اشکال
۲۴	جدول درست	۴۵	حضرت محمد صادق	۲۴	جدول درست
۲۵	مخدوم عبد الاحد	۴۷	تعمیر گنبد	۲۵	مخدوم عبد الاحد
۲۶	احوال حضرت مجدد	۴۷	الوصال	۲۶	احوال حضرت مجدد
۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ	۴۷	خطاب مجدد الف ثانی	۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ
۲۷	بنائے مسجد و سرہند	۴۷	بالرفیق الاعلیٰ	۲۷	بنائے مسجد و سرہند
۲۷	یک شبہ و جواب آن	۴۸	عشق نبوی	۲۷	یک شبہ و جواب آن
۲۸	الطاف حضرت خواجہ	۵۱	بابائے ششم حضرت محمد معصوم	۲۸	الطاف حضرت خواجہ
۲۹	احیائے دین	۵۵	قیوم	۲۹	احیائے دین
۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ	۵۶	اولاد مبارک	۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ
۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ	۵۶	مکاتیب شریفہ	۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ
۳۲	متابعت نبوی	۵۶	نماز جنازہ	۳۲	متابعت نبوی
۵۷	بابائے ہفتم حضرت سید الدین	۵۷	اولاد ایشان	۵۷	بابائے ہفتم حضرت سید الدین
۶۱	اولاد ایشان	۶۲	بابائے ششم حضرت محمد عیسیٰ	۶۱	اولاد ایشان
۶۲	بابائے ہفتم حضرت عزیز القدر	۶۲	بابائے چہارم حضرت صفی القدر	۶۲	بابائے ہفتم حضرت عزیز القدر
۶۳	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید	۶۸	حضرت شاہ عبد الغنی	۶۳	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید
۶۸	کتاب "القول السنی"	۷۰	تالیفات ایشان	۶۸	کتاب "القول السنی"
۷۰	مکتوبات ایشان	۷۲	اجازت	۷۰	مکتوبات ایشان
۷۲	میلاد شریف	۷۲	اولاد	۷۲	میلاد شریف
۷۲	خلفاء	۷۵	حضرت شاہ عبد الغنی	۷۲	خلفاء
۷۵	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید	۷۶	مسند ارشاد	۷۵	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید
۷۶	غذاری فرنگ	۷۹	ابتلائے عظیم	۷۶	غذاری فرنگ
۷۹	ابتلائے عظیم	۸۰		۷۹	ابتلائے عظیم

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۲	حفظ کلام الہی	۹۵	سفرِ قدس	۸۱	تفویض خانقاہ
۱۲۲	وفات والدہ و برادران	۹۶	وفات اہلیہ و دو پسر	۸۲	سفرِ حرمین محرمین
۱۲۲	سفرِ طابہ طیبہ	۹۷	سفرِ ہند	۸۲	مولوی رحیم بخش (حاشیہ)
۱۲۳	تحصیل علم و اساتذہ	۹۸	رسالہ در احوال سفر	۸۲	قصیدہ برادرہ
۱۲۵	پایہ علمیت و تدریس	۱۰۴	کمال استغنا	۸۵	تالیفات
۱۲۶	تدریس مدرسہ صولتینہ	۱۰۵	حجرہ مسجد	۸۶	ذوقِ سخن
۱۲۶	مدرسہ صولتینہ	۱۰۶	حلیہ مبارکہ	۸۶	خلفار
۱۲۶	بیان اوقاف کلام الہی	۱۰۷	تحریرات ایشان	۸۶	اولاد
۱۲۷	تدریس و حلقہ	۱۱۱	کلام منظوم	۸۶	حضرت شاہ عبدالرشید
۱۲۸	بیان تفسیر اکیلی	۱۱۲	الوصال و التدفین	۸۷	حضرت شاہ محمد معصوم
۱۲۸	سیر سلوک	۱۱۳	قطعات تاریخ	۸۷	شیخ ابوالطاهر
۱۲۹	تحریر مبارک	۱۱۶	ذکر خیر چراغ نبوی	۸۸	حضرت ابوالشرف
۱۳۰	قوت حافظہ	۱۱۷	فصل اول در احوال مبارکہ	۸۹	شیخ ابوالفیض
۱۳۱	سرعت سیر سلوک	۱۱۷	ولادت با سعادت	۸۹	حضرت محمد ابوسعید
۱۳۲	سلوک نقشبندیہ مجددیہ	۱۱۸	حضرت والدہ	۹۰	قاری عبدالحمید
۱۳۵	راہ سلوک ہفت قسمت	۱۱۸	غہد طفلی	۹۰	عبدالحمید
۱۳۸	رابطہ	۱۱۹	بیعت و خلافت خاصہ	۹۰	حضرت شاہ محمد منظر
۱۳۹	عنایت شاہ عبدالغنی	۱۱۹	اسباب سعادت	۹۱	شیخ احمد بہار الدین
۱۳۹	برکات طابہ طیبہ	۱۲۰	خلافت خاصہ	۹۲	شیخ محمد منظر
۱۳۹	مراجعت بہ مکہ	۱۲۱	آثار سعادت	۹۲	شیخ عیسیٰ
۱۴۰	رسالہ عربی	۱۲۲	وفات جد امجد	۹۳	امہ الجلیل (بی بی جمیلہ)
۱۴۰	لائحہ عمل	۱۲۲	جوار بیت اللہ	۹۴	بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر
۱۴۱	رواق بزم صاف کیشان				دعادر اماکن مقدسہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۶۷	بہ سردھنہ	۱۵۵	فتویٰ الکفر	۱۴۲	نماز شام
۱۶۸	نظم اصغر علی شاہ	۱۵۶	فتنہ قبر	۱۴۲	رحلۃ الہند
۱۷۰	در بیلند شہر	۱۵۶	غم مسجد شریف	۱۴۲	کرامت النصار
۱۷۰	گلاوٹھی	۱۵۶	گراشتن زوجہ اولیٰ	۱۴۳	بعض مفسدین
۱۷۰	مسجد شریف حضرت بلال	۱۵۷	سکونت خانقاہ	۱۴۴	وفات حضرت والد و خطوط
۱۷۱	سنت بابائے ہم	۱۵۷	انقطاع از اہل دنیا	۱۴۶	عقد زواجِ اول
۱۷۱	اسباب تربیتِ جلالی	۱۵۸	احتیاط در قبول ہدایا	۱۴۶	قیام در دہلی و سرحد
۱۷۳	نظر بندی	۱۵۹	تفریح و تمشیہ	۱۴۸	ملاقات با سائین توکل شاہ
۱۷۴	مہمانی	۱۶۰	قصہ نقاب	۱۴۸	معاودت بہ حرمین شریفین
۱۷۵	واقعہ النشر	۱۶۰	ہوش در دم نظر بر قدم	۱۴۹	نکاح دوم
۱۷۵	پیشکش یک ہزار روپیہ	۱۶۱	مصیف کوٹہ	۱۴۹	شوق زیارت
۱۷۶	نماز جمعہ	۱۶۲	نور ہدایت دمید	۱۵۰	دیار حبیب
۱۷۶	شوق دیدن اب صاحب	۱۶۳	بہ گلستان رفتن	۱۵۰	بر مرزا ابن عباس
۱۷۷	مولانا عبد الغفار خان	۱۶۳	واقعہ ملا عبد الحمید	۱۵۱	مراجعت بہ ہند
۱۷۸	یک منکر و محمد حسن خان	۱۶۴	مفتی کفایت اللہ	۱۵۱	خانقاہ ارشاد پناہ
۱۷۸	یک ملزم	۱۶۴	پیر مردے	۱۵۱	مولوی رحیم بخش
۱۷۹	یک حال بے مثال	۱۶۴	نظام دکن	۱۵۲	شاہ ولی النبی
۱۷۹	بر مرزا حضرت والد بزرگوار	۱۶۵	امیر حبیب اللہ خان	۱۵۲	ملا محمد عثمان دامانی
۱۸۰	تدریس شاطبیہ	۱۶۵	قیام در سکھر	۱۵۳	آمد ملا محمد عثمان
۱۸۰	خاتمہ نظر بندی	۱۶۶	خانہ در کوٹہ	۱۵۳	حق بہ حقدار رسید
۱۸۱	دھولی بہ کوٹہ	۱۶۶	قیام در میرٹھ	۱۵۳	مراجعت ولی النبی در دہ مشاہیر
۱۸۲	آمد بی بی	۱۶۷	شیعان علی	۱۵۳	آثار خلافتِ خاصہ
۱۸۲	آمد مہدی حسن	۱۶۷	دستہ فوج پنجاب بیان	۱۵۵	جماعت معاندین

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۱۶	قبیلہ	۱۹۸	میر اعظم خان	۱۸۳	آخوند جی شاہ محمد عمر
۲۱۶	وضو	۱۹۹	سفیر گل محمد	۱۸۴	روح پر وازی کند
۲۱۶	نماز بنیاز	۱۹۹	سردار امیر احمد	۱۸۵	بہ خوجہ
۲۱۶	حضور قلب	۲۰۰	امیر امان اللہ خان	۱۸۵	نمائش گاہ بلند شہر
۲۱۸	حسنات الابرار	۲۰۰	ایامِ آخرین	۱۸۵	کارپاکان راقیاس از خود گیر
۲۱۸	ادعیہ ماثورہ	۲۰۱	پیر عبدالحق ہوشیار پوری	۱۸۶	محدے مسلمان می شود
۲۱۹	قنوت نازلہ	۲۰۲	تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد	۱۸۸	حادثہ ریل
۲۲۰	اذان	۲۰۳	مرد پیر	۱۸۸	میان شیر محمد شمر پوری
۲۲۱	جماعت	۲۰۴	وصول بہ سقراط	۱۸۸	رؤف احمد شاہ امام
۲۲۱	نظر بر احوال مقتدیان	۲۰۴	بنائے مسجد ارادہ حج	۱۸۹	حضرت طاہر بندگی
۲۲۱	اعتراض بے خردان	۲۰۴	ہستشقی رفتن	۱۹۰	مقبرہ جہانگیر
۲۲۲	احادیث مبارکہ	۲۰۵	یک کشف	۲۱۱	بہ امر تسر
۲۲۴	درمقات نوشتہ	۲۰۵	اجازت یک قبر	۱۹۱	بہ دھوراجی
۲۲۴	شیخ عبدالحق نوشتہ	۲۰۶	طلب کردن میلاد خوانان	۱۹۲	دعوتِ راج
۲۲۴	امامت	۲۰۶	کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ	۱۹۲	بہ پانی پت
۲۲۶	ختم قرآن مجید	۲۰۶	کتاب مقدمۃ الکتاب	۱۹۳	بہ سعد آباد
۲۲۶	بعد از سلام دادن	۲۰۸	کتاب آثار رحمت	۱۹۴	بہ اکبر آباد (آگرہ)
۲۲۶	نماز جمعہ	۲۰۸	تحفۃ الاخیار	۱۹۴	محفل مبارک میلاد شریف
۲۲۸	مساجد شریفہ	۲۱۲	فصل دوم در معمولات	۱۹۵	مراجعت و شکار
۲۲۹	نماز عید	۲۱۲	خواندن بسم اللہ	۱۹۵	سفر آخرین کوئٹہ
۲۳۰	تراویح	۲۱۳	طہارت	۱۹۵	اشعار مبارکہ
۲۳۰	حافظ بنیاز احمد	۲۱۳	لباس	۱۹۶	خان قبیلہ بختیار
۲۳۲	امامت نیاز احمد	۲۱۴	اطعمہ و اشربہ	۱۹۸	سفیر محمد اسماعیل خان

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۴۵	مولوی اشفاق الرحمن	۲۵۴	واقعہ حافظ عبدالحکیم	۲۳۴	حافظ پنجاب و یک کشف
۲۴۵	یک اہل حدیث	۲۵۵	واقعہ مولانا سیف الرحمن	۲۳۵	گلدستہ
۲۴۵	مسئلہ میلاد و قیام	۲۵۶	واقعہ ملا عبدالحکیم	۲۳۵	صلوات تسبیح
۲۴۵	مکتوب مبارک	۲۵۶	واقعہ ملا عبد اللہ	۲۳۸	سنن و نوافل
۲۴۶	تحریر مولوی رشید احمد	۲۵۶	واقعہ ملا جمعہ خان	۲۳۸	روزہ کشائی
۲۴۶	عبارت ابن حجر	۲۵۹	واقعہ ملا عبد الحنان ترکی	۲۳۸	فطرہ
۲۴۹	عاجز گوید	۲۶۰	واقعہ ملا نیک نظر ترکی	۲۳۸	اضحیہ
۲۸۰	بعض معاندین و مخالفین	۲۶۱	واقعہ محمد اسحاق دراہد حسین	۲۳۸	زکات
۲۸۰	مال یک معترض	۲۶۲	واقعہ ملا احمد خان	۲۳۹	بیعت و ارشاد
۲۸۱	وہابیہ و اذنا ب و ہابیہ	۲۶۳	واقعہ محمد رفیع	۲۳۹	بیان مولوی عبد الشکور
۲۸۱	ابیات قصیدہ ہمزئیہ	۲۶۳	مولانا حبیب الرحمن ردو لوی	۲۴۱	وہابیت سیدنا عمرؓ
۲۸۲	درود کبریت احمر	۲۶۴	بقیہ از احوال محمد رفیع	۲۴۲	إلی ما کتافیہ
۲۸۵	حرف آخر از مولد	۲۶۴	خلاصۃ القول	۲۴۲	مکتوب مبارک
۲۸۵	زیارت قبور	۲۶۵	اجازت و خلافت	۲۴۴	صرفہ گویان
۲۸۶	امام رازی گفتہ	۲۶۶	محفل میلاد شریف	۲۴۵	مقام مرشد
۲۸۷	حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۶۸	ورفتن الکرک	۲۴۷	بیعت زنان
۲۸۸	حضرت سید نور محمد	۲۷۰	اشیء بالشیء ذکر	۲۴۷	حلقہ و توجہ
۲۹۰	حضرت حافظ سعد اللہ	۲۷۰	رجوع بہ حدیث میلاد	۲۵۱	تدریس و تذکر
۲۹۰	حضرت گلشن	۲۷۲	بعض لطائف ذکر مبارک	۲۵۱	متعلق بہ حلقہ
۲۹۱	حضرت عبد العدل	۲۷۳	رسیدن صوت بہ ہر یک	۲۵۲	تربیت مخلصین
۲۹۱	حضرت محمد آفاق	۲۷۳	خطاب بہ عبید الرحمن خان	۲۵۳	اجتناب از واعظان
۲۹۳	حضرات محدثین دہلویہ	۲۷۴	سید بشیر علی	۲۵۳	اجتناب از صوفیہ ناتمام
۲۹۴	واقعہ حضرت انسید	۲۷۴	بیان مرد پیر	۲۵۴	از عزیمت بہ رخصت

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۲۴	فصل سوم در اکرامات الہیہ	۲۹۴	کتاب القول الجلیل		قرنِ فتح اللہ
۳۲۵	راہِ اجتناب	۲۹۵	دعا و دم کردن		حضراتِ عندلیب و درر
۳۲۴	مولانا عبدالحق الزآبادی	۲۹۵	والدہ شوکت علی محمد علی		حضرت قطب الاقطاب
۳۲۴	سائین توکل شاہ	۲۹۴	معظم علی شاہ		حضرت سلطان المشائخ
۳۲۸	پیر سید جماعت علی شاہ	۲۹۸	دم بر مرصیان		نوبت دیگر
۳۲۸	میان شیر محمد شر قپوری	۲۹۹	علاقت اولاد		حضرت چراغِ دہلی
۳۲۸	مولانا رؤف احمد شاہ	۲۹۹	برائے ایصالِ ثواب		سید محمود بخار
۳۲۸	پیر عبدالحق	۲۹۹	برائے دفع اثر چشم بد		شاہ کلیم اللہ
۳۲۸	مفتی محمود مد راسی	۳۰۰	برائے حاجت براری		شاہ عبدالسلام
۳۲۹	پیر جی مظفر علی خان	۳۰۰	برائے اوجہا ع		بندہ عالم الغیب
۳۲۹	حافظ انور علی رہتکی	۳۰۱	دعا و ماہ نو		چلی قسیر
۳۲۹	مولوی جعفر شاہ	۳۰۱	دعا و سال نو		ما تعلق بالزیارہ
۳۳۰	شاہ سلیمان کنگن پوری	۳۰۲	رویت سبیلِ نجات		بعض اوراد و وظائف
۳۳۰	مولانا مشتاق احمد	۳۰۲	ختم مقدس		ختم خواجگان
۳۳۱	مولانا رکن الدین الوری	۳۰۳	بہترین اوقات و ایام		مستبعات عشر
۳۳۲	مفتی منظر اللہ	۳۰۳	لطفِ خفی		سید الاستغفار
۳۳۳	سید ظہور الحسن	۳۰۳	داروئے دل عاشق		اسماءِ حسنیٰ
۳۳۳	سید محمد شاہ قصوری	۳۰۵	اجازت اوراد و صلوات		المزدوجۃ الغرا
۳۳۳	سید ممتاز علی شاہ	۳۰۸	تحریر بر شجرہ		شجرۃ نقشبندیہ مجددیہ
۳۳۴	سید ابوالخیرات	۳۱۱	اشترک در مجلس نکاح		اشعارِ مالتی
۳۳۴	شاہ محمد شعیب	۳۱۲	عقیقہ		صلوۃ حاجت
۳۳۵	حکیم فرید احمد	۳۱۳	مسالہ فقہیہ در لباس		تعویذات
۳۳۶	مولوی امداد اللہ خان	۳۱۳	منقبت غوث دہلوی		برائے مرضِ صراع

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۶۰	مولانا احمد حسین خان امروہوی	۳۴۹	حضرت شاہ محمد معصوم	۳۳۶	محمد حسن خان رامپوری
۳۶۱	مولانا عبدالکافی الہ آبادی	۳۵۰	حضرت شاہ ابوالاحمد	۳۳۷	محمد حسن خان کرتبوری
۳۶۱	قاری عبدالرحمن الہ آبادی	۳۵۰	حضرت غلام قیوم	۳۳۷	پیر ابوالخیر غازی پوری
۳۶۱	مولانا نور احمد لہوری	۳۵۱	حضرت محمد حسن	۳۳۸	مولانا کرامت اللہ خان
۳۶۱	حکیمان خاندان شریفی	۳۵۱	مولانا اعجاز حسین	۳۳۸	استادی مولانا عبدالعلی
۳۶۲	خاندان خانان	۳۵۲	حافظ محمد یعقوب	۳۳۹	آمدیک ولی کامل
۳۶۲	زارین آخرین	۳۵۲	ابو ذکار مولانا سلامت اللہ	۳۴۱	صاحبزادہ ملا پیر محمد
۳۶۳	نبذہ من الکرامات	۳۵۳	مولانا ظہورالحسین	۳۴۲	خلیفہ طریقہ بنوریہ
۳۶۶	یک پادری وزن دے	۳۵۳	مولانا ریاست علی خان	۳۴۲	مقبولیت این را گویند
۳۶۶	یک انگلیزی	۳۵۳	محمد امیر خان	۳۴۳	اشارات غیبیہ
۳۶۷	منتخبہ را تو بیچ کردن	۳۵۴	مولانا محمد میان کاندھلوی	۳۴۳	اختر مشکی
۳۶۷	ملا صاحب خان قمبرانی	۳۵۵	ملا کمال دہلوی	۳۴۳	مردولی فتح اللہ اندری
۳۶۸	ملا طیب کشوازی	۳۵۶	مولانا حبیب الرحمن شروانی	۳۴۵	اکبر توخی
۳۶۸	ذکر اضحیہ و منی	۳۵۷	مولانا عبدالرحمن شروانی	۳۴۵	قاری عبدالغنی شافی
۳۶۸	عبداللہ خرکار	۳۵۷	حکیم محمد مسعود احمد	۳۴۶	سید یوسف زوادی
۳۶۹	روح فتح اللہ	۳۵۷	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۴۶	سید علی زوادی
۳۶۹	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی	۳۵۸	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۳۴۶	سید عبداللہ دھلان
۳۶۹	یک پہلوان شناور	۳۵۹	قاضی سید محمد اسماعیل	۳۴۷	مقبولیت تامہ
۳۶۹	حکیم نور الدین قادیانی	۳۵۹	حافظ سید محمد امام جامع دہلی	۳۴۷	آہوئے سیاہ شاخدار
۳۷۰	قاری فضل الرحمن	۳۵۹	سید احمد شمس العلماء امام جامع	۳۴۸	یک غزال
۳۷۰	مولوی محمد یونس	۳۵۹	سید محمد امام عید گاہ	۳۴۸	کبوتر
۳۷۱	ملا سبزل	۳۶۰	مولانا محمود الحسن	۳۴۸	طوطی دکنجشک
۳۷۱	شاہراہ احمد خان انصاری	۳۶۰	مولانا مفتی عزیز الرحمن	۳۴۹	حضرات ذوی المجدد الاحترام

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۱۷	۱۔ شیخ عماد الدین بلخاری	۴۸۰	۲۔ سلسلہ قادریہ	۳۷۲	فرخ علی شاہ
۵۱۷	۲۔ مولانا مختار سمرقندی	۴۸۲	۳۔ سلسلہ چشتیہ	۳۷۳	سفید باز
۵۱۷	۳۔ شیخ محمد حسن	۴۸۵	۴۔ سلسلہ سہروردیہ	۳۷۳	احمد اللہ خان
۵۱۷	۴۔ قاری عبدالغنی الطاک	۴۸۷	۵۔ سلسلہ گبرویہ	۳۷۳	میمنان بمبئی
۵۱۷	۵۔ مولوی عبداللہ قندھاری	۴۸۹	۶۔ سلسلہ مداریہ	۳۷۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہروی
۵۱۸	۶۔ حاجی نور احمد مقری	۴۹۰	۷۔ سلسلہ قلندرہ	۳۷۴	مولانا احمد سعید دہلوی
۵۱۸	۷۔ ملا گل محمد ادنیٰ خیل	۴۹۲	فصل ششم در علالت وصال	۳۷۵	محمد شاہ گفتہ
۵۱۹	۸۔ ملا حاجی گل	۴۹۳	علالت	۳۷۵	نغمہ ہجران
۵۱۹	۹۔ ملا جمعہ خان	۴۹۷	وصال	۳۷۸	فصل چہارم در ملفوظات
۵۱۹	۱۰۔ ملا عبداللہ علیزی	۴۹۸	تغییل و تکفین	۴۰۲	فصل پنجم در تحریر و مکاتیب
۵۱۹	۱۱۔ یار محمد خروئی	۴۹۹	قبر مبارک	۴۰۳	مولد سعیدیہ
۵۱۹	۱۲۔ غلام اکبر بلزی	۴۹۹	ارشاد مبارک بہ ملا احمد	۴۰۳	الدر المنظم
۵۲۰	۱۳۔ ملا مشوڑی	۵۰۰	بہ کار آمدن تحریر	۴۰۳	حوائل اعجاز صنعت
۵۲۰	۱۴۔ ملا ذاکر علی خیل	۵۰۱	تحفہ و درستی قبر	۴۰۳	اجازت طریقت
۵۲۰	۱۵۔ عبدالحکیم دفائی	۵۰۱	نماز جنازہ	۴۰۴	اجازت دلائل
۵۲۰	۱۶۔ عبدالقادر احمدزی	۵۰۲	تدفین	۴۰۴	تصیحت نامہ
۵۲۱	۱۷۔ ملا حاجی احمد شاخیل	۵۰۳	فاتحہ	۴۰۵	نصائح
۵۲۱	۱۸۔ ملا اسلم کبیر اندڑی	۵۰۴	جلسہ صغریٰ	۴۰۶	مکاتیب مبارک
۵۲۱	۱۹۔ سید محمد سعید	۵۰۵	جلسہ کبریٰ	۴۰۶	فصل ششم در شعرو سخن
۵۲۱	۲۰۔ ملا پیر احمد ترک	۵۰۸	فصل ہفتم در بعض تواریخ و قصائد	۴۰۷	کلام عربی
۵۲۲	۲۱۔ ملا سید باز نیازی		خاتمہ	۴۰۷	کلام فارسی
۵۲۲	۲۲۔ ملا لعل محمد جانی خیل	۵۱۶		۴۰۸	فصل ہفتم در بیان سلاسل و سلسلہ
۵۲۲	۲۳۔ ملا سید رحمت نیازی	۵۱۶	اولاد معنوی	۴۰۸	۱۔ سلسلہ نقشبندیہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۶۲	۴۔ برخوردار عبدالرحمن	۵۳۲	۴۰۔ مولوی محمد عمر مدظری	۵۲۲	۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ
۵۶۲	۵۔ بی بی زینب	۵۳۲	۴۸۔ قاری دلی محمد میرٹھی	۵۲۲	۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ
۵۶۲	۶۔ برخوردار عبداللہ	۵۳۲	۴۹۔ فتح محمد گجراتی	۵۲۲	۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ
۵۶۳	۷۔ برخوردار عبداللہ	۵۳۲	۵۰۔ حافظ سکندر	۵۲۲	۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ
۵۶۳	۸۔ بی بی رابعہ	۵۳۲	۵۱۔ مولوی سعید احمد سنہلی	۵۲۵	۲۸۔ خدائے ہر گل صاحبزادہ
۵۶۳	۹۔ بی بی ہاجرہ	۵۳۲	۵۲۔ سردار عدالت خان	۵۲۵	۲۹۔ ملا سید احمد جان
۵۶۳	۱۰۔ بی بی فاطمہ	۵۳۵	۵۳۔ محمد ہاشم کوسی کلان	۵۲۶	۳۰۔ ملا خیر اللہ اندری
۵۶۳	وفات اہلیہ	۵۳۶	۵۴۔ مولوی عبدالعزیز بنگالی	۵۲۶	۳۱۔ شرف الدین ہمید
۵۶۴	خلفار	۵۳۹	بیان مولوی عبدالشکور	۵۲۷	۳۲۔ حاجی کلاخان خروئی
۵۶۴	حضرت ابوالسعد سالم	۵۴۲	حضرت والدہ ماجدہ	۵۲۷	۳۳۔ ملا امیر مبین خیل
۵۶۴	ولادت و تسمیہ	۵۴۵	اولادِ صلیبی	۵۲۷	۳۴۔ ملا حسن بابی
۵۶۵	زواج و اولاد	۵۴۶	بی بی صدیقہ	۵۲۸	۳۵۔ ملا محمد آفاق مروت
۵۶۶	۱۔ برخوردار ابوبکر	۵۴۷	بی بی فاروقی	۵۲۸	۳۶۔ قاضی لعل محمد نورزی
۵۶۶	۲۔ بی بی سعاد	۵۴۹	بی بی امۃ اللہ	۵۲۸	۳۷۔ ملا عبدالجلیم آخوندزادہ
۵۶۶	۳۔ برخوردار ابوحفص عمر	۵۵۰	حضرت ابوالفیض بلال	۵۳۰	۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوندزادہ
۵۶۶	۴۔ برخوردار عاصم	۵۵۰	ولادت و تسمیہ	۵۳۰	۳۹۔ سید عبدالحق پشین
۵۶۶	۵۔ برخوردار جعفر	۵۵۲	زواج	۵۳۱	۴۰۔ خدائے رحم کار
۵۶۶	۶۔ برخوردار عبداللہ عامر	۵۵۵	زلزال کوٹہ	۵۳۱	۴۱۔ سید اکرم شاہ
۵۶۶	۷۔ برخوردار عبدالعزیز شیخ دوران	۵۵۸	توطن کوٹہ	۵۳۱	۴۲۔ مولوی مصباح الدین چانگامی
۵۶۶	۸۔ بی بی فوزیہ	۵۶۱	اولاد	۵۳۲	۴۳۔ حاجی فیض اللہ سرسوی
۵۶۶	۹۔ بی بی فائزہ	۵۶۱	۱۔ برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن	۵۳۲	۴۴۔ مولوی برکت اللہ ہانسوی
۵۶۷	خلفار	۵۶۲	۲۔ بی بی خدیجہ	۵۳۲	۴۵۔ مولوی سید عبدالجلیل
۵۶۷	ذوقِ مطالعہ	۵۶۲	۳۔ بی بی عائشہ	۵۳۲	۴۶۔ میر واحد دہلوی

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۸۷	بی بی سنیہ	۵۷۸	سلسلہ مبارکہ	۵۶۷	تولفِ کتاب ابوالحسن زید
۵۸۸	بی بی عطیہ	۵۷۹	مسک عاجز	۵۶۷	ولادت
۵۸۸	بی بی نقیہ	۵۸۲	حج و زیارت	۵۶۸	عہد طفلی
۵۸۸	بی بی زکیہ	۵۸۳	امامت عید گاہ	۵۶۸	اشتغال بعلم
۵۸۸	بی بی خیریہ	۵۸۶	زواج	۵۷۰	مولانا عبدالعلی فرمودہ
۵۸۸	برخوردار ابوالفضل محمد	۵۸۷	اولاد	۵۷۱	سفر مصر
۵۸۹	زواج و اولاد	۵۸۷	بی بی صفیہ	۵۷۱	مراجعت
۵۹۰	سلسلہ نسب	۵۸۷	ابو تراب حامد	۵۷۲	تالیفات
۵۹۱	سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۸۷	ابوالخیر احمد	۵۷۵	شعر و سخن

قطعہ تاریخ

بہ فضلِ خداوند کون و مکان
 نوشتم چو احوالِ خیرِ جہان
 چہ خیرِ جہان است ابوالخیرِ خیر
 فدائش دلم باد و ہم جسم و جان
 پے سالِ تالیف گوشم شنید
 مقاماتِ اخیر سالش بدان
 ۹۴ ھ ۱۳

قصیدہ نعتیہ میرا وحید الدین اوحدی کرمانی

رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش آن کہ بندم در بہت بر ناکہ محل از وطن
چون پانہم در راہ تو باشد پیے قطع رہم
آیم برین دار الشفا گویم بہ زاری دم بہ دم
شاہ سر سلطنت سلطان اودا دنی لقب
از گفتن نعت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر
از شوق باغ عارضت ز دست حشر چاک زد
از شرم خاک در گہت بر خاک د خواری ریختہ
سحر آفرین عقل را در وقت وصفیت اوفتد
کمتر گدائے در گہت بر مسند شاہی بود
بعد وفا تم بس بود گردے ز راہ مقدمت
یار ختمہ للعالمین بر خیز تا خیز و دگر
از سطوت حشمت مز دگر روے تابدا تا ابد
از سنگ کین بدگوہران خستند دندان ترا
عیسی و صالح در بہت با خضر موسی آمدہ
عقل دل دین و خرد گردند گرد و وضع ات
شمس شرع از بہرت از بہر دفع کفر شد
از ہیبت شریعت عجب نبود اگر دوری کند
ہم از طفیل ذات تو موجود گشتہ از عدم

خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بہ سر غلظم بہ تن
پارا جلد کف آبلہ چشم قدم غم ز ادمن
کائے شمع دین ختم رسل مطلوب حق فخر زن
ملی نسب اُمّی حسب بطحا مکان یثرب وطن
باغ امل شاخ طرب گلزار حبان نخل بدن
لالہ گریبان غنچہ دل نسرين قبا گل پیرہن
رنگ گل و آب مل و تاب چین بوے سمن
کلک از بنان حرف از بیان نطق از زبا لطف از دہن
خمر صفت دارا محل خاقان مکان جمشید فن
زاد سفر زیپ عمل شمع لحد عطر کفن
شو از فلک جہاز فلک رنگ از زحل سر از علن
آبا از زمین تاب از شر بلبل زگل باد از چین
محراب دین لعل ختن درج گہر در عدن
او چتر دارا بن ناقہ کش آن خاک بوس این باد زن
آن شادمان بن جافشان آن طوف کن این چرخ زن
گیتی ستان آتش فشان کشور کشا اعدا فکن
چشم از غضب برد ز چرخ حال از فسولب از شکن
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سر و علن

کلک بدائعِ سنج من در صفحہ نعتت بود
 پے ناقہ ات ہر جا نہاد از دولت گامش بود
 وقتِ چریدن از دہن خائے کہ افتد بر زمین
 بستہ میانِ بندگی در پیشِ خدامِ درت
 بنمائے روئے نازنین تا بر زمین افتد شرم
 از حجرہ بیرون نہ قدم بر کن درختِ ظلم را
 جمع خطا اندیشہ را از برقی تیغ آبدار
 فرمان بر حکم ترا در زیر فرمان آمدہ
 گر ضبط تو مانع شود گرد و گریزان تا ابد
 از بہر دفعِ دشمنیت آیام تعیین ساختہ
 بادشمنت روز ازل زائندہ است از یک شکم
 از دولتِ نعتِ شما لحظہ بہ لحظہ تازہ تر
 اے آفتابِ شریعِ دین چون مہ کہ پامان توام
 ہستی شفیعِ المذنبین خویت شفاعت کردن است
 باد از ما بر آل تو پیوستہ صلوات و سلام
 صدیقِ اکبر با عمر عثمان چہارم حیدر است
 باز کرو فکر نعت تو خرم نشستہ اَوْحَدِی

دستانِ سرامعنی نما عیسیٰ نفسِ عنبر فگن
 باغِ ارمِ ملک بقا صحرائے چین دشتِ ختن
 سوسن شود نسرين دمد خیزد گل آرد نستر
 علم و ادب فضل و ہنر و ہنر ذکا خرد و مہن
 زہرہ زبام ماہ از افق مہرا ز شفق شمع از لگن
 برباد دہ آتشِ بزن در ہم شکن از پافگن
 از پا بر آراز جافشان در خاک کش گردن بزن
 چین و خطا مصر و حلب روم وری و شام و مین
 مرگ از مرضِ رنگِ عرضِ گرگ از غم داغ از زغن
 تیر و کمان گرز و سنان تیغ و تبر و اورسن
 داغ بر صر رنج بہق گندِ بغل بوئے دہن
 فیضِ ازل عمر ابد روز و نو و عیش و کین
 دامنِ نگر بر من گز رسایہ فگن بر سرقِ من
 بیچارہ من نامہ سیاہ عالم تباه دل پر حزن
 در آشکارا در نہان در خلوت و در انجمن
 آن صادق و این عادل و آن جامع و این بوا حسن
 آسودہ جان آزادہ و ش بے فکر دل اندر بدن

دارم اُمیدِ مغفرت از دولتِ نعتِ شما
 با این عملِ با این گنہ با این جفا اے ذوالمنن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا عَلَيَّ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ الَّذِي أَرْسَلَهُ مُعَلِّمًا وَمُزَكِّيًا وَرَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ عَدَدَ خَلْقِ
اللَّهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةِ عَرْشِهِ وَمَدَا كَلِمَاتِهِ - وَبَعْدُ -

بندۂ عاجز البواکسن زید فاروقی عرض می دارد کہ عاجز دو سال پیشتر بہ زبان اردو در احوال
پیر و مرشد برحق، سیدی و سندی و والدی حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین قدس سرہ کتاب
”مقاماتِ خیر“ نوشتہ بود۔ تا ذکر مبارک ایشان بر صفحات روزگار بہماند۔

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفتہ اند این ذخیرہ پس تراکالباقیات الصالحات

چونکہ مخلصین حضرت ایشان در بلاد افغانستان بیش از بیش اند، برائے ایشان عاجز بہ تالیف این
کتاب کہ موسوم بہ ”سوانح حیات ابوالخیر“ و معروف بہ ”مقاماتِ اخیر“ است پرداخت۔ و این
ہر دو نام تاریخی اند۔ وَفَّقَهُ اللَّهُ لِلْإِتْمَامِ۔

آوردہ اند کہ از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سوال کردند کہ در حکایات و روایات
صالحین برائے مریدان چہ فائدہ بود۔ فرمودند سخن ایشان لشکرے است از لشکر ہائے خدائے تعالیٰ۔
کہ اگر مریدے دل شکستہ بود بہ آن قوی گردد و بہ آن لشکر مدد یابد۔ پروردگار بہ حبیب خود صلوات اللہ
وسلامہ علیہ می فرماید۔ وَكَلَّا نَقْصُصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّئُ بِهِ قُلُودَكَ يَعْنِي قُصَصُهَا
انبیائے گزشتہ یا تومی گوئیم تا دل تو بہ آن آرام گیرد و قوی تر گردد۔ اگر برائے سرور عالمیان حکایات
انبیاء سبب تثبیت دل گشتہ برائے ما عاجزان حکایات اولیاء باعث تقویۂ قلب می باشد۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ فرمودہ کہ پروردگار گفتہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ یعنی اے مومنان بترسید از اللہ و باشید باراست گویان۔ لہذا رفاقت
صداقین مطلوب است۔ بہ خدمت ایشان رسیدن و در صحبت ایشان بودن کینونت و رفاقت

ظاہری است و بہ خیال ایشان ماندن و بہ ذکر ایشان مصروف بودن کینونیت باطنی است۔
 محبتِ این طائفہ کلیدِ رحمتِ الہی است۔ در صحیحین از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست
 کہ مردے بہ خدمت سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم رسید و گفت۔ کَیْفَ تَقُولُ فِی رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ
 یَلْحَقْ بِهِمْ۔ یعنی چہ می فرمائی در مردے کہ گروہے را دوست داشته است و لاحق بہ ایشان نہ شدہ۔
 آن سرور عالمیان فرمود۔ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی مرد با کسے است کہ ویرا دوست داشته۔ سبحان
 اللہ چہ بشارت نیست عظیم برائے امثالِ ما دون ہمتان کہ اگر در اعمال قاصر ماندہ ایم در محبتِ خاصانِ حق
 تقصیر نہ نمایم تا رفاقتِ ایشان در۔ رَوْحٌ وَرَیْحَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِیمٌ۔ دست دہد۔
 و این کتاب مقاماتِ اخیر مشتمل است بر مقدمہ و فصولِ تسعہ و خاتمہ۔

مقدمہ در بیان سلسلہ نسب تا امیر المؤمنین، امام الاعمالین سیدنا عمر بن الخطاب رضی
 اللہ عنہ و در ذکر آباء کرام از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تا حضرت
 والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔

فصل اول در احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول روز علالت۔

فصل دوم در معمولاتِ شریفہ حضرت ایشان۔

فصل سوم در بیانِ اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان۔

فصل چہارم در بیانِ ملفوظاتِ حضرت ایشان۔

فصل پنجم در بعضِ تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان۔

فصل ششم در بیانِ ذوقِ شعرو سخن حضرت ایشان۔

فصل ہفتم در بیانِ سلاسلِ مبارکہ سابعہ۔

فصل ہشتم در بیانِ علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال۔

فصل نہم در بیانِ بعضِ قصائد و تواریخ وصالِ حضرت ایشان۔

خاتمہ در بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان۔

غرض نقشہ است کہ یاد ماند کہ ہستی را نہ می بینیم بقائے

مقدمہ

در بیان نسب ذکر آباء کرام تا حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہم

فی الذّٰہبِینَ الْاَوَّلَیْنَ نَ مِنَ الْکِرَامِ لَنَا بَصَائِرُ

بابائے ہم حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ

اسم گرامی ایشان احمد، کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین، خطاب امام ربانی مجدد و منور الف

ثانی، فرزند چہارم حضرت عبدالاحد المشہر بہ مخدوم۔ ولادت بابرکت بہ شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۱۰ھ کہ

کلمہ "خاشع" دال بران سال است در بلدہ سرہند بودہ، بہ حساب تقویم شمسی ہجری ۱۵ جوزا ۹۲۳ھ

مطابق ۵ ماہ جون ۱۵۶۴ء بود، و وفات شریف بہ روز سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۲ھ در سرہند شریف شدہ۔

بعض افراد، ۲ و بعض ۲۹ از صفر نوشتہ اند بنا بر اختلاف مطالع، در روز اختلاف نیست کہ آن

سہ شنبہ بود۔ بہ حساب شمسی ۵ قوس ۳۰ مطابق ۲۶ نومبر ۱۵۶۴ء بود عمر شریف بہ حساب قمری ۶۲ سال

۴ ماہ ۱۴ روز، و بہ حساب شمسی ۶۰ سال، ۵ ماہ، ۲۱ روز بودہ۔

والد بزرگوار ایشان را ہفت پسر بودہ و ایشان خیر الامور و وسطہا بودند۔ اسم مبارک ایشان چہار

حرفی و وجود ایشان چہارم در برادران۔

نسب مبارک ایشان حسب نوشتہ خواجہ محمد ہاشم کشمی در زبدۃ المقامات بہ ۲۶ واسطہ

بہ صحابی جلیل ابن جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما می رسد۔

خواجہ ہاشم نوشتہ اند شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ جد پانزدہم حضرت ایشان است و او بہ یازدہ

واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما می پیوندد۔

۱۔ سر مست جام احمدی حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ از بزرگ زاد ہائے کشم بدخشان است، والد ایشان خواجہ

قاسم از علما اعلام و اکابر آن ولایت بودہ، آباد اجداد ایشان از منتسبان سلسلہ کبرویہ بودہ اند ایشان در عنفوان شباب

بہ واسطہ اشارات و بشارات دل بہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ پیستہ بودند و در خواب بہ زیارت بزرگے مشرف شدہ بودند

چنانچہ بہ تلاش مرشد کمال از وطن خود روان شدند تا آنکہ در ہندوستان بہ برہان پور رسیدند و آنجا آن بزرگ را کہ در خواب

باقی برصنٹ

سلسلہ نسب را شیخ بدرالدین سہروردی نیز در حضرات القدس نوشتہ، در بیان حضرت خواجہ و جناب شیخ بہ دو جا اختلاف است چونکہ خواجہ محمد ہاشم اکتفا بہ سمر داسامی مبارکہ نہ کردہ بلکہ بیان وبسائط ہم کردہ و گفتہ است کہ امام رفیع الدین جد ششم حضرت ایشان است، و امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ می پیوندند۔ و شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی جد پانزدہم۔ حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما می پیوندند۔“
لہذا عاجز از زبدۃ المقامات سلسلہ نسب را در جدول نقل می کند۔

باقی از صفحہ ۱۹
دیدہ بودند یا فتند و آن بزرگ حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہ بودند، چنانچہ بردست حق پرست ایشان داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شدند و عریضہا بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشتند۔ حضرت ایشان بہ حضرت میر نوشتند: ”خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہری شود و مشاسرا الیہ مربای شہا است و مذاق دان شہا، استفسار ہا را بہ احوالہ فرمایند کہ جواب گرفتہ بہ خدمت شمار ساند و السلام۔“
چنانچہ حضرت میر ایشان را بہ سمرہند شریف فرستادند۔ حضرت خواجہ چون بہ سمرہند رسیدند و جمال باکمال حضرت مجدد را دیدند از دل و جان عاشق آن جناب شدند و مدت دو سال بہ ذوق و شوق تمام در حضور و سفر ملازم خدمت بابرکت ماندہ از محرمان اسرار شدند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ دفتر ثالث مکتوبات را ایشان جمع کردہ اند و در ۱۳۴۰ کتاب ”برکات الاحمدیۃ الباقیہ“ معروف بہ اسم تاریخی ”ہوزبدۃ المقامات“ تالیف نمودند و قبل از ۱۳۵۰ در برہان پور رحلت فرمودند، چہر کہ شیخ بدرالدین سہروردی در حضرات القدس از وفات ایشان نوشتہ اند و تالیف حضرات القدس در حدود ۱۳۵۰ بودہ مزار ایشان در قبرستان دانی عکہ بود کہ بر راہ واقع است کہ از شہر برہانپور بہ پٹیشن ریل می رود متصل بہ قبرستان مسیل است کہ آن را ”پنڈول“ گویند، عرصہ شصت سال می شود کہ حضرت خواجہ در خواب بر نیک مردی ظاہر شدہ گفتند: قریب است آپ سیل قبر مرانقصان رساند لہذا جسد مرا در جائے دیگر دفن کنید۔ آن مرد صالح اہالی برہانپور را از خواب آگاہ کرد۔ اہالی از حکومت برائے قبر ایشان نزد رابرٹ سن اسکول در میدان جائے طلب کرد و جثمان ایشان را از قبر قدیم برداشتہ در قبر جدید دفن کردند۔ بعد از سہ صد سال جسد مبارک ایشان را بر آورده بودند جسد مبارک از سزنا پا بالکل سالم بود معلوم می شد کہ حالافوت کردہ اند و کفن ہمچو نو بود خوش نصیبان برہانپور کیفیت ہم کنویم العرفوس را بہ چشمہائے سمرہ خطہ کردند و بر آن ولی پروردگار نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

ہرگز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۃ عالم دوام ما
در تحقیق این واقعہ قطعاً محل ریب نیست، فلا تَکُنْ مِنَ الْمُتَرَدِّينَ۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۱۱	عبدالله	۲۱	عبدالله الواعظ الاصغر	۶	ولطه
۲	زین العابدین	۱۲	شعیب	۲۲	عبدالله الواعظ الاکبر	۷	
۳	عبدالحی	۱۳	احمد	۲۳	ابوالفتح	۸	
۴	محمد	۱۴	یوسف	۲۴	اسحاق	۹	
۵	حبیب الله	۱۵	شهاب الدین علی فرخ شاه	۲۵	ابراہیم	۱۰	
۶	امام رفیع الدین	۱۶	داسط	۲۶	ناصر	۱۱	
۷	نصیر الدین	۱۷	نصیر الدین	۲۷	حضرت عبدالله صحابی		
۸	سلیمان	۱۸	محمود	۲۸	حضرت عمر امیر المومنین		
۹	یوسف	۱۹	سلیمان	۲۹	رضی الله تعالی عنہم اجمعین		
۱۰	اسحاق	۲۰	مسعود	۳۰	وعنہم اجمعین یا ارحم الراحمین		

درین جدول نام پدر شهاب الدین علی فرخ شاه نوشته نه شد۔ اگر پدر فرخ شاه نصیر الدین باشد۔ پس واسطه تا حضرت عبدالله می باشند حالانکه خواجہ ہاشم ذکر یازده واسطہ می کند۔

شیخ بدر الدین در حضرات القدس اضافه دو نام کرده۔ یک نام نور الدین است کہ مابین امام رفیع الدین و نصیر الدین واقع شد۔ و دیگر نام عبدالله است۔ کہ بعد از نام مسعود است و عبدالله را فرزند واعظ اصغر و واعظ اصغر را فرزند واعظ اکبر نوشته۔

عاجز گوید کہ این ہر دو بزرگواران از خلفائے جلیل القدر حضرت مجدد داند و در احوال حضرت مجدد کتابہائے ایشان را امتیاز خاص حاصل است۔ بعد از ایشان ہر کہ از احوال حضرت مجدد نوشته اعتماد بر کتابہائے ایشان کردہ۔ مع ہذا کلمہ عاجز گوید اگر بہ نظر دقیق مطالعہ ہر دو کتاب کردہ شود فرقے مابین ہر دو کتاب ظاہر خواہد شد خواجہ ہاشم در ۳۱۷۷ بہ خدمت حضرت مجدد رسید و دو سال خدمات شائستہ بہ انجام رسانید۔ محرم اسرار گشت و دفتر ثالث را از مکتوبات جمع کرد و بعد از ارتحال حضرت مجدد قدس سرہ برائے تسکین قلب را ہیہ نہ یافت بجز آنکہ احوال مبارکہ پیرو مرشد را نوشته کند۔ چنانچہ در دیباچہ زبدۃ المقامات می نویسد۔ از مقتضیات تقدیر و قضا این حقیر را دوری ضروری از ان سُدہ سنیہ روئے نمود۔ در ان دوری جہت تسکین ملالت مجھوری پیش از بیش بہ تحریر آن نمیتفہ مذکورہ مامورہ پرداخت، ہنوز ورقے چند از سواد مداد سیاہ نگزیدہ بود کہ واقعہ ہائلہ انتقال حضرت ایشان در ویشان دلریشان را سیاہ پوش ساخت، پس از ارتحال آنحضرت

خود لازم تر گشت نسلی جستن بہ ذکر احوال و اقوال ایشان، الخ: چنانچہ در ظرف سہ سال بہ کمال تحقیق این کتابا نوشتند نزد این عاجز از کتاب حضرات القدس دو نسخہ است۔ یکے در ۹۹۱ھ نوشتہ شدہ و دیگرے در ۹۹۵ھ در ہر دو از یوسف اول (رقم ۹) تا یوسف دوم (رقم ۱۴) اسقاط پنج نامہا است یعنی اسحاق و عبد اللہ و شعیب و احمد و یوسف نوشتہ نہ شدہ و فیما بعد کسانیکہ مطالعہ این نسخہا کردہ اند بر ہامش کتاب بن نامہا نوشتہ اند معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین این کتاب را بہ دقت تمام نہ نوشتہ اند۔ اضافہ نام نور الدین را بعد از امام رفیع الدین گنجائش نیست۔ زیرا کہ خواجہ ہاشم نوشتہ اند: امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ مذکور می پیوندند۔ اگر اضافہ نور الدین کردہ شود تعداد و سائلط نہ می شود۔

نزد عاجز از کتاب زبدۃ المقامات سہ نسخہ اند۔ یک نسخہ را حضرت سیدی الوالد در ۱۳۱۳ھ نویسانیدہ اند، و صحیح آن فرمودہ، و نسخہ دیگر را احمد علی نقشبندی مجددی در ۱۳۸۹ھ نوشتہ، و نسخہ سوم از وسط و آخر ناقص است از کاغذ و سیاہی معلوم می شود کہ این نسخہ در او آخر قرن حادی عشر نوشتہ شدہ۔ در کتابت این نسخہ استعمال شگرف نیز شدہ۔ عناوین و اسمائے فہمہ را کاتب بہ شگرف نوشتہ و جا بہ جا خطوط بہ شگرف کشیدہ، و شگرف بر قطاس پس لعل مصطفی ریختہ۔ رامصداق شدہ۔ درین نسخہ و سائلط را کہ مابین فرخ شاہ و حضرت عبد اللہ بن عمر اند بہ این نہج نوشتہ۔

”زیرا کہ او (فرخ شاہ) فرزند نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما“ فیما بعد کہ تصحیح ارقام کردہ و رقم ۷ را کہ بر عبد اللہ بود زدہ و رقم ۸ را کہ بر ابو الفتح بودہ را زدہ و باز ۸ را و دہ را نہ و یازدہ را زدہ و باز بر عبد اللہ بن عمر رقم یازدہ نہادہ، اصلاح کنندہ این قدر خیال نہ کردہ کہ تعداد و سائلط یازدہ است و در وسط نہ فرخ شاہ شامل است و نہ عبد اللہ۔ لہذا بر عبد اللہ رقم یازدہ نہادن غلط است، و این مصلح عبد اللہ الواعظ الاکبر بن رایک نام پنداشتہ۔ لہذا رقم ۹ را گذاشتہ و رقم ۷ را زدہ، و لفظ الاکبر بن را نہ سنجیدہ کہ صیغہ تشنیہ است و دلالت بر دومی کند، خواجہ ہاشم عاشق صادق حضرت مجدد بود، عاشق اکابر محبوب را توصیف بہ اصغر کہ می تواند کرد، لہذا خواجہ ہاشم بیان این ہر دو حضرات بہ تعبیر بلیغ علمی کرد۔ والا کبر بن نوشت کہ صیغہ تغلیبی تشنیہ است۔ تا فہمیدہ شود کہ عبد اللہ الواعظ و نفر اند، و امتیاز ایشان بہ اکبر و اصغر کردہ می شود۔

نسخہ حضرات القدس کہ در ۹۹۱ھ نوشتہ شدہ، نام عبد اللہ الواعظ را بہ این نہج نوشتہ: ”خواجہ عبد اللہ بن خواجہ واعظ اکبر“ یعنی نام واعظ اصغر نیاوردہ۔ و فیما بعد کہ بر ہامش ”ابن خواجہ واعظ اصغر“ افزودہ۔ از مطالعہ حضرات القدس معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین از کتاب زبدۃ المقامات استفادہا کردہ و

بعض واقعات و احوال را فقط نقل فرموده است و بعض را بہ تغییر سیبیر معلوم می شود کہ جناب بدرالدین در خواندن عبد اللہ الواعظ الاکبرین سہو کرده و الواعظ الاکبرین را الواعظ الاکبر ابن خواندہ لہذا واعظاً مفر را نہ نوشتہ و عبد اللہ را جداگانہ اسم قرار دادہ است۔

شیخ بدرالدین نام نورالدین یا نور بعد از امام رفیع الدین آورده بہ خیال عاجز این نام بعد از شہاب الدین فرخ شاہ است چونکہ نورالدین فرزند نصیر الدین است کہ نام والد امام رفیع الدین و نام جد فرخ شاہ است بہ مناسبت نصیر الدین سہو بعد از امام رفیع الدین نوشتہ شدہ۔ در نسخہ قدیمہ زبدۃ المقامات بر نصیر الدین رقم ۱ نوشتہ شدہ و رقم ۱ وجود ندارد و معلوم می شود کہ رقم ۱ عند الکتابہ در فروگزاشت آمدہ و آن نورالدین بن نصیر الدین است۔ هَذَا مَا ظَهَرَ لِي وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ۔

اشکال اشکالے کہ در سلسلہ نسب واقع است آن غیر از بحث نورالدین است، و بیانش این است کہ در کتب اسماء رجال اولاد حضرت عمر و اولاد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما را بہ تفصیل ذکر کردہ اند حضرت عمر را نہ پسر بود۔ ۱۔ زید اکبر، ۲۔ زید اصغر، ۳۔ عبد اللہ، ۴۔ عاصم، ۵۔ عبد الرحمن اکبر، ۶۔ عبد الرحمن اوسط، ۷۔ عبد الرحمن اصغر، ۸۔ عبید اللہ، ۹۔ عیاض، و حضرت عبد اللہ را سیزدہ پسر بود، ۱۔ ابوبکر، ۲۔ ابو عبیدہ، ۳۔ واقد، ۴۔ عبد اللہ، ۵۔ عبید اللہ، ۶۔ عمر، ۷۔ عبد الرحمن، ۸۔ سالم، ۹۔ حمزہ، ۱۰۔ زید، ۱۱۔ بلال، ۱۲۔ ابوسلمہ، ۱۳۔ عاصم۔ در اولاد این ہر دو حضرات ناصر نام کسی نیست۔ حالانکہ شہاب الدین فرخ شاہ فاروقی است و از اولاد ایشان جماعتی بہ ہند آمدہ ہر پنجو شیخ فرید الدین گنج شکر و امام رفیع الدین قدس اللہ اسرارہما، و این بزرگواران کہ از اصحاب علم ظاہر و باطن و از گروہ۔ الَّذِينَ يَنْظُرُونَ بُيُوتَ اللَّهِ۔ بودند خود را فاروقی می گفتند و نسب این بزرگواران بہ ناصر بن عبد اللہ بن عمری رسد۔

بعض فاروقیان از اولاد حضرت فرخ شاہ کہ در ہند قیام دارند خود را از فاروقی گفتن باز داشتند جناب رشید احمد امروہوی مختص سہل اختیار کرد و حضرت فرخ شاہ کابلی را از سادات شمار کرد و درین سلسلہ رسالہ سیادت فریدی نوشت۔ فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست۔

این عاجز از سالیہا در حلّ این اشکال سعی بود، کتب اسماء رجال را مطالعہ کرد۔ و بہ این نتیجہ رسید کہ از اول سلسلہ بعض حلقات در فروگزاشت آمدہ۔ و عبد اللہ فرزند عمر، نہ حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب است، بلکہ توافقی اسمی برائے کاتبان و بیان کنندگان نسب مغلطہ واقع شدہ، در ایام تقصص، کتاب "عمدۃ المقامات" بہ دست رسید، این کتاب را حضرت فضل اللہ مجددی در ۱۲۳۳ھ تالیف کردہ و بہ سعی حضرات سندھ در لاہور تقریباً چہل سال قبل طبع شدہ۔ بر صفحہ ۹ بیان سلسلہ نسب، کمافی زبدۃ المقامات۔

دبر حاشیہ عبارت جناب عبدالقیوم المتوفی ۱۲۸۱ھ تحریر یافتہ۔ نوشتہ اند محقق نماںد کہ تمام نسب مبارک تا امیر المومنین رضی اللہ عنہ از روئے انتخاب سی و دو نفر می شوند۔ حالانکہ در سلسلہ نسب از حضرت مجددنا حضرت عمر بیست و نہ نفر اند۔ این عاجز کلمہ ”از روئے انتخاب“ را نہ فہمیدہ کہ انتخاب نام کتاب است یا بمعنی مختار و پسند کردہ شدہ، است۔ از این عبارت ظاہری می شود کہ اگر در سلسلہ نسب شمار حضرت مجدد کردہ شود کمی سہ افراد است و اگر شمار ایشان نہ باشد پس کمی چہار افراد است۔

این عاجز بہ حضرت محمد با ششم مجددی سندھی تذکرہ این عبارت کرد۔ ایشان نقل تحریر حضرت والد خود بہ عاجز دادند کہ بر حاشیہ حضرت القدس نوشتہ اند تحریر حضرت محمد با ششم درج ذیل است۔

”بر حاشیہ حضرت القدس از فردوم صفحہ ہفتم جناب حضرت قبلہ محمد حسن مجددی قدس اللہ سرہ تحریر فرمودہ اند شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن شیخ عام بن شیخ عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم ہکذا آمد کور فی کتب الانساب“

ازین عبارت ظاہر است کہ حضرت محمد حسن از کتب انساب اضافہ این چہار نامہا کردہ اند ممکن است۔

”انتخاب“ در بیان انساب کتابی باشد و از ان کتاب این نامہا نقل کردہ باشند۔

در کتاب جواہر معصومی احمد حسین خان امروہوی درین باب تنقیح خوب کردہ اند۔ و در آخر بحث نوشتہ اند کہ قول فیصل بہ موجب کتب تواریخ این است کہ حضرت ایشان نسباً فاروقی اند و ناصر فرزند عبداللہ بن عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین می باشند۔

شیخ محمود احمد عباسی اُمرؤہوی در جلد چہارم از تاریخ امروہیہ کہ موسوم بہ تحقیق الانساب است نوشتہ اند کہ تحقیق خاکسار مؤلف کتاب سلسلہ نسب بہ این طور است کہ ناصر فرزند عبداللہ است و ایشان فرزند عمر بن حفص بن عام بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ عنہم اند۔

نظر بر تحقیقاتی کہ عاجز کردہ و تصریحاتی کہ از بزرگواران ذکر شدہ سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ این نہج است۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۵	حبیب اللہ	۹	یوسف
۲	زین العابدین	۶	امام رفیع الدین	۱۰	اسحاق
۳	عبدالحمی	۷	نصیر الدین	۱۱	عبداللہ
۴	محمد	۸	سلیمان	۱۲	شعیب

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱۳	احمد	۲۰	مسعود	۲۶	عبدالله
۱۴	یوسف	۲۱	عبدالله الواعظ الاصفغر	۲۸	عمر
۱۵	شهاب الدین علی فرخ شاه	۲۲	عبدالله الواعظ الاکبر	۲۹	حفص
۱۶	نور الدین	۲۳	ابوالفتح	۳۰	عاصم
۱۷	نصیر الدین	۲۴	اسحاق	۳۱	حضرت عبدالله صحابی
۱۸	نعمود	۲۵	ابراهیم	۳۲	حضرت عمار فاروق امیر المومنین
۱۹	سلیمان	۲۶	ناصر		رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

مناسب است که در اینجا قدمی از احوال حضرت مخدوم قدس سره هم بیان کرده شود.

حضرت مخدوم عبدالحق | خواجه هاشم نوشته که حضرت مخدوم را در عنفوان جوانی در آوان تحصیل علم شوق این راه پیدا شد و به خدمت حضرت عبدالقدوس رسید و بیعت

شدند. ایشان قصد قیام در آن استان کردند، حضرت شیخ فرمود اولاً علوم دین حاصل کنید و باز به تحصیل این معامله کمر بست بندید. ایشان عرض کردند ترسم که صحبت گرامی نیا بم، حضرت شیخ فرمود: فرزندم رکن الدین موجود است چنانچه ایشان به تحصیل علوم مشغول شدند و باز از شیخ رکن الدین معارف باطنی حاصل نمودند و در طریقه قادریه و چشتیه به اجازت و خلافت مشرف شدند. حضرت مخدوم به غرض استفاده و استفاده مالک هند را سیر کرده اند و به صحبت ارباب علم و معرفت رسیده اند. بالاخر به وطن مراجعت فرموده به درس و تدریس و مطالعه کتب تصوف چون عوارف و فصوص مشغول بوده اند. ایشان را کتب شائسته و رسائل نجسته در علوم دین و اسرار یقین اندازان جمله کنوز الحقائق و اسرار الشهد مشهور اند. چون مجازة حیات را به دروازه حدود شمانین رسانیدند ندائے ارجعی الی ربّک راضیه مَرْضِیَّة رَبِّک گفتند در شصت و هفت ماه رحلت فرمودند. خواجه هاشم نام ماه نه نوشته اند و نوشته اند فقیر تاریخ انتقال ایشان را چنین یافته.

آن شیخ که بود اعلم اندر هر فن جانش گهری سرازل را معدن
چون شیخ زمانه بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو "شیخ زمن"

در حالت سکرات فرمودند: حقیقت او سبحانه هستی مطلق است، اما کسوت کونیّه خاک در چشم مجربان می افکند و دور مجوری دارد. و به فرزند خود حضرت مجدد فرمودند: "ترا بر همین سخن وصیت می کنیم" چون که حضرت مجدد بارها از حضرت ایشان شنیده بودند که محبت اهل بیت حضرت خاتمیت علیه و علیهم الصلوٰت و التحیّات را در حرز ایمان و حسن فائمه مدخلت عظیم است، لهذا هنگام نزع آن را فریاد ایشان دادند. حضرت مخدوم فرمودند:

کہ سرشارِ آن مجتہد و غرقِ آن دریائے نعمت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَمِعْتُ سَيِّدَهُ وَتَوَضَّعْتُ لِيَحْيَى۔

احوال حضرت مجدد

چون حضرت ایشان بہ دبستان شدند بہ اندک روز حفظِ قرآن مجید نموده بہ تحصیلِ علومِ دین مشغول شدند۔ بیشترِ علوم را نزد پدر بزرگوار خود و اندکے را پیش علمائے کبار آن روزگار گزارانده بہ سیالکوٹ رفتہ نزد مولانا کمال کشمیری کہ از فحول دانشوران متورع بود و از علم باطن نیز نصیبہٴ اشد بعضے کتب معقولہ خواندہ اند و از شیخ یعقوب کشمیری بعض کتب احادیث خواندہ اند۔ شیخ یعقوب از خلفائے بزرگ قطبِ معظم شیخ حسین خوارزمی کبروی قدس سرہ بودہ و روایت و اجازت کتب تفاسیر و احادیث و حدیث مسلسل بالاولیہ و قصیدہٴ بردہ از عالم ربانی قاضی بہلول بدخشان دارند۔ بعد از تحصیلِ علومِ دین یک بار بہ آگرہ کہ اندران ایام بہ اکبر آباد مشہور بود تشریف بردہ اند چونکہ آگرہ در آن روزگار دارالسلطنت بود جمیع از علماء و فضلا آنجا قیام داشتند صحبت ایشان حضرت ایشان را بہ خود کشید چنانچہ مدتی آنجا قیام فرمودند حضرت مخدوم راشوق دیدار فرزند دلہند بہ قرار کرد و جناب ایشان با وجود کبر سن بہ آگرہ تشریف بردند، یکے از فضلاء آن دیار از حضرت مخدوم پرسید، باعث این تصدیع چه بود فرمودند شوق ملاقات فرزندم شیخ احمد مرا اینجا رسانیدہ صر یوسف نہ رود کنعان یعقوب برون آید۔ حضرت ایشان با قبلہ گاہ خود از آگرہ بہ سرہند تشریف آوردند و ملتم خدمت و صحبت حضرت والد شدہ فواید حاصل کردہ اند۔ در رسالہ مبداء و معاد تحریر می فرمایند: این درویش را مایہٴ نسبتِ فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود۔ حضرت مخدوم با وجود کثرتِ تلامذہ و معتقدین بجز حضرت مجدد کسے را بیعت نہ فرمودہ۔ حضرت مجدد نسبتہائے سلاسل حاصل کردہ بہ اجازتِ خلافت ممتاز گشتہ اند و از والد بزرگوار خود بیان کردہ اند: چنان معلوم ما گردیدہ کہ مرکز این دائرہ و شاہراہ این باد یہ بہ دست طائفہٴ علیہٴ نقشبندیہ افتادہ، نسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا ظاہری گردد و نیز حضرت والد ماجد فرمودہ اند۔ با وجودیکہ از رسائل اکابر این طریقہ سنیہ براوضاع و اطوار و اسرار ایشان اطلاع دست وادہ و حظہا فرا گرفته و از نسبت شریفہٴ ایشان بہرہٴ یافتہ اما ہموارہ خواہانیم کہ یکے از کارشناسان راہ نمایان این سلسلہ را حق سبحانہ بہ دیار ما برساند یا ما بہ دیار او برد تا از برکات صحبت او اقتباسِ انوار ایشان نماییم۔

وصول بہ خدمت حضرت خواجہ

از مدتی حضرت ایشان راشوق زیارتِ حرمین شریفین بچہ آرام می داشت لیکن از وجہ حضرت مخدوم قصدِ سفر نہ کردہ اند۔ چون حضرت مخدوم در سال ہزار و ہفت رحلت فرمود، حضرت ایشان در ہزار و ہشت بہ قصدِ سفر حرمین

محترمین از خانہ برآمدند چون بہ شہر دہلی رسیدند مولانا حسن کشمیری کہ یکے از فضلا و آشنایان ایستان و از مخلصان حضرت خواجہ بودہ ایشان را بہ دریافت حضرت خواجہ دلالت نمودہ و گفتہ کہ امروز از سلسلہ علیہ نقشبندیہ این چنین گوہرے بہ چہار سوئے این دیار آمدہ کہ طلب از یک نظرش آن دولت یابند کہ از ارجینات متکاثرہ در ریاضات متوافرہ نہ یابند

آن کہ بہ تبریز دید یک نظر شمسین سحر کند بردہ طعنہ زند بر چلہ
چون کہ حضرت ایشان از والد بزرگوار خود فضائل و اوصاف سلسلہ نقشبندیہ شنیدہ بودند بہ شوق تمام متوجہ اعتاب عالیہ حضرت خواجہ شدند و فرمودند کہ توشہ این سفر مبارک بہ از این چہ باشد کہ ذکر و مراقبہ حضرات خواجگان از حضرت خواجہ اخذ نمایم

بگیریم زاد رو این سراغ ز شورا بہ اشک و ز قرص داغ

چون بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند لطفہا و مہربانیہا یافتند حضرت خواجہ از قصد ایشان پرسیدند ایشان عنہ کہ در پیش داشتند یہ عرض رسانیدند اگر چہ شیوہ حضرت خواجہ نہ بود کہ از طلب کسے را دلالت بر اخذ طریقہ یا التزام صحبت خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارک بہ سکونت خانقاہ اشارت فرمایند اما حضرت ایشان را فرمودند ہر چند سفر مبارک در پیش دارید اما چند روزی توان بہ فقر صحبت داشت لا اقل ماہ یا ہفتہ چہ مانع است حضرت ایشان اختیار بودن ہفتہ نمودند ہنوز دور و زبران نہ رفتہ بود کہ آثار تصرف حضرت خواجہ بر ایشان استیلا نمود چنانچہ بہ خدمت حضرت خواجہ معروض داشتند و حضرت خواجہ بلا تأمل ایشان را بہ خلوت بردہ بہ ذکر دلالت نمودند جناب ایشان در مکتوب ۲۶۶ از دفتر اول نوشتہ اند توجہ شریف ایشان در دو و نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ حضرت خواجہ ایشان را بشارت دولت کمال و تکمیل دادہ مرخص کردند

بنائے مسجد شریف در سرہند | حضرت ایشان از خدمت حضرت خواجہ مرخص شدہ معاودت بہ سرہند شریف نمودند و آنجا پیش دروازہ حویلی خود مسجد شریف

نوساختہ مشغول کار شدند شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ در بیان تصرف ۳۸ واقع تعمیر مسجد شریف را ذکر کردہ اند این مسجد شریف کہ فی ما بعد سرچشمہ فیوضات و برکات گشتہ در سنہ ہزار و ہشت تعمیر شدہ این عاجز از "منجد قرآن خدا" سال بتایافتہ ہزاران ہزار بندگان خدا از ان ارض مبارکہ بہ درجات ولایت رسیدہ اند و عالمہا را روشن کردہ اند

یک شبہہ و جواب آن | اینجا بعض افراد را یک شبہہ پیدا شدہ است کہ حج فرض است و

حضرت ایشان از خانہ برائے حج برآمدہ بودند و در راہ بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند و سفر حج ملتوی شد و باز تا آخر ایام بہ حج نہ رفتند۔ برائے حاصل کردن کمال باطنی فریضہ حج را چہ گوئند گزاشتند۔

عاجز گوید، حضرت ایشان ارادہ سفر حرمین شریفین از وجہ شوق و راہ توکل کردہ بودند نہ از وجہ فرضیت، چہ احوال مالیت ایشان مقتضی آن نہ بود کہ قصد حرمین شریفین فرمایند، و اکبر شاہد برین مدعا آن مکتوب گرامی است کہ حضرت خواجہ اندر آن ایام بہ مخلصہ نوشتہ اند۔ در کاتبی مبارکہ ایشان تحت رقم ۶۵ اندر راج دارد، نوشتہ اند: ”شیخ احمد نام مردے است در سر ہند، کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر یا دانشست برخواست کردہ، عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ، بہ آن می ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردند، بجماد اللہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ، این شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء، چندے را دعا گو ملازمت کردہ، از جواہر عالیہ دانستہ، استعداد ہائے عجیب دارند، فرزندان آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی اند، بالجملہ شجرہ طیبیہ اند، اَنْبَتْهَا اللّٰهُ نَبَاتًا کَحَسَنًا۔ الغرض بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست۔ اگر از وجہ چہل یک ہر سال قدے معین بہ آن خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے در میان ایشان قرار دہد بہ غایت مستحسن است، مورت خیر بسیار، ہر چند کہ اندکے باشد، رکن عظیم از خیرات خواہد بود، فقرای باب اللہ اند، دہائے عجیب دارند، زیادہ جرات است۔ ازین مکتوب گرامی حقیقت حال ظاہر و باہر است کہ حضرت ایشان از جماعت ”و کَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا“ بودہ اند کہ شان اولیائے پروردگار است کَمَا اَخْبَرَ الصّٰدِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ و تکیہ حضرت ایشان بہ خدمت قبلہ حق پرستان رسیدند، ابواب عزیمت علیٰ مَصْرَ اَعْيَہَا بر ایشان مفتوح شد، مقام حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبَیْنِ۔ دریافتند، لہذا وَتَزَوَّدُوا فَاِنْ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی رانصب العین خود ساختہ راہ توکل را بہ امر رب العالمین اماندند۔ اگر سعی بود از شوق و سبحانہ و تعالیٰ بود و اگر صبر بود بہ امر و بے بود۔ در ہر حال رضائے وے مطلوب بود۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہد دوست

الطاف حضرت خواجہ حضرت ایشان بہ خدمت حضرت خواجہ سہ بار رسیدہ اند۔ نوبت اول بہ بشارت حصول دولت کمال و تکمیل و خلعت اجازت و خلافت

مشرف شدند، حضرت خواجہ از طالبان جمعے را حوالہ ایشان کردند تا تربیت آنہا نمایند۔ و نوبت دوم کارخانہ ارشاد بہ حوالہ ایشان کردند۔ درین ضمن آن خدمت جلیلہ نیز بہ ایشان تعلق یافت کہ برائے انسداد اتحاد اکبری حضرت خواجہ بران طریقہ عمل پیرا بودند و ذلک اصلاح احوال الامراء و الوزراء حضرت

خواجہ بہ جناب حضرت ایشان نوشتہ اند کہ فی المکتوب ، اَمِنْ الْمَكَاتِبِ الْمُبَارَكَةِ - اَبْقَاكُمْ اللهُ تَعَالٰی - خدمت میان صدر جہان استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد چون مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ یہاں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شما تصحیح آن نمایند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است ، انشاء اللہ العزیز وجہ اتم ظاہر شود ، درین اوقات ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و سرور بگ توجہ نہ مانده و لو بیت سوم چون بہ مسامع مبارکہ حضرت خواجہ خیر قدم حضرت ایشان رسید ، حضرت خواجہ از فرط محبت و شفقت با وجود ضعف قوی از مسکن مبارک کہ در قلعہ فیروزی بود تادروازہ کابلی بہ استقبال ایشان پیادہ آمدہ اند و فرزندان خود را کہ عبید اللہ خواجہ کلان و محمد عبداللہ خواجہ خورد می باشند و در آیام شیر خوارگی بودہ اند طلب فرمودہ از ایشان التماس توجہ کردند چنانچہ امتثالاً الامرہ حضرت ایشان بہ آن ہر دو نور دید با توجہات دادند حضرت خواجہ بہ نسبت ایشان فرمودہ اند ایشان از کمال مردان و محبوبان اند و نیز فرمودہ اند کہ امروز زریں فلک زمین طائفہ علیہ چون ایشان کسے نیست - و وقتے بر زبان مبارک راندند - بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظری در آیند - و نیز فرمودہ اند - مادرین سہ چہار سال شیخی نہ کردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ کہ این بازی ما دین دکان پروازی ما بے فائدہ نہ شدہ کہ چون ایشانے بروئے کار آمد حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الا قدس خوب دانستند کہ آن طوطی منتظر ذات فرخندہ صفات حضرت ایشان است لہذا خود را از کار شیخت کشیدند و تمام کار را بہ حضرت ایشان حوالہ نمودند و فرمودند این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتیم -

احیائے دین ظہور حضرت ایشان قدس سرہ در زمانے شدہ کہ از تصرفات علماء سوریہ و اقوال جاہل صوفیہ اسلام در زبان حالی و الحاد و تر و تازگی بود - خدا نا شناسے برائے اکبر جاہل

محضر نامہ نوشت کہ مرتبہ سلطان عادل زیادہ از مرتبہ مجتہد است و دیگرے اکبر اخلیفۃ الزمان قرار داد و گفت کہ دے انسان کابل است و برایش سجدہ تعظیمی تجویز کرد - یکے ہنگام ملاقات اللہ اکبر می گفت و دیگرے در جوابش "جَلَّ جَلَالُہ" می سرانید -

فَجَائِعُ الدَّهْرِ أَنْوَاعٌ مُنَوَّعَةٌ وَلِلزَّمَانِ مَسَرَاتٌ وَأَحْزَانٌ
وَالْحَوَادِثُ سُلُوكٌ يُسَهِّلُهَا وَمَا لَهَا حَلٌّ إِلَّا سَلَامٌ سُلُوكٌ

قبلہ حق پرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ چند سال پیشتر فرمودہ بودند شیخ احمد نام مرے است در سر ہند ، کثیر العلم و قوی العمل - بہ آن می ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا از روشن گردد - آن چہ حضرت

خواجہ بنور الہی دریافت ہوئے اور ان پر وجہ اتم و اکمل شدہ ہے کہ عالم زندہ شدہ بارگرازی فیض ربانی۔
علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ کتاب **مُتَحَنُّ الْمَرْجَانِ** فی آثار ہندوستان
پر عربی نوشتہ درین کتاب حوال حضرت مجدد راقس سرور در ہفت اوراق تحریر نموده نزد عاجزین کتاب
نسخہ خطی موجود است، قدرے ازان می نویسد۔

مَوْلَانَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْفَارُوقِ السَّهْرَنْدِيّ مِنْ مَفَاخِرِ أَهْلِ الْهِنْدِ
الْمُجَدِّدِ لِلدَّلَافِ الثَّانِي وَالْبُرْهَانِ السَّاطِعِ عَلَى أَشْرَفِيَّةِ النَّوْعِ الْإِنْسَانِيّ، سَحَابٌ هَاطِلٌ رَوَى الْعَرَبَ
وَالْعَجَمَ مَطَارَةً، نَبْرًا عَظِيمًا بَلَغَ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ أَنْوَارُهُ، جَامِعُ الْعُلُومِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ
خَازِنُ الْكُنُوزِ الْبَاسِرَةِ وَالْكَامِنَةِ، نَسَبُهُ يَنْتَهِي إِلَى الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مِيلَادُهُ سَنَةِ
أَحَدَى وَسَبْعِينَ وَتِسْعِمِائَةٍ وَهَوْنِي صَغِيرِ سِنَةٍ حَفِظَ الْقُرْآنَ فِي عُمْرٍ سَبْعَةٍ عَشَرَ سَنَةً فَرَعَ
مِنْ تَحْصِيلِ الْعُلُومِ الدَّرَسِيَّةِ وَاشْتَغَلَ بِالتَّدْرِيسِ وَالتَّصْنِيفِ فَصَنَّفَ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ
رِسَالَةً لَطِيفَةً بِاللُّسَانِ الْعَرَبِيِّ وَالْفَارِسِيِّ ثُمَّ ارْتَحَلَ مِنْ سَهْرَنْدِ إِلَى دِهْلِيٍّ وَآخَذَ الطَّرِيقَةَ
النَّقْشَبَنْدِيَّةَ عَنِ الْخَوَاجَةِ عَبْدِ الْبَاقِيٍّ وَآخَذَ الطَّرِيقَةَ الْيَحْيَايِيَّةَ عَنْ أَبِيهِ مَوْلَانَا الشَّيْخِ
عَبْدِ الْوَاحِدِ وَالطَّرِيقَةَ الْقَادِرِيَّةَ عَنِ الشَّيْخِ سَيِّدِ رَعْنُ جَدِّهِ كَمَالِ الْكَلْبَلِيِّ وَلِلْخَوَاجَةِ
عَبْدِ الْبَاقِيٍّ فِي حَقِّ الْمُجَدِّدِ دِعَايَا عَظِيمَةً وَكَلِمَاتُ كَرِيمَةٍ مِنْهَا مَا كَتَبَ فِي أَوَّلِ مُلَازِمَةِ
الْمُجَدِّدِ لَهُ إِلَى بَعْضِ الْأَكَابِرِ بِالْفَارِسِيَّةِ مَا تَرَجَّمَهُ هَذَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ رَجُلٌ مِنْ سَهْرَنْدِ
كَثِيرُ الْعِلْمِ قَوِيُّ الْعَمَلِ جَالِسُهُ الْفَقِيرُ عِدَّةُ أَيَّامٍ وَشَهِدَ عَجَائِبَ كَثِيرَةً فِي أَوْقَاتِهِ وَتَبَرَّأَ إِلَى
سَيِّدِ شَمْسِ يَنْتَوِرُهَا الْعَوَالِمُ ثُمَّ جَلَسَ الْمُجَدِّدُ عَلَى مَسْنَدِ الْإِشَادِ وَالتَّلْقِينِ وَقَلَّ
مِنْ بَيْضِهِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضُ ضِيَاءٌ وَنَشَأَ فِي حُجْرِ تَرْبِيَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَجَلَاءِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
مَوْكُزٌ لِدَائِرَةِ الْوِلَايَةِ وَوَصَلَتْ سُلْسِلَتُهُ مِنَ الْهِنْدِ إِلَى مَا وَرَاءَ النُّهْدِ وَالرُّومِ وَالشَّامِ وَ
الْمَغْرِبِ وَلَهُ مَكْتُوبَاتٌ فِي ثَلَاثِ مَجَلِّدَاتٍ هِيَ مَجْمُوعَاتُ عَلَى تَبَجُّرٍ وَبَرَاهِينُ سَوَاطِعُ عَلَى
لَبِيزِيَّةٍ وَسَمِعْتُ أَنَّ عَرَفَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَكِنْ مَا رَأَيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ الْمُعَرَّبَةَ وَبَعْدَ زَيْنِ

۱۰ غالباً در اوایل قرن شانزدهم کتب عربی مکتوبات شریفه کرده بود۔ لیکن آن نسخہ ناپید
شدہ و باز در ۱۳۱۶ھ شیخ محمد مراد المنزادی تعریب مکتوبات شریفه کرده در مطبع میرٹھ، در مکہ مکرمہ طبع کرده و ہاشم راہ سائل
نافعہ و تقریبات و تحریرات علمائے اعلام آراستہ و پیراستہ کردہ جزاۃ اللہ خیراً لجزاء شیخ منزادی از مخلصین سید ابوبکر
محمد صالح بن عبدالرحمن الزواوی است و ایشان خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر عم اصغر حضرت سیدی الوالد ند چون کہ
این کتاب (مکتوبات معربہ) ناپید شدہ بود۔ پروردگار از اترک صاحب نسبت و مودت شیخ حسین علی (باقی بر ص ۳۱)

واقعہ مجلسِ حضرت ایشان نوشتہ و باز این دو شعر گفته۔

لَقَدْ بَرَعَ الْأَقْرَانِ فِي الْهِنْدِ سَاجِدٌ وَجَدَ دَفْنَ الْعَشِقِ يَا لِمُغَرِّدِ
فَلَا حُجُبَ إِنْ صَادَهُ مُتَقَيِّصٌ أَلَمْ تَرِنِ الْأَسْلَافَ قَيْدَ الْمُجَدِّدِ

تاریخ وفات حضرت ایشان را از "رفیع المراتب" دریافتہ کہ ۱۰۳۴ می باشد، و در احوال ملا محمد الفاروقی صاحب شمس باز غمہ نوشتہ "أَرَيْبُ أَنَّهُ لَمْ يَطْهَرْ بِالْهِنْدِ مِثْلُ الْفَارُوقِيِّينَ، أَحَدُهُمَا فِي عِلْمِ الْحَقَائِقِ وَهُوَ مَوْلَانَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ السَّهْرَنْدِيُّ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرُهُ وَالثَّانِي فِي عِلْمِ الْحِكْمَةِ وَالْأَدَبِيَّةِ وَهُوَ الْمَلَا مُحَمَّدٌ صَاحِبُ التَّرْجُمَةِ۔

وسید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی در کتاب اَبْجَدُ الْعُلُومِ قدرے از کلام علامہ آزاد بکرا می نقل کردہ نوشتہ اند۔ "وَمِنْ إِفَادَاتِهِ أَنَّهُ أَوْضَحَ الْفَرْقَ بَيْنَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ وَبَيْنَ وَحْدَةِ الشُّهُودِ وَبَيَّنَّ أَنَّ وَحْدَةَ الْوُجُودِ تَعْتَرِي السَّالِكَ فِي أَثْنَاءِ سُلُوكِهِ فَهِيَ تَرْتَقِي مَقَامًا أَعْلَى مِنْ ذَلِكَ تَتَجَلَّى لَهُ حَقِيقَةُ الشُّهُودِ فَسَدَّ بِذَلِكَ طَرِيقَ الْإِلْحَادِ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ كَانَ يَتَسَوَّيْنِ الصُّوفِيَّةَ۔ ثُمَّ إِنَّهُ بَاخَتِ الْمَلَاحِدَةَ فِي زَمَانِهِ وَجَادَ لَهُمْ بِقَائِمِهِ وَلِسَانِهِ وَرَدَّ عَلَى السَّوَافِضِ وَحَقَّقَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْبِدْعَةِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْبَسَةَ الْمُجْتَهِدِينَ وَاسْتَحْسَنَاتِ الْمَتَأَخِّرِينَ وَالتَّعَارُفِ عَنِ الْقُرُونِ الْمَشْهُودِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَمَا أَحَدَتْهُ النَّاسُ فِي الْقُرُونِ الْمَتَأَخِّرَةِ وَتَعَارَفُوهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَرَدَّ بِذَلِكَ مَسَائِلَ مَا اسْتَحْسَنَهَا الْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ فُقَهَاءِ مَذْهَبِهِ وَكَانَ فِقْهًا مَا تُرِيدُ بِأَحْرِيصًا عَلَى إِبْتَاعِ السُّنَّةِ مُجْتَهِدٌ فِيهِ قَلِيلُ الْخَطَا فِي ذِكْرِ الْمَسَائِلِ الْمُعْدُودَةِ الَّتِي شَدَّ دَبْعُ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّكْبِيرَ بِهَا عَلَيْهِ فَالْصَّوَابُ أَنَّ لَهَا تَأْوِيلًا وَقَدْ شَارَكَ فِيهَا خَيْرٌ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثَرَةُ، فَلَيْسَ إِذَا أُيْخَصَ إِلَّا نَكَارُ۔ (ص)

در باقی از ضلّ عشق و رفقاے ایشان را توفیق داد کہ ایشان تصویر عکسی گرفته مکتوباتِ معربہ را بار دیگر طبع نموده اند عشق خلیفہ سید عبدالحکیم آذواسی اند و ایشان خلیفہ سید فہیم آذواسی خلیفہ سید طہ بھکاری، خلیفہ مولانا خالد کردی اند کہ از اجل خلفا حضرت شاہ عبد اللہ غلام علی بودند قدس اللہ اسرارہم، بہ چہار شنبہ پانزدہم شعبان ۱۳۹۱ھ (۲۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء) از ترکیہ برائے زیارت مقابر حضرت مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم آمدہ بودند و ملاقات ہا با عاجز کردند، شیخ حسین حامی عشق در کلیتہ عسکری استادانند بہ سہ شنبہ ۱۱ شعبان ۱۳۹۳ھ (۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء) سہ نفر از تلامیذ ایشان، انور آوزن، احمد بخسر۔ ابراہیم سرمد آلتن آیار بہ ایماے ایشان بہ خانقاہ شریف دہلی آمدند و بہ سرچند شریف نیز رفتند و بہ زیارت حضرات کرام مشرف شدند۔ ذَا اللّٰہِ فِی حُبِّہُمْ وَإِخْلَاصِہُمْ وَوَفْقِہُمْ لِحُدُودِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔ انور غیر از رشتہ تلمذ رشتہ دامادی نیز دارد و حفظہم اللہ و سلامہم۔

عاجز گوید در احوال مبارکہ ایشان کتاب ولی کامل خواجہ محمد ششم و کتاب شیخ بدر الدین سرہندی از بہترین کتب اند۔ اگر کسی بہ نظر انصاف مطالعہ این دو کتاب کند بروئے ظاہری شود کہ آنچہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند حقیقت واقعہ است کہ دروئے ہیچ جائے قیل و قال نیست، لَاقَہُ نَظَرُ بَنُوْرِ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ کہ: ایشان از کمل مراد ان و محبوبان اند۔ امروز زیر فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کہ نیست، بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظر می در آیند۔ عاجز چند واقعات رامی نویسد تا حقیقت حال واضح تر گردد۔

فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ کہ از زبان مبارک حضرت ایشان بہ کرات استماع نمودہ کہ فرمودند اگر چہ عمل و کار ما چہ باشد و ہر چہ بہ ما عطا کردہ اند بہ محض فضل و صرف کرم می دانیم اما اگر مثلاً امرے بہانہ کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود کہ مدار کار خود را بران می دانیم و بروزے در تحریر معارف بودند ناگاہ بہ سرعت بہ متوضارفتہ بودند و باز بہ سرعت برآمدند ابرق آب طلبیدہ تاخن ابہام بسیار را شستہ باز بہ خلاد درآمدند چون فارغ شدہ برآمدند فرمودند نقطہ سیاہی پشت ناخن یافتہ کہ از اسباب کتابت حروف قرآنی است، لہذا آنجا نشستن را لائق نہ دیدم۔ و وقتے مولانا صالح ختلائی را امر نمودند کہ چند قرفل از خریطہ بر آورده حاضر کن و شش قرفل حاضر ساخت، در عتاب فتنہ فرمودند، اینک صوفی ما، آن قدر نہ شنیدہ کہ اللہ و تَرْبِیَّ حَبِّ الْوُثْرِ رعایت و تراز مستجاب است، مستحب را مردم چہ دانستہ اند مستحب دوست داشتہ دوست سبحانہ و تعالیٰ۔ اگر دنیا و آخرت را بہ یک علی کہ دوست داشتہ حق عزوجل باشد بدہند ہیچ نہ دادہ باشند و میفرمودند کہ از علمائے دین احکام شرع متین را تحقیق می کردہ باشند کہ کدام مفتی یہ است و کدام مسنون و معمول و کدام بدعت و مردود کہ زمانہ از عہد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم پس دور افتادہ و فاسد شدہ ظلمات بدعت و فجور شمول یافتہ درین ظلمات جز بہ چراغ سنت سنیہ راہ نجات نہ توان یافت، و فرمودند غیر از متابعت سید البشر علی آلہ الصلوٰت و التسلیات ہیچ چیز منظور نیست و ہیچ فضیلت را بہ متابعت عدیل نہ می اندازد و فرمودند ہزار احیای لیالی را بہ نیم متابعت نہ خریم، عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف نشستیم یا ان راجع کردہ گفتیم کہ غیر از متابعت نیست نہ کنید کہ بتل و انقطاع ما چہ خواہد بود۔ صد گرفتاری بہ حصول متابعت قبول داریم اما ہزار بتل و انقطاع بے توسل متابعت قبول نہ داریم و فرمودند مردم ہوس ریافتہا و مجاہدہ می نمایند و ہیچ ریاضت و مجاہدہ برابر رعایت آداب نماز نیست لایستما نماز ہائے فرض، و میفرمودند احوال تابع شریعت است نہ شریعت تابع احوال، کہ شریعت قطعی است بہ وحی ثابت شدہ و احوال ظنی است از کشف و

الہام ثابت گشتہ، شیخ بدرالدین در حضرت خامسہ نوشتہ اند کہ طلبیہ علم را تحریر و ترغیب بر علم می نمودند و تحصیل علم را بر سلوک طریقہ صوفیہ تقدیم می دادند، این حقیر را در ایام عنفوان جوانی اکثر اوقات از استیلائے حال ذوق خواندن نمی شد بہ مہربانی تمام می فرمودند کہ سبق بیار و بخوان کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان است، و در حضرت سادسہ نوشتہ اند، روزی حضرت ایشان بہ جہت تقاضائے حاجت بہ ستارح درآمدند، دیدند کہ در آن جا کاسہ ناتمام از سفالین است کہ گناس بہ آن نجاسات برمی داشت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بہ قاذورات شدہ، آنحضرت کاسہ را بہ دست خود گرفتہ از آنجا برآمد و خادم را فرمودند کہ آفتاب بہ آب بیار، آورد آن کاسہ را بہ دست خود از قاذورات پاک ساختند ہر چند خادم التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نہ فرمودند، بعد از پاک کردن آن را بر طاق بلند بہ جامہ سفید پیچیدہ بہ تعظیم تمام نگاہ داشتند و ہر گاہ می خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند و در فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ است، شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ را بس بزرگ می دانستند و نیک یادی کردند و می گفتند با وجود این محبت کہ مرا بہ شیخ است قدس سرہ بعضی علوم کشفی شیخ را نہ می پسندم و حق برخلاف آن معلوم می شود اما چون این خطا خطای کشفی است از مواخذہ دور است مانند خطائے اجتہادی الخ و حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب ۳۶ از دفتر اول نوشتہ اند شریعت متکفل جمیع سعادات و نیوئہ و اخروئہ آمد و طلبیہ نہ ماند کہ بہ ما و رائے شریعت در آن مطلب احتیاج افتد، طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بہ آن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند و تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و رائے شریعت الخ و در مکتوب ۱۱۲ از دفتر اول نوشتہ اند احوال و مواجید کہ بے تحقق بہ حقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدراج ہیچ نہ می دانیم و جز خرابی ہیچ نہ می انگاریم۔ الخ

عاجز چند اقوال را نقل کردہ کہ بہ منزله عرفیہ از بحر بے کنار است۔ عشق کہ بہ شریعت مطہرہ و سنت مبارکہ ایشان را بود شاید کم کسے دیگر این گونه عشق داشتہ باشد و بصیرتے کہ حق تعالی در طریقت و حقیقت بہ ایشان عطا کردہ بود بیانیش چہ کردہ آید، این عاجز در کتاب مرآت الجنان از امام یافعی و در نفحات الاس از عارف جامی و در شذرات الدہب از ابن عماد حنبلی واقعہ شیخین جلیلین حضرت شہاب الدین سہروردی و حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی۔ دیدہ است کہ اتفاقاً ملاقات این دو اولیائے پروردگار با ہم شد ہر یک از این ہر دو بزرگوار نظرے در دیگرے کرد و بدون کلمہ بہ راہ خود روان گشت۔ فیما بعد کسے از شیخ اکبر حال شیخ شہاب الدین پرسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ رَجُلٌ مَمْلُوءٌ مِنْ قُدْرَةِ الْإِلَهِ قَدْ مَدَّ مِنَ السُّنَّةِ۔ یعنی مردے است کہ از ستر اقام پر بہ سنت مطہرہ است۔ و باز از شیخ شہاب الدین حال

شیخ اکبر پیر سید حضرت ایشان فرمودند: **هُوَ يَحْكُمُ الْحَقَائِقَ** کہ وہ دریا نے بے کنار حقانیت است،
 این عاجز چون احوال مبارکہ و رسائل و مکتوبات شریفہ حضرت مجدد قدس سرہ را مطالعہ می کند حضرت
 ایشان را جامع این ہر دو وصف می یابد **بِمَرَمَسْتِ بَادَةِ اِحْدَیۃ** حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمیری گفتہ و چہاد زہر
 غر سفتہ، **بَلَّ اَنْطَقَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ**۔

زہر یک نقطہ اش چون نافہ تر	شمیم وصل جانان می زند سر
وہ آن کز برودت در زکام است	چہ داند نافہ اش گرد مشام است
سرایم مدح آن سیاح غواص	کنم خورشید را چون ذرہ رقاص
ہمین فرزند فاروق است چون آب	کنون لطق از زبان او کند رب
سرای نسخہ اخلاق فاروق	زہر منقضت تریاق فاروق
چراغ نقش بند ہفت محفل	نگاہش نقش بند غیر از دل

مراد از ہفت محفل طرق سبعة ہم می توان شد کہ حضرت ایشان در ان منسلک بوده اند۔ وہی
 النقشبندیہ و القادریہ و الجشتیہ و السہروردیہ و الکبرویہ و المدراریہ و القلندریتہ، و ممکن است
 مراد از ہفت کثرت زائدہ بود، چہ عند العرب عدد سبعة جمع الجمعین است جمع طاق عدد سہ است و
 جمع زوج عدد چہار۔ و سبعة جامع ہر دو جمع است، لہذا دال بر کثرت زائدہ می باشد و کذلک السبعین
 و السبعمانۃ۔ پروردگار جل شانہ و عظم احسانہ حضرت ایشان را برائے تابانی شریعت
 مطہرہ و برائے تصفیہ و تزکیہ طریقہ صوفیہ صافیہ ظاہر کردہ بود، و حضرت ایشان قلبا و لسانا و قلما مصروف
 این کار بوده اند و حق تعالیٰ از اطراف و اکناف عالم قلوب عباد را بہ سوائے دارالارشاد سر ہند متوجہ کرد۔
 شاعرے گفتہ۔

سر ہند مگو کہ رشک طور است خار و خس او ہمہ ز نور است
 و دیگرے گفتہ۔

سر ہند مگو کہ رشک چین است خلدے است بریں کہ بر زمین است

حضرت ایشان قدس سرہ بہ برادر خورد و خود شیخ نمود و در حمہ اللہ در مکتوب ۲۲۶ از دفتر اول
 نوشتہ اند۔ اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب نبوی نمودہ در رنگ موریخ می ریزند و شما
 قدر دولت خانگی را نا شناختہ در مطلب دنیا نے ذبیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول آیینہ
الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ حدیث نبوی است **عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ**

اَکْثَرُهَا۔ اے برادر! میں نوعِ اجتماعِ اہل اللہ و این قسمِ تَجَعُّیَّتِ اللہِ وَفِی اللہِ کہ امروز در سرِ چند میسر است اگر
گردِ عالم گردید معلوم نیست کہ عَشْرِ عَشْرِ این دولت پیدا آرید و شمر ازین ماجرا حاصل کنید، شما این
چنین دولت را مفت از دست دادید و از جواہر نفیس بہ جوز و موز در رنگِ طفلان اکتفا نمودید
شمر مت بادا ہزار شمر مت بادا ۱۰۰

حضرت ایشان در سرِ ہند شریف مشغول کار و علمائے سُور و اعدائے دینِ مصروفِ دسائس و آزار این
گروہِ باطنِ سقیمِ نزدِ جہانگیر شہ کا تہا بردند چنانچہ جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ خوردا و سلسلہٴ جلوس کہ مطابق
۹ جمادی الآخرہ ۱۰۲۲ مہ مئی ۱۶۱۹ء می باشد در حضورِ خود طلب کرد و بہ ایشان گفت، شنیدہ ایم کہ شما نوشتہ اید کہ مرتبہ
من از مرتبہٴ صدیقِ اکبر افضل است، حضرت ایشان بادشاہ را از حقیقت امر آگاہ کردند، شیخ بدرالدین در
حضرت سابعہ از حضراتِ القدس نوشتہ اند: سلطانِ بدین جواب از سرِ عتاب درگزشت، درین اثنا
مردے دور از خدا شناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکبر این شیخ را کہ بہ شما کہ ظل اللہ و خلیفہٴ او تعالیٰ اید سجدہ
نہ کرد بلکہ تواضع بہ رسمے کہ با یک دیگر می کنند ہم سجانیا و ردِ سلطان ازین سخن بشورید و حکم بہ قید گواہبار
نمود، مفتی غلام سرور فرزند غلام محمد بن رحیم اللہ القریشی الاسدی الہاشمی لاہوری در کتاب خزینۃ
الاصفیاء کہ در سال ۱۰۲۸ء تالیف شدہ نوشتہ اند: چون در عہد بادشاہ نورالدین جہانگیر بہ دربار شاہی
بہ سبب اختیار نور جہان بیگم مردمانِ اہل مذہب رافضیہ را بسیار دخل بود و حضرت مجدد در ردِّ عقائدِ
این طائفہ رسالہ با و کتابہا تصنیف کردہ بود و این قوم دشمنانِ جانی آن امامِ ربانی بودند فرصتِ وقت
غنیمت دانستہ این مکتوب را بہ نظر بادشاہ گزرا بیندند، و باز قصہٴ مکالمہٴ حضرت ایشان با بادشاہ
نوشتہ و باز تحریر کردہ: "حضرت مجدد بادشاہ را بہ این چنین دلائل و براہین تسلی داد۔ بادشاہ از سرِ عتاب درگزشت
و بہ اکرامِ رخصت فرمود۔ بہ وقوعِ این وارداتِ حضراتِ شیعہ دانستند کہ کار بہ طلبِ ایشان نہ شد بعد
چندے موقعِ وقت در یافتہ بہ عرضہٴ بادشاہ رسانیدند کہ شیخ احمد جماعتی کثیر بہم رسانیدہ و ہزار در
ہزار مردانِ جان نثار نزد وے جمع اند و نزدیک است کہ فتنہ برانگیزد و بر مملکت شاہی دست تصرف
درازند و بادشاہ را برین آوژند کہ شاہانِ راسخہٴ تہجیت جائز است و اگر شیخ احمد ہم در حضورِ شاہی حاضر
شدہ سجدہٴ تہجیت ادا نہ نماید مخالف نیست پس بادشاہ باز شیخ را نزد خود خواند و سجدہٴ تہجیت خواست۔
شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ نوشتہ: "وقبل ازین شاہزادہ دین پناہ شاہ جہان کہ با ایشان را اخلاص تمام
داشت علّامی فہامی افضل خان و خواجہ عبدالرحمن مفتی را با کتبِ فقہ پیش ایشان فرستادہ بود کہ سجدہٴ
تہجیت برائے سلاطین آمدہ است اگر شما سجدہ کنید ہیچ گزندے از پادشاہ بہ شما نہ خواہد رسید مضافاً

متعہدی شوم۔ ایشان فرمودند کہ این رخصت است عزیمت آن است کہ غیر حق را سجدہ نہ کنند۔ مفتی غلام سرور نوشتہ: ”چون شیخ مرتکب این امر نہ شد (یعنی سجدہ نہ کرد) معاندان سر بہ شورش برداشتند و بر مضمون مکتوب کہ سابق ذکر کردہ شدہ بود دیگر مضامین مکاتیب کہ فہم ظاہر بینان بہ آن نہ می رسد اعتراض ہابہ وقوع آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہم دین بحث مکتوبہا نوشت و جوابہائے شافی یافت پس ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بقتل شیخ نوشتند و بادشاہ آن جناب در محبس حبس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس بہماند۔“

عاجز گوید جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ ماہ خورداد ۱۰۳۰ جلوس حبس کردہ و بہ ۲۱ خورداد ۱۰۳۱ جلوس از حبس خلاص کردہ، کمافی تزک جہانگیری۔ پس مدت حبس یک سال می باشد۔

نزد عاجز نسخہ از سفینۃ الاولیاء است کہ در سنہ ۱۰۳۰ تحریر شدہ، در آن نوشتہ است شیخ احمد کابلی قدس سرہ از اولاد امیر المومنین عمر فاروق اند۔ در سر ہند سکونت ورزیدند مرید حضرت خواجہ باقی اندر سلسلہ نقشبندیہ و از مشائخ قادریہ و چشتیہ نیز اجازت ارشاد دارند و صاحب ریاضت و مجاہدت بودہ اند۔ در اواخر حال بعضی بر شیخ تہمت کردہ اند کہ می گوید مرتبہ من زیادہ است از مراتب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افتراء مخالفان است بر شیخ، چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ افضل فضلاء عصر علامی فہامی استاد میسرک شیخ بن شیخ فصیح الدین می فرمودند کہ وقتی ما را بہ سر ہند عبور افتاد ملاقات شیخ احمد روئے داد۔ در اثنائے ملاقات خاطر گزشت کہ اگر شیخ را بہ خدا شناسی است این سہ چیز کہ در دل من گزرا نیدہ ام می باید کہ این ہر سہ امر بہ فعل آید پس آنچہ مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افتراء است۔ آن ہر سہ سوال کہ در خاطر آخوند گزشتہ بود شیخ بعینہ جواب دادند و بہ عمل آوردند۔ حضرت آخوند بہ شیخ مذکور معتقد شدند و فقیر را از فرمودہ ایشان یقین شد کہ شیخ احمد سر ہندی صاحب حال بودند و فوات ایشان در سال یک ہزار و سی و چہار ہجری بودہ و قبر در سر ہند است۔ انتہی۔

در نسخہ سفینۃ الاولیاء کہ در سنہ ۱۰۳۰ در مطبع منشی نول کشور طبع شدہ۔ بیان این واقعہ قدرے تفصیل اندراج یافتہ۔ در اثنائے ملاقات بہ خاطر گزشت کہ اگر شیخ را کرامتے است باید کہ مردم آنچہ از ایشان بیان می کنند خاطر نشان من سازند۔ و دیگر آن کہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی مریدی گرفتند۔ و دیگر آن کہ خواجہ محمود چہ اعتقاد دارند، چون ساعتے پیش شیخ نشستم جزوے کہ از زیر بند خود بہ من دادند کہ مطالعہ نمایند۔ چون آن را تمام بدیدم، بہ من گفتند ازین

چیزے ظاہری شود، گفتم ازین خود هیچ ظاہر نمی شود و آنچه درین جا است درست است، گفتند پس بدانید که آنچه از ما واقع شده همین است و باقی اقرار است، و باز بعد از ساعتی گفتند که روزے خواجہ خاوند محمود بہ اینجا آمدہ بودند گفتند کہ خواجہ باقی اجازت صریح از پیر خود نہ دارد، بہ جہت آن کہ روزے مولانا خواجگی ممکنگی خرچہ میخورند و قاج قاج را خود بریدہ بہ دست حاضران و مریدان می دادند و بہ خواجہ باقی نہ دادند، اصحاب گفتند کہ خواجہ نیز حاضر اند، مولانا خواجگی ممکنگی فرمودند ما خرچہ پوزہ بہ او درست دادیم، خواجہ باقی ازین استنباط کردند کہ مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا کہ ما ہرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نہ شنیدہ ایم، بلکہ خواجہ باقی ابامی کردند کہ این کار ز دست من نمی آید و این بار را من نہ می توانم برداشت و مولانا خواجگی می فرمودند کہ ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندے از ریش سفیدان نیز گفتہ اند کہ ما در آن مجلس حاضر بودیم کہ مولانا خواجگی اجازت ارشاد بہ خواجہ باقی دادند، خواجہ خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیدہ بودیم، و بعد از آن شیخ احمد فرمودند کہ آنچه از مریدان خواجہ خاوند محمود و ایشان اعتقاد دارند خواجہ آن چنان نیستند و من آن اعتقاد بہ خواجہ نہ دارم۔

علامہ میرک شیخ کہ از اکابر فضلائے روزگار بودہ صفائے حضرت ایشان را دیدہ مخلص و معتقد حضرت ایشان شدند و فرمودند۔ آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است۔

علامہ آزاد بلگرامی نوشتہ اند۔ ثم اخرجہ السلطان عن السجن بشرط ان یقیم فی عسکرہ دید و رمعہ فاقام الشیخ قدس سرہ فی العسکر ثم رخصہ السلطان والعود لحمد الی سہرورد عطرھا و اھالیہا بعض الرّائد یعنی بادشاہ حضرت ایشان را از حبس بہ این شرط کشید کہ اقامت ایشان در عسکر باشد، ہر جائیکہ عسکر رود ایشان ہمراہ عسکر روند، و پس از بادشاہ ایشان را رخص کرد۔ عودت ایشان بہ سہرورد آمدہ بودہ چہ مشام جان سہرورد، و اھالی سہرورد از نفحات بوئے خوش عود و رند معطر گردید۔ آی بالتّحیات الرّحمانیۃ و بالتّسمات الرّبّانیۃ اُحیی الیلا و اھا الیہا۔

از عبارت علامہ آزاد ظاہر است کہ حضرت ایشان اگر از حبس گویا رہا آمدند اما آزاد و خود مختار نہ بودند بلکہ زیر رقابت بودند حضرت ایشان در مکتوب ۲ از دفتر سوم بیان این حقیقت فرمودہ اند۔ نوشتہ اند، صحیفہ شریفہ و ملاطفہ منیفہ کہ از روی کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بہ مطالعہ آن مشرّ گشت، اللّٰہ سبحانہ الحمد و المِنَّۃ کہ بہ صحت و عافیت اند و از تفقّد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند، احوال اوضاع فقرائے این حدود مستوجب حمد است کہ در عین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ جمعیت، فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند، اوقات شان بہ جمعیت است و احوال ایشان در

ترقی و تزايد، عسکر در حق ایشان خانقاہ شخص است کہ در عین تلونیات لشکریان تمکین نصیبشان است و در عین گرفتاریہاے شتی کہ از لوازم این موطن است گرفتاریک مطلب اند، نہ کہے را با ایشان کارے و نہ ایشان را از کہے بارے، مع ذلک مسلوب الاختیار اند، و بہ لوازم حبس و قید گرفتار عجب جسے است کہ رہائی را در عوض آن بہ جوے نہ خرد و طرفہ قیدے است کہ اطلاق را از ان جایہ پیشیزے (ای دانگے)، نہ ستانند۔ الحمد للہ سبحانہ و المنة علی ذلک و علی جمیع نعمة العظام، الخ حضرت ایشان درین مکتوب بہ صراحت بیان حبس و قید کردہ اند۔ فالصواب ما قاله السيد البلکراہی۔ و مدت این حبس کمتر از چہار سال نہ بودہ، جہانگیر بہ ۹ رجب ۱۰۳۲ھ کہ ہم ماہ خورداد بودہ بہ اجیر رسیدہ بود و خواجہ محمد ششم در فصل نہم نوشتہ۔ در سال ہزار و سی و دوم در بلدہ اجیر فرمودند کہ آثار قرب انتقال ظاہری شود و در فصل دہم در حوال حضرت خواجہ محمد معصوم آن مکالمہ را نقل کردہ کہ مابین حضرت مجدد و حضرت محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما بود و نوشتہ۔ چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود و از شمال آن ہادی کمال بہ بسیت و ششم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ و شیخ بدر الدین در حضرت تاسعہ از حضرات القدس در بیان کرامت ۸۵ نوشتہ۔ بعد از ان بہ وطن مالوف رسیدند و برائے خود خلوت خانہ جدا مقرر کردند و در ان خلوت می بودند تا آنکہ در مدت قلیلہ رحلت آخرت فرمودند، نزد این عاجز امتداد این مدت قلیلہ بیشتر از سالے ہرگز نہ بودہ، بلکہ مظنہ آن است کہ این مدت کمتر از سالے بودہ۔ واللہ اعلم۔

از عبارت خزینۃ الاصفیاء ظاہر است کہ ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل حضرت ایشان دادہ بودند و شیخ عبدالحق دہلوی ہم درین بحث مکتوب بہا نوشتہ و جوابہائے شافی یافتہ۔ اگر علماء سورہ برائے قتل کردن ایشان سعیہا کردہ اند جائے تعجب نیست فَاِنَّهُمْ مِثْلُ كَيْرِ الْحَدَّادِ يَحْرِقُ بَيْتَكَ اَوْ ثَوْبَكَ اَوْ يَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔ البتہ عجب از جناب شیخ است کہ از اقوال گروہ باطن سقیم متاثر شدہ اعتراضات داہیہ بر حضرت مجدد قدس سرہ کردند و برائے کور باطنان مزید اسباب شقاوت فراہم آوردند۔ حضرت ایشان قدس سرہ در او خرایام خود بہ خواجہ حسام الدین مکتوبے نوشتہ اند کہ در دفتر سوم مکتوب ۱۲۱ است۔ درین مکتوب مبارک تحریر فرمودند۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے چندین سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے
صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول۔ قَدْ جِئْتُ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيٍّ۔ را کہ از حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ صادر شدہ است بر لقیئہ سکر محمول داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کہما انوہم کہ آن عین محبت اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ منہی از مہایات و افتخار

است بے بقیۂ سکر کائن نیست کہ در صحیح خالص بہ امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است این فقیر کہ این ہمہ وقایع در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہر بہ خاطر شما قرار یافتہ است کہ از روی صحیح خالص نوشتہ است بے مزج سکر حاشا و کلا کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی است ، سخن با فان کہ بہ صحیح خالص منتصف اند بسیار اند چہ این قسم سخنان نہ با فند و دلہائے مردم را از جانہ برندہ فریاد حافظ این ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

مخدوم این قسم سخنان کہ بنی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم نہ ظہور آردہ است و عادت مستمرہ این بزرگواران گذشتہ ، امرے نیست کہ فقیر آن را ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ ، لَیْسَ هَذَا اَوَّلَ قَادِرَةٍ کَسَرَتْ فِی الْاِسْلَام - پس این ہمہ شور و غوغا چیست ، اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہر شش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ دارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نہ باید کرد - اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بہ مجر اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بہ شہر بہ آن منادی کردن کہ امام تدین باشد طریق مسلمان و مہربانی آن است کہ کلمہ کہ ظاہر شش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے ظاہر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر ملی و زندیق بود رد آن باید کرد و در اصلاح آن نہ باید کوشید ، و اگر قائل آن کلمہ از مسلمان بود و ایمانے بہ خدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و مجمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید ، و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر بہ رفق اولی اسنت کہ بہ اجابت نزدیک است ، و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است ، اللہ تعالیٰ توفیق دہاد ، و عجب تر آن کہ از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباہے و انحراف در ملازمان شمانیزطاری شدہ بود ، ماناکہ انعکاسی باشد ، بایستے کہ مظان اشتباہ را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر نہ می انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند ، از یاران چہ گلہ نماید کہ بعضے از ایشان با وجود قدرت و دفع اشتباہ خود را معاف داشتند و سکوت ورزیدند ، مازیا ران چشم یاری داشتیم - رَبَّنَا اِنْتَا لَمْ تَدَاخِلْ رَحْمَةً وَ هِيَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا بِشِدَا ، وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا - اھ سبحان اللہ چہ مکتوب مبارک پر از مودت و اخلاص است چسان طریقہ مسلمان را بیان فرمودہ اند کہ اُدْعُ اِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ - و چہ نصیحتہا فرمودہ اند کہ فَاِذَا لَدِیْكَ دَبِیْنَةُ عَدَاوَةٍ کَانَ وَلِیُّ حَیْمٍ - این مکتوب مبارک شیخ عبدالحق مطالعہ نمودہ ، می بایست کہ در حدیث و جفائے ایشان تخفیف پیدا شدے و جواب " مازیا این چشم یاری داشتیم " را بہ " هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان " دادے لیکن آنجا مزید شدت پیدا شد و جواب

شیخ مکتوبے از بس طویل بہ حضرت مجدد قدس سرہ نوشت ، ازین مکتوب طولانی ظاہر می شود کہ اعتراضات جناب شیخ از آیات حیات حضرت خواجہ قدس سرہ شروع شدہ و بر مکتوبے کہ بہ خواجہ حسام الدین احمد نوشتہ شدہ انجام یافتہ یعنی از ۸ تا ۳۳ لہ ، غلام معین الدین در کتاب ”معارضج الولایت“ مکتوب شیخ را نقل نمودہ و خلیق احمد نظامی در تالیف خود حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ” از صفحہ ۳۱۲ تا آخر صفحہ ۳۴۴ آن را نقل نمودہ ۔ عاجز این مکتوب را مطالعہ کردہ ۔ اعتراضات جناب شیخ از تہدیر و تفکر معری می نمایند ۔ عاجز دو اعتراض ایشان نقل می کند کہ از ابتدائے مکتوب دیگرے از انتہا ، تا قدر قیمت اعتراضات ظاہر شود ۔ اعتراض اول ۔ بعد از آن کہ در خدمت خواجہ محمد باقی افتادند و از صحبت شریف ایشان استفادہ این نسبت کردند و بہ ترقی نہادند در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیادہ از حصر و قیاس ” الخ

اعتراض آخر ” در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند کہ منتہی گردیدند و بے قید رہا نمودند چہ چیز را بر سر ایشان گزشتہ و هنوز زباناہا بطعن تشبیح ایشان دراز است ، و قول شریف ” وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَارُورَةٍ كَسَرْتُ فِيهِ إِلَهَ سَلَامٍ “ عجب واقع شدہ است در اعتراف بہ شناعیت آن کافی است و شیشہ شکستہ چون باز بہم نہ می آید ۔ وَكَذَلِكَ لَا يَلْتَأَمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ وَآيَةُ كَرَمِهِ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ، و حدیث شریف ، كُفَّ هَذَا الْبَعْنُ اللِّسَانُ دَرِين بَابِ كَافِي اسْتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ۔

عجب است جناب شیخ بر عریضہ یازدہم ایراد ہا گرفتہ و فکر نہ کردہ کہ اگر در عریضہ مرید پاک نہاد صبار استعدا د جائے قیل و قال بودے حضرت پیر روشن ضمیر آگاہ کردے ۔ از رضائے خواجہ ظاہر است کہ در عریضہ مبارکہ هیچ عیب نیست ۔ حضرت ایشان بیان کمالات کردند زیر کہ حق تعالی فرمودہ است ۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ وقاضی ثناء اللہ نوشتہ ۔ در حدیث آمدہ ” التَّحْدِيثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ “ و جناب شیخ تحدیث بالنعمة را خوش نہ داشتہ ۔ زیرا کہ ایشان را از ان نعم خبرے نہ بودہ و نہ این گونه معارف را بیانی از نظر شان گزشتہ ۔ واللہ اعلم کہ جناب شیخ نسبت بہ حضرت محمد صادق قدس سرہ چہ خیال داشتہ باشند کہ بہ عمر نہ سالگی حضرت خواجہ قدس سرہ ہوارہ ایشان را طلب داشتہ از امور کونیہ غیبیہ می پرسیدند و ایشان از رونے کشف خود جواب می دادند یقیناً این احوال برائے ظاہر بیان مقام صدحیرت است اما اہل بصیرت می دانند کہ فوق کل ذی علم علیم ۔

فَإِذَا كُنْتَ فِي الْمَدَارِجِ غَدًّا ثُمَّ أَبْصُرْتَ حَادٍ قَالَ لَا تُمَارِ
لَا تَكُنْ مُنْكَرًا فَتَمَّ أُمُوسٌ لِعُلُوِّ الرِّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ

گردانند، دیدہ محبت در راہ انتظار و صولِ اخبارِ مسرت آثار بندگی حضرت میان شیخ احمد و چار است، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد، نسبتِ این فقیر در این ایام و صفائے باطن بہ خدمتِ ایشان از حدِّ متجاوز است و اصلِ پردهٔ بشریت و غشاوۂ جبلت در میان نہ مانده، نہ می داند کہ از کجا است، با قطع نظر از رعایتِ طریقۂ انصاف و حکم عقل کہ بہ این چنین عزیزان و بزرگان بد نہ باید بود و در باطن بہ طریقِ ذوق و وجدان و غلبۂ چیزے افتادہ است کہ زبان از تقریر آن لال است۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَ مُبَدِّلِ الْأَحْوَالِ، شاید کہ ظاہر بنیان در اینجا استبعاد کنند من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است، زیادہ چہ گوید و چہ نویسند وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔ ۱۰۰

حضرت غلام علی شاہ بر قول۔ واصلِ پردهٔ بشریت۔ الخ۔ درج ذیل حاشیہ نوشته اند۔

”ازین قول معلوم می شود کہ اعتراضات سابقہ از بشریت و نفسانیت بودند نہ از حقیقت۔ این احوال علما را است وائے برین صرفہ گویان“

مجموعہ مکاتیب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ نزد عاجزہ موجود است شیخ عبدالرزاق قریشی آن مکاتیب شریفہ را نقل گرفتہ در ۱۹۶۶ء طبع کردہ اند۔ در مکتوب شانزدہم کہ بہ نام حضرت فاضل شہر اللہ یانی پتی است تحریر فرمودہ اند ”نفس علما را افعالِ خود بہ زور و قوت علم مزین در نظر خود می دارد و مقصدی جواب می شود عند الحساب مشکل خواهد شد“

این ہر دو حضرات قدس اللہ اسرارہما حقیقت امر را بیان فرمودہ اند جناب شیخ از حضرت خواجہ بیعت شد بودند دیدند کہ حضرت مجدد از سر بہند آمدند و در دو و نیم ماہ بہ کمال رسیدند و خلافت یافتند و بعد از یک سال حضرت خواجہ مریدان خود را بہ حضرت ایشان تسلیم کردند لہذا رگِ بشریت و نفسانیت بہ حرکت درآمد و الَّذِي زَادَ فِي الطَّيْنِ بَلَّةً۔ معاندین حضرت مجدد و گردہ ظاہر بنیان سخنان دروغ و حجاب بہ شیخ رسانیدند لہذا شیخ در سوطن مبتلا شد تشریحات حضرت مجدد بے قدر شدند و نوشتند۔ در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند ”عجب است کہ عاشق بے چارہ ذکر محبوب کند و در کلامش اثرے از سوز و محبت نہ بود۔ حضرت شاہ غلام علی در رسالہ خود نوشتہ اند ”مبنائے رسالہ بر استماع اخبار بے صرفہ گویان است کاش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند و از سرتا مل تحقیق سخن می نمودند تا مردم نا فہم زبانِ بطعن اکابر نہ می کشوند“ و نوشتہ اند ”مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی از اجلہ فضلاء ہندوستان و ارادتمندان ایشان است، در جواب معترضان مجملات را قلم نمودہ کہ قدح کردن در سخن بزرگان بے علم بہ مراد ایشان جہل است نتیجہ نیک نہ دارد غیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص، پس رد کلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و

نافہمیدگی است۔ انتہی۔ دست آویز مفکران رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ کہ اعتراضات بہ طریق علمائے طاہر بر بعض معارف ایشان نموده۔ و علامہ روزگار جناب میرک شیخ رحمہ اللہ فرمودہ اند، آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است، و جناب میرک شیخ صفائے حضرت ایشان را دیدہ معتقد ایشان شدند، کما کتب داراشکوہ۔

چون کہ حضرت ایشان جواب مکتوب طولانی کہ سر اسر لایعنی بوده نہ نوشتند و در خلوت خانہ خاص مشغول بہ امور یقینیہ شدند و فرمودند چہ باشد حال آن کس کہ معانیہ می بیند کہ تمام او را از صفحہ زندگانی این جہان محو ساختند۔ وَكَانَتْ مُدَّةُ تِلْكَ الْفَتْرَةِ سَبْعَةً أَشْهُرًا۔ غالباً درین مدت ہفت ماہ جناب شیخ را حالتی روئے دادہ کہ نوشتہ اند: "من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است" و اخلاص نامہ خواجہ حسام الدین نوشتہ باشند۔۔۔۔۔ جناب شیخ در لہجہ انکار گرفتار ماندند و حضرت ایشان قدس سرہ دین متین را رونق تازہ بخشیدند و طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ را از بدعات صاف کردہ بر طریقہ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ راست فرمودند و ارشاد کردند: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صَلَۃً بَيْنَ الْجَحْرِیْنِ وَ مُصْلِحًا بَيْنَ الْفَسَقَتَیْنِ۔ گویا کہ حضرت ایشان قدس سرہ اشارہ بہ آن حدیث شریف کردہ اند کہ ابن سعد در طبقات خود در جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت بہ این لفظ را ویت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن یزید بن جابر اَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَكُونُ فِیْ اَقْتَنِ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ صَلَۃٌ یُدْخِلُ بِشَفَاعَتِہِ الْجَنَّةَ کَذَا وَكَذَا۔ حضرت ایشان بہ فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم در مکتوب ششم از دفتر دوم نوشتہ اند: "اے فرزند با وجود این معاملہ کہ بہ خلقت من مربوط بودہ است کارخانہ دیگر عظیم بہ من حوالہ فرمودہ اند برائے پیری و مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر۔ الخ" راست است علی قدر اہل العزم تالی العزائم۔

تالیفات حضرت ایشان | شیخ صفرا احمد مخدومی نو اسہ حضرت خواجہ معصوم در برکات معصومی ذکر ہفت رسائل حضرت ایشان کردہ۔ (۱) رسالہ ہلبیلیہ تحقیق

کلمہ طیبہ۔ (۲) رسالہ اثبات نبوت (۳) رسالہ رد شیعہ (۴) رسالہ معارف لدنیہ (۵) شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (۶) مبدا و معاد (۷) مکاشفات غیبیہ۔ و نوشتہ۔ مکاشفات غیبیہ حضرت ایشان (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) و مبدا و معاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی جمع نمودہ اند یعنی خطبہ آنها از خود ساختہ اند و رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت از حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ عنہ۔ در زبدۃ المقامات نام اثبات نبوت نیست بلکہ نام۔ جذیہ و سلوک۔ آمدہ و در حضرات القدس نام رسالہ

تہلیلہ نیست بلکہ نام "آداب المریدین" ذکر کردہ شدہ۔ درین ہر دو کتاب نام رسالہ تعلیقات عارف میر آمدہ و نوشتہ اند کہ آن نام تمام ماندہ، غیر ازین رسائل حضرت ایشان رسالہ دفتر مکتوبات اند۔ در دفتر اول ۳۱۳ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ یار محمد جدید بدشتی جمع کردہ و در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، خواجہ محمد ہاشم برائے این دفتر نام تاریخی۔ در سمرقند بخویر کردند حضرت ابیالقدس سرہ فرمودند ناستن نیز ہمین باتند در دفتر دوم ۹۹ مکاتیب اند و این دفتر را خواجہ عبدالحی حصاری جمع کردہ۔ در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، نور الخلاق نام تاریخی است۔ دفتر سوم را سمرقند جامع احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی جمع نمودہ۔

در مقدمہ این دفتر نوشتہ اند: "این ضعیف کہ نام او در آخر مکتوب اول این جلد بر قلم شریف رفتہ در سنہ ۱۲۵۰ھ مبرہن است بہ خاک نشینی غلبہ علیہ استسعاد یافت۔ مقارن آن دریائے لسان الغیب و انبوب بنان حضرت ایشان در نموج تقریر و جوشش تحریر آمد و از غایت رحمت عنایت آن غریب نواز این کمترین بہ جمع آن مسودات و نقل آن از سواد بہ بیاض ممتاز گردید و بہ اتمام جلد ثالث در بہان سال کہ از لفظ "ثالث" نیز معین است سرفراز شدہ و چون شمار مکاتیب بہ صد و سیزدہ رسید کہ موافقت آن بہ عدد حروف باقی۔ ہویدا است و بہ اعتبار تقریر بر آن بہ غایت شان و بیابا، بر بہان انجام یافت در سالہ کہ "کاس الراستخین" (۱۲۵۰ھ) ملوچ آن است۔ بعد از ان مکتوبے را کہ بہ تازگی علوم جدیدہ و اسرار غریبہ ظہور یافتہ بود فرمودند کہ مسکنہ الختام گرد و چنان شد کہ بہ الحاق آن تطابق عدد سور قرآنی عیان شد۔ عاجز گوید بعد ازین اضافہ نہ مکاتیب شریفہ دیگر ہم کردہ شدہ چنانچہ تعداد مکاتیب این دفتر بہ یک صد و بیست و سہ رسیدہ بکل مکاتیب شریفہ پنچصد و سی و پنج اند۔

زہر یک نقطہ اش چون سنبلی تر
شمیم دُصلِ حبان می زند سر

اولادِ امجاد | پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را ہفت پسر و سہ دختر عنایت فرمود۔

فرزند ان = (۱) محمد صادق (۲) محمد سعید (۳) محمد معصوم (۴) محمد یحییٰ (۵) محمد عیسیٰ۔

(۶) محمد فرخ (۷) محمد اشرف یون خرازد کردہ فرزند ان در طفولیت رحلت فرمودند۔

دختران = (۱) خدیجہ (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم۔

حضرت محمد صادق | ولادت ایشان در بہار بوقوع آمد۔ تاحیات حضرت مخدوم در کنف تربیت ایشان ماندند چون در بہار و بہشت حضرت مجدد بہ خدمت حضرت

خواجہ رسیدند حضرت محمد صادق بہ نظر قبول حضرت خواجہ درآمدند و اخذ ذکر و مراقبہ و نسبت نمودند حضرت خواجہ در مکتوبے نوشتہ اند قرۃ العین محمد صادق بخورد و از ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است

مستوجبِ حمد است۔ برہمان حضورِ خود باشد، از غیبت و استغراقِ اندیشہ نیست، انشاء اللہ العزیز از سکرِ صحو آید و فناء و شعور اندراج یابد۔ درسِ بیست و یک سالگی بہ خلعتِ خلافت مشرف شدند۔ در زبدۃ المقامات و حضراتِ القدس در احوال حضرت میر محمد نعمان نوشتہ است کہ نوبتِ حضرت ایشان را ضعیف روی نمود بہ خاطر اشرف آمد کہ مانت حضرت خواجگان بہ اہل آن باید سپرد چنانچہ آن را بہ حضرت محمد صادق و حضرت میر محمد نعمان سپردند، چون بہ سن بیست و چہار رسیدند در سر ہندو بائے عظیم روی نمود۔ بہ روز شنبہ ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ محمد عیسیٰ و بہمان روز وقتِ شام محمد فرخ و یک روز عقب یعنی بہ ہشتم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ ام کلثوم رحلت نمود و بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول حضرت محمد صادق رحلت فرمودند۔ در ظرف سہ روز چہار جگر گوشہا جہاد شدند حضرت ایشان قدس سرہ نسبت بہ محمد صادق بہ یکے از دوستان بزرگداشتہ اند۔ کمافی الزبدہ۔ "فرزندی مرحومی آیتہ بود از آیات حق جل و علا و رحمتہ بود از رحمتہائے رب العالمین۔ درسِ بیست و چہار سالگی آن یافت کہ کم کسی یافت، پایہ مولویت و تدریسِ علومِ نقلیہ و عقلیہ را بہ حد کمال رسانیدہ بود حتی کہ تلامذہ ایشان بیضادی و شرحِ مواقف و امثال اینہا را بہ قدرتِ نام درس دادند و حکایاتِ معجزاتِ عرفان و قصصِ شہود و کشفِ ایشان مستغنی است از آن کہ در بیان آورد، معلوم شما است کہ در سن ہشت سالگی بر نہی مغلوبِ حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ با قدس سرہ معالجہ تسکینِ حال ایشان را بہ طعامہائے بازار کہ مشکوک و مشتبہ است می نمودند و می فرمودند کہ مجتہی کہ مرابہ محمد صادق است بہ ہیچ کس نیست و ہم چنین مجتہی کہ اورا با ما است بہ ہیچ کس نیست، ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت، ولایتِ موسوی را بہ نقطہ آخر رسانیدہ بود، عجائب و غرائب آن ولایت بیان می فرمود و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذلل و منکسر بودہ و می فرمودہ کہ ہر یکے از اولیاء حضرت حق سبحانہ و تعالی چیزے خواستہ است و من التجا و تضرع خواستہ ام۔" الخ

در سیر الکاملین تاریخِ وفاتِ ایشان: "وَكَانَ ذَلِكَ لِتَسْعِ خَلَّتْ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةِ اَلْفٍ دَا رَبِيعٍ وَعِشْرِينَ" نوشتہ است و خواجہ ہاشم در زبدۃ المقامات نوشتہ۔ انتقال حضرت مخدوم زاد بزرگ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول بہ وقوع پیوستہ بود و از لفظ۔ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول - تاریخ سال وصال ایشان نیز می برآید۔ خواجہ ہاشم بہ صراحت ذکر سال نہ کردہ۔ شیخ بدر الدین ہم روز و تاریخ ماہ را بیاں کردہ و سن را نہ نوشتہ و از لفظ۔ روز ۲۱۳، دوشنبہ ۳۶، نہم ۹۵، ربیع ۲۸۲، الاول ۶۸ کہ ۱۰۲۵ می شود می برآید یعنی بیشی یک سال واقع می شود۔ وَالصَّوَابُ مَا فِي سِيرِ الْكَامِلِينَ زیرا کہ وفاتِ ایشان در عمر ۲۴ سال شدہ۔

تعمیر گنبد

حضرت ایشان فرزند گرامی خود را در صحن حویلی مدفون ساختند۔ در حضرت حادیہ عشر شیخ بدرالدین نوشتہ۔ مدتی قبر ایشان را خام مانده بودند و محاذ طہ گرد آن کرده بعد از آن غبار اشرف حضرت ایشان گزشت کہ چون قبر فرزند ی در میان عمارات واقع شدہ است بہتر آن است کہ درین مقام گنبد ساختہ شود و متابعت بر انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات نمودہ آید۔ بناءً علی ذلک بران قبر قرۃ العین خود گنبد بنا فرمودند۔

الوصال

حضرت ایشان قدس سرہ چون بفضل اللہ و کرمہ از تطہیر الحاد اکبری و از ترویج سنت مطہرہ و تصفیہ طرق صوفیہ صافیہ فارغ شدند روزے فرمودند۔ شریعت را دیدم کہ در محلہ ما فرود آمدہ چنان کہ کاروانے در سرائے فرود آید۔ و فرمودند۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہر شہادت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰت والسلام بدان متحقق ساختند۔ و تحریر فرمودند۔ اے فرزند این آن وقت است کہ در ائم سابقہ درین طور وقتے کہ پرا ز ظلمت است پیغمبر الو العزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد و درین امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات علما را مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل دادہ اند و بہ وجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ہر مایہ از علما را این امت مجددے تعین می نمایند کہ احیائے شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضمی الف کہ در ائم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است و بہ ہر پیغمبرے در ان وقت اکتفا نہ نمودہ اند درین طور وقت عالمے عارفے تمام المعرفہ از این امت در کار است کہ قائم مقام اولو العزم ائم سابقہ باشند۔

فیض روح القدس از باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحی می کرد

خطاب مجدد الف ثانی | مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ یکنائے روزگار بودہ حضرت ایشان قدس سرہ را بہ خطاب مجدد الف ثانی یاد کرد و زبان زد عالمیا گشت۔ کما فی الفصل الخامس من السنۃ بدایۃ۔

بالرفیق الاعلی

حضرت ایشان از حبس عسکری خلاص شدہ بہ سرچہ رسیدند و در ماہ شعبان سنہ ہزار و سی و سہ خلوت اختیار کردند و در شب برات از زبان عصمت پناہ شنیدند خدا دادند کہ امشب نام کرا از ورق ہستی محو کردہ باشند حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامہ وجود محو کردہ اند و اشارت بہ خود نمودہ اند و عہمت پناہ فرمودہ اند کہ از مبلغ مہر خود کفن من سازی، و وصیت فرمودند کہ التزام متابعت سنت و اجتناب از بدعت نماید و مشغول بہ دوام ذکر و مراقبہ باشند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ۲۳ صفر بہ دست مبارک خود جامہا قسمت نمودند و بہ

کثرت تصدق و خیرات کردند و بر زبان مبارک این مصراع را از اشعار هندی رانند و سرشک مسرت را از دیده برافشانند و آج بلا و آگنته سون سکھی جگ دینون دار۔ یعنی امروز روز وصال دوست است ای محرمِ همه عالم را از شادی این دولت و نعمت نثاری کنم و از آنجا که حضرت ایشان را شوق لقائے اوسبحانه استیلا نموده بود از کمال شوق گریه برایشان غالب می شد و همیشه در آن ضعیف به دعائے ماثوره اللهم الرفیق الاعلیٰ رطب اللسان می بودند و به وقت اشراق فرمودند که به جهت بول طشت حاضر کنید چنانچه طشت آوردند که در آن ریگ نه بود فرمودند طشت ریگ نه دارد احتمال جستن قطرات است۔ لهذا ترک بول فرمودند و بطریقه مسنونہ دست راست زیر خد راست نهاده به ذکر پرداختند حضرت محمد سعید سرعت نفس در ایشان دیدم عرض داشتند که حال شریف چون است، فرمودند آن دور کعبت نماز که کردیم کافی است و بعد ازین سخن نه فرمودند و به طهارت در حال ذکر پروردگار به وقت چاشت روز سه شنبه قریب یک پاس روز، بیست و هشتم صفر و به حسنا شمسی منتصف جدی گویند در سنه هزار و سی و چهار از هجرت سیدالابرار صلی الله تعالی علیه وسلم ازین جهان رحلت فرمودند امامت نماز حضرت محمد سعید نمود و در قبه مبارکه حضرت محمد صادق سمت قبله پیش روی ایشان در آغوش مادر خاک بپارامیدند انا لله وانا الیه راجعون قدّس الله روحه و عطر قبره و افا علی العالمین معارفه و استراة و فیوضه۔

عشق نبوی عشقه که به بارگاه رسالت حضرت ایشان را بود محتاج بیان نیست۔ هر حرف مکتوبات شریف دال برین معنی است خواجه محمد باشم کشمی در فصل ششم زبده المقامات این ملفوظ مبارک نوشته اند که فرمودند "وقتی از اوقات جمعی از درویشان نشسته بودند۔ این فقیر از محبت خود که نسبت به غلامان آن سرور داشت علیه و علی الیه الصلوات والتسلیمات اتمها و اکملها چنین گفت که محبت آن سرور بر هیچ مستولی شده که حق سبحانه و تعالی را به واسطه آن دوست می دارم که رب محمد است" صلی الله علیه وسلم، عاجز گوید حضرت خواجه قدس سره فرموده اند۔ ایشان از کمال مردان و محبوبانند "عشق نبوی علی صاحبہ التحیات والتسلیمات که حضرت ایشان داشتند موهبتی بوده۔ کسب و عمل را در آن دخلی نه بوده بن شریف ایشان چون به چهل رسید ناگاه به خدمت شریف حضرت خواجه قدس سره رسیدند و به درجات ولایت رسیدند سر در دو عالم صلی الله تعالی علیه وسلم را درین عمر شریف خلعت نبوت عطا شد و حضرت ایشان را خلعت ولایت مدت نبوت بیست و سه سال بوده و مدت ارشاد حضرت ایشان نیز بیست و سه سال و کذلک الی اتفاق فی مدّة الحیات موافقتی که درین امور حضرت ایشان را حاصل شده شاید که به کس دیگری حاصل شده باشد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء حضرت ایشان قدس سره در مکتوب صدم از دفتر سوم به شیخ نورالحق

فرزند مولوی عبدالحق نوشتہ اند۔ ازان دولتِ خاصہ اعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق تکمیل اعلیٰ
 و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوان دولت ضیافتِ کربان زیاد تیرہ لازم است
 کہ اولش گویان نصیبِ دمان بود آن بقیہ را بہ یکے از دولت مند ان امت اعلیٰ و علی آلہ الصلوٰۃ و
 السلام اولش گویان عطا فرمودہ اند و آن را خیر مایہ ساختہ تخمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت
 شریک دولتِ خاصہ او گردانیدہ علی آلہ الصلوٰۃ و السلام حاکم کربان کار ہادشوار نیست۔ این بقیہ
 در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ نصیب خلقت درختِ خُرا
 آمدہ است کَمَا قَالَ عَلَيْهِ وَ عَلٰی اِلٰہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ اَکْرَمُوْا عَمَلَكُمْ الْخَلْقَ فَانْهَآ خُلِقَتْ مِنْ طِیْنَةِ
 اٰدَمَ۔ بَلٰی۔ وِلَا رِضٍ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ۔ حضرت ایشان حقیقت امر را بیان فرمودہ اند۔ اگرچہ
 بعض نا فہمان و صرفہ گویان ازین عبارتِ مبارکہ بعض مفاہیم فاسدہ بیان کردہ اند کہ دولتِ خاصہ آن سرور
 صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت است و تشریک در دولتِ خاصہ اَلْعِیَازُ بِاللّٰہِ از حد قبیح است۔ این صرفہ گویان وہ
 نا فہمان فکر نہ کردند کہ مراد از تخمیر تخلیق بہ اخلاق نبویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ نہ نوے کہ آن اخلاق از امور
 طبعیہ گُرد۔ این کور باطنان فکر نہ کردند کہ حق تعالی جل شانہ و عم احسانہ حضرت ایشان را بہ آن اوصافِ نبویہ
 عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ صَلَٰۃٍ وَ تَحِیَّۃٍ متصف کردہ کہ کسب را در ان دخل نیست و بیانش این عاجز
 کردہ، و از وجہ تعشق و ارتباطِ تام بہ بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام اوصافِ کسبیبہ ہم اوصافِ طبعیہ گشتہ بود
 شیخ بدرالدین سرہندی در او اخر حضرت خامسہ از حضرت القدس صفت نماز خواندن حضرت ایشان قدس سرہ
 نوشتہ کہ۔ ”اتنا من حضور و خشوع از استیلای باطن بظاہر ایشان پیدا و ہویا می شد و جمیع اصحاب ایشان در
 صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند۔ این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام
 ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بہ اختیار از جامی رفت و
 بقیہ می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات مجتہ می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام و التحیہ می
 بیند و بروفق آن نماز می گزارند۔ دولتِ خاصہ این احوال اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ قلباً و روحاً شوقاً و حبلاً
 بدان متصف بودند۔ دلیلی از ابن عباس روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ خُلِقْتُ اَنَا وَاَبُو بَکْرٍ
 وَ عُمَرُ مِنْ طِیْنَةِ وَاَحَدَیْہِ۔ و حدیثی را کہ حضرت ایشان قدس سرہ بیان کردہ اند آن را بخاری در ”تاریخ“
 خود و دیگران روایت کردہ اند۔

عاجز گوید بقیہ طینت مبارکہ نبویہ علی صاحبہا اَلْفُ اَلْفِ صَلَٰۃٍ وَ تَحِیَّۃٍ کہ در طینتِ طیبہ
 حضرت ایشان بودہ اثر آن بِفَضْلِ اللّٰہِ وَاِحْسَانِہِ تا امروز در او شش خواران ماندہ کہ حضرت ایشان موجودات

وَأَنشَأَ اللَّهُ سَيِّقِي هَذَا الْأَثَرُ الْمُبَارَكُ وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الطَّيِّبَةُ إِلَى الْخَيْرِ الدَّهْوَ - آری۔

سرشتند از نور حق خاک او بود چون نبی طینت پاک او
نبی نیست لیکن به رنگ نبی بجوشد ز کوبش ہزاران ولی

جد امجد اکبر حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر قدس سرہ در رسالۃ ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السالکین
تحریر فرمودہ اند: ”قربان پیران خود شوم کہ چہ راہ سہلے و آسانے برائے ما پست فطرتان و کم استعدادان مقرر شدہ
اند و این احسان حضرت شاہ نقشبند است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ دعا و تضرع در
جناب الہی کردہ اند و عرض کردند الہی مرا طریقہ کہ البتہ موصول شد۔ اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمود و ایشان
را طریقہ عنایت کرد کہ اقرب طرق است و البتہ موصول۔“ این راہ مبارک کہ در اطراف بخارا و اترہ بود بہ برکت
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہراہ عظیم شدہ محیط عالم شدہ ہزاران ہزار افراد کہ در بادیہ غفلت
سرگردان بودند بر این شاہراہ قدم نہادہ از واصلین و کاملین و اولیائے رب العالمین شدہ اند۔ صرفہ
گویان ہر چہ گویند گویند پاک نہادان می سرایند۔

مَصَّتِ الدَّهْوُ وَمَا آتَيْنَ بِمِثْلِهِ وَلَقَدْ أَلَىٰ فَجَحْزَنَ عَنْ نَظَرِ الرَّبِّ

قطب شام حضرت عبدالغنی نابلسی قدس سرہ در البیاض الدلالات نوشتہ: ”يَا وَجْهَ هَذَا الزَّمَانِ
الَّذِي صَارَتْ فِيهِ الْفُقَهَاءُ هُمُ الَّذِينَ يَتَحَكَّمُونَ بِمَا يَقَعُ فِي قُلُوبِهِمُ الْمَلُوءَةِ بِحُبِّ الدُّنْيَا وَ
الْعُرُوفِ يَنْكُرُونَ بِالظُّنُونِ السَّيِّئَةِ الْمَنَاسِكَ الْمُؤَهَّمَةَ فِي الشَّرْعِ وَيَسْتَدِلُّونَ عَلَيْهَا بِالسَّائِلِ
الصَّحِيحَةِ فَغَالِبُ الْوَقَائِعِ بَاطِلَةٌ لِأَنَّهُمَا عَلَى الْأَوْهَامِ الْعَاطِلَةِ“۔ الخ۔

ملا علی بن سین کاشفی رحمہ اللہ در ”رشتحات“ این قول عارف نامی حضرت نور الدین عبدالرحمن
جامی قدس سرہ نقل کردہ: ”مردم بہ نفس چو خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان

موجود است بر زبان جاری می شود کہ آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است۔“
بر این قول مبارک عاجز این بحث را بند می کند۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّم عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۴

۴

۴

باب ششم حضرت خواجه محمد معصوم قدس سره

اسم گرامی ایشان محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجدالدین و خطاب العروة الوثقی بود در زبده المقامات نوشته، ولادت شریف ایشان در سنه هزار و هفت هجری یازدهم شهر شوال بوده مطابق ۱۵۹۹ هـ و در سیر کاملین نوشته: «در بلده سهند در سنه هزار و هفت هجری به ظهور رسیده» و در برکات معصومی نوشته: «در بستی ملک حیدر که قریب به دو میل خام از بلده متبرکه دارالارشاد حضرت سرهند واقع است در ماه شوال سنه یک هزار و هفت هجری اتفاق افتاد» و در حضرات اقدس نوشته: «ولادت با سعادت ایشان در سنه هزار و نه بوده. حضرت ایشان می فرمودند که قدم میمنت لزوم فرزند می محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمد. بعد ولادت ایشان به چند ماه ملازمت حضرت خواجه قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس نصیب گشت. عاجز گوید در کتابت سن از شیخ بدرالدین سهو واقع شده چه خود ایشان در حضرت ثانیة این کتاب نوشته اند. پدر بزرگوار آن حضرت در سنه یک هزار و هفت از حال فرمودند آن عزم (عزم ج) سرکشید و شوق غالب گردید به تجرید و تفرید به سفر مبارک بیرون آمدند» و این امر محقق است که ولادت شریف ایشان قبل از وصول به خدمت اقدس حضرت خواجه قدس سره بود چنانچه شیخ بدرالدین قول حضرت ایشان نوشته. کما تقدم و خواجه هاشم نیز آن قول مبارک را نقل کرده، لهذا اصواب آن است که در زبده المقامات و برکات معصومی و سیر کاملین اندراج یافته، اصحاب خزینة الاصفیاء و جواهر علویه و مناقب احمدیه مقامات سعیدیه اتباع شیخ بدرالدین کرده سنه یک هزار و نه در کتابها خود نوشته اند فکثیراً ما یُقَلَّدُ السَّاهُونَ السَّاهِیْنَ. و وفات ایشان به روز شنبه عند نصف النهار. نهم ماه ربیع الاول ۱۰۴۹ هـ مطابق ۱۸۶۵ گریگوری در سرهند شریف اتفاق افتاد عمر شریف ایشان به حساب تقویم قمری ۷۱ سال، ۴ ماه، ۲۸ روز و به حساب شمسی ۶۹ سال، ۳ ماه و ده روز بوده.

خواجه محمد هاشم نوشته که آن حضرت قدس سره در مکتوبه بزرگداشتی که از فرزند می محمد معصوم چه نویسد که و به بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصه محمدیه علی صاحبها الصلوة والسلام والتجیة، وقت دیگر بر زبان شریف رانند که از اقتضای علو استعداد او بود که در ایام سه سالگی به جامعیت استعداد و حقیقت تسجلی ذات و حرف توحید لب کشود می گفت من آسمانم و من زمینم و من فلانم و من فلان «و نیز نوشته که» می فرمودند بابا زد ترا تحصیل این علوم فارغ شویدی که ما را با شما کارهای عظیم است. در شانزده سالگی از تحصیل علوم فرائض یافت در برکات معصومی نوشته. اکثر این علوم از جناب حضرت مجد الف ثانی استفاده نمودند و برخه از عالم ربانی

عارف سبحانی برادر کلان خود خواجہ محمد صادق خواندہ اندوپارہ از شیخ محمد طاهر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعظم خلفائے مجدد الف ثانی بودہ اند حاصل نمودند همچنین از بعضی علماء و نینداز و الاعتبار نیز اخذ کردہ اند و در زبدۃ المقامات نوشتہ: وَہم از عنایات الہی در حق این مخدوم زادہ ثالث آنکہ درین ایام با وجود مشاغل از افادہ طلبہ علم و افاضہ طالبان حق و التزام اوراد و مراقبات در اندک روز حفظ قرآن مجید نموده و قَاہَذَا الْاَمِنْ اَعْطَاَنِ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ وَالطَّافِیَہُ شیخ بدرالدین در حضرت القدس نوشتہ: و فرقان مجید را بہ سند عالی تجویز نموده اند و در مدت سہ ماہ حفظ کردہ و بتلاوت آن مداومت دارند و نوشتہ: در سن شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداولہ فراغ شان حاصل گشت و در اثناے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقہ فرمودہ بودند (یعنی بیعت فرمودہ بودند) و جمع میان تحصیل قال و حال نموده بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بہ درس علوم و افادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال بر قال غالب گشت۔ و خواجہ محمد ہاشم نوشتہ اند روزی از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سرہ شنودم کہ فرمودند: اقتباس محمد معصوم نسبت بہائے قَادِیُوْمَ اَفِیْوَمَا بِہ صاحب شرح وقایہ می نماید در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چنانچہ در آن کتاب آورہ اَلْفَہَا اَمِی جَدِّی الْوَقَایَہَ سَبَقَ سَبَقًا وَ کُنْتُ اَجِدُّی فِی مَیْدَانِ حِفْظِہَا طَلَقًا طَلَقًا جَتِی اَتَقَّقَ اِتْمَامًا تَالِیْفِہِ مَعَ اِتْمَامِ حِفْظِہِ۔ الخ۔

حضرت ایشان قدس سرہ یک و نیم سال پیشتر از ارتحال خود بہ فرزندان گرامی حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم مکتوبی نوشتہ اند کہ آن مکتوب ۱۰۵ از دفتر سوم است۔ و اندران مکتوب تحریر فرمودہ اند: دیروز بعد از نماز بامداد مجلس سکوت داشتیم، ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتیم از من جدا شد و خلعت دیگر بہ من متوجہ شد کہ بہ جلسے آن خلعت نشینند، بہ خاطر آمد کہ این خلعت زائلہ را بہ کسے خواهند داد و یا نہ و آرزوئے آن شد کہ اگر آن را بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند، بعد از لمحہ دیدم کہ بہ فرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت اورا بتمام پوشانیدند، و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیّت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ و باعث ارتباط بہ این عرصہ مجتہعہ او بودہ و این خلعت جدیدہ را چون معاملہ بہ انجام برسد و حق خلع گردد امید است کہ از کمال کرم آن را بہ فرزندی اعزّی محمد سعید عطا فرمایند۔ این فقیر ہموارہ بہ تضرع این مسألت می نماید و اثر اجابت می نہد و فرزندی را بحق این دولت می یابد۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ کہ بعد ازین بہدّت قلیلہ چون حضرت مخدوم زادہا بشرف ملازمت رسیدند خلعت ثانیہ موعودہ مذکورہ را فرمودند کہ بہ فرزندی محمد سعید عطا کردند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چه آن خلعت ثانیہ کنایت از خلعت است۔ الخ۔ خواجہ محمد ہاشم از بیاض حضرت ایشان آن مکالمہ را ہم نقل کردہ اند کہ اندران ایام در میان ایشان و حضرت مجدد قدس اللہ اسرار بہا بودہ است حضرت ایشان در آخر بیان خود نوشتہ اند: بعد ازین گفتگو بہ یک

دس ماہ چند روز کم واقعہ حضرت ایشان روئے داد چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود
 احوال آن ہادی کمال بہ بیست و ششم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ

حضرت مجدد قدس سرہ مکاشفہ نمود بیان فرمودہ فرزند ثالث خود را کہ حضرت محمد معصوم اندکارخانہ
 ارشاد سپرد کردہ فرمودہ اندکونات بہ شوق تمام بہ تورو آوردند خواجہ محمد ہاشم می نویسند: آثار تکمیل و ارشاد در رنگ
 پدر عالی مقدار بودہ کمال از ایشان بہ ظہور پیوست و نور ہدایت ایشان اطراف و اکناف عالم را در گرفت چنانچہ
 این نوشتہ آن مخدوم زادہ برین مدعا شاہد عدل است۔ ب۔ بہ کرم خداوندی جل سلطانہ و بہ طفیل رسول او
 صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و بہ یمین توجہ حضرت پیر و ستیگر قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس معاملہ تسلیک و تکمیل
 بہ غایت سہولت پذیرفتہ و راہ وصول اقرب گشتہ و کار و دہور بہ ایام و شہور مقرر شدہ، ہر چند بہ حسب کمیت
 مسترشدان این معاملہ قلت دارد چہ این وقت کثرت آن را بر نہ تا بد لیکن از روئے کیفیت و ذوق افزون
 و بیش از بیش است، یکے از مسترشدان بہ واسطہ در مہفت روز از ابتدائے تعلیم طریقہ از فنائے قلبی در خود
 نشان می داد و چیز را بیان می نمود کہ گویا بہ حوالی فنائے نفس رسیدہ و قاذلک علی اللہ یغنی و اکثر مجازان فقیر کہ
 از احوال مسترشدان خود بیان می کنند قصص سرعت وصول کہ می گویند عقل عقیل در تحریر می ماند: الخ۔ در سیر کا ملین
 نوشتہ: سلطان اورنگ زیب عالمگیر از جملہ مریدان و نیاز مندان آستانہ فیض کابشائے حضرت ایشان است
 و تئیکہ بہ عزم حرمین شریفین برخو استند سلطان عرض کردہ کہ سلطنت ملک ہندوستان از حضرت سرور کائنات
 علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات استدعا فرمایند کہ بمن عنایت شود۔ فرمودند تا تو بادشاہ نہ شوی بہ
 ہندوستان مراجعت نہ خواہم کرد۔ همچنان بہ وقوع آمد: الخ۔

عاجز گوید شیخ محمد شاہ مرہندی پسر شیخ بدرالدین مرہندی از خلفائے عالی قدر حضرت ایشان است
 و کتاب حسنات الحرمین المعروف بہ پواقیت الحرمین در احوال سفر حرمین شریفین تحریر فرمودہ۔ نوشتہ اند۔
 در سنہ ہزار و شصت و ہشت کہ از کلمہ محمد ۹۲ المعصوم، ۲۴ زار ۲۰۸ الشفیع ۴۹۱ = ۶۸ = ۱۰۔ نیز معلوم
 می گردد بہ عنایت خداوندی جل و علاطواف بیت اللہ و روضہ رسول اللہ و زیارت اصحاب کبار و مزار متبرکہ
 میسر گشت۔ و سلطان اورنگ زیب بر دست حق پرست حضرت شیخ سیف الدین بیعت شدہ بود۔ غالباً
 این بیعت بعد از سفر حرمین شریفین بودہ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از مولد آن و فضلیان بودہ اند۔ در حضرات القدس نوشتہ است یکے از
 خادمان حضرت ایشان کہ در سفر و حضر ملازم آنحضرت می بود پیش این فقیر نقل می کرد کہ دران ایام کہ حضرت
 ایشان قدس سرہ بعد از حال حضرت خواجہ قدس سرہ بہ دار الخلافہ دہلی تشریف بردہ اند آن مخدوم زادہ بر جہادہ

راہمراہ گرفتہ بودند روزی حضرت ایشان بعد فراغ از حلقہ بہ حجہ درآمدند کہ ساعتی استراحت نمایند و دیدند کہ آن مخدوم زادہ کونین برباد دادہ بر فراش آن حضرت خوابیدہ است، بہ سرعت تمام رجح القہقری نمودند خادم بہ عرض آن امام ہمام رسانیدند کہ حضرت چرا باز گشتند اگر حکم فرمایند مخدوم زادہ را بیدار کنیم تا ایشان را از کشند فرمودند کہ از غیرت خداوندی برسیدیم و بر خود بلرزیدیم ناچار بہ اضطراب بگردیدیم کہ دوست خدا اجل و علا در استراحت است مبادا موجب طلال و کلال دے گردم۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ است۔ روزی ایں مخدوم زادہ در آن وقت کہ درس چہارہ سالگی بودند بہ عرض اشرف حضرت ایشان رسانیدند کہ من از خود نورے یافتہم کہ تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چون آفتاب اگر آن فرورود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت خویش می شوی و این سخن را از من یاد دار۔ الخ۔ آنچہ حضرت مجدد قدس سرہ بشارت دادہ بودند ظہور آن بہ اتم وجہ شد و در اطراف عالم فیوضات و برکات ایشان رسیدند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است۔ خلفا و مستفیدان جناب ایشان بشمار کثرت ہدایت و افاضات کمالات باطنی کہ از توجہ علیا بہ ظہور آمدہ وسیلے است واضح بر علوشان، گویند نہ صد ہزار کس بر دست حضرت ایشان مرید شدند و ہفت ہزار آدم را خلافت دادہ اند۔

شاعر مشہور ناصر علی سرہندی گفتہ و در زہد ہاسفتہ۔

چراغِ ہفت محفلِ خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آن جانہ گنجبد	نظر بے کار مانند پا نہ گنجبد
روئے ماہتابی شرع بردوش	چو صبح از پاکی باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرش راہش	کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
سریر معرفت را باد شاہے	بہ فرق از فرق درویشی کلاہے
ستون بارگاہِ شرع اسلام	بہ افعالِ پیمبر گام بر گام
زہے عزت کہ رب العزتش داد	کہ بر سرتاج قیومیش بنہاد
جہان قائم بہ او، او با خداوند	ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
جہان در سایہ احسان او باد	فلک قائم بہ فرزند ان او باد
بزرگ و خورد این پاکیزہ رویان	بہ خلوت گاہ عصمت پار سایان
ز صاحبزادہائے پاک گو ہر	چہ گویم چون زہر و صف اندر تر
فلک را گر چہ در عصمت رسائی است	از ایشان کردہ کسبِ پارسائی است

قیوم

استبهار حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم بہ قیوم بود۔ و قیوم درین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب
 مناب او، اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال او مندرج اند و افراد و اوتاد در محیط کمال او مندرج، افراد
 عالم ہمہ بہ وے روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست دانند یا نہ دانند بلکہ قیام عالم بہ ذات اوست بہ چونکہ افراد عالم
 مظاہر اسما و صفاتند۔ و ذاتے در میان شان کاین نیست ہمگی اعراض اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و
 جوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود۔ لہذا سنتہ اللہ جاری است کہ عارفی را نصیبیہ از ذات ارزانی داشته
 ویرا ذاتے عطای فرمایند کہ بہ حکم نیابت و خلافت قیوم اشیاء می گردد و اشیاء بہ وے قائم می باشند۔ این چنین
 ذات عارف را حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نام قطب الاقطاب دادہ و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ویرا قیوم فرمودہ
 اند مولوی محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ جمیعاً و ربیبہ بستم از مقدمہ کتاب عباقا
 نوشتہ اند۔ اتفق اهل الکشف والوجدان و ارباب الشہود و العرفان الملوک و المملوکین بالبراہین
 العقلیہ و الہدایات النقلیہ علی ان القیوم للکثرات الکونیہ و احدى شخصیات الخ۔ یعنی اصحاب
 کشف و وجدان و خداوندان شہود و عرفان کہ بہ براہین عقلیہ و اشارات نقلیہ مؤیدان دبرین امر متفق اند کہ برائے
 کثرات کونیہ شخص واحد قیوم است۔ ہر چہ این دو بزرگواران فرمودہ اند آن مسلک اہل عرفان است قاطبہ۔
 بعض افراد را بر تسمیہ حضرت مجدد قدس سرہ اعتراض است۔ کہ قیوم از اسمائے الہیہ است۔ و گویہ
 را بہ این نام وصف مرسوم کردن بے ادبی است۔ لہذا بعضی از معترضین چون بیان حضرت مجدد قدس سرہ
 می شنوند حوقلمی خوانند و بعضی را کلمہ استرجاع بر زبان می آید چونکہ این افراد از دقائق علمیہ بے خبر اند معذور
 اند ایشان فکر نہ کردند کہ غنی، علیم، قادر، قہار، جبار، رؤف، رحیم، سمیع، بصیر و غیرہا من الاسماء المبارکہ۔ از
 اسماء الہیہ اند و بدوین ادنی تردد بندگان را بہ این اوصاف و اسماء متصف می کنند۔ اگر در انصاف بہ این اسماء
 مبارکہ قیاحتی نیست در انصاف بہ اسم مبارک قیوم قیاحت از چہ آمد۔ اگر این جماعت معترضین تفسیر آیت
 شریفہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ را مطالعہ کنند از دل و جان معترف فضل و کمال حضرت مجدد
 شوند قدس اللہ سرہ۔ عاجز گوید من حیث المعنی و نظر الی۔ تَخْلَقُوا بِاِخْلَاقِ اللّٰهِ۔
 تسمیہ حضرت مجدد نہایت درست و صواب است۔

حق تعالی حضرت مجدد را این مقام اعلیٰ کہ مقام خلافت است بخشیدہ بود و در اواخر ۳۲۲ھ این
 مقام بہ حضرت خواجہ محمد معصوم عطا کردہ شد کہما اخبر السید المجدد قدس اللہ اسرارہما و اللہ دَرُّ الْقَائِلِ۔
 آن کہ نامش بہ زبان بردنم از بے ادبی است ؛ گرچہ ذرات تنم جملہ بہ نامش گویا است
 لیک زانجا کہ زبان نیز سعادت طلب است ؛ گر بہ این نام شریفش نہ رسانم ز جفا است

قطبِ حق ہادی دین خواجہ محمد معصوم ؛ آن کہ پیشش بہ تواضع قدرِ افلاک و قوا است
ظاہرش جملہ بہ انوارِ شریعت روشن ؛ باطنش جملہ بہ اسرارِ حقیقت و انا است
قطع شد بر قدرِ او خلعتِ قیومیت ؛ آری این خلعتِ فائزہ چنان زیبا است
قدسنا اللہ سبحانہ لسرہ الاقدس و افاض علینا من فیوضاتہ و فتوحاتہ و برکاتہ۔

اولادِ مبارک | حق تعالیٰ حضرت ایشان را شش پسر ۱۔ صبیغۃ اللہ ۲۔ حجتہ اللہ و نقشبند ثانی ۳۔ عبید اللہ
(مروج شریعت) ۴۔ محمد اشرف ۵۔ شیخ سیف الدین ۶۔ محمد صدیق و پنج دختر ۱۔ امہ اللہ
۲۔ عائشہ ۳۔ عارفہ ۴۔ عاقلہ ۵۔ صفیہ عنایت کردہ بود۔

مکاتیب شریفہ | در زبدۃ المقامات نوشتہ مخفی نہ ماند کہ این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آن
اسرار خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند الخ۔ و شیخ بدر الدین ابن مضمون را بہ تغیر پس در
حضرت القدس نوشتہ حضرت ایشان معارف حضرت مجدد را در مکتوبات خود بیان فرمودہ اند مکتوبات ایشان
نیز سہ دفتر است در دفتر اول ۲۳۹ مکاتیب اند و این دفتر در مطبع نظامی کانپور در سنہ ۱۲۳۲ھ طبع شد۔ و دفتر
دوم ۱۵۸ مکاتیب اند و این دفتر در سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۶ء در ظہور پریس لدھیانہ طبع شدہ، و در دفتر سوم ۲۵۲ مکاتیب
اند و این دفتر تقریباً پنجاہ سال پیشتر مولوی نور احمد امرتسری طالع مکتوبات قدسی آبات حضرت امام ربانی طبع کردہ۔

نماز جنازہ | امامت نماز جنازہ ایشان حضرت محمد یحییٰ برادر خورد حضرت ایشان کرد۔ اجتماع خلایق بہ حدیث بود
کہ در تعداد نیاید۔ و بہ وقت دفن آسمان بہ شدت اشکبار بود۔ و بہ جهت غرب قبہ حضرت مجدد قدس سرہ
قدرے بہ فاصلہ حضرت ایشان را دفن نمودند۔ و فیما بعد قبہ عالی بر مزار مبارک ایشان ساختہ شدہ

تواریخ وصال : سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ گفتہ۔

قیومِ جهان خلیفۃ اللہ دانندہ رازِ مائے مکتوم
در دائرۂ وجود تا بود بودش بہ جهان مثالِ معدوم
تاریخ وصالِ او خرد گفت رفتہ ز جهان امام معصوم
ناصر علی رحمہ اللہ گفتہ

چراغِ خاندانِ نقشبندان فروغِ دین احمد خواجہ معصوم
بہ سونے گلشنِ جنت قدم زد ازین دیرانِ رباطِ کہنہ بوم
طلبِ کردم ز دل سالِ وصالش نہ آمد ز عالم رفتہ معصوم
سنہ

بابائے مہتمم حضرت شیخ سیف الدین

اسم گرامی ایشان سیف الدین است، چونکہ از خورد سالی امر بہ معروف و ہی از منکر می فرمودند لهذا قبلہ گاہ ایشان بہ خطاب مُتَّسِبُ الامہ ایشان را نواختند و چونکہ در حیات حضرت والد بزرگوار خود مرجع خاص عام شدند بزرگانِ خلافت بہ سلطان الاولیاء اشتہار یافتند۔ ولادت حضرت ایشان در دارالارشاد سرہند بود۔ در سال ولادت و وفات اختلاف است شیخ صفرا احمد کہ خواہر زادہ ایشان است در کتاب برکات معصومی و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال ولادت را ۱۰۴۹ھ (۱۶۴۹ء) نوشته اند۔ و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین ۱۰۵۵ھ (۱۶۴۵ء) نوشته و وفات حضرت ایشان در سرہند بودہ۔ در برکات معصومی و جواہر علویہ نوشته اند۔ شبِ بستم شہر جمادی الاولیٰ در ۱۰۹۶ھ (۲۵ اپریل ۱۶۸۵ء) ازین دایرہ پرلال در گزشتند۔ در جواہر علویہ بجائے جمادی الاولیٰ۔ ماہ جمادی الآخرہ تحریر یافتہ است۔ در تاریخ وصال اختلاف نسبت و در روضہ قیومیہ و مناقب احمدیہ و انساب الطاہرین و سیر الکاملین صرف سال وفات ۱۰۹۵ھ نوشته۔ بہ حساب برکات معصومی عن عمر شریف ایشان چہل و ہفت سال بود و مادہ تاریخ وفات ”ہے ہے ستون دین افتاد“ است، و بہ حساب روضہ قیومیہ و مناقب عمر شریف ایشان چہل سال بودہ، نزد عاجز روایت برکات معصومی شایان اعتماد است، یہ مؤلف این کتاب خواہر زادہ حضرت ایشان بودہ و صاحب البیت ادریٰ بمکفیہ مشہور مقولہ است۔ قیوم جہان حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ را پروردگار شش پسر عنایت فرمود ہر کیش از کُل اولیائے پروردگار و مصداق ”لَا یُکْذِرُیْ اَوْلَیْہٖ خَیْرًا اَمَّ الْاٰخِرَہٗ“ بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ حضرت ایشان فرزند پنجم حضرت خواجہ محمد معصوم بودند، سیمائے رشد و ہدایت و آثار قیومیہ از خوردی برجین مبارک ایشان ظاہر بود۔ در برکات معصومی نوشته۔ بعد ازین کہ مخدوم زادہ مذکور بہ سن تعلیم و تعلم رسیدند در اندک مدت قرآن مجید را خواندہ بہ کتب متداولہ پرداختند و معاملہ حال از ایام طفولیت بہ کمال رسانیدند گویندہ یازدہ سالہ بودند کہ حضرت ایشان بہ بشارت فنائے قلب ولایت صغریٰ کہ درجہ اولیٰ است از درجات ولایت مشرف ساختند بہ حدی کہ در ہم سالان ایشان کہ بنی اعمام و عمات ایشان بودند موجب غبطہ گردیدند و پیش از ایام بلوغ بشارت فنائے نفس و ولایت کبریٰ گردیدند۔ و نوشته ”در عنفوان شباب مقبولی مولائے ذی الجلال گردانیدہ ہمت ایشان مصروف بہ اجرائے احکام شریعت و ازدیاد رونق دین ملت گردیدہ، حضرت حق سبحانہ بہ موافق ہمون ہمت کہ مقرون نیت صالحہ بودہ ایشان را در حضور والد بزرگوار ایشان

به اعلیٰ رتبه ارشاد رسانیده و نوشته بعد ازین که حضرت ایشان بعد الحاح و طلب بادشاه خلد مکان بلکه به موجب الهام رحمان آن مخدوم زاده را رخصت و اجازت حضور لازم السرور برائے ارشاد خلیفه وقت و دیگر طالبان فرمودند۔ حضرت ایشان را یک دفتر مکتوبات است که فرزند اکبر ایشان حضرت محمد اعظم قدس الله اسرارها جمع نموده و دیباچه نوشته اند اختتام دیباچه بر این اشعار است۔

ز به این نامه بآنے رشد فرجام	که در آغاز او پیدا است انجام
معارف آن چنان در حق هجوم است	که گوئی آسمانے پر نجوم است
درو تابنده انوار اله است	که از وی مقتبس خورشید و ماه است
طریق احمدی از وی منور	مَشَام طالبان از وی معطر
لباس رهنمائی در بر او	رجوع پارسائی بر در او
نه می گویم که مدح او نمودم	ز مدحش اعتبار خود فرودم
امامی کو بود معصوم از عیب	کتاب مستطاب فی الدرب
حقائق از مضامینش شگفته	رموزش از مخالف رو نهفته
ز سیفش دین احمد است نصرت	وَرَا اَنَا فَتَحْنَا هِست مدحت
حقائق اندر و گردیده مستور	به رنگ اسم اعظم گشته مستور
بود تا گرم بازار هدایت	به دوران تا رسد فیض عنایت
الهی باد بادی طالبان را	حیات تازه بر روح و روان را

جناب ایشان در مکتوب هشتم و سوم به صوفی سعادت کابلی تحریر فرموده اند۔ بادشاه به دخول طریقه علیّه مشرف گشته بسیار متاثر گشت، صحبت با حضرت ایشان داشت چون شاه جهان وفات یافت، به جهت ضرورت توجه اکبر آباد گشت دیگر از هجوم اهل طلب که مانند مور و بلخ غلوارند چه نویسد که از حیطة نوشتن خارج است۔ اللهم۔ در مکتوب صد و چهل و دوم به شیخ محمد باقر لاهوری تحریر فرموده اند۔ بادشاه دین پناه شب شنبه که سوم این ماه باشد به منزل فقرا آمده از قسم اطعمه به تکلفانه آنچه حاضر بود تناول فرمودند و صحبت طولانی گشت و مجلس سکوت نیز در میان آمد معامله بقارابه و ضووح تام می فرمایند که مدرک می گردد و مبدأ تعیین خود را صفت علم یافته، وسعت و لطیفه اخفی و مناسبت به آن و از حقوق صفات به اصل از مدت ظاهری می سازند، شاهزاده سلطان محمد اعظم به ترغیب دلالت بادشاه به دخول طریقه علیّه مستعد گشته و احوالش به غایت بلند است از ذکر لطائف و ذکر سلطانی و وسعت در قلب نشان می دهد، بادشاه اظهار شکر این معنی می نماید

و از احوال شاہزادہ خبر گیران است۔ الخ۔ و در مکتوب پنجاہ و دوم بہ شاہزادہ سلطان محمد معظم بیان فضیلت ذکر خفی و مزیت دوام حضور کردہ اند و درین خط نوشتہ اند۔ ذکر اسم ذات و طریقہ آن بالمشافہہ بیان کردہ شد از کیفیت آن اطلاع بخشند عمدہ آن است کہ ذکر ملکہ دل می گردد و صفت لازمہ او شود چنانچہ سمع صفت سامعہ و بصر صفت باصرہ۔ الخ۔ و در برکات معصومی نوشتہ۔ غلبہ ارشاد بہ حدی محیط الآفاق گردیدہ کہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ بہ اخلاص تمام مرید شدہ بود روزی بر دروازہ شریفی از کثرت ازدحام دستار از سرافتاد چون این مقدمہ بعرض بادشاہی رسیدہ شکرانہ الہی بہ تقدیم رسانیدند کہ در عہد مبارک ما این چنین شیخ صاحب کمال بہ منصہ منظر آورادہ۔ الخ۔ و نوشتہ۔ روزی محمد اعظم شاہ دعوت آنحضرت نمودہ اند از غایت اخلاص آفتاب بہ دست خود آورده ایشان برادر بزرگ خود را حضرت محمد اشرف راقدس سرہ۔ کہ در آن ایام نیز تشریف ایشان در حضور بودہ در دعوت شریک خود فرمودند۔ ہر گاہ شاہزادہ بہ فکر شستادن دست ایشان بہ دست خود گشت، ایشان آن آفتاب را از دست بادشاہ زادہ گرفتہ خود او را دست برادر خود شستادن ندیدہ از آن بہ بادشاہ زادہ محبت کردند تا دست ایشان شستند۔ الخ۔ و نوشتہ اند۔ حضرت ایشان دقیوم جہا خواجہ محمد معصوم، را غلبہ ارشاد مخدوم زادہ عالی نژاد خیل مرغوب الطبع گردیدہ، در ایام بودن ایشان در شاہجہان آباد حضرت وحدت قدس اللہ سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمۃ قدسنا اللہ بسره الاقدس و بہ کمالات بلند معنی ارجمند پیراستہ و بہ زبان آوری و لب و لہجہ شیرین گفتار آراستہ نیز درین بلکہ بودند حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ہجر محترم می فرمودند کہ سبحان اللہ عبدالاحد باین شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ این تمکین و قار معروف و قبولیت بہ این نصیب گشتہ خوش گفت۔

بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

و بعد از تشریف بہ وطن مالوف دیگر از خدمت حضرت ایشان جدا نہ گردیدند و در حضور لامع النور اخذ کمالات صحبت کہ ہر روز در ترقی بود بہ کمال حلاوت و مری نمی نمودند و بعد از ایام وصال حضرت ایشان بانی روضہ منورہ فی الحقیقت ایشان اند ہر چند بنا بہ اعتبار ظاہر روشن آرا بیگم رحمہما اللہ سبحانہ نمودہ است اما چون بادشاہ زادہ مذکورہ بہ توسل ایشان انتساب داشتہ و در محبت ایشان بے نظیر بودہ و بہ اشارت ایشان بہ این دولت رسیدہ، پس بہ حکم "الدال علی الخیر کفای علی" این کار از ایشان استوار است چنانچہ بالائے روضہ معظمہ نیز بیتے از ان ابیات مرقوم شاہد این مدعا است۔

اوز سیف الدین محمد مقتدا یافت سوئے این سعادات اہتدا

و غرض ہائے حضرت ایشان بہ شان تمام در ہر عام بشوق مالکلام بہ متعلق گردانیدہ حتی المقدور شرکت غیرے بین امر

رفیع القدر تجویزی نہی فرمودند بالجملہ در جمیع اطوار و افعال جالشینتی حضرت ایشان کما ینبغی نمودند و بعد از ان ہم صحبت ہائے شائستہ بہ بادشاہ دست دادہ و بہ موجب طلب در حضور رسیدند و باز بہ وطن مراجعت نمودند خدمت حضرت والدہ کریمہ خود بعد وصال حضرت ایشان بہ وجہ التیق بہ تقدیم رسانیدند الخ۔ در سیر الکاملین نوشتہ حضرت ایشان را شوکت ظاہری بسیار بود۔ مجال سلاطین و امرانہ بود کہ بہ حضرت ایشان لب کشائند یا حرف زنند دست بستہ بہ آداب تمام استادہ می بودند آن قدر ہجوم مردم در حلقات ذکر و مراقبہ می شد کہ از نشستن نظر بہ ہر کس نہ می رسید حضرت ایشان بر کرسی نشستہ انظار قدسیہ بہ حال مستفیدین می فرمودند یک ہزار و چہار صد کس در خانقاہ شریف طالبین حق سبحانہ می بودند ہر کس را موافق فرمایش طہام می رسید نوشتہ اند کہ شوکت ظاہری ایشان را دیدہ بعض افراد گفتند حضرت شیخ تکر دارند چون این قول بہ مسامح شریفہ حضرت ایشان رسید فرمودند تکر ما از کبریائی اوست جلّ جلالہ و گر نہ من همان خاکم کہ بودم۔ در برکات معصومی نوشتہ جماعت کثیر از صغیر و کبیر و رجال و نسا و امر و فقرار از فیض آن حضرت شاداب گردیدہ، ہر کس بہ موافق نصیبہ خود نعمت برداشتہ و کام روائی اہل حوائج علی الخصوص کہ از اہل حقوق باشند در ان مدت بہ نوعی چہ حصول پیوستہ کہ تا امروز رطب اللسان شکر عطیات و تفضلات ایشانند و صلہ رحمی بر بنات و اخوات و دیگر قریبات زیادہ از آنچه مشروح قلم تواند شد بہ کاری بردند و آداب بزرگان و برادران خود غیر متوقع بہ وقوع پیوستہ۔ و نوشتہ: "تشریف حضرت حجتہ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ و آن حضرت بہ جهت مشالعت یک مرحلہ کاملہ ہمراہ آمدند وقت وداع حضرت حجتہ اللہ فرمودند کہ عمر بہ اخیر رسیدہ است باید کہ براحوال فرزندان این جانب البتہ مہربانی مبذول خواہند داشت۔ بہ ایشان در جواب گفتند کہ امید از فضل چنان است کہ عمر حضرت بہ سن کثیرہ و فائدا نماید اما بخود این امید مطلق نہ ماندہ است، فرزندانم رجا مند عنایت شما یند، ہمچنان شد کہ ملاقات اخوین کہ باز دست نہ داد و واقعہ آن حضرت بہ وقوع پیوست و حضرت حجتہ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان بہ قید حیات بودند سبحان اللہ طرفہ اندام جلوه گر گشتہ است و دو احمر اکابر برابر ہر دو خود برداشتہ است فافہم ولا تکنون من القاصیین الخ۔ عاجز گوید کہ این قصہ دوم از سفر حجاز بودہ کہ حضرت محمد نقشبند حجتہ اللہ در ۱۰۹۵ ہجری ہکر دہ بود و از وجہ غیر مامون بودن سفر آبی از حیدر آباد معاودت فرمودہ بودند مولف برکات معصومی ہر واقعہ را بہ عنوان احمری نوید ہذا مراد از دو احمر دو واقعہ است در عمدة المقامات در احوال قیوم جہان حضرت محمد معصوم قدس سرہ نوشتہ کہ عبد الملک از فقرائے مبتدع تسخیرات از خواندن اسمائے سیفی بہم رسانید بود، حضرت ایشان یک روز قبل از رحلت خود فرمودند عنقریب من رزندی سیف الدین اورا منہدم و ناچیز خواہد نمود۔ فوقہ کما اخبرنا انتہی ملاحظہ۔ در برکات معصومی نوشتہ وضع

شریف آن حضرت از مدتے چنان بودہ کہ در نصف شب جریدہ بر روضہ مقدسیہ حضرت مجدد الف ثانی بہ شوقی تمام می رفتند و گرد آن مقدمہ نورہ اللہ می گشتند و می فرمودند: "سگ در گاہ مجدد الف ثانی ام"۔ و گاہ بہ این عبارت می گفتند کہ: "سگ در گاہ بندگی شیخ احمد کابلی سرچندی ام"۔ و ہنگامے بر روضہ معظمہ حضرت ایشان بہ ہمان وقت لیل رفتہ این بیت بہ شورش تمام می خواندند:

من کیستم کہ باتو دے بندگی کنم چندین سگان کوے تو یک کمترین منم

قاعدہ شریفہ چنان بود کہ بین الظہر والعصر اخوت کریمات راجع فرمودہ بہ دستور حضرت ایشان قدس سرہ حدیث شریف می خواندند و روزے کہ مقدمہ موت ایشان بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات معروض داشت کہ بیشتر ہم بخوانید فرمودند کہ بیشتر از محمد عظیم خواہند شنید چنانچہ ہمچنان شد کہ آن روز گزشت و بہ شب آن حضرت ارتحال فرمود۔۔۔۔۔ شیخ صفراحمدر بن فضل اللہ مخدومی ہمیشہ زادہ حضرت ایشان قدس سرہ در برکات معصومی نوشتہ: "فقیر باوجود خورد سالی آن معرکہ را بہ وجہ احسن در خاطر دارم و شہرتے کہ در ہمان وقت بین الناس انتشار یافتہ بود ذہن نشین است، اما بعد از کلاں سالیہا ہم از اکثر مردم شنیدم کہ جنازہ آن حضرت قدس سرہ بالائے ہوامی رفت و ہر چند مردم بہ قصد می جشتند دست کم کہ بہ آن می رسید و بعد از رسیدن بہ روضہ خود بہ خود فرود آمد"۔ روضہ منورہ ایشان از روضہ حضرت مجدد بہ سمت جنوب قدرے بہ فاصلہ در یک باغ واقع است۔

طوبی لمن زادھا۔ مادہ تاریخ ایشان را کہیں نظم کردہ است۔

مصدر در ریح شیخ سیف الدین بود سلطان عالم ارشاد
چون بہ جنت برفت از دنیا آب تقویٰ در ہدشد بر باد
سال تاریخ و صل آن حضرت گشت ہے ستون دین افتاد = ۱۰۹۶

اولاد ایشان | حق تعالیٰ حضرت ایشان را ہشت یسر و شش دختر عنایت فرمود۔
فرزندان = (۱) محمد عظیم (۲) محمد شعیب (۳) محمد حسین (۴) محمد علی (۵) محمد موسیٰ
(۶) محمد کلمۃ اللہ (۷) محمد عثمان (۸) عبد الرحمن۔

دختران = (۱) جنت (۲) حبیبہ (۳) سائرہ (۴) شہری (۵) رفیع النساء (۶) زہرا،
مرحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بابائے ششم حضرت محمد علی قدس

حضرت ایشان فرزند چہارم سلطان الاولیا حضرت شیخ سیف الدین اندر بنی از علوم پیش حضرت والد ماجد خوانده بودند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند۔ فیما بعد از حضرت برادر کلاں محمد عظم استکمال علم ظاہر و باطن فرمودند۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ شاعر و فاضل اندر و در جودت طبع مشہور۔ ہر کجا باشد خدا یا بہ سلامت دار و در جواہر علویہ نوشتہ است۔ عالم و شاعر و ذہین و صوفی و اہل نسبت بودند۔ در سنہ ہزار و صد و پنجاہ وفات یافتند۔ و در ربالہ سیر الکاملین نوشتہ است۔ ولادت ایشان در مایہ یازدہم است بعد ہزار و ہفتاد، عالم بودند بہ علم ظاہر و باطن، تحصیل علوم از خدمت والد ماجد و برادر کلاں شیخ محمد عظم فرمودہ بودند، در علم و فضل و تقویٰ مستثنیٰ روزگار بودند، روزے عالمگیر یاد شاہدہ در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، دید کہ جامہ باریک پوشیدہ اند عرض نمود کہ در میان مردم این حدیث مشہور است۔ مَنْ رَقَّ ثَوْبُهُ رَقَّ دِينُهُ۔ حضرت ایشان در تحقیق این حدیث رسالہ نوشتند و مَوْضُوعِیَّتِ این حدیث را از کتب معتبرہ اثبات کردند، و پیش سلطان وقت فرستادند، سلطان بہ کمال علمیّت ایشان مقرر شد۔ در سنہ ہزار و یک صد و پنجاہ و سہ وفات یافتند و در قبہ والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَفَعَ اللَّهُ قَدْرَهُ فِي أَعْلَى الْجَنَانِ۔

اولاد حضرت ایشان را سہ پسر و یک دختر بودہ۔ (۱) رفیع القدر (۲) عزیز القدر (۳) عظیم القدر و عمدة النساء۔

بابائے پنجم حضرت عزیز القدر قدس

ولادت حضرت ایشان در سنہ ہند شریف بودہ، در سیر الکاملین نوشتہ۔ ولادت ایشان در آخر مایہ یازدہم بود و وفات در مایہ دواز دہم، عالم و عامل و فاضل و اکمل بودند، تلمذ در ظاہر و باطن از والد ماجد خود داشتند و بر طریقہ شریفہ آباء کرام بہ کمال استقامت مستقیم بودند۔ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ قَرَّبَهُ لِدِينِهِ۔ حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند۔ بہ پنجم ربیع الاول ۸۳۰ ہزار و یک صد و ہشتاد و سہ رحلت فرمودہ۔ و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال وفات یک ہزار و یک صد و ہشتاد و ہفت نوشتہ و بر ہامش کتاب ہدیہ احمدیہ در انساب حضرات مجددیہ نوشتہ است۔ مسموع شدہ است کہ ایشان در قصبہ نجیب آباد از اضلاع بجنور مدفون اند۔ حضرت ایشان را از دوزوہ یکے عشرت دختر انوار اللہ سعیدی و دیگر اکرام النساء بنت ابن عم ایشان

اولاد سہ پسر و سہ دختر بودہ۔ (۱) حفیظ القدر از زوہ اولی (۲) احمد معصوم (۳) صفی القدر از زوہ ثانیہ۔

(۱) سمرہ (۲) جمیلہ (۳) فصیح النساء۔ احوال بنات معلوم نہ شد کہ از لطن کد امین زوجہ اند۔ رَحِمَهُمُ اللہُ جَمِیعًا۔

بابِ چہارم حضرت صفی القدر قدس

در سیر الکاملین نوشتہ است: "حضرت شیخ محمد صفی القدر فرزند رشید حضرت شیخ عزیز القدر بہتند، ولادت شریف ایشان در سہرزد در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش بہ وقوع آمد تحصیل علم ظاہری از علمائے وقت و از والد ماجد فرمودہ اند و کسب سلوک باطنی نیز از خدمت پدر عالی قدر کردہ اند، عالم با عمل کثیر العبادات والطاعات والوظائف والادوار بہ حدی بودند کہ یک لمحہ از ان فراغت نہ داشتند واستقامت بر شریعت و طریقت تاحد نہایت داشتند، اَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهًی عَنِ الْمُنْكَرِ بلا خوف، خواہ امیر باشند خواہ فقیر می فرمودند: كَانَ لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْ مَاتَ لَا يَجِدُ مَرَسًا رَاكِبًا خَلْفَ جَادَةٍ شَرِيعَتِي مَيِّدِينَ بِلَيْتِ تَحَاشَى وَبِلَيْتِ تَأَمَّلٍ، خواہ بہ دست خواہ بہ زبان، زجر می کردند و در زہد و تقوی عدم النظیر فی الامثال بودند، نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور ہر چند خواست کہ منصب نیابت قبول کنند، از کثرت وسع جواب صاف دادند، وقت رحلت بہ فرزند خود (حضرت شاہ ابوسعید) فرمودند: "حجب بالکل مرتفع گشتند" و چون قاری بہ آیتہ شریفہ فَاذْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ " رسید، جان با جانان سپرد، وَكَانَ ذَلِكَ لِحَمْسٍ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ اَلْفٍ وَمِائَتَيْنِ وَسِتٍّ وَثَلَاثِينَ، تُوُفِّيَ فِيْ بَلَدِهِ لَكَهْتُو دُفِنَ فِيْهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ " و محدث دار الحجۃ حضرت شاہ عبدالغنی در رسالہ "هُوَ الْغَنِيُّ" ضمیمہ مقامات مظہری بر صفحہ ۵۹ نوشتہ اند۔ اول ارادت بہ خدمت والد ماجد خود (حضرت صفی القدر) آوردند، اوشان بر طریقہ آبائے کرم خود مستقیم بودند و ترک دنیا و انقطاع غالب داشتند بہ حدیکہ نواب نصر اللہ خان آرزو نمود کہ عہدہ بخشگیری قبول فرمایند مگر بہ معرض قبول نیفتاد، دائما در اشتغال و اوراد خود مصروف بودند، وقتی بہ علم حدیث شریف داشتند از اہل فسق و فجور معروض بودند، وفات شان دو شنبہ بہست و پنجم شعبان سنہ یک ہزار و دویست و شش ہجری در بلدہ لکھنؤ واقع شد، تاریخ وفات آن حضرت فَازِ رِضْوَانِ الْمَوْدُودِ (سنت ۱۲۳۸) است، سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید دیگر اعزہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند، در راہ عریضہ یعنی چھپر کسے سوختہ افتادہ بودند نعش شریف را بر آتش بردند کسے را آسیب نہ رسید، حضرت جہا مجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند کہ حضرت ایشان چون از تہجد فارغ می شدند اہل خانہ را بیداری کردند تا نماز تہجد بخوانند و در توکل بے نظیر بودند، مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اکبری کہ اندرین روز ہا آن جائے را چوک گویند بالائے تپتے در زاویہ مسجد صغیر واقع است رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَدْ سَمِعْتُهُ۔

زوجہ حضرت ایشاں فیض جہاں بنت مولوی محمد رشید بن محمد ارشد بن فرخ شاہ سعیدی مجددی بوده
قدس اللہ اسرارہم۔ واز بطن ایشاں یک پسر ابو سعید زکی القدر و دو دختر صفیہ و امۃ العزیز پروردگار عطا فرمود

باب سوم حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر

اسم گرامی ایشاں زکی القدر است کما فی انساب الطاہرین و کنیت ابوسعید ولادت با سعادت بہ دوم
ذی الحقدہ ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۷۸۲ء در مصطفیٰ آباد رامپور بوده۔ سال ولادت از تحفظ و عالم دینی یاد ایشاں
وفات بہ روز شنبہ یکم شوال ۱۲۵۷ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۴۲ء شدہ، عمر شریف بہ اعتبار سنین قمریہ ۵۳ سال،
۷۵ ماہ بست و ہشت روز و بہ اعتبار سنین شمسیہ پنجاہ و دو سال و سہ ماہ و بست و دو روز بوده۔

دہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند چون بہ عمر نوزدہ سال رسیدند از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ
یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و منطق و غیرہ از علمائے زمانہ مثل مفتی شرف الدین و مولوی رفیع الدین فرزند شاہ ولی اللہ
و خال خود مولوی سراج احمد بن مولوی محمد رشید حاصل نمودند و اجازت علم حدیث شریف از خال خود و از حضرت
شاہ عبدالعزیز حاصل فرمودند و از قاری نسیم علیہ الرحمۃ فن تجوید حاصل کردہ در تلاوت قرآن مجید یکائے وقت
گشتند می فرمودند میر حسن تجوید خود چندان اعتماد نہ بود تا آنکہ در حرم محترم اہل مکہ تحسین قرأت من نمودند و مشق
خطاطی از کاتب شہیر کلو خاں کردند چنانچہ قرآن مجید را نوشتہ وقف می فرمودند عاجز بہ روز شنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ
مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۷ء در رباط حضرت شیخ محمد مظہر سدس سرہ در مدینہ منورہ بہ زیارت آن مصحف مبارک
مشرف شد کہ حضرت ایشاں قدس سرہ بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۲۸۷ھ از کتابت آن فارغ شدہ اند کل صفحات آن
ہشت صد و ہشتاد و ہشت اند و در ہر صفحہ نہ سطور اند۔

کیفیت کمالات ظاہر و باطن از آیام صبا در ذات شریف مرئی می گشت۔ شاہ عبدالغنی از حضرت
ایشان نقل فرمودہ کہ: ”در او اہل عمر بہ حسب اتفاق در بلدہ لکھنؤ معیت میان ضیاء البنی کہ از اقارب بودند
گزرواق شدہ در مکانے فروکش شدیم در راہ آمد و رفت کہ در مسجد برائے نماز می رفتیم درویشے بود کہ اکثر ستر برہنہ
می داشت۔ مگر بہ وقت آمد و شد من ستر عورت خود می کرد کہے پرسید کہ ترا چہ شد چون ایشاں را می بینی ستر می کنی،
گفت وقتے باشد کہ ایشاں را منصبے حاصل شود کہ مرجع اقارب خود گردند۔ حضرت ایشاں را در زمانہ تحصیل علم
ظاہر ارادہ خدا طلبی پیدا شد، از والد بزرگوار خود کمالات باطنی حاصل کردند۔ حضرت والد بہ حضرت ایشاں فرمودند
اے فرزند مرغ ہمت تو بلند پرواز افتادہ است لہذا از خلفائے خاندان خویش تکمیل نسبت نمایند۔ لہذا
حضرت ایشاں رجوع در خدمت حضرت شاہ درگاہی کردند کہ در رامپور بر مسند ارشاد حضرت حافظ جمال اللہ

خلیفه حضرت سید قطب الدین خلیفه حضرت خواجہ محمد زبیر قبلہ عالم قدس اللہ اسرارہم بودند، در طریقه قادریہ مجددیہ بیعت کردند تا دوازده سال ملازم خدمت بابرکت شاہی در گاہی بودند درین ایام ریاضات و مجاہدات شاقہ کد و ام الصوم و لزوم السہر و ترک اللذات - بر خود لازم گرفته بودند شاہ در گاہی ایشان را بخلعت خلافت خاصہ خود و اجازت مطلقہ نواختند و قائم مقام خود فرمودند صدمہ افراد بہ تو جہات عالیہ ایشان بہ درجا علیا رسیدند مع ذلک می فرمودند چون مکتوبات شریف را مطالعہ می کردم می یافتیم کہ تا این دم کمالات نسبت احمدی مجددی حاصل نہ شدہ است، چنانچہ بہ دہلی تشریف آوردند و مکتوبے بہ پانی پت در خدمت حضرت قاضی شہار اللہ فرستادند کہ خواہش استفادہ باطنی دارم حضرت ایشان بہ ایشان نوشتند کہ شما بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی برسید چنانچہ جناب ایشان بہ خدمت حضرت شاہ صاحب رسیدند و بیعت شدند و خلافت یافتند حضرت شاہ صاحب می فرمودند طلب خدا چنین باید کہ ایشان را ہست، شیخی گزاشتہ بہ مریدی نشاندہ چند ماہ نہ گزشتہ بود کہ بہ خلافت مطلقہ در طرق سبغہ نواختند، حضرت ایشان از صحبت حضرت شاہ صاحب تا پانزدہ سال استفادہ کردند و بہ بشارت عالیہ این خاندان مثل ضمیمت و قیومیت مشرف گردیدند۔

حضرت شاہ صاحب فریدان خود را حوالہ ایشان می کردند، در مناقب احمدیہ نوشتہ است کہ مولانا خالد گردی و سید اسماعیل مدنی و غیرہما از ایشان تو جہات گرفته اند۔ و شاہ سعد اللہ حیدر آبادی و ملا عبد الکریم ترکستانی از حضرت شاہ صاحب شروع سلوک کردند و بعد از حضرت ایشان اتمام سلوک کردند حضرت ایشان اجازت دادند چونکہ ایشان بیعت از شاہ صاحب کردہ بودند ازین جہت تصدیق اجازت نامہ از اسم مبارک حضرت شاہ صاحب است و مہر ایشان نیز عند البسمہ ثبت است و در آخر مہر حضرت ایشان یعنی شاہ ابوسعید است۔ حضرت شاہ صاحب در اجازت نامہ کہ بہ حضرت ایشان تحریر کردہ عطا فرمودہ اند، نوشتہ اند: "و مشاہدہ کردہ ام بہ عنایت الہی کہ بہ تو جہات ایشان در و ایشان از نسبت قلبی نسبت فوقانی بہرہ ور می گردند" در ضمیمہ مقامات مظہری حضرت شاہ عبد الغنی نوشتہ اند۔ شاہ سعد اللہ صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدند، شروع سلوک از حضرت ایشان کردند بعد از ایشان تو جہات گرفتند و اجازت و خلافت یافتند، بہ زمین شریفین رفتند آنجا شرف اندوز شدہ در حیدر آباد کن رفتند و ارشاد تمام یافتند، صغیر و کبیر آن ملک بہ اخلاص تمام پیش آمدند، صدمہ و پنجاہ کس در خانقاہ ایشان وظیفہ خوار اند، عرس حضرتین بہ تکلف می کنند، انقطاع از اہل دنیا و سخاوت نہایت دارند، ملا عبد الکریم ترکستانی نیز بہ خدمت حضرت ایشان حاضر آمدند، نسبتے برداشتند، بعد از ان تو جہات از ایشان گرفتہ اجازت یافتہ رخصت شدند، در شہر سبز طریقہ ایشان رواج تمام یافتہ ہزار ہا کس حلقہ بگوش شدند، خانقاہ و دیہات

بنشانده ام و منصبی کہ آثار آن عنقریب عاید بہ شمامی شود مفوض نموده . خانقاہ شمارا مبارک باد . جلد تر
بیائید ، تو کلا علی اللہ اینجبا آمدہ بنشینید ۔

در سال یک ہزار و دویست و چہل و نہ عزم حرمین شریفین کردند فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید را
سجادہ نشین خانقاہ ساختند و فرزند او وسط حضرت شاہ عبدالغنی را رفیق خود ساخته متوجہ آن دیار برکت
آثار شدند در حرمین محترمین علماء فضلدار اقتباس انوار از حضرت ایشان کردند و بعضی بہ دخول طریقہ
ممتاز شدند بعد از حج در ماہ محرم و در بلد محترم مرض اسہال و جمی شروع شد چون مرض قدرے تخفیف کرد
در ماہ ربیع الاول بہ مدینہ منورہ سفر کردند ۔ ایام مولد شریف ہمو نجاب بودند بہ دوران قیام مدینہ منورہ در
شدت مرض تخفیف بود چون بہ جانب وطن رجوع فرمودند در مرض شدت شروع شد ۔ باوجودیکہ علیل و
مسافر بودند بہ اول ماہ صیام ۲۵ روزہ داشتند ۔ در آن روزہ شدت مرض زیادہ شد لہذا حکم بہ فدیہ
دادند بہ بست و دوم رمضان داخل بلدہ ٹونک شدند ۔ نواب وزیر الدولہ بسیار تکریم و تعظیم نمود ۔ مرض
شدت اختیار کرد ۔ روز شنبہ کہ یکم شوال و روز عید بود در احوال تغیر پیدا شد بہ فرزند خود حضرت عبدالغنی
وصیت بہ اتباع سنت و اجتناب از اہل دنیا فرمودند و ارشاد کردند ۔ اگر بر در اہل دنیا خواہی رفت ذلیل
خواہی شد و الا ایشان چون سگان بر دروازہ تو خواہند غلطید و فرمودند ہر چہ مار از اشتغال و اوراد رسیدہ
ترا بلکہ عبدالغنی را اجازت دادم و فرمودند وقت کہ ام نماز ہست مولوی حبیب اللہ عرض کردند ہر نماز کہ
حضرت خواہند ادا فرمایند فرمودند امشب تمام شب در نماز گزشتہ است ۔ بعد از نماز ظہر حافظ را بہ
قرأت سُورۃ یس حکم کردند ۔ سہ بار شنیدند فرمودند پس کنید کہ وقت کم ماندہ است و فرمودند امروز
نواب در خانہ نیاید ۔ پیشتر از امر آکسے آمدہ بود و فرمودند ۔ از آمدن امر اظلمت می آید ۔ بین الظہر و العصر از روز
شنبہ یکم شوال ۲۵ کہ روز عید بود انتقال فرمودند مولوی حبیب اللہ و اہل قافلہ متکفل غسل شدند
مولوی خلیل اللہ قاضی ٹونک امامت نماز کردند علماء ، فضلاء ، عمائدین ، اُمراء و نواب ٹونک و جمیع
اہالی در نماز جنازہ شریک بودند ۔ در تابوت پنبہ نہادہ جسد مبارک را بران نہادند و بعد از چہل روز از
صندوق بر آوردند چنان معلوم می شد کہ ہمین وقت غسل دادہ اند ۔ ہیچ تغیر در حضرت ایشان نہ بودہ ،
پنبہ کہ زیر ایشان در تابوت بود نہایت معطر بود ، مردم آن را تبرکاً بردند ۔ حضرت ایشان را در خانقاہ شریف
دہلی بہ پہلو پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب بہ جہت غرب بہر خاک کردند ۔ کسے گفتہ و خوب گفتہ سہ

سعید ازل آمدہ نام او سعادت بود اولین کایم او

ز رحمت کہ بودہ خزائن ہزار کلیش بدو دادہ پروردگار

بہ ملکِ طریقت شہِ بے نظیر بہ کوئے حقیقت فشیخ کبیر
چو جبریل در راہِ عرفان دلیل نبیِ راجیب و خدا را خلیل
بہ محبوبیش برگزیدہ خدا بہ قر و بیش برستودہ قضا
ز بہر غریبان بے اعتبار بود آیتِ رحمتِ کردگار
امینِ جہان پردہ دارِ زمین بہ روئے زمین آسمانِ برین
بہ ہندوستان گرچہ دارد مقام بہ بالائے ہفتم فلک راندہ گام
گزشتہ بہ یک گام زین نہ طہق ز قدوسیان بردہ گوئے سبق
بہ ملکِ امارت ولایت بسرد بہ کوئے نبوت وراثت بسرد
مُرتجِ نشینِ مُسدس سرا بہ راہش جبین سودہ ہفتم سما

مولوی خلیل احمد مضطرب بھوی مجددی رامپوری از مخلصین حضرت شاہ صاحب و از محبتین

حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ اسرارہم تاریخ وفات حضرت ایشان گفتہ

امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید بہ روز عید چو شد و اصل جناب خدا

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش "ستون محکم دین نبی فتادہ زیاء" ۱۲۵۰

حضرت ایشان قدس سرہ در بیان سلوک مجددیہ رسالہ "ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السبا" لکھنؤ

نوشتہ اند۔ از بہترین رسائل است درین باب۔ در سیر الکاملین نوشتہ "بعض مخلصین در

مکہ معظمہ آن را مترجم بزبان عربی کردہ اند۔"

حضرت ایشان را دو زوجہ بود و از ہر دو اولاد شدہ۔ اولی زبدرہ دختر غلام صدیق فرزند عظیم القدر

اولاد

از بطن ایشان یک پسر احمد سعید و یک دختر مجیدہ۔ و دُختری حسینی بنت میر بادشاہ بن میر احمد

مجددی۔ و از بطن ایشان دو پسر عبدالغنی و عبدالغنی۔ تزییل۔ عاجز در دیباچہ کتاب ذکر کردہ کہ از حضرت

شاہ ابوسعید قدس سرہ ذکر جمیع افراد این فرع مبارک انشاء اللہ کردہ خواہد شد۔ تا نامہائے ایشان محفوظ

ماند و سلسلہ تعارف گستہ نہ شود۔ لہذا عاجز بیان جمیع اولاد حضرت ایشان می کند۔

ولادت ایشان بہ شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۹ جون ۱۸۱۹ء

حضرت شاہ عبدالغنی

در محلہ مغلیہ نرہ نزد خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ بہ ظہور رسیدہ۔

نام تاریخی "مظاہر حلیم" است۔ و وفات ایشان در مدینہ منورہ بہ روز شنبہ ۲۶ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۷۸ء

بدوقوع آمد و در حین البقیع بہ پہلوئے حضرت برادر خود شاہ احمد سعید متصل گنبد مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

مدفون شدند و یہ مراد خود رسیدند چنان کہ در مکتوب دوم ظاہر فرمودہ اند۔ سالِ وفات از ”شد اند زمین آفتاب علوم“ ظاہر است۔ این مادہ تاریخی را عاجز از حضرت سیدی الوالد قدس سر و شنیدہ بودہ چنانچہ این مصرع نفیسہ را عاجز در سلک نظم سفتہ و گفتہ۔

امام زمن شاه عبدالغنی شریعت پناہ و طریقت اروم
چو ہفت محرم سہ شنبہ رسید بہ جنت برقت و برست از ہوم
چہ والد مگفت سال وصال ”شد اند زمین آفتاب علوم - ۱۲۹۶

قرآن مجید در خورد سال حفظ کردند و علوم ظاہری از مولانا حبیب اللہ و علوم باطنی از حضرت والد بزرگوار خود کسب می کردند۔ هنوز از تحصیل علوم فارغ نہ شدہ بودند کہ در ۱۲۹۶ ہجری ہمراہ والد بزرگوار خود بہ سفر حرمین شریفین روانہ شدند۔ مولانا حبیب اللہ کہ استاد ایشان بودند نیز درین مبارک سفر رفیق ایشان بودند، این سفر برائے حضرت ایشان از بس مبارک واقع۔ آنچہ از فوائد باطنی نصیب ایشان شد، غیر ازین چہ گفتہ آید کہ لَا یَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ۔ البتہ فوائد علوم ظاہری جناب ایشان را بہ درجہ علیا رسانید و سند حدیث شریف ایشان از اعلیٰ اسانید عالم شد۔ جناب ایشان از شیخ محمد عبد سندھی و از شیخ اسماعیل رومی سند حدیث حاصل کردند۔ علما کرام در بیان سند ایشان رسالہا نوشتہ اند۔ شیخ محمد حسن بن سحیح التیمی ثم البکری (دای الصدیقی)، التھی ثم الفرینی رسالہ الیائے الحینی فی اسانید الشیخ عبد الغنی بہ عربی نوشتہ اند، این رسالہ طبع شدہ است۔ شیخ محمد حسن در موضع مظفرہ متصل بیگو سرانے ضلع مونگیر، بہار، قیام داشتند، و رسالہ دیگر از جناب شیخ عبد الوہاب صاحب بن خدا یار (حبیب اللہ بن عظیم حسین یا صدیقی) مہاجر مکہ مکرمہ است کہ نامش التورید الہنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی است، این رسالہ نیز بہ عربی است و طبع نہ شدہ، نزد عاجز نسخہ قلمی موجود است۔ حضرت ایشان چون بہ ہند مراجعت فرمودند بہ تکمیل

علوم ظاہری و باطنی مشغول گشتند۔ از شاہ محمد اسحاق ابن بنت حضرت شاہ عبد العزیز و شاگرد و جانشین ایشان حدیث شریف و علم باطن چندے از برادر کلان حضرت شاہ احمد سعید و سپس از مرزا عبد الغفور خوجوی کہ از اعظم خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودند و حاصل کردہ بہ تدریس و تعلیم علم ظاہر باطن مصروف گشتند۔ اشتغال حضرت ایشان بہ علم حدیث بیشتر بودہ، در ہندوستان و در مدینہ منورہ صد ہا افراد از علمائے کاملین بہ خدمت ایشان رسیدہ حدیث شریف از ایشان خواندند، از کثرت مزاولت حدیث شریف در نسبت مبارکہ ایشان عجب لطافتی پیدا شدہ بود کہ غیر از اصحاب بصیرت کسے ادراک آن

سہ آدم بہ ہم ہمزہ سنگے را گویند کہ برائے اہتداد و صحرانصب کنند و آروم بہ فتح ہمزہ اصل شجر را گویند۔

نہی توانست کرد، در اتباع سنت و عمل بر عزیمت یکتائے روزگار بودند سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ احوال ایشان را قدرے تفصیل در کتاب آثار الصنادید به اردو نوشتہ اند، عاجز بر خے از کلام ایشان ذکر میکنم، نوشتہ اند ما معتقدیم حضرت ایشان نیز فرزندانِ احمد حضرت شاہ ابوسعید اندونی الحقیقت جو ایشان فخر خاندان است، اوضاع و اطوار ایشان جداگانه و کیفیات و احوال ایشان یگانہ اند، اوقات ایشان نیز مستحسن اند کہ شاید در ازمان سابقہ از نیکو کاران بوده باشند، نشست ایشان در مسجد شریف، و عمل ایشان بہ ہمہ وقت در ہمہ حال بر طریقہ محمدیہ، اے خوشحال کسے کہ ہمہ وقت مراعاتِ احوالِ نبی خود را کند و از دنیا و مافیہا خبرے نہ داشته باشد حضرت ایشان در اتباعِ سنت بہ نوعی سعی می کنند کہ اگر مسکن آسمان و زمین ایشان را بہ لقبِ حُجی السُّنَّۃ و قَامِعُ الْبِدْعَۃ یا دکنند و یا باشد از ترکِ ادنیٰ سنت چیزے را بدتر نہ می دانند، اگر استفسار از شخصے شود کہ فنانی السنۃ و محدود شریعت و شہسوار میدانِ طریقت بود پس غیر از ذاتِ فیض آیات ایشان کسے دیگر نیست، کسے کہ در امورِ تافہمہ این گونه احوال دارد پس خیال کنید کہ در امورِ عظیمہ بہ چہ منوال و چہ آقا بوده باشد۔ الخ۔ سید احمد خان چہار سالہ بودند کہ ہمراہ پدر بزرگوار خود، سید محمد تقی بہ خدمتِ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ چند بار رسیدہ اند و یادِ آن مبارک صحبت در حافظہ خیال ایشان تادم و اسپین ثبت بودہ و فیما بعد یک گونہ تعلق با خانقاہ و اہل خانقاہ داشتند، لہذا ہر چہ کہ در باب حضرت نوشتہ اند از روئے دید و معانیہ نوشتہ اند، ایشان دیدند کہ حضرت شاہ عبدالغنی میوہ آنبہ را کہ از بازار گرفتہ شدہ باشد ہیچ گاہ استعمال نہ فرمودند۔ زیرا کہ در ہندوستان بیج باغبانے آنبہ بہ وقتِ ظہور گل می شود، و از روئے شریعت این بیج جائز نیست۔ لہذا حضرت ایشان از استعمالِ آنبہ پرہیزی کردند بلکہ استعمالِ ہر آن شے کہ در بیج آن فساد می بود، اجتناب می کردند سید احمد خان مشاہدہ این امر کردہ بودند و نوشتہ اند: "امورے را کہ مابد بختان کمتر از موے می پنداریم، نزد ایشان از محالات بودہ لہذا از لطف و لذتِ این گونه فواکہ حضرت ایشان آشنا نہ بودند"

خدا نا تر سے دور از کارے بر رسالہ مبارکہ ایشان کہ سفار السائل نام دارد اعتراضات
القول السنی فاسدہ کردہ، چون عاجز تحریراتِ آن بدانند لیش دید جوالبش بہ صورت کتاب کبیر الموم
 "القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی" در سال ہزار و سہ صد و شصت تحریر کرد، درین کتاب این عاجز
 منقبتے از حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ۔ بر خے ازان نقل می کند۔

چہ گویم و صفِ شہ عبدالغنی را امام و مُرشدِ دارِ نبی را
 بہ خلوت خانہ دل داشت قرآن بہ رقت ہاتلاوت کردے ہر آن

عنانِ ہمتش بر تافت آن پاک
حدیثِ مصطفیٰ را گشت شاغل
ز خوردی بود منظورِ خدای
بہ جدو سعی در اندک زمانہ
اجازت یافت از مردانِ یکتا
ز اخلاقِ رذیلہ شد مُبرّی
زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری
ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود
ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان
نہ گفتے، نہ برفتے، نہ شنیدے
بہ ظاہر پیکرش از خاک بودہ
گجا ہندو گجا طیبیہ بدیندیش
بہ کوہ و دشت و دریا حباہہ پیور
زہے قسمت کہ کامل بست و یک سال
گہے ذکر گہے تدریس تنزیل
بدین سان عمر خود آنجا بسر کرد
بہ آخر شد چو دورِ زندگانی
بہ صد خواہش گرفت آن جامِ رنگین
سلام از مار سد ہر دم بہ جانش
الہی آنچہ از احسان کردی
ازاں فیضان یک جرعہ عطا کن
نگاہے لطف کن دل شاد گردد

علومِ دین را بر خواند چلاک
بسے اسنادِ عالی کرد حاصل
خدای را نظر دارد اثر بس
بدید از لطف مولی بے کرانہ
خلافت یافت از پیرانِ والا
بہ آدابِ رسول اللہ مُحَلّی
دلش معمور از انوارِ باری
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بُود
ہمہ تن دیدہ بہر دید حبانان
نہ دیدے، گر رضائے حق نہ دیدے
بہ باطن گُل ز نورِ پاک بودہ
سعادت یاور و اقبال در پیش
بہ دارِ مصطفیٰ آن گہ بیاسود
سکونت کرد آنجا فارغ البال
گہے بحث از حدیث و جرح و تعدیل
ہزاران بے ہنر را با ہنر کرد
ملک آورد حجامِ ارغوانی
نثارش کرد فوراً حبانِ شیریں
الہی از تو رحمت بر روانش
کہ امتہا بہ وے از زان کردی
ازان عرفان یک لمحہ عطا کن
ولائے دوستانت زید دارد

تالیفات ایشان | بر سنن ابن ماجہ حاشیہ لطیفہ نوشتہ اند کہ انجاح الحاجہ نام دارد و رسالہ
تخریج احادیث مکتوبات رسالہ شفاء السائل و رسالہ تحفہ تیموریہ و در ارادہ
ترجمہ نصاب الاعتساب از تالیفات ایشان است بجز تخریج احادیث مکتوبات ہمہ طبع شدہ اند۔

مکتوباتِ ایشان

مرد پاک طبیعت پاک باطن حافظ محمد یعقوب مجددی نسباً و مشرباً ساکن پانی پت
مکاتیب شریفہ حضرت ایشان را جمع کرده بود و برائے ملاحظہ نزد حضرت سیدی
الوالد قدس سرہ آورده بود۔ ایشان از مطالعہ آن مجموعہ مبارکہ بسیار محفوظ و مسرور شدہ بودند۔ حافظ محمد یعقوب
قصہ طباعت داشت لیکن اسباب فراہم نہ شد و در عقد خامس از مائت چہار و ہفتم بعد آن ناہز الثانیین من
العمد سفر آخرت اختیار کردند رحمہ اللہ و آن مجموعہ ثمینہ ضائع شد۔ نزد این عاجز یازدہ خطوط کہ نوشتہ دست مبارکہ
ایشان است محفوظ اند۔ پنج از ان متعلق بہ امور خانگی اند۔ شش را این عاجز نقل می کند۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی فرزند عزیز حافظ ابو الخیر و والدشان سلام خوانند۔ الحمد للہ
علی عافیتکم و سلاماً متکم۔ مکتوب شمار سید خوش وقت ساخت۔ رَزَقْنِی اللّٰهُ وَاَيَاکُمْ اِتِّبَاعَ الشَّرِیْعَةِ
السَّنِیَّةِ الْمَرْضُیَّةِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ بِجَاهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ۔ والسلام، ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ

۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی ہمیشہ محترمہ اہل خانہ نواب قطب الدین خان صاحب
سلام مطالعہ فرماید۔ از استماعِ رحلتِ دوست قدیم خود صدمہ بردل رسید۔ لیکن چون مراد او شان و مراد ماموت
در حریم شریفین ہست و ازین معنی حمد خدا بہ جا آورده۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحَقْنَا بِقُرْطَنَ الصَّالِحِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَاٰلِہٖ اَکْبَرُ۔ والسلام ۲۵ شعبان ۱۲۸۹ھ
۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی فرزند عزیز میان ابو الخیر و والد ایشان سلام خوانند۔ مکتوب
ایشان مشعروقات میان خورشید احمر صاحب رسید۔ دعا ہائے مغفرت در حق ایشان نموده شد۔ اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَذِکْرٍ لِّمَنْ كَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَہُوَ شَہِیْدٌ۔ باید کہ پس ماندگان عبت بگیرند و موت را
نصب العین دارند۔ اگرچہ ماند خضر یک جاودانہ نہ ماند۔

نہ ماند امروز کس غمخوار این بیمار سودائی ؟ فغان از بے کسی فریاد از بیداد تنہائی

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۲۵ رجب ۱۲۹۰ھ

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ از عبد الغنی فرزند عزیز مولوی ابو الخیر و والد ایشان سلام خوانند۔ مکتوب
رسید۔ از اشتغال ایشان بہ علوم دینیہ و امور یقینیہ مسرور شدم، طوبی لہن اَنْتُمْ مَابَقِیْ عَلٰی مَا بَقِیْ۔ سَبْعَةُ
یُظَلُّکُمُ اللّٰهُ فِی ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، شَآءَ نَشَآءَ فِی عِبَادَةِ اللّٰهِ۔ الْحَدِیْثُ۔

وَسْأَلُ مَوْلَانَا الْكَرِیْمَ اَللّٰهُمَّ یُصَيِّرْ نَائِمًا یُظِلُّ بِظِلِّہٖ

بِجَاهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَکْبَرُ۔ وَاٰلِہٖ اَکْبَرُ۔ وَاٰلِہٖ اَکْبَرُ۔ وَاٰلِہٖ اَکْبَرُ۔
اَلِیْہِمُ وَاَصْحَابِہٖمْ، وَیُحَمِّدُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ قَالَ اٰمِنْ۔ زید۔

برکدام آئینہ مانی کہ ز فرصت ہمہ غافل
تو نگاہ دیدہ بسملی مشہ واکن و بکفن در
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم۔ ۲۶ رجب ۱۲۹۲ھ

۵۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از عبد الغنی فرزند ی عزیز می مولوی محمد عمر و مولوی ابوالخیر سلام
مطالعہ نمایند مکتوب ایشان در باب عزائے فرزند ی نور اللہ مرقہ رسید۔ الحمد للہ علی کل حال
ہرچہ بر تو آید از شادی و غم ہم زگستاخیست و بیباکیست ہم
وَقَفَّاتُ اللّٰهُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی، اگر ایمانست ہمہ احسانست۔ والسلام ، ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ

۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از عبد الغنی عزیز از جان و دل مولوی محمد عمر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد از سلام سنت اسلام مکشوف باد مکتوب محبت اسلوب در عین انتظار رسید مسرور ساخت۔ درین
جادو حادثہ عظیم در پیش آمدند یعنی بتاریخ ۹ ماہ ربیع الآخر امت کریم انتقال کرد کہ از چند ماہ مریض
بود و بعد پانزدہ روز شب جمعہ محمد موسی انتقال کرد۔ روز چہار شنبہ برائے سبق ترمذی بہ خانہ حاجی صاحب
رفتہ بود، بعد سبق سردی معلوم شد۔ بہ خانہ آمد، بخار شد، شب دوم انتقال کرد۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ، اوسبحانہ مغفرت فرماید۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ

اجازت۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از ایشان جامع ترمذی خواندند حضرت ایشان قدس سرہ
درج ذیل اجازت نامہ نوشتہ و مہر کردہ بہ ایشان عنایت کردند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَاٰلِهٖ دَاۤئِمًا
کَثِیْرًا، اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ الْوَلَدَ الْاَعَزَّ ابُو الْخَيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الصَّخْرِيِّ الْاِمَامِ اِلٰی عِیْسٰی مُحَمَّدِ بْنِ سَوَّیْ
الْتَّمِیْذِیْ مِنَ الْاَوَّلِ اِلٰی الْاٰخِرِ اِلَّا اَنَّهُ قَاتَ مِنْهُ نَبَذَ مِنْ الْکِتَابِ وَاَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ الصَّوَابَ وَاَنْ
یُوَفِّقَہٗ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّیَّةِ وَالْهَدٰی وَاَجَزْتُ لَہٗ بِمَا یَجُوزُ الرَّوَاۃُ عَنْیْ
عَلٰی الْعُمُومِ وَاَوْصِیْہِ بِالْوَرَعِ وَالتَّقْوٰی وَاجْتِنَابِ اَهْلِ الرَّہْوٰی وَاللّٰہُ وِلٰی التَّوْبِیْقِ۔ کَتَبَہُ الْمُتَلَجِّیْ اِلٰی حَرَمِ
النَّبِیِّ عَبْدِ الْغَنِیِّ بْنِ اَبِی سَعِیْدٍ الْمَجْدِیِّ دِی سَامَحَہُمَا اللّٰهُ بِلُطْفِہِ الْخَفِیِّ سَلَّمَ مہر
اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ

حضرت ایشان قدس سرہ بر اجازت نامہ سید احمد حسن عرشی قنوجی برادر سید صدیق حسن قنوجی
بھوپالی درج ذیل عبارت نوشتہ اند۔

وَالوَاجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَسْلُکَ سَبِیْلَ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ مِنَ الصُّوفِیَّۃِ وَالْفُقَہَاۃِ الْقَادَۃِ
وَالْمُحَدِّثِیْنَ الْمُسْتَقِیْمِیْنَ عَلٰی الْجَادَۃِ لِهٰکَا بِنِ حَزِیْمٍ وَاِبْنِ یَمِیْمَۃَ۔ الخ۔

چونکہ صدیق حسن خاں بھوپالی ازریقہ تقلید جید خود را کشیدہ بود و ہوائے اجتہاد بہ دماغش رسید بود و بہ اتباع ابن تیمیہ و ابن عبد الوہاب قدم نہادہ بود۔ و مشہور است کہ المجلس الی المجلس بمیل۔ لہذا حضرت ایشان بہ سید عیسیٰ نصیحت کردند و راہ صہواب نشان دادند۔ و مَا عَلَی الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

ازین عبارت مسلک حضرت ایشان بہ خوب و جبہ ظاہر است کہ مراد از اتباع سنت آن نیست کہ مسلک و مذہب ائمہ دین را کسے بگزارد۔ چہ اتباع ائمہ دین عین اتباع سنت مطہرہ است۔ این بزرگوار از خود چیزے نہ گفتہ اند بلکہ ارشادات مختلفہ نبویہ و اعلیٰ صاحبہا الصلاۃ و التحیۃ بہ وجہ نیک مطالعہ کردہ اند و آن چہ اصلح بودہ آن را گرفتہ اند۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

میلاد شریف

در ہندوستان بعض افراد می گویند کہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ در محافل میلاد شریف کہ خاص در شب دوازدهم ماہ مبارک ربیع النور انعقاد یا بندوبست ذکر ولادت شریف قیام کردہ شود شریک نہ می شدند۔ این قول سراسر ناصواب و خلاف واقع است حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بارہا می فرمودند کہ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی ما را پسند است بلکہ حضرت ایشان بہ حافظ احمد صاحب فرزند مولانا قاسم رحمہما اللہ مکتوبے نوشتہ اند و دران اس عبارت تحریر کردہ اند: شیخ الدلائل مولانا مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکرمہ از خلفائے عالی مرتبت حضرت شاہ عبدالغنی اند ایشان بہ فارسی کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم نوشتہ اند و این کتاب حسب ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ در مطبع محمود المطابع دہلی در ۱۳۰۳ھ طبع شدہ بر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را و ارشاد ایشان نقل کردہ اند کہ بہ یکشنبہ دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۶ھ در صحن مسجد نبوی محفل مبارک میلاد شریف منعقد شد حضرت ایشان درین محفل مبارک شریک بودند و بہ وقت ذکر ولادت شریف چون برائے قیام ہمہ استادند حضرت ایشان نیز قیام کردند مولوی عبدالحق نیز شریک بن مبارک محفل بودند و بعد ازین چون مولوی صاحب حضرت ایشان اجازت خلافت عنایت کردند، در باب میلاد شریف بہ تصریح تمام امر کردند و برائے ابلاغ این امر تاکید فرمودند چنانچہ امتثالاً الامر الکرم مولوی صاحب این کتاب نوشتند و حاجی صاحب رطباعت آن سعی فرمودند جَزَاهُمُ اللہُ خَیْرًا۔

اولاد

پرو و کار ایشان را شش فرزند: ۱۔ عبداللہ ۲۔ عبدالرحمن ۳۔ اسماعیل ۴۔ عبدالقادر ۵۔ عبدالاحد ۶۔ صالح، و دہ دختر: ۱۔ زینب ۲۔ ام الفضل ۳۔ ام کلثوم ۴۔ امہ اللہ کبری ۵۔ رقیہ ۶۔ رابعہ ۷۔ تقیہ ۸۔ امہ اللہ صغریٰ ۹۔ میمونہ ۱۰۔ امہ الرحمن۔ از زوجات ثلاثہ، اولی مجددیہ، ثانیہ، افغانیہ ثالثہ مغربیہ عنایت فرمودہ جمیع فرزندان و جمیع دختران بجز امہ اللہ صغریٰ درجات ایشان رحلت نمودند۔ از سہ دختر

سلسلہ اولاد جاری است۔۔۔۔۔ خُلفاء۔ احوال خلفاء تہ تفصیل معلوم نہ شدہ۔ نامہ ہائے
ہفت افراد بہ عاجز معلوم شدہ است و آن را می نویسد۔

ایمولا نا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکہ مکرمہ صاحب علم و تالیفات بود۔ از تالیفات ایشان است۔
 الْاَكْلِيلُ عَلَى مَذَارِجِ التَّنْزِيلِ کہ در ہفت جلد طبع شدہ۔ و۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم کہ بہ طبع
 رسیدہ۔ و۔ الفقہ الاکبر شرح الكنز الاصغر کہ غیر مطبوع است و نزد عابز موجود است۔

۳۔ حضرت شاہ ابوالاحمد مجددی بھوپالی۔ | ۳۔ شاہ رفیع الدین دیوبندی

۴۔ مولوی امین الدین نانوتوی۔ ۵۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ۔

۴۔ میاں احمد جان دہلوی۔
۵۔ قاری رحیم بیگ دہلوی۔

از سابق الذکر چهار افراد اشاعت سلسلہ شریفہ شدہ۔

حضرت الشان فرزند ثالث حضرت شاه ابوسعید اند و ولادت ایشان
حضرت شاه عبدالمعنی
بر هفدهم ربیع الآخر ۲۳۹ هـ در کهنه بوده فیصل الرحمن نام تاریخی است

ووفات بہ دو از دہم ربیع الاول ۱۲۹۲ھ در مدینہ منورہ شدہ و در جنت بقیع نزد قبۃ حضرت عثمان ذوالنورین مدفون شدند۔ اَبْرَدَ اللّٰهُ قَبْرَهُ وَثَرَاهُ۔ مادہ تاریخ وفات است۔ پانزدہ سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان رحلت فرمودند، در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کردند۔ حضرت والد ایشان را بسیار دوست می داشتند۔ گویند کہ در آیام خورد سالی روزی چند افراد حضرت ایشان را گفتند کہ طلبکار توجہ شما، هستیم حضرت ایشان مسجہ را در دست گرفتہ بہ شدّت هُو گفتند، بر حاضرین عجب تاثیر می شد۔ از مولوی عبدالقیوم و مولوی حبیب اللہ و حضرت شاہ عبدالغنی علم ظاہری خواندند و از حضرت شاہ احمد سعید علم باطن حاصل کردند و از حضرت شاہ خطیب احمد فرزند حضرت شاہ رؤف احمد نیز استفادہ کردند۔ ذات مبارک ایشان جامع اوصاف جمیلہ و اخلاق حسنہ بودہ، در تواضع و شکست و مسکنت و تحمّل و دید قصور۔ بر سیرت آبائے کرام و بر طریقہ مشائخ عظام مستقیم بودند بعد از تسلط فرنگ خدا ہم اللہ بدہلی، چند سال در ہندوستان قیام کردند، شبیہ در خواب بہ دیدار ربّ العزت جل شأ و عم احسان، مشرف شدند، عرض کردند، بار خدا یا تمنائے سکونت طاریطیبہ و آرزوئے موت در ان بلدہ منورہ دارم۔ دعائے ایشان مقبول شد۔ حضرت ایشان مع اہل و عیال بہ مدینہ منورہ ہجرت کردند و در جنت بقیع آرام فرمودند رَحِمَہُ اللّٰهُ وَ قَدْ سَ سِرَّہُ۔

اولاد حضرت ایشان را سه پسر و سه دختر شده بود، محمد و عائشه و ابراهیم و نامهای بقیه معلوم نشد
بجز محمد همه در خورد سالی وفات یافتند. ولادت شیخ محمد در ماه ربیع الاول ۲۴۲ هجری در خانقاه شریف

دہلی ہوئے۔ مصباح المغنی، تاریخی نام است و بہ ہمین نام اشتہار داشتند۔ مصباح تخلص ایشان بود۔ در خود سالی حفظ قرآن مجید کردند و بر رخ از کتب خواندند۔ از حضرت شاہ محمد مظہر استفادہ علوم باطنی فرمودند۔ عجب مرد پاک طینت، پاکیزہ مسلک بودند۔ از اہل دنیا دور و از احوال خود منسور و نہ با کسی کارے و نہ از شخصے بائے۔ یادگار ایشان یک دختر حبیبہ و یک دیوان ضحیم از اشعار بودہ۔ در حرب عمومی اولین چون از وجہ فقدان غلہ اہل مدینہ را حکومت ترکیہ بہ اطراف شام و مصر و ترکیہ برد حضرت ایشان بہ شام رفتند و در ۱۳۳۲ھ در حصہ وفات یافتند و در جوار سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدفون شدند۔ قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید قدس

اسم گرامی حضرت ایشان احمد سعید و کنیت ابوالکرام و لقب مکاتبتہ جدی سراج الاولیاء و تخلص سعید بود۔ ولادت بابرکت ایشان در مصطفیٰ آباد (ریاست رامپور) بہ یکم ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۰۳ء بہ ظہور رسیدہ و وفات شریف بین الظہر و العصر از روزہ شنبہ دوم ماہ مبارک ربیع النور ۱۲۶۶ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۸۵۰ء در مدینہ منورہ طابہ و طیبہ بہ وقوع پیوست، و در محراب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ و التحیۃ در جائے کہ نماز جنازہ جدا کبر حضرت ایشان امیر المومنین و امام الاعلیٰ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ خواندہ شدہ بود۔ نماز جنازہ حضرت ایشان خواندہ شد و در جوار قبہ حضرت ذوالنورین آرام پذیر شدند۔ رحمہ اللہ و عطر ضریحہ و رفع مکانہ و قدس سرہ۔

احوال مبارکہ حضرت ایشان را فرزند اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در کتاب مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بتفصیل نوشتہ اند۔ این کتاب بہ فارسی است و در ۱۲۷۷ھ تالیف شدہ۔ مظاہر حکیم احمدی نام تاریخی کتاب است و این کتاب را جناب حاجی دوست محمد قندہاری بہ توسط احمد مرزا خان در اکل المطایع واقع شہر دہلی طبع نمودند، و فی الجملہ حضرت مولف این کتاب را بہ عربی تحریر کردند کہ بعد از احوال حضرت ایشان قدس سرہ در ۱۳۱۳ھ در قرآن طبع شدہ، و حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید احوال مبارکہ حضرت والد ماجد خود و احوال حضرت جد امجد شاہ احمد سعید را در کتاب "ذکر السعیدین" بہ صورت اختصار نوشتہ اند، این کتاب بہ لسان اردو است و بہ یازدہم ماہ شعبان ۱۳۱۸ھ در مطبع مظہر النور متصل مسجد سرخ واقع مصطفیٰ آباد، رامپور، بہ طبع رسیدہ، و جد امجد عاجز حضرت شاہ محمد عمر در کتاب انساب الطاہرین بہ صورت مختصرہ احوال مبارکہ حضرت والد خود نوشتہ اند و این کتاب نزد عاجز موجود است۔

و کہ رسالہ بہ فارسی نوشتہ است و درین رسالہ ذکر حضرت مخدوم عبدالاحد حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی و حضرت خواجہ باقی باللہ و ہر دو فرزند ان ایشان و ذکر کاملین از اولاد حضرت مجدد زمانہ تالیف رسالہ بہ صورت اختصار نوشتہ است و ذکر حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت شاہ غلام علی نیز آمدہ۔ درین رسالہ ذکر حضرت جدی آمدہ و نوشتہ شدہ کہ حضرت ایشان در ۱۲۹۰ھ وفات یافتہ اند و ذکر حضرت شاہ محمد مظہر نیز آمدہ و نوشتہ شدہ کہ ایشان بہ حیات اند و وفات حضرت ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۰ھ بہ وقوع آمدہ۔ ازین جامع معلوم می شود کہ این رسالہ بعد از وفات حضرت جدی و قبل از وفات حضرت شاہ محمد مظہر نوشتہ شدہ۔ نزد عاجز مسودہ این رسالہ موجود است رسالہ اگرچہ مختصر است اما قیمتی است چو تکمیل مؤلف اکتفا بر ذکر اہل کمال کردہ ازین جهت عاجز این رسالہ را بہ سیر الکاملین نام زد کردہ تا در حوالہ دقتی نہ ماند۔ عاجز احوال حضرت ایشان قدس سرہ از مذکورہ بالا کتب می نویسد۔۔۔۔۔ آثار رشد و ہدایت از خورد سالی بر حسین مبین ظاہر بود حضرت شاہ غلام صدیق کہ والد بزرگوار حضرت والدہ ایشان بودند نہایت عابد و زاہد و عالم با عمل و پاک نفس بودند۔ حضرت ایشان را بسیار دوست می داشتند مشرب حضرت ایشان را در یافتہ موسوم بہ غلام غوث کردند۔ یعنی این فرزند ارجمند را از غوثیت نصیب خواہد بود۔ تا نوزدہ سال در کنف عاطفت جد بزرگوار حضرت صفی القدر پرورش یافتند۔ احیاناً ہمراہ قبلہ گاہ خود بہ خدمت ارشاد پناہی حضرت شاہ در گاہی می رفتند حضرت در گاہی از رونے لطف حضرت ایشان را بہ پہلوئے خود جائے می دادند و احیاناً از ایشان استماع کلام پاک می نمودند۔ و دست شفقت بر سر ایشان نہادہ فردی آوردند چون قبلہ گاہ ایشان بہ خدمت قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی بہ دہلی رسیدند جناب ایشان ہمراہ ایشان بودند۔ در آن وقت سن مبارک دہ سالہ بود کہ وابستہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شدند۔ لطف و محبت حضرت شاہ صاحب بر احوال حضرت ایشان بے غایت بود حتی کہ حضرت شاہ صاحب ایشان را بہ فرزندیت خود گرفتند۔ فیا لہا من کوامۃ و سمعادیۃ۔ حضرت شاہ صاحب از فرط مسرت بر زبان خود می رانندند۔ ما از مخلصین فرزندے طلب کردیم، کسے بہ مانہ داد ابو سعید طلب ما را قبول کردہ تحت جگر خود را بمن دادہ۔ شاہ صاحب ایشان را داخل سلسلہ کردہ فرمودند۔ اے فرزند حال را با قال جمع کنید۔ از علما کرام علم ظاہر بخوانید و در اوقات فراغ شامل حلقہ شوید۔ چنانچہ حضرت ایشان تحصیل علوم ظاہری پرداختند و ہر گاہ کہ فرصت می یافتند شریک حلقہ مبارک می شدند۔ حضرت ایشان بیان کردہ اند۔ کہ در حلقہ حضرت شاہ صاحب کثرت متوسلین بہ حدے می بود کہ برائے نشستن خود جائے نہ می یافتیم و بر کنارہ حلقہ استادہ قرآن را تلاش می کردم کہ نظر مبارک حضرت شاہ صاحب بر من می افتاد و مرا طلب کردہ نزد خود بر مسند ارشاد می نشانند۔ عاجز گوید عفی اللہ عنہ کہ درین جا اشارہ است بہ آنکہ این مسند ارشاد و راستہ بہ این فرزند خواہد رسید و چنان واقع شد۔ حضرت ایشان رسالہ تشریحہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، شجاعت علین الحیاء

مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی، مثنوی معنوی، مشکاة المصابیح، وجامع ترمذی از حضرت شاہ صاحب و کتب معقول از مولوی فضل امام و بقیہ کتب از مولوی رشید الدین خان تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز خوانند و بہ خدمت حضرات ثلاثہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر حاضری شہندہ گاہے برائے زیارت و گاہے برائے استفادہ حضرت ایشان می فرمودند کہ این ہر سہ برادر در علوم دینیہ بجز بے کنار بودند و تفسیر کلام الہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیتہ بود از آیات الہیہ۔ ہر سہ برادر اصحاب نسبت و کشف صحیح بودند البتہ کشف شاہ عبدالقادر بغایت اعلیٰ و درست بودہ۔ ایشان دوازده سال ریاضات و مجاہدات کردہ بودند و از بعض خلقائے این طریقہ (یعنی طریقہ مجددیہ معصومیہ) استفادہ نمودہ اند۔ جناب ایشان بسیار احترام و تکریم مامی کردند و نہ نہایت محبت پیش می آمدند۔

حضرت ایشان در مصطفیٰ آباد راہپور از مفتی شرف الدین و از خال والد بزرگوار خود مولوی سراج احمد سعیدی مجددی نیز تحصیل علم کردہ اند و از موخر الذکر اجازت حدیث رحمت السلسلہ الاولیہ عن طریق حضرت المجد حاصل کردند و در لکھنؤ از مولوی محمد اشرف و مولوی نور نیز تحصیل علم کردہ اند۔ مولوی محمد اشرف بہ غایت محقق و مدقّق بودند و مولوی نور صاحب نسبت بودند۔ و حضرت ایشان اجازہ عامہ از حدیث شریف از حضرت شاہ عبدالعزیز حاصل کردہ اند۔ حضرت ایشان کسب سلوک از ابتدائا انتہا از حضرت شاہ صاحب کردہ اند۔ حضرت شاہ صاحب در رسالہ خود کہ در حدود ۱۲۳۴ھ تالیف فرمودہ اند نسبت بہ ایشان نوشتہ اند: "حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابو سعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود" و بر حاشیہ این رسالہ از حضرات کرام کسے نوشتہ: "و نیز در جائے ارقام نمودہ اند فرزند ایشان (یعنی حضرت ابو سعید) حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ ازین فقیر وارد۔ انتہی منقول از علین مسودہ حضرت شاہ صاحب و قبلہ است۔"

در روز عید قربان در مجمع عام حضرت شاہ صاحب بہ دست مبارک خود دلبوس خاص از قسم کلاہ و دستار و پیراہن مبارک حضرت ایشان را پوشانیدند و بہ خلافت عامہ و اجازت مطلقہ سرفراز فرمودند۔ "حضرت ایشان فرمودہ اند کہ من در جمیع مقامات از حضرت والد بزرگوار خود تو جہات و فوائد حاصل کردہ ام لہذا اسم مبارک ایشان در سلسلہ شریفہ نوشتہ ام۔" عاجز گوید در سلسلہ روایت ہر چند وسائط کتب باشند خوب تر

۱۔ این بیان ما خود از کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ است۔ نزد عاجز ازین رسالہ مبارکہ نسخہ قلمی موجود است کہ قبل از تسلط فرنگ خدو ہم اللہ بر دہی نوشتہ شدہ است، این رسالہ در احوال حضرت مرزا جان جانان مظہر شمس سرور نوشتہ شدہ است، از مقامات مظہری مختصر است و چیزے تفاوت دارد حضرت شاہ صاحب برائے رسالہ تجویز نامے فرمودہ اند۔ عاجز بر اول سرورق نام "تکمالات مظہری" نوشتہ است۔ تسہیلاً للحوالہ و حفظاً للرسالۃ۔

است چہ منطہ ضعف کتری باشد۔ اما در سلسلہ طریقت حضراتِ مشائخ بہ منزلہ شیشہائے دور بین اند۔ اتحادِ شیشہاوت زیاد در دور بینی پیدای کند۔ لہذا حضراتِ مشائخ نامہائے آن بزرگواران را نیز داخل سلسلہ می کنند کہ از ایشان فوائد حاصل کردہ اند، چنانچہ حضرت یعقوب چرخي اسم حضرت علاء الدین عطار را ثبت نمودہ اند حالانکہ خود ایشان نیز خلیفہ حضرت امام الطریقہ سید بہار الدین نقشبند قدس اللہ اسرار ہم۔ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود در لکھنؤ بودند کہ حضرت شاہ صاحب پدر بزرگوار ایشان را از لکھنؤ طلب کردند و تحریر نمودند کہ فرزند خود را بہ جائے خود بنشانید چنانچہ حضرت ایشان در لکھنؤ بہ جائے قبلہ گاہ خود مصروف کار گشتند و قبلہ گاہ ایشان در دہلی بہ جائے حضرت شاہ صاحب مصروف عمل شدند و بعد از چند گاہ حضرت ایشان ہم بہ خانقاہ شریف دہلی تشریف آوردند۔ و بہ امامت نمازی پنجگانہ و افتاء و تدریس علوم دینیہ مصروف گشتند۔ اندرین ایام نوبتے بہ سرہند شریف نیز رفتند و از حضرات کرام قدس اللہ اسرار ہم مستفید و مستفیض شدند۔

مسند ارشاد در ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۴۹ھ حضرت والد ماجد ایشان بہ سفر حج و زیارت روانہ شدند و مسند ارشاد و خانقاہ شریف بہ حضرت ایشان تفویض نمودند۔ حضرت ایشان بہ حساب تقویم قمری کامل بست و چہار سال و ہفت ماہ و چند روز رزق دہ مسند ارشاد در خانقاہ ارشاد پناہ ماندند۔ از اطراف و کناف عالم ہندگانِ خدا حاضر شدہ استفادہ کردند۔ کسانے کہ ظرف عالی داشتند مسرت جامہائے معرفت شدہ خلعت خلافت و اجازت بر جانہائے خود آراستہ بہ اوطان خود مراجعت فرمودند و در جہات خود خلق خدا را و اصل بہ حق گردانیدند۔

غذاریِ فرنک فرنک خدایم اللہ بآباد شاہ ہند غذاری کرد۔ در او اخر محرم ۱۲۷۲ھ افواجِ فرنک دہلی داخل شد۔ بادشاہ در قید افتاد و خونِ مسلمان بے قیمت شد در این ہنگامہ دار و گیر حضرت ایشان مع اہل و عیال و فقرائے باب اللہ از خانقاہ شریف و از شہر دہلی را آمدند۔ زن و مرد، خورد و کلا یک صد نفر ہمراہ ایشان بودند۔ اگر کسے مطالعہ مکتوبات شریفہ ایشان بکند، معلومش خواہد شد کہ احوال مالیت حضرت ایشان داسما مصداق۔ وَكَانَ سِرُّهُ كَفَافًا۔ بود مع ہذا جمعیت احوال ایشان سرِ موفرق نیامد۔ کار ساز حقیقی از غیب سبب مانہائے فراہم کرد کہ بہ وہم و خیال کسے نہ آید۔ و عجب تر آن بود کہ اسم گرامی حضرت ایشان نزد فرنک در زمرہ باغیان منسلک بود و بہر وقت و ہر لحظہ خیال می رفت کہ فرنکیان ایشان را گزندے مانند لیکن در اعمال و اوراد و وظائف و حلقہ و توجہ بیچ فرق نیامد۔ حضرت ایشان از خانقاہ شریف برآمدہ مقبرہ منصور شریف بودند کہ آن را صفدر جنگ نیز گویند۔ و از آنجا بہ مہرولی کہ در آنجا مزار پرنوار حضرت

قطب الدین بختیار کاکی قدس سره است تشریف بردند، لیکن آن جاؤ با بود لہذا بہ وقت تمام باز بہ صفدر جنگ آمدند و آن جاعیل مبارک ایشان امتہ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمد بکھوی بہ شب جمعہ چہارم صفر ۱۲۴۲ھ رحلت نمود، در ان اوقات صعبہ و احوال شدیدہ بہ وجہ احسن از تغیل و تکفین فارغ شدہ جنازہ ایشان را بہ باغ نواب مکرّم خان بردہ بہ پہلوئے حضرت سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ بہت شرق دفن کردند مزار حضرت سید السادات بہ بہت جنوب از مزار حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ فاصلہ یک تیر پرتاب واقع است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہَا۔

ابتلائے عظیم | در ذکر السعیدین نوشتہ کہ در دوران قیام صفدر جنگ روزے یک افرنجی کہ افسر بودہ مع چند سوار اسلحہ بردار رسید بہ حضرت ایشان گفت۔ تو از باغیان ہستی من ترا ہمراہ خود بردہ بہ سوار و مذلت بر سر داری کشم، وقتے کہ افرنجی این سخن می گفت نزد حضرت ایشان ہر دو برادران و ہر سہ فرزندان ایشان و مؤلف ذکر السعیدین کہ یازدہ سالہ بود استادہ بودند، حضرت ایشان بہ افرنجی فرمودند۔ فکر نہ کنید ما ہمراہ شما می رویم۔ و بہ خادمے ارشاد کردند۔ برو بہیلی بیار، یعنی آن غریبہ کہ گاؤ آن رامی کشد چنانچہ خادم بہیلی آورد و حضرت ایشان ہمراہ خود وظیفہ شریفیہ و اشیائے ضروریہ گرفتہ سوار شدند۔ درین تمام مدت افرنجی استادہ احوال آن حضرت را ملاحظہ می کرد و قلیکہ آن حضرت در غریبہ سوار شدہ بہ افرنجی فرمودند۔ بفرمایید، مارا کجائی برید۔ بر افرنجی از استماع این سخن ہیبتہ طاری شد و وئے مع سوار ہا بہ زودی روانہ شد و از احاطہ صفدر جنگ بیرون آمدہ سوارے را نزد حضرت ایشان فرستاد کہ پیر صاحب بہ جائے خود باشند۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند
فرزند و عیال و خان و مان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہا نش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند
چون از اسباب دنیویہ نشانے نہ ماند، ظہور "بَشِيرِ الصَّابِرِينَ" شد و بیانش آنکہ در فوج افرنک پنجابیہا و افغانہا نیز بودند۔ وقتے کہ حضرت ایشان از مہرولی مراجعت می فرمودند یک دستہ فوج پیش آمد درین دستہ فوج نورنگ خان نیز بود کہ از کلانچئی گندہ پوران ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بودہ و مرید حاسی دوست محمد قنداری ساکن موسی زری، ڈیرہ اسماعیل خان بود۔ وئے قافلہ حضرت ایشان را بہ حفاظت تمام بہ صفدر جنگ رسانید و خودش نزد افسران فوج رفت تا برائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کند۔ عاجز از سیدی الوالد قدس سرہ شنیدہ بود کہ در حصول پروانہ راہ داری نواب جان نشان خان سچیہا کردہ بود۔ وئے در فوج منصبی عالی داشت و فیما بعد حکومت افرنک ویرا جاگیر سر دھنہ و منصبی اعزازی دادہ بود۔ نورنگ خان و جان نشان خان در جد و جہد خود بفضل اللہ و احسانہ کامیاب شدند و نورنگ خان

برائے حضراتِ ایشان و رفقاء حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کردہ بہ خدمت شریف حضرت ایشان رسید۔ و باز حضرت ایشان راجع قافلہ برائے سہ روزیہ مُعسکِرِ بردو مہمانی کرد۔ در معمولات حضرت ایشان در مُعسکِر ہم تفاوت واقع نہ شد۔ برائے نماز در اوقاتِ خمسہ اذان دادہ می شد۔ و بہ کمال سکون و خشوع جماعت کردہ می شد و حسبِ معمول بہ حلقہ و توجہ اشتغال بودہ۔ افزونگہا احوال ایشان را بہ نظر غامری دیدند۔ تعجب ہامی کردند۔ حضراتِ مشائخ کرام فرمودہ اند: **الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ کیف لا وقد روى مُسلمٌ في صحيحہ عن معقل بن يسارٍ رضى الله عنہ أنہ قال۔ قال رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ فی الہجرۃ کالحجرۃ الی سبجان اللہ** چہ مژدہ جانفز اور روح پرور است حضرت ایشان چون مستحق این کرامت علیا شدند حق تعالیٰ بہ فضل و احسان خویش برائے حضرت ایشان رفقاء حضرت ایشان اسباب سفر بکان کرامت و دارِ ہجرت مہیا کرد و بیانش این است۔

قافلہ حضرت ایشان برائے دیرہ اسماعیل خان از راہ پانی پت و کرناں و انبالہ و لدھیانہ و لاہور علی اسم اللہ از مُعسکِر روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بہ لدھیانہ رسیدند معلوم شد کہ جناب خورشید احمد مجذبی کابل مجبوس شدہ اند۔ خورشید احمد از مخلصین حضرت ایشان بودہ۔ از استماعِ این خبر حضرت ایشان تشویشیہ لاحق شد و دعا ہا کردند۔ کار سازِ حقیقی لطف فرمود و یک افغانی کہ افسرِ فوج بود بہ خدمت حضرت ایشان رسید و باز سببِ نجاتِ جناب خورشید احمد شد و خورشید احمد نیز از رفقاء سفر حضرت ایشان شد۔ وقتہ کہ این قافلہ لاہور رسید چند افراد بہ انتظار حضرت ایشان متوقف بودند۔ ایشان را جناب حاجی صاحب از دیرہ اسماعیل خان فرستادہ بودند خود حاجی صاحب باین لاہور و دیرہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند و حضرت ایشان قافلہ حضرت ایشان را بہ موسیٰ زری بردند حضرت ایشان آن جا سہ ماہ قیام فرمودند۔

خدمتہ کہ حضرت حاجی دوست محمد قدس اللہ سرہ و نورِ حقیرِ یحیٰ و رفع مکانہ درین وقت ہرج کردہ اند از اعظمِ حسنات و اکبرِ اعمال است، خالصاً بحبِ اللہ و رضائہ تا سہ ماہ تمام اہل قافلہ را در خانقاہ خود خدمت کردند و برائے ہر یک سامانِ سفر مہیا کردند و بازار دیرہ تا بمبئی انتظام کشتی کردند و از بمبئی تا حجاز مقدس در باخرہ انتظام سفر کردند بلکہ برائے مصارف حجاز مقدس نیز انتظامات کردند۔ از برداشتِ این گونہ مصارف اُمرا قاصرند چہ جائے فقرا۔ **ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔**

تفویض خانقاہ | شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بر صفحہ دہم و چہل و چہل و یک آن تحریر و نقل کردہ اند کہ حضرت ایشان بہ حاجی صاحب دادہ اند۔ در آن تحریر

نوشتہ است: **مقوم می سازم بہ مریدانِ خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ رہائے من مقبول**

بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند۔ بدانند تو جہات از ایشان گرفته باشند الخ۔ و شاہ محمد نظر نوشتہ اند: ”و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود را بخا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبدۂ خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت واردین و جارب کشتی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند رِقَّہ اللہُ الِاسْتِقَامَۃَ۔

سہ ماہ بلکہ چیزے زائد در موسیٰ زی قیام فرمودند و باز بہ راہ دریاد کشتیہا بہ بمبئی تشریف بردند و در ماہ شعبان از بمبئی بہ جدہ روانہ شدند و

سفر بہ حرمین محترمین

در ماہ شوال بہ جدہ رسیدند حج کردند و در اوائل ماہ ربیع الاول حضرت ایشان مع دو فرزند ان کلان و چیت نفر مخلصین بہ مدینہ منورہ سفر کردند و در ہمان ماہ مبارک بہ مدینہ منورہ رسیدند و بقیہ افراد بہ ماہ رجب از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ رسیدند۔ جد امجد حضرت شاہ محمد عمر مکتوبے بہ فضائل و کمالات پناہ سید عبد السلام ہمسوی قدس اللہ اسرار ہما نوشتہ اند۔ اصل این خط مع خطوط آخر نزد جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ جناب ایشان لطف فرمودہ نقلش بہ عاجز فرستادہ اند۔ ازین مکتوب مبارک بر خے را کہ متعلق بہ احوال حضرت ایشان است عاجز نقل می کنند۔ نوشتہ اند۔

”اولاً وقت خروج از شاہجہان آباد، دہلی خاص، در مقبرہ منصور علی خان جناب والدہ محترمہ ام وفات یافتہ در مقابر خلجائی آرمیدہ۔ در جوار حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ قریب مزار حضرت سید صاحب مدفون شدند۔ ابواب غم و الم بر ما فرزند ان کشودند، زان بعد از مقام مذکور حضرت والد مرحوم مع جمیع فرزندان و برادران متعلقاً ذکور و انات و خور و بزرگ از راہ پنجاب بہ بندر بمبئی و از آنجا بہ سواری مرکب، جہاز بادی، در جدہ و از آنجا بہ مکہ معظمہ از بعد فراغی حج بہ مدینہ منورہ تشریف آوردند۔ از ابتداے پنجاب تا مدینہ منورہ خلق کثیر از عمائد و شرفا و امرا و علماء و مشائخین رجوعے بہ حضرت مرحوم آورده مردم بے شمار بہ سعادت بیعت درآمدند و صد ہا کس از ترک و عرب بہ قدمبوسی حاضر می شدند، چنان مرجع خاص و عام شدہ بود کہ بینندگان متحیر بودند و تصرفات و خوارق عادات از جناب مرحوم بہ ظہوری آمد کہ عقل حیران بود۔ درین عرصہ از مکہ شریفہ تا مدینہ منورہ چندین مردمان از اقارب و

لہ مولوی رحیم بخش از پنجاب بودند، عجب مردودی و فرشتہ خصلت بودند، از ۱۲۴۳ھ تا ۱۲۸۳ھ خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و بہ پہلوئے حضرت مرزا حیان جانان قدس سرہ جہت شرق بیرون مجرّد مدفون شدند، بہ روز شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۹۵۸ء در قبر ایشان وقتے کہ مزدور ہا اصلاح فرش می کردند، سوراخے شد و ازین سوراخ نفحات خوشبوئی بہ چار اطراف منتشر شد۔ خود این عاجز آن بوئے خوش را شنید۔ مزدوران و زائرین متحیر بودند۔ سال وفات ایشان از ”آلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا تَخَوْفُ عَلَیْہِمُ وَلَا اَھْمٌ یَّحْزَنُوْنَ“ ظاہر است کہ ۱۲۸۳ھ می باشد۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ قَدْ مَنَّ سِرّاً۔

اہل حرمت یعنی والدہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب "عموی صاحب" و دختر درمیانی شان و جناب پھوپھی جتہا ہمشیرہ صاحبہ حضرت والدہ بحق، و اہلیہ برادر مرحوم حضرت عبدالرشید صاحب و برادر اہلیہ شان و دیگر چند کس کہ تفصیل آن در غمہا کثود نست راہی عالم بقاشدند و ما غم زدگان را کوفت بر کوفت رسانیدند۔ آخر کہ عجز صبر چارہ نیست بہ حکم الصبر مفتاح الفرج صبر کردیم و بہ تجویز حضرت والدہ مرحوم عقد نکاح برادر رشید جناب عبدالرشید صاحب از دختر ثالث عموی حضرت عبدالغنی صاحب کردہ شد، و بعد این ہمہ قصہ ہائے اندوہ اثر جناب والدہ مرحوم بہ تاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۶ ہجری صلعم، یوم سہ شنبہ ما بین وقت نماز ظہر و عصر رحلت فرمودہ بہ سوئے جنت عدن تشریف فرما شدند و بہ موجب وصیت حضرت مرحوم در جنت البقیع قریب گنبد امیر المومنین خلیفہ ثالث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون شدند رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ و نوشتہ اند حقیر بہ سبب تنہائی از خدمت والدہ مرحوم و زخم ہائے کثیرہ وفات یابی عزیزان و قریبان تاب استقامت در مدینہ منورہ نیاوردہ قبل از ایام حج در مکہ معظمہ مع عیال و اطفال خود رسیدہ چارہ غم غلطیہائے خود بہ زیارت کعبہ مشرف می نمایم و خود را تسلیہ می دهم اما طبیعتم را وحشت و بے قراری دے دادہ است کہ در تحریر نمی آید و عافرانند کہ اللہ تعالیٰ تسکین عطا فرماید و نوشتہ اند جناب والدہ مرحوم قبل از رحلت خود ہیچگونہ وصیت و حکم خلافت و غیرہ آنچه مرسوم است با وجود اثبات ہوش و حواس نہ فرمودند، بعد وفات شان بہ صلاح صوابدید جناب عموی صاحب و این احقر البشر و برادر عزیز محمد نظر نظر بہ فوقیت عروسن برادر رشید حضرت عبدالرشید صاحب را برائے نشستن مقام نشستگاہ حضرت مرحوم مقرر نمودہ شد الحمد للہ کہ در مدینہ منورہ ہر سہ صاحبان یعنی حضرت عبدالغنی صاحب و برادر مرحوم عبدالرشید صاحب و محمد نظر صاحب در مکہ معظمہ این احقر البشر بہ طریقہ آبائی خود مستقیم و توجہ بہ طریقہ حلقہ و مراقبہ و شغل و اذکار و غیرہ طریق مرسومہ مشغول است و طالبان نام خدا از ہر چہ ہر حلقہ باہرہ و نصیب خود می گیرند و گزران معیشت ما ہمہ فقرا بہ طریقہ بزرگان خود یعنی بر توکل محض است گاہے فراخی می شود و گاہے تنگی می آید و گاہے زیر بار قرض و گرومی شویم۔ بہ ہر حال شکر اللہ تعالیٰ ہست البتہ اگر جناب حضرت مرحوم راجیات و فامی کرد و چندے درین بلاد بہ قید حیات می بودند لا محالہ نوبت مریدان بہ لگو کہ می رسید، چہ حال مردم ترک و عرب از دور و دور شہرت ولایت حضرت مرحوم دریافتہ بہ آستانہ بوسی می آیند و بہ سنگ حرمان و مایوسی سر عقیدت و اخلاص خود مجروح می سازند۔ اللہ تعالیٰ از فیوضات و برکات حضرت پیران کبار قدس اللہ اسرارہم این عاجزان گمنام را سرفراز فرمودہ چراغ خاندان مجددی قدس سرہ را برافروزد و تاقیام قیامت این باب فیوضات را مفتوح دارد۔ آمین۔ تحریر سیم محمد الحرام ۱۲۰۶ ہجری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مکہ مکرمہ۔

در سیر الکاملین نوشتہ ”بہ عنایت الہی بہ مکہ معظمہ رسیدند، عظمائے شہر تائبہ جہہ بہر استقبال آمدہ بودند، بادشاہ جہہ حاضر خدمت اقدس شدہ خدمتہا نمود و اہل مکہ از علما و مفتائی و مشائخ بہ ملاقات حاضر شدہ بسیار کسان داخل طریقہ شریفہ بردست شریف شدند، چند ماہ در آنجا بودہ عزم مدینہ منورہ فرمودند و سکونت آن بقعہ طیبہ اختیار کردند۔ اہالی آن بلدہ معطرہ ہجوم آوردند و خلق کثیر از کبار اہل مدینہ و از علما و مشائخ و امرای توبہ و انابت بردست مبارک مشرف شدند و حضرت ایشان و فرزندان بہ عنایات وافرہ از حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کہ از بیانش استنار اولی، مخصوص گشتند، سلطان عبدالمجید خان را از قدم شریف خبر رسید و ظیفہ بغیر درخواست مقرر ساخت و حضرت بہ کمال جمعیت صوری و معنوی و افاضہ فیوضات ہجوسابق بلکہ زاندان سرگرم بودند۔ اہالی آن بقعہ منیفہ می گفتند کہ ہچون شیخے را گاہے نہ دیدہ ایم و بہ کمال اعتقاد و محبت پیش می آمدند۔ الخ

قبولیتے کہ حضرت ایشان را در ان بلدہ مبارکہ حاصل شدہ جناب سید نبیل و فاضل علی
قصیدہ برآدہ سید عبد الجلیل برآدہ رحمہ اللہ در قصیدہ رائیۃ خود بیان آن کردہ کہ درج ذیل است۔

كَذَا فَلْيَكُنْ سَعْيُ الْفَتَى لِمَا شَرِ
لَعُمْرُكَ هَذَا الْفَخْرُ لَا مَا يَعْدُو الْـ
وَمَنْ مِثْلُ سُلْطَانِ الطَّرِيقَةِ أَحْمَدٍ
مُنُورٍ أَقْطَارِ الْبِلَادِ بِذَاتِهِ
هُوَ الشَّمْسُ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ بُنُورُهَا
هُوَ الطُّرُوجُ حِلْمٌ أَرَا سَخَا فِي وَقَارِهِ
وَكُنْزٌ لِّأَهْلِ الْفَقْرِ أَصْبَحَ مُغْنِيًا
عَلَى نَجْمِهِ إِنْ شِدَّتْ تَضْفُرِي الْمُنَى
عَلَى سَيْرِهِ سِرٌّ إِنْ قَدَرْتَ مُشْمِدًا
فَذَاكَ إِمَامُ الْعَصْرِ أَوْ حُدَّ دَهْرِهِ
لَهُ الرُّتْبَةُ الْعُلْيَا الَّتِي دُونَ نَيْلِهَا
وَكَيْفَ لِرَبَّاتِ الْخُدُورِ إِنْ سَمَتْ
فَكَمْ حَايِرٌ لَا يَهْتَدِي لِسَبِيلِهِ
وَكَمْ وَارِدٍ لِلْفَيْضِ يَطْلُبُ هَائِمًا
وَتَجِدُ إِذَا عَلِمَ الْمَعَالِي الذَّوَابِرِ
مُلُوكٌ ذَوُّو التَّجَانِ يَوْمَ التَّفَاخِرِ
سَعِيدٌ جَلَى الْأَبْصَارِ قُلِّ وَالْبَصَائِرِ
وَأَزَلَا فِيهِ الْغُرَّ الْكِرَامِ إِلَّا كَابِرِ
تَبَدَّتْ وَنَجْمُ الْهُدَى يُبْدُو لَنَا ظِرِ
هُوَ الْبَحْرُ عَلِمَاذَا خِرَابًا لِّذَخَائِرِ
فَيَا حَبَّذَا الْكُنْزِ لِسَيِّدِ الْمَفَاقِرِ
وَمِنْهَا جِهَةٌ فَاسْلُكْ سَرِيْعًا وَبَادِرِ
مُجِدًّا أَوْ عِنْدِي أَنْتَ لَسْتَ بِقَادِرِ
فَحَاشَى يُضَاهِي فِي الْمَلَا هِمْنَا ظِرِ
لِمَنْ رَامَهَا لَا شَكَّ شَقَّ الْمَرَايِرِ
مُبَارَزَةُ الْأُسْدِ اللَّيُوثِ الْخَوَادِرِ
أَتَاهُ فَوَاقَاهُ الْهُدَى بِالْبَشَائِرِ
أَتَاهُ فَأَمْسَى حَامِلًا لِمَصْلَدِرِ

وَكَمْ مُسْتَعِیْتُ فِي دُجَى اللَّیْلِ أَمَّةٌ
وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ يَشْكُو مَرِيدَةً
تَطِيفُ بِهِ عِنْدَ الْمَسَاءِ وَعُدَّةٌ
وَيُسْعِدُهُمْ مِنْ نَظَرَةٍ بَعْدَ نَظَرَةٍ
فَيَقْتَمُ مِنْ أَغْلَاقِ حِصْنِ قُلُوبِهِمْ
وَلَا زَالَ مِنْ تَحَرُّكِ الْوِصَالِ عَلَيْهِمْ
إِذَا اجْتَمَعُوا لَيْلٌ تَجَافَتْ جُنُوبُهُمْ
سُكَارَى وَمِنْ أَنْظَارِهِ فِي وَجُوهِهِمْ
وَيَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ
هُمْ الْقَوْمُ حَقًّا لَيْسَ يُشْقَى جَلِيسُهُمْ
فَبَادِرُ إِلَيْهِ وَاعْتَنِمُ قُرْبَ وَصْلِهِ
وَلَذِكْلَمًا نَابِتَكَ فِي الْكُلُونِ حَاجَةً
وَمِنْ حَبِّهِ كُنْ دَائِمًا مُتَمَسِّكًا

فَصَادَفَ مِنْ إِحْسَانِهِ غَوْتَ نَاصِرٍ
فَخَلَّصَهُ مِنْ شَرِّ أَخْبَثِ مَا كَرِ
رَجَالٌ تَحَامَوْا عَنْ قَلْبِهِ الْمَسَاحِرِ
بِأَعْلَى مَقَامٍ جَلَّ عَنْ وَصْفِ شَاعِرِ
مَغَالِيقِ تُمْلَى مِنْ صُنُوفِ الْجَوَاهِرِ
يُدِيرُ كُمُوسًا كَالشُّمُوسِ السَّوَافِرِ
يَسِيلُونَ دُمْعًا مِنْ عُيُونِ سَبَوَاهِرِ
عَلَامَاتُ صُحُوفٍ غُيِّبَتْ فِي السَّرَائِرِ
يُرْقِيهِمْ فِي الْقُرْبِ أَسْنَى الْمُنَابِرِ
وَيَسْعَدُ مَنْ يَلْقَاهُمْ فِي الْمَحَاضِرِ
وَنَافِسٌ إِذَا أَمَانِلَتْ ذَاكَ وَفَاحِرِ
بِأَعْلَى جَنَابٍ مِنْهُ فِي دَفْعِ ضَائِرِ
يَفُحُّ مِنْكَ عَرْفٌ فَاقَ طَيْبَ الْجَامِرِ

جناب برادرہ این قصیدہ رنانه در حیات مبارکہ حضرت ایشان گفتہ خوش نصیب بود کہ بخندست آن
قیوم جہان رسیدہ و ادراک حقائق کردہ از اہل بصیرت گشتہ، چہ خوب گفتہ و کم من مرید یَشْكُو مَرِيدَةً
یعنی بسیاری از مریدان و مخلصان بہ خدمتش از شر شیطان مریدانالان می رسند و مدلتی بہ سرنہ می رود کہ ایشان
بہ توجہات کیمیا اثر حضرت ایشان از شر آن اخبت بفضل اللہ و احسانہ رستگاری می یابند، و چہ خوب از کیفیت
حلقہ و توجہ بیان کردہ و یَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ۔ در اندک مدت جناب برادرہ آن حقیقت را دریافتہ است
کہ حضرات مشائخ کرام گفتہ اند من استواء یومان فہو مغبون۔ و چہ خوب نصیحت کردہ کہ عَالِی سَائِرِہ سِرِّہ
یعنی اگر می توانی بر مسلک ایشان روان شو و قدم بر قدم ایشان بنہ۔ اگر چہ من یقین دارم کہ این کار از دستت نہ خواہ
برآمد، چار سیر فضلیان و مرادان بہ دیگران چہ رسد۔ اللہ یَجْتَنِبِ إِلَیْہِ مَنْ یَشَاءُ وَ یُکَدِّحُ إِلَیْہِ مَنْ
یُذِیْب۔ عہ این کار دولت است کنون تا کہ ارسد۔

تالیفات حضرت ایشان را پنج رسائل اند۔ ۱۔ سعید البیان فی مولد سید الانس و الجنان صلی اللہ علیہ وسلم
بہ اردو۔ ۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولود المنیف۔ بہ فارسی۔ ۳۔ الفوائد الصابغہ
فی اثبات الرباطہ۔ بہ فارسی۔ ۴۔ الاثمار الاربعہ، بہ فارسی۔ ۵۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبہ

المسائل الادبعین، بہ فارسی۔ در این رسالہ حضرت ایشان قدس سرہ رد مولانا اسحاق پسر دختر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاگرد ایشان کردہ اند مولانا اسحاق در بعض مسائل خلاف مسلک جد و استاد خود رفتہ۔ بلکہ اتباع مولانا اسماعیل دہلوی کردہ۔ حضرت ایشان بہ وجہ خوب رد کلام دے فرمودہ اند۔

ذوق سخن حضرت ایشان را ذوق سخن بودہ۔ احیاناً اشعار می گفتند۔ و سعید تخلص می فرمودند حضرت ایشان را بیاضی بود۔ در مناقب احمدیہ منقبت ایشان موجود است، این منقبت در مدح حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ حضرت جد امجد در بیاض اشعار خود یک شعر ایشان نوشتہ اند۔

دو گوشہ لعل تو سر چشمہ حیوان است روے دل من زان رو ہر لحظہ سوے آن است
خلفاء در مناقب احمدیہ شاہ محمد مظہر نامہائے ہشتاد نفر نوشتہ تحریر فرمودہ اند تا بہ کے نامہا تو لیسیم کہ بسیار اند و حضرت جد امجد در انساب الطاہرین تحریر فرمودہ اند کہ صد ہا افراد بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ اند و ہر یکش در جائے خود صاحب ارشاد است۔

اولاد ز وجہ حضرت ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمدیہ بچیوی بودہ۔ از بطن ایشان حق تعالی آن حضرت را چہار پسر و یک دختر عطا فرمود۔ ۱۔ عبدالرشید، ۲۔ عبدالحمید، ۳۔ محمد عمر، ۴۔ محمد مظہر و روشن آرا عبدالحمید و روشن آرا در خوردی رحلت نمودند۔

حضرت شاہ عبدالرشید ولادت ایشان بہ دوم جمادی الآخرہ ۱۲۳۶ھ در لکھنؤ بودہ۔ عمر شریف ایشان بہ دہ سال نہ رسیدہ بود کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ علم معقول از مولوی فیض احمد دہلوی و حدیث شریف از مولوی مخصوص اللہ و مولوی محمد اسحاق و از پدر بزرگوار خود علم تفسیر و فقہ اصول و تصوف خواندند۔ از تحصیل علم ظاہر در بہت سال فارغ شدند۔ از عمر پنج سالگی ملازم صحبت شریف جد امجد خود بودند۔ بہ شب ہمراہ ایشان بر یک بستر خواب می کردند۔ و وقت تہجد بمعیت ایشان بر می خواستند۔ می فرمودند کہانی سیر الکاملین۔ کہ عمر من ہفت ہشت سالہ باشد کہ حضرت جد امجد مرا و عم مرا حضرت شاہ عبدالغنی را در شب لیلة القدر بعد تراویح طلب کردہ بردست مبارک خود بیعت کنانیدند۔ اتمام سلوک از حضرت والد ماجد خود کردند و خلافت یافتند۔ در ۱۲۵۶ھ از حضرت والد خود اجازت گرفتہ بہ حجاز مقدس برائے حج و زیارت رفتند و آن جا از شیخ عبداللہ سراج اجازت حدیث شریف و دیگر علوم حاصل کردند۔ در ۱۲۶۴ھ ہمراہ حضرت والد ماجد خود ہجرت فرمودند۔ در ۱۲۸۴ھ برائے حج بہ مکہ مکرمہ آمدند۔ بہ خیر و خوبی حج کردند۔ و دو روز بیماری کشیدہ بہ وز شہ نہ بین الظہر والعصر شانزدہ ذی الحجہ ۱۲۸۴ھ رحلت فرمودند۔ امامت نماز جنازہ حضرت جد امجد کردند و در محلہ

نزد ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِرُّهُ۔ احوال ایشان را فرزند ایشان قدرے تفصیل در ذکر السعیدین نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات مختلفہ پروردگار شش سپرد ہشت دختر عنایت فرمود۔ (۱) بدر الصیام، (۲) محمد معصوم، (۳) محمد بشیر، (۴) محمد وحید، (۵) محمد زبیر، (۶) محمد عبید و (۱۱) امة الرشید، (۲) امة الحلیم، (۳) امة الکریم، (۴) عائشہ، (۵) امة الرحیم، (۶) حفصہ، (۷) فاطمہ و الثامنۃ لَمْ يُعْرِفْ اسْمُهَا۔ در فرزندان بجز ثانی کسی نہ پائید۔

حضرت شاہ محمد معصوم | ولادت ایشان بہ دہم شعبان ۱۲۶۳ھ در خانقاہ شریف دہلی بودہ و وفات بہ دہم شعبان ۱۳۴۱ھ در مکہ مکرمہ واقع شد و در مغللہ نزد حضرت والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدَّسَ سِرُّهُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و کسبِ علومِ ظاہری از ملا محمد نواب کہ از اجلہ علماء و از شاگردان جد ایشان بودند و بیشتر از علم اصغر حضرت شاہ محمد مظہر کردند۔ و سند حدیث از حضرت شاہ عبدالغنی و از علامہ شیخ صدیق کمال ملی حاصل کردند، در طریقت بیعت از جد امجد شدند و کسب سلوک از پدر بزرگوار خود کردند۔

ایشان را تالیفات قیمہ اند تفصیل کہ از فرزند اصغر ایشان بہ عاجز معلوم شدہ است می نویسد۔
(۱) و ضوح المعانی للکلام الربانی۔ تا سورہ مائدہ، غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف القدم، تالیف قیمست
بہ عربی، طبع نہ شد۔ (۳) الادعیۃ الماثورۃ المعصومیہ۔ طبع شدہ (۴) اجازۃ الارشاد للشیخ اسعد الکردی
ابن ابن مولانا خالد الکردی۔ بہ عربی غیر مطبوع (۵) افصح البیان فی مکائد الشیطان، بہ اردو مطبوع۔

(۶) شمائل العارفين فی سیر المجید دینین۔ عربی، غیر مطبوع، بہ فرمایش علامہ روزگار مولانا ابوالحسنات عبدالحمی
لکھنوی رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ نوشته شدہ (۷) کشف الغطاء عن اهل الخطا بہ اردو مطبوع (۸) السبع
الاسرار فی مدارج الاخیار، بہ اردو مطبوع (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین بہ اردو مطبوع

(۱۰) الکھف المتین تہذیب الحصن الحصین۔ مطبوع (۱۱) احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام
بہ اردو مطبوع (۱۲) تہذیب سعید البیان، بہ اردو مطبوع (۱۳) تعریب الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ
و حضرت ایشان را بہ عربی وارد و کلام منظوم است و برنخے از ان طبع شدہ است معصوم تخلص می کردند۔ و در

ذکر السعیدین برنخے از احوال خود و نامہائے خلفائے خود نیز نوشته اند۔ حضرت ایشان را از زوجات ثلاثہ
شش سپرد و چار دختر بودہ (۱) صبغۃ اللہ (۲) ابوالطاہر سیف الدین (۳) ابوالطیب مجد الدین (۴) ابوالشرف
عبدالقادر (۵) ابوالفیض عبدالرحمن (۶) محمد ابوسعید و (۱) عارفہ (۲) صادقہ (۳) طاہرہ (۴) کاملہ۔

شیخ ابوالطاہر سیف الدین | ولادت ایشان بہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ در رامپور بودہ محمد عبدالغنی

نام تاریخی است۔ در ۱۳۲۳ھ ہمراہ والد ماجد خود بہ حرمین شریفین رفتند۔ چند سہ در آنجا قیام کردہ نزد والدہ خود بہ امپور آمدند و تا آخر الایام آنجا قیام کردند۔ بہ جمعہ ۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء رحلت فرمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ جناب ایشان شاعر شیوہ بیان بودند۔ ظاہر تخلص می کردند۔ بہ صورت یک دیوان ضخیم و براوراق مختلفہ کلام ایشان جمع شدہ بود۔ بعد وفات ایشان از دست فرزندان ایشان۔ آن دیوان و کاغذات متفرق بہ دست دیگران رسیدہ، در شاعری ایشان را مقام رفیع بودہ و در استادان سخن شمار ایشان بودہ۔ ایشان را دو پسر و یک دختر بودہ۔ پسر کلان ابو احمد نام اردو و پراچہا پسر چہار دختر است (۱) طیب (۲) شاہد (۳) زاہد (۴) ساجد و نام دختران (۱) زہبت (۲) عصمت (۳) عشرت (۴) فاطمہ سلمہم اللہ و حفظہم۔ و پسر خور و عبد الباری نام دارد، ویرانہ پسر و دو دختر است۔ (۱) عبد الرحمن یوسف (۲) عبد الہادی (۳) عبد الملک و اختر عروسہ و مبارک شگفتہ سلمہم اللہ و حفظہم، و دختر ایشان را نام قریشہ بود و عقد نکاحش با شیخ عیسیٰ منظر شد۔ بہ مدینہ منورہ۔ رفتنش شد و در حالت نفاس بہ ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ وفات یافت و در بقیع مدفون گشت رحمہما اللہ۔

زہبت عالی کہ یا بد مقام
بود تا بد در جوارِ رسول
بگو سال ترحیل آن پاک جان
”قریشہ ز طیبہ بجنبت رمید“
بہ آن مورد جوی و ملک سعید
فَیَا حَبَّذَا مَا لَهَا مِنْ مَّزِید

حضرت ابوالشرف عبدالقادر ولادت ایشان بہ چہارم ذی القعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۸۲ء در رامپور بودہ، ”منظر قیوم“ نام تاریخی ایشان است و رحلت بہ شب جمعہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۴ء در مکہ مکرمہ واقع شد۔ و در مغلاہ بہ پہلوئے آب و جد مدفون شدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

حضرت ایشان در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از علمائے اعلام علوم متداولہ خواندند و سلوک باطنی از حضرت والد بزرگوار خود حاصل کردند۔ در شعر و سخن پایہ بلند داشتند۔ شرف تخلص ایشان بود۔ بہ اردو دیوان ضخیم دارند کہ موسوم بہ ”کلام شرف“ است و در عربی نیز مجموعہ نفیسہ از کلام ایشان است۔ بر مسلک حضرات کرام ثابت بودند۔ بعد وفات پدر بزرگوار خود جانشین ایشان بودند۔ ایشان را اولاد کثیر شد۔ لیکن غیر از یک پسر عبد العزیز و یک دختر رقیہ ہمہ در خورد سالی رحلت کردند۔ عبد العزیز در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد و برائے تحصیل علوم دینیہ بہ رامپور نزد عم اصغر خود آمد و از علمائے آن دیار کتب مرّوجہ خواند۔ جوان نیک و پین و فطین صاحب استعدادات و شاعر شیرین کلام بودہ۔ والد ایشان بہ برادر خورد و خود نوشتند کہ در خاندان مجددیہ بایکے از صالحات عقد زواج بر خورد و عبد العزیز بکنید۔ چنانچہ ہمہ انتظامات تکمیل رسیدند و قریب بود کہ بعد از چند روز عقد نکاح

ایشان شود کہ دوروز علیل شدند و بہ روز جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ راہی ملک بقا شدند۔ رحمۃ اللہ۔ دران ایام این عاجز بہ مصر بود۔ مکتوبے کہ حضرت ایشان درین سلسلہ بہ عاجز نوشتہ اند نہایت درد انگیز است۔ در کتاب مقامات خیر عاجز آن خطر انتقال کردہ است۔ و دختر ایشان رقیۃ از برادر خود کلان تر است۔ بسیار حساسہ صاحبہ استعدادات بودہ۔ در شعر گوئی نیز مہارتے داشتہ۔ اولاً غم برادر خود برداشت و باز از صدمہ وفات پدر خود فتویٰ بہ دماغش لاحق شد و آخر از عقل و شعور بے نیاز گشتہ در رامپور ایام حیات خود را بہ سمری برد۔ حضرت ابو الشرف در مکتوبے کہ بہ عاجز نوشتہ بودند۔ دو شعر عربی تحریر فرمودہ بودند۔ تذکار الواقعة الالیمۃ عاجز آن ہر دو شعر انتقال می کند۔

أَرْثِيكَ يَا وَلَدِي بِأَيِّ رِثَاءٍ عَبْدَ الْعَزِيزِ يَعِزُّ فَيْضٌ عَزَائِي
مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَسَابِقِي الْقَنَاءَ بَلْ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَكُونُ وَرَائِي

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ ابو الشرف کان الشہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ سہ شنبہ۔ ولادت ایشان بہ ۸ اردی القعدہ ۱۳۰۴ھ در رامپور بودہ۔ منظر الحسین نام تاریخی است۔ قرآن مجید حفظ کردہ بہ علوم متداولہ مصروف شدند۔ استعداد خوب بہم رسانیدند در فن اصول رسالہ ناتمام و وصول الماشی الی اصول الشاشی "تالیف کردند ذوق سخن خوب داشتند فیض تخلص ایشان بود۔ مجموعہ کلام ایشان بہ چشمہ فیض "موسوم است۔ متاہل شدند و پروردگار دو اولاد عنایت کرد۔ قضا را ہر دو اولاد و عیال ایشان رحلت نمود۔ صدمہ کہ بردل ایشان رسید شدید بود۔ فتویٰ بہ دماغ ایشان رسید و بعد از چند وقت اثر نام تاریخی ظاہر شد و بہ روز جمعہ دہم محرم ۱۳۳۴ھ راہی ملک بقا شدند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

حضرت محمد البوسعید | ولادت ایشان در رامپور بہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ھ واقع شدہ شش سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان ہجرت فرمودہ بہ حرمین شریفین رفتہ بودند لہذا پرورش ایشان دران اماکن مقدسہ شدہ۔ در مدینہ منورہ مغفرت آن مجید کردند و بہ تحصیل علوم دینیہ مشغول شدند ذوق سخن خوب دارند بیشتر بہ اردو اشعاری گویند۔ بہ عربی نیز قصائد و قطعات دارند۔ احیانا بہ فارسی نیز شوق می فرمایند۔ مجموعہ کلام ایشان موسوم بہ "فکر سعید" است۔

در ۱۳۴۲ھ قبلہ گاہ ایشان در مکہ مکرمہ وفات یافتند، ایشان بہ رامپور آمدند و در خانقاہ معصومی قیام کردند قبلہ گاہ ایشان این خانقاہ را ساختہ بودند۔ در گوشہ شمال غربی مسجد شریف است۔ چونکہ این مسجد نزدیک نصر اللہ خان واقع است، معمور بہ نمازیان است۔ اگر در نماز جہری جناب ایشان مامت می فرمایند مقتدی بہا بسیار مخطوطاتی شوند۔ لہجہ ایشان حجازی است۔ بہ خوش الحانی و روانی تلاوت می فرمایند۔

حضرت ایشان را از زوجہ اولی دو پسر عبد الحمید و عبد المجید و از زوجہ ثانیہ چہار دختر سکینہ و میمونہ و عذرا و مرشدہ حق تعالی عنایت کردہ۔

قاری حافظ عبد الحمید | ولادت ایشان بہ ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء بودہ۔ چون عبد العزیز فرزند حضرت ابوالشرف رحلت نمود عبد الحمید را قبلہ گاہ

ایشان بہ مکہ مکرمہ نزد حضرت برادر خود فرستادند۔ لہذا تربیت ایشان در ان بلاد مبارکہ شدہ۔ قرآن مجید را حفظ کردہ اند و بہ سخن خوب تلاوت می کنند۔ در زبان عربی بہارت کاملہ دارند ذوق شعر و سخن دارند، مجموعہ کلام عربی را بہ وحی الخیال و اردو را بہ آئینہ افکار، موسوم کردہ اند۔ اہلیہ ایشان ہاجرہ بنت نور میان ضیاء مجددی رامپوری است، پروردگار ایشان را دو دختر و سہ پسر عنایت کردہ سعید کہ بہ ۱۳ رمضان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء و صبیحہ بہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء و معصوم بہ ۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء و زہیر در ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ مطابق جون ۱۹۶۰ء و امین در رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۴ء متولد شدہ۔ سلمہم اللہ و حفظہم۔ عبد الحمید در سفارت سعودیہ بہ دہلی موظف است۔ در طریقت بردست علم محترم حضرت ابوالشرف بیعت کردہ۔ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِمَرْضَاتِهِ وَحَفِظَهُ۔

عبد المجید | ولادت ایشان در ماہ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق او اخر مئی یا اوائل جون ۱۹۲۲ء بودہ۔ در رامپور قیام دارند۔ اہلیہ ایشان راشدہ بنت قاری محمد اسماعیل مجددی است حق تعالی سہ پسر و سہ دختر عنایت فرمودہ، عبد الرشید بہ چہار شنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء و عبد الوحید بہ یک شنبہ ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء و عبد المعید بہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۶ء متولد شدہ۔ و دختران ایشان لیلیٰ و نجلا، شہلا، رنام دارند تاریخ ولادت ایشان معلوم نہ شد۔ حَفِظَ اللّٰهُ جَمِيعَهُمْ وَسَلَّمَهُمْ۔

و ہر چہار دختران حضرت محمد ابوسعید صاحبات اولاد اند۔ سَلَّمَہُنَّ اللّٰهُ وَحَفِظَہُنَّ۔

حضرت شاہ محمد مظہر | حضرت ایشان فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید اند۔ بہ سوم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدند۔ مظاہر محمدی نام تاریخی ایشان

است، وفات ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۸۱ھ در مدینہ منورہ شد و در بقیع نزد قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون شدند رَحِمَہُ اللّٰهُ وَقَدَّسَ سِرُّہُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و علوم متداولہ از منقول و معقول از علمائے وقت حاصل کردہ حدیث شریف از عم محترم حضرت شاہ عبد الغنی خواندند۔ و سلوک باطنی در خدمت حضرت والد بزرگوار خود بہ انتہا رسانیدہ

سہ ہذی القعدہ ۱۳۹۴ھ پروردگار دختر سوم فائزہ عنایت کردہ سلمہا اللہ

مجمع البحرین گشتند بہست و دو سالہ بودند کہ خلافت یافتند و اندران ایام بہ سرہند شریف رفتہ از فیوضاتِ حضراتِ کرام قدس اللہ اسرارہم دامنِ مراد پُر کردند و باز بہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفتند و درین ایام حضرت قبلہ گاہ ایشان بہ شیخ جمال الدین کشمیری بہ بمبئی نوشتہ اند: نسخہ فرزندمی در سالہایہ تصحیح رسیدہ است او تعالیٰ بہ اقصى الغایات رساند: الخ۔ بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود در مدینہ منورہ قیام فرمودند و باوجودِ کئے کہ آلِ جاہم بزرگوار ایشان حضرت شاہ عبدالغنی و برادرِ اکبر ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قیام داشتند لیکن رجوعِ خلّاق بہ حضرت ایشان بیشتر بودہ، در سنہ ۱۲۹۰ھ در حارۃ الاغوات سہ منزلہ عالی شان خانقاہ ساختند حضرت جدِ امجد تاریخ بنائے آن گفتہ اند۔

چون اخ کاہل محمد منظر علی ہمم
ساخت خوش بنیاد و زیبا خانقاہ احمدی
سال تاریخش عامیہ عمر گفت: لے الہ
تا ابد آباد بادا خانقاہ احمدی ۱۲۹۰
این خانقاہ شریف بہ نام ”رباطِ منظر“ مشہور است۔ حضرت ایشان را صد ہا خلفا بودہ اند۔ لیکن نامہائے ایشان بہ عاجز معلوم نہ شدہ۔ باوجود کثرتِ ارشاد و تکثیرِ خلفا کسے احوالِ مبارکہ ایشان نہ نوشتہ وقتیکہ عاجز احوالِ مبارکہ حضرت ایشان را و تغافلِ مخلصینِ ایشان را فکرمی کند۔ شعر سَمُوْءَل بِیادش می آید۔ گفتہ۔

وَمَاضَرَنَا اَنَا قَلِيلٌ وَجَارُنَا
عَزِيزٌ وَجَارُ الْكَثَرِینَ ذَلِیلٌ

حضرت ایشان احوالِ قبلہ گاہ خود نوشتہ اند کہ موسوم بہ مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ است۔
أَوَّلًا بِالْفَارِسِیَّةِ وَآخِرًا بِالْعَرَبِیَّةِ، کہما تقدم بیانہ فی اَوَّلِ احوالِ حضرت دَالِدِہ، و غیر ازین حضرت ایشان را بہ عربی رسالہ ”الدر المنظم فی القیام نجاہ القبر المکرم“ است، این رسالہ در سنہ ۱۲۹۶ھ تالیف شدہ و از ”الدر المنظم“ سال تالیف ظاہر است۔ سید محمود مد راسی خلیفہ حضرت ایشان بر آن شرح نوشتہ اند و نام آن ”السلک المنظم“ است۔ در سنہ ۱۳۲۲ھ این رسالہ مع شرح در احسن المطابع مدارس طبع شدہ۔
أولاد = حضرت ایشان را از زوجات متفرقہ دہ پسر و پنج دختر حق تعالیٰ عنایت فرمود (۱) عبداللہ (۲) مبشر (۳) احمد (۴) عبداللہ ثانی (۵) احمد ثانی بہار الدین (۶) محمد، (۷) محمود (۸) عیسیٰ (۹) موسیٰ (۱۰) ابراہیم و (۱۱) امّہ الجلیل معروف بہ جمیلہ (۲) فاطمہ (۳) خدیجہ (۴) امّہ العزیزہ (۵) ام کلثوم۔ بہ وقت وفات حضرت ایشان احمد ثانی و عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم از اہل بیت و امّہ الجلیل از بنات حیات بودند۔ باقی رحلت کردہ بودند۔

شیخ احمد (ثانی)، بہار الدین | از بطنِ ترکیہ اند۔ بہ وقت وفات والد ماجد خود شش سالہ بودند۔

تربیت ایشان سید عبداللہ زواوی کردند کہ از خلفائے والد ایشان بودند ناہذا الثمانین و توفی فی المدینۃ المنورۃ و دفن فی البقیع، رَحِمَہُ اللہُ وَقَدِّسَ سِرُّکَ۔ ایشان را یک پسر است، محمد مظہر۔

شیخ محمد مظہر | ولادت ایشان در ہزار و سہ صد و نو زدہ یا بیست بودہ۔ در مدینہ منورہ قیام دارند۔ بہ کسبِ حلال ذکر و الجلال مصروف اند۔ نہ ایشان را با کسے کارے و نہ کسے را از ایشان بارے۔ پاکیزہ زندگی بہرہ برند ہشت سال قبل بہ عاجز مکتوبے نوشتہ بودند تفصیل اولاد خود بہ این طور تحریر کردہ بودند۔

فرزند ان = (۱) احمد سعید (۲) محمد عمر (۳) محمود (۴) عدنان (۵) ہاشم (۶) ابراہیم احمد سعید شش پسر دارند (۱) خالد (۲) عبدالعزیز (۳) عبداللہ (۴) بہار الدین (۵) نشأت (۶) عصام محمد عمر ایک پسر است عبدالرحمن۔

و نامہائے دختران معلوم نہ شد۔ ایشان در مکتوب خود نوشتہ اند۔ اَمَّا الْاُنَاثُ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی اَسْمَآئِهِنَّ۔ سَلَّمَ اللہُ الذَّکُورَ وَالْاُنَاثَ وَحَفِظَ الْجَمِیعَ۔

۲۔ شیخ عیسیٰ | معروف بہ عیسیٰ مظہر از بطن مغربیہ۔ بہ حالت شیرخوارگی بودند چون حضرت والد ایشان فوت کردند چون سن ایشان ما بین ستین و سبعین رسید در مدینہ منورہ رحلت فرمودند۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔ سہ دختر از ایشان یادگار ماند۔ سَلَّمَہُنَّ اللہ۔

۳۔ موسیٰ از بطن امۃ اللہ بنت حضرت شاہ عبدالغنی و ۴۔ ابراہیم از بطن بخاریہ در طفلی رحلت نمودند۔ رَحِمَہُمَا اللہ۔

امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ | از بطن ام الفضل بنت حضرت شاہ عبدالغنی، در ۱۲۶۸ھ و ۱۲۶۹ھ متولد شد و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ شریف دہلی متولد شدند و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ

پنجم ماہ رمضان ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء در رامپور وفات یافتند و در قبرستان حضرت شاہ در گاہی مدفون شدند۔ عقد نکاح ایشان با ابن العم الاکبر حضرت شاہ محمد معصوم شدہ بود۔

پروردگار یک پسر صبغۃ اللہ و یک دختر عارفہ عنایت فرمود۔ چونکہ در طبائع توافق نہ بود شوہر ایشان در ۱۲۹۱ھ بہ رامپور آمدند و متاہل شدند و ایشان نزد پدر بزرگوار خود در مدینہ منورہ با دختر خود ماندند۔ دختر ایشان را

حضرت جد امجد برائے حضرت سیدی الوالد طلب فرمودہ بودند۔ لہذا وقتیکہ در ۱۲۹۴ھ حضرت جد امجد برائے عقد زواج فرزند خود بہ رامپور آمدند جناب امۃ الجلیل و دخترش عارفہ را نیز ہمراہ خود آوردند از ان

روز قیام ایشان در رامپور بود۔ جناب امۃ الجلیل از حضرت والد خود و از جد مادری حضرت شاہ عبدالغنی کسب کمالات باطنی

کرده بودند استقامتے کہ پروردگار نصیب ایشان کرده بود کم کسے بہ آن سرفرازی شود۔ حضرت سیدی الوالدی فرمودند کہ درخاندان ما ہمیشہ صاحبہ نجیب الطرفین اند۔ روزے حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند۔ بفضل خدا از پدر و عم تو در هیچ چیز کم نیم (یعنی از شاہ محمد معصوم و سیدی الوالد) البتہ فرق این است کہ من مستورہ ہستم ایشان رجال۔ و قد صدقت رحمہا اللہ۔ الرضا بقضائے اللہ کہ اعلیٰ تر مقامات است نقد وقت ایشان بودہ۔ سی سال بہ کمال استغناد حویلی خورد حکیم منظر حسین خان در محلہ مدرسہ کہنہ رام پور بایک خادمہ ضعیفہ نکو کردند چند سال حامد علی خان نواب رام پور چیزے ماہانہ بہ ایشان می داد و باز نواب حیدر آباد دکن خدمت ایشان می کرد۔ فرزند ایشان در خورد سالی فوت کردہ بود۔ دختر ایشان ہمراہ حضرت والد خود بہ حجاز رفت و باز در شام فوت کرد۔ ایشان را این خبر رسید غیر از کلمہ استرجاع کسے یک لفظ دیگر از زبان مبارک ایشان نہ شنید و بعد از چند سال دختر و دختر در مکہ مکرمہ بہ حالت نفاس رحلت نمود۔ بجز کلمہ استرجاع چیزے نہ فرمودند و در اعمال و اشغال ایشان ہرگز در هیچ حال فتویٰ واقع نہ شد۔ بہ کمال خشوع و طمانینت نماز می خواندند۔ چون عاجز در احوال مبارک ایشان فکری کند، قول متنبی بیادش می آید۔

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَهَيْئَةِ فَقْدُنَا لَفَضَّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ
وَمَا التَّائِيْتُ إِلَّا سِيمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذَكُّيرُ فَخْرٌ لِّلْهَيْلِ

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ ایشان را ہمیشہ صاحبہ می فرمودند و احترام ایشان می کردند و ہر سال یک سیر چائے سبز عمدہ و قدرے از بادام و یک صد و بیست و پنج روپیہ بہ ایشان می فرستادند۔
رَحِمَہَا اللہُ وَرَضِيَ عَنْہَا وَحَشَرَهَا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔

بابِ اول حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد کنیت ابو السعادات فرزند ثالث حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ولادت شریف ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ماہ شوال ۱۲۴۲ھ مطابق اپریل ۱۸۲۹ء واقع شد و وفات ایشان بہ صبح یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۸۰ء در رام پور شد و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ جہت غرب مدفون شدند عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۵۳ سال و سہ ماہ و بہ حساب تقویم شمسی ۵۱ سال و ہشت ماہ بودہ۔ ایشان را برادرے بود کلان کہ عبد الحمید نام داشت و حضرت شاہ احمد سعید را باوے فوق العادہ محبت بود، بہ قضائے الہی وفات یافت و حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر شدند و اندران ایام یکے از خلفائے ایشان

بر مزارِ پرانوارِ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ رفت و در واقعہ حضرت خواجہ را دید کہ می فرمایند بہ پیر و مرشد خود بگو کہ عنقریب پروردگار ایشان را فرزندے عطا خواهد کرد و آن فرزند من خواهد بود۔ نامش عمر تجویزی کنم، ان شاء اللہ آن بچہ عمر خواهد یافت و از اصحاب کمال خواهد بود۔ حافظ غلام رسول درین در شجرہ شریفہ کہ نظم کرده است، اشارہ بہ این معنی کردہ و گفتہ۔

ولا این بشارت نہ شاید نہفت کہ فرزندِ خود خواجہ باقیش گفت
ز بس بیش بُودش بہ سُویش نظر بہ ضمیمتِ خود گرفتش پدر

و اندر ان ایام حضرت والدہ ماجدہ ایشان در خواب دید کہ مہتابی در خانہ من ظہور یافتہ۔ حضرت شاہ احمد سعید فرمودند حق تعالی شمار فرزندے چون بدر کمال عنایت خواهد کرد۔ چون ولادت شریف ایشان بہ وقوع پیوست حضرت ایشان نام ایشان محمد عمر نہادند، و محبتے کہ حضرت ایشان را با عبد الحمید راحلِ بودہ ایشان منتقل شد۔ چنانچہ حضرت ایشان را در فرزندان خود با ایشان الفت و محبت نہادند۔

جناب ایشان قرآن مجید حفظ کردند و بیشتر کتب علوم متداولہ از مولانا حبیب اللہ و احادیث از عم بزرگوار حضرت شاہ عبد الغنی و کتب تصوف از حضرت والد خود خواندند۔

از خورد سالی حضرت ایشان مبتلاے امراض گوناگون بودہ اند۔ در مثانہ ایشان سنگ پیدا شد و زحمتمہا کشیدند۔ آخر جراح بہ عملیہ آن سنگ را کشید۔ و بعد از چندے باز در مثانہ سنگ پیدا شد۔ جراح گفت کہ عملیہ نہ می توان کرد۔ حضرت والد بزرگوار ایشان تو جہات فرمودند و پروردگار آن سنگ را از راہ بول خارج کرد۔

در ۱۲۶۲ھ عقد زواج ایشان شد۔ و چند سال گزشت کہ ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ بعض افراد خیال بردند کہ از وجہ جراحست شاید اولاد نہ می شود، لہذا حضرت والدہ ایشان بہ حضرت والد ایشان عرض می کردند کہ دعا فرمائید۔ تا پروردگار فرزند میرا اولاد عنایت کند۔ حضرت ایشان می فرمودند شما ولتنگ نہ شوید۔ پروردگار ایشان را فرزند عنایت خواهد کرد۔

حضرت ایشان در ۱۲۶۶ھ سفر جمیر شریف کردند تا آنجا دعا کنند و پروردگار بہ برکت آن بقعہ مبارکہ دعائے ایشان را قبول کند و فرزند عنایت کند۔

دُعَا در اماكن مُقَدَّسَہ

چون از قصد خود در حضور قبلہ گاہ خود عرض نمودند حضرت ایشان اجازت سفر دادند و قبل از سفر ایشان را خلافت دادند و دو خلفائے خود را ہمراہ ایشان کردند و ارشاد کردند صبح و شام بہ حلقہ و توجہ مصروف باشید۔ عاجز گوید امام مسلم در باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعد ر۔ حدیث عثمان بن مالک روایت کردہ کہ در ان آمدہ۔ و دِدْتُ اَنَّا بِرَسُولِ اللّٰهِ تَاتِي فَتَصَلِّي فِي مُصَلًّى فَاتَّخِذْ لَكَ مُصَلًّى

وامام نووی در شرح گفته: "وفی حدیث عتبان هذا فوائد کثیرہ منها انه لیتنبہ لمن قال سا فاعل کذا ان يقول ان شاء الله للایة والحدیث ومنها التبرک بالصالحین واثارهم والصلوة فی المواضع التي صلوا بها والتبرک منهم۔" حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر سورۃ بقرہ در بیان آیت۔ وادخلوا الباب سجداً۔ نوشتہ ازین آیت چند فائدہ مستنبط می شود۔ و نوشتہ بعضی مواضع متبرکہ کہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہا سہ قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیت پیدا می کنند کہ در آن ہا احداث توبہ نمودن و طاعت سجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد۔

حافظ اشفاق الہی میرٹھی را فرزند نہ بود، روزی نزد مزارات شریفہ مصروف دعا بود کہ درین اثنا سیدی الوالد از حرم سرا برآمدند و اشفاق الہی را دیدہ فرمودند۔ اشفاق چرا بہ اجمیر شریف نہ می روی و اسجاد دعا نہ می کنی۔ قبلہ گاہ ما بہ اجمیر شریف رفتند و دعا کردند حق تعالی بہ ایشان پسر داد۔ و این گفتہ فرمودند۔ بسین مرا کہ من پیش روی تو استادہ ام۔ بعد از استماع این قول حافظ اشفاق الہی بہ اجمیر شریف رفت و پروردگار ایشان را چہار پر عنایت کرد۔

مردان خدا، خدا نہ باشند نیکین ز خدا جدا نہ باشند

در اوائل سال ہزار و دوصد و ہفتاد و چہار ہمراہ پدر بزرگوار خود مع عیال و فرزند بہ حجاز مقدس تشریف بردند و در کنف عاطفت قبلہ گاہ خود در طایہ طیبہ قیام فرمودند۔ در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ وصال قبلہ گاہ ایشان شد۔ ازین واقعہ مؤلمہ دل و دماغ ایشان را صدمہ سخت رسید حضرت عمہ محترمہ یعنی امۃ الجلیل می فرمودند کہ از حزن ملال ایشان اہل خاندان را فکر لاحق شد کہ عقل ایشان از کار نہ رود۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است: "بعد از انتقال حضرت والد ماجد ایشان را ترددی در مرید گرفتن بود از غلبہ تواضع، پس در خواب دیدہ اند کہ حضرت امام الطریقہ خواجہ بہار الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آورده ایشان را کلاہ خود پوشانیدند خاطر ایشان جمع گردید۔"

سفر قدس | صدمہ کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود مدو اوائے آن بہ علاج حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گردند، چون آن عاشق صادق مدنیہ منورہ را از وجود مبارک آن سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالی یافت تاب قامت نہ آورده رُو بہ ملک شام نہاد، ہچنان حضرت ایشان رخت سفر بہ مکہ مکرمہ بستند و حج ۱۲۴۹ھ کردہ در جوار بیت اللہ الحرام قیام فرمودند سال دیگر حج کردہ بہ دوازدهم محرم ۱۲۴۹ھ از جدہ بہ مصر در مرکب خانی روانہ شدند۔ ہمراہ ایشان مولوی ابوالبرکات بہاری فرزند مولوی فضل امام و مولوی حکیم محمد اسماعیل و مولوی ابوالحسن و یک عقیقہ و چہار نفر خدام بودند و مراجعت بہ جدہ ازین سفر میمون بہ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ بودہ۔ در قاہرہ و اسکندریہ و فلسطین تمام اماکن مقدسہ و مزارات مبارکہ را زیارت کردند۔

در عودت به شب جمعہ سوم ربیع الاول رفیق سفر مولوی حکیم محمد اسماعیل در مصر رحلت نمود رحمہ اللہ حضرت ایشان و رفقاء ایشان از مسجد اقصیٰ احرام بستہ نیت عمرہ کردہ اند مولوی ابوالبرکات بہاری احوال این مبارک سفر بہ تفصیل و تقریر پذیر نوشتہ اند نام رسالہ ایشان ”برکات الانس لزار القدس“ است اتمام این سفر نامہ بر این نظم فرمودہ اند۔

برہمچ میچ خویشتن را	برہمچ است بہ بین تو و کہن را
بر صبح میبچ و بر نیش	بر چرخ مناز و بر نعیمش
طوفان بلا است در سورش	سیلاب غم است در سورش
کش باد فنا ز پانیفگند	اینجا شجرے نہ شد برومند
دستان ہمہ نوحہ رحیل است	اینجا ہمہ رخت خانہ نیل است
برہمچ قطارہ بند بودن	تا چند فنا پسند بودن
سی مرغ بقا مجو ازین قاف	نیز نگ فنا است پردہ بشکاف
برخیز ازین گریوہ برخیز	تو آبلہ پا و کاروان تمیز
زین مرحلہ کوچ ناگزیر است	ہر چند مقام دل پذیر است

حضرت ایشان قدس سرہ تاریخ زیارت بیت المقدس گفتہ اند و مولف رسالہ اتمام رسالہ بر تاریخ ایشان کردہ فرمودہ اند۔

بحمد اللہ دیدم روئے اقصیٰ کہ بر بنیاد تقویٰ شد مؤسس
چہ خوش تاریخ مولانا عمر گفت عبادت اللہ فی بیت المقدس

۱۲۷۹ ہجری النبوی

این رسالہ مبارکہ کہ اندران ایام نوشتہ شدہ نزد عاجزہ محفوظ است۔ فالحمد للہ علیٰ نعمائہ۔

ہنوز از صدمہ فراق حضرت والد ماجد قدس سرہ ایشان را تسکین حاصل
وفات اہلیہ و دو پسر

است کہ اہلیہ محترمہ ایشان بی بی نواب بنت جناب احمد علی بن مولوی محمد باقر از اولاد امجاد حضرت عثمان ہاشمی
رحمۃ اللہ علیہم جمعین بہ حالت نفاس بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ وفات یافت، و بہ روز ہفتم نومولود
ابو حفص و بہ روز ہفتم دیگر دو سالہ فرزند ابوبکر رحلت نمود۔ در ظرف پانزدہ روز سہ صدمات شدیدہ برداشت
کردند برائے تسکین قلب و تسلیہ حضرت ایشان یک ذات مبارک سیدی الوالد ماند کہ اندران ایام نہ

سالہ بودند۔ حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز گفتند کہ عم محترم را (یعنی جدی المحترم) باید شما اُلفت و محبت بیش از بیش بود بلکه ایشان عاشق فرزند خود بودند، جناب ایشان از خورد سالی تا آخر ایام در گوناگون امراض مبتلا بودند چون جدہ شمار حلت فرمود عم اکبر (شاه عبدالرشید) و جدہ مادری من (شاه عبدالغنی) بہ ایشان گفتند شما عقد ثانی بکنید۔ ایشان گفتند می ترسم کہ از مادر علانی بہ لخت جگم آزارے نہ رسد۔ و ایشان تا دم واپسین نکاح دیگر نہ کردند۔

عاجز گوید چون کہ از صغیر سن حضرت ایشان در گوناگون امراض مبتلا بودند و از وجہ امراض در حضوری حلقات فتوے واقع می شد۔ ایشان شکایت حال خود بہ حضرت قبلہ می نمودند حضرت ایشان فرمودند اگر قدم بہ قدم من خواہید رفت مثل من خواہید شد۔ آنچه کار من بود در حق شما من آن را کرم حالا استقامت شما در کار است۔ کَمَا فِي الْمُنَاقِبِ الْأَحْمَدِيَّةِ۔

برادر زادہ حضرت ایشان شاہ محمد معصوم در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ مامعناہ۔ ایشان را در روزو شب بجز از کار و اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کارے نہ بود۔ با وجودی کہ ایشان را بہ این قسم امراض شدیدہ لاحق بودند کہ طاقت نشست و برخاست بسیار کم شدہ بود، لیکن آنچه اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ از معمولات ایشان بود، هیچک فتور اندران واقع نہ شدہ۔ و این آن استقامت است کہ نزد صوفیہ فوق از کرامت است۔

سفر مہند در سیر الکاملین نوشتہ است۔ تا والد ماجد بہ قید حیات بودند، سکونت در مدینہ منورہ داشتند و بعد رحلت بہ مکہ معظمہ تشریف آورده توطن اختیار فرمودند، تقریباً بہست سال کابل در آن بلدہ معظمہ بودہ اند و در و اج طریقہ شریفہ فرمودہ اند و صد ہا کس را بہ نسبت حضور آگاہی رسانیدہ اند۔ مجاہدات کثیرہ و ریاضات شاقہ از بہر تعالی و قیام و صیام و قلة المخالطۃ مَعَ الْاَنَامِ بر ذات شریف لازم داشتند، از اتفاقات قضا و قدر در سنہ یک ہزار و صد و نود و ہفت رونق افروز ہندوستان شدند و بلدہ رامپور را از قدم شریف منور ساختند، نواب صاحب رام پور نہایت بہ تعظیم و تکریم پیش آمدند و تشریف آوری آن حضرت را از مغنمات و کمال عزت و شرف خود دانستند و بہ خدمات لائقہ ممتاز گردیدند و حضرت را از مدت شش ہفت سال مرض سخت لاحق شدہ بود، گاہ خفیف می شد اما اکثر بہ شدت می بود و جناب ایشان ازان بسیار نحیف و ضعیف گشتہ بودند و با وجود این کیفیت در توجہات و اذکار و اشغال و اوراد مثل سابقہ بلکہ زائد ازان مشغول می بودند و هیچک فتوے راہ نہ یافتہ بود و این دلیل قوی ہست بر کمال استقامت ظاہری و باطنی آن حضرت۔

عاجز گوید، مرض سخت کہ از مدت شش ہفت سال بہ حضرت ایشان لاحق شدہ بود آن مرض ناسور بود کہ بر پشت

مبارک ایشان بودہ کہ ماسیاتی بیانہ فی المکتوب الحادی عشر من مکاتیبہ الشریفہ۔

کیے از مخلصین بہ عربی رسالہ مختصرہ در احوال مبارکہ ایشان نوشتہ است،
وے ہمراہ ایشان تارامپور آمدہ، عاجز خیال دارد کہ محرز علی افندی است،

محمد اصحاب الدین کہ از خلفائے سیدی الوالد است و ذکرش ان شاء اللہ خواہد آمد در مکتوب خود ذکر علی افندی
کردہ۔ عاجز این رسالہ را از اول تا آخر نقل می کند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ الحمد للہ الذی نزہ قلوب اولیائہ عن الالتفات الی زخرف
الدنیا ونصرتہ، وصفی اسرارہم من ملاحظۃ عز حضرتہ، ثم استخلصہا للعکوف علی بساط عزتہ
ثم تجلی لہم باسمائہ وصفاتہ حتی اشرقت بالنوار معرفتہ ثم کشف لہم عن سمات وجہہ حتی احتر
بنار محبتہ ثم احتجب عنہا بکنہ جلالہ حتی تاهت فی بیداء کبریائہ وعظمتہ فکلما اہتزت للملاحظۃ
کنہ الجلال غشھا من الدهش ما اغبر فی وجہ العقل وبصیرتہ وکلما اہمت بالانصراف آیسہ
نودیت من سراوات الجمال صبرا ایھا الایس عن نیل الحق مجہلہ وعجلتہ فبقیت بین الردو
القبول والصد والوصول، غرق فی بحر معرفتہ ومحترقہ بنار محبتہ، والصلاۃ علی محمد خاتم
الانبیاء بکمال نبوتہ وعلی آلہ واصحابہ سادۃ الخلق وایمتہ، وقادۃ الحق وازمتہ وسلم
تسلیم اکثر ارضی اللہ تعالیٰ عن تابعیہم الی یوم الدین والایمۃ المجتہدین واولیاء الکو
اجمعین لایمۃ اسادات النقشبندیین ومشائخ الاحمدیین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم
کافۃ عامۃ۔ اما بعد، فہذہ نخبۃ من مناقب سیدنا واماونا ومرشدنا ووسیلتنا الی اللہ
تعالیٰ ومفتاح باب سعادتنا قطب العارفین، غوث السالکین، غیاث المریدین والمستفیدین
قدوۃ کاملین المکملین وعمدۃ الواصلین، من ہو فی الزہد والتوکل والقناعۃ وحید،
وفی التجرید والتفرید والاستغناء عن الکو ان فرید، قطب الحرم مولانا الشیخ ابوالسعادات
محمد عمر الاحمدی النقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز وفاض علینا من برکاتہ، آمین۔
ولد رضی اللہ عنہ فی شہر شوال سنۃ الف وماتین واربع واربعین فی بلدہ دہلی
وحفظ القرآن وهو ابن تسع سنۃ وقرأ الصرف والنحو والمنطق والكلام علی مولانا الشیخ حبیب
اللہ الملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ، والفقہ والحديث والاخلاق والتصوف علی والدہ الماجد،
امامنا وقلبتنا ومولانا الشاہ احمد سعید قدس سرہ وبعضا من کتب الاحادیث علی عمہ
المعظم امام وقتہ فی الحدیث مولانا الشاہ عبد الغنی الاحمدی رحمہ اللہ تعالیٰ

واخذ التوجهات الى اخر مقامات الاحمدية من حضرة والده الشريف، وكان ممتازا بين ابناء
الكرام بالمحبوبة الخاصة لدى حضرة والده قدس سره ولها بلغ عمره الشريف ثنتين وعشرين سنة
اراد السفر لزيارة امام الطريقة مولانا الشيخ المعين الجشتي قدس الله تعالى سره، اجازة
والده الماجد للزيارة واجازة ايضا في الطريقة الشريفة بالخلافة الخاصة المطلقة
العامة، وارسل بمعيته من كبار خلفائه اثنين وامرهما بان يكونا في خدمته وياخذ التوجه
من حضرة وان لا يغيبا ليلًا ونهارًا من صحبته، فلما وصل الى الزيارة واقام بهامدة
قد شرفه الامام بنسبته وخلافته الخاصة العامة واكرمه بعناياته الوافرة التي لا
تعد ولا تحصى، حتى في يوم من الايام كان مراقبا عند قبر الشريف وحصل المخاطبة بينهما فقال
رضي الله عنه للامام ياسيدي ما عزمتوني بعزيمة خاصة من جنابكم فقال له الامام مرحبا
بك، انت اليوم معزوم عندنا، فبعد الفراغ من المراقبة امر رضي الله عنه خدامه بان
لا يطبخوا الطعام وقال نحن معزومون، فلما غربت الشمس وكان رضي الله عنه يصلي
في المسجد ومعه اصحابه وبعض من الخدامين قاعدون في المنزل اذ راوا ان رجلا مهيبا
دخل الدار وعلى راسه تلبسي (صينية) كبير وفيه انواع من الأطعمة، واعطى التبسي للخدا
مين وقال سلموا على الحضرة (بلغوا سلامي الى الحضرة) وقولوا له هذه عزميتكم من عند
الامام وكذا رأي الخدامون ان بعض الرجال جاءوا بالعلف والشعير للخيول ثم غاب
القادمون ولم يعرفهم احد. ولما اراد رضي الله عنه الرجوع الى دهلي استاذن
الامام قدس سره وما استاذنه الامام الا بعد التضرع والالحاح، فرجع الى دهلي -
وفي ايام سلوكه بسبب الامراض ما كان يحضر الحلقة والمراقبة في كثير من الاحيان
فسأله والده الماجد عن قلة حضوره فأجاب ان بسبب الامراض لا اقدر على اتمام
تقدير الذكر والشغل فلذا استحي من الحضور في حضراتكم، فقال والده الماجد
يا ولدي لا تهتم بقلبة الذكر والشغل واحضر الحلقة كيف ما كان -

وكان والده الماجد اكثر محبة ورعاية له من اخوانه لانه كان له اخ كبير
واسمه عبد الحميد وكان والده الماجد يحبه كثيرا فلما توفي عبد الحميد حزن
الوالد على وفاته اشد الحزن وارسل احد خلفائه الى ضريح امام الطريقة
حضرة الشيخ باقي بالله شيخ سيدنا المجد قدس سرهما مستمداً للاشراح - فبعد

وصول الخليفة الى الضريح الشريف والمراقبة لديه خاطبه حضرة الشيخ قدس سره بأن بَشَّرَ
شيخك بأن ربنا سَيَمِّنُ عليه ويرزقه ولدًا صالحًا معمرًا وتفاولا سَمِينًا عَمْرًا وبعد هذه البشائر
ولد رضى الله عنه وسمى بالاسم الذى سماه به الشيخ قدس سره. وهذا كان سبب محبته
الخاصة من بين اخوانه الكرام قدس الله اسرارهم -

كتب العارف الشهير اخوة الصغير سيدنا ومولانا وامامنا الشيخ محمد منظر الاحمد
قدس الله تعالى سره وافاض علينا من بركاته فى المقامات السعيدية والمناقب الاحمدية
فى مناقبه رضى الله عنه ان قبل ولادته رأت والدته الشريفة فى الرؤيا ان القمر طلع
فى بيتها فقصدت على والده الماجد قدس سره فعبرها بأن ربنا سيعطيك مثل القمر
ولدًا، وكتب ان والده الماجد قال له فى يوم من الايام لو وضعت القدم على قدمي
ستكون مثلى، وكتب ان بعد وفات والده الماجد لغلبة التواضع والاستغناء عن
الاكوان كان مترددًا فى التوجه الى المريدين حتى رأى امام الطريقة السيد محمد
بهاء الدين نقشبند قدس سره وافاض علينا من بركاته فى المنام انه شرفه
بالجئى عنده ووضع قلنسوته على راسه وامره بالتوجه الى المريدين، اه -
وكذلك امرة الامام الربانى المجدد للآل فى الثانى بالتوجه الى المريدين فبعد
ذلك جلس على مسند الارشاد والهداية -

بعد غلبة الكفار على بلدة دهلى هاجر مع والده الماجد والاخوان الى
الحرمين الشريفين وبعد الحج ذهب الجميع من مكة المكرمة الى المدينة المنورة
فلما وقفوا عند المواجهة الشريفة شاهدوا من عنايات سيد الاولين والاخرين
صلوات الله عليه وعلى اله واصحابه اجمعين ما لا حد له ولا نهاية، وقد لبثه
والده الماجد بخلة فاخرة خاصة من حضرة الرسالة، فاية نعمة تكون فوقها
واية خلعة تعادل ذوقها. هنيئًا له -

وبعد وفات الوالد الماجد استوطن مكة المكرمة واشتغل بالرياضات الشاقّة
حتى كان يراقب تجارة اللعبة الشريفة من بعد العشاء الى الصباح، وفى النهار يشتغل
بتربية المريدين ثلاثة اوقات - بعد الاشرار وبعد الظهر وبعد المغرب الى العشاء
وكان رضى الله عنه يزيد فى الرياضات فى شهر رمضان من كثرة تلاوة القرآن

وثلاثة ختمات القرآن في التراويح والمراقبات والاوراد والأذكار وغير ذلك من الطاعات مع ضعف بدنه وكثرة امراضه بحيث لو راها احد لقال انه لا يقدر على الكلام فضلاً عن القيام والصيام. وهو لم يبالي بشيء من الامراض والالام واشتغل بأنواع من الطاعات الى اخر الايام. وكان يصلي التراويح قائماً مع طول القراءة فيه. وقد ذهب لزيارت المسجد الأقصى وزار الانبياء على نبينا وعليهم الصلاة والسلام في سنة الف ومائتين وتسع وسبعين واحرم من بيت المقدس من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام. وكراماته رضى الله عنه كثيرة والاستقامة التي هي فوق الكرامة كانت ظاهرة باهرة شهيرة من حضرته لا ينكرها احد وفي اخر عمره استهلك في مشهورة حق الاستهلاك بحيث صار اجنبياً من الأقارب والأجانب وانقطع تعلق ما سوى الله من ساحة صدره المنورة واضمحلت نقش الغير من قلبه الأنور وكان سيماهم الذين اذا رأوا ذكر الله "وكان في جبينه من الشمس اظهر مع ذلك اذكر بعض كراماته لاطمينان قلب بعض الذاهلين ————— منها ان في ليلة من ليالي رمضان المبارك في الحرم المحترم وقت التراويح اخبر جميع المريدين بأن في هذه الليلة من الله على صاحبزاده محمد يوسف بولد اسمه محمد حسن، فتعجب المريدون من سماع هذا الخبر وكتبوا اليوم والتاريخ ولما جاء البابور (الباحرة) ووصل الكتاب من رامفور وكان فيه ان في ليلة كذا من رمضان رزق الله لصاحبزاده محمد يوسف ابناً وقد سميناها محمد حسن، فلما قابلوا هذا الخبر بما كتبه من اليوم والتاريخ وجدوه مطابقاً لما قال حضرته ومنها ان الفاضل الجليل مولانا الحكيم محمد نواب جاء يوماً عنده وقال له بأن امير مكة المشرفه الشريف عبد الله باشا امرني بعلاج اخيه الشريف سلطان لانه مريض وانا استأذن منكم فان اذنتم لي شرعت في العلاج والا اعتذرت، فقال له اعتذروا لتقريب المريض للعلاج، فاعتذر الحكيم من سيدنا المرحوم الشريف عبد الله باشا وتوفي اخوة سلطان بعد ثلاثة ايام.

ومنها انه في يوم من الايام كان رضى الله عنه يتناول الطعام اذ دخل عليه احد من المريدين واخبره بأن السفينة التي فيها عمكم الصغير الشاه عبد المغنى قد انغرقت وهذا الخبر مشهور في البلد. ولما سمع رضى الله عنه

هذا الخبر ترك الطعام وحزن كثيراً ثم راقب مدة ساعة وبعد المراقبة رفع رأسه الشريف وقال - اني قد توجهت الى حضرة رب العزة لاكتشاف الحال فالحمد لله قد رفع الحجاب عني ورأيت السفينة في تلاطم الامواج فمشاهدة هذه الحالة زاد في حزني واضطراني فدعوت الله عز وجل بالتضرع والعجز والانكسار والالحاح فوقع الدعاء في معرض القبول وامرت من الملك القدوس باخراج السفينة من التلاطم فاخذ عنان السفينة بقوة الله وتوفيقه وعنايته واخرجتها من تلاطم الامواج وفي حين اشتغالي باخراج السفينة وقع نظري على احد من جماعتنا فرأيت على وجهه آثار التعزية ربما احد من اقاربه قد مات - والسفينة قد نجت من التلاطم والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات - ولما اخبر حضرة عن هذه المشاهدة كتب المريدون ما قاله رضى الله عنه ولما وصلت السفينة وجاء عمه الصغير مع جماعته ظهر صدق مقالته عن احوال تلاطم الامواج ووفات واحد من جماعتهم - ومنها أنه رضى الله عنه مرض في مكة المكرمة واشتد مرضه واضطرب نجله الكريم الفاضل الفخيم سيدنا ومولانا امامنا الشيخ محي الدين ابو الخير عبد الله الاحمدى غاية الاضطراب ولما شاهد رضى الله عنه اضطراب نجله الكريم قال له لا تحزن لاني لاموت من هذا المرض فقل من اضطرابه شيئاً ما ولكن خطر في قلبه ان المرض شديد ويمكن أن يكون كلامه من قبيل الهجر فقال رضى الله عنه له قد عرفت ما يختلج في قلبك وقد جاء عندي سيد الوالد قدس سره وقد قلت له الان ان مراحمي الذهاب عنده فقال لا فان عليك تربية واحد والظاهر ان المراد من ذلك الواحد هو نجله الكريم - وشفاه الله من ذلك المرض وعاش بعدة سنين -

وفي اخر عمره رضى الله عنه في سنة الف ومائتين وسبع وتسعين شرفت اذ دانت خطة الهند لقدومه الشريف، فبحكم القضاء والقدر توجه من مكة المشرفة الى بندرجدة ومنها ركب الباخرة ومعه الاهل وذهب جماعة اليمين الى الباخرة وعينوا المحلات لحضرته واصحابه وللمحريم وتوجهت الباخرة الى الهند وكان رضى الله عنه مدة يوم وليلة في استغراقه، لم يبال بما في الباخرة من الحر والجمجمة وتحركت مادة الصفراء في جميع الرفقاء وخصوصاً في المحريم، فحضر عند حضرة بعض المريد

وقالوا يا سيدنا، اشتد الحر وازدادت الزحمة والحريم في ضيق شديد ولا يقدر احد منا ان يمشى او يتحرك، فسكت رضى الله عنه وبعد قليل جاء القفتان وهو رجل انجليزى نصرانى، يسأل بلسانه ولا يعرف احد من السانه الا اننا سمعنا انه يردد كلمة حضرت كثيرًا فعرفنا انه يسأل عنه رضى الله عنه، فبجرد ما وقع بصره على طلعتة المباركة الشريفة خلع طربوشه (ملبس الرأس) ودقف بغاية التعظيم والتكريم بين يديه وطلب الترحيبان ودعى الخدامين وفتح مخزن اللالواح والمسامير وخرج منه كل شئ واعد له لمولانا الامام رضى الله عنه واعد محلا مخصوصا للنساء، فاستراح المریدون واسترحن النساء. وكان القفتان يحضر كل يوم في حضرته رضى الله عنه ويقف امامه قدرا نصف ساعة عارى الرأس ويقوم بالخدمة والتعظيم الى ان وصلت الباخرة الى كلكتة. وقبل النزول من الباخرة بنصف ساعة تخلى القفتان مع حضرته في المحل الذى كان مخصوصا له ومنع جميع اهل الباخرة من الدخول عليه وكانت هذه التخلية قدس نصف ساعة لم يعرف احد منّا ماذا عمل القفتان في هذه المدة غير ان المریدين قالوا انه اسلم على يده وهل أخذ الطريقة ام لا، لا يعرفه احد منا ولم نستطع لهيبة حضرته ان نسأله، والله اعلم بحقيقة الأمر.

وبعد ان تشرف اهل كلكتة بقدمه توجه في قطار سكة الحديد الى بلدة رامفور فيا الله من هذا التجلى في هذا السفر، قطار سكة الحديد يقف على المحطات ليضع الدقائق - وجدنا في الطريق كل محطة مملوءة من الزائرين وكان الزائرون يقفون صفوفًا وكان يود كل واحد منهم ان يقبل ايديه المباركة ففي بعض المحطات ينالون ببغيتهم وفي البعض لا يقدر ان يمسوا به، وابنه الفخيم كان يفتر الشبالى كي يسعد الزائرون بزيارة طلعتة المباركة فكان الزائرون يرونه من صيف المحطة ويستبشرون بهذه النعمة البهية، وكان بعض الزائرين يقدم الهدايا فالبعض منها كانت تصل الى حضرته والبعض تقع على سكة الحديد وكان صناديقها يبكى ويتجسر في هذه الكيفية قطعنا الطريق من كلكتة الى رامفور ولما وصلنا الى رامفور وجدنا حضرة النواب في اول المتقدمين. فاستقبله حضرة النواب بغاية التعظيم والتكريم وكان يعد وروحة في امارته من اعظم الغنائم واسنى النعم

وكان يفخر على ذلك وكان يقوم بالخدمات اللائقة له رضى الله عنه -

ولما كان رضى الله عنه مريضاً من مدة سبع سنين، والمرضى (الناصور) يشد أحياناً ويخفف حيناً آخر وهو رضى الله عنه في الشدة والخفة مستغرق في مقصوده و مشغول بالتوجهات والأوراد والمراقبات والاذكار لم يقع في معمولاته فتوراً أبداً، وهذا أكبر دليل على كمال استقامته، في الظاهر والباطن، وبعد أن أقام في رامفور ستة أشهر اشتد مرضه وفي صباح يوم الأحد الثاني من شهر محرم الحرام سنة الف ومائتين وثمانية وتسعين طار طائر رجا إلى حظيرة القدس واستقر على أغصان أشجار حديقة الأنس وسكن في أعلى عليين مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا -

چیسٹ ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار دوست بر دوست فت یار بزرگ یار
كان رضى الله عنه معتدل القامة، معتدل الاعضاء، معتدل المزاج و كان عيسوي المشرب على مشرب والده الماجد قدس سره وكان رضى الله عنه كثير التلاوة وداثم الذكر والفكر وكثير الهيبة وشديد الخشية والخضوع وخصوصاً في سجدة الركعة الأخيرة والقعدة الأخيرة، يحمر عيناه ويصفر لونه - وكان قوى الحضور في جميع الطاعات وكان متصفاً بالصفات الالهية ومتحملاً بالخلق النبوية وكانت جميع اخلاقه مرضية - رضى الله عنه ونفعنا ببركاته وافاض علينا من نوره وفيوضاته آمين - وقد سقاهم ربهم شرباً طهوراً - سنة ١٢٩٠ هـ -

کمال استغنا حضرت ایشان قدس سره به کمال استغناء متصف بودند بر این عاجز حضرت ابو الشرف فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید بیان کردند کہ حضرت عبدالرشید در اواخر احوال ہر سال از مدینہ منورہ برائے حج می آمدند و نزد برادر خود فروکش می شدند و ہر دو برادران عالی قدر بر معیت یک دیگرے بہ عرفات و مزدلفہ و منی می رفتند اتفاقاً نوبت حضرت ایشان رفاقت برادر محترم از وجہ تنگی دست نہ کردند - بعد از حج چون حضرت برادر کلان برین امر آگاہ شدند فرمودند: اے برادر چرا اظہار این امر نہ کردی، نزد من آن قدر مال بودہ کہ شاہم حج می کردید حضرت ایشان عرض کردند چہ خوب ارشاد کردند - لذتے کہ در صورت نہ گفتن است در صورت گفتن کجا باشد - و قتیکہ حضرت ایشان این کلام فرمودند: برادر زادہ حضرت ایشان نیز حاضر بودند و فیما بعد بہ فرزند خود حضرت ابو الشرف بیان کردند -

قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ از او آخر ۱۲۴۷ھ تا اوائل ۱۲۴۹ھ بوده یعنی نوزدہ سال و سہ یا چہار ماہ۔ نزد باب العتیق در خانہ کہ بہ ایجار گرفتہ بودند۔ گاہ بہ تسیر و گاہ بہ عسکر زندگانی بہ سر می بردند۔ و تکیہ حضرت ایشان بہ ہندوستان آمدند در کلکتہ تقریباً چہل روز قیام فرمودند آنجا یک مہینہ و دو ہزار روپیہ بہ حضرت ایشان ہدیہ داد حضرت ایشان آن ہدیہ قبول فرمودہ بہ مہینہ گفتند شما این روپیہ را نزد خود امانت نگاہ دارید، عند الاحتضار حضرت ایشان بہ فرزند عالی مقدار خود وصیت و نصیحت کردہ فرمودند حافظ ناصر و معین و کار ساز شمار بہا لعالمین است۔ ہر چہ از کتابہا دارم آن از شما است و آنچه دو ہزار روپیہ در کلکتہ نزد مہینہ است آن را در ازدواج کرامت النساء صرف کنیہ و کماسیاتی التفصیل فی احوال سیدی الوالد قدس سرہ (غیر ازین روپیہ حضرت ایشان را از مال و متاع چیزے نہ بود۔

حجرہ مسجد | نواب کلب علی خان والی رامپور برائے قیام حضرت ایشان محل نواب احمد یار خان را تجویز کردہ بودند چنانچہ قیام حضرت سیدی الوالد و حضرت عمہ محترمہ اندران محل بود، اما خود حضرت ایشان در حجرہ مسجد شریف قیام فرمودند۔ آن مسجد شریف متصل حویلی بود و ہمدران حجرہ مبارکہ داعی حق را لبیک فرمودند اگر از جوار بیت اللہ الحرام بہ ظاہر دوری افتاد، از جوار خانہ خدا تادم و اسپین جدا نہ شدند۔ حضرت ایشان قدس سرہ می فرمایند۔

آخر شدہ عمر و بہ لب آمد نفس ما صد حیف کہ ازل نہ برون شد ہوس ما
گہ گریہ کنم گاہ فغان گاہ دعا ہا دیگر چہ کنم چون نہ بود دسترس ما
بلبل بہ فغان گفت دم صید بہ صیاد کز گل نہ کنی دور خدا را قفس ما
رحمت مکش لے بحر کہ آلودہ ذنم جز اشک ندامت نہ برد این دنس ما
اے طائر جان صبر نما لحظہ درین قید مہمان دوسہ روزہ بود این قفس ما

حضرت ایشان قصیدہ داشتند کہ بہ ہندوستان تشریف آرد اما از برائے ازدواج فرزند محبوب خود برائے چند وقت قصد این دیار کردند کہما سیاتی بیانہ فی احوال سیدی الوالد۔ و نواب کلب علی خان ازل جان در راحت رسانی حضرت ایشان می کوشیدند برائے معالجہ امراض جسمانی اطباء حذاق را جمع کرد۔ اما، گرفت سلطان عشق از دسترس نواب صاحب بالا تر بود، آتش شوق لمحہ بہ لمحہ تیز تر می شد اندرین احوال حضرت ایشان بہ زبان اردو غزلے گفتہ اند۔ عاجز ترجمہ چند ابیات می نویسد۔

دل در جستجوئے کوچہ دلدار است و بلبل ناشاد در آرزوئے گلزار است
براستانش چساں جبین خود را بنہم کہ من بہ خون دل ہنوز وضو نہ کردہ ام

بہ تسقیان حرم خبر کنید کہ از چشم من جوئے آب روان است۔
 اگرچہ تو از رگ جانم بہ من قریب تر هستی و لیکن من در جستجوی تو می پویم
 درستم وے نیز لذت الطاف است ، من در ہمہ حال گرویدہ خصالِ دیم
 حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ حضرت ایشان نہایت منکسر المزاج و حلیم الطبع بودند اما تابِ استماعِ
 سخن نادرست و دیدنِ احوالِ نامشروع نہ داشتند، در چنین احوالِ شان فاروقی بہ وجہ اتم ظاہری شد۔
 در امور نامشروعہ مراعاتِ هیچ کس نہ می کردند غیر از حلقہ و توجہ و ذکر و فکر کارے نہ داشتند۔
 عاجز گوید انکسار حضرت ایشان از این ظاہر است کہ در کتابِ انسائیلِ طاہرین "ذکر خود بہ این طور
 فرمودہ اند محمد عمر فرزند سیوم حضرت سراج الاولیاء تاریخ ولادتش از "احقر البشر محمد عمر" ظاہر است و حضرت
 ایشان را سہ مہر است۔ مہر اول در ۲۶۲ھ کندہ شدہ، بسیار خورد است و بران محمد عمر کندہ است۔ مہر دوم
 در ۲۶۸ھ ساختہ شدہ و بران محمد عمر ابن احمد سعید کندہ است و مہر سیوم بسیار نفیس است، عاجز خیال
 دارد کہ این مہر در ترکیبہ ساختہ شدہ، برین مہر این شعر کندہ است۔

عمر نام و فعلش ہمہ ناپسند سگِ خانقاہ شہ نقشبند
 روزے سکندر علی خاں و اہل متوطن خالص پور، علاقہ ملیح آباد، از توالج لکھنؤ کہ از خلفائے سیادت
 شرافت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ مولانا سید عبدالسلام متوطن ہسٹوہ، علاقہ فتحپور، نزد کانپور، بہ خدمت
 شریف ایشان وقتے رسید کہ حضرت ایشان عند البیت الحرام از حلقہ فارغ شدند حضرت ایشان سوئے
 بیت اللہ اشارہ کردہ فرمودند۔

سکندر یکے از غلامان تست بکن رحم بر وے کہ شایان تست
 از انشیائے مستعملہ حضرت ایشان مثلاً قلمدان، مرقط، محایہ، پرکار، مقراض، مہر، مسبحہ، معلوم می شود
 کہ نفاست را خوش داشتند، حضرت ایشان دعائے حزب البحر و درود کبریت احمر را بر کاغذ نفیس بہ قطیع خورد
 بسیار خوشخط نویسانیدہ اند و بر اول درق در دائرہ "وظیفہ عربی بدل است" تحریر کنانیدہ اند و باز آن را در
 جلد نفیس و جلد را در غلاف لطیف محفوظ کردہ اند۔

حضرت ایشان معتدل الاعضاء و خفیف الشعر بودند، سر مبارک میانہ، و درازی زلف تا زمرہ
 حلیمہ مبارکہ گوش، لچیمہ مبارکہ بہ قدر یک مُمشت، چہرہ مبارک بیضوی، بینی معری از خود بینی قدے بلند۔
 چشمان گہرا نشان فراخ و پراز انوار، چون از حلقہ و توجہ فارغ شدے بر سپیدی چشم سُرخ غالب بودے۔ دست چپا
 نازک، قبیل الکلام، شیرین مقال، باہر کہ صحبت کردے، گرفتار محبتش گشتے، در خانہ استعمال "عرق چین"

(کلاه پارچه) می کردند و وقتی که بیرون رفتی، دستار بر سر نهاده می پوش در دم و نظر بر قدم داشته، طبیعت ایشان موزون بود و احیاناً شعر گفته، چنانچه یک دیوان خوردا از فارسی و یک از اردو دارند در دیوان فارسی ۲۵ غزل و یک مُثلث و چهار مخمسات دارند، و شجرات مبارکه سلاسل سبعة را مصولاً و مختصراً در سیزده قطعات نظم فرموده اند و اعداد آیات مبارکه سوره قرآن مجید را نظم کرده "اعداد الآیات" نام نهاده اند و ۳۶ قطعات تاریخ دارند و دیوان اردو تقریباً مساوی دیوان فارسی است، علاوه بر این رساله کنز المصلى را در سال ۱۲۹۱ هجری به اردو نظم کرده اند و از لفظ "اصغر" تاریخ برآورده نام رساله "فقه اصغر" نهاده اند، جناب مولانا عبدالحق الہ آبادی، شیخ الدلائل و مہاجر مکی تجاہ البیت الحرام بر آن رساله شرحی لطیف به اردو نوشته اند و نامش "الکنز الاکبر شرح الفقه الاصغر" نهاده اند نزد عاثر نسخه از آن موجود است که خود مولف رحمه الله آن را نوشته اند۔

تحریرات ایشان | غیر از کلام منظوم حضرت ایشان را کتاب "انساب لطاہرین" است که در آن ذکر اولاد حضرت مجدد قدس سرہ است، ذکر اکانوا و انا تا الی وقت التالیف۔

و حضرت ایشان از رساله "انہار اربعہ" که تالیف لطیف حضرت والد ایشان است، سلوک نقشبندیہ را به فارسی نوشته اند و نام آن "المجدول المنتخب من النہار الماد من الانہار الاربعہ" تجویز کرده اند۔ و حضرت ایشان بیان ذکر قلبی و ختم خواجگان و شجرہ شریفہ نقشبندیہ و بیان مراقبات۔ از مراقبہ احدیت کہ اول مراقبات است تا دائرہ لاتعین کہ آخر مراقبات است، بہ صورت اختصار بہ عربی کرده اند۔ قدس اللہ سرہ۔

در اواخر ماہ صفر ۱۲۹۲ هجری حضرت سیدی الوالد قصد مدینہ منورہ کردند و از مکہ مکرمہ بہ جدہ تشریف بردند و از آنجا حضرت طایبہ طیبہ علی صاحبہا الف الف سلام و تحیۃ حضرت ایشان بہ فرزند عالی قدر خود در مدت این سفر میمون ہفتہ خطوط نوشته اند۔ ابتدائے یک خط بہ اعزى ارشدی قرۃ عینی و ابتدائے دو خط بہ اعزى ارشدی قرۃ عینی ثمرۃ فوادى و ابتدائے چہارہ خط بہ فرزندى اعزى قرۃ عینی ثمرۃ فوادى " کرده اند، درین خطوط جواب ماسأل عنہ حضرت سیدی الوالد۔ و بعض نصائح، اندراج یا سنہ، عاجز بر خے از ان می نویس۔ حضرت سیدی الوالد از جدہ تحریر فرمودند کہ از

ظلمت اسواق، نماز در خانہ ادا می نمایم۔ حضرت ایشان نوشتند۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط شمار سید بہ قول عبد العزیز، در نگ کار کردن، کار نا تجربہ گان است، بلکہ آن بغلہ امروزہ رفتہ باشد، بسم اللہ کردہ سوار شوید، خوبی و بدی بہ دست دیگر، عسی ان نکڑھوا۔ یاد دارید و در مدینہ طیبہ، ہم بہ ہم بزرگوار و خواہر خود گویند کہ درین کار لیت و عمل کردن از مقصود ماندن است و الحکم حکمہ و الامر امرہ۔ ظاہر است کہ اگر قافلہ روانہ شد دشمنانہ رسید بہ محنت بہرہ۔ و از ظلمت اسواق

معمول حضرات مانیست کہ نماز در خانہ ادا نمایند، اگرچہ جماعت باشد، صبح و شام در حلقہ کہ بعد ساعۃ زلیل و نہار می شود اول توجہ بہ شامی شود، بعدہ بہ یاران دیگر، الخ، ۲ ربیع اول روز یکشنبہ ۱۲۹۶

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب مع چار رأس ماہی رسید، بزنبہا تقسیم کردم، دماغ پختن در خانہ نہ دارم و سامان ہم نابود ہست، حکمت الہی است کہ در رفتن شہر و در تاخیر می بینم، بلکہ ہمین خوب و افضل است، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ (نوشتہ اند) حق سبحانہ شمارا بہ منزل مقصود بہ خوبی برساند، رجوع در ہر کار بہ قاعل دارد، کار ساز ما بہ فکر کار ما، حسبنا اللہ و نعم الوکیل، کبریت احر صبح و شام معمول فقیر است و در جمع بعد صلاۃ جمعہ ہم شہام اختیار کنید، فوائد بسیار دارد، الخ، ۳ ربیع الاول (۳) مکتوب محررہ احد رسید، بلکہ تاخیر بہ رفتن اولی باشد، ما و شہابے چارگان چہ واقف امور او باشند، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یُخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ یَجَلَّ جَلَّالُہٗ وَ عَزَّ ذَوالُہٗ۔ راضی بہ افعال او باید بود۔ اللہ مَعَكُمْ اَیْنَما کُنْتُمْ، هُوَ النَّاصِرُ وَالْحَافِظُ وَالْمُعِیْنُ۔ انہیں از مکہ معظمہ

(۴) حال السن کارندگان بحری ازین زمانکہ پیش آمدہ خواهد آمد، مَا شَاءَ اللہ یُحَاطَہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یُکُن۔ و مقام شہادہ مراقبہ ولایت کبری ہست۔ صبح و شام بعد ساعت یک تا یک نیم تخمیناً اول از ہمہ یاران طریقہ بہ شہادۃ کردہ می شود، پس بہ دیگران، اکثر خیال شہادہ مراقبہ خود باید لیل و نہار، مگر بعضی وقت بہ خیال ذوق مرآۃ لطیفہ از لطائف امشود، ساعت نیم ساعت، مضائقہ نہ دارد، فرح بر فرح می افزاید، رزقنا اللہ سبحانہ و ایاکم نظر العناۃ بجاہ خاتم الرسالۃ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات اتمہا و اکملہا حال اوراد و مراقبہ معلوم گردید، الحمد للہ، و ذکر از کار لطائف سبعمہ و فی وثبات نہ گردید، این ہم ضرور ہست قدر طاقت در سفر و حضر۔

۶ ماہ میلاد پنجشنبہ ۱۲۹۶

(۵) از وعدہ خلائی مردم نہ رنجند، ہر چیز بر وقت خود معین است، دران ہیچ تبدیل و تغیر را مدخل نیست۔ حق سبحانہ تعالیٰ مآل کار بہ خیر انجامد، بحرمتہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی امان اللہ تعالیٰ۔ اللہ معہ اَیْنَما کنت۔

۸ ماہ میلاد ۱۲۹۶

(۶) بہ اذکار و اشغال مشائخ رضی اللہ عنہم سرگرم باشند، ہر جا کہ باشند۔

اوقات ہمان است کہ بایار بہ سرفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

سورۃ قیس ہم معمول حضرات ماہست و برائے انجراح کار نہایت مفید، اقل آن در شب و روز

۱۱ پنجشنبہ میلاد ۱۲۹۶

یک بار، زیادہ ہر قدر کنند زیادہ تر فائدہ مند است۔

(۷) الحمد للہ علی سلامتکم۔ بر جیون بیگ و فضل اللہ بہ سبب طبع کتاب فیروز آبادی مردم

بلد طیبہ شورش بسیار کردند مولوی رحمت نہایت زجر کرده حکم اخراج کتب نمودند و حاجی صاحب در میان آمدند و گرنہ فساد زیادہ می شد۔
جمعہ ۱۳ میلاد

(۸) الحمد للہ سبحانہ علی سلا متکم و عافیتکم عجب از بخش بیجا۔ ہنوز در سفر شمار شمار نہ می کنم۔ گویا در خانہ ہنسید، و اگر صعبوت در سفر نہ می شد قصر صلاۃ کے می شد۔ و ہر چیز موقوف بر وقت ہست۔
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔ و مولد عربی کہ حکیم عظیم آبادی فرستادہ بود کجا است کہ گرامتہ می خواند۔ و کتاب فیروز آبادی کہ برائے عم مرحوم فرستادہ بود دیدہ بہ اوشان نہ رسید آن را واپس آرید۔

۱۴ ماہ میلاد روز شنبہ ۱۲۹۶ھ

(۹) زیارت بلد طیبہ و عقبہ بوسی قبلہ عظم مبارکبار مکتوب شاپری روز رسید، بر مضامین او آگاہی یافتم۔ الامر بید اللہ تعالیٰ و تقدس۔ کل امر مہون بوقتہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب است کہ کار بہ انجام رسد شما متوجہ کارِ آخری خود باشید۔ کار دنیوی ضمناً بہ وقت خود، خود بخود بہ حصول می انجامد۔ اگر بہ دل جمعیت در شستن یا بید چندی اقامت نہمائید کہ خبر فردا نیست کہ چہ خواهد شد و شب و روز از فیض یابی مواجہہ شریف و مزار پرانوار جد خویش و صحبت بزرگوار عم سرگرم باشید و اگر بہ طواف بیت اللہ دیدن ماویار این طریقہ و سلسلہ طبعیت مائل باشد اینجا بیائید و بہ درس و تدریس و ذکر و اذکار صرف اوقات خود نمانید، مردمان اینجا منتظر شما ہستند و فقیر این حوصلہ کجا کہ بہ ہند برائے آوردن میان معصوم رود بہ این ضعف و امراض کہ در حرم دوبار، و گاہ یک بار بہ ہمت تمام رفتن می شود۔ آن ہم روز و حج راس یا مفاصل ترک می شود البتہ مکتوب نوشتہ می کنم۔ ہر چہ در مقدر باشد ضرر نخواہد شد، خواہ من روم یا نہ روم تحریر ۱۱ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۱۲۹۶ھ مکہ معظمہ قریب باب العقیق۔

(۱۰) ہمراہ قافلہ رحبتیہ ارادہ آمدن کنید، اگر چہ گرمی شدید است، اما بہ سبب نہ بودن شما قرآن تراویح مابے لطف خواہد شد، لیکن قبل از آمدن اجازت از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواستن و استخارہ مسنونہ کردن ضرور است۔ من سعادتہ ابن آدم استخارۃ اللہ لجميع صغیر و کبیر۔ و از مثنوی حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ المعروف بہ خواجہ بزرگ قدس سرہ) دو سہ ورق اول کہ معمول شنیدن حضرت مابودہ در عرس ایشان نقل کردہ ہمراہ بیارند، یا ملا فقیر را بگوئید تا روانگی شما یک یک ورق یا صفحہ کہ در شغل او حرج نہ شود نوشتہ باشد، از کلیات خواجہ۔ تحریر ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

(۱۱) بہ برادر زادہ خود تحریر فرمودہ اند۔ عزیز العہد عزیز از جان شریعت و طریقت نشان مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پری روز خط شیخ ابوالخیر از مدینہ طیبہ مکتوب

شمار سیدہ فالحمّد للہ علی صحتکمما و سلامتکمما و استفامتکمما علی الطریقۃ المرصیۃ، نوشتہ بودند
 (شیخ ابوالخیر) کہ باز در خانہ برادر صاحب (شاہ محمد معصوم)، از مکان عم اکرم (شاہ محمد مظہر) کہ او شان بہ چہ شدہ
 برودہ بودند، بہ سبب قیودات کہ طبیعت آزادانہ دارم آدم دبی بی عا شہ سبگیم (خواہر شاہ محمد معصوم)،
 و زوج او (شیخ حافظ مصباح المغنی) نہایت خدمت گزاری و مسافر پروری می کنند حتی کہ خانہ خویش گزارا
 در ہمین مکان سکونت اختیار نمودہ جزا ہما للہ سبحانہ۔ و ارادہ آمدن ہمراہ شریف عبداللہ کردم۔ استخارہ
 مستونہ راہ نہ داد، و فیوضات و برکات و عنایات اشرف الخلائق نہ می گزارد۔ الحق کہ در راہ جنگ و جدل
 بدوان با شریف کردند و چند کس از بیشہ و سہ شتر و اسب و قاطر شریف بہ قتل و قتال ضائع شدند، بعد
 رجعتیہ خواہند آمدن شارا اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ شیخ ابوالخیر نوشتہ ام کہ بعد رجعتیہ اینجا
 بیایند اگر چہ گرمی شدید و ایام رطب است اما بہ سبب او شان ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان
 اہل ذوق و شوق حاضری شوند تا تذکیر یعنی مدفع اول، تراویح ایشان تمام می شود و در عشرہ اخیرہ بہ جائے
 فقیر اعتکاف می کنند، یک گوشہ حرم بہ سبب او شان آباد می شود، و فقیر بے کار محض گردیدہ ہما ز فرض آن
 ہم بہ دقت ایستادہ می گزارم بہ سبب ناسور و کمر و وجع مفاصل و ضعف دماغ و وقت در حرم حاضری
 شوم بہ شکل تمام، این ہم بہ سفر شیخ ابوالخیر و گرنہ او شان بار فقیر برداشتہ اند، خانہ نشین و صاحب فراش
 گردیدہ ام و حال شیخ مظہر ہم شیخ ابوالخیر قریب این نوشتہ اند کہ روز دہم پانزدہم باز تپ عود می کند
 باز ضعیف می شوند، عمر بابا ان آخر شدہ۔ خداوند کریم شہا ہر دور اسلامت با کرامت دارد، بر شریعت و
 طریقت مستقیم و رواج طریقت شریفہ عنایت کند کہ بقیہ سلف وجود ہر دو شما است سلمکار یکما۔
 و حال ختم و حلقہ خویش کہ اگر یک ساعت از نہار و یک ساعت از لیل مشغولی کردہ شود نقصان
 بہ باطن از فیوض و برکات نہ خواہد شد ان شارا اللہ تعالیٰ و روز بروز از فضل الہی قوت نسبت و ذوق و شوق
 حرارت زیادہ خواہد شد، بر نگارند۔ و اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان را قائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و
 در شغل خود سر گرم اند و ہر دو وقت حلقہ و مراقبہ می کنند، در مکہ معظمہ ہم و در مدینہ منورہ ہم۔ بَارَکَ اللہُ فِیْہَا
 اَعْطَاکُمَا و سَلَّمَکُمَا رِیْکُمَا وَ جَعَلَکُمَا لِمُتَّقِیْنَ اِمَامَا یُحَرِّمُ مَدَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللہُ
 تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔ تحریر ۲۰ ماہ جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۲۹۶ ہجرت از مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔
 ازین مکتوب مبارک آخرین احوال امراض مزمنہ مولمہ ظاہر است۔ باوجود این تکالیف شاقہ
 تا دم واپسین در اوراد و وظائف و صوم و صلاۃ و حلقہ و توجہ فتورے واقع نہ شد۔ افرادے کہ در راہ پرور
 در خدمت ایشان بودند بیان استغراق و عبادات ایشان می کردند۔ قد بن اللہ سورۃ الانور۔

کلام منظوم

تیمنا و تبرکات درے از کلام حضرت ایشان نوشتہ می شود۔ فرمودہ اند۔

دہانے کو کہ در مدحت سرایم حرفِ زیبارا
چو شد پر تو فگن عکسِ جمالت بر رخِ یوسف
ز دام جو رخ و دانہ مکرِ زمین رستم
جنونم بہ زہشیاری است گر بندگم سویم
ہمین است آرزو و در دل کہ گردنے کیف آرم
در دل بیا خوش خلوت آئے مہجین خورشید رو
اے سرو قد سرین قبائے غنچہ لب اے گل بدن
بگزار مارا بر زمین آرام من بے تابی است
مسکین عمر می گوید لہ سعادۃ الطف کن
تا گلگیر من این زلف چلیپا شدہ است
رونق افزا است کد امی شہ خوابان یارب
باش خود یار خود و گوشہ خود گیر دلا
مژدہ اے خارش پاء خارِ مغیلاں در پیش
ہر مرض را دوا و درمان است
جز لقائے حبیب در عالم
خوبی عافیت ازو پرسید
اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز
چمن است این کہ پایانے نہ دارد
متاعے بود جان شد بند جاناں
چہ گو نہ گو نہر مقصود یابد
بود صد گو نہ سنگ بہتر از ان دل
بہ فراق ماہ پیکر دلم اضطراب دارد
تو غرق بجز عصیان چہ وی بہ کوسے جانان

نمایم ہر بن مورا زبان صد بیان آرا
بر آخر چہ جنش طاقت و تاب زلیخا را
بلا گردان شوم صیادی زلف چلیپا را
کہ دلم دوست دارد طفل شوخ من تماشا را
کنم درد دیدہ جائے تو تیا خاک بخارا را
ہرگز نہ می باشد درین منزل گزراغیار را
بنما جمال خویشتن سیرے کنم گلزار را
غلط بہ خاک خون نہ می خواہیم ننگ عار را
از من سلائے عرض فرما سید ابرار را
بر سر غمزدہ جانم چہ بلا ہا شدہ است
کز قدمش دل پر زنگ مصفا شدہ است
یار غمخوار درین دہر چو عنقا شدہ است
باز در دل ہوس شیرب و بطحا شدہ است
مرض عشق لا دوا باشد
خستہ دل را چہ مدعا باشد
کہ در آلام مبتلا باشد
کار درویش بر خدا باشد
مہ و خور پیش آن شانے نہ دارد
دلم زمین بیش سامانے نہ دارد
چو عاشق چشم گریانے نہ دارد
کہ زخم تیر مژگانے نہ دارد
بہ امید وصل لیکن قدرے قرار دارد
سگ تر شدہ بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بہ ہزار ادب نمایم دل جان فداے سالک
 ز جمال آن دل آرا نہ توان نمود املا
 غلام شاہ سعیدم دگر نمی دانم
 نہ دید ذات فرشتہ صفات تو بہ جہان
 ترا چو دیدم دگر دقت تو گردیدم
 ز جام نسبت تو آب و شیر شہد و شراب
 یارو لیاے جہان گشت در دلم تصدیق
 اسیر سلسلہ نقشبند تا شدہ ام
 غزال دشت فیوض محبت دلفم
 فراخ دامن گل چو بہشش جہت دیدم
 گناہ راز سبہ کاریم بود صد عار
 خراب چشم کسے شد چو اے عمر دل من
 باز در سر ہوس کو چہ جانان دارم
 شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام
 گرچہ باشم سمت کعبہ در نماز
 زو عمر در خدمت پیر سعید
 بر چہرہ تو نقاب تا کے
 گہ اختر و گہ نفس شمارم
 خود گریہ کنیم و خود سرائیم
 اے دل بہ جہان تیغ روزہ
 بجوش عشق آں دلدادہ حق
 امام و مقتداے اہل عالم
 عمر درویش و مسکین عرض دارد
 کہ بہ کار خویش دست دل خود بہ یار دارد
 کہ خزان نہ دارد اصلا چہ بلا بہار دارد
 نیازمند و مریدم دگر نہ می دانم
 بہ عمر خویش نہ دیدم دگر نہ می دانم
 بہ گرد کعبہ دو دیدم دگر نہ می دانم
 ز چار نہر چشیدم دگر نہ می دانم
 ترا بہ چشم چو دیدم دگر نہ می دانم
 ز قید دہر رہیدم دگر نہ می دانم
 ز جملہ خلق نمیدم دگر نہ می دانم
 ز خار دست کشیدم دگر نہ می دانم
 درین جریدہ فریدم دگر نہ می دانم
 خرابہ جائے گزینم دگر نہ می دانم
 بلبل تفتہ دلم میل گلستان دارم
 گرچہ مورم مگر اورنگ سلیمان دارم
 سجدہ ام ہر وقت باشد سوئے تو
 تا نگو گردد رذیلہ خوئے تو
 از بندہ خود حجاب تا کے
 در ہجر تو این حساب تا کے
 این چنگ و نئے در باب تا کے
 بیہودہ کنی تو خواب تا کے
 کہ شد احمد سعید اسمش محقق
 ولی کامل و قطب معظم
 بہ عجز و انکسار این عرض دارد

بہ صبح روز یکشنبہ دوم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ صدائے
 يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

الوصال والتدفین

بے گوش حق نبیوش شنیدہ جان بہ جانان سپردند، امامت نماز جنازہ حضرت مولانا ارشاد حسین سجیوی مجبوری
خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم کردند و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ بالائے مصطفیٰ
جہت غرب مدفون شدند، نواب کلب علی خان با حضرت ایشان اخلاص تمام داشتند، این موقع را برائے
سعادت اخروی خود غنیمت شمرده مزار شریف حضرت ایشان را از گنبد مبارک بہ فاصلہ جائے یک قبر
تجویز کرد و بعد از چند سال تدفین نواب صاحب دران جائے واقع شد۔

لے خوشامرے کہ باشد خاک او در حریم دوستان کردگار

قطعاتِ تاریخ | حضرت سیدی الوالد گفتہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان
دومِ زمانہ محرم صباح یکشنبہ
برائے سالِ مہالش بہ خیر گفتہ عمر
امیر شہِ حرم و ہادیِ طریقت بود
وداعِ خلق و لقاءِ حق اختیار نمود
مکین مقعدِ صدقست بہائے مسعود

ولہ

نورِ لمعاتِ احمدیان
بودی چو سہمی شاہِ فاروق
اے نورِ مجسمِ الہی
نورِ نبوی صفائے صدیق
پردانہ نمط بہ شمعِ محفل
آئینہ فکر شد مکدر
صد داغ بہ ہر دلے است مضر
تاریخِ وصال گفت ہا تف

ولہ

محمد عمر آسمان پا یگاہ
مؤدب بہ آدابِ ختمِ رسل
شبہ الف را بود لختے جگر
ز فوتش نہ گرید چہ اعالے
منور ز خاکِ درخش مہر و ماہ
مہذب بہ اوصافِ مردانِ راہ
ہم احرار را بود نورِ نگاہ
کہ غوثِ زمان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محرم لقب
بکن ماتم اے نسبت احمدی
بیامعرفت گریہ کن بر سرش
کجائی کجا روح پاک سعید
مگر گشتہ شد شمع دین کز غمش
گلے بود در گلشن معرفت
خدا را کن اے نور چشم سعید
کہ مست لگاہ خدا بین تو
هَلُمُّوا احِبَّائِی نَنْظُرْ اِلَیَّ
مِنَ الْاَوَّامِرِ اَحْمَدَ خَیْرِ الْاَوَّامِرِ
وَأَسْرَارِی مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذَا
بِنَفْسِی فَدَّیْنُکَ مِنْ مَدْفِنِ
بگو خیر تاریخ این صدمہ ہائے
منشی امیر احمد مینائی گفتہ

چون محمد را کنی ضم با عمر پیدا شود
نام آن شاہی کہ حق در فقر اور شاہ کرد
مصرع سال وفاتش ریخت از طبع امیر
”اللہ اللہ کردنش اینک فنا فی اللہ کرد“

مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی گفتہ

آن کہ نام نامیش باشد محمد با عمر
وارث علم نبی شیخ مکرّم آہ آہ
کرد رخت بن جہان سحر بہشت جاودا
دید ہاشد پر نعم و دلہا پر از غم آہ آہ
مصرع تاریخ شد حاوی بہ وزو ماہ و سال
”یوم یکشنبہ دوم شہر محرم آہ آہ“

جلال لکھنوی گفتہ

یک بزرگے بد ملائک رت قدسی صفات
کز غم اوسینہ قدوسیان ہم شق شدہ
مصرع سال وفاتش گفت ہاتف از جلال
”جان بحق تسلیم دے الحق بہ یاد حق شدہ“

شاہ محمد معصوم گفتہ

جناب محمد عمر عم اکبر
ز فوٹش شکستہ دلم شد جگر ہم

ہمہ خلق در گریہ مصروف گشتند زمین و سما و نجوم و قمر ہم
 چو معصوم گفتہ بہ رضوان چہ گوئی بتاریخ آن شیخ جن و بشر ہم
 اَلَمْ رَا زِ سِر دُور کُردہ بفرمودہ ”بجئات باشد مقامِ عمر ہم“
 و حضرت ایشان از رُضی اللہ الوکیل عنہ ”نیز سال وفات بر آورده اند۔
 مزارِ پُر انوار حضرت ایشان مہبطِ انوار و تجلیاتِ الہیہ و مطلع فیوضات و برکاتِ نامتناہیہ است
 بر زائرین عجب لطفہا می فرماید، اثر مشرب حضرت ایشان ظاہر است۔ وَكَانَ عَيْتُ الْمَشْرِبِ
 رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ وَقَدْ سَسَّ سِرّاً وَعَطَّرَ صَمِجَةً وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ فَيُوضَاتِهِ وَبَرَكَاتِهِ۔

ذکرِ خیر

چراغِ نبوی

۲ ۴ ۵ ۲ ۱

سیدی و مرشدی و وسیلتی الی اللہ
حضرت شاہ ابوالنجر عبداللہ محی الدین خیر
فاردی مجددی دہلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱	۱۳
بہ سروِ ریاضِ سعید و عمر	ابوالنجر بُرندہ پنج شر
و جودش ہمہ خیر آمد پدید	بہ این شکل خیر مجسم کہ دید
محبتِ خدا و ستادِ رسول	فدائے رہِ حق نثارِ رسول
دلش پُر ز تو حیدِ باری چنان	کہ وہم دگر ہم نہ گنجِ دران
بہ مشغولیِ خصالِ انس و جان	شدہ فارغ از شغلِ خلقِ جهان
فتد چشمِ لطفش بہ ناقص اگر	کند کاملِ دہرا از یک نظر



(غلامِ رسولِ دیران)

فصل اول

در

احوال مبارکه حضرت ایشان از روز ولادت تا اول وزعالت

ولادت با سعادت و تسمیه | روز یکشنبه ۲۲ ماه ربیع الآخر ۱۲۶۲ هـ مطابق ۱۹ جنوری ۱۸۵۶ء در خانقاه ارشاد پناه دہلی حضرت ایشان متولد شدند والد بزرگوار

ایشان می فرمایند

چو ابوالخیر شده نور فغن مهر بنیاد چرخ نبوی
سال میلاد عمر خواست زدن کرد ارشاد چرخ نبوی

از کلمه "چرخ نبوی" سال میلاد ظاهر است حضرت شاه محمد منظر در مناقب احمدیہ صفحہ ۱۶۴ نوشته اند "فیریک بار بہ کمال التجا و تضرع عرض نمود کہ اولیاء از جناب الہی قدرتہا است، حضرت قبلہ (شاه احمد سعید) ارشاد کردند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند خواہد شد، خداے کریم قادر است، اگر نوشته ہم نہ باشد می تواند کہ عطا کند، تغیر و تبدل بہ دست اوست، بہ اویقین باید نمود، پس از ہمت باطن و قوت تصرف آن نائب حق یک پسرنیک اختر بعدہ سال کامل از تزویج ایشان (شاه محمد عمر) پیدا شد، پس حضرت ایشان نہایت مسرور گشتند و نامش محی الدین نہادند و از دیگر نمیرا و اردو ست ترمی داشتند کہ تولد این پسرخمض از کرامت حضرت ایشان بودہ است" در احوال حضرت شاه احمد سعید گزشتہ کہ جد مادری ایشان مشرب ایشان را در یافتہ نام ایشان "غلام غوث" نہادہ بودند، آی لَیْظُہَا اِنَّ لَہَذَا الْوَلَدَ نَصِیْبٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ - والآن حضرت ایشان نام نمیرہ محبوب خود محی الدین تجویز کردند کہ لقب پیران پیر غوث دستگیر است تفاؤلاً و اظہاراً منہ یَا اَنَّهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی سَیْکُوْنُ لَہَذَا الْمَوْلُوْدُ شَانَ عَظِیْمٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ، وَقَدْ کَانَ مَا تَمَنّٰی، فَلِلّٰهِ السُّمْدُ فِی الْاَوَّلٰی وَفِی الْاٰخِرٰی

چونکہ پدر بزرگوار حضرت ایشان سَمِیَّ امام الاعمالین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند و فرزند جلیل القدر حضرت ایشان عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نامید لہذا جناب ایشان لخت جگر و لبند خود عبد اللہ نام نہادند و تفاؤلاً مکنی بہ ابوالخیر کردند و اللہ قد صدق تفاؤله بمنہ العظیم و لطفہ العظیم و جعل ابنہ مصدراً للخیرات و الحسنات و المکرمات، واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

حضرت والدہ

والدہ ماجدہ ایشان از اولاد حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ بودہ، دہی نواب بیگم بنت احمد علی بن محمد باقر بن کلیم اللہ بن صبغتہ اللہ بن افضل شاہ بن عبداللہ سنائی رحمہم اللہ، خانہ جناب احمد علی نزد سہ راہہ بہرام خان بودہ کہ مابین دروازہ دہلی و چٹیلی گور واقع است احمد علی را یک پسر اشرف علی شرف بود کہ در ۱۲۸۹ھ برائے حج رفتہ بودند ملاقات با سیدی الوالد و سیدی الجعفرین اللہ اسرار ہما کردہ بودند۔ در عنفوان جوانی بہ غیر آن کہ از خود یادگارے بگزارد، بہ آخرت شتافتند۔ والدہ حضرت ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ حالت نفاس بمکہ مکرمہ رحلت نمودہ۔ حضرت ایشان اندران وقت نہ سالہ بودند۔ دران عمر خورد سالگی تاریخ وفات حضرت والدہ خود را از "اللہمَّ کنوْ مَصْجَعَهَا" دریافت نمودہ اند۔

عہد طفلی

ہنوز عمر ایشان بہ دو سال نہ رسیدہ بود کہ انگلیسہا بر دہلی متصرف شدند۔ گماتقدّم بیان فی احوال جدہ۔ حضرت ایشان بیان دو واقعات کہ دران وقت پیش آمدہ بود کردہ اند، عاجز آن را بیان می کند۔

حضرت ایشان چون بہ مزار پرنوار قطب لاقطاب قدس سرہ بہ مہر ولی تشریف می بردند در راہ در سیرۃ زار مقبرہ منصور قدرے توقف می فرمودند۔ روزے چون نزد تالاب رسیدند کہ متصل بہ عمارت مقبرہ واقع است، فرمودند کہ در زمانہ غدر فرنگیان در ۱۲۶۴ھ (۱۸۵۷ء) چون حضرت کلان مع اولاد و متعلقین درین مقبرہ قیام داشتند من یک روز در اینجا استادہ بودم۔ حضرت ایشان آن جاے را نشان دادند کہ یک فرنگی با چند جوانان فوجی آمد و دریافت کرد کہ در اینجا عبداللہ نام کسے ہست؟ کسے گفت کہ این بچہ عبداللہ نام دارد۔ افرنگی بہ سوئے من دید و خندید، در دست وے بیدے بود و آن بید را بہ نرمی بر پشت من نہاد و باز گشت۔ در ۱۲۶۴ھ برائے سہ شب حضرت ایشان بہ پانی پت تشریف بردند نواب زادہ فخر احمد خان انصاری در خانہ خود انتظام قیام حضرت ایشان کردہ بودند۔ آن خانہ مسکن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی بودہ کہ خلیفہ اجل و اعظم حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید قدس اللہ اسرارہما بودند۔ در ۱۲۶۴ھ چون حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مع متعلقین از دہلی بہ موسی زئی تشریف می بردند دو سہ شب درین خانہ قیام کردہ بودند۔ چون حضرت ایشان اندرون خانہ رسیدند بسیار بہ وقت نظر چار اطراف را معائنہ کردند و فرمودند، مایادار یکم کہ در ۱۲۶۴ھ حضرت کلان درین خانہ فروکش شدہ بودند و اشارہ بہ یک گوشہ آن خانہ کردہ فرمودند کہ جائے حضرت کلان در اینجا بودہ۔ حضرت ایشان دو و نیم سالہ بودند کہ ہمراہ ابوبکر کریمین بہ معیت حضرت

جد امجد بہ اوّل ذی القعدہ ۱۲۴۲ھ بمکہ مکرمہ و بعد از ہفت ہشت ماہ بہ مدینہ منورہ نزد جد امجد خود رسیدند کہ سہ چار ماہ پیشتر بہ آن ارض مقدسہ رسیدہ بودند۔

بیعت و خلافت خاصہ حضرت ایشان پنج سالہ بودند کہ روزے قبلہ گاہ ایشان، ایشان را بہ حرم نبوی نزد حضرت والد خود بردہ عرض نمودند کہ این فرزند خود را بیعت کنید۔ چنانچہ حضرت جد امجد در آن بقعہ مبارکہ دست ایشان را گرفتہ الفاظ بیعت خواندہ ایشان را بیعت کردند و باز دستہائے مبارک برداشتہ تا دیر برائے ایشان دعا ہا کردند و اہل حلقہ آمین گویان بودند۔ عاجز گوید حضرت ایشان چون چہار سالہ شدند در حرم محترم نبوی تقریب بسم اللہ انجام یافت حضرت جد امجد سورہ اقرآ۔ تَاعَلَّمُ الْاِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ تعلیم داوند۔ بر صفحہ ۱۱۲ از جزء اوّل طبقات ابن سعد نوشتہ۔ ولما بلغ اربع سنین کان یعدو مع اخیه واختہ فی البہیم (ای فی رعی الغنم) قریبا من السحی، فاتاہ الملکان ہنالک فشقا بطنہ واستخرجا علقۃ سوداء فطرحاھا وغسلا بطنہ بماء الثلج فی طست من ذهب۔ الخ۔ ابتدائے تعلیم حضرت ایشان بہ آن عمر شدہ کہ شوق صدر سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدہ بود و باز بعد از چند ماہ بہ سعادت بیعت مشرف شدہ داخل سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ شدند۔

اسباب سعادت پروردگار بہ فضل و کرم خویش چہ اسباب سعادت از نعمت اطفار برائے حضرت ایشان مہیا کردہ۔ در خانہ اولیائے کاملین ولادت شد، قطب الاقطاب قیوم جہان شاہ احمد سعید بعد الولادہ در گوشہ ہائے ایشان اذان و اقامت گفتہ تخنیک فرمود و باز در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات در سلسلہ درس و تدریس داخل کرد و بعد چند بہ سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ وابستہ کرد۔ نظراً الی ہذہ السعادات، عاجز در رسالہ ”بزم خیر از زید۔ در جواب بزم جمشید“ بہ اردو نوشتہ کہ حضرت ایشان صرف مخدوم نہ بودند بلکہ از اب و جد مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم بودند در خانہ علم و فضل چشمان مبارک و اگر داند دایہ شریعت پرورش فرمودہ و از پستان طریقت تربیت شدہ معلم فطرت در دبستان معرفت از خیابانہائے اسرار و حقائق ایشان را گزرا نیدہ بہ مقام مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ رسانید۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ خَيْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرْآنَ الْأَوَّلِي
اَخْرَجْتَ هَذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِهِ وَهَدَيْتَهُ النُّورَ الْمُبِينِ سَبِيلًا
فَسَمِعَ مَا سَمِعَ وَرَأَى مَا رَأَى وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعَى مَا وَعَى وَكَانَ صَدْرُهُ الشَّرِيفُ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَإِنْ

خلافتِ خاصہ

حضرت ایشان محبوبِ جدِ بزرگوار بودند و اکثر اوقات ہمراہ ایشان بہ حرمِ نبوی می رفتند و آنجا بر مسندِ ارشاد بہ پہلوئے جدِ امجد و آحادِ آغوشِ مبارک می نشستند، حضرت جدِ امجد بہ توجہ و القائے نسبت بہ طالبانِ مصروف می شدند و ایشان از نرمِ رَشحاتِ فِیوضاتِ ربانیہ و از نفحاتِ توجہاتِ مبارکہ آرام و راحت می یافتند، روزی حضرت ایشان بہ پہلوئے جدِ بزرگوار خویش نشستہ بودند کہ از اہلِ حلقہ کسے عرض کرد کہ از فرزندانِ گرامی جانشینِ شما کدام یکے است حضرت ایشان فرمودند فضلِ پروردگار است کہ ہر یک از فرزندانِ ثلاثیہ من حافظِ قرآنِ مجید، عالمِ شریعت، عارفِ طریقت و صاحبِ تقوی است، و سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ را از ابتدا تا انتہایہ و حیرِ خوب حاصل کردہ، و خلافتِ یافتہ، و شایانِ این امر است کہ جانشینِ من باشد۔ اما ہر چہ خلافتِ خاصہ من است پس بہ نصیبِ این فرزندِ عزیز است و آن حضرت دستِ مبارکِ خود را بر سرِ مبارک ایشان نہادند و بر آ ایشان دعا ہا کردند۔ والدِ بزرگوار ایشان در کتابِ انسابِ الطاہرین نوشتہ اند، و بمعنا این فرزندِ ارجمند ارادت بہ حضرت سراجِ الاولیاء شاہِ احمد سعید، دارند حضرت سراجِ الاولیاء در سیرِ ایشان را بسیار عزیز می داشتند و بشارتِ خلافتِ خاصہ خود دادہ اند و الحمد للہ کہ آثارِ آن ظاہر است۔ در سن ۷۰۰ سالِ قرآنِ مجید حفظ کردہ تحصیلِ کتبِ درسیہ مشغول اند کافیہ می خوانند۔ سَلَامَةُ رَبَّاهُ وَبَلَّغْهُ اِلَى مَرَاتِبِ الْکَمَالِ وَالتَّکْمِيلِ۔

و در سیرِ الکاملین نوشتہ است۔ شیخ ابوالخیر فرزندِ حضرت شیخ محمد عمر ہستند، ولادت ایشان در ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۰ ہزار و دویست و ہفتاد و دودہلی روداد، در عمر ۱۰ سالگی حفظِ قرآن شریف کرد و تحصیلِ علم از علمائے زمانہ مثل مولوی رحمۃ اللہ و سید مولوی حبیب الرحمن الکاظمی و مولانا محمد نواب و حدیث شریف از عم والد خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ خواندند و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم می کنند حضرت جدِ ایشان ایشان را در سیرِ دوست می داشتند پنج سالہ بودند کہ بر دستِ شریفِ آن حضرت، والد ایشان، ایشان را بیعت کنایند والد ایشان می فرمودند در حقِ این فرزندِ خویش بشارتِ خلافتِ خود دادہ اند کہ سب کمالاتِ باطنی و سلوک از حضرت والد خود کردہ اند و از نسبتِ آبائے خود ہرہ تمام دارند، زاد اللہ رشدہ، آمین۔

عم اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در مناقبِ احمدیہ مقاماتِ سعیدیہ نوشتہ اند قرۃ العین ابوالخیر محی الدین این وقت ہفت سالہ است و بہ حفظِ قرآن مشغول است، آثارِ سعادت و فہم و سلاست

عقل و علم از پیشانی او آشکارا است، حق سبحانہ و تعالیٰ کند و در صورت و معنی ماننا سلف کبار گرداند،
منہ و کمال کر مہ امین“

آثارِ سعادت

حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند: پدر شما از ایام خورد سالی بہ نوعی خوش اطوار و پاکیزہ طلعت بودند کہ اہل خاندان، چہ مرد و چہ زن، ایشان را دوست می داشتند و جد بزرگوار را با ایشان ارتباط و الفت زیاد بود۔ ایشان را طلب کردہ احیاناً بہ پہلوئے خود و احیاناً در آغوش خود می نشاندند و وقتہ کہ حضرت ایشان بہ حرم تشریف می بردند۔ احیاناً پدر شما نیز ہمراہ ایشان می رفت و در حرم محترم بہ پہلوئے ایشان بر مسند می نشست، و جد مادری من (حضرت شاہ عبدالغنی، دہم اکبر) حضرت شاہ عبدالرشید، والد بزرگوار من ایشان را بسیار دوست می داشتند و والد بزرگوار ایشان عاشق ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود بہ جناب سیادت و معارف پناہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہما مکتوب بہ نوشتہ اند و آن مکتوب نزد سیادت پناہ مولانا ابوالحسن علی ندوی محفوظ است۔ ایشان نقل آن مکتوب عاجز دادہ اند۔ در آن مکتوب تحریر یافتہ است: ”اللہ سبحانہ، المنة والحمد والشکر علی ما انعم و علی ما ابلی، ہر چہ این مصیبت عظمی فوت چنین مربی و مرشد و مشفق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دارد۔“ الخ۔ حضرت ایشان بہ صراحت عاشقی حضرت والد را بیان کردہ اند کہ حضرت عمہ محترمہ بیان آن بہ عاجز کردہ، و حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ ذکر چہار گلہائے نورس کردہ، از فرزند خود، و فرزند برادر کلان (حضرت شاہ محمد معصوم) و فرزند برادر اوسط (حضرت سیدی والد) و فرزند عم اصغر (حضرت مصباح المغنی) لیکن بیانے کہ از حضرت ایشان کردہ اند دیگرے را نہ کردہ اند، با آثار سعادت، اضافہ فہم و سلامت عقل و علم فرمودہ اند، والحق اُنہ کان مُمتازاً بھذیہ الاوصاف ذلک الفضل من اللہ۔

حضرت شاہ محمد معصوم کہ ابن عم اکبر و نہ سال بہ عمر کلان تر از حضرت ایشان بودند، در کتاب ”ذکر السعیدین“ کہ بہ زبان اردو است نوشتہ اند۔ مامعناہ۔ ”مولوی ابوالخیر عبداللہ سلمہ اللہ وابقاہ، بہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ بہ دہلی اندرون خانقاہ شریف متولد شدند، والد بزرگوار ایشان بہ عمر چہار سال ایشان را در حضور حضرت جد امجد آردہ عرض کردند کہ ایں فرزند را بہ بیعت مشرف سازید۔ چنانچہ حضرت ایشان الفاظ بیعت بہ ایشان تلقین کردند، قرآن مجید را حفظ کردہ تحصیل علوم مروجہ از مولوی رحمتہ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی وغیرہم کردند، در علوم ظاہری استعداد خوب دارند و ذہین اند و طبع موزون دارند، شعر خوب می گویند۔ سلوک طریقہ آبار کرام از والد مادہ خود طے

کرده به اجازت و خلافت مشرف شدند و بعد از انتقال پدر بزرگوار خود قائم مقام ایشان شدند به توجہات ایشان مستفیدین بہرہ مندی شوند پروردگار در عمر ایشان برکت افزاید و بہ رنگ آبا و اجداد در ظاہر و باطن مکمل فرماید آمین۔

وفات جد امجد حضرت ایشان بر دست حق پرست جد امجد خود، در خیر بقاع، عند المواجهة الشریفة بیعت شدند و بہ بشارت خلافت خاصہ ممتاز گشتند، وهو آخر من دخل فی سبیل الخلفاء الکرام۔ و بعد چندے بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ جد بزرگوار ایشان رحلت فرمودند۔

جوار بیت اللہ والد بزرگوار ایشان تاب فراق حضرت والد خود نیاورده در او آخر ۱۲۴۷ھ مع اہل و عیال از مدینہ منورہ بہ مکہ مکرمہ تشریف برده عند باب العتیق قیام پذیر شدند و قیام ایشان تا آخر ایام در مکہ مکرمہ بود۔

حفظ کلام الہی نہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ روزے در کوشہ بلوچستان بہ عاجز فرمودند کہ "آبا و اجداد شما، از پدر شما تا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم فیصل پروردگار ہمہ حفاظ قرآن مجید و داناتایان اسرار شریعت و رموز طریقت و اصحاب نسبت بودند اند" ای تلک عشرۃ کاملہ ولو اضفنا الیہم حضرت المحدث و ہم فاحد عشر کوبہ۔

دیوار و درو بام آفتاب است این خانہ تمام آفتاب است

وفات حضرت والدہ و برادران عزیز چوں عمر شریف ایشان بہ نہ سال و ہفت ماہ رسید حضرت والدہ ماجدہ ایشان بہ ۲۴ ذی

القعدہ ۱۲۸۱ھ بہ حالت نفاس رحلت فرمودند، و بعد از ہفت روز نومولود ابو حفص و بہ روز پانزدہم و دو سالہ ابو بکر رحلت نمود، یعنی در ظرف پانزدہ روز حضرت والدہ و دو برادر سفر آخرت اختیار فرمودند۔ حضرت ایشان در آن عمر خورد سالی تاریخ وفات حضرت والدہ، اَزَّاللَّہُ تَوَدُّ مَصْجَعَهَا "بر آورده اند۔ در آن عمر چنین تاریخ گفتن یکے از عجائبات است۔

سفر بہ طابہ طیبہ چوں سن شریف بہ یازدہ سال و دو ماہ رسید برائے زیارت مبارکہ و ملاقات اعمام و اعمام الاعمام بہ مدینہ منورہ تشریف بردند، اندران ایام در نحو کافیہ می خواندند، برورق سادہ از مجلد نسخہ خطیبہ شمس الملتقی اعلیٰ منسلیہ متن الملتقی "نوشته اند۔ پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ قافلہ شیخ العلما و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود، فقط۔ و باز از لنبی الخیر

عَبْدُ اللَّهِ زَادَ "تاریخ زیارت مبارکہ برآورده اند کہ ۱۲۸۲ھ می باشد، و این تاریخ بے مثال را در چہار شعر نظم فرمودہ اند۔ گفتہ اند۔

أَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَّاسِ مِثْلَ مُحَمَّدٍ لَمْ لَهُ طَابَ النَّجَّاسِ
زَارَطُهُ وَكَذَّابًا حَبْدًا لَهُ عُمَرُ الْفَارُوقُ مَنْ طَابَ الْجَوَّاسِ
وَأَمَّا الصَّحْبُ مَنْ يُنَمِّي طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورَ الْوَقَّاسِ
قُلْتُ لَهَا طَابَ سَعْيًا أَسْرًا حَوَى لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَا سَا

المراد من المحدث محمد بن حذافہ شاہ احمد سعید و البخاری بکسر النون و ضمها الاصل و الحسب۔
آنچه حضرت ایشان گفتہ اند نقل کردہ شد۔ در عمر یازدہ سالگی چنین افکار عالیہ و این گونه تاریخ بے مثال نوشتن بلا شک شبہہ از آنجستہ العجائب است، حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم آثار این گونه صلاحیتہا را از ایام نعومت اطفال و در جبین مبین ایشان دریافتہ بودند و بہ دعا ہا و بشارات خصوصیتہ ایشان را سرفراز فرمودند و کان الامر کما قال سعدی رَحِمَہُ اللہ ۛ

بالائے سرش ز ہوش مندی می تاخت ستارہ سربلندی

تحصیل علم و اساتذہ کرام | حضرت ایشان علوم عقلیہ و نقلیہ از درج ذیل اساتذہ کرام خواندہ اند۔ (۱) حافظ عبد اللہ الضری (۲) قطب مکہ سید احمد

دھان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان مفتی شافعیہ (۴) مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مہاجر مکہ و مؤسس مدرسہ صنو لیتیہ و مصنف الظہار الحق در رد نصاری (۵) سرشار بادۂ عشق نبوی مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی مہاجر مکی (۶) عم اصغر قطب زمان حضرت شاہ محمد مظہر (۷) علم حضرت والد بزرگوار، ولی حضرت پروردگار و محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرارہم العالیۃ۔

در سیر الکاملین بیان ملا محمد نواب نیز آمدہ۔ ملا محمد نواب شاگرد و مرید حضرت جدامجد ایشان بودند و از فحول علماء بودند ممکن است در خورد سالی حضرت ایشان چیزے از جناب ملا صاحب خواندہ باشند چونکہ عاجز از حضرت ایشان درین باب چیزے نہ شنیدہ و نہ در تحریرے چیزے دیدہ۔ ازین جہت نام ایشان را نہ نوشتہ۔ حضرت ایشان را در اساتذہ کرام ارتباط زیاد با سید

حبیب الرحمن کاظمی ردو لوی بودہ۔ و آن را دو سبب بودہ۔ اولاً آنکہ حضرت مولانا را در جمیع علوم یدِ طولی بود ایشان علوم مروجہ در لکھنؤ خواندند و باز برائے استکمال در علوم عربیہ و فن قرأت بہ نظر و دراز ہر شریف استکمال این علوم کردند۔ ثانیاً آنکہ مشرب ہر دو حضرات یکے بودہ، ہر دو از بادۂ عشق نبوی

سرشار بودند بلکه در اوضاع و احوال و عادات هر دو یک دیگر را منبیل بودند شیخ محمد رجب برادر حاجی محمد اسماعیل مشہور بہ پٹنہ والے از مخلصین اولین حضرت سیدی الوالد بودند بہ این عاجز می گفتند کہ برائے حج رفتن و برائے ملاقات بہ خدمت حضرت مولانا رسیدم، خدمت گار اطلاع کرد حضرت ایشان التفات فرمودند بہ خدمت گار گفتم کہ ایشان را بگوئید کہ از دہلی آمدہ ام، و از خادمان حضرت شاہ ابوالخیرم چون اسم مبارک حضرت صاحب شنیدند طلب فرمودند و محبتہا و نوازشہا کردند و فرمودند: "خود ایشان نمی آیند و بہ دست مریدان تحیہ سلام می فرستند" محمد رفیع رحمہ اللہ گفتند کہ چون حضرت مولانا را دیدم، حضرت پیرو مشردم بہ یاد آمدند، ہر دو را در اوضاع و احوال و استغناء و جلال شبیہ یک دیگر یافتیم۔

حضرت ایشان بیشتر کتب علوم و فنون از حضرت مولانا حبیب الرحمن خواندہ اند و در ۱۲۹۰ھ بہ مدینہ منورہ رفتہ جامع ترمذی از عم حضرت والد خود خواندہ اجازہ حدیث شریف از ایشان حاصل کردہ اند۔ نقل اجازت نامہ در احوال مبارکہ ایشان در ذیل تذکرہ بابائے سوم نوشتہ شدہ است، پروردگار حضرت ایشان را چنین اساتذہ کرام عنایت فرمودہ کہ از بادہ عشق نبوی سرشار بودہ اند۔ لہذا عشق نبوی وراثتہ و دراستہ بہ حضرت ایشان رسیدہ

این سعادت بہ زور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت ایشان یازدہ سالہ بودند کہ کافیہ لابن الحاجب می خواندند، و سیزدہ سالہ بودند کہ بہ روز چہار شنبہ ۲۶ ذی القعدہ ۸۵۰ھ از حافظ عبداللہ الضریہ شافیہ خواندند۔ کما کتبہ بالعربی فی آخر الشافیہ، و حضرت ایشان بر مختصر ابن سعد نوشتہ اند۔ کان ابتداء قرأتی لمختصر السعد علی العلامة ادیب الزمان سیدی حبیب الرحمن الکافی جزاہ اللہ تعالیٰ عنی خیر الجزاء و ادامہ الافاضۃ والبقاء، یوم الاثنين عاشر شوال واختتامہ یوم الخميس الخامس والعشرين من ذی القعدۃ سنۃ الف و مائتین و خمس و تسین و انا المرثی شفاعۃ خیر البشر ابو الخیر عبد اللہ بن عمر خادم السادۃ النقشبندیۃ و مقلد الایمۃ الحنفیۃ الحقہما اللہ لسلفہما الکرام۔ امین۔

حضرت ایشان بر ورق سادہ در اول مجلد دلائل الخیرات تحریر فرمودہ اند۔ "بیدار شدن قبل تحریم (قبل ندائے تہجد کہ یک ساعت پیشتر از صبح صادق صادق می بود) و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن و بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف، مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ (امام ربانی) رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ

واحیائے غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی و نفعات عارف جامی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی و طریقہ محمدیہ برکوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی خصوصاً از محل درس بعد از اذان طعام خوردہ برائے قیلولہ نزدیک نزد سید حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد زوال خواندن و سنت قبلتہ نیز گزاردہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ باتکبیر تحریمہ نظر خواندن پس اذان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن بعشہ شمسیدارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الأعظم بالکمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

نزد عاجز این تحریر و لائحہ عمل در ۱۲۹۲ھ نوشتہ شدہ است و قتی کہ حضرت ایشان ہمہ تن مصروف کسب کمالات باطنیہ شدہ اند کہ ماسیاتی بیانہ عن قریب۔

پایہ علمیت و تدریس حضرت ایشان مروجہ علوم را، چہ علوم لقلیہ و چہ علوم عقلیہ بہ تحقیق و بہ تدقیق تمام خواندہ اند و در زمانے کہ عاجز در ہند بہ طلب علم مصروف بود در علم منطق تحریرے از حضرت ایشان فراپیش داشت۔ یکے از فضلا نزد فقیر بودہ۔ وے تحریر حضرت ایشان را مطالعہ کرد و گفت، ما خیال داشتیم کہ حضرت ایشان را کمال در علوم دینیہ است، امروز معلوم شد کہ حضرت ایشان را در منطق و فلسفہ نیز دخلے نام بود۔

مولانا مفتی محمد مظہر اللہ امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ جناب مولانا رکن الدین آلوری رسالہ "توضیح العقائد" تالیف کردند و خواہش ظاہر کردند کہ از حضرت ایشان برین سالہ تقریظے حاصل کنند و بہین این کار سپردند کہ رسالہ را بہ خدمت حضرت ایشان بہرم و برائے تقریظ عرض نمایم چنانچہ من رسالہ را بہ خدمت ایشان آوردم و برائے تقریظ عرض کردم۔ آن وقت مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نیز حاضر بودند حضرت ایشان آن سالہ را گرفتہ کشادند از اتفاقات نظر مبارک حضرت ایشان بر بیان میزان آخرت افتاد۔ در رسالہ نوشتہ بود کہ در میزان اخروی و میزان نبوی فرقے است۔ در میزان دنیوی کفّہ کہ ثقیل می باشد مائل بہ زمین و کفّہ کہ خفیف می باشد مائل بہ آسمان می باشد و در میزان اخروی معاملہ بالعکس است۔ کفّہ خفیف زیر و کفّہ ثقیل بالا خواہد بود۔ حضرت ایشان این بیان را مطالعہ کردہ ارشاد کردند مولوی مظہر دلیل این کلام چیست۔ و باز فرمودند مولوی مظہر شہا و مولوی سیف الرحمن این رسالہ را از اول تا آخر پیش ما بخوانید، بعدہ تقریظ نوشتہ بہ شہامی دہیم چون حلقہ شریفہ ختم شد من با مولوی سیف الرحمن روانہ شدم مولوی صاحب بہمن گفتند مولوی صاحب نسبت بہ علم باطن جناب حضرت صاحب من چیزے نہ می توانم گفت، درین امر مولوی رکن الدین و شما

چیزے گفتہ می توانید۔ البتہ بہ نسبتِ علمِ ظاہر حضرتِ ایشان می گویم کہ علمِ ایشان پس وسیع و کامل است، جوابِ سوالِ ایشان دادنِ امرِ سهل نیست، بہ خیالِ من عافیتِ درین امر است کہ ازین امر صرفِ نظر نمایند۔ این قول را بیان کردہ مفتی صاحب گفتند، مشورۃً مولانا سیف الرحمن درست و صحیح بودہ و من راہِ تجویز کردہ ایشان را اختیار کردم۔

عاجز گوید، مولانا سیف الرحمن از اصحابِ قدما و اربابِ علم و صاحبِ فضل بودند، سالہا سال تدریس حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ بہ جماعتِ علماء درس بخاری و مسلم می دادند و باز حضرتِ ایشان را دیدہ بودند کہ در اوقافِ قرآن مجید تحقیقات می فرمودند۔ گماستہ سیاتی بیانی۔ لہذا عافیتِ درین امر یافتند کہ خود را از سوالِ ایشان محفوظ دارند۔

تدریس در مدرسہ صولتینہ حضرتِ ایشان در مکہ مکرمہ سالہا درس دادہ اند و در مدرسہ مولانا رحمت اللہ کہ استاد مشفق و مہربان ایشان بودند و نام مدرسہ ایشان مدرسہ صولتینہ است، تاسیس این مدرسہ در ۱۲۹۰ھ بہ ماہ رمضان شریف شدہ۔ و حضرتِ ایشان از اولین اساتذہ این مدرسہ مبارکہ بودند، روزے فرمودند کہ قاری عبد اللہ کہ درین ایام در مکہ مکرمہ شیخ القرار اند تلمیذ من اند، مدتے از من سبق خواندہ اند۔

مدرسہ صولتینہ تعمیر این مدرسہ مبارکہ بہ معاونت و اموالِ صولت النساء بودہ ازین جهت حضرتِ مولانا امین مدرسہ صولتینہ، تجویز فرمودند حضرتِ عبد اللہ شاہ محمد عمر قدس سرہ درج ذیل قطعہ تالیف گفتہ اند۔

از سعی مرجع العلماء رحمت اللہ صاحب سخا بمکہ بنا کرد مدرسہ

سال بنائے او عمر احمدی نوشت صولت نسائے بمکہ بنا کرد مدرسہ

بیان اوقافِ کلام الہی مولوی حکیم غلام محی الدین "زینت رقم" بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ بہ خدمتِ ایشان از لاہور رسیدند و یک نسخہ از حائل شریف اعجاز صنعت

پیش کردند حضرتِ ایشان حائل شریف را دیدہ از فسرط انبساط و در وصفِ حائل شریف تحریرے نوشتہ بہ حکیم صاحب دادند (در فصل پنجم این تحریر نقل کردہ خواہد شد) و بہ حکیم صاحب گفتند، مادر بیانِ اوقافِ قرآن مجید سالہا تحقیقات کردہ ایم و بہر صاحبِ شریفیہ بہ جز آخر رموزِ اوقاف نوشتہ ایم۔ بہ شما یک نسخہ از ان مصاحفِ شریفیہ می دہیم و حضرتِ ایشان یک نسخہ بہ حکیم صاحب دادند حکیم صاحب عرض کردند کہ ان شاء اللہ بار دیگر این مصحفِ شریف را با این رموز طبع خواہم کرد حضرتِ ایشان فرمودند: تحقیق کہ ما کردہ ایم، بیانِ آن نوشتہ بہ شما می دہیم تا کہ شما با حائل شریف طبع کنید و باز حضرتِ ایشان

به همان وقت اعلان نمودند و مولانا مولوی سید عبدالجلیل درج ذیل بیان تحریر نموده به حکیم صاحب دادند۔
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - آمَّا بَعْدُ - واضح باد که اساتذہ ماکہ در سلسلہ قراتِ ماندگوار اند و قرآن مجید از ایشان به ما
 رسیده است بمنجملہ ایشان شیخ الاسلام زکریا انصاری و امام جزری و امام ابو عمرو دانی، ہر سہ ائمہ برین اوقاف
 کہ ماذکر کردہ ایم اتفاق دارند یعنی اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و اوقافِ حسنہ، مطابق تحقیق ایشان مانوشہ
 ایم، مگر بعضی جابر اصول و قواعد ایشان قیاس کردہ وقف جائز زیادہ کردہ ایم۔ مثلاً، الزَّجَاجَةُ کَأَنَّهَا کَوْكَبٌ
 دُرِّيٌّ۔ در اینجا اوقاف جائز نوشتیم زیرا کہ جملہ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ، صفت، یا حال، یا متعلق بہ زجاجة
 یُکَوِّبُ دُرِّيٌّ نیست، پس کَوْکَبٌ دُرِّيٌّ را موصول خواندن با یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ لازم نہ شد، ازین
 سبب بر کوب دُرِّيٌّ وقف کردن جائز شد۔ ہر گاہ شیوخ ما وقف لازم و وقف مطلق را بیچ ذکر نہ می
 کنند بلکہ بہ خلاف آن می گویند۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ ذَوَقٍ وَجَبَ وَلَا حَرَامٌ غَيْرُ مَالٍ سَبَبٍ

یعنی در قرآن هیچ وقف لازم نیست و نہ هیچ وقف حرام است۔ الی آخرہ۔ و اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و
 اوقافِ حسنہ را ثابت می کنند و در اشاعت این وقوف کتابہا تصنیف کردہ اند، پس ما شاگردان را مناسب
 نیست کہ مخالفات ایشان کنیم و وقوف لازمہ و وقوف مطلقہ را ثابت کنیم و استعمال کنیم و وقوف تامہ و
 وقوف کافیہ و وقوف حسنہ را بگزاریم و ترک کنیم، کسی کہ انصاف دارد و مرتبہ امام جزری، و امام ابو عمرو دانی را
 می داند و خدشہاے قرآنیہ ایشان را می شناسد و رسالہ شیخ الاسلام را و منار الہدی را می فہماید این تحقیقات
 را کہ در بارہ وقف کردہ ایم پسند خواهد کرد و السلام علی من اتبع الہدی۔

أَمَرَ بَكْتَبَهُ الْعَبْدُ الطَّالِبُ مِنْ رَبِّهِ أَنْ يَدْخُلَ فِي عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ الْخَيْرِ الْفَارُوقِيُّ النُّقْشَبَنْدِيُّ الْحَنْفِيُّ غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ وَذُنُوبَ آبَائِهِ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِمَا وَالْيَهُ
 يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ تَاسِعَ شَهْرِ رَجَبِ الْاَوَّلِ سَنَةِ اَلْفٍ وَثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَمَانٍ وَعِشْرِينَ مِنْ هِجْرَةٍ
 سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چند سال حضرت ایشان در تحقیق اوقاف سعیہا کردہ اند۔ عاجز یاد دارد کہ جماعتی

تدریس و حلقہ

از علماء بمصاحف شریفہ را و بروئے خود نہادہ حسب ہر بیت حضرت ایشان
 تا از تمام، یک از کافی، ح از حسن، و ح از جائز، می نوشت، از ساعت نہ صبح تا ساعت دوازدہ، بلکہ بعد
 ازین ہم مشغول این کاری بود۔ این جماعت سعد آری بہ ظاہر احوال اوقاف مبارکہ را می نوشت لیکن بہ باطن

طے مدارج قرب می نمود، و رفقاء پاک نہاد ایشان کہ از دولت علم ہی دامن بودند پس پشت ایشان دائرہ در دائرہ نشسته لطف ہای رمی داشتند و سفر اقبایے بادۂ وحدت نوشیدہ از دنیا و مافیہا بے خبری گشتند۔ در سفالین کاسہ زندان بخواری منگرید کین عزیزان خدمت جام جہان بین کردہ اند قدسیان بے بہرہ اند از جرعت کاس الکرام این تطاول بین رہا عشاق مسکین کردہ اند علاوہ از صحیحین حضرت ایشان درس شاطبیہ شریفہ نیز دادہ اند در ۳۳۴ھ و قتیکہ حضرت ایشان در ریاست رامپور بہ ایالت حکومت انگلیسیہ نظر بند بودند۔ یہ مولوی وحید اللہ خاں و مولوی سردار احمد مجددی و مولوی نظام الدین درس شاطبیہ دادہ اند و در کوئٹہ بلوچستان قاری نیاز احمد سالہا سال در ماہ مبارک رمضان بہ این سعادت مشرف شدہ اند حضرت برادر کلان و جناب مولانا مولوی محمد عمر باقاری نیاز احمد و سبق شریک بودند و این عاجز نحو میر و بر خے از کافیہ لابن الحاجب و رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ، و کیفیت تحقیق و تدقیق و تدریس حضرت ایشان را در یافتہ۔ عاجز یقین دارد کہ از حضرت ایشان یک کتاب در یک فن برائے فتح باب آن فن کافی و وافی بودہ۔ و سبق رقعات عالمگیری دارائے کیفیات عجیبہ می بود، روزے در سبق آمد آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است حضرت ایشان دوسہ بار تکرار این جملہ کردند و بعد از چند دقائق فرمودند: "حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ از جد کلان شما حضرت عروۃ وثقی و فرزند ایشان حضرت سیف الدین بیعت بودند و صاحب نسبت و ولایت بودند" از تدریس حضرت ایشان معلوم می شد کہ آنجناب مالک آن فن اندہ ہرگونہ کہ می خواہند بیان می کنند مؤلف سیر الکاملین نوشتہ: "و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند" جناب مؤلف رحمۃ اللہ قطعاً درست نوشتہ، ممکن است کہ دے احوال تدریس ایشان را دیدہ باشد۔

بیان اکلیل

روزے حضرت ایشان ذکر مولوی عبدالحق الہ آبادی کردند کہ مہاجر و شیخ الدلائل مکرمہ بودند۔ و فرمودند مولوی صاحب در تالیف اکلیل علی مدارک التنزیل مصروف بودند۔ من مطالعہ بعض تحریرات ایشان کردم و بہ مولوی صاحب گفتم مولوی صاحب شما الکتفایر نقل عبارات علماء می کنید و از خود بیان و تحقیق نہ می کنید، باید کہ تحقیقات خود را ہم بیان کنید۔ مولوی صاحب از خلفائے عالی قدر حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودند نشست ایشان در حرم محترم نزد بیت اللہ مبارک متصل بہ رکن شامی می بود۔ عجب مرد پاک طینت بودند۔ بہ خلیفہ خود مولوی نور محمد بہرائچی فرمودند: در ہندوستان یک مبارک ذات حضرت شاہ ابوالخیر است کہ ایشان را مثیلہ نیست: "رَحِمَہُ اللہُ وَ رَحِمَیْ عَنہُ۔" سیر سلوک | سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ، کمافی الصبحین۔ مثال ہم نشین نیک بہ مثل بردارند۔

مشک و ناخ گیر است۔ بردارندہ مشک یا ترازان مشک قدرے بخشش می کنند یا تو از دے مشک می خری یا بوی خوش ازان مشک بہ تومی رسد۔ و از دمنده کورہ آہنگران یا جامہ ہائے ترامی سوز دیا بویے بد از دے بہ تو خواہد رسید یعنی صحبت صالح سراسر خیر و برکت است شیخ سعدی رحمہ اللہ معنی این حدیث شریف را بہ وجہ خوب نظم کردہ و گفتہ :-

گلے خوشبوے در حمام روزے رسید از دست محبوبے بہ دستم
بد و گفتم کہ مشکلی یا عبیری کہ از بویے دلا ویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدّتی با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد و گر نہ من ہماں خالم کہ ہستم

حضرت ایشان از یوم ولادت تا یوم وفات والد بزرگوار خود ہر وقت دہر آن از نسبات فیوض رحمانیہ و نفحات نفوس قدسیہ مستفید بودند بویے مشک ل آذین دل و دماغ ایشان را معطر ساختہ بود و چون وقت آن رسید کہ وجود مبارک ایشان سراسر مشک گرد تا از بویے خوش ایشان چار اطراف عالم معطر گردد۔ پروردگار اسباب آن پیدا کرد۔ روزے در اول وقت پیشین در کوٹہ بہ این عاجز فرمودند روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد رانشستہ یافتیم۔ چون از تحیہ سلام و تقبیل ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان بہ من گفتند بر خور دار وقت کار ہمین روز ہا است۔ باید کہ علم آبا و اجداد خود را حاصل کنی۔ ارشاد مبارک ایشان را تاثیر عجیب بود۔ من بہ ذکر شریف مشغول گشتم۔ و دیگر مشاغل را ترک دادم۔ حتی کہ حضرت والد ماجد بہ جائے تشریف می بردند و اصحاب آن جا استفسار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ ایشان بہ کسب علم باطن مصروف اند۔ این بیان ارشاد کردہ بہ عاجز فرمودند۔ اے زید تو ہم بہ علم باطن خود را مشغول کن۔“

تحریر مبارک در شبے از ساں ہزار و سہ صد و چہل حضرت ایشان قدس سرہ در خانقاہ شریف حلقہ می فرمودند حکیم فرید احمد عباسی آمرو ہوی عرض نمودند۔ اگر از احوال کسب سلوک آگاہ فرما بید برائے مایان مشعلے بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ کاغذ و قلم دوات بیارید و بہ مجرد یادداشت خود بہ فارسی درج ذیل بیان را ملائم نمودند۔

”یوم جمعہ اول ماہ صفر ۱۲۹۴ھ بہ حضور ایشان مشرف شدم (یعنی بحضور حضرت والد) تعلیم مراقبہ احدثیت و اسم ذات از قلب و نفس و دو ہزار و از سائر لطائف یک یک ہزار نفی و اثبات یازدہ صد و دو ساعت انتظار فیض و دو رکعت اشراق و دو رکعت صلاۃ الاستخارہ اول النہار و

چار رکعت چاشت و مداومت نمودن سورۃ یاسین صبح و شام و صییت فرمودند و تاکید همه امور کردند و ارشاد شد کہ موسم کار ہمیں روز ہا است، ہر کارے کہ مانع این کار ہا باشد از جملہ لہو و لعب است۔ وَكَانَ ذَلِكَ۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ۔ و در رمضان سنہ مذکورہ مراقبہ معیت عنایت شد و در شوال ۱۲۹۵ھ ہما دست بہ مراقبہ اقریت سر فراز کردند و در اوسط ذی القعدہ سنہ مذکورہ قبل از انتقال خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ امر بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران نمودن۔ صبح و شام حضرت ایشان حلقہ خود می کردند۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

واقعة وصال حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ واقع شد۔ و در صفر سن مذکور مراقبات لطائف خمسہ تعلیم فرمودند، علیحدہ علیحدہ فیض گرفتہ مراقبہ کنند و در بہانہ اتفاق سفر طیبہ واقع شد، برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، در ان جا حلقہ می شد و عم بزرگوار جناب حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ موجود بودند و بہ عنایات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدم و در شعبان سنہ مذکورہ مراجعت واقع شد۔ فرمودند ترا محمدی المشرب یافتہ و تعلیم دائرہ ثانیہ ولایت کبری نمودند۔ و در رمضان سنہ مذکورہ بردائرہ ثالثہ عنایتہا فرمودند۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة۔

و در ابتداء سال یک ہزار و دوصد و نود و ہفت بہ حلقہ مغرب و توجہ دادن مریدان در مسجد الحرام امر فرمودند و در اوسط ماہ صفر از سنہ مذکورہ مراقبہ ولایت علیا کہ ولایت ملائکہ کرام است تلقین فرمودند۔

قوت حافظہ

عاجز گوید، واقعاتی کہ چہل و شش، و چہل و پنج سال قبل گزشتہ بودند۔ حضرت ایشان مِنْ غَيْرِ رُؤْيَا وَادْنَى تَمَهَّلٍ بایمان روز و تاریخ و سال ذکر نمودند حکیم فرید احمد و دیگر کسانے کہ حاضر بودند از قوت حافظہ حضرت ایشان متعجب بودند۔ عاجز گوید..... کہ در امور دینیہ و احوال یقینیہ کیفیت حضرت ایشان بہ ہمین طور بودہ کہ ہر امر و ہر حال در حافظہ حضرت ایشان ثبت بودہ چونکہ توجہ ایشان بہ این امور بالکلیہ بود و فراموشی را گنجائش نہ بودہ۔ در مشکاوت احمد و بہقی نقل کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَ لِسَانَهُ صَادِقًا وَ نَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَ خَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَ جَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَ عَيْنَهُ نَاطِقَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَتَقْمِخُ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمِقْرَةٌ لِيَأْيُوعِيَ الْقَلْبُ وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا۔ یعنی یقیناً فلاح و رستگاری یافت کسی کہ دل اورا اللہ تعالیٰ برائے ایمان خالص کردہ است۔

(یعنی در دل سے غیر از ایمان چیزے دیگر را آمیزش نیست) و دل اور از آفات سالم گردانیدہ (یعنی غیر از امور یقینیہ دیگر امرے رادروے گنجائش نہ ماندہ) و زبان اور راست گو و نفس اور مطمئنہ و خلقت اور درست و راست و گوش اور شنوا و چشم اور بینا گردانیدہ، اَمَّا الْاُذُنُ فَيَقْمَعُ۔ و ہرچہ گوش است پس و قمع است یعنی قیف است۔ کہ از جانب فراخ و از دیگر جانب تنگ می باشد، و ذریعہ رسانیدن اشیائے سیالہ در مرتبانہا و بوتلہا می باشد، چونکہ کلمہ حق بہ واسطہ گوش بہ دل می رسد۔ مثابہ قمع است و وے قیف قلب است۔ وَاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَدَّرَةٌ لِّمَا يُوعَى الْقَلْبُ، و ہرچہ کہ چشم است پس وے قرار دہندہ آن چیز است کہ دل آن را نگاہ می دارد۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاَعْيَا۔ بہ تحقیق نجات یافت کسیکہ قلب خود را واعی دارد یعنی فلاح یافت کسیکہ کلمہ حق راد دل خود محفوظ دارد۔

قلب مبارک ایشان برائے ایمان و کلام حق خالص شدہ بود۔ برائے چیزے دیگر دروے گنجائش نہ بودہ، ہرچہ در راہ حق پیش آمدہ بود۔ در خانہ دل محفوظ بود لہذا عند الکتابہ حاجت بہ یادداشتہ و تفکرے نہ بودہ۔

سُرْعَتِ سَبْرِ سُلُوكِ | سُرْعَتِ سَبْرِ سُلُوكِ حضرت ایشان را باید دید کہ در اول امر، ابتدائے سلوک از لطائف سبعة کردہ اند، یعنی از لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق۔ کسانیکہ از راہ درسم سلوک واقف اند می دانند کہ ابتدائے کار از لطیفہ قلبی می باشد، و در ہزاران یکے پیدامی شود کہ بالطیفہ قلب، بقیہ لطائف اربعہ از لطائف عالم امر نیز جاری شوند۔ و کسیکہ لطیفہ نفس وے نیز ذکر شود از اقل قلبیل و از نوادر است، این گونہ شخص در قدم اول دائرہ عالم امکان را قطع کردہ، در حدود ولایت صغری قدم نہادہ است۔

عمر ہا باید کہ تا یک بندہ صاحب کمال بایزیدے در خراسان یا اولیس اندر قرن مخفی نہ ماند کہ بیان حضرت ایشان را دو نفر نوشتہ بودند، یکے حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی و دیگرے مولوی بخش اللہ دہلوی، چونکہ بیان حضرت ایشان بہ فارسی است، لہذا جزوی اختیلا در تحریرات واقع شدہ، اگر از یکے لفظے ساقط شدہ دیگرے نوشتہ، مثلاً یکے نوشتہ "و در ہماں ماہ اتفا سفر طیبہ واقع شد، در آن جا حلقہ می شد" و دیگرے بعد از واقع شد، اضافہ "برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ" کردہ، حق تعالی ہر دو پاک نہاد ادا در اجرا و ہر کہ این بیان را محفوظ کردند۔

امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست

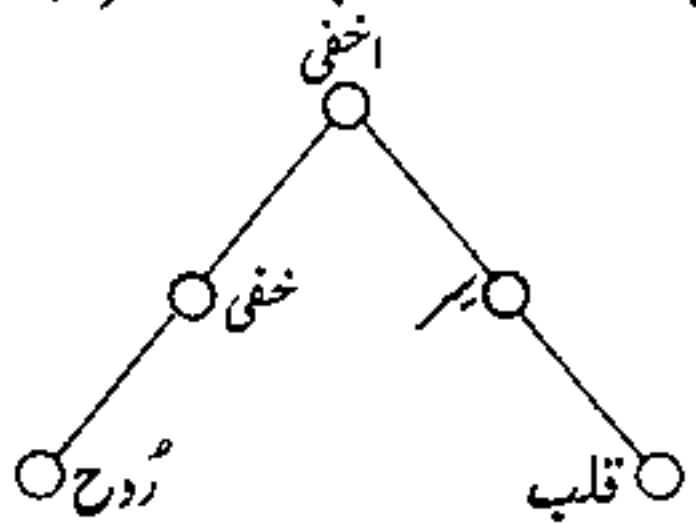
سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ | حضراتِ کرام قدس اللہ اسرارہم واقاض علیہما من برکاتہم بیان سلوکِ مجددیہ بر وجہ اتم در رسائل خود کرده اند۔ حضرت شاہ ابوسعید

رسالہ "ہدایۃ الطالبین" و حضرت شاہ احمد سعید رسالہ "اربع انہار" و حضرت شاہ رؤف احمد رسالہ "مراتب الوصول" بہ کمال تحقیق و تدقیق نوشتہ اند، و این عاجز کہ

خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دل است خاکِ پائے رہِ روانِ کابل است
بر نخے از کلامِ حضراتِ برداشتنے بہ مناہج السیر و مدارج النجی، موسوم کردہ کہ مرۃ بعد آخری طبع شدہ در نیجا بہ صورت اختصار می نویسد۔ واللہ الموفق و المعبود۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ عالم امکان دو حصہ دارد، یکے عالمِ اُمُرد و دیگرے عالمِ خلق، از فرش تا آخر عرش عالمِ خلق است و بالائے عرش عالمِ امر و ہر چہ در عالمِ خلق است و بر اصلے است در عالمِ امر، چون پروردگار جلّت حکمتہ ارادہ فرمود کہ عالم و عالمیان را پیدا کنند تا معرفت وے خلاّق را حاصل شود، نمود این عالم شد، ارادہ فرمود کہ بہ مخلوقے تفویضِ امانت نماید، بیچ مخلوقِ تاب و تحملِ امانت نہ داشت۔ چنانچہ تخلیق اشرف الکائنات بہ وجود آمد تخلیق وے از اجزائے ہر دو عالم شدہ: پنج از عالمِ خلق کہ باد و آب و آتش و خاک و نفس اند، و پنج از عالمِ امر کہ روح و سر و خفی و اخفی و قلب اند۔ لطیفہ نفس از لطائفِ عالمِ خلق و لطیفہ قلب از لطائفِ عالمِ امر بہ منزلہ معجون اند کہ از لطائفِ اربعہ آخری بہ ظہور آمدہ اند۔ لطیفہ قلب اصلِ لطیفہ نفس است۔ لطیفہ روح اصلِ لطیفہ باد و لطیفہ سر اصلِ لطیفہ آب و لطیفہ خفی اصلِ لطیفہ آتش و لطیفہ اخفی اصلِ لطیفہ خاک، و فرمودہ اند نورِ قلب را دست و نورِ روح سرخ و نورِ سر سفید و نورِ خفی سیاہ و نورِ اخفی سبز و نورِ اُمُرد اند کہ این لطائفِ خمسہ مبارکہ از درجاتِ ولایت پنج درجات اند، ہر درجہ موصول الی اللہ و زیرِ قدم یکے از انبیاء الواعزم است، لطیفہ قلب زیرِ قدم حضرت آدم علیہ السلام است و لطیفہ روح زیرِ قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام، و لطیفہ سر زیرِ قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام و لطیفہ خفی زیرِ قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام و لطیفہ اخفی زیرِ قدم سر دارِ کل کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سالکانِ راہ طریقت اگر چہ از لطائفِ خمسہ ذکر شریف می کنند اما مشاربِ ایشان مختلف است۔ ہر سالک بہ یکے ازین لطائفِ خمسہ مناسبتے و ارتباطے می باشد۔ کسے کہ مناسبت بہ لطیفہ قلب دارد ویرا آدمی المشرب گویند و کسے کہ بہ لطیفہ روح دار ویرا ابراہیمی المشرب و صاحبِ سرِ اموسوی المشرب و صاحبِ خفی را عیسوی المشرب و صاحبِ اخفی را محمدی المشرب گویند، و فرمودہ اند اصل مقام

این لطائفِ خمسہ فوق العرش است و اینہا مجلی و مصفی و منور بوده اند حق تعالیٰ اینہا را در ساحتِ سینہ جائے دادہ، قلب را زیر پستان چپ بہ فاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو، و روح را زیر پستانِ راست بہ فاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو، و سر را بہ محاذاتِ پستانِ چپ بہ جہتِ وسطِ سینہ، و خفی را بہ محاذاتِ پستانِ راست بہ جہتِ وسطِ



سینہ، و اخفی را در وسطِ سینہ۔ ابتداءً ذکر از لطیفہ قلب است و باز از روح، باز از خفی، باز از اخفی۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می فرمودند کہ در بست و چہار ساعتِ شب و روز بست و چہار ہزار بار ذکر شریف کردن ضروری است و می فرمودند، اگر سالک بہ کمال جمعیت و عاجزی تا چہل روز ذکر شریف بست و چہار ہزار بار ہر روز بکند آثار را در یابد و لازم است کہ بہ اکلِ حلال و صدقِ مقال متصف باشد و از صحبتِ جلسِ سُورِ خود را نگاہ دارد کہ دے مثلِ کیرِ حداد است کہ اخبارِ الصادقِ المصدوق صَلَّوْا تِلْکَ اللّٰہِ وَسَلَامٌ عَلَیْہِ۔

بعد از تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالمِ امر بہ تصفیہ و تزکیہ لطائفِ عالمِ خلق مشغول می شوند و ابتدا از لطیفہ نفس می کنند کہ محلِ آن در وسطِ پیشانی است۔ چون این لطیفہ ذکر و شاغل می گردد۔ ذکر شریف از لطیفہ قالبیہ می کنند کہ آن را سلطانِ الاذکار می نامند تا آنکہ ہر جزو بدن بہ نامِ پاک پروردگار گویا شود۔ درین مقام سالک از سرودنِ شَیْءٍ اِلَّا بِسْمِ اللّٰہِ بِحَمْدِہِ آگاہ می گردد ہر صدائے کہ بہ گوش دے می رسد، چہ صریرِ ہوا و چہ زیر آب و چہ شورِ آتش و چہ آوازِ طیور و وحش و چہ صدائے رعد و برق، ذکرِ الہی معلوم می شود۔

کسانے کہ یزداں پرستی کنند بہ آوازِ دولاہ مستی کنند

باید دانست کہ لطیفہ نفس چون بہ ذکرِ پروردگار انس پیدا می کند از آمارگی بہ کمائینت می رسد تا آنکہ سر او را یَا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً می گردد۔ آن کہ از مقامِ خود نزول فرمودہ بر تختِ صدرِ اجلال می فرماید تا لطائفِ خمسہ عالمِ امر بہ اصولِ خود بہ پیوندِ برو جاہائے فنا و بقا نبوشند، اصولِ لطائفِ خمسہ تجلیاتِ صفاتِ الہیہ اند۔ فنائے لطیفہ قلب در تجلیاتِ افعالِ الہیہ می باشد و بقایش آن کہ افعالِ خود را و افعالِ جمیع ممکنات را ناشی از فعلِ حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ روح در تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ صفاتِ خود را و صفاتِ جمیع ممکنات را صفاتِ حق تعالیٰ می بیند، و فنائے لطیفہ سر در تجلیاتِ شیونات

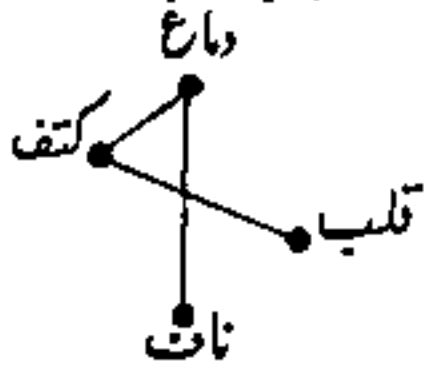
ذاتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ سالک خود را و تمام ممکنات را در ذات حق مستهلک و مضحک می بیند، و قنای لطیفہ خفی در تجلیات صفات سلبیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ از جمیع مظاہر تفرید جناب کبریا جل شانہ بیند، و قنای اخفی در تجلیات شان جامع الہیہ می باشد کہ جامع مراتب سابقہ است و بقایش آن کہ سالک متخلق بہ اخلاق الہیہ شود۔

حبذا قومی کہ داد بندگی را داده اند ترک دنیا کرده اند و از همه آزاده اند
روزها با روزها در گوشہ بنشسته اند باز شبہا در مقام بندگی استاده اند
طرفتہ العینے نہ بودہ غافل از حضرت دے سیلہا با این همه از چشم خود بکشاده اند
راحتے دیدند ذوقے یافتند از این و آن روز شب در کنج محنت بر سر سجاده اند
پیر انصاری تو میدانی کہ ایشان کیستند فرقہ بے کرو فر زمرہ دل سادہ اند

در وقت ذکر شریف رعایت نگہداشت و وقوف قلبی لازم است۔ طالب ساحت سینہ خود را از خطرات و حدیث نفس خالی کند و توجہ طالب بہ سوئے قلب باشد و توجہ قلب بہ سوئے پروردگار کہ مسمی بہ اسم مبارک اللہ است۔ چہ ذکر بہ رعایت نگہداشت و وقوف قلبی داخل حدیث نفس است۔ چون سیاہ غائیہ دل از برکت ذکر منوری شود شعلہ نور از قلب طالب بلند می شود، حضرات مجددیہ مظهریہ آن را فتح باب می گویند۔

بعد ازین تعلیم نفی و اثبات می فرمایند کہ با حبس دم مفید تر است از ناف کلمہ لا را کشیدہ از لطیفہ نفس گزرانید بہ اُم الدماغ برساند و از انجا برکت راست پائین آرد و از کتف راست بر لطیفہ اخفی و سرگزرانید

بر لطیفہ قلب ضرب رساند، ابتدا از سہ بار بہ یک نفس کند و تا بست و یک بار بہ یک نفس خود را رساند اگر ثمرہ ظاہر نہ شد باز ابتدا از سہ کند تا آن کہ ثمرہ ظاہر گردد۔ و اللہ کَطِیفٌ بَعْبَادِہ۔ چون ذرات تن بہ ذکر پاک رب العالین گویا شوند سالک در زمرہ الذاکدین اللہ کثیرا و الذاکرات داخل می شود، ویرا باید کہ دامن مراد از ان شکر تَمَّ لَا زَیْدٌ تَکْمُ پُر کنند حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم ویرا مشغول بہ مراقبات می کنند تا از گلستان عالم امر گل چینی کنند و باطن خود را مشابہ ملک سازد۔ ذرات خاک را منور ساختہ از فلک بگزارند۔ مراقبہ ماخوذ از رقوبت رقابت است بمعنی حفاظت کردن و انتظار کشیدن۔ و بہ اصطلاح حضرات مشائخ انتظار و ورود فیض از حضرت مبداء فیاض است۔ بہ اعتبار صفتی از صفات یا وجہ از وجوہ یا بدون اعتبار، بر لطیفہ از لطائف یا بر ہیندست وحدانی، بہ نوعی کہ خطرہ ماسومی را در حسریم دل جائے نہ باشد۔



از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ، استاد من در مراقبہ گریہ است۔ روزے گریہ را بر سوراخ موشتے نشسته دیدم بہ نوعی کہ از بدنش موے را حرکت نہ بودہ من از احوالش در تعجب ماندم کہ از غیب در گوشم صدائے رسید کہ اے پست ہمت، در مقصود و مطلوب خود کمتر از گریہ مباش۔ ازان پس در مراقبہ افتادم۔

یارب ز رہ راست نشانے خواہم از بادہ آب و خاک جانے خواہم
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی در شکر گزاریت ز بانے خواہم

حضرت امام ربانی مجتہد و منور الفی ثانی قدس سرہ
راہ سلوک ہفت قسمت است

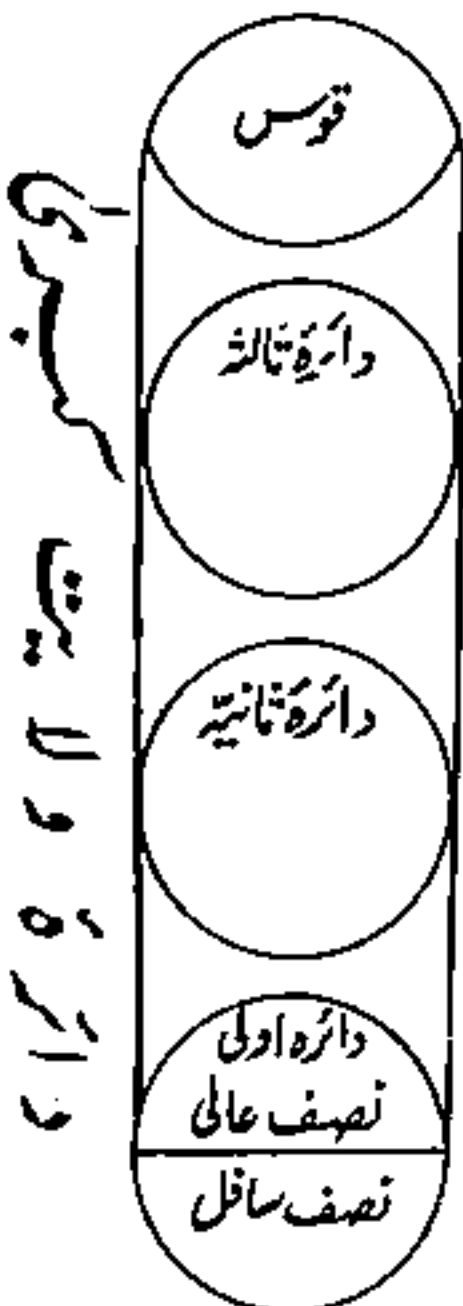
بہ دائرہ تعبیر فرمودہ اند۔ چہ دائرہ را نہ نشان ابتدا است و نہ نشان انتہا، ہر حصہ دے از بلندی و پستی بے پروا است، نہ ہمین وارد و نہ بسیار۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قسمت اول دائرہ امکان است و این دائرہ دو حصہ دارد۔ از عرش تا اسفل سافلین عالم خلق است۔ و این عالم نیز بہ دو قسم منقسم است۔ از عرش تا شمار دنیا قسمی است و آن را عالم ملکوت گویند و از زیر آسمان دنیا تا اسفل سافلین قسم دیگر است کہ دیرا عالم ملک گویند، و ہر چہ فوق العرش است آن را عالم امر گویند، حقائق و اصول تمام ممکنات و ارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد۔ و تعلق عالم ارواح و عالم مثال بہ ہمین عالم است، و این عالم نور است، این عالم از مقام اصل لطیفہ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفہ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔

دائرہ امکان یک مراقبہ دارد کہ آن را مراقبہ احدیت گویند۔ سالک متوجہ می شود۔ بہ ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است۔ و مورد فیض یعنی جائے ورود فیض لطیفہ قلب است۔ قسمت دوم دائرہ ولایت صغری است کہ دائرہ ظلال تجلیات اسماء و صفات است و مراد از ظل ظہور شے است در مرتبہ دوم یا سوم یا چہارم یا در مراتب آخر مثلاً صورتی کہ در آئینہ ظاہر شدہ ظل است و الا قال المرکما قال الحضرة الامام الربانی قدس سرہ۔ ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد را چہ گونه ظل باشد، درین دائرہ یک مراقبہ است کہ آن را مراقبہ معیت خوانند۔ سالک بہ ذات پاک ہُو مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ متوجہ می شود۔ و ورود فیض بر لطیفہ قلب است۔

قسمت سوم دائرہ ولایت کبریٰ است۔ و این دائرہ تجلیات اسماء و صفات است۔ و دائرہ ولایت حضرات انبیا است علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔ و قتیکہ آن حضرات علیہم السلام بر این مقام فائز می شدند بوقت ایشان ظاہری شد، چون سالک به این مقام می رسید حضرات مشائخ ویرا اجازت ارشادی دہند۔ درین دائرہ از ظل اثر نیست، و سکرو غیبیوت را گنجائش نہ، و این دائرہ مشتمل است بر سہ دوائر و یک قوس، ابتدا از دائرہ اولی می کنند و درین دائرہ مراقبہ اقریبیت است،



سالک به آن ذات پاک کہ فرمودہ *نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ* متوجہ می شود و می گوید کہ فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ بہ ما از رگ جان ما قریب تر است۔ مورد فیض لطیفہ نفس است مع لطائف خمسہ۔ درین دائرہ لطائف خمسہ را عروج تام حاصل می شود، در نصف سافل سیر در تجلیات اسماء و صفات زائدہ و در نصف عالی سیر در تجلیات شیونات اعتبارات می شود۔ و در دائرہ دوم و سوم و در قوس مراقبہ محبت می کنند۔ مفہوم۔ *يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ* را سالک

در لحاظ می دارد یعنی فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ وے مرادوست می دارد و من ویرا دوست می دارم و مورد فیض لطیفہ نفس است۔

و قسمت دوم کہ دائرہ ولایت صغریٰ بود مراقبہ معیت است رغبت معیت مشعر بہ اتحاد است، لہذا داران دائرہ اظہار اسرار توحید وجودی می شود و در قسمت سوم کہ دائرہ ولایت کبریٰ است۔ در اوّل دائرہ وے مراقبہ اقریبیت است کہ مشعر بر اثنینیت می باشد، چہ کمال قرب در دوئی است، درین جا اسرار توحید شہودی منکشف می شوند و باز سالک قدم در شاہراہ محبت نہادہ از کیفیات دنی *فَتَدَلِّي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ* حظہا می بردارد، و طریقہ مراقبہ در دائرہ دوم و سوم و قوس آن است کہ سالک خود را بہ خیال در دائرہ یا در قوس داخل می کند و آن دائرہ بہ منزلی قرص آفتاب و قوس بہ منزلی نیم قرص آفتاب بر سالک ظاہری شود۔ حصہ را کہ سالک قطع می کند نورانی ظاہری شود و باقی حصہ کہ ہنوز قطع نہ شد مثل قرص آفتاب ہنگام کہ سوف بے نور ظاہری شود۔ و از ابتدائے ولایت کبریٰ مورد فیض لطیفہ نفس می باشد و معاملہ فیض بہ دماغ متعلق می باشد، و تا قتیکہ معاملہ فیض بہ دماغ تعلق دارد، باید دانست کہ معاملہ ولایت کبریٰ بہ انجام نہ رسیدہ است،

[illegible]

قسمت چہارم دائرۂ ولایت علیا است کہ ولایت ملا را علی و مبادی تعینات ملائکہ کرام
است علیہم السلام درین موطن سیر و تجلیات اسماء صفاتیہ الہیہ می باشد کہ گاہے بہ تجلیات ذاتیہ ہم مشہود
می گردد۔ در ولایت کبری سیر سالک در تجلیات صفات بود کہ سیر مظاہر اسم الظاہر است و درین موطن سیر
سالک در اسماء صفاتیہ است کہ سیر در مظاہر اسم الباطن است مثلاً سیر در علیم و قدیر، زیرا کہ
ذات او تعالی در پردہائے اسماء و صفات باطن است۔ فالسیر فی العلم سیر فی الاسم الظاہر و السیر فی تعلیم
سیر فی الاسم الباطن، چون سالک بہ آخر این موطن می رسد و دوبار وے قوی برائے طیران عالم قدس پیدا
می کند، درین موطن مورد فیض عناصر ثلاثہ باد و آب و آتش اند۔ و حضرات مشائخ سالک را بہ مراقبہ اسم
الباطن نیز مشغول می سازند۔

قسمت پنجم دایره کمالات ثلاثه یعنی دایره تجلیات ذاتیه الهیه است. درین موطن سه دایره اند، دایره کمالات نبوت و دایره کمالات رسالت و دایره کمالات الو العزم و درین دایره ثلاثه منشأ فیض ذات بخت است. و مورد فیض در دایره کمالات نبوت لطیفه خاک و در دایره کمالات رسالت و در دایره کمالات الو العزم هیئت وحدانی سالک است که از مجموع عالم خلق و عالم امر ناشی گشته مع بذار نیس همه عنصر خاک است.

پایدار نیست بعد ازین راه سلوک برد و شعوب است۔ یکے را معبودیتِ صرفہ کہ آن را حقائقِ الہیہ گویند، و دیگرے را لاتعین و حضرتِ اطلاق کہ آن را حقائقِ انبیار گویند۔ از مشائخ کرام

بعضے حقائقِ الہیہ را اولاً اختیار می کنند و بعضے حقائقِ انبیاء را مسلوبِ قییم طریقہ احمدیہ مجددیہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ۔ اولاً اختیار حقائقِ الہیہ است لهذا عاجزاً و لاحقاً حقائقِ الہیہ را بیان می کند و باز حقائقِ انبیاء را۔ و باید دانست کہ منشأ فیض در جمیع این مقامات ذاتِ بحت و مورد فیض ہیئت وحدانی سالک است گمانی دائرہ کمالات رسالت و دائرہ کمالات اولی العزم۔

قسمت ششم حقائقِ الہیہ۔ و این قسمت چار و دو دارد، (۱) دائرہ حقیقتِ کعبہ (۲) دائرہ حقیقتِ قرآن (۳) دائرہ حقیقتِ صلاۃ (۴) دائرہ معبودیتِ صرفہ۔

قسمت ہفتم حقائقِ انبیاء و این قسمت شش و دو دارد (۱) دائرہ حقیقتِ ابراہیمی (۲) دائرہ حقیقتِ موسوی (۳) دائرہ حقیقتِ محمدی (۴) دائرہ حقیقتِ احمدی (۵) دائرہ حُبِ صرفہ ذاتیہ (۶) دائرہ لاتعلین و حضرت اطلاقِ جَلِّ مَجْدُہ۔

اے برادر بے نہایت در گہ نیست ہر چہ بردے می رسی بردے نیست

رابطہ مخفی نہ ماند کہ در سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ رابطہ را مدخلی است عظیم اے صورتِ خیالِ مرشد را در مدیر کہ خیالِ خود محفوظ داشتن حضراتِ مشائخ فرمودہ اند۔ آب در جو بہ مددیاری روزِ تنہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و تنہا رابطہ بار عایتِ آدابِ صحبتِ البتہ موصل است۔ بے رفیقہ ہر کہ شد در راہِ عشق ؛ عمر بگزشت و نہ شد آگاہِ عشق حق تعالی فرمودہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ۔ حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ می فرماید کینونت عام است و صحبتِ ایشان بودن کینونت ظاہری است و در خیالِ ایشان ماندن کینونت معنوی است۔ عاجز گوید حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می کردند می فرمودند کَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ۔ و ترمذی روایت این مبارک دعا کردہ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِي حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ۔ الخ۔ محبت از تباط قلب را گویند۔

بہ چہ تسکین دہم این دیدہ و دل را کہ ملاک دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از ہند بن ابی ہالہ کہ از احوالِ کرامِ ایشان بود وصف و شامِلِ مبارکہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پرسید لَانَّهُ كَانَ وَصَافًا عَنْ حَلِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حضرت حسن می فرمود۔ اَنَا اَشْتَهِيْ اَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا اَتَعْلَقُ بِهِ۔ ملا علی قاری بیانش بہ این لفظ کردہ۔ اَتَعْلَقُ بِهِ اَيُّ اَتَشَبَّثُ بِذَلِكَ الْوَصْفِ وَاَجْعَلُهُ مَحْفُوظًا فِيْ خِزَانَةِ خِيَالِي۔

از دل بروکن این غم دنیا و آخرت یا خانه جائے رخت بود یا خیال دوست
عنایت شاہ عبدالغنی | در ہزار و نو و پنچ در عشرہ دوم از ماہ ذی القعدۃ غم بزرگوار حضرت
 والد ایشان محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی سرعۃ سیر و
 کمالات ایشان را دیدہ ام بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران طریقت نمودند چنانچہ حلقہ صبح و شام حضرت والد
 ایشان می کردند و حلقہ ظہر تفویض بہ حضرت ایشان شد۔

برکاتِ طابہ طیبہ | بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ وفات حضرت شاہ عبدالغنی شد و نکاح دختر
 ایشان بود حضرت ایشان بہ ماہ صفر ۱۲۹۶ھ درین سلسلہ بہ مدینہ منورہ
 تشریف بردند تقریباً شش ماہ در ان دیار مبارکہ قیام فرمودند حضرت ایشان در حرم نبوی علی
 صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ حلقہ می فرمودند روزی مصروف حلقہ و مراقبہ بودند کہ غم اصغر ایشان آمدند
 و احوال مبارکہ ایشان دیدہ بہ مواجہہ مبارکہ رفتند و عرض صلاۃ و سلام کردند جناب سالت
 مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند برو و از جانب من چادر خود را بہ برادر زادہ خود پہوشان۔ و بگو کہ
 بہ ہندوستان سفر بکنید چنانچہ غم بزرگوار ایشان نزد ایشان رسیدہ چادر خود را بہ ایشان پوشانیدند
 و ارشاد نبوی بہ ایشان رسانیدند۔

روزے حضرت ایشان بہ بعض افراد فرمودہ بودند چون این حکم بہ بندہ رسید از ہجران
 آن بقعہ مبارکہ بسیار متالم گردیدم و بہ این احوال بہ مواجہہ شریفہ رفتم و بعد از عرض صلاۃ و تحیۃ از
 در ہجران بیان نمودم۔ ارشاد شد رفتن شما بہ ہندوستان بہتر است۔ آنجا ضرورت شماست۔

فَإِنْ قَالَ لِي مَتَّ مَتَّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

حضرت ایشان از احوال و کیفیات خود و از فیوضات و عنایات بنویس علی صاحبہا
 اَلْفَ صَلَاةٍ وَتَحِيَّةٍ حضرت والد بزرگوار خود را بہ تفصیل می نوشتند چنانچہ والد بزرگوار ایشان
 بہ برادر زادہ خود حضرت شاہ محمد معصوم مکتوبی بہ چہار شنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ نوشتہ اند
 عاجزان مکتوب را در احوال مبارکہ ایشان نقل کردہ در ان از فیوضات و برکات و عنایات اشرف
 الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم مذکور است و نیز تحریر است: "اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان راقا مدہ
 بسیار بہ زودی میسری شود"

مراجعت بہ مکہ مکرمہ | حضرت ایشان از امور یقینیہ باقیہ دامن مراد پُر کردہ بہ خدمت
 حضرت والد محترم در ماہ شعبان رسیدند حضرت والد بزرگوار

ایشان را بشارت دادند کہ شمارا محمدی المشرب یافتم و حلقہ مغرب نیز حوالہ ایشان نمودند، کمالاتِ حضرت
ایشان را دیدہ حضرت والدِ بزرگوار مُنْشَرِحَ الصَّدْرِ، مُطَهِّرَ الْبَالِ، قَرِیرَ الْعَيْنِ شدند و مُلْصِقِینِ رَا حَوَالِہِ اِیْشَانِ کردند
در احوالِ مبارکہ حضرت والدِ بزرگوار ایشان عاجز رسالہ عربی را نقل کردہ، در آن سا
نوشته است۔ مَا مَعْنَاهُ، کہ حضرت والدِ بزرگوار ایشان را علالتِ شدیدہ در پیش
آمد، حضرت عمہ محترمہ نیز بیان این علالت می کردند می فرمودند کہ مرض بہ نوعِ شدت اختیار کرد کہ کسی را
امید شفا نہ ماند۔ این مرض از ۱۲۹۴ھ پیشتر بود کہ ہنوز حضرت سیدی الوالد ہمہ تن متوجہ بہ علمِ باطن
نہ شدہ بودند۔ از مرضِ حضرت والدِ بزرگوار، حضرت ایشان بسیار مضطرب و متألّم شدند، تا لَمْ جگر پارہ
خود را دیدہ حضرت والدِ بزرگوار بہ ایشان فرمودند شما غمگین نہ شوید، درین مرض موت مرا نیست،
حضرت ایشان خیال کردند، شاید حضرت والدِ بزرگوار برائے تسکینِ خاطر من یا از وجہ شدتِ مرض از
قبیلِ ہجر چیزے فرمودہ اند، اندیشہ ایشان را حضرت والدِ بزرگوار دریاقتند و فرمودند نزد من حضرت
والدِ بزرگوار آمدہ بودند۔ من عرض کردم کہ خواہش دارم کہ نزد شما برسم۔ فرمودند، سنے، ہنوز شمارا تربیت
یکے کردن است۔ مؤلف رسالہ نوشتہ۔ الْمُرَادُ مِنْ ذَالِکَ الْوَاحِدِ هُوَ تَجَلُّهُ الْكَرِيمُ۔ یعنی، ظاہر است
کہ مراد از آن یک فرد، فرزندِ عزیز ایشان است۔

عاجز گوید، راست است۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ اَقْدَر۔ برائے مراد ان و محبوبان
پروردگار خود اسبابِ سعادتِ مہیامی کند۔ چہا رسالہ بودند کہ در حرمِ محترم نبوی عَلَی صَاحِبِہِ اَلْفُ
اَلْفِ صَلَٰةٍ وَنَجِیۃٍ وَاخِلِ سَلْسِلَہِ عَالِیَہِ اُولِیَآئِہِ کَا مَلِیْنِ شدند و بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند،
و بہ والدِ بزرگوار ایشان گفتہ شد کہ ہنوز تربیتِ یک فردِ مُنْتَظَرِ باقی است۔ و فخرِ خاندانِ حضرات
شاہِ عبدالغنی برائے حلقہ و توجہ یاران امر کردند و قطبِ زمان حضرت شاہ محمد منظرِ ردائے خود را بہ فرما
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایشان را پوشانیدند۔ و از الطاف و غنایاتِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم برومند شدند چون ہمتِ خود را بہ لُحَیّ سلوک برگاشتند۔ بمنزلہِ یَکَادُ زَبْنُہَا یُضْیِیْ وُلُوْ
لَمْ تَمْسَسْہُ نَاسٌ، نُوْرٌ عَلَی نُوْرِہِ بودند و در اَوّٰلِ قَدَمِ دَاوِرَہِ امکان را قطع فرمودند۔ فَنَالَ
مَا نَالَ وَفَازَ عَلَی مَا فَازَ وَاللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّذِیْبُ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از معمولاتِ خود کہ اندران آیام داشتند برورقِ سادہ
لاَحَہِ عَمَلِ از مجلہ دلائلِ الخیراتِ نوشتہ اند، عاجز آن را نقل می کند۔

بیدار شدن قبلِ تحریم و چند رکعت خواندن، پس اِز ان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار

با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن بعد از ان در حرم یاد کر کردن یا بہ حلقہ رفتن و بعد از شروق دو رکعت خواندن بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ و احیائے غزالی رحمہ اللہ و نفحات عارف جامی رحمہ اللہ و طریقہ محمدیہ برکوی رحمہ اللہ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خوردہ برائے قبیلوہ نزد حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد از زوال خواندن و سنت قبلانیہ نیز گزارہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ باتکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن و بعد از آن شش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم بالکمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

روزے حضرت ایشاں قدس سرہ فرمودند کہ ما احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ از شیخ الاسلام سید احمد دحلان خواندہ ایم۔

حضرت ایشاں ذکر تحریم کردہ اند۔ در حجاز مقدس از صد ہا سال مروج بود کہ بہ یک ساعت قبل از صبح صادق مؤذنین از سر منار صلاۃ و سلام بہ آواز بلند می خواندند و آگاہ می کردند کہ وقت تہجد شدہ است۔ و این را تحریم می گفتند، نجدیہ و ہابیہ این را بدعت دانستہ بند کردند۔ و بعد از مدتی برائے تہجد نیز اذان را رائج کردند۔ حالاً جائے تحریم تاذین گرفتہ تحریم عملی محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و تاذین عمل مدعیان سنت تِلْكَ الْاَيَّامُ نَذَاوِلُهَا يَبِئْنَ النَّاسُ۔

رونق بزم صاف کیشاں در مکہ مکرمہ جناب حاجی امداد اللہ شیخ طریقہ چشتیہ و مولانا سید حبیب الرحمن و مولانا رحمۃ اللہ و مولانا عبدالحق الہ آبادی

خلیفہ شاہ عبدالغنی و بعض دیگر یک باطن افراد بودند کہ احیاناً بہ یک جا جمع می شدند و حضرت جد امجد قدس سرہ نیز درین مبارک محفل شرکت می کردند چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ محلی بہ علم ظاہر و منہج بہ اسرار باطن شدند درین مبارک محفل شریک می شدند۔ اگر گفتہ شود کہ وجود حضرت ایشاں بہ منزلیہ شمع بود برائے این بزم صاف کیشاں، درست باشد۔ اگر وقت نماز می رسید و این بزرگواران بہ جائے می بودند، حضرت ایشاں را برائے امامت می گفتند چنانچہ حضرت ایشاں امامت می کردند حاجی صاحب مولانا حبیب الرحمن و دیگران حنپہا می برداشتند۔ این بزرگواران احیاناً لو گفتہ اشعار خود را می خواندند حضرت ایشاں نسبت بہ دو شعر خود کہ در دو غزلہائے متفرق واقع اند می فرمودند کہ از استماع این شعر حاجی صاحب رالطف زیاد حاصل شد کہ اشبہ بہ صورت وجد بود۔ چونکہ ہر دو شعر

بہ زبان اردو اندازہً بیجہت بیان کردہ نہ شد۔

نماز شام | در مکہ مکرمہ یک بخاری قیام داشت کہ از مخلصین حضرت ایشان بود و بے بیان می کرد کہ روزے حضرت ایشان در جائے مہمان بودند چون بہ حرم محترم رسیدند

نماز جماعت شدہ بود۔ حضرت ایشان بہ جہت باب العمرہ جماعت ثانیہ کردند و در رکعت ثانیہ سورۃ اِیْلَاف خواندند، چون بہ قَلْبِ عُبْدُ وَا رَبِّ هَذَ الْبَيْتِ رسیدند چنان الوار و برکات را ظہور شد کہ مقتدریان تاب آن نیاوردہ بہ سجدہ افتادند۔ در جائے کہ حضرت ایشان امامت کردہ بودند آن بخاری نشان دادہ بود بہ یاد عاجز محفوظ است۔ اِشَادَۃً اِلٰی هٰذِہِ الْکَمَالَاتِ حضرت والد بزرگوار ایشان بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ کَمَا تَقَدَّمْ فِیْ اَحْوَالِہِ الْمُبَارَکَۃِ فِی الْمَلْکُوتِ بِمَحَادِیْ عَشْرَۃً بِسَبَبِ اَوْشَانِ سَخْتِمْ قُرْآنَ شَنِیدَنْ مِی شُو د و مردمان اہل ذوق و شوق حاضری شونند و نوشتہ اند۔ از شیخ ابو الخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و در شغل خود سرگرم اند۔

رحلۃ الہند | در احوال والد بزرگوار ایشان قدس الشہ اسرار بہ بیان شدہ کہ در اوایل ۱۲۹۴ھ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود سفر ہند اختیار کردند و تا اوایل

ماہ جمادی الآخرہ از راہ کلکتہ بہ رامپور رسیدند، بعد از شش ماہ بہ یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ حضرت والد بزرگوار ایشان رحلت فرمائے خلد برین شدند۔ عند الوفات بہ حضرت ایشان وصیت فرمودند کہ بر طریقہ مبارکہ حضرات کرام ثابت قدم باشید۔ متکفل شما پروردگار است۔ بہ کسے محتاج نہ خواہید شد۔ آن دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ یک مہینہ ہدیہ دادہ بود و من آن روپیہ را باز نزد وے امانت نہاد۔ در نکاح کرامت النساء صرف کنید۔ حضرت والد بزرگوار ایشان را بہ جزاین دو ہزار روپیہ از متاع دنیویہ چیزے نہ بود۔

کرامت النساء | برائے خدمت حضرت جد امجد قدس سرہ کسے از بازار کنیزے را خریدہ پیش کرد کہ کرامت النساء دختر آن کنیز بود۔ حضرت جد امجد می فرمودند من دخترے

نہ داشتم۔ پروردگار این دخترے بہ عنایت کردہ۔ حضرت ایشان کرامت النساء را بسیار عزیز داشتند۔ و دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ نزد پیش کنندہ ہدیہ محفوظ بود، برائے مصارف نکاح کرامت النساء مقرر فرمودند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ کرامت النساء از پدیشما سیزدہ سال خورد بود۔ گویا در ۱۲۸۵ھ ولادت کرامت النساء شدہ بود و عند ارتحال حضرت جد امجد کرامت النساء سیزدہ سالہ بود۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ مولوی عبید الرحمن معروف بہ مولوی سردار احمد مجذبی رامپوری

را در امپور بہ منزل اولاد عزیزی داشتند و ارادہ فرمودند کہ عقدِ نکاح کرامت النساء بایشان بکنند، لیکن ابوین سردار احمد این عقدِ زواج را خوش نہ کردند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند۔ وقتیکہ در خانہ کے رہا مند بہ عقدِ نکاح کرامت النساء شد، پدرشما نکاح دے بانیک عالم کشمیری کردند کہ از مخلصین ایشان بود، و بعد از چند وقت چون نیک عالم بر حقیقتِ حال آگاہ شد رقعہ نوشتہ زیر بالین نہاد و روپوش شد۔ در رقعہ نوشتہ بود کہ گمان می کردم کہ کرامت النساء نسباً مجددیہ است لہذا عقدِ زواج کردم و چون بہ حقیقت امر آگاہ شدہ ام روپوشی اختیار می کنم۔

تاییدِ بیانِ حضرت عمہ محترمہ از مکتوبِ محمد اصحاب الدین چٹگامی نیز می شود کہ از خلفائے حضرت ایشان است و در ۱۳۰۲ھ از چٹا گام مکتوبے ارسال کردہ، و در ان نوشتہ است۔ "حالِ جناب علی آفندی صاحب معلوم نہ شد کہ بہ خدمت شریف حاضر اند یا نہ، و ہم معلوم نہ شد کہ حالِ میان عبید الرحمن کہ باوئے تزویج عقیقہ مسلم شد یا نہ" اگر نیک عالم طلاق دادہ می رفت برائے حضرت ایشان قدس سرہ زحمتی پیدا نہ می شد۔ نیک عالم طلاق نہ داد و روپوشی اختیار کرد۔ لہذا کرامت النساء تائبہ ہمراہ حضرت ایشان قیام نمود و باز بہ وجہ نا ملائم جدائی اختیار نمود و فیما بعد حاجی عبدالغنی دہلوی را علم شد کہ نیک عالم در پنجاب قیام دارد چنانچہ ایشان بہ پنجاب رفتند و از نیک عالم طلاق نامہ حاصل کردہ بہ دہلی آمدند و فیما بعد بہ معاونت حاجی محمد اسحاق نکاح کرامت النساء با ڈاکٹر ولی اللہ صدیقی ساکن رٹول ضلع میرٹھ کردند۔ پروردگار کرامت النساء را فرزندے عنایت کرد کہ نامش ابوالفیض بودہ۔ وفات ابوالفیض در حیات والدہ خود بعد از قیام مملکت پاکستان در کراچی شد۔ ایشان را یک پسر ابونصر محمد عزیز است۔ سَلَّمَہُ اللہُ وَحَفِظَہُ۔

بعض مفسدین بعد از وفات حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعض مفسدین کرامت النساء را الہ کار خود ساختہ فتنہ برپا کردند کہ کرامت النساء دختر حضرت صاحب است ویرامیراث می رسد۔ حجتِ این گروه رسالہ "ہدیہ احمدیہ" بودہ کہ احمد ابوالخیر العطار الملکی در ۱۳۱۳ھ تالیف کردہ و در ۱۳۱۳ھ در مطبع انتظامی کانپور طبع شدہ۔ درین رسالہ کرامت النساء را دختر حضرت سیدی الوالد ظاہر کردہ۔ برائے نا فہمان ابن رسالہ حجتی می توان شد لیکن کسانے کہ بہ احکام شریعت واقف اند می دانند اثبات نسب بہ نوشتن دیگران نہ می شود بلکہ اقرار والد لازمی است۔ حضرت سیدی الولد قدس سرہ بہ کسی نہ فرمودہ کہ کرامت النساء دختر من است۔ بلکہ از حضرت سیدی الوالد میزاعظم خاں پسر خداداد خاں در کوٹہ و صدر الدین کیفی غازی پوری در دہلی استفسار اولاد کردند۔

حضرت ایشان فرمودند کہ سہ دختر و سہ پسر دارم و بازار نامہ ہائے ہمہ آگاہ کردند و حضرت ایشان قبل از وفات خود یہ یک سال قیالہائے جائداد بہ چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شاہ سرودھنوی و شیخ غلام احمد ہانسوی دادند فرمودند جائداد مرا بہ نام اولاد یا کنیہ و نام مایان سہ برادر و سہ خواہر بیان فرمودند۔ بعد از چند روز چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ بہ کرامت النساء چیزے دادہ شود یا نہ حضرت ایشان فرمودند کہ کرامت النساء را از میراث ماچہ واسطہ۔ و کہ می گوید کہ دے دختر ما است۔ دے دختر کنیرے است۔ تا ماہ رجب ۱۳۳۹ھ مایان برادران و خواہران را علم نہ بود کہ کرامت النساء وجود دے دارد۔ و نہ گاہے حضرت سیدی الوالدیہ مایان فرمودہ کہ کرامت النساء خواہر شما است۔ کرامت النساء را فرزند دے بود کہ از حضرت برادر کلان یک دو سال کلان بود۔ در ۱۳۳۹ھ و در ۱۳۴۰ھ چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ لیکن اندرون خانہ قدم نہ نہاد۔ جناب ہمیشہ گان و حضرت والدہ صاحبہ از دے پردہ می کردند۔ اگر کرامت النساء دختر حضرت ایشان بودے۔ جناب ہمیشہ گان خالہ دے می بودند و خالہ را پردہ نیست۔ یکے از مخلصین قدما کہ ہمہ نوائے مفسدین شدہ بود۔ رونے باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ دے گفت۔ آیا از زبان حضرت صاحب شنیدہ ئی کہ کرامت النساء دختر من است گفت۔ این سخن نہ شنیدہ ام۔ عاجز گفت۔ اگر کرامت النساء دختر حضرت صاحب بودے، ہمیشہ گان پردہ نہ کردے۔ آن مرد پیر رحمہ اللہ چون این سخن شنید گفت من غلط کردم کہ از وجہ رسالہ ”ہدیہ احمدیہ“ ہمہ نوائے دیگران شدم و شمایان را پریشان کردم۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرِضِی عَنہُ۔

کرامت النساء حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را آزارے شدید رسانیدہ بود لہذا از لطیفہا و عنایات حضرت ایشان محروم ماند۔ چونکہ پروردہ و تربیت یافتہ حضرت جد امجد قدس سرہ بودہ از نسبت شریفہ معری نہ بود، در اوائل شعبان ۱۳۴۹ھ این عاجز ہمراہ حضرت برادر کلان نزد کرامت النساء در کراچی رفتہ بود۔ بہ دوران کلام حضرت برادر کلان حدیث مبارک خواندند۔ کرامت النساء حظہا برداشتند۔ بعد از دو سال بہ وقت صبح صادق روز پنجشنبہ دہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۵۱ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۶۱ء) بہ عمر نود و ہفت سال در کراچی رحلت نمود۔ عَفَرَ اللہُ لَہَا وَ رَحِمَہَا وَ رَضِیَ عَنہَا۔

وفات حضرت والد و دو خطوط | بہ روز یکشنبہ دوم محرم ۱۳۴۸ھ حضرت پدر بزرگوار ایشان قدس سرہ سفر آخرت اختیار فرمودند۔ کما تقدم البیان

فی احوالہ المبارکۃ۔ حضرت ایشان مکتوبے بہ حضرت العم حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ نوشتہ اند۔ صرف حصہ اولش محفوظ ماندہ و آن حصہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ به خدمت شریف جناب عمومی صاحب، مخدوم مکرم قبلہ اعظم
دل بہ چاہ ذقن افتاد حریفان مددے یوسفم گم شدہ ارواح عزیزان مددے
بلے چو فضل الہی طیب من گردد۔

و مکتوبے بسیادت و معارف دستگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی کہ از اجل خلفائے مجدد
ایشان بودند قدس اللہ اُسرا رہما نوشتہ اند۔ اصل خط نزد فضائل و سیادت پناہ سید ابوالحسن ندوی
موجود است۔ ایشان نقل آن گرامی نامہ بہ عاجز دادہ اند کہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی۔ از ابوالخیر
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جَعَلَهُ اللّٰهُ
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَكَثَرَ اَمْثَالَهُ دَبَّارُكَ فِیْ عُلُوْمِهِ وَمَعَارِفِهِ وَنُجْمِهِ، السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ
وَبَعْدُ، فَلِلّٰهِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلٰی مَا اَبْلٰی۔ ہر چند این مصیبت عظمی
فوت چنین مربی و مرشد شفیق و عاشق و معلم مرہمے و داروئے نہ دارد۔ می دانم کہ تالیپ گور این داغ
مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہور داند و دل را
بہ تصور صورت مبارکہ خور سندی دارم۔ اِنَّا لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ مَلِكًا دَعْبُودِيَّةً وَاَنَا اِلَيْهِ رَاْجِعُوْنَ۔ بعد چہ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ در ان عالم قدس مہوسی حاصل خواہد شد رَحِمَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَاَكْرَمُ نَزْلَةٍ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْکٍ مُّقْتَدِرٍ وَرَضِیْ عَنْہُ وَاَرْضَاهُ وَاَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ فِیْضَاتِہِ وَبَرَکَاتِہِ۔ عنایت نا
رسید شرفہا بخشد جزا کما اللہ خیراً۔ در عین حیات قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب
گرامی رسیدہ بود، لیکن بہ سبب اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد، بعد وصول
مکتوب سامی حضرت ایشان رحمۃ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی
بہ خانہ ما ہم بیائی۔ لیکن میان معصوم مارانہ گزاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند۔ انتہی کلام
الشریف عقد نکاح فقیر با دختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصف ماہ گزشتہ جمادی الاولیٰ شد و
وداع در آخرین ماہ قصید دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند
نہ پریشانی، باقی احوال مستوجب حمد الہی است، ختمہا صبح و شام خواندہ می شود، و قصید جرین ہمنوز میج
مہموم نیست، ہر چہ مرضی مولانا از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعید از
محبت نیست۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوبُ اِلَیْکَ۔

حدر فی ۱۲ جمادی الآخرۃ یوم الدیوع (الاربعاء) ۱۲۹۸ھ از رام پور متصل قلعہ
ازین مکتوب گرامی تابید بیان حضرت عمہ محترمہ شد کہ در بیان آثار سعادت گزشتہ کہ والد بزرگوار ایشان
عاشق ایشان بودند چہ حضرت ایشان صراحت تحریر می فرمایند: فوت چنین مرتبی و مرشد شفیق و عاشق! الخ
و ازین مکتوب گرامی معلوم شد کہ عقد زواج اول در وسط ماہ جمادی الاول
۱۲۹۸ھ با محترمہ عارفہ بنت حضرت شاہ محمد معصوم و حضرت امۃ الجمیل

عقد زواج اول

و بعد از چہل روز در او اخر ماہ جمادی الآخرہ وداع شد۔ در ہندوستان بعض اوقات این صورت
پیدامی شود کہ نکاح می کنند لیکن دختر را بعد از مدتی بہ خانہ زوج می فرستند۔ و ازین مکتوب ظاہری شود
کہ ازین عقد نکاح حضرت سیدی الوالد قدس سرہ چندان مطمئن نہ بودند۔ لہذا بہ حضرت سید نوشتہ اند
دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند نہ پریشانی۔“

از لطن محترمہ عارفہ پروردگار حضرت ایشان را در ظرف چہار سال سہ بنات، عابدہ، صابرہ،
کاملہ عنایت فرمود۔ اگرچہ ہر سہ در ایام رضاعت رحلت کردند۔ مع ہذا در طبائع زوجین توافق نہ بود
لہذا بعد از چند سال جدائی واقع شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى قَدْرًا۔

از روزی کہ حضرت ایشان متوجہ بہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ
شدند از جمیع مشاغل اعراض نمودہ مصروف کار شدند۔ اندران

قیام در دہلی و سرہند

ایام حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ می فرمودند ہر کراہیضہ قابلیت بہ صحبتہائے مختلف فاسد
شد، تدبیر کار او دشوار است، تجزہ بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است بہ اصلاح نہ می آید۔

تجزہ صحبت عاشقان مستان میستند در دل ہوس قوم فرومایہ مبتند
ہر طائفہ ات بہ جانب خویش کشد چغندر سوئے ویرانہ و طوطی سوئے قند

می فرمودند۔ دور افتادگی ہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند بہ اختیار بار، بخود زیادت
می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست، می فرمودند، عادت انس می شود و انس طبیعت، سالک
ترک نوافل عبادت گاہ گاہ از برائے ترک استیناس روا است۔ می فرمودند شیخ ابو سعید
ابوالخیر قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ اغباب الزیارة مع حضور القلب خیر من دوامہا بلا
حضور۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را ابو ہریرہ را رضی اللہ عنہ فرمودند: زُرْ غُیْبًا
تَزِدُّ حُبًّا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت۔ یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم، اگرچہ
اظہار کمال محبت خود کرد، اما اگر متابعت امر کردے بہتر بودے۔“

سبحان اللہ چہ معارف بیان فرمودہ اند۔ کسے کہ در صد تحصیلِ این گونه معارف باشد و پیرا
به خوش و قلیبہائے دوستان و صحبتہائے بے فکران چہ ارتباط خواهد بود۔ در رامپور اجتماع صاحبزادگان
زنده دل و خوش طبع بود۔ حضرت ایشان متلاشی سوختہ دلان و جگر ایشان بزدند کہ۔ لَوَاقَسَمَ عَلٰی
اللّٰهِ لَا بَدَّۃَ۔ مصداقِ حالِ ایشان بُود۔ و طلبکار کجے بودند کہ بہ ذکر و فکر خود مشغول گردند۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ وزہائے ہوئے

لہذا از برائے دریافتِ این گونه احوال حضرت ایشان بہ خانقاہ ارشاد پناہ دہلی تشریف می آوردند
و از اوقاتِ خود بیشتر را درین جادو ذکر و فکر بہ سرمی بردند، در مکتوباتِ شریفہ حضرت ایشان مکتوبے است
بہ نام سیادت و معارف پناہ سید عبداللہ زوادی خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ انوارہما
کہ تعلق بہ آوردن شیخ احمد بہار الدین دارد۔ ازین مکتوب گرامی کیفیات و احوال حضرت ایشان ظاہری شود
حضرت ایشان درین مکتوب یک شعر نوشته اند کہ نزد عاجز خلاصہ تمام مکتوب است، کہ
دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن کہ ساک را زیان دارد مقالاتِ خرد مندی

حضرت ایشان در ظرف چہار سال (تاجہادی الاولیٰ ۱۲۰۳ھ) دوبار بہ سر ہند شریف رفتند و
آنجا تقریباً چہل روز یک بار و یک ماہ بار در قیام فرمودند۔ از فیوضاتِ حضراتِ اجدادِ کرام لطفہا
برداشتند و جامعے را بہ فیوضاتِ الہیہ سرشار کردند۔ از اوراقِ قدیمہ نامہائے بعض افراد معلوم شدہ تذکاراً
نوشتہ می شود۔ شیخ عبدالرحمن عرف غلام بھیک مخدومی، شیخ محمد معصوم مخدومی، حاجی عبداللہ،
پیر جی حسین شاہ عرف سوندھے شاہ منتظم آستانہ عالیہ حضرت مجدد قدس سرہ و متولی آن بقعہ مبارکہ،
عبدالشکور خان، قادر بخش کشمیری، اللہ بخش، احمد بخش، نبی بخش، خدا بخش، مولا بخش، پیرا بخش،
حکیم عبدالسبحان، شیر خان، اعظم خان، محمد حسین خان، حافظ غلام رسول ویران، حافظ محمد وزیر خان و وزیر
شاگرد ویران، قدرت اللہ، فیض اللہ، برکت اللہ حاجی محمد سرہندی، محمد اصحاب الدین چاک گامی و غیرہ
اصحابِ لدین مدتے در خدمت حضرت ایشان ماند و کسب سلوک کردہ بہ خلافت و اجازت ممتاز
گشتہ بہ وطن مراجعت کرد و خلقے را وابستہ سلسلہ عالیہ فرمود۔ در اولادِ معنوی ان شار اللہ بیان ایشان
فی الخاتمہ خواهد آمد، و حافظ غلام رسول ویران شاگرد خاقانی ہند استاد ذوق بودہ، چون داخل سلسلہ
عالیہ شد، سلسلہ پیران طریقت را بہ فارسی نظم کردہ، تعدادِ ابیات یک صد و ہشتاد و چہار است،
شش ابیات کہ در ابتدائے ”ذکرِ خیر“ نوشتہ شدہ از کلام ایشان است، ابتدائے نظم بہ این
دو شعر کردہ۔

الہی بہ حق رسول کریم کہ پابوس او گشت عرشِ عظیم
محمد کہ محمود دارد مقام محمد کہ هست انبیا را امام
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حافظ غلام رسول ویران در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
آرمیدہ است۔ قبل از وفات خود تاریخ وفات خود از "خاک سدہ خواجہ" استخراج کردہ کہ ۱۳۰۵ھ می باشد
حافظ محمد وزیر خان وزیر بہ خدمت حضرت سیدی الوالد قدس سرہ عریضہ بہ مکہ مکرمہ نوشتہ۔ و این کیفیت را
بیان کردہ۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى اسْتَادِهِ۔

ملاقات با سائین توکل شاہ

ملاقات حضرت ایشان با سائین توکل شاہ انبالوی شدہ
احوال سائین صاحب را دیدہ حضرت ایشان بسیار
خوش شدند و فرمودند سائین صاحب، این دولت از کجا فراہم کردہئی، سائین صاحب دست لیستہ
داشتک ریزان عرض کردند حضور، ہرچہ هست از خانہ شما است، سائین توکل شاہ خلیفہ ملا محمود جالندھر
والیشان خلیفہ ملا محمد شریف والیشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند، چند
سال می شود کہ مولوی احمد سعید فرزند عصمت اللہ سرحدی بہ عاجز گفتم کہ ملاقات حضرت ایشان با سائین
صاحب در انبالہ شدہ بود۔ عاجز گوید کہ غالباً ملاقات اول در سرہند شریف بودہ۔ و در سرہند شریف چند
نفر از انبالہ داخل سلسلہ مبارک شدند و این جماعت در سال ۱۳۰۵ھ حضرت ایشان را برائے چند یوم بہ انبالہ
برد مولوی سراج الدین در محلہ مفتی والا علاقہ سہ راہ بہرام خان، دہلی۔ قیام داشتند ایشان بہ سائین صاحب
کہ پیرو مشد ایشان بود مکتوبے نوشتند و از قصد حضرت ایشان بہ انبالہ تحریر کرد۔ سائین صاحب بہ مولوی
سراج الدین بہ اُردو و اَمَعْنَاہ نوشتند۔ اے ملا توجہ تعریف آفتاب می کنی حضرت ایشان بہ مثل آفتاب اند۔
مولوی سراج الدین رحمہ اللہ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ داشتہ بودند و بہ دوستان خود نشان می دادند،
از جواب سائین صاحب ظاہر می شود کہ ملاقات سائین توکل شاہ قبل از تحریر مولوی سراج الدین شدہ بود۔

معاودت بہ حرین شریفین

حضرت ایشان تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ بہ رامپور رسیدہ
بودند تقریباً پنج سال در رامپور و دہلی قیام فرمودند درین
دوران خط و کتابت حضرت ایشان با ملا محمد عثمان دامانی خلیفہ وجانشین جناب حاجی دوست محمد قندھاری
در امر خانقاہ ارشاد پناہ دہلی شدہ، چونکہ حیات ازدواجی حضرت ایشان خوشگوار نہ بود و بعد از ولادت
و خرنالہ کاملہ محترمہ عارفہ در خانہ ابوبین قیام داشت، حضرت ایشان قدس سرہ با کرامت النساء کہ در احوال
معلقہ بودہ قصد حرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً فرمودند، غالباً رفیق سفر

ایشان علی افندی بود۔ بہ اواخر ماہ جمادی الآخرہ حضرت ایشان بہ بمبئی روانہ شدند۔ نوبت اول ورود حضرت ایشان بہ بمبئی بود۔ نہ با کسی تعارف داشتند نہ از معترفین کے رفیق ایشان، البتہ آثار۔ سیماہم۔ فی وجوہہم من آثار الشجر۔ و مصداق۔ ہم الذین اذاروا ذکر اللہ از سیماے مبارک ظاہر بود۔ بر شمع فروزاں پروانہا از خود می ریزند و بوی گلہا دماغ را از خود معطر می کنند۔ فَمَا بِالْکُمْ اَيُّهَا الْاُخْوَانُ بِنُورِ اللّٰهِ وَاٰثَارِ رَحْمَتِهِ۔ لہذا جماعتی از پاک دلان بردست حق پرست در سلسلہ عالیہ داخل شدند ازین سعادت مندان حاجی محمد ایوب و محمد اسماعیل اند، این ہر دو افراد بہ ۲۵ ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مکتوبے بخدمت ایشان ارسال داشتہ اند، درین خط نوشتہ اند ”بعد از انفصال صحبت صوری دل بسیار مغموم و متفکر شد، گویا آدم از ملائک الامر و ضالۃ المومن مجور شدہ باشد۔ بعد عصر ارادہ کردیم کہ یک بار از مطالعہ آفتاب عالم تاب روئے انور و چہرہ منور کہ نقوش ماسوا از دیدش سوختہ شوند و جمال محبوب حقیقی بہ وساطت او دیدہ شود مشرف شویم لکن الگبوٹ روانہ شدہ بود بہ جز حسرت و غم بر غم، ہیچ حاصل نہ شد۔

فراقے کاقتدار دوران دوری بہ از وصل بدین تلخی و شوری

ایں خط در بارہ امرے ضروری بعد از روانگی جہاز بہ روز سوم نوشتہ شدہ است۔ لہذا حضرت ایشان قدس سرہ از بمبئی بہ جدہ بہ بیست و دوم رجب ۱۳۰۲ھ روانہ شدہ اند۔

نکاح دوم | در مکہ مکرمہ جناب امجد حسین ”شال والا“ صدیقی نسباً شاہجہانپوری و طنائہا جرمک و قیام داشتند، چونکہ تجارت شال می کردند مشہور بہ شال والا (صاحب شال) شدند، برادر خورد چون برائے زیارت نزد حضرتین جلیلین می آمد، استیذان بہ این شعری خواست۔

بر در آمد بندہ بگرنجتہ آبروئے خود ز عصیان رنجتہ

جناب امجد حسین را دخترے بود کہ ہاجرہ نام داشت حضرت سیدی الوالد طلبگار آن عقیقہ طاهر شدند۔ حضرات البون کریمین این رشتہ را بہ خوشی منظور فرمودند چنانچہ در آواخردی القعدہ یا اوایل ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ عقد نکاح شد۔

شوق زیارت | حضرت ایشان اندرین ایام مکتوبے بہ ملا عبدالحکیم کولابی نوشتہ اند کہ در مدینہ منورہ قیام داشتند دران مکتوب تحریر فرمودہ اند ”عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند۔ و نوشتہ اند۔ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ يَا رَسُولَ اللّٰهِ چشم رحمت بکشاسوئے من

مراجعت بہ ہند

حضرت ایشان حج ۱۲۰۵ھ کردند و کتابہا را نزد مولانا عبدالحق الہ آبادی شیخ دلائل حرم مکی و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ و سامان نزد مخلص خوقندی امانت نہادہ در اوائل ۱۲۰۶ھ یعنی در اوایل ستمبر ۱۸۸۸ء عن طریق البحر مع الہیہ محترمہ و یک دختر و سالہ کہ احمدی نام داشت و کرامت النصاراء از جہدہ بہ بمبئی روانہ شدند یک مخلص بخاری رفیق سفر بود۔ تقریباً دو ماہ در بمبئی قیام فرمودند۔ و جماعتی از آن دیار داخل سلسلہ مبارکہ گشت از آن جملہ حاجی عبداللہ عمر و طیب و ایوب کھڑی را عاجز دیدہ است۔ باوجودی کہ در امور دنیویہ مصروف بودند از نسبت شریفہ بے بہرہ نہ بودند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَ رَحِمَ جَمِیْعُ اِخْوَانِهِمْ وَ رَضِیَ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

خانقاہ ارشاد پناہ

حضرت ایشان قدس سرہ در اوائل ماہ ربیع الآخر ۱۲۰۶ھ از بمبئی بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدند۔ حضرت ایشان را علم بود کہ جد امجد ایشان خانقاہ شریف را حوالہ جناب حاجی دوست محمد رحمہ اللہ و قدس سرہ کردہ اند، چنانچہ حضرت شاہ محمد ظہر قدس سرہ در مناقب احمدیہ صفحہ ۲۴۱ نوشتہ اند: و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبده خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت واردین و چاروب کشی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند۔ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْاِسْتِقَامَةَ ۝

مولوی رحیم بخش

عاجز گوید مولوی رحیم بخش عجب مرد ولی و فرستہ خصلت بودند۔ نہ سال خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و در حیات پیرو مرشد خود در ۱۲۸۳ھ رحلت فرمودند۔ مزار مبارک ایشان بیرون محجر مبارک بہ جہت شرق متصل مزار پرنوار حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ است، شانزدہ سال می شود کہ عاجز فرش حوالی محجر شریف را درست می کرد۔ بہ جہت شمال متصل بہ قبر مولوی رحیم بخش یک قطعہ کلاں از سنگ خارا فرش شدہ بود۔ بہ روز شنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ (۸ نومبر ۱۹۵۸ء) مزدوران آل سنگ را از آنجا کشیدند۔ در اثنائے کشیدن این سنگ یک سنگ خورد جائے خود را گزاشت و در قبر مولوی صاحب بہ اندازہ بیضہ مرغ سوراخے پیدا شد۔ ازان سوراخ نفحات بوئے خوش بہ چہار اطراف منتشر شد۔ عاجز بہ جہت غرب محجر شریف استادہ بود۔ بہ فاصلہ نہ دہ گز، چون بوئے خوش شمید بہ جہت مزدوران رفت و از حقیقت امر آگاہ شد، بہ معمار گفت کہ قدرے از گل بردہ ان سوراخ بنہد۔ در مزدوران بعض افراد غیر مسلم بودند و از اظہار این کرامت متحیر ماندند۔ بلکہ یکے از ایشان بعد چند سال روزے بہ عاجز گفت کہ آن بوئے

خوش از یاد من نمی رود۔ صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ۔ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا۔ کسے سال وصالِ مولوی رحیم بخش از۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَافُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ برآوردہ است کہ ۲۸۳ھ می باشد وَهُوَ جَدُّ بِهَذَا التَّارِيخِ، رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ۔

شاه ولی النبی | بعد از وفاتِ مولوی صاحب جناب حاجی صاحب بہ مدینہ طیبہ خط نوشتند و از حضراتِ کرام مشورہ طلب کردند و بمشورۃ ایشان شاه ولی النبی مجددی رامپوری را برائے حفاظت خانقاہ شریف مقرر کردند، و تا وقتیکہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ در ۱۲۰۶ھ بہ خانقاہ شریف رسیدہ اند قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ کہ مدت بست و سہ سال می باشد۔

ملا محمد عثمان دامانی | وفاتِ جناب حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ بہ دوشنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ بودہ۔ ایشان را سہ خانقاہ بودہ، یکے در افغانستان، دوم در موسی زئی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان و سوم خانقاہ شریف دہلی۔ جناب ایشان قبل از وفات خود ملا محمد عثمان دامانی را جانشین خود منتخب کردند۔ چنانچہ تحریر فرمودند: مولوی محمد عثمان صاحب را سلمہ بہ خلیفہ و مسند نشین خود متولی خانقاہات و کتب و اسباب متعلقہ لنگر ساختم و بر اتّباع خود اتّباع او شان مقرر نمودہ ام۔ ملا صاحب سی سال بر مسند ارشاد فائز ماند و بہ سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ رحلت فرمودند۔ قَدْ سَمِعْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی بِسَرَّةٍ۔

آمد ملا عثمان | حضرت ایشان قدس سرہ را معلوم بود کہ تولیت و اختیار خانقاہ شریف بہ دست ملا محمد عثمان است لهذا حضرت ایشان پیش از سفر حجاز بہ ملا صاحب خطوط نوشتند ملا صاحب در آن روز ہا مریض بودند۔ در مکتوبہ نوشتہ اند: از نا فرجامی بخت خویش در موانع آفاقہ و نفسیہ در عہدہ تعویق و عقدہ سلب توفیق افتاد تا این کہ روز گزشتہ از غلبہ امراض و ضعف بُنّیہ بہ جہت حضور جماعت عامہ در مسجد خاص خانقاہ با اختصاص توفیق حضور نیافت۔ ادراک فیض حضور برکات ظہور ہموارہ غایتہ المامول و نہایت المسئول است و ہمیشہ با عجز و نیاز از درگاہ حضرت قاضی الحاجات کار فرمائے کار ساز خواہان، مگر بہ برکت دعوات اجابت التزام و توجّہات خاطر مکرمت ارتسام بہ حصول مقصود و نیل مطلوب مہر و خویش فائز و بہرہ مند گرد۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔ حضرت من۔ از توالی امراض قدیمہ و جدیدہ از توفیقات ظاہرہ و باطنہ محروم است اگر بہ دعائے شفائے عاجل و سلامت خاتمہ یابد و شاد فرماید از بندہ پروری و عنایت گستری بعید نیست۔ شاہان پر عجب گرینواز نگدارا۔ الخ۔ و چون از حجاز مقدس بہ نیت اقامت در خانقاہ ارشاد پناہ برگشتند مکتوبہ

بہ ملا صاحب ارسال فرمودند و دران مکتوب این شعر نوشتہ اند۔

ساقیا عشرت امروزہ بہ فردا مفلک یازد یوان قضا خط امانی بہ من آر

ملا صاحب در ماہ رجب ۱۲۶۴ھ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ کسانے کہ دران وقت حاضر بودند بیان این واقعہ می کردند۔ عاجز بیان حاجی محمد اسماعیل جوہری را قلم بند کردہ بود کہ نزد خانقاہ شریف دہلی سکونت داشتند و از مخلصینِ قدماہ حضرت ایشان بودند۔ گفتہ اند۔

ملا صاحب در پینس "سوار بودند، یعنی بر تخت روان کہ بر اکتاف رجال می باشند نشستہ بودند۔ و در معیت ایشان بہ اندازہ ہفتاد نفر بودند، بیشتر از ایشان رؤسائے ضلع بلند شہر ضلع علی گڑھ بودند۔ چون پینس بہ دروازہ خانقاہ شریف رسید۔ ملا صاحب از پینس برآمدند۔ سفید ریش، وضاح الجبین، تحیف البنیہ بودند، جناب حضرت صاحب در دروازہ استادہ بودند۔ چون نظر ملا صاحب بر جمال باکمال حضرت صاحب افتاد بے اختیار دستہائے ایشان بہ سوتے قدمہائے حضرت صاحب دراز شد۔ جناب حضرت صاحب ملا صاحب را ہر دو باز گرفتہ در برگرفتند و باز دست راست خود را بہ سوتے محجر شریف بلند کردہ فرمودند۔ ملا صاحب بلینید حضرات کرام چہ می فرمایند و باز ملا صاحب را با خود گرفتہ بہ محجر شریف رفتند۔

حق بہ حق دار رسید | چون از محجر شریف برآمدند ملا صاحب بہ حاضرین گفتند کہ این خانقاہ شریف راجد بزرگوار حضرت صاحبزادہ بہ خلیفہ اجل خود حضرت حاجی دوست محمد قندھاری را در ۱۲۶۲ھ دادہ بودند و حضرت حاجی صاحب بہ این فقیر دادہ اند۔ امروز این خانقاہ شریف را فقیر بہ صاحبزادہ صاحب می دہد، و باز ملا صاحب بہ حاضرین گفتند باید کہ شما بہ خدمت حضرت صاحبزادہ رسیدہ باشید۔

مراجعت شاہ ولی النبی و دشاہرہ | چون ملا صاحب خانقاہ شریف را بہ حضرت متصرف شدند شاہ ولی النبی بہ ریاست رامپور مراجعت نمودند۔ نواب کلب علی خان والی رامپور برائے مصارف خانقاہ شریف ماہانہ سی روپیہ ارسال می کردند، حضرت ایشان آن را قبول نہ کردند گویا بہ زبان حال شعر حضرت والد خود می خواندند۔

اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز کا درویش بر خدا باشد

آثار خلافت خاصہ | در حرم محترم نبوی عند المواجهتہ الشریفیۃ علی صاحبہما ألف ألف صلوات

و تَحِيَّۃُ حضرتِ جدِ بزرگوار ایشان بشارتِ خلافتِ خاصہ دادہ بودند۔ وقتِ در رسید کہ آن بشارت کو صُورِ النَجْمِ ظہور نماید۔ و ابتدائے آن از تعمیرِ خانقاہ شریف شروع شد۔

از روزے کہ جدِ بزرگوار حضرت ایشان قدم از خانقاہ شریف بیرون نہادہ بودند کہس بہ درستی و اصلاحِ عمارات نہ پرداختہ بود و قتی کہ حضرت ایشان تشریف آوردند نیم حصہ از بام مسجد شریف افتیدہ بود و آن نیم دیگر کہ باقی بود پُر خطر بود و در حجر ہائے خانقاہ شریف مردم فُتاق آباد بودند شاہ ولی النبی کہ اسم ہمسای بود بہ لین طبیعت مشہور بودند، لہذا نا اہلان جرأت پیدا کردہ بودند۔ روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ از مسجد شریف بہ خانہ می رتم۔ چون از نزد حجرہ گزشتیم آواز زنے بہ گوشم رسید چون دروازہ را وارد کردم دیدم کہ زنِ فاحشہ نشسته است۔ من حجر ہائے خانقاہ شریف را از فاسقان پاک کردم۔ بعد از تطہیر خانقاہ شریف بہ تعمیر مسجد شریف مصروف شدند۔ ابتدائے کارِ تعمیر از چہارم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۳۵ھ شدہ و بہ پنجم محرم ۱۰۳۶ھ از تعمیر مسجد شریف و دیوار خانقاہ و حجر ہائے مسجد شریف فارغ شدند۔ تاریخِ تعمیر مسجد شریف چنین فرمودہ اند۔

تعالی اللہ! عجب مسجد بنا شد کہ شد اسلام را زو رونق تام

رقم زرخیر تاریخ بنائش عبادت خانہ پاکیزہ اسلام (۱۳۱۰)

اسلام الدین معمار در تعمیر مسجد شریف کار کردہ بود۔ می گفت حضرت ایشان از خانہ برآمدہ در صحن می نشستند و بہ ذکر و فکر خود مصروف می گشتند مزدوران و معماران در کار خود مصروف می بودند۔ گرد و غبار بر حضرت ایشان می آمد۔ از مخلصین کہس عرض می کرد۔ حضرت۔ این جا گرد می آید۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ تعمیر خانہ خدای شود۔ از گرد آن دل من خوش می شود۔ معماران و سنگتراشان خشت و سنگ را می تراشند۔ آوازے کہ از تراشیدن خشت و سنگ پیدای شود تسبیح پروردگار تعالی شنودہ می شود۔ عاجز گوید کہ در فصل دوم رشحاتِ نوشتہ۔ منتسبانِ خواجہ عبدالخالق رَوَّح اللہ تعالی رَوَّحہ کہ در بازار ہامی روند ہمہ آواز ہادر گوش ایشان ذکر می آید و غیر ذکر هیچ چیز نہ می شنوند و در مبادی حال ذکر چنان غالب شدہ بود کہ از ہر باد و از ہر آوازے کہ بہ گوش می آمد ذکر شنودہ می شد۔ حضرت ایشان قدس سرہ بر طریق و روشِ حضراتِ خواجہا قدس اللہ اسرار ہم بودند و اسرار۔ تَسْبِيْحُ اللّٰہِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْہِنَّ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يَسْبِيْحُ بِحَمْدِہِ وَاَلْحَمْدُ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ بر ایشان مکشوف شدہ بود چنانچہ از تسبیح ہر آواز حظہا بر میداشتند۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

صحن مسجد شریف چہار صنف داشت و در باقی حصہ حوض بود حضرت ایشان حوض را پر کردہ

صحن مسجد را وسیع کردند و محضر شریف و مزارات مبارکہ را نو تعمیر کردند۔ تسبیح خانہ را نہایت عالی شان ساختند۔ چون کہ این مبارک مکان مسکن حضرت شاہ غلام علی و فیما بعد جائے حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و مولوی رحیم بخش و شاہ ولی النبی بودہ و این بزرگواران درین مکان حلقہ و توجہ می کردند لهذا حضرت کرام این مبارک مکان را تسبیح خانہ می گفتند۔ حضرت ایشان احترام تسبیح خانہ می کردند و گاہے کفش پوشیدہ در آن مکان نہ رفته اند۔ دامن برہنہ پامی رفتند و در حیات مبارکہ ایشان کسے را بارانہ بود کہ کفش پوشیدہ در آن مکان داخل شود۔ وَمَا أَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

برزینے کہ نشانے کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود
و محضر شریف را بہ طرز جمیل بسیار خوب ساختند و یوار و جالیہا از سنگ باسی است و فرش و تعویذات از سنگ مرمر۔ در ۱۳۳۳ھ از محضر مبارک و در ۱۳۳۱ھ از تعمیر تسبیح خانہ فارغ شدند، این تعمیرات عالی شان را دیدہ این شعر بہ یاد می آید۔

چو فتر اندر لباس شاہی آمد بہ تدبیر عبید اللہی آمد

جماعت معاندین و مفسدین | حضرت ایشان قدس سرہ بہ تطہیر قلوب و تعمیر خانقاہ مصروف بودند و معاندین و مفسدین در ایذا رسانی، چنانچہ جماعتی از اشرار در خانقاہ شریف داخل شدہ یار محمد ولد مرزا خروئی را زد و کوب کردند۔ یار محمد بہ عاجز می گفت من تنہا بودم و ایشان بیشتر از پانزدہ نفر بودند۔ یار محمد زخمی شد و چند روز صحت فراموش بود، یکے از مفسدین کہ حبیب بخش نام داشت در محکمہ دعویٰ دائر کرد کہ یار محمد مرارزہ است۔ این واقعہ از ۶ جنوری ۱۹۱۲ء است (۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ) و بہ ۱۳ فروری ۱۹۱۲ء (۱۷ شعبان ۱۳۳۱ھ) حاکم بہ برات یار محمد فیصلہ کرد۔ وَخَسِرَ هَٰذَا لَئِیْلٌ مُّبِطِلُونَ۔

فتویٰ الکفر | چون معاندین و روسائے خود کا میاب نہ شدند ایشان اشاعت یک فتویٰ کفر کردند کہ حضرت ایشان قدس سرہ العیاذ باللہ کافر اند، روزے حضرت ایشان فرمودند کہ نزد من حکیم عبد المجید خان (برادر کلان حکیم محمد اجمل خان) آمدند و افسوس گنان بہ من گفتند کہ ملا فتویٰ کفر برائے شما دادہ اند۔ من بہ ایشان گفتم حکیم صاحب شما چرا رنجیدہ خاطر می شوید۔ آیا من بہ فتویٰ این دو پیسگی ملا ہا کافر می شوم چون حکیم صاحب کلام حضرت ایشان را شنید و استقلال و استغناء ایشان را ملاحظہ نمود در محبت و عقیدت مزید استوار شد و فی ما بعد قول والد بزرگوار خود حکیم محمود خان را نقل می کرد کہ ماصحابہ کرام رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم۔ البتہ احوال آن مبارکان شنیدہ ایم۔ اگر در این زمان کسے خواہش دید

آن احوال دارد به خانقاه شریف برود و احوال حضرت شاه صاحب و احوال مریدان ایشان را بسنگرد.
 رَحِمَهُ اللهُ وَرَاضَى عَنْهُ مَا أَحْسَنَ قَوْلَهُ -

فتنه قبر | چون حضرت سیدی الوالد قدس سره قصد تعمیر محضر شریف کردند مریدان مولوی رحیم بخش اصرار کردند که قبر مولوی صاحب که بیرون محضر شریف است در محضر شریف داخل کرده شود. حضرت ایشان

قدس سره فرمودند که مولوی صاحب خادم و محافظ خانقاه شریف بودند. خادم را در صنف مخدوم آوردن مناسب نیست. جواب حضرت ایشان را شنیده بعضی از مریدان گننام خطوط فرستادند و واجد علی خان رئیس بدها نسی و مدار المہام ریاست جے پور را طرف دار خود ساختند. چون حضرت ایشان را اطلاع برد سائیس ایشان شد فرمودند اگر ایشان می خواهند که بزرگتر بت مرشد خود تعمیر بن کنند خاک ایشان را از این جا ببرند و هر جائے که خواهند دفن کنند و بر سر آن عمارت بسازند. لیکن در خانقاه شریف ایشان را حق تصرف نیست.

غم مسجد شریف | چون واجد علی خان و رفقائے ایشان در سلسلہ قبر پیرو خود ناکام شدند استفتاء کردند که دروازه مسجد بستن و مردمان را از مسجد منع کردن چه حکم دارد و این استفتاء

از مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی کردند مفتی صاحب از آیت و مَن اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُدَّ كَذٰلِکَ فِیْہَا۔ استدلال کرده تسامعت این امر بیان کردند. واجد علی خان آن فتویٰ را در ذاک خدمت حضرت ایشان ارسال کردند. جناب مفتی محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ و رضی عنہ در ۱۳۸۳ھ به عاجز گفتند کہ من حسب معمول بہ خدمت بابرکت حضرت ایشان بعد العشاء حاضر شدم در آن وقت جناب مولانا سیف الرحمن صید مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد ششستہ بودند یک کاغذ در دست مبارک حضرت ایشان بود. نظر حضرت ایشان بر آن کاغذ بود و فرمودند: مفتی مظہر این مسجد بیت است. غیر ازین حضرت ایشان یک حرف نہ گفتند و حضرت ایشان داسما را مولوی مظہر می گفتند لیکن آن شب بہ مفتی مظہر یاد فرمودند چون حضرت ایشان این سخن فرمودند مرا آن استفتاء بہ یاد آمد کہ چند روز قبل واجد علی خان گرفتہ بودند و یقینم شد کہ واجد علی خان جواب مرا بہ حضرت ایشان ارسال کردہ اند. و بعد از ارشاد ایشان من در احوال خانقہ شریف و مسجد شریف نظر کردم و دیدم کہ مسجد شریف را خصوصی راہ نیست بلکہ راہ برائے دائرہ خانقہ است و از خانقہ بہ مسجد راہ می رود۔ لہذا این مسجد فی الواقع مسجد بیت است۔ کَمَا قَالَ حَضْرَتُهُ قَدْ سَمِعْتُهُ۔

گزارشتن زوجہ اولی | چون حضرت ایشان از حرمین شریفین تشریف آورده در خانقہ

ارشاد پناه مقیم شدند و ملا عثمان رحمۃ اللہ از موسی زئی آمدہ خانقاہ شریف حوالہ ایشان کردند۔ ایشان بہ امپور بہ حضرت ابن العم بہ حضرت بنت العم خطوط نوشتند کہ اگر دختر شما بیا بدین شہار اللہ بہ آرام خواہد ماند حضرت عمہ محترمہ بہ عاجز گفتند کہ خواہش دختر من بہ رفتن نہ بود۔ لہذا من بہ والد شما نوشتہ کہ دختر من خواہش رفتن نہ دارد لہذا شما طلاق بدہید چون این خط بہ والد شما رسید ایشان بہ وجہ خوب طلاق دادند۔

سکونت خانقاہ از حریم شریفین یک مخلص بخاری را آورده بودند۔ دوسہ سال آن بخاری در خدمت حضرت ایشان بود۔ بعد از رفتن وی تقریباً سہ سال کس نہ بود۔

حضرت ایشان بعد از حلقہ شب دروازہ خانقاہ شریف را از اندرون بند می کردند صبح ساعت نہ، یک دو نفر از مخلصین دہلی می آمدند۔ و بر دروازہ دستک می زدند۔ ایشان را ہدایت کردہ شدہ بود کہ بعد از فتح باب دوسہ دقیقہ داخل خانقاہ شریف نہ شوند زیرا کہ حضرت والدہ صاحبہ دروازہ را می کشادند و اندرین ایام واقعہ جدائی گرامت النساء بہ وقوع آمدہ۔ کَمَا تَقَدَّمَ الْبَيَانُ۔

حضرت ایشان بہ ششم جمادی الاولی ۱۳۰۸ھ مکتوبی بہ ملا محمد عثمان رحمۃ اللہ نوشتہ اند۔ در آن مکتوب است۔ حاضرین حلقہ شریفہ حاجی عیسی و عبدالرسول و محمد عالم و منشی محمد رضا و مولوی سیف الرحمن و احسان علی و امداد حسین و عبدالرحمن و حافظ محمد و دیگر خادین حبیب بخش و عبدالحق و عبد الواحد و سید اکبر و شمس الدین و گل محمد تسلیات عرض دارند و طلب دعوات می نمایند بر خوردار محمد سراج الدین و جملہ خادین و مخلصین خانقاہ دعا خوانند۔

و اندرین ایام منشی حسین علی، نور الہی صندوق ساز، عبدالرحمن ٹین فروش، حاجی عبدالغنی منتظم عید گاہ، حاجی محمد اسحاق سوداگر صدر بازار، حاجی فضل عمر سوداگر حقیقت، مرزا فرخ شاہ گورگانی و منشی کرم اللہ خان معروف بہ منشی نئے خان از حضرت ایشان بیعت شدہ اند۔

انقطاع از اہل دنیا بعد از تعمیر مسجد شریف چند سال حضرت ایشان از اہل دنیا بالکلیہ انقطاع ورزیدند حضرت ایشان بہ اسماعیل بن عبدالرحمن کہ از مخلصین

مبتنی بودہ اند۔ بہ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ مکتوبی نوشتہ اند۔ در آن خط تحریر است۔ کتاب مستطاب رسید سبحان اللہ عجب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشاخانے لالہ زار

اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَجْعَلْ مِثْلَهُ گفتن رواست۔ و در آخر نوشته اند: زیاده از یک سال است که از خانقاہ شریف قدیم بیرون نہ نہادہ ام۔ دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است۔ دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام حاضری شونہ طالب خدا نیست الا ماشاء اللہ، از آمدن مردم بے مزگی می شود بہ دعایاد دارند۔ و نوشتہ اند: اے عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مرادوق دہد بہ جز خلوت من، سلوک سالکان و جذبہ مجذوبان را درون حرم دل من یار نیست، خود در فہم عنایتے کہ بمن است قاصر م، بہ دیگران چہ رسد، وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ تَحْدِیثًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ بِشما نوشتم کہ دوست باشید و فہم کنید۔

من اگر رندم و گریخ چہ کارم با کس حافظ را از خودم عارف و قوت خویشم تقریباً چار سال حضرت ایشان دروازہ ملاقات بستہ بودند۔ در او اخیر این دور یار محمد ولد مرزا خروٹی از سروزہ رسیدہ بود و چند سال در خدمت حضرت ایشان ماند۔ وے بہ عاجز بیان می کرد کہ چند بار این واقعہ پیش آمدہ کہ حضرت ایشان کتابے بمن می دادند و من آن را فروختہ قیمتش می آوردم و حضرت ایشان خرچہ خانہ ازان پول می کردند۔

احتیاط در قبول ہدایا حضرت ایشان در قبول ہدایا بسیار احتیاط می کردند۔ از سود خورد و راشی و مرتکب حرام قطعی و بداعتقاد ہدیہ نہ می گرفتند۔ و از کسانے کہ ہدیہ گرفتہ می شد، آن ہدیہ مع آن رقعہ کہ در آن نام مع ولدیت و بیان ہدیہ می بود در کنجے از خانہ خصوصی حضرت ایشان نہادہ می شد۔ اگر بر مزاج اشرف حضرت ایشان چیزے از آثار کدورت ظاہری شد، روز دیگر آن ہدیہ بہ آن شخص واپس کردہ می شد، مخلصے از افغانستان قدرے از روغن آورد۔ روز دوم آن روغن بہ آن شخص واپس کردہ شد، حضرت ایشان فرمودند درین روغن بوے حرمت می آید۔ آن شخص متحیر ماند کہ شائبہ حرمت از کجا آمد۔ گو سفند از مال حلال خریدہ شدہ و عیال من از دست خود روغن کشیدہ۔ چون آن شخص از دہلی بہ خانہ رسید۔ تحقیق کرد و معلوم شد کہ آن گو سفند اجیاناً در کشت دیگران رفتہ کشت می خورد، ہمید کہ بوے حرمت ازین جا پیدا است۔ مولوی برکت اللہ نسباً فاروقی بود و در ہالنسی ضلع حصار قیام داشت از اصحاب اولین و صاحب نسبت و برکت و اجازت بود۔ در ۱۲۵۰ھ حسب معمول بہ خدمت اقتدار رسید و روپیہ ہدیہ پیش کرد و یک دور روز در خدمت ماندہ بہ وطن بازگشت حضرت ایشان درج ذیل خط بہ ایشان نوشتند (اصل خط بہ اردو است)

روزے کہ شمار خصمت شدید۔ بہ عصر آن روز دل را از شما بے لطفی حاصل شد۔ ما شمار ادبیانت

کریم معلوم شد کہ شمارفتہ اید۔ ہدیۂ شمار دکرده می شود زیرا کہ حالت شما مشکوک شده است، اگر شما صاف
می بودید چرا دل را آن روز از شمابے لطفی پیدا شدے۔ ما ہدیۂ شخص نہ می توانیم گرفت و نہ از ما ہر شخص
بہرہ مند می تواند شد۔ در حق شما بہتر این است کہ از بے ایمانی قلب توبہ کنید۔ ٢٤ رجب الحرام
شب معراج _____ در قبول ہدایا احتیاط نام اگرچہ نادیم والپسین بوده اما بعد از ماہ ربیع

۳۲۹ھ از قبول کردن ہدیہ امثال مولوی برکت اللہ احترام نہ می فرمودند یعنی از کسانے کہ بہ کسبِ حلال مصروف بودند و در کار طریقت از ایشان سستی واقع می شد ہدیہ می گرفتند، زیرا کہ روزے در میرٹھ درس بخاری شریف می دادند۔ چون در کتاب الوصایا بہ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدند کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت سعد فرمودہ۔ قَالَ الثَّلَثُ وَالثَّلَثُ کَثِيرٌ، اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَا خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَ عَهْمُ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِيْ اَيِّدِيْهِمْ۔ یعنی بدہ سیوم کہ سیوم بسیار است۔ بہ تحقیق گزاشتن تو وارثان خود را اغنیا و بے نیاز۔ بہتر است از گزاشتن آنہا فقرا و بے نوا کہ دراز کنند دست ہارا پیش مردم و طلب کنند کفاف زندگانی کہ در دست مردم است۔ اھ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ از روئے این حدیث صحیح برائے اولاد مال و متاع و نبویہ چیزے گزاشتن بہتر است۔ و بعد ازین واقعہ حضرت ایشان در کوٹہ و در دہلی بعض املاک خریدند و آلات آن زمان غیر از خانہ سکونتی چیزے دیگر نہ خریدہ بودند۔

اگر قبل از ۳۲۹ هجری احتیاطاً نداشتند اختیار کرده بودند و هدیه از کسبمندان وستان در امور طریقت نہ می گرفتند نہ بہر ارضائے رب نہ می گرفتند و اگر فیما بعد قبول فرمودند از وجہ ارشاد سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرمودند عمل حضرت ایشان مصداق این حدیث شریف بودہ۔
مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ۔

نے از تو حیات جاودان می خواہم نے عیش و تنعمِ جہان می خواہم

نے کام دل و راحتِ جان می خواہم ہر چیز رضاے تست آن می خواہم

تفریح و تمشیہ | حضرت ایٹان چند سال از خانقاہ شریف بیرون قدم نہ نہادند از کثرت مراقبہ و نشست در احوال صحت فتورے رونما شد حکیم عبد المجید خان بہ حضرت

ایشان برائے تفریح و تمشیہ عرض کردند چنانچہ ازان روز تا اول روزِ علات حضرت ایشان تفریح و تمشیہ را ترک نہ کردند و ابتدائے تفریح بہ این طور بود کہ از خانقاہ شریف برآمدہ بہ سمت جنوب تا دروازہ ترکمان می رفتند و از آنجا بر بالائے فصیل بہ سمت شرق و باز بہ سمت شمال تا زینت المساجد شریف می بردند

فصیل یعنی دیوار شہر پناہ از سنگ خار بود و از بالا بہ اندازہ یک و نیم گز مُرد داشت۔ ڈاکٹر احمد راشد خان شیرکوٹی از مخلصین صادقین بود۔ در فوج نوکری داشت۔ قیام گاہش نزد تربیت المساجد بود۔ وے بہ انتظار حضرت ایشان استاده می بود۔ و حضرت ایشان تقریباً یک ساعت آن جا توقف می فرمودند و از انجا از راہ مسجد جامع و ملیا محل و چٹلی قبر بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ ہمراہ ایشان یک مخلص افغانی می بود کہ یک قدم پس می رفت و اکثر اوقات از ہندی بہاد و نفر می بودند کہ پیش ایشان می رفتند۔ یکے حافظ منیر الدین منیر و دوم مولوی عبد السبحان۔ بہ دورانِ تمشیہ حافظ منیر الدین بہ تلاوتِ کلامِ الہی مصروف می بود و حضرت ایشان استماع می فرمودند۔ مولوی عبد السبحان علوم دینیہ را در دیوبند خزانہ بودند در ابتدا امر قدرے در بندِ مآہذ اُولِیماذ اگر فتار بودند لیکن رفتہ رفتہ ازین بند شہا آزاد شدند و بہ دل و جان معتقد حضرت ایشان شدند و اگر غیر ازین دو نفر کسی می بود آن ہم بہ ادب تمام و حضورِ قلب پیش حضرت ایشان می رفت احیاناً حضرت ایشان تفسیر و بیانِ آیاتِ شریفہ می کردند و مولوی عبد السبحان لذتہا می برداشت۔ حافظ منیر الدین قرآن مجید را از اول تا آخر تلاوت می کرد۔ بہ ہر جائے کہ امر وزمی رسید فردایش از ان بعد تلاوت می کرد۔ روزے حافظ منیر الدین آن آیاتِ مبارکہ تلاوت کرد کہ در ان بیان قوم لوط بود۔ حضرت ایشان بہ نوعی بیان و تفسیر آن آیاتِ مبارکہ فرمودند کہ مولوی عبد السبحان در تحیر بہمانند از خَشِیت پروردگار جَلَّ جَلَدُ سَبَلِ اشک از چشمانِ مبارک جاری بود، و رفقا از خود بے خبر و زدیگر احوال بودند۔ مولوی عبد السبحان از دل و جان از ان روز معترف بزرگی و طہارتِ نفس و تبحر علمی حضرت ایشان شدند، تا وقتے کہ مولوی عبد السبحان و حافظ منیر الدین بہ قیدِ حیات بودند آن بیان را یاد می کردند۔ اگر مولوی عبد السبحان طالبِ آن بیان را قلم بند می کردند برائے انتفاع دیگران سببے مہیامی شد، حیف صد حیف، آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند۔

قصہ نقاب

چونکہ حضرت ایشان در ان ایام بہ وقتِ تمشیہ چادے بر سر مبارک و بر رویِ انور بہ نوعی پیچیدند کہ حضرت ایشان را ببینند و نظر مبارک ایشان بر کسے نیفتد۔ اہالیانِ شہر دہلی آن زمان را بہ ایام نقاب یاد می کردند و می گفتند کہ حضرت شاہ صاحب بر رویِ مبارک خود نقاب می انداختند حالانکہ آن نقاب نہ بود بلکہ آن را ایشام می توان گفت۔ اندران ایام بہ یکے از مخلصین فرمودند صورت بعض اشخاص مسخ شدہ بہ نظر می آید۔ از دیدن آن کہ یہ اشکال خود را نگاہ می دارم۔

ہوش در دم نظر بر دم | حضرت ایشان داسما در احوال ہوش در دم می بودند۔ عاجز

صبح وقت رایادہ دار کہ ایشان از ہوش در دم غافل شدہ باشند و بہ وقت رفتار نظر بر قدم می داشتند۔
نواہ در خانہ می بودند یا بیرون خانہ، یاد رفتن و تمشیہ، در ہمہ جاناکسن الراس می بودند۔ اگر در راہ شایان
دید چیزے پیش می آمد۔ کسے عرض می کرد حضور التفات فرماید این چه عجیب چیز است، بہ استماع این
قول حضرت ایشان توقف می فرمودند و اگر در راہ عمومی می بودند مگر اگر آشتی بہ جہت چپ استاندند
و باز سر مبارک را برداشتہ آن چیز را ملاحظہ می کردند و تا دقتی کہ ملاحظہ می فرمودند از جہانے خود حرکت نہ می
کردند و با کلمہ تحسین گفتہ سر مبارک را پست کردہ براہ روان می شدند۔

در راہ با کسے ملاقات نہ می کردند۔ البتہ بعض اوقات تکلم می فرمودند۔ اگر کسے در راہ ارادہ مصحح
کردن می کرد۔ خادمے کہ در پس حضرت ایشان بہ یک قدم می بود آن شخص را بازمی داشت۔ پروردگار
جل شانہ و عظم احسانہ ہمہ وقت را برائے حضرت ایشان صفا فرمودہ بود۔ در کتاب الرقاق مشکات
این حدیث قدسی موجود است۔ ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدراک غنی و اسد فقرک
و ان لا تفعل ملامت یدک شغلہ و لکم اسد فقرک حضرت ایشان بفضل اللہ و
احسانہ ساحت سینہ مبارکہ خود را با کلید از فکر ماسوی اللہ پاک و صاف نمودہ بودند ہر وقت
ایشان صاف و ہر آن ایشان در ذکر۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عُلِقَتْ	فَمَا لَهُمْ هَمٌّ تَسْمُو إِلَى أَحَدٍ
فَمَطْلُبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ	يَا حَسَنَ مَطْلِبِهِمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ
مَا أَنْ تَنَازَعَهُمْ دُنْيَا وَلَا شَرَفٌ	مِنَ الْمَطَاعِمِ وَاللَّذَائِثِ وَالْوَلَدِ
وَلَا لِبَاسٍ لِتَوْبٍ فَإِنِّي أَنَقِي	وَلَا التَّزَايُدُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ

و فیما بعد حضرت ایشان برائے چہار ساعت بیرون شہر و غریبہ می رفتند و آنجا بہ اندازہ دو میل
می گشتند و بہ ذکر شریف مشغول می شدند یک خادم افغانی ہمراہ می بود کہ قدرے دور تر از حضرت
ایشان می نشست و خیال می داشت کہ کسے نزد حضرت ایشان نہ رود۔

مصیف کوٹہ حضرت ایشان قدس سرہ دو از دہ سال صیفاً و شتاء در خانقاہ شریف
قیام کردند۔ اگر باطن حضرت ایشان مثل بوئے گل معطر و لطیف بود ظاہر
ایشان نیز مثل برگ گل ملائم و پاکیزہ بود۔ در ایام تابستان از شدت حرارت تمام بدن مبارک از
دانهہ کہ آن را "گرمی دانہ" گویند پرمی شد۔ و با حدت باطنی حدت ظاہری یک جاشدہ مزاج اشرف
نازکتری ساخت، حکیم عبد المجید خان عرض کردند کہ شمارا در تابستان بہ مقام خنک باید رفت۔

و چونکه مزاج شمامطوب است لهذا مقام خشک مناسب تر است و حکیم صاحب تجوید کوئٹہ بلوچستان کردند کوئٹہ برائے حضرت ایشان جائے نو بود و نہ آنجا کسی از متعارفین بود. حضرت ایشان به حاجی فضل عمر سوداگر حقیقت فرمودند کہ تا کوئٹہ ہمراہ روند و آنجا مسکنی به ایجا گرفته برگردند حضرت ایشان یک ملازم و یک ملازمہ را با خود گرفته با اہل و عیال در اوائل ماہ محرم ۱۳۱۵ (مئی ۱۹۰۷) بہ کوئٹہ بلوچستان تشریف بردند. حاجی فضل عمر نزد جامع مسجد قندھار بیان یک بالاخانہ برائے چہار ماہ بہ کرایہ گرفتند و آنجا را پاک و صاف کردہ حضرت ایشان را بہ آنجا بردند و خودشان بہ پٹی مراجعت نمودند. حضرت ایشان با یک خدمت گار ہندی بہ کوئٹہ رسیدند. از افغانی و از بلوچی یک حرف نہ می دانستند. در بالاخانہ قیام فرمودند. پروردگار جل شانه قلوب العباد را بہ ایشان مائل کرد. مشکات در باب الحب از صحیح مسلم روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمودہ: **إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا عَاجَزَ بَرُّئِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِئِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقُبُولُ فِي الْأَرْضِ**۔ الخ۔ یعنی بہ تحقیق چون اللہ تعالی از بندہ خود راضی می گردد و ویرا دوست خود می سازد می خواند جبریل را و بہ وے می گوید، بہ تحقیق من دوست می دارم فلان بندہ را پس تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و باز جبریل در آسمان ندای کند و می گوید کہ اللہ تعالی فلان بندہ را دوست می دارد پس اے اہل سماء شما دوست دارید او را، پس آسمانیان او را دوست می دارند پس نہادہ می شود مرآن بندہ را قبولی در زمین و در دلہائے اہل زمین محبت آں بندہ جائے می گیرد۔ الخ۔ ظہور این حدیث شریف بہ اتم وجہ در کوئٹہ بلوچستان شد۔ روزے چند نہ گزشتہ بود کہ صلحا و اہل علم و اصحاب بصیرت و ذوی العقول بہ خدمت اقدس حضرت ایشان حاضر شدہ حلقہ غلامی بہ گوش خود انداختند و کسانے کہ در آن دیار جمال با کمال حضرت ایشان فیدہ گرفتار محبت ایشان شدہ بودند نامہائے ایشان تذکار المحبتہم عاجز می نویسند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاکڑی از قریہ چوہی از مضافات کوئٹہ۔ ملا عبد الرشید آخوندزادہ برادر کلان ملا عبدالحلیم، ملا ایاز آخوند از کچلاخ، مفتی محمد جمعہ امام جامع مسجد مفتی کوئٹہ، قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، مرزا نیاز محمد خان قندھاری تاجر۔ مرزا محمد اسلم خان حسن خان اندر، حاجی عبد الغنی و جلال خان از پشین و غیر ازین بعض افراد بودہ اند کہ نامہائے ایشان بہ یاد عاجز نہ ماندہ۔ ہر یک از اینہا در فہم و فراست و عقل و جوانمردی از منتخبات روزگار بودہ۔ میر حسن صاحبزادہ پسر سید امان اللہ

مشهور به میان صاحب در پشین قیام داشتند که به فاصله چهل میل از کونٹہ است معمر و صاحب علم و فضل بودند۔ از دست امیر عبد الرحمن از افغانستان جلا وطن شده بودند ایشان فرزند اصغر خود را کہ سید عبد الحلیم نام داشتند گفتند کہ آوازہ حضرت صاحب دہلوی مسموع شدہ۔ و معلوم شدہ کہ ایشان بہ کونٹہ تشریف آورده اند۔ شمایہ کونٹہ بروید و از احوال و کیفیات ایشان معلوم کردہ بہ ما خبر بدہید۔ سید عبد الحلیم صاحبزادہ بہ این عاجز بیان کردند کہ من از پشین بہ کونٹہ آمدم و سہ چار روز احوال حضرت صاحب را دیدم و از بعض افراد نیز پرسیدم و بہ پشین رفتہ بہ والد بزرگوار خود گفتم کہ حضرت صاحب دہلوی عالم جمید و حافظ قرآن مجید هستند۔ باہر کس ملاقات نہ می کنند۔ از فاسقان خود را دور می دارند۔ ہدیہ ہر کس را قبول نہ می کنند۔ نزد کسے می روند و نہ با کسے تعرض می کنند۔ چون بر راہ می روند نظر ایشان بر قدم می باشد۔ مجلس ایشان مجلس علمی است۔ از مریدان ایشان ہر کہ خطائے می کنند زجرش می فرمایند۔ والدین چون بیان مرآتیدند فرمودند اے پسر! یقین این شخص از اولیائے پروردگار است بہ خدمت ایشان رسیدن از سعادت است۔ طوبیٰ لمن لا ذم غلبتہ داریہ۔ و باز میر حسن صاحبزادہ از پشین بہ کونٹہ آمدند و تا ۳۳ صہ پیام صیف در کونٹہ سکونت می داشتند و بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ استفادہ می کردند۔

بہ گلستان رفتن | جلال خان حضرت ایشان را در ۱۹ صہ بہ گلستان بردند۔ چہل روز آنجا قیام حضرت ایشان بود۔ جماعتی از پاک نہادان داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ چون سید کرم شاہ، سید بدل شاہ، سید عبد الحق، خدائے رحم کاکڑ، محمد یعقوب زرین و غیر ہم۔

واقعہ عبد الحمید آخوندزادہ | ملا عبد الحمید صاحب علم و فضل و شخص معرود را طرف پشین استاد کل بودند مخلصان پاک نہاد کرم شاہ، بدل شاہ، محمد یعقوب و غیر ہم از توار و انوار و برکات بے اختیار شدہ نعرۃ اللہ اکبر در نماز بلند می کردند۔ درین باب کسے از آخوندزادہ صاحب استفسار کرد کہ آیا نماز این افراد درست است یا نہ۔ آخوندزادہ صاحب فرمودند کہ نماز این افراد نہ می شود۔ این سخن بہ حضرت ایشان قدس سرہ رسید و آن وقت آخوندزادہ صاحب نیز حاضر بودند۔ حضرت ایشان بعد از استماع این کلام دو چار دقیقہ حسب معمول خاموش ماندند و باز سر مبارک را بالا کرده بہ آخوندزادہ صاحب این الفاظ فرمودند۔ اے عزیز جلالت ایمان نہ چشیدہ تی! اثر این قول بر صاحبزادہ بہ این اندازہ شد کہ در حیات خود عادہ حکم سابق نہ کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

عاجز گوید کہ در احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جوزی نوشتہ کہ ایشان در نماز سورہ کوسف می خواندند چوں بہ۔ اِنَّمَا اشْكُوْهُنَّیْ وَحَزَنِيْ اِلَى اللّٰهِ۔ رسیدند بہ گریہ درآمدند۔ راوی می گوید۔ سَمِعْتُ لَيْثِيْجًا وَاِنِّيْ لَفِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ۔ وابن عباس می فرماید۔ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ يَلْتَمِمْ حَتَّى اٰخْتَلَفَتْ اَصْلَاحُهُمْ، وابن عمر می فرماید، غَلَبَ عَلٰی عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الْبُكَاءُ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُ حَيْنِيْنًا مِنْ وَّرَآءِ ثَلَاثَةِ صُّفُوْفٍ۔ کجا نعرہ نخوت و تمکنت و کجا آہ خشیت و عبودیت۔ شَتَّانَ مَا بَدَيْنَهُمَا۔

مفتی کفایت اللہ | در دہلی شخصی از مفتی کفایت اللہ استفسار کرد کہ یک شخص امامت می کرد مقتدیانش مصروف بکابل بودند و بعضی از آنها نعرہ اللہ می زد۔ آیا نماز این افراد شد یا نہ مفتی صاحب از سائل دریافت نمودند کہ کدام شخص امامت می کرد و مقتدیانش کدام نفر بودند سائل گفت۔ امامت حضرت شاہ ابوالخیر می کردند و مریدان ایشان مقتدیان بودند۔ حضرت شاہ صاحب سورۃ الشمس تلاوت می فرمودند مفتی صاحب یہ سائل گفتند۔ کفایت اللہ چسبان بگوید کہ نماز نہ شد۔ این کیفیت عشق و محبت است۔ مفتی صاحب چہ جواب درست دادہ اند۔ جزاہ اللہ خیر عبد الحمید دہلوی در وقت این سوال و جواب موجود بود و بہ عاجز حکایت این واقعہ کردہ۔

پیر مردے | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ صاف باطن پیر مردے آمد۔ حضرت ایشان باوے بہ محبت پیش آمدند۔ بہ دوران گفتگو آن پیر مرد عرض کرد۔ حضرت بزرگوار، آن وقت ہم خواہد آمد کہ عوام الناس نیز حاضر شدہ استفادہ خواہند کرد۔ حضرت ایشان از استماع این سخن قدرے متبسم شدہ بہ حاضرین حلقہ فرمودند لیشنوید این پیر مرد چہ می گوید۔
نظام دکن | در دہلی بہ یکم شوال ۱۳۲۰ھ و یکم جنوری ۱۹۰۳ء جشن تاج پوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حکومت ہند تمام نوابہا و راجا ہا و امرا و زمینداران را از اطراف ہند مدعو کردہ بود۔ نظام دکن میر محبوب علی خان نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔ واقعہ آمدن نظام دکن را چند افراد بہ عاجز بیان کردہ و حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نیز بیان فرمودہ اند۔ عاجز اولاً بیان مخلصین می نویسد کہ تفصیل دارد و باز بیان حضرت ایشان قدس سرہ می نویسد۔ لِيَكُوْنَ الْخِتَامُ مَسْكَاً۔

بیان مخلصین۔ در یک عربہ نظام دکن میر محبوب علی خان و فرزند ایشان میر عثمان علی خان سوار بودند۔ ہمراہ ایشان یک انگریز افسر بود و عاجز از بعض افراد شنیدہ کہ آن انگریز کشتہ بودہ (بر دروازہ

خانقاہ شریف یک افغانی نشستہ بود۔ اُردلی بہ افغانی گفت کہ نظام صاحب برائے ملاقات آمدہ اند۔ افغانی اطلاع کرد و باز نواب صاحب مع سپرد و دوسہ نفر در خانقاہ شریف داخل شدند و انگریز افسر نزد دروازہ استادہ ماند۔ بعدِ قلیل نظام دکن مع فرزند و رفقا برآمدند و باز لوکران نظام در طبقہائے نقریٰ دنایر زیر سرخ دگفتہ اند کہ مالیتی یک لک روپیہ بود۔ شاید از کسے شنیدہ باشند بہ خدمتِ حضرت ایشاں بردند و عرض کردند کہ حضورِ نظام ہدیہ ارسال کردہ اند۔ حضرت ایشاں فرمودند: ”من بالنواب صاحب ملاقات کردم۔ حاجت بہ این ہدیہ نہ دارم۔ برائے ایشاں دعائی کنم۔“ چنانچہ آن طبقہار ا ملازمانِ نظام واپس بردند۔

بیانِ حضرت ایشاں۔ روزے حضرت ایشاں در دہلی بہ وقت بازگشت از تفریح و تمشیہ فرمودند ”دُر دُندانِ بعلی مادر بود و مادر و سبطِ دالان بیرون مسجد شریف نشستہ بودیم (ایں دالان از جہت جنوب ہم مدخل دارد) نواب صاحب مع فرزند میر عثمان علی خان آمدند۔ چوں بہ مدخلِ دالان رسیدند سہ مرتبہ بہ ہر دوست فرشی سلام کردند (بہ ہیئت رکوع شدہ ہر دو دست تا بہ قریب زمین سہ بار برون و بلند کردن) و نزد مدخلِ دوزانو نشستند۔ فرزند ایشاں بہ پہلوئے ایشاں نشستند۔ نواب صاحب استفسار احوال نمود۔ ما گفتیم حمد و خدائے پاک راست کہ بہ عافیت ہستم۔ شما از احوال خود بفرمائید۔ ایشاں گفتند: حمد اللہ بہ عافیت ہستم۔ و بعد از چار پنج دقیقہ سہ بار فرشی سلام کردہ مرخص شدند۔ حضرت ایشاں بیان ہدیہ نہ کردند۔

امیر حبیب اللہ خان | حاکم عام تمام ہند کہ آن را انگلیسہا و ایسرائے می گفتند دعوتِ شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان در ۱۹۰۶ء کرد۔ امیر صاحب بہ دعوتِ و ایسرائے آمدند۔ بہ پنجم ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ (۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء) سفیر محمد اسماعیل خان را امیر صاحب بہ خدمت حضرت ایشاں فرستادند کہ آرزو مند زیارتِ حضرت ایشاں بہ محمد اسماعیل خان فرمودند۔ امیر صاحب را سلام مابرسانید و از جانب ما بگوئید۔ غرض و غایت آمدنِ ما بہ دہلی ملاقاتِ فقیر نہ بود۔ لہذا برائے کارے کہ آمدہ اید۔ آن را بہ اتمام رسانید۔ فقیر برائے شما دعائے خیر می کند۔ البتہ اگر از کابل بہ نیتِ ملاقاتِ فقیر می آمدید۔ فقیر ملاقات می کرد۔ محمد اسماعیل خان بہ ہفتم ذی الحجہ باز حاضر شد و عرض کرد کہ امیر صاحب خواہش دارند کہ ہدیہ پیش کنند۔ حضرت ایشاں فرمودند: مرا حاجت نیست۔ ایشاں امیر مسلمانانند۔ خدمتِ اسلام بکنند۔ ہمین تحفہ من است۔

قیام در سکھر | در ایام صیف حضرت ایشاں بہ کوٹہ می رفتند و در ابتدائے خریف بہ دہلی

تشریف می آوردند در ۳۲۶ هجری در دہلی موسم خوب نہ بود غشی نئے خان و حکیم محمد اجمل خان بہ حضرت ایشان نوشتند کہ ہنوز قصد دہلی نہ فرمائید۔ و در کوئٹہ موسم خنک شد۔ لہذا حضرت ایشان بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی فرمودند کہ بہ کراہے جائے در کھر بگیزند۔ چنانچہ محمد علی خان بر لب دریا خانہ عمدہ بہ کراہے گرفتند و حضرت ایشان بہ شنبہ ۱۲ شوال ۳۲۶ ہجری (۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء) از کوئٹہ روانہ شدہ بہ روز دیگر بہ کھر رسیدند و آنجا تقریباً دو ماہ قیام فرمودند۔

بہ ۲۴ رجب ۳۲۸ ہجری (۱۳ اگست ۱۹۰۹ء) حضرت ایشان در کوئٹہ خانہ خریدند۔ خانہ در کوئٹہ دران روز ہا این خانہ در میان کشتہا بود۔ و حالاً در وسط شہر آمدہ و راہے کہ متصل بہ خانہ است بہ نام "شارع پیر ابو الخیر" مشہور است۔

قیام در میرٹھ حضرت ایشان در ماہ رجب ۳۲۹ ہجری (اکتوبر ۱۹۱۱ء) از کوئٹہ بہ دہلی تشریف آوردند۔ در دہلی حکومت ہند مصروف بہ انتظامات جشن تاجپوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند کہ از اطراف و اکناف ہندوستان اہل دنیا برائے جشن بہ دہلی می آیند و از ایشان بعض افراد برائے ملاقات نزد من می آیند۔ و ما این کیفیت را خوش نہ داریم لہذا برائے ما بہتر این است کہ چند ماہ قیام در جائے دیگر کنیم تا کہ از اہل دنیا کسے نزد ما نیاید۔

عاجز گوید کہ در ۱۹۰۳ء نظام دکن آمدہ بود و در ۱۹۰۶ء امیر حبیب اللہ خان سفیر محمد اسماعیل را فرستادہ بودند۔ و غیر ازینہا بعض امرا و زمینداران خواہش ملاقات کردہ بودند چونکہ حضرت ایشان این صورت حال را خوش نہ داشتند لہذا در ۱۹۱۱ء قصد فرمودند کہ از دہلی بہ جائے دیگر بروند۔ در میرٹھ جماعتی از مخلصین کامل المحبتہ بود و خواہش داشتند کہ برائے چند وقت حضرت ایشان بہ میرٹھ تشریف برند چون از قصد حضرت ایشان واقف شدند مجلس رائے خوب کہ بر شارع ویٹنڈ در صدر واقع بود بہ ایجاسی روپیہ ماہانہ برائے حضرت ایشان گرفتند۔ بہ جہت شرق و شمال شوارع بودند و متصل بہ محل زمین فراخ بود حضرت ایشان مع اہل و عیال از دہلی بہ آنجا تشریف بردند و بہ اندازہ پنج ماہ آنجا قیام نمودند۔ در علاقہ "لال گرتی" از صدر شیخ و حید الدین بشیر الدین قیام

داشتند ایشان فرزندان شیخ عبدالکریم بودند کہ از مخلصین کامل الارادہ محدث دار الحجہ حضرت شاہ عبدالغنی بود۔ این ہر دو برادر اگرچہ از حضرت سیدی الوالد بیعت نہ بودند لیکن در محبت و عقیدت از مریدان بیشتر بودند۔ چون حضرت ایشان بہ میرٹھ رسیدند ہر دو بہ خدمت اقدس رسیدہ عرض کردند کہ تا وقتہ قیام حضرت شہاد میرٹھ باشد برائے تفریح در عربہ مایان تشریف بہرند۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول

فرمودند و برائے تفریح در عربہ ایشان بہ باغ معظم علی شاہ تشریف می بردند و در عودت در جائے ہر دو برادر قدرے توقف می فرمودند و نماز عشا آن جا خواندہ بہ اقامت گاہ خود تشریف می آوردند۔ در صدر جماعتی از مخلصین بود کہ برائے اشتراک نماز بانیا از آن جامی رسیدند و لطف ہامی برداشتند۔

شیعان علی | در میرٹھ جماعت شیعیان علی از ایران رسید و در جائے کہ نزد قیام گاہ حضرت ایشان بود فرود آمدند اتفاقاً کیسہ دنانیر را کم کردند ہر چند تلاش کردند سودے نہ داد ہا آخر نیت کردند کہ اگر کیسہ بہ دست مایان رسد قدرے بہ حضرت ایشان نذر کنیم۔ روز دوم کیسہ یافتند و ایفاء للنذر قدرے از دنانیر بہ خدمت ایشان آوردند۔ حضرت ایشان را در قبول کردن ہدیہ تامل شد، چون آن جماعت بیان کرد کہ مایان از حضرات صحابہ کسے را دشنام نہ می دہیم البتہ بہ افضلیت حضرت علی قابل ہستیم حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول کردند، یکے از مجتہدین ایران در دہلی بہ خدمت ایشان رسیدہ بود۔ چند روز اقامت کرد و خواہش کرد کہ در سلسلہ عالیہ داخل شود عرض کرد کہ من از صحابہ کرام کسے را بد نہ خواہم گفت برائے طہارت باطن در سلسلہ شریفہ داخل می شوم۔ چونکہ وے در قول خود استوار بود حضرت ایشان ویرا داخل سلسلہ شریفہ کردند۔

دستہ فوج پنجابہا | در میرٹھ دستہ اسپ سواران از پنجاب بہا بود۔ اکثر افراد این دستہ از حضرت ایشان بیعت بودند نام چند نفر بہ یاد عاجز است می نویسند عدالت خان مہتاب شاہ، بولے خان، شیر احمد، عبداللہ خان، محبوبے خان، فضل الہی، وغیرہم۔ ایشان در محبت و اخلاص صادق بودند۔ روزے حضرت ایشان را بہ میدان اسپ دوانی بردند۔ نیزہ بازی کردند و اسپہارا دوانیدند یکے ہفت اسپہارا دوانید و در حالت تافتن اسپہار از پشت یکے بر پشت دیگرے خیز می زد و دیگرے بدن زین اسپ رامی دوانید چون بہ پیش حضرت ایشان رسید بر پشت اسپ استادہ سلام عرض کرد۔ برائے تماشا افسران فوج نیز رسیدہ بودند۔ بعد از میلہ اسپ دوانی بہ حضرت ایشان چائے دادند و عانا گرفتند۔ رَحِمَہُمُ اللہُ جَمِیعًا وَ رَضِیَ عَنْہُمُ۔

بہ سردھنہ | سردھنہ از جاگیر نواب جانفشان خان بودہ۔ پروردگار ایشان را اولاد کثیر عنایت کردہ بود۔ بہ آیائے کہ قیام حضرت ایشان در میرٹھ بود جانفشان خان را یک پسر بہ قید حیات بود و اولاد فرزندان دیگر در میرٹھ و بلند شہر و درجا ہائے دیگر سکونت اختیار کردہ بودند و صاحب املاک بودند۔ و بیشتر افراد از مردان حضرت ایشان بودند سر کردہ اینہا سید امجد علی شاہ بود۔ سید امجد علی شاہ و ابنائہ الامام ایشان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند کہ برائے یک شب مع متعلقین بہ سردھنہ تشریف

برید۔ حضرت ایشان دعوت ایشان را قبول فرمودند۔ از میرٹھ در قطار آہن بہ سردھنہ تشریف بردند۔ بعد الغروب بہ سردھنہ رسیدند آنجا تجم غفیر بہ استقبال استادہ بود۔ از محطۃ القطار تاجائے قیام تہا را بہ بیارق کاغذی و گلہا آراستہ کردہ بودند۔ در عربہ اسپہانہ بودند۔ بلکہ اولادِ جانفشان خان عربہ را حرکت دادہ تکبیرگویان تاقیام گاہ بردند۔ چون حضرت ایشان در محل فروکش شدند جو اتان و فاشعار تماشائے آتش بازی برپا کردند۔ در ان وقت حضرت ایشان بہ تمام حاضرین خطاب کردہ فرمودند: ”وقتیکہ حضرت جدِ امجدِ شاہ احمد سعید قدس سرہ بہ حجاز مقدس ہجرت فرمودند بزرگانِ اینہا پروانہ را ہداری از حکام حاصل کردند تا کہ حضرت ایشان مع متعلقین سفر بکنند و در راہ کسے مزاحم نہ شود“ درین موقع اصغر علی شاہ فرزند فتح علی شاہ فرزند جانفشان خان بہ سوز و گداز این نظم خواند۔

منظر حق قامت و لجوئے تو	دید ہا محو رخ نیکوئے تو
اے ہلالِ عیدِ جود ابروئے تو	چشم امیدِ مریدان سوئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
ہستم آوارہ بہ جست و جوئے تو	خضر کو تارہ نماید سوئے تو
تشنہ ام نوشم زلالِ جوئے تو	اے کلیدِ گنج فیض ابروئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
واقفِ اسرارِ پنهانی توئی	مُورِدِ الطافِ رحمانی توئی
راز دارِ سترِ یزدانی توئی	خاصیہ در گاہِ سبحانی توئی
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
اے توئی ہر گم رہے را رہنما	منبعِ جودی و تو بحرِ سخا
نیست جز تو دردِ دلہا را دوا	ہاں نگاہِ لطفِ براین بے نوا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
نائبِ خیرالوری خواہم ترا	نفسِ دینِ مصطفیٰ خواہم ترا
وقتِ مایوسی ترا خواہم ترا	اے ستودہ رہنما خواہم ترا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
بر درت اے شاہِ شاہانِ آدمم	مضطرب و خاطرِ پریشانِ آدمم
ہم رہِ صد یاس و جرمانِ آدمم	باہزاران شوق و ارمانِ آدمم

مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 مُفت کردم عمر خود را من تلف
 گوهر مقصود گم شد از صدف
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 دست من از کار رفته اے حبیب
 بردرت افتاده مسکین و غریب
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 بادیا، در پیش می دارم سفر
 خوف رهن در دلم شام و سحر
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 بر سر کوه آفتابم آمده
 سر ز نشها در حسابم آمده
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 عمر آخر گشته و من بے خبر
 خود نه کردم امتیاز خیر و شر
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 زاد را هم جز گناهان هیچ نیست
 در کفم جز یاس و حرمان هیچ نیست
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 نیست اندر حبیب و دامان یک جوم
 در قطار خادمانت من ووم
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو
 نامه این اصغر گم کرده راه
 اولیا را هست قدرت ازاله
 مُفلسانیم آمده در کُوی تو

شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 گشته ام تیر ملامت را هدف
 مفلسم هیچک نه دارم من به کف
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 کار من از دست گشته بے نصیب
 نیست جز تو بهر درد دل طبیب
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 پای من لنگ است و منزل پر خطر
 خواجه ماشاء ما بر ما نگر
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 وقت صبح و باز خوابم آمده
 وقت یاس و اضطرابم آمده
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 همراہ در منزل و من در سفر
 داری اے خواجه ز احوال خبر
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 توشه من غیر عصیان هیچ نیست
 بے سرو برگیم و سامان هیچ نیست
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 توشه تا جانب عقبی روم
 تا بگردم گرد و قربانت شوم
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو
 از عملهای زبون گشته سیاه
 تیر جسته باز گرداند ز راه
 شیئاً الله از جمالِ رُوی تو

بس درین عالم ہمین خیر من است خواجہ ام شاہ ابوالخیر من است
صد ہزار ان خادش غیر من است خلد دیدار بخش سیر من است
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیدائش از جمالِ رُوسے تو

در بلیت شہر

در سال ۱۳۳۲ھ جناب ہمیشہ کلان در کوئٹہ علیل شدند، چونکہ موسم دہلی خوب نہ بود حضرت ایشان در او اخیر رمضان از کوئٹہ بہ میرٹھ و آن جا چند روز قیام فرمودہ بہ بلند شہر تشریف بردند و آن جادو محل سرائے خان شیرین خان دو ماہ قیام فرمودند۔ این محل سر مشہور بہ کوٹھی پھونس بود کہ نزد کالام بودہ۔ اطباء یونانی علاج ہمیشہ صاحبہ کردند و حق تعالی ایشان را شفا بخشید۔ روزے حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ برآمدند و بہ مزار مبارک ملا حسن شہید تشریف بردند کہ متصل مسجد شریف واقع است و در مسجد شریف مدرسہ احمدیہ بود و مولوی احمد انصاری مدرس بودند۔ این مسجد و مزار در محلہ فراشان است۔ حضرت ایشان چو از فاتحہ فارغ شدند بہ مولوی احمد انصاری فرمودند۔ ملا حسن مرا بر تخت شیشہ جائے دادند۔ مولوی صاحب عرض کرد چونکہ قلب حضور آئینہ است لہذا جناب شہید حضور مبارک را بر تخت شیشہ جائے داد۔ مولوی عبدالرشید در این وقت موجود بود، چند سال قبل بیان این واقعہ بہ عاجز کردہ، گفت ہمن بیعت شدہ بودم و در ان وقت در مدرسہ احمدیہ سلیق می خواندم۔

گلاوٹھی

گلاوٹھی از توابع بلند شہر است، اہالیان آن جائے حضرت ایشان را برائے چند عت آن جابر دند حضرت ایشان در آنجا بر مزار میر مہربان علی فاتحہ خواندند۔ و رُو بہ حاضرین کردہ پرسیدند آیا بار لیش میر صاحب موئے سیاہ و سفید داشت و آیا دودندان پیشینہ ایشان شکستہ بود۔ حاضرین متحیر شدہ عرض کردند آیا ملاقات میر با حضرت شما شدہ بود، فرمودند۔ در این وقت من ایشان را می بینم و ایشان پیش روئے من اند۔

مسجد شریف حضرت بلالؓ

در کوئٹہ مقابل خانہ خود بہ جہت شرق مسجد کشادہ و رفیع و بارونق در سال ۱۳۳۲ھ تعمیر کردند و بہ مناسبت حضرت بلالؓ مؤذن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسم ساختن محمد وزیر حصاری از مخاصبین قدما مرد سادہ و نیک و صاحب نسبت بودہ، بہ خدمت حضرت ایشان مکتوبے ارسال کرد، حضرت ایشان را بہ القاب صوفی، حاجی، مولانا وغیرہ یاد کردہ بود و مسجد شریف را مسجد بلال نوشتہ بود۔ حضرت ایشان بہ وئے تحریر کردند ما معناہ۔ مقصد از خط نوشتن خوش کردن

مکتوبِ ائیم است۔ اگر القاب درست می باشند دل خوش می شود، و از الفاظ تمسخر آمیز مثلاً، مولانا، مولوی صوفی، صاحب، دل ناخوش می شود و همچنان مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مسجد بلال نوشتن دل را آزاری رساند، چه در این صورت تحقیر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ است۔ اگر چه عوام را وقتی نیست و تحریرات امثال شمار، بیچ منزلت نیست، مع هذا مناسب دانسته شد که از راه و رسم ادب بپای خرد شمار آگاه کرده شود۔ آئندہ از نوشتن این گونه الفاظ اجتناب کنید بلکه با امثال شما کم بود خط و کتابت بهتر است، والسلام۔ و اندران ایام حضرت ایشان این سه شعر گفته اند۔

نه جنابم نه شہ نہ مولانا بندہ آستانہ عمر
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض ہر چہ گفتی ازان بلند تر
در کنی زین اضافہ فی الجملہ زشت کردار خیر محترم

سنت بابائے ہم | حضرت امام ربانی مجید و منور الف ثانی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ را شاہ ہند جہانگیر یک سال در قلعہ گوالیار بند کرد۔ فوائدے کہ حضرت ایشان را ازان بند حاصل شدند۔ در مکاتیب شریفہ دفتر سوم بیانش فرمودہ اند۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را نیز حصول این گونه معارف مقدر بود، پروردگار اسباب را فراہم کرد۔

اسباب تربیت جلالی | در ایام حرب عمومی اوّل حریت پسندان ہند، امثال شوکت علی و محمد علی و مولانا محمود الحسن دیوبندی در افواج حکومت ہند یک فتویٰ تقسیم کردند کہ ہندوستان در تصرف انگلیسہا است و انگلیسہا با خلیفۃ المسلمین بر سر حرب و عداال اند، لہذا برائے مسلمان جائز نیست کہ در فوج حکومت نوکری کنند۔ حکومت ارادہ کرد کہ در رد این فتویٰ تحریرے از علماء حاصل کند و برائے این کار نظر انتخاب حکومت بر حضرت ایشان افتاد کہ حضرت ایشان فتویٰ دہند و دیگر علماء و مشائخ تصویب و تائید کنند۔ چونکہ حکومت از طریقہ حضرت ایشان با خبر بود کہ باہر کس ملاقات نہ می کنند، لہذا انتخاب جناب مصباح الدین کرد کہ امّ الامّ وے خواہر ابّ الامّ حضرت ایشان بود۔ و ازین نسبت حضرت ایشان مصباح الدین را بہ برادر یادی کردند و ہر گاہ کہ مصباح الدین برائے ملاقات می آمد حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات می کردند چون کہ جناب مصباح الدین در حکومت موظف بود۔ حکومت بہ وے گفت کہ افسر پولیس ستری را با خود گرفته نزد حضرت صاحب بروید و دریں موضوع معاونت افسر پولیس ستری بکنید۔ اگر چہ جناب مصباح الدین این کار را ناخوش نہ داشت لیکن مجبور بود بہ ساعت نہ از شب مع افسر نزد حضرت ایشان حاضر شد۔

افسر پولیس سمری بہ حضرت ایشان گفت مادر تنہائی بہ شما چیزے عرض می کنیم حضرت ایشان فرمودند: این افراد کہ نشستہ اند بہ منزلہ اولاد من اند۔ ماضیہ شدہ ایم۔ در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنیم، افسر پولیس سمری ازین سخن بشورید و این گفتہ روان شد: ما خواہیم دید کہ شما چہ گویند در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنید۔ و از روز دیگر برہر دو دروازہ خانقاہ شریف دو دو نفر از پولیس سمری مقرر شد۔ در بست و چہار ساعت یک لحظہ از ایشان دروازہ خالی نہ می ماند نام ہر وارد و صادر را در سجلات می نوشتند۔ دوسہ روز برین کیفیت گذشتہ بود کہ بہ نام حضرت ایشان مکتوبے از حکومت رسید کہ بعد از ساعت دہ صبح در دفتر افسر کلان پولیس آمدہ با افسر ملاقات بکنید۔ چنانچہ روز دیگر حضرت ایشان بہ ساعت دہ صبح عربہ طلب کردند و بہ دفتر افسر شریف برآمد۔ حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت ہمراہ ایشان رفت۔ آن روز در شہر دہلی بر زبان ہر شخص جاری بود کہ امروز حکومت حضرت ایشان را گرفتار می کند، حافظ عبدالحکیم این کلام را شنید بود۔ بہ این عاجز می گفت کہ من از حد کبیدہ خاطر بودم حضرت ایشان در عرق چین و پیرہن بودند۔ چون عربہ یہ دروازہ کشمیری بہ دفتر افسر پولیس رسید۔ بواب دفتر پیش آمد و حضرت ایشان را گفت افسر بہ انتظار شما است و پردہ از دروازہ برداشت و حضرت ایشان را گفت کہ در آیند۔ حافظ عبدالحکیم در پس حضرت ایشان دست بستہ روان بود۔ بواب بہ حافظ گفت کہ شما بیرون انتظار بکنید۔ حافظ بیان کرد کہ آن وقت چہ احوال داشتیم۔ بیان نہ می توانم کرد۔ بہ سماع قول بواب بے ساختہ بہ آواز بلند از زبانم برآمد کہ جناب ایشان حضرت صاحب ماہستند۔ ما ایشان را تنہا نہ می توانیم گذاشت۔ این گفتہ من در پس حضرت ایشان روان شدم۔ افسر چون حضرت ایشان را دید استادہ شد و چشمان خود را پست کرد و بہ حضرت ایشان گفت کہ بر کرسی بنشینند۔ چنانچہ حضرت ایشان بر کرسی نشستند و افسر چشمان خود را پست کردہ کت نشست و من دست بستہ بہ پشت مبارک ایشان استادہ ماندم چار پنج دقیقہ گذشت و افسر حرفہ نہ گفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ اردو انگریز را خطاب کردہ فرمودند: صاحب مرا از بہر حیہ طلب کردہ اید۔ حضرت ایشان انگلیسہ را صاحب می فرمودند۔ افسر گفت کہ بہ شکایت رسیدہ کہ شما برائے فاتحہ خواندن بر مزارات شریفہ کسے را نہ می گزارید۔ افسر این کلام گفت و نظرش بر زمین بود۔ حضرت ایشان فرمودند: برائے فاتحہ ہر کس را اجازت است البتہ برائے ملاقات من ہر کہ می آید بہ اجازت من در خانقاہ شریف داخل می شود بعد از این کلام حضرت ایشان را افسر گفت۔ شما بہ خانہ می توانید رفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ خیر بہ خانقاہ شریف آوردند۔ در راہ

نظر بندی

اہالی دہلی حضرت ایشان را دیدہ شکر پروردگار بہ جا آوردند کہ حکومت حضرت ایشان را گرفتار نہ کرد۔
 از این واقعہ طبیعت حضرت ایشان مکرر شد۔ حضرت والدہ محترمہ را فرمودند۔
 برائے سر روز بہ زیارت ہمیشہ صاحبہ بہ رامپور می رویم۔ چنانچہ در اواخر محرم ۱۳۳۲ھ
 (نومبر ۱۹۱۵ء) مع اہل و عیال و دونفر از مخلصین افغانستان بہ رامپور تشریف بردند۔ در رامپور کسی را
 خبر نہ بود کہ حضرت ایشان بہ رامپور آمدہ اند۔

ملاقات حضرت ایشان با حضرت ہمیشہ صاحبہ محترمہ بعد از سی و دو سال صورت بست، یعنی
 بعد از یک قرن بہ قول کسانی کہ مدت سی و سہ سال را یک قرن می گویند۔ قطار آہن بہ ریاست رامپور
 پیش از صبح صادق رسید۔ افسر محطہ حضرت ایشان را بہ غرفہ الانتظار برد و گفت تا آفتاب بر نہ آید۔
 شما درین جا آرام کنید۔ چنانچہ بعد طلوع الشمس بہ محلہ مدرسہ کہنہ دیر بہ روانہ شدند۔ و بہ خانہ حکیم
 مظہر حسین خان تشریف بردند۔ پروردگار حکیم مظہر حسین خان را جرأت بے شمار عنایت فرمایدار
 مدت سی سال یک خانہ خود را کاملاً بہ تصرف حضرت عمہ محترمہ دادہ بودند۔ بدون معاوضہ بلکہ ہر سال
 درستی و مرمت مکان ہم حکیم صاحب می کردند۔ و اگر حضرت عمہ محترمہ بیماری شدند علاج و معالجہ ہم
 حکیم صاحب می کردند تا وقتیکہ حضرت عمہ محترمہ حیات بودند دران خانہ قیام داشتند۔

موسم ہر بابود۔ علی الصباح چون بہ خانہ حضرت عمہ محترمہ رسیدیم و مخلص افغانی بسم اللہ
 خواندہ صدا داد کہ از دہلی حضرت صاحب تشریف آوردہ۔ حضرت عمہ محترمہ از درون دروازہ کشادند،
 حضرت ایشان اندرون قدم نہادند و از حضرت عمہ محترمہ کہ نزد دروازہ استادہ بودند استفسار نمودند
 کہ ہمیشہ صاحبہ من کجا ہستند، چون ایشان لفظ برادر بر زبان آوردند حضرت ایشان بہ احترام
 زانو زدند ایشان رفتہ سربارک را انحناء دادہ احترامات عرض کردند و باز تعارف مایان کردند۔ آن
 ہر دو مبارکان در دالان نشستہ مصروف کلام شدند و حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ گان بہ بند و نسبت
 چائے و فطور شدند۔ ہنوز یک ساعت نہ گزشتہ بود کہ مخلص افغانی از آمد عبد الصمد خان وزیر اعظم نواب
 صاحب، و ہادی حسن خان وزیر خصوصی نواب صاحب، و ابوالحسن خان میر توشہ خانہ نواب صاحب
 و صاحبزادہ محمد علی خان معروف بہ چٹن خان صاحب نوح عمہ نواب صاحب اطلاع داد و وقتیکہ نہ
 گزشتہ بود کہ از آمد مولانا ابو ذکار سلامت اللہ اسلام پوری خلیفہ مولانا ارشد حسین و مولانا عبد الغفار
 خان و مولانا ظہور الحسن و صاحبزادگان مجددیہ مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی رحمان
 حسین و مولوی سردار احمد وکیل و غیر ہم اطلاع داد۔

جائے حیرت بود کہ این افراد را از آمدن حضرت ایشان به چه طور خبر شد لیکن یک روز نہ گذشتہ بود کہ جائے حیرت نہ ماند و حقیقت امر واضح شد۔ چہ روز دیگر از دہلی حافظ عبدالحکیم سوداگر حقیقت آمد و گفت مرا حکیم محمد اجمل خان فرستادہ حکیم صاحب گفتہ اند وقتے کہ قطار آہن کہ در آن حضرت صاحب سوار بودند از دہلی حرکت کرد کمشنر دہلی در سیارہ (موتور کار) بہ رامپور روانہ شد، عالم اعلیٰ از ہند (وائسرائے) اوراندر نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور فرستادہ بود کہ حضرت صاحب بہ رامپور می رستند نواب صاحب ایشان را مہمان خود کردہ در رامپور نگاہ دارند و نہ گزارند کہ حضرت ایشان از رامپور بہ جائے دیگر روند و حکیم صاحب بہ حافظ عبدالحکیم گفتند کہ از جانب من بہ خدمت حضرت صاحب بعد از احترامات زائدہ عرض کنید کہ شما مہمانی نواب صاحب قبول فرمائید و از رامپور بہ جائے دیگر نہ روید۔

ہنوز این احوال بہ حضرت ایشان نہ رسیدہ بود کہ با وزیر ملاقات کردند و چون وزیر از مہمانی نواب حامد علی خان عرض کردند حضرت ایشان فرمودند کہ ما بعد از سی و دو سال نزد ہمیشہ محترمہ برائے سہ روزہ آمدہ ایم بعد از سہ روز از ہمیشہ صاحبہ استفسار می کنیم و باز بہ شما بیان جواب می دہیم۔ بیوم روز حضرت ایشان بوزیر فرمودند۔ نواب حامد علی خان والی رامپور بابرادر صاحب ما (حضرت شاہ محمد معصوم) وضعیت ناخاستہ کردہ اند۔ این گونہ اطوار را تحمل نہ می توانیم شد۔ لہذا مہمانی نواب صاحب را بہ شرط قبول می توانیم کرد۔ اولاً۔ نواب صاحب با ما خواہش ملاقات نہ کنند۔ ثانیاً۔ در جائے کہ قیام ما باشد بران جا کامل تصرف از ما خواہد بود۔ بلا اجازت کسی آن جا داخل نہ خواہد شد۔ ثالثاً با مریدان و مخلصین ما نواب صاحب را تعلق نہ خواہد بود و نہ بر ایشان از حکومت بندہ شے عائد خواہد شد۔ وزیر بیان ایشان را بہ نواب صاحب رسانیدند و نواب صاحب آن را قبول کرد۔ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُقَالَ۔ نواب بہ نوعی پابندی این شرائط کرد و بہ نوعی مہانداری حضرت ایشان تا آخر وقت کرد کہ لا مَزِيدَ عَلَیْهِ خَلْقِ خَدَامٍ گفت کہ آیا این نظر بندی است یا نوابی است۔ عاجز گوید نہ دانستند۔ لَیْسَ لَیْهِ عِبَادَةٌ شَتُّونَ۔ این اظهار را بنی احبُّ فُلَانًا الْحَدِیث۔ بودہ۔ دُرُکِ احوال محبوبان و مرادان، تہی دستان چہ توانند کرد۔ حضرت امام الطریقہ سید محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہ و آقا ضی علی العالمین مِنْ بَرَکَاتِهِ وَاَسْرَارِہِ فَرُوہِ اند۔ رحمت حق بہانہ می خواہد، رحمت حق بہانہ می خواہد۔ از نعمت اظفار تا زمان نظر بندی تربیت حضرت ایشان کاملہ جمالی بودہ، تربیت جلالی را ہیچ گاہ اثری نہ بودہ۔ باز وے دیگر را نظر بندی بہانہ گشت۔ و حضرت ایشان قدس سرہ ذی الجَنَاحِیْنِ گشتند۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

مہمانی | نواب حامد علی خان برائے حضرت ایشان محل قلعہ کہنہ رابع جمیع لوازم از قسم فرش و تختہا و

سریر ہاتھ پٹیا کر دند۔ ہر دو وقت ارسلنج نوابی طعام پختہ می آمد۔ دہر روز پان، چھالیا، چائے سیاہ، و شکرو شیر و بسکٹ بہ مقدار وافر می آمد۔ و بہ وقت عصر یک عربہ برائے تفریح می آمد۔ اگر ہمانان می بودند، عربہ دیکھ می آمد و اگر حضرت ایشان خواہش می کردند فیلیہا می آمدند و بر فیلیہا سوار شدہ بہ تفریح تشریف می بردند۔ نواب صاحب از باغ خسرو تا باغ بے نظیر یک راہ خصوصی ساختہ بودند۔ بہ ہر دو جانب این راہ کہ بہ اندازہ سہ میل دراز بود درختان میوہ دار بودند کہ سے را اجازت نہ بود کہ برین راہ رود، و اگر کسی می رفت سزای یافت نواب صاحب برائے حضرت ایشان اجازہ این راہ دادند۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ این راہ بہ باغ بے نظیر می رفتند۔ چون موسم گرم شد، یک سخنانہ برائے حضرت ایشان در دالان ساختہ شد کہ بر دیوار و بامش آب افشانند می شد و بادکش آہنی ہو ارا منتشر می کرد۔ بر دروازہ محل مخلص افغانی مقرر بود، بلا اجازت کسی داخل نہ می تواند شد، در واقعہ کتاب النشر فی قرآت العشر کہ تفصیلش درج ذیل است عبد الصمد خان و چھٹن خان صاحب زائد از نصف ساعت بیرون دروازہ انتظار کر دند۔

واقعہ النشر | النشر فی قرآت العشر تالیف امام حافظ ابوالخیر محمد بن محمد الشہیر بابن الجزری المتوفی ۸۳۳ھ طبع شدہ بود، و حضرت ایشان بہ اشتیاق این کتاب بودند، کسی عرض کرد کہ ازین کتاب نسخہ قلمی در کتب خانہ نواب صاحب موجود است، حضرت ایشان شخصے را بہ کتب خانہ فرستادند تا کتاب را عاریتہ بیارد۔ مہتمم کتب خانہ بہ آن شخص گفت کہ از نواب صاحب اجازت گرفتہ کتاب ارسال خواہد شد۔ چون این جواب بہ حضرت ایشان رسید بہ دربان فرمودند۔ چون نان از مطبخ نواب آید گشتانندہ شود، و از طفلیں نواب کسی در محل داخل نہ شود، این خبر چون بہ نواب صاحب رسید علی الفور عبد الصمد خان و چھٹن صاحب فرستادند کہ بار دیگر چنین واقعہ پیش نہ خواہد آمد۔ حضرت شامہانی را حسب سابق قبول فرمائید، بہ انتظار جواب ہر دو صاحبان بیرون دروازہ تقریباً نصف ساعت استادہ ماندند، چون حضرت ایشان معذرت قبول فرمودند ہر دو صاحبان داخل محل شدند، و جرت الامر علی ما کانت علیہا سابقاً، حضرت ایشان فیاض الدین خطاط را مقرر فرمودند تا کتاب النشر را نقل کنند، این کتاب در دو جلد است۔ فیاض الدین جلد اول را کمالاً نقل کرد و از جلد دوم تا بہ باب امالۃ ہاء التانیث و ما قبلہا فی الوقف، نقل کردہ بود کہ سفر حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ شد و کتاب ناتمام ماند، و آن ناتمام نسخہ نزد عاجز محفوظ است۔

پیشکش یک ہزار روپیہ در ہر ماہ | نواب حامد علی خان بہ توسط عبد الصمد خان عرض نمود کہ خواہش دارم کہ یک ہزار روپیہ ہر ماہ بہ خدمت مبارک علی الدوام پیش کنم۔ حضرت ایشان قبول نہ کردند۔ باز نواب صاحب اظہار خواہش کرد کہ این ہدیہ را برائے فرزندان

گرامی قبول فرماید حضرت ایشان فرمودند عزیزان ما از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ در رامپور قیام دارند از ایشان بیشتر افراد در زیون حالی اند۔ اگر نواب صاحبِ عانت ایشان بکنند بہتر است۔

نماز جمعہ جامع مسجد از قیام گاہ حضرت ایشان قریب بود شاید فاصلہ دو صد گز داشته باشد۔ حضرت ایشان نماز جمعہ در جامع می خواندند۔ امام جامع عرض می کرد کہ حضرت ایشان آما

فرمایند عاجز بارہ دیدہ کہ بعد از نماز جمعہ گاہے یک گاہے دو و گاہے سہ نفر بردست حق پرست داخل دائرہ اسلام می شدند و وقتیکہ حضرت ایشان از جامع بہ قیام گاہ خود مراجعت می فرمودند مردمان خواہش می نمودند کہ بہ سعادت دست بوسی سرفراز شوند چنانچہ گاہے می استادند و مردمان را شرف این سعادت می بخشیدند و چون حضرت ایشان روان می شدند در رؤیہ مردمان استادہ می شدند و حضرت ایشان کمال عاجزی ہوش در دم و نظر بر قدم داشته از بین ایشان می گزشتند۔

شوق دیدن نواب صاحب نواب حامد علی خان فرزند نواب مشتاق علی خان فرزند نواب کلب علی خان بود۔ نواب کلب علی خان بردست حضرت شاہ

عبدالرشید و نواب مشتاق علی خان بردست حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید سعیت کردہ بود۔ وقتیکہ مشتاق علی خان وفات کرد، حامد علی خان خورد سال بود، در صحبت اثنا عشریہ پرورش یافت و شیعی شد، مع ہذا حیانا اثر پدید رویہ کلان بروئے ظاہری شد و اظہار آن ہم می کرد، چونکہ دلدادہ مُتبعہ بود و اثنا عشریہ ابواب متعہ برایش کشادہ بودند شیعی شد، روزے بہ وزیر ار و مصاحبین خود گفت کہ می خواہم کہ حضرت صاحب را زیارت کنم۔ چونکہ حضرت ایشان قدس سرہ دروازہ ملاقات برائے نوابان از اول روز بند کردہ بودند برائے مصاحبان و وزیران جائے تفکر پیدا شد، جناب مولوی عبید الرحمن معروف بہ سردار احمد مجددی وکیل حلّ این اشکال پیدا کردند۔ ایشان در قضا یا محامات می کردند و محامی را در ہند وکیل می گویند۔ ایشان مشورہ دادند کہ حضرت ایشان قدس سرہ را گفتہ شود کہ سیر حامد منزل کنند۔ چرا کہ این محل قابل سیر است۔ روزے کہ حضرت ایشان برائے سیر حامد منزل تشریف آرند، نواب صاحب در یک حصّہ آن محل باشند و از پس پردہ حضرت ایشان را بینند۔ این رائے را نواب صاحب نیز پسند کردند و بہ وکیل صاحب گفتہ شد کہ انتظام آوردن حضرت صاحب بکنند۔ چنانچہ وکیل صاحب حضرت ایشان را بہ حامد منزل بردند۔ در قاعۂ کُبُری تصویر بر آویزان بود حضرت ایشان استفسار کردند کہ این تصویر از کیست کہ عرض کرد این تصویر از حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ است۔ حضرت ایشان چون این کلام شنیدند یہ وقت نظر سوئے آن تصویر دیدند و بعد از لحظہ فرمودند "نہ نے این حضرت ایشان

صرف این قدر فرموده بودند کہ وکیل صاحب عرض کردند جناب ملاحظہ فرمائید این چه عجب چیز است۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ آن طرف متوجہ شدند و سخن تصویر نہ تمام بہمانند فیما بعد وکیل صاحب گفت کہ آن وقت نواب صاحب پس پردہ بودند و احوال حضرت ایشان را ملاحظہ می کردند و کلام ایشان را می شنیدند حضرت ایشان شاید کلامی فرمودے کہ سببِ دل آزاری نواب صاحب شدے ازین جہت من حضرت ایشان را بہ جانب دیگر متوجہ کردم۔

ازین دید نواب صاحب را مسرتے روئے داد و ایشان ارادہ کردند کہ زیارت حضرت ایشان یکاں دیگر باز باید کرد چنانچہ نواب صاحب بہ مصاحبین خود گفتند ایشان بہ نواب صاحب گفتند کہ حضرت صاحب برائے تفریح و تمشیہ ہر روز بہ وقت عصر از راہ خسرو باغ بہ باغ بے نظیری روند، بلکہ حضرت ایشان بیشتر حصہ این راہ پا پیادہ قطع می کنند چنانچہ نواب صاحب یک روز بہ آن وقت کہ حضرت ایشان بر راہ خصوصی تمشیہ می کردند برائے زیارت حضرت ایشان در سیارہ روان شد مولوی سردار احمد وکیل مجددی و ماہر سہ برادر پیش حضرت ایشان بودیم بلکہ ماہر سہ برادر کرہ خورد در ایکے بہ دیگرے انداختہ و بازی کردہ می رفتیم و پس مایان حضرت ایشان مسجہ سنگ مقصودی در دست و نظر بر قدم داشتہ مشغول ذکر و فکر و خرام بودند و یک قدم پس از حضرت ایشان یک مخلص افغانی بود و پستہ عربہ چون کہ ما برادران مصروف کرہ بازی بودیم از سیارہ نواب صاحب آواز اعلامیہ برآمد۔ مایان دیدیم کہ یک سیارہ می آید۔ بر شیشہائے سیارہ پردہائے باریک بودہ سردار احمد صاحب وکیل بہ مایان گفتند کہ در سیارہ نواب صاحب بودند و بعد از دوسہ روز معلوم شد کہ نواب صاحب از دیدار حضرت ایشان بسیار مخطوط و مسرور شدہ بودند و بہ مصاحبان خود بیانش می کردند۔

روزے ابو الحسن میر توشہ خانہ نواب صاحب حضرت ایشان را
مولانا عبد الغفار خان بہ خانہ خود مہمانی کرد۔ بعض افراد خصوصی را ہم مدعو کردہ بودند چون حضرت

ایشان رسیدند حاضرین با حضرت ایشان ملاقات کردند مولانا عبد الغفار خان خلیفہ حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی بودند چون بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند حضرت ایشان دست مولوی صاحب را در دست خود گرفتہ فرمودند۔ از کثرت آمد و رفت کہ نزد نواب صاحب دارید احوال باطن خود را شما خراب کردہ اید۔ امروز نزد من والدہ شوکت علی و محمد علی آمدہ بود (وے از شاہ ولی النبی مجددی بیعت بود و شاہ ولی النبی و مولانا ارشاد حسین از خلفائے جد بزرگوار حضرت ایشان بودند) قلب وے از قلب شما صاف تر و روشن تر بود۔ عاجز گوید شاید مولوی صاحب گفتار حضرت ایشان را در دل خود وقعتے نہ دادہ بود، لہذا

حضرت ایشان قدرے بہ جلال آمدہ بہ مولوی صاحب فرمودند: ”شما از ما چہ می پویشانید۔ از فضل و مرحمت پروردگار این کیفیت و مقدرت مراحل است کہ اگر شما در دل خود خیال خود را تبدیل کنید بہمانند ہمراہی شود۔ من ہر مزار پر شہادت بودیم۔ ایشان از شما شاکی بودند۔ اگر باور نہ دارید ہر مزار پر خود رفتہ از ایشان دریافت کنید۔“ از این کلام حضرت ایشان بہ مولوی صاحب اثر شد۔ حاضرین آن را محسوس کردند و فیما بعد معاینہ کردند کہ مولوی صاحب از ملاقات نواب صاحب خود را محفوظ کردند۔ نواب صاحب ہر چند خواہش کرد کہ ملاقات با مولوی صاحب بکند لیکن جناب ایشان چنین موقع نہ راہم نہ کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک منکر و محمد حسن خان

محمد حسن خان فرزند فاروق حسن خان رامپوری از شاخ سلسلہ چشتیہ بودند۔ روزے یک شخص نزد ایشان رفت و نسبت بہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ آغاز گفتگو کرد و گفت ایشان از اصحاب کمال نیند و مہمان نواب صاحب شدہ اند۔ محمد حسن خان تاب این سخن نیاوردہ یک لکۃ شدیدہ بر رخسار دے زدند و فرمودند۔ اے خبیث اہانت ولی پروردگاری کنی۔ جَزَاہُ اللّٰہِ خَیْرٌ اَوْ رَحْمَۃٌ وَّرَضِیَ عَنْہُ۔ این واقعہ را خود محمد حسن خان بہ فرزند خود صابر حسن خان بیان کردہ بودند و چند سال قبل صابر حسن خان بہ عاجز نقل کردند۔ و بہ شنبہ سوم رجب ۱۳۹۰ھ (پنجم ستمبر ۱۹۷۱ء) رحلت نمودند و بہ موجب وصیت ایشان امامت نماز جنازہ این عاجز کرد۔ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا مُسْتَقِیْمًا عَلٰی سَبِیْلَةِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَّرَضِیَ عَنْہُ۔

یک ملزم

روزے حضرت ایشان حسب معمول در عربہ برائے سیر و تفریح برآمدند۔ مولوی سراج احمد وکیل کوہران قیام رامپور بالمواظبہ ہر روز ہمراہ ایشان بہ سیر و تفریح می رفتند۔ در راہ نزد دروازہ قلعہ یک ملزم بہ نظر مبارک ایشان درآمد کہ در ہر دو دست و در ہر دو پایہا نش قیودات آہی بودند و چارہا بنش را محافطین کہ با تفنگ بودند احاطہ کردہ بودند۔ حضرت ایشان عربہ را استادہ کردہ از محافطین دریافت نمودند چہ ماجرا است۔ جناب سردار احمد را واقعہ معلوم بود۔ عرض کردند این جوان بچہ یک سید را کشتہ و امروز نواب صاحب حکم صادر کردہ اند کہ این جوان را بردار بکشند۔ حضرت ایشان روئے بہ ملزم کردہ فرمودند: ”اے جوان، ارتکاب جرم عظیم کردہ ئی۔ وعن قریب سزائے دنیوی بہ تودادہ خواہد شد کہ سزائے وقت قلیل است و می گزرد۔ فکر آخرت کن و بہ صدق دل در بارگاہ رب العزت توبہ کن و طلبگار عفو کرم پروردگار شو تا کہ از عذاب آخرت نجات یابی۔“ و قتی کہ حضرت ایشان این نصیحت می کردند آن جوان بہ ادب تمام استادہ بود، اشک ہا از چشمانش می ریخت و محافطان دے نیز متاثر بودند۔

چون حضرت ایشان بہ سائقِ عربہ فرمودند کہ حرکت کنند آن جوان بہ عاجزی سلام عرض کرد و محافظین و نیز بہ طورِ جیان سلام کردند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰہُ بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ ۔

یکِ حالِ بے مثال در رامپور معمول حضرت ایشان بود کہ برائے سیر و تفریح بہ باغِ بے نظیر از راہِ خصوصی نواب صاحب می رفتند و مراجعت از راہِ عمومی می کردند۔

و معمول داشتند کہ اسماء اللہ الحسنی و مسبغاتِ عشرِ قدرے بہ آواز بلند در راہ می خواندند و مایان ہر سہ برادر نیز ہمراہ حضرت ایشان قدرے بہ آواز بلند این وظائفِ مبارکہ را می خواندیم۔ چونکہ موسمِ خنک نہ بود نماز مغرب خواندہ از باغِ بے نظیر روانہ می شدند۔ مولوی سردار احمد وکیل ہمراہ می بودند۔ روزے در اثنائے اورادِ مبارکہ کیفیتِ حضرت ایشان را روئے داد۔ در راہ آمد و رفت کسے نہ بود، و شب تاریک بود، درین عالم خاموشی و تنہائی یک بارگی حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: آے درختان و آے بو تہا و آے سنگ ریزہ و آے زمین فردا بہ روزِ قیامت گواہی دہید کہ یک بندہ بر این راہ ذکر پروردگاری کرد و می رفت۔ حضرت ایشان قدس سرہ در احوال خود این کلام فرمودند و محسوس می شد کہ مخاطبان بہ اثبات جواب می دہند۔ عجب پُر اسرار و پُر انوار وقت بود و عجب مبارک حال و مبارک قال بود بعد از دوسہ سال در کوئٹہ بلوچستان حضرت ایشان فرمودند: فضل پروردگار است آن کیفیت حالاً ہم ظاہر است، افسوس کہ دانندگان این امور نہ مانند اند۔ عاجز گوید کہ برین واقعہ شصت سال می گزر داما ہر وقت کہ آن کیفیت بہ یاد می آید جان تازہ در بدن می دمد، و ہر زمان از غیب جانے دیگر است۔ را ظہور می شود۔ حیف صد حیف۔ آن قدر بَشکست و آن ساقی نہ ماند۔ قَدَّسَ اللّٰہُ رُوحَہٗ وَ تَوَسَّطَ صِرَاجَہٗ وَ اَقَاعَصَ عَلٰی فُجَیْبَہٖ مِنْ اَسْرَارِہٖ وَ عَرَاقَانِہٖ ۔

بر مزار حضرت والد بزرگوار در رامپور معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بہ روز پنجشنبہ بر مزار پُر انوار حضرت والد بزرگوار قدس سرہ تشریف می بردند۔

در سربا بعد صلاۃ الظہر و العصر و در گرام بعد صلاۃ المغرب۔ مزار پُر انوار حضرت ایشان گما تَقَدَّمَ بَيَانُہٗ فِی اَحْوَالِہِ الْمُبَارَکَۃِ۔ متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ جہتِ غرب بر چپوترہ است۔ و از چپوترہ دیوار احاطہ تقریباً بست گز فاصلہ دارد۔ حضرت ایشان بیرون دروازہ احاطہ کفش کشیدہ۔ دست بستہ سر مبارک را انحناء دادہ۔ مجسم کیفیت۔ و اَخْفِضَ لَہُمَا جَنَاحَ الذِّلِّ مِنَ الدَّرَجَۃِ ۔ شدہ بہ کمال ہمدوء۔ بر مزار شریف می رفتند، بر چپوترہ بالا رفتہ و بر کنارہ چپوترہ استادہ (از مزار شریف بہ اندازہ پنج گز فاصلہ بودہ باشد) بہ سوئے غرب پشت و بہ سوئے مزار مبارک رو کردہ بسلام مسنون

برائے اموات قدرے بہ آواز بلند عرض می کردند و بازمی نشستند و چادر مبارک خود را بر سر مبارک خود انداخته، سورۃ یٰسین بہ کمال خشوع بہ آواز بلندی خواندند۔ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ عجیب احوال و کیفیات بر پاک باطنان و اصحابِ نسبت ظاہری شدند۔ از اہالیانِ رامپور افراد کثیری رسیدند بلکہ از دہلی و میرٹھ بعض افراد بہ این روز خود را بہ رامپور می رساندند و از تجلیاتِ الہیہ و فیوضاتِ نامتناہیہ سرشاری شدند۔ عاجز آن روز را یاد دارد کہ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکہ احوالے بر حضرت ایشان ظاہر شدند کہ باوجود آن ضبط و تمکنت کہ ایشان را بود برزانو ہائے خود بلند شدند و یک شعر خود را کہ بہ اُردو فرمودہ اند خواندند۔ مفہوم آن شعر این است۔ این خانہ از چراغِ فیوضِ عمر روشن است، از خود در سینہ خیر این نور نیست۔ وقتے کہ حضرت ایشان نامِ مبارکِ عمر بر زبان مبارک آوردند برزانو ہائے خود بلند شدہ بہ ہر دو دست اشارہ بہ مزارِ پُر انوار کردند۔ در آن وقت بر حاضرین کہ چہل یا پنجاہ نفر بودہ باشند احوالِ عجیبہ طاری شد۔ کسے نعرۃ اللہ زدہ بے ہوش افتاد کہسے بہ وجد آمدہ چون ماہی بے آب می غلطید، بعض افراد از بالا سہ چوڑہ کہ از یک گز بلند تر بودہ باشند زیر افتادند تا زمانے کہسے را از احوال خود خبر نہ بودہ۔

از حسنِ ملیح خود شورے بہ جہان کردی بے چارہ و بسمل را مصروفِ فغان کردی
بعد از سی سال عزیزے بہ عاجز گفت۔ ”آن مبارک وقت در حافظہ خیال ثبت است۔ ہر یک از حاضرین در دریاے فیوضات غرق بود“ خوش نصیب اندکسانے کہ چنین احوال دیدند در طلبِ اعلیٰ درجہ احسان۔ ”اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَانَ لَکَ ثَوَابٌ“ عمر ہا صرف کردند و حلاوتِ ”اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُکُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ“ را دریاقتند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضِیَ عَنْهُمْ۔

تدریسِ شاطبیہ | در رام پور مولوی وحید اللہ خان و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ و مولوی سردار احمد مجددی وکیل از حضرت ایشان شاطبیہ شریف شروع کردند و در مخازنِ کتاب خواندند۔ بظاہر تدریسِ کتاب بہ باطن تسلیم مقامات بود و این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان۔

مَقَسَّتِ الدُّهُورُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهَا وَلَقَدْ آتَىٰ فِي عَجَزٍ عَنْ نُّظْرٍ أَرِيَّا

خاتمہ نظر بند می | جسدِ مبارک حضرت ایشان بسیار نازک بود۔ در موسمِ گرم بہر تمام جسد ایشان ریزہ ریزہ دانہا برآمدند کہ آن را اہل ہند ”گرمی دانہ“ گویند۔ اگر چہ نوابصا برائے حضرت ایشان خن خنہ ساختند۔ در خن خانہ بہ وقتِ بادِ گرم راحت می باشد۔ یعنی از وقت چاشت تا صفر آفتاب۔ و در غیر این اوقات راحت نہ دارد بلکہ تکلیف دہ می باشد۔ اگر چہ از

شدتِ گرمی دانه‌ها حضرت ایشان را از حدِ رحمت بود۔ اما حرفِ شکایت گاہے بر زبانِ مبارک ایشان نیامد بلکه کامل نمونہ: ”ہرچہ از دوست آید دوست باشد“ بودند۔

زحمتی کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود حضرت والدہ صاحبہ را بے آرام ساخت۔ ایشان عبد الرحمن خضر خیل را بہ کوئٹہ فرستادند تا ملا عبد الحلیم و ملا عبد الرشید و مرزا نیاز محمد خان و مرزا محمد سلیم و ملا ایاز حسن خان اندر ہی و غیرہ ہم را از احوال حضرت ایشان آگاہ کنند کہ حضرت ایشان را حکومتِ ہند در رامپور نظر بند کردہ و از وجہ گرمی ایشان را بسیار آزار رسیدہ مخلصین کوئٹہ ازین احوال بے خبر بودند۔ چون از حقیقتِ امر آگاہ شدند، چند خوانین و سردارانِ قبائل را ہمراہ خود گرفتہ نزد حاکم اعلیٰ رفتند و گفتند کہ حضرت صاحب دہلوی یک مرد مذہبی است ایشان را بہ حکومت و سیاست کارے نیست۔ از آزار حضرت ایشان تمام اہالی بلوچستان و افغانستان آزرده و پریشان اند۔ حاکم اعلیٰ از بلوچستان با حاکم ہندوستان مکالمہ کرد و بعد از دو سہ روز حاکم ملا عبد الحلیم و غیرہ را طلب کرد و گفت برائے حضرت صنا اجازت است کہ بہ کوئٹہ بیایند۔ و باز حاکم بلوچستان پروانہ نوشت در ان پروانہ مرقوم بود کہ حاکم بلوچستان بہ اجازت حاکم کلان ہندوستان (والسرائے) می نویسد کہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی را اجازت است کہ بہ کوئٹہ تشریف بیارند و حاکم یک محافظ خصوصی نیز حوالہ ایشان کرد کہ بہ رامپور برو و ہمراہ حضرت صاحب بیاید۔ ملا عبد الحلیم و غیرہ رحمۃ اللہ کا کٹر را کہ از پیشین بودہ با پروا و محافظ بہ رامپور فرستادند چون رحمۃ اللہ کا کٹر مع محافظ پروانہ بہ رامپور رسید حضرت ایشان علیٰ اسم اللہ و برکتی، برائے کوئٹہ از رامپور روانہ شدند چون کہ از روانگی حضرت ایشان کے مطلع نہ شد ازین جہت برائے تودیع بہ محطہ کے نیامد و بہ خاموشی از آن جا روانگی شد۔

وصول بہ کوئٹہ | تقریباً ہفت ماہ حضرت ایشان در رامپور نظر بند بودند در اواخر شعبان ۱۳۳۲ھ کہ او آخر جوزا ۱۲۹۵ھ بودہ (ماہ جون ۱۹۱۶ء) از رامپور

روانہ شدہ بہ کوئٹہ تشریف بردند۔ اگرچہ در کوئٹہ برائے استقبال حضرت ایشان ہزار ہا افراد ہر سال می رسیدند لیکن درین سال اجتماعِ مردم فوق العادہ بسیار بود۔ بعض افسرانِ انگلیزی نیز آمدہ بودند تا کیفیات و احوال را ملاحظہ کنند و قتی کہ قطار سکتہ الحدید بہ محطہ رسید بر تن مبارک حضرت ایشان یک قمیص و بر سر مبارک عرق چین بود۔ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند۔ اول کسی کہ بہ دست بوسی حضرت ایشان مشرف شد آن ملا عبد الحلیم آخوندزادہ بود۔ چون نظر ملا صاحب بر بازو ہائے حضرت ایشان افتاد کہ از گرمی دانه‌ها پر بودند ضبط نہ توانستند کرد و بہ آواز بلند مصروف گریہ شدند۔

ہزار ہا مخلصین کہ در محطہ بودند بہ آہ و گریہ و نعرہ مصروف شدند و چون حضرت ایشان در عربہ سوار شدہ بہ خانہ روانہ شدند سرستان بادہ وحدت اشک ریزان افتان و خیزان در چار اطراف عربہ روان و دوان بودند عجب وقتے بود و عجب احوال قُبْحَان مَن یَغْیَرُوْهُ لَا یَتَغٰیرُ و سُبْحَانَ مَن لَا یَقْبَلُ الزَّوَالَ۔

یک بار چون حضرت ایشان بہ کوسٹہ رسیدند حاجی نیاز کہ از باران قلعہ علاقہ شلگر بود لباس رنگین و عمدہ پوشیدہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدہ بود۔ حاجی نیاز مرد پاک باطن، صاحب نسبت بود حضرت ایشان را نیز بر حال و سہ نظر مرحمت بودہ۔ چون نظر حضرت ایشان بروے افتاد، فرمودند: ”واہ واہ اے نیاز، امروز جامہ ہائے خوب پوشیدہ“ عاشق صادق چون از زبان مبارک محبوب خود نام خود را شنید بہ وجد آمد و مستی کنان عرض کرد۔ این روز عید من است کہ جمال باکمال شمارا می بینم۔ احوال ہر یک از ان صاف کیشان مثل احوال حاجی نیاز بودہ، افتان و خیزان مستی کنان مسافات صد ہا امیال پا پیادہ قطع کردہ بہ خدمت ایشان می رسیدند روز ہا باشبہا بر نان خشک آن ہم بہ قدر کفاف بہ سری بردند و بہ زبان حال می گفتند۔

اے برادر بے نہایت در گہبست و ہر چہ بڑے می روی بروے مہیست

آمد بی بی افسر انجلیزی

افسر تمام پولیس بلوچستان، چہ پولیس ظاہری و چہ پولیس سری، بی بی بود۔ بعد از وصول حضرت ایشان بہ کوسٹہ، بی بی بہ حضرت ایشان احوال فرسناد کہ برائے ملاقات نزد شامی آئیم۔ حضرت ایشان بہ بابو ولی محمد کہ از مجید ضلع امرتسر بود۔ و از مخلصین حضرت ایشان بود فرمودند شما و حضرت بلال در ان وقت باشید حضرت برادر کلان و بابو صاحب کہ فیما بعد بہ صوفی صاحب اشتہار یافتند انتظام چائے کردند۔ بہ نواخت دہ از صبح بی بی آمد و بہ حضرت ایشان گفت حکومت شمارا ہیچ گونه آزار نہ می رساند البتہ شما از اجتماعات دور باشید و در کار حکومت ہیچ نہ گوئید۔ بی بی تا چہار سال در سفر دہلی و کوسٹہ یک پولیس باوردی ہمراہ حضرت ایشان می کرد۔

آمد مہدی حسن

مہدی حسن افسر پولیس سری از پنجاب بود و مذہباً قادیانی بود، بعد از چند روز از آمد بی بی و سہ بہ خدمت حضرت ایشان آمد، پسر جوان سال ہمراہ و سہ بود کہ بہمان سال از کلبہ فارغ شدہ بود۔ آمد مہدی حسن از کار حکومت بود۔ اما آمد پسرش غیر از دیدن حضرت ایشان چیز دیگر نہ بود۔ مہدی حسن قدرے نشست و باز رفت پسرش نیز بہ رفاقت پدر رفت لیکن روز دیگر نہ در لباس اروپائی بلکہ در لباس وطنی حاضر شدہ بیعت شد۔

نگاہِ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند

عاجز آن جوان را می دید کہ ہر روز صبحا بہ ساعت نہ و نیم می آمد و نزد دروازہ خانہ حضرت ایشان بر روی خاک می نشست۔ رویش بہ جہت حضرت ایشان می بود و شملہ دستار خود را بر روی خود می انداخت و بہ ذکر پاک پروردگار مصروف می شد۔ بہ اندازہ سہ ساعت مصروف ذکر شریف می بود۔ چون موسم خزان شروع شد، حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند و آن جوان بعد از دو ماہ رختِ سفر از دنیا بستہ بہ رُوح و رَیْحَان و جَنَّة نَعِيمِ شتافت۔ رَحِمَہُ اللہ و رَاضی عنہ۔

آخوند جی شاہ محمد عمر | در ”محلہ فرشتخانہ دہلی“ قیام آخوند جی بود کہ مُسَلِّک بہ سلسلہ عالیہ قادریہ بودند۔ مرد پیر صاحب نسبت و مبارک نفس بودند۔ حضرت ایشان قدس سرہ بسیار بہ مودت و محبت با ایشان پیش می آمدند۔ بہ روز شنبہ دہم ماہ مبارک میلاد ۱۳۳۶ھ (دسمبر ۱۹۱۶ء) حکیم محمد شفیع معالج چشم، حضرت ایشان را گفت کہ آخوند جی بسیار علیل اند۔ حضرت ایشان برائے عیادت تشریف بردند۔ ماہر سہ برادران و حکیم محمد شفیع و یک مخلص افغانی در معیت حضرت ایشان بودیم۔ آخوند جی متصل بہ مسجد شریف در حجرہ بر سریرے دراز بودند۔ چون از آمد حضرت ایشان شنیدند بہ مخلصان فرمودند کہ مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند ”آخوند جی شما بہ حال خود باشید“ لیکن آخوند جی اصرار فرمودند و مخلصین ایشان را بنشانیدند۔ غیر از استخوان و پوست ہیچ نہ ماندہ بود۔ آخوند جی برادر زادہ کلان خود را کہ مختار احمد نام داشت طلب فرمودہ بہ حضرت ایشان گفتند۔ این برادر زادہ من است و من این را برائے جانشینی خود تجویز کردہ ام، حضرت شام دعا فرمایید کہ صالح و قائم بر مسلک بزرگان باشد۔ چنانچہ حضرت ایشان دعا کردند و فرمودند کہ این سہ فرزندان من اند۔ و ما ہائے ماہر سہ برادر را گرفتہ فرمودند کہ شما دعا فرمایید کہ پروردگار ایشان را صالح کند۔ چنانچہ در آن ضعف و نقاہت و علالت جناب ایشان دستہائے خود برائے دعا برداشتند و بہ خلوص دل و عاجزی دعا کردند۔ حضرت ایشان و سائر حاضرین آمین می گفتند۔ حاکم در کتاب الدعاء از مستدرک روایت از سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
 اِنَّ اللہَ یَجِی کریمٌ یَسْتَجِی مِنْ عَبْدِہٖ اَنْ یَبْسُطَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ ثُمَّ یرُدُّہما خَائِبَیْنِ۔ عاجز یقین دار و کہ آن دعائے پاک نفسان مقبول بارگاہ شدہ۔ ذلک من فضل اللہ علینا۔ و بعد از دعا جناب ایشان بہ حضرت ایشان فرمودند۔ امامت نماز جنازہ ما حضرت شما خواہید کرد۔ حضرت ایشان بہ اثبات جواب دادہ فرمودند۔ فردا شب در خانقاہ شریف محفل مبارک میلاد منعقد خواہد شد،

شماره برادرزادہ خود را بگوئید کہ وہ در آن مبارک محفل شریک شود و عند القیام در بارگاہ رسالت عرض سلام کند و باز نعت بخواند حضرت آخوندجی ہمان وقت بہ برادرزادہ خود بہ تاکید فرمودند کہ شہادران محفل مبارک شریک شوید و سلام و نعت بخوانید۔

یک سال قبل در قدم شریف حضرت ایشان از مختار احمد نعت شنیدہ بودند۔ ازین جہت حضرت ایشان فرمایش سلام و نعت کردند۔

روز چار شنبہ تمام کردہ بہ شب پنجشنبہ بعد العشاء الآخرہ
بنگری کہ روح پروازی کند

حسب معمول حضرت ایشان قدس سرہ مبارک احوال سرایہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان می فرمودند چون کہ خالقہ شریف از مردم پربود و جمعے کثیر بیرون دروازہ استادہ بود حضرت ایشان استادند و ذکر کردہ جا بہ جا استادہ احوال مبارکہ بیان می کردند چون از جہت منجر مبارک بہ سمت منارہ جنوبی مسجد شریف تشریف می آوردند یک جائے استادند کہ از منارہ قاصدہ گزدارد حضرت ایشان از روئے کتاب سعید البیان کہ از تالیفات جد بزرگوار حضرت ایشان است احوال مبارکہ را بیان می کردند کہ مرد پیر محمد احسان کہ مرید جد بزرگوار ایشان بود و در خورد سالی حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ گشت میکرد۔ پاہائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ مالش شروع کرد۔ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّرَى الْاِحْسَانَ، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند۔ اے احسان بگریز این پاہا را کہ در ذکر پاک سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماندہ و خستہ شوند۔ عاشق صادق احسان بہ این سخن در وجد آمد و خلق خدا متحیر ماند کہ حضرت ایشان نام احسان چہ گونه گرفتند۔ هنوز تحیر مردمان باقی بود کہ حضرت ایشان فرمودند دروے ایشان بہ سمت شمال بود بنگری کہ روح پروازی کند۔ و بعد ازین گفتار یک دو دقیقہ خاموش ماندند ہزار ہا مردم این سخن را شنیدند دیدند کہ حضرت ایشان اشارہ بہ جانب پرواز روح کردند لیکن کسے را یا رانہ بود کہ استفسار کند۔ تقریباً پانزدہ دقیقہ گزشتہ باشد کہ از فراش خانہ شخصہ آمد و بیان کرد کہ حضرت آخوندجی شاہ محمد رحلت فرمود و بہ حسہ ساعت ہمان وقت و دقیقہ را بیان کرد کہ حضرت ایشان در آن وقت از پرواز روح خبر دادہ بودند۔ کسانے کہ حاضر بودند اکثر ذرا این واقعہ می کردند۔ چند ماہ پیش یک مرد پیر ذرا این واقعہ می کرد و وقتیکہ عاجز را این واقعہ یاد می آید این شعر می خواند۔

وَ اَنِّي حَفِصٌ وَ كَرَّ اَمْتِي فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ الْحُلُجِ

حضرت ایشان قدس سرہ چند بار از ارواح خبر دادہ اند و بیانش در فصل ثالث اشارہ
خواہد آمد۔ صبح آن شب حضرت ایشان قدس سرہ امامت نماز جنازہ آخوندجی

نزد قبرستان حضرت خواجہ خواجگان قبلہ حق پرستان خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کردند۔ و در آن بقعہ مُبارکہ مدفون گشتند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

بہ خورجہ | چودھری مولاداد خان از خورجہ بودند، اہلیہ ایشان بی بی حنیفہ صاحبہ الاملاک الاراضی بودہ۔ ہر دو از مخلصین صادقین حضرت ایشان بودند۔ ایشان در حلقہ زواج فرزند خود احمد سعید خان حضرت ایشان را در ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) برائے یک ہفتہ بہ خورجہ بردند۔ و آن جادو محلہ نصر اللہ خان در خانہ چودھری صاحب قیام بود۔ برائے اہالی خورجہ اسباب سعادت فراہم شد، فرادہ ملی و جماعات بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ فوائد حاصل می کردند۔ در خورجہ مزار پرنوار حضرت مرزا عبد الغفور است کہ از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی و پیر صحبت حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ اسرار ہم بودند۔ حضرت ایشان بر مزار ایشان رفتند و لطفہا برداشتند۔ روزے بر ملاقات مولانا عبد الملک خان خوشیگی فرزند مولانا نصر اللہ خان احمدی خوشیگی قادری تشریف بردند۔ ملاقات پر مودت و پر لطف بود۔ مولانا عبد الملک بسیار ضعیف و پیر بودند۔ طاقت رفت و آمد نہ داشتند۔ از تشریف بردن حضرت ایشان بسیار مسرور و محفوظ شدند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

بہ نمائش گاہ بلند شہر | در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ در بلند شہر ہر سال نمائش می شود۔ در نمائش گاہ زمینداران خیمہا بیتادہ می کنند چنانچہ یک خیمہ از من است۔ آن جائے تفریح است اگر حضور اقدس صاحبزادگان را اجازت دہند، ایشان سہ شب آن جا قیام بکنند۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و چودھری صاحب مایان رامع سہ نفر افاغنہ بہ بلند شہر بردند این نمائش دائرہ ماہ مارچ می باشد یعنی در ماہ حمل۔ و آن سال ۱۹۱۹ء بودہ۔ بعد از رفتن مایان بہ دوروز حضرت ایشان یک موٹر کار بہ کرایہ گرفتہ با سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ نمائش گاہ تشریف آوردند و بہ چودھری صاحب فرمودند شما سچہ ہائے مرا آوردید و ما برائے دیدن ایشان آئیم۔ **کارپاکان راقیاس از خود گیر** | وقتیکہ حضرت ایشان در دہلی بہ مخلصین دہلی فرمودند کہ انتظام یک موٹر کار بکنید، بعض افراد خیال کردند۔

کہ نمائش گاہ جائے سیر و تفریح است و رفتن حضرت ایشان در آنجا مناسب نیست لیکن نہ دانستند کہ کارپاکان راقیاس از خود بگیر۔ زانکہ ماند در نوشتن شیر شیر۔ حضرت ایشان بہ اول وقت ظہر رسیدند۔ وقت عصر برائے نماز بہ مصلائے نمائش گاہ تشریف بردند۔ فرش مصلی بہ چین و نشان دیوار بہ قطار گلہا بود۔ از دیدن این منظر حضرت ایشان بسیار مسرور گشتند،

چودھری مولاداد خان عرض کرد حضور این مصلی را به این نہج جمیل ہر سال عبدالعلی مختار تیار می کند و امسال بعض دشمنان بلا وجہ ایشان را در مقدمہ قتل گرفتار کردہ اند و شہادت ہائے کاذبہ فراہم کردہ ایشان را متہم ساختہ اند بہ ظاہر احوال امید حیات ایشان کم ماندہ است ایشان در محبس بودند چونکہ سخت بیمار شدند در خانہ نظربندانہ نمی توانند کہ از خانہ بیرون آیند حضرت ایشان فرمودند ما می خواہیم کہ ایشان را عیادت کنیم چودھری مولاداد خان فوراً عربہ طلب کردند و حضرت ایشان و ماہر سہ برادران و چودھری صاحب در عربہ و یک مخلص افغانی نزد سائق نشست۔ بر دروازہ نمائش گاہ چون خلالتی را علم بہ ورود مسعود حضرت ایشان شد برائے مصافحہ و اخذ برکت بہ نوعی هجوم آوردند کہ عربہ حرکت نہ می توانست کرد۔ بالآخر بہ زحمت بسیار روانگی شد چون بہ خانہ عبدالعلی مختار رسیدیم و عبدالعلی را خبر شد کہ حضرت صاحب دہلوی تشریف آورده اند از فرط مسرت آب از چشمان ایشان جاری شد چلئے آوردند حضرت ایشان بہ عبدالعلی مختار فرمودند مصلی را دیدیم دل ما خوش شد چودھری مولاداد خان از احوال شما خبر داده است۔ اگر شما این دو شعر را کہ مانظم کردیم بہ حضور قلب بعد از نماز پنجگانہ سہ بار بخوانید، از لطف حق امیدوارم کہ مشکل آسان خواہد شد۔

حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُوْا بِي فِي تَهَارِيٍّ وَلَيْلَتِي وَغَدِ

یعنی اعتمادم ہست بر ذات احد در حیات و در ممات و در لحد
کار ساز و حافظم شد کردگار زان برستم از غم لیل و نہار

چون حضرت ایشان این دو مبارک شعر را نوشتہ بہ عبدالعلی دادند ایشان آن رقعہ را بر چشم خود نہادہ بوسہ دادند و سہ دینار سرخ بہ صدعاجزی پیش کردند و گفتند حضرت والا! شما این شما ہدیہ نہ دارم۔ برائے حضرات صابرا و دگان این ہدیہ پیش می کنم۔ حضرت ایشان از آن جا آمدہ شب در نمائش گاہ بہ سر بردند و روز دیگر ماہر سہ برادران را با خود گرفتہ در سيارہ بہ دہلی تشریف آوردند۔

حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ در ۱۳۳۶ھ بہ نمائش گاہ
ملحدے مسلمان می شود تشریف بردند و بعد از بست و ہفت سال بہ روز و شنبہ ۲۵

رمضان ۱۳۶۲ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) چودھری خدا بخش بہ خانقاہ شریف آمد۔ اولاً بر مزارات مبارکہ رفت و عرض سلام کرد و فاتحہ خواند و باز نزد عاجز آمد و گفت خانہ من در دہے نزد بلند شہر است۔ در دہہ مایک برہمن بود من از خورد سالی نزد دے می رفتم مرا باوے محبت شد و مذہب وے قبول طبعم شد۔ من علی الاعلان رسول خدا را اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش مسلمانان ہدیہ گفتم۔ عمر من بست و سہ یا بست چہار

سالہ بود کہ بردروازہ نمازش شخصے را در عربہ دیدم۔ با ایشان سہ فرزندان و یک شخص دیگر نشسته بود، و یک افغانی نزد سائق بود۔ مردمان بر عربہ هجوم آورده بودند و ہر یک خواہش می کرد کہ دست خود را بہ ایشان برساند، بہ نظم چنین درآمد کہ از آسمان مُلکہ نزول کرده در عربہ نشسته است۔ من بسیار سعی کردم کہ دست خود را بہ ایشان برسانم لیکن نہ توانستم و عربہ روان شد من از مردمان پرسیدم کہ این مرد لوری کہ بود۔ گفتند۔ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در دہلی سکونت دارند من ہمان دم در دل خود گفتم اگر بہ دہلی رفتنم شد بہ زیارت ایشان خواہم رفت۔ آن روز در دلی من نور اسلام روشن شد۔ و پروردگار فضل فرمود کہ من مسلمان شدم و من امروز بار اول بہ دہلی آمدم۔ ام۔ نزد جامع مسجد در بارہ حضرت ایشان دریافت کردم۔ مردم گفتند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودہ اند و در خانقاہ شریف مزار مبارک ایشان است اگرچہ من در حیات مبارکہ ایشان نہ آمدم لیکن بر مزار مبارک ایشان رسیدم و فاتحہ خواندم۔ خدا بخش برائے حضرت ایشان دعا ہا می کرد۔ س۔ رحمۃ اللہ۔

حادثہ ریل | معمول حضرت ایشان بود کہ یک صالون قطار آہن را کہ چہار عجلات می داشت برائے خود از دہلی تا کوٹہ و از کوٹہ تا دہلی مخصوص می کردند در راہ بہ بیج جائے تبدیلی نہ می شد۔ چونکہ صالون خورد می بود در قطار سریع اتصالش نہ می شد بلکہ در قطار بطی کہ بہ راہ سہاسٹہ و بھٹنڈہ می رفت الحاق آن کردہ می شد۔ و این صالون چند ساعت در سہاسٹہ و چند ساعت در روہڑی بہ انتظار قطار دیگر استا می بود۔ در سال ۱۳۳۸ھ دوم صفر یوم پنجشنبہ (۲۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء) حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی در صالون خورد مخصوص روانہ شدند۔ عند الصبح الصادق قطار بہ روہڑی رسید و صالون حضرت ایشان را یک قاطرہ بہ جتہ برد و استادہ کرد۔ عمال قاطرہ را از صالون منفصل کردند و قاطرہ روان شد۔ صالون بہ جتہ شمرق کہ قدرے انحادداشت غلطیدن شروع کرد۔ عمال سنگ ریزہ ہا بر خط آہن می نہادند تا کہ صالون بر جائے خود قائم گردد۔ لیکن حرکت صالون درازد یاد بود۔ قاطرہ کہ صالون را آورده بود بر خط آہن دیگر بود۔ عمال بہ سائق قاطرہ گفتند تا جتہ شمرق رفتہ راہ را بگیرد۔ صالون بہ مقام اتصال خطوط قریب شدہ بود کہ قاطرہ در حرکت درآمد و سائق سعی کرد کہ قاطرہ را بہ سرعت از مقام اتصال بگزراند۔ چون قاطرہ بہ مقام اتصال رسید کنج شمال شمرق صالون نیز قریب رسیدہ بود لہذا اصطدام شدید واقع شد۔ قاطرہ از مقام اتصال در گزشت و صالون از خط آہن فرو آمدہ برد و عجلات جنوبی بنوعے قائم شد کہ پا بدان زیرین حصہ جنوبی متصل بہ زمین شد و حصہ شمالی صالون بہ ہوا مُعلق ماند بہ نوعے کہ عجلات شمالی بہ اندازہ یک گز از زمین بالا بود۔ این آن وقت لوہ اکھیٹا آبھٹ از خیٹا استود بہ امتیاز رسیدہ بود و دروے صالون شمرقا و غربا بود۔

ماہر سہ برادر مع حاجی ملا احمد خان مسہ خیل در غرفہ شرقی و حضرت ایشان مع حضرت والدہ ماجدہ و خوبروان در غرفہ غربی بودند نشست گاہ حضرت ایشان بہ جہت شمال بود کہ از زمین بالا رفتہ بود و روئے ایشان بہ جہت غرب۔ بر حضرت ایشان کیفیت طاری بود و در ان احوال ”بڑی برکت خدا کے نام میں ہے“ میخواندند۔ یعنی در نام پاک پروردگار بسے برکتہا ست۔ حضرت ایشان تبسم کنان این مصرع میخواندند کہ محافظ کلان محطّہ کہ انگیزی بود مع جمعے از ملازمین و پنج ششش افراد بولیس حاضر شد۔ چون کیفیت صالون را ملاحظہ کرد گفت حیرانم کہ این صالون چه گونه بر دو عجالات قائم است۔ حضرت ایشان در جواب ہمان مصرع آورد خواندند و تبسم می فرمودند۔ افسر انگیزی از احوال حضرت ایشان حیران ماند۔ ہمان وقت برائے حضرت ایشان و جمیع افراد انتظام فطور و چائے کرد و من بعد ہر وقت کہ حضرت ایشان بہ روہڑی می رسیدند بوسے برائے سلام می آمد و چائے بسکٹ می آورد۔

راہ لاہور | بعد از حادثہ ریل حضرت برادر کلان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند اگر سفر در قطار سریع کردہ شود بہتر است۔ در لاہور تبدیلی ریل خواہد شد۔ چنانچہ از اواخر رجب ۱۳۳۸ھ (اپریل ۱۹۲۰ء) تا اوائل ماہ مبارک میلاد ۱۳۴۱ھ (اواخر اکتوبر ۱۹۲۲ء) شش بار سفر بہ راہ لاہور شدہ۔ بار اول یک شب در مال روڈ قیام کردند از اہالیان لاہور کسے را علم نہ شد۔ و بار دیگر ہشت روز در خانہ عبدالعزیز وکیل۔ یکی دروازہ و باز چار مرتبہ در انچھرہ در جائے میان قمر الدین و برکت علی۔ سہ ماہ اللہ۔

میان شیر محمد شرقیوری و مولانا روف احمد شاہ امام | بہ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ (اکتوبر ۱۹۲۰ء) چون حضرت ایشان از کوئٹہ

بہ دہلی می آمدند ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری کہ مخلص صادق حضرت ایشان بود۔ موقع را غنیمت شمرده برآ قیام حضرت ایشان خانہ عبدالعزیز وکیل را در لاہور مہتیا کردند کہ در یکی دروازہ بود۔ قیام حضرت ایشان ہشت روز در آن جا بود۔ از کوئٹہ چند مخلصین تالاہور آمدند و از دہلی چند مخلصین بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند۔ اہالی لاہور جوق در جوق برائے زیارت می رسیدند۔ روزے حضرت ایشان برگزسی ہندی کہ آں را ”مونڈھا“ گویند در صحن خانہ نشستہ بودند از زائرین خانہ پر بود کہ مرد پاک مشرب و پاک طینت جناب شیر محمد شرقیوری تشریف آورد۔ بر سر مبارک حضرت ایشان عرق چین و برتن قمیص خورد بود و چشمان مبارک ایشان بند بود کہ مولانا شیر محمد آمدند چون نظر ایشان بر جمال مبارک۔ اذراوا ذکر اللہ۔ افتاد بے خود شدہ پا ہائے مبارک حضرت ایشان را کہ بر زمین آویزان بود بہ ہر دو دست

خود گرفتہ چشم بند کردہ بنشستند۔ ہر دو پاک نفوس بہ سیرِ مَوَاطِنِ مقدسہ مصروف بودند و خلقِ خدا بر چہرہ ہائے مبارکہ ایشان اَنوارِ الہیہ را دیدہ متحیر و تَوَجبِ آنقدر تقریباً نصف ساعت برین کیفیت گزشت۔ چون مولانا مُرَخَّص شدند حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند: ”شیر محمد شیر پنجاب است“ ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ سید امام علی شاہ خلیفہ سید حسین علی شاہ خلیفہ حاجی احمد خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد خلیفہ خواجہ زکی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبدالاحد و حدت بودند، روزے سفر می کردند کہ یک سکہ را در مُحَطَّہ دیدند بے اختیار دست خود را بر رویش فرو آورده گفتند: این ریش تو ریشِ مسلمانی است۔ آن سکہ از قول ایشان بر ہم شد و چیزے سخت و سست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سکہ بہ جائے دیگر نشست۔ قطار روان شد و در احوال سکہ تغیر و نمود۔ در مُحَطَّہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید، و مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت۔ رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی۔ مولانا شیر محمد بعد از دو روز ہمراہ جناب رؤف احمد شاہ امام جامع قلعہ گوجر سنگھ، برائے زیارت آمدند۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ رؤف احمد شاہ نہادہ فرمودند: ”شاہ صاحب عجب دل است“ و باز بہ مولانا شیر محمد فرمودند: ”شیر محمد امروز چہ شدہ“ ایشان عرض کردند: ”نعم یا سیدی سستی واقع شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند: ”اگر چہ مشائخ قدیمہ و اراحوال نیند تا ہم مقام شکر پروردگار است و احوال غنیمت اند“ این فرمودہ برائے ہر دو پاک مشربان و صاف کیشان دعا ہا کردند۔ قَدَسَ اللہُ اَسْمَاءُ رَحْمَہُمَا مولانا شیر محمد دوبار بہ اچھرہ نیز برائے ملاقات حضرت ایشان رسیدہ اند۔

حضرت طاہر ہندگی | روزے در خانہ عبدالعزیز وکیل نماز عصر خواندہ حضرت ایشان مصروف حلقہ بودند کہ یک بارگی سر مبارک برداشتہ فرمودند کہ مزار پُر انوار حضرت

مولانا طاہر ہندگی کجا است۔ ڈاکٹر اشفاق محمد برائے بردن حضرت ایشان بہ امر تسر بہان روز بہ امر تسر رفتہ بودند۔ برادر کلانش ڈاکٹر شوق محمد عرض کرد کہ در قبرستان مزنگ است۔ و آن جائے بسیار دور نیست۔ حضرت ایشان فرمودند کہ آن جا رفتن است۔ شخصے عرض کرد۔ وقت غروب آفتاب قریب است۔ فرمودند نمازِ شام بہان جامی خوانیم۔ و حضرت ایشان بہان دم بہ بہان عرق چین و قمیصِ نورداستادند و پا پیادہ روان گشتند۔ بہ اندازہ صد گز رفتہ باشند کہ یک ہندو مع دوستان خود پیش روے حویلی خود بر کر اسی ہندی نشستہ بود۔ چو حضرت ایشان را دید۔ دست بستہ استاد و عرض کرد۔ حضرت قدسے این جا توقف فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر بر کر اسی نشستیم۔ حضرت ایشان خاموش بودند و چشمان مبارک حضرت ایشان بند بود۔ بعد از لحظات عربہ آمد۔ و عربہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و

حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی شریعت و نزد سائق یک مخلص افغانی۔ ڈاکٹر شوق محمد و دیگر افراد سائق عربہ مایان را از محل وصول آگاہ کردہ برائے خود بہ تلاش عربہ ہاشند و عربہ مایان روان شد، بہ نزدیکی مزار پُر انوار مقام اتصال چہار را ہا است۔ سائق بر راہ شمال رویہ روان شد حضرت ایشان یکبارگی چشمان مبارک خود را واکردہ فرمودند، این (سائق) مایان را کجائی برد۔ ببینید، ببینید حضرت این جا استادہ می فرمایند من بہ این سو ہستم، صاحبزادہ شاکجائی روید۔ و قلیکہ حضرت ایشان این جا استادہ فرمودند شاہ بہ بہت غرب کردند۔ مرد پاک طینت حافظ عبدالحکیم دہلوی کلام حضرت ایشان را بہ سائق گفتند سائق گفت من بر راہ درست می روم، حضرت ایشان کلام سائق شنیدہ خاموش شدند اما آثار انحلال بشرۃ مبارکہ ظاہر شد عربہ دوسد گز یا قدرے زاندر رفتہ باشد کہ سائق عربہ استادہ کرد و گفت۔ فی الواقع من راہ غلط کرد ام۔ و عربہ را گشتانہ بہ ہمان جائے آورد کہ حضرت ایشان از غلط روی وے آگاہ کردہ بودند و بہ ہمان جہت روان شد کہ حضرت ایشان بہ آن جہت اشارہ فرمودہ بودند و درین اثنا بر بشرۃ مبارکہ آثار مسرت ظاہر و باہر بودند و چہرہ انور کا لبدر التمام روشن و منور بود۔ اندرین اثنا ڈاکٹر شوق محمد مع چند رفقا رسیدند و حضرت ایشان از کیفیت ایشان را آگاہ کردند نزد مزار پُر انوار یک مسجد خورد است حضرت ایشان اولاً بہ مسجد شریف رفتہ نماز شام خواندند و باز بہ مزار شریف حاضر شدہ۔ سلام مسنون عرض کردند و باز بہ ادب تمام دوزانوشتہ سورہ ملک بہ کمال خشوع و نیاز مندی بہ آواز بلند خواندند و قد مراقب نشستند و باز بہ ہر دو دستہائے خود مزار پُر انوار را مسح فرمودہ بر سر و روی خود مسح کردند و بہ ادب نیاز تمام از انجا معاودت فرمودند۔ آن وقت چشمان مبارک ایشان سرخ بود و تا یک زمان حضرت ایشان در احوال خود ماندند۔

چوں بادہ شوق تو کند براقی گرد تن و روح جملہ مست ساقی
تن مست شریک روح مست ساقی آن گرد فانی و این بگرد باقی

مقبرہ جہانگیر ایک باریان قمر الدین، حضرت ایشان را بہ مقبرہ جہانگیر بردند حضرت ایشان بربا مقبرہ کہ مسطح و جائے فرحت بخش بود قدرے مشغول بہ ذکر شریف شدند اندرین اثنا از جہت جنوب مشرق آواز لا الہ الا اللہ بلند شد۔ کسے بہ ذوق و شوق تمام بہ ذکر شریف مشغول شدہ بود حضرت ایشان متوجہ بہ ذکر شریف شدند و فرمودند۔ کسے از نیک بندگان پروردگار بطریق حضرات قادریہ قدس اللہ اَسْمَاءُہُمْ مشغول ذکر شریف شدہ است، و حضرت ایشان برائے آن پاک نفس دعا ہا کردند والدُّعَاءُ لِلْغَائِبِ مُسْتَجَابٌ۔

(متعلق بہ سفراتِ سرور ص ۱۱۲ ملاحظہ کنید)

بہ دھوراجی

میں ہائے بمبئی و کاٹھیاواڑ پر عرس شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ سرسید شریف می رفتند و در وقت ذہاب یا ایاب بآستانہ خیر جهان نیز حاضری شدند چنانچہ در ۳۳۹ھ حاجی ہاشم حاجی ولی پسران حسن دادا بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند کہ در ماہ صفر ۳۳۹ھ زواج اولاد مایان است۔ از حضرت شہا التجامی کہیم کہ بہ آن وقت در حفلہ زواج شرکت فرمائید حضرت ایشان فرمودند کہ اندران ایام مادر کوئٹہ بلوچستان می ہاشم حاجی ہاشم عرض کرد کہ من انتظام آورد حضرت شہا از کوئٹہ خواہم کرد و بعد از اختتام حفلہ زواج حضرت شمارا بہ دہلی می رسانم۔ ان شاء اللہ بہ حضرت شہا تکلیف نہ خواہد رسید حضرت ایشان استدعائے حاجی ہاشم را قبول کردند و بہ چہارم صفر ۳۳۹ھ (۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء) سہ نفر از دھوراجی بہ کوئٹہ رسیدند و بہ دوشنبہ ہشتم صفر حضرت ایشان رابع متعلقین با خود گرفتہ از کوئٹہ روانہ شدند۔ یک شب در اچھرہ لاہور و دوشب در دہلی قیام شد و بہ روز دوشنبہ ۵ صفر (۱۱ اکتوبر) وصول بہ دھوراجی بود۔ آن روز وصول را اگر یوم مشہود گفتہ شود درست باشد از دھام خلّاق از دھوراجی چند محطّات قبل شروع شد۔ دیوانہ وار مردم برائے دیدن انسان کامل، خلیفۃ اللہ فی الارضین بر قطار گردمی آمدند، ہیچ جائے در قطار نہ ماند کہ از پروانہ ہائے شمع انوار الہیہ پر نہ شدہ باشد۔ در حجرہ کہ ماہر سہ برادر بودیم چون از واردین پُرسید۔ در یک محطہ از ان جا پائین شدہ بہ حجرہ حضرت کعبۃ الآمال رفتیم۔ دیدیم کہ حضرت والدہ محترمہ و ہر سہ ہمیشہ گان در کنجہ نشستہ اند و مشتاقین حضرت ایشان را محاط اند۔ کسے پائے مبارک ایشان را مالش می کند، کسے دست مبارک ایشان را گرفتہ کسے جامہ ہائے ایشان را بر وید ہائے خود می مالد کسے زار و قطار می گرید، کسے نعرۃ اللہ اکبر بلند می کند۔ مایان بہ جہت زاویہ نسائہ شستیم۔ چون کہ با ماہائے صالونات از خلّاق پُر بود قطار سکتہ الحدی ہم بہ احتیاط سائو بود۔ در محطہ دھوراجی از دھام خلّاق بیش از بیش بود۔ از کثرت خلّاق و جوش و نعر ہائے ایشان منتظمین حیران ماندند۔ بالآخرہ۔

درین دریائے بے پایان دین طوفانِ رافزا سرفگندیم بسم اللہ فخریہا و مرساها

جماعتی از منتظمین حضرت ایشان را در دائرہ گرفتہ بہ وقت تمام تاسیارہ رسانند۔

حضرت برادرِ کلان با حضرت ایشان بودند۔ این عاجز و برادرِ خود را یک جماعت منتظمین بہ صد زحمت تقریباً در ریلج ساعت بہ سیارہ کعبۃ الآمال رسانید۔ عاجز از منتظمین و دیگر افراد شنیدہ کہ این اجتماع مردم از صد ہزار بیش بودہ۔ از محطہ تا قیام گاہ از بام خانہا باران گلہا و در اہم بودہ۔ حاجی ہاشم و حاجی ولی یک عمارت عالی شان را کہ دو منزلہ بود برائے حضرت ایشان مہیا کردہ بودند در حصّہ رضی

یک غرفہ وسیع دکشادہ برائے نشست حضرت ایشان بود و دوسہ غرفہا برائے مخلصین کہ از میرٹھ و دہلی ہم سفر شدہ بودند و یک مطبخ و طبّاخ و پنج شش نفر منتظمین شب و روز حاضری بودند و بالاخانہ برائے سکونت حضرت ایشان و مایان بود۔ ہشت روز قیام حضرت ایشان در انجا بود۔ و درین عرصہ مخلصین جیت پور برائے یک شب حضرت ایشان را بہ جیت پور در سیارہ بردند۔ آن جابر کنارہ رودے اقامت گاہ بود۔ بسیار جائے مفرح و دلکش۔ چون کہ مَرَّ آب حصّہ کوہی بود و آب در سنگ ریزہا روان بود لہذا بسیار پاک صاف بود۔ علی الصبح چون ماہر سہ برادران از خواب بیدار شدیم دیدیم کہ حضرت ایشان وضو کردہ از جہت مجری المیاء می آیند و می فرمایند۔ بچہا بید چہ جائے خوب و آب روان است، بروید و وضو کردہ بیائید و چون مایان وضو کردہ آمدیم حضرت ایشان امامت کردند، دوسہ نفر دیگر ہم شریک عجمت بودند۔ آن جائے پرسکون و دلکش و آن وقت مبارک و آن نماز بانیا۔ حضرت ایشان سبحان اللہ چہ وقت بودہ قدس اللہ سرہ و نور صریحہ۔

دعوتِ راجہ | بہ روز دوشنبہ ۲۲ صفر ۱۲۴۲ (اکتوبر) حضرت ایشان از دھوراجی برائے دھلی روانہ شدند چند محطہ قطار گزشتہ بود کہ بر یک محطہ دستہ فوج استادہ بود و یک جوان خوش قامت و خوش لباس پیش دستہ فوج استادہ بود و در پہلوئے جوان یک شخص دیگر در لباس رسمی بود۔ چون قطار استادہ دستہ فوج بہ حضرت ایشان سلامی داد۔ و باز ہر دو افراد نزد حضرت ایشان آمدند۔ حضرت ایشان نزد شبّاک نشستہ بودند یکے اذ ایشان بہ جانب دیگرے اشارہ کردہ گفت کہ ایشان جناب ولی عہد اند و پدر ایشان اجہ صاحب ندولی عہد پیش آمدہ مصافحہ کرد و گفت کہ پدر من مریض اند و خواہش دارند کہ جناب شما دعوت ایشان را قبول فرمائید و یک دو شب این جا قیام کنید۔ حضرت ایشان بہ محبت و نرمی فرمودند۔ شامی بلندی کہ من با اہل و عیال و رفقا و سامان روان ہستم و ہالون قطار تادہ ملی مخصوص شدہ۔ اندرین احوال معذورم۔ اگر شما بہ دھوراجی احوال می فرستادید از آن جابر برائے یک شب آمدن آسان بواز جانب من پدر خود را سلام برسانید مادامی کہ منم کہ پروردگار ایشان را شفا دہد۔ ولی عہد این کلام شیرین ایشان شنید و سر نیاز خم کرد۔ دستہ فوجی سلام پیش کرد و قطار روان شد۔

بہ پانی پت | غلام اکبر معروف بہ اگر و فقیر ولد محمد یاز قوم انجیل بلیزی ساکن کٹوازا از مخلصین پاک نہاد صاحب جذبہ صاحب نسبت صاحب ولایت را حضرت ایشان بر مزار مبارک بزرگان دین می فرستادند۔ می گفتند سلام مرا عرض کنید و ہر چہ ایشان فرمایند

آمده به ما بگویند چنانچه در سنه ۱۳۴۲ هجری حضرت ایشان غلام اکبر را به خدمت حضرت ابوعلی قلندر به پانی پت فرستادند غلام اکبر از پانی پت آمده عرض کرد که حضرت قلندر فرمودند خودش نه می آید و مریدان را می فرستد حضرت ایشان بعد از استماع این پیام قصد پانی پت کردند و آن جادوخانه نواب زاده فاخر احمد خان انصاری در محله قاضیان سه شب قیام فرمودند این خانه از حضرت قاضی تنار الله بوده حضرت ایشان چون درین خانه داخل شدند به وقت نظر در چار اطراف دیدند و فرمودند که مراد است که حضرت جدا مجربا به وقت رفتن بحرین شریفین این جا قیام فرموده بودند و آن زاویه را نشان دادند عاجز گوید که این واقعه در سنه ۱۳۴۲ هجری و در آن وقت سن مبارک ایشان دو سال بود فاخر احمد خان و تمام افراد متحیر بودند که حضرت ایشان واقعات آن سن یاد دارند ذلک الفضل من الله حضرت ایشان بر مزار ارباب انوار حضرت قلندر رفتند و به خدام حضرت قلندر دو صدر و پیوه دادند و بر مزار حضرت حلال الدین کبیر الاولیاء و قاضی تنار الله و شمس الدین ترک قدس الله اسرار هم حاضر شدند و با هزاران فتوح از آن جابه دلی مراجعت فرمودند و کان ذلک فی او اخر شهر ربیع الآخر -

به سعدآباد | نواب لطافت علی خان رئیس سعدآباد مخلص صادق حضرت ایشان بود در سنه ۱۳۳۹ هجری رحلت کرد قبل از ارتحال به فرزند خود کرامت علی خان گفت که اگر حضرت پیرو شدم رایک بار بر سر تربت مایاری که یک مبارک نظر ایشان بر تر بتم افتد از حق من آزاد هستی و پروردگار ترا اجر بخواهد داد کرامت علی خان در محفل مبارک میلاد شریف در سنه ۱۳۴۲ هجری حاضر شد و به چودھری مولاداد خان خوجوی اظهار مافی الضمیر کرد و خواهش کرد که حضرت ایشان را به نوعی برای تشریف بردن به سعدآباد عرض کنند که حضرت ایشان رضا مند شوند و کرامت علی خان به خانه خود رسیده به حضرت ایشان عریضه ارسال کرد حضرت ایشان حسب معمول بعد العشاء الآخره از عریضه کرامت علی خان در حلقه بیان کردند چودھری مولاداد خان که مرد فهیم و مزاج دان حضرت ایشان بود موقع را غنیمت شمرد و عرض کرد که سعدآباد جائے سیر و تفریح است اگر حضور انور تشریف ببرند خوش خواهند شد چنانچه حضرت ایشان مع متعلقین و مولوی سردار احمد و کیل مجددی را میپوری و صاحبزاده سعید الزبیر مجددی که در مغلیہ دہلی قیام داشت و مولوی بخش الله دہلوی و چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شامروھنوی، در تن لال دہلوی و سه نفر از مخلصین افغانستان به روز دوشنبه ۲۵ ماه ربیع الآخر سنه ۱۳۴۲ هجری (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ م) قبل از زوال از دہلی روان شده تا عصر به سعدآباد رسیدند و یک هفته آن جا قیام فرمودند روز دوشنبه ۲۷ صبح چون از چائے حضرت ایشان فارغ شدند بیرون تشریف آوردند و فرمودند

شاید این باغ است۔ چودھری مولاداد خان عرض کردند۔ نعم یاسیدی این باغ است و روشِ خوبِ ارد۔ اگر حضور چند قدم سیر بفرمایند خوب است۔ چنانچہ چودھری صاحب حضرت ایشان را بہ آن راہ بردند کہ از نزدِ لطافتِ علی خان می گزشت حضرت ایشان حسبِ معمول در احوال و در کیفیاتِ خود بہ آہستہ خرامی مصروف بودند۔ چون بہ قریب تربت رسیدند۔ کہ آن جناب را متوجہ کرد و چودھری صاحب عرض کرد۔ این تربت لطافت علی خان است حضرت ایشان استادند و اولاً بہ سوئے تربت دیدند و باز سلام سنون و فاتحہ مختصر خواندند و دعائے مغفرت فرمودند۔ تمنائے لطافت علی خان صورتِ واقعی پیدا کرد نہیلاً ثم ہنیلاً۔

بر سرِ خاک مایہ نغمہ عشق را سمرآ
کز جذباتِ شوق تو نعرہ ز خاک بر زرم

بعد ہزار سال اگر بر قبہم گزر کنی
مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم

یک روز کرامت علی خان حضرت ایشان و جمیع افراد را بہ آگرہ بردند حضرت ایشان بہ اکبر آباد (آگرہ) تاج محل و دیگر آثار قدیمہ را دیدند و باز بر مزار مبارک حضرت ابوالعلی حاضر شدند۔

آن جا ہمہ تنہائی بود و از مجاورین و زائرین کہ نہ بودہ حضرت ایشان بہ چودھری مولاداد خان و سردار احمد وغیرہا فرمودند۔ چہ سبب است کہ حضرت ابوالعلی مدارات مانہ کردند۔ کہسے یہ مدعائے کلام حضرت ایشان نہ رسید۔ و وقتے زیاد نہ گزشت کہ آمد مردم شروع شد و بہ اندازہ شصت نفر جمع شدند۔ در آن وقت حضرت ایشان فرمودند۔ بنگرید کہ حال حضرت ایشان مدارات ما کردند۔ تمام رفق متعجب ماندند۔

کرامت علی خان از آگرہ دوسہ میلاد خوانان را طلب کرد و روز
محفل مبارک میلاد شریف پنجشنبہ تمام کردہ بہ شب جمعہ بعد از عشاء آخرہ محفل مبارک

منعقد شد۔ مولوی سردار احمد مجددی، سعید الزبیر مجددی، چودھری مولاداد خان و امجد علی شاہ، ورتن لال و کرامت علی خان و یک یاد و نفر از خویشان ایشان و ہر سہ افاغنہ شریک محفل مبارک بودند و در غرفہ متصلہ مستورات بودند حضرت ایشان بہ کمال ادب و زانو نشستن چہمان مبارک بند و الذقن ملصق بصدہ الشریف میلاد خوانان آغاز ذکر پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کردند۔ چون بہ ذکر مبارک ولادت با سعادت رسیدند قیام کردند حضرت ایشان و جمیع حاضرین استادند میلاد خوانان بہ عرض سلام منظوم مشغول شدند و بر حضرت ایشان کیفیت طاری شد، دست بستہ پائے مبارک را آہستہ آہستہ می کو بیدند کرامت علی خان عرق پاشی کرد۔ و عطر خوب بر ہمہ حاضرین مالید و خوشبوئے عود و بخور کرد۔ حضرت ایشان جنوب رویہ استادہ بودند۔ و بعد از طاری شدن کیفیت آہستہ آہستہ قبلہ رو گشتند۔ حضرت برادر کلان و مولوی سردار احمد و چودھری مولاداد خان و کرامت علی خان چون وافتگی حضرت

ایشان را دیدند، دست یک دیگر مضبوط گرفتہ حضرت ایشان را در حلقہ گرفتند و چون این کیفیت طول کشید، مولوی سردار احمد بہ میلاد خوانان اشارہ کردند کہ خاموش شوند۔ از چشمان مبارک ایشان اشکها جاری بود کہ بر رخسار غلظیدہ ریش مبارک را تر کردہ بر زمین می ریخت و بعد از لحظہ حضرت نشستند و تا یک زمان در احوال خود مستغرق ماندند۔

میلاد خوانان بہ صبح آن شب بہ کرامت علی خان می گفتند کہ مایان در محافل عمومیہ و خصوصیتہ از مدۃ العمر میلاد شریف می خوانیم لیکن آن برکات و کیفیات کہ امشب محسوس کردیم، هیچ گاہ نہ دیدہ ایم۔

مراجعت و شکار | بہ دو شنبہ سوم جمادی الاولیٰ، دوم جنوری ۱۹۲۲ء بعد از زوال بہ عت یک بہ محطہ روانگی شد۔ در راہ چند آہوان بہ نظر آمدند۔ حضرت برادر کلان و سید امجد علی شاہ تفنگها گرفته از دو جانب بہ آہوان روان شدند و حضرت برادر کلان یک آہوز دند۔ حضرت ایشان این تماشارامی دیدند و بسیار خوش شدند و فرمودند این آہور را مسلم بہ دہلی بریدہ بہ ساعت سه در رج قطار از سعد آباد روان شد و بہ ساعت ہشت و نیم بہ دہلی رسید۔

سفر آخرین کوئٹہ | بہ شب پنجشنبہ یکم شعبان ۱۳۴۰ھ (۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء) از دہلی بہ لاہور و یک شب در اچھرہ قیام کردہ بہ روز شنبہ بہ کوئٹہ رسیدند۔ در آخر جمادی الآخرہ بقضار اللہ و قدرہ یک واقعہ بہ ظہور رسید کہ حضرت ایشان متالم شدند و منظور پروردگار بود کہ آخر سال از حیات مبارکہ ایشان سال تالم بود۔ و باز در کوئٹہ علالت حضرت والدہ ماجدہ شروع شد۔ و چون مرض شدت اختیار کرد طبیعہ حاذقہ عرض کرد کہ مریضہ را در بیمارستان زنان داخل کنید، چنانچہ قیام حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی شد۔ و ہمیشہ محترمہ کلان برائے تیمارداری ہمراہ ایشان در مستشفی بودند۔ چند وقت نہ گزشتہ بود کہ ہمیشہ محترمہ بہ رنجوری چشمان مبتلا شدند۔ طبیعہ ہر تدر علاج کرد۔ فائدہ نہ شد۔ چون خوف زوال بصارت پیدا شد۔ حضرت ایشان از دہلی حکیم محمد شفیع معالج چشم را طلب کردند۔ حکیم صاحب در علاج چشم بکتائے روزگار بود۔

حضرت ایشان در ہفتہ بہ روز یک شنبہ ساعت دہ صبح برائے عیادت حضرت والدہ صاحبہ بہ مستشفی تشریف می بردند۔ و ماہر سہ برادر با حضرت ایشان می رفتیم۔ ہمیشہ کان انتظام چائے می کردند۔ بہ اندازہ یک ساعت آن جا توقف می کردند۔ این سلسلہ علاج و معالجہ تا آخر روز حیات ایشان باقی ماند۔ در ہر ماہ زائد از یک ہزار روپیہ درین سلسلہ صرف می شد۔

حضرت ایشان در دو سالہائے آخر برائے تفریح "باغ تولہ" را منتخب کردند۔ این باغ

بہ جهت سرباب بہ فاصلہ چہار میل از کوشہ واقع بود۔ تولد از قندھار آمدہ در کوشہ آباد شدہ بود۔ اگرچہ ہندو بود اما از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ این باغش در یک زمان فی الواقع باغ بود لیکن فیما بعد کاریز خشک شد و باغ ویران گشت۔ چند درخت از زرد الوماندہ بود۔ این جائے بے گیاه و پرغبار چونکہ گوشہ سکون بود۔ مرغوب حضرت ایشان شد۔ تولد مردہ بود پس رش زندہ بود۔ حضرت ایشان نزد وے احوال فرستادند کہ ما خواہش داریم کہ برائے تفریح بہ باغ شمار ویم۔ وے گفت۔ خوش نصیبی ما است کہ حضرت صاحب آن جانشریف بر نہ چنانچہ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر بہ آن جانشریف می بروند می فرمودند۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

ماہر سہ برادر و جناب ملا امان اللہ و ملا منظر شہوانی و ملا صاحب خان قمبرانی و حاجی نادر بڑیج بیرون باغ در جائے نشستیم و حضرت ایشان بہ ذکر و فکر و مشغول می بودند برائے نماز شام مایان می رسیدیم و بعد الصلاۃ بہ خدمت ایشان نشستیم۔ روزے بعد الصلاۃ بر صلی ہم چنان بہ حال قعدہ چشم بند کردہ نشستہ بودند بہ آواز بلند خواندند۔

امام اہل دینی یا محمد سراج المرسلینی یا محمد
طواف می کند اہل سماوات تو بر روتے زمینی یا محمد
بہ درگاہت نیاز اہل عالم تو بے شک نازنینی یا محمد

وقتے کہ حضرت ایشان اس سہ بیت خواندند و کلمہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) می فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہت آم آم بہ ادب و نیاز تمام اشارہ می کردند محسوس می شد کہ حجابات بالکلیہ مرفوع شدہ اند و حضرت ایشان در بارگاہ رسالت عرض نیاز می کنند۔ باغ تولد اگرچہ برائے دیگران ویران خاک دان بود اما برائے حضرت ایشان دار النعیم و الراحة بود۔ مجلسے کہ بعد نماز شام می بود عجب شیرینی و حلاوت می داشت۔ حضرت ایشان احیاناً اشعار حضرت مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی و گاہے اشعار حضرت والد بزرگوار خود و گاہے از اشعار خود می خواندند۔ گاہے بہ اردو گاہے بہ فارسی گاہے بہ عربی۔ در اشعار عربی گاہے از جائے استفسار می کردند استاد مایان جناب ملا امان اللہ چیزے می گفت۔ و لطفہا می برداشت۔ روزے حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ اے زید بیاض خور و قلم ہمراہ خود داشتہ باش۔ اشعارے را کہ می شنوی نوشتہ باش۔ چنانچہ این عاجز آن اشعار را می نوشت۔ ہر گاہ عاجز آن بیاض را مطالعہ می کند آن وقت و آن جا و آن صحبت بہ یاد می آید۔ و خلاوے فوق العادہ در باطن

خود محسوس می کند، روزی هفت شعر عربی از حضرت استاد خواندند و عاجزان اشعار را تبرکاً نقل می کنند.

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحَوْ فَوَاد
وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لَوَادٍ
تَأْتِي بَرْقٌ مِنْ جَمِيٍّ هُوَ يَتُهُ
قَلَمٌ يُبْقِي لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّشَاد
وَمَعْدِنَةٌ مَنِيٌّ إِلَى مَنْ يَكُونُ مَنِيٌّ
إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادٍ
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْصِرُ الْحَيَّ
وَهَلْ يَسْتَخِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ رَفِيعَالِه
كَفَى شَرَفًا أَنِّي الْوُذُبُ بِحَضْرَةٍ
مُقَدَّسَةٍ الْإِعْتَابِ ذَاتِ عِمَادٍ
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى مِنَ ضَائِقِ ذَرْعِهِ
هِيَ السَّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهِمَا عِمَادٍ

خان قبیلہ بختیار | به دوران قیام کوئمہ در سال آخر روزی خان قبیلہ بختیار برائے ملاقات آمد اگرچہ این خان از اتباع مملکت ایران بود۔ اما اندران ایام آن حصہ

زیر تصرف انگلیسها بود۔ لهذا همراه خان چار پنچ باودی فوجیها بودند و خود خان ہم در لباس رسمی بود۔ وقت عصر بود کہ خان آمد۔ در آن وقت غریب استادہ بود و وقت بر آمدن حضرت ایشان بود تا برائے تفسیر سخ تشریف ببرند مخلصان خان را از عربہ قدرے دور تر استادہ کردند چون حضرت ایشان بر آمدند ملائیک نظر بسم الله خواندہ عرض کرد حضور خان بختیار برائے زیارت آمدہ۔ حضرت ایشان برین اطلاع توقف فرمودہ نظر برداشتہ خان را دیدند و باز "خان و سردار رانہ می شناسم من خود خانم و سردارم" گفتہ در عربہ سوار شدند۔ این خان چار پنچ بار برائے زیارت آمد و نو بیت آخرتہ باوے فوجی بود و نہ بر تنش لباس رسمی و بیرون دروازه قیام گاہ حضرت ایشان بروے خاک لب راہ نشسته بود۔ لیکن حضرت ایشان و بر اشرف ملاقات نہ بخشیدند۔ بعد از دو سال کہ ۱۳۴۳ھ بود این عاجز در کوئمہ بود و حضرت برادر کلان و برادر خورد از وجہ ضرورتے بہ دہلی آمدہ بودند کہ آن خان برائے ملاقات آمد۔ و باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ وے گفت۔ اے خان راست بگو۔ چہ علت بود کہ حضرت ایشان قدس سرہ شمارا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ آیا خیال فاسدے در دل شما نہ گزشتہ بود۔ خان گفت۔ من این خیال کردہ حاضر شدہ بودم، کہ من خان یک قبیلہ ام و با من فوجیها اند۔ لهذا حضرت ایشان مدارات منجماہند کرد۔ و من یقین دارم کہ از وجہ این خیال فاسد، حضرت ایشان بہ سونیم التفاتے نہ کردند و سر مودند۔ خان و سردار رانہ می شناسم من خود خانم و سردارم۔ وقتے کہ خان این بیان می کرد از چشمانش اشکها می ریخت و باز گفت برایم این شرف بسیار است کہ حضرت ایشان را از دور زیارت کردم و امروز در

قیام گاه حضرت ایشان دست بوسی فرزند حضرت ایشان میسر شد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی وَ اَجَا زَهُ عَلٰی
حُسْنِ عَقِيدَةٍ تَبَخَّرًا

سفیر محمد اسماعیل خان | محمد اسماعیل خان محمدرزی در کوئٹہ املاک کثیر داشت، تقریباً
یک صد خانه برائے ایجار و یک قصر عالی شان دو منزله برائے

خود ساخته بود۔ این قصر دو حصہ داشت، یکے نشست گاہ و دیگرے حرم سرا۔ محل وقوع این قصر نزد
خانہ حضرت ایشان بود۔ محمد اسماعیل خان بسیار کوشش کرد کہ حضرت ایشان این قصر را قبول فرمایند
لیکن کامیاب نہ شد۔ در کسب مال و زر از محمد اسماعیل خان بے احتیاطی واقع شدہ بود۔ ازین
جہت حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول نہ فرمودند۔ نہ ہدیہ قصر و نہ ہدیہ عربہ دو اسپی نہ زر و نقد۔

خاک نشینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم

ہست چہل سال کمی پوش کہنہ نہ شد جامہ عریانیم

میر اعظم خان | در کوئٹہ سالہا سال معمول حضرت ایشان بود کہ بروز جمعہ برائے تفریح بر مزار
عثمانی و حیدری تشریف می بردند۔ بیان عثمانی و حیدری در خاتمہ در بیان

اولاد صلی خواہ آمد۔ حضرت والدہ صاحبہ و خواہران را نیز می بردند۔ ملا عبد الحلیم بر مزارات ایشان
چہار دیواری ساخته بودند و آن جا حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می شدند۔ تا وفات ملا عبد الحلیم کہ
در ۱۳۳۶ھ بودہ درین معمول فرق نیامد۔ چون ملا عبد الحلیم وفات یافتند و در احاطہ خواہران دفن شدند۔

یک بار حضرت ایشان بہ آن جا رفتہ اند و باز نہ رفتند۔ یک روز فرمودند کہ عبد الحلیم بسیار عاجزی و
اظہار مسرت می کند و ما را بہ طرف خود مشغول می کند، ازین جہت ما بہ آن جا رفتن گزاشتیم مسکن میر
اعظم خان در راہ مزارات واقع بود۔ اعظم خان فرزند خدا داد خان بود کہ امیر بلوچستان بود۔ پسر کلان

خدا داد خان محمود خان نام داشت، وے رفیق انگلیسہا ستہ پدر و برادر خود را بہ دست انگلیس داد و
خودش زیر سایہ حکومت انگلیس شدہ خان قلات گشت اعظم خان آیام نظربندی خود را در کوئٹہ بہ سر می برد۔
خانہ وے از کوئٹہ بہ فاصلہ چہار و نیم میل بہ جہت غرب بر راہ چمن واقع بود و از مزارات عثمانی و حیدری

نیم میل پیشتر بود۔ چونکہ بہ روز جمعہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعد از نماز جمعہ مع متعلقین بہ مزارات
شریفہ تشریف می بردند و آن جا بہ ذکر و فکر مشغول می شدند و میر اعظم خان از دل و جان شیدائے آن جناب
بود بہ روز جمعہ مع فرزندان خود اکرم خان و احمد یار خان پیش روئے خانہ خود بر کراسی می نشستند و

چون عربہ حضرت ایشان قریب می رسید دست بستمہ بہ ادب تمام استادہ می شدند و سر خود را

انخدا دادہ عرض تحیہ می نمودند۔ عظم خان اسپ سواری را خوش می داشت۔ اگر حضرت ایشان را در جائے می دید ہمان وقت از اسپ پائین شدہ دست بستہ می استاد۔ بارے بروز جمعہ حضرت ایشان بہ مزار شریفہ در عربہ می رفتند۔ عظم خان پیش روئے خانہ خود حضرت ایشان را دیدہ حسب عادت دست بستہ استادہ شد۔ از ما برادران یکے عرض کرد کہ عظم خان استادہ است حضرت ایشان بہ سائق عربہ کہ مظفر نام داشت فرمودند کہ عربہ استادہ کند و باز بہ جانب عظم خان التفات فرمودند۔ عظم خان این موقع را غنیمت دانست و مع فرزندان و خدم دویدہ بہ خدمت مبارک رسید و عرض کرد اگر قدے توقف فرمایید مستوجب خدمت گردد۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول فرمودند و قدے در خانہ ایشان نشستند۔

سفیر گل محمد و سردار امیر احمد | حضرت ایشان در باغ روشن آرا متصل سبزی منڈی، دہلی تشریف فرما بودند کہ سردار گل محمد خان سفیر کابل با سردار امیر احمد خان حاضر شدند۔ و این اول ملاقات ایشان بود۔ امیر احمد خان از سید عبدالرحمن در بغداد بیعت شدہ بود۔ خطاب سر حکومت انگلیسیہ بہ ایشان دادہ بود۔ چہ در حرب عمومی اول سید عبدالرحمن معاونت انگلیس کردہ عراق را از دست خلیفہ المسلمین کشیدہ بہ دست انگلیسہا داد۔ حضرت ایشان را این واقعہ معلوم بود۔ امیر احمد خان بیان بغداد و سید عبدالرحمن نقیب کرد، حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون امیر احمد نوبت دگر بہ آن ذکر مشغول گشت۔ حضرت ایشان سر مبارک خود را برداشتہ بہ قہر امیر احمد خان را فرمودند۔ ”مے خبیث پیش من تعریف کدام شخص می کنی۔ آن شخص کہ از سلطان المسلمین بغاوت کردہ رفیق انگلیسہا شدہ ملک اسلام را بہ دست کفار سپردہ، ہوش کن بار دگر ذکر چنین خائن اسلام پیش مانہ کنی“ وقتے کہ حضرت ایشان بہ قہر تمام این کلام می فرمودند۔ گل محمد خان و امیر محمد خان از فرط خوف لرزان بودند و بہ عاجزی و زاری طلبکار عفو شدند۔ و بعد ازین ہر روز ایشان بہ خدمت اقدس در باغ روشن آرا می رسیدند۔ زیرا کہ جائے گل محمد خان قریب باغ بود۔ بعد از پانزدہ سال امیر احمد خان بہ عاجز گشت۔ قربان حضرت صاحب شوم، ہر گاہ کہ آن نگاہ شگمین بہ یاد می آید تنم می لرزد۔ وقتے کہ امیر احمد خان این سخن می گفت از فرط محبت اشکہا می نخت۔ سردار گل محمد خان نیز موجود بودند و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کردند۔ آن نگاہ قہر کہ امیر احمد خان بیانش می کرد۔ پردہ ہائے غفلت را زایل کردہ بود و برائش رحمت شدہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَحِمَہُ رَحِیقَہُ گل محمد و رضی عنہما۔

امیرامان اللہ خان شاہِ افغانستان

در ایام شاہزادگی وقتی کہ امان اللہ خان والی کابل بود در خواب حضرت ایشان را

دید و یک گونہ تعلق قلبی پیدا کرد۔ و خواست کہ از احوالِ مبارکہ حضرت ایشان آگاہ شود۔ لہذا چہار نفر را از مخلصین پاک روش حضرت ایشان طلب کرد، یار محمد ولد مرزا خروئی از سرورہ، حاجی ملا احمد خان ولد عبدالکریم مٹہ خیل از کٹواڑ، سید احمد جان لد سید اختر از خیر کوٹ کٹواڑ ملا خیر اللہ ولد ملا عبداللہ جلال زئی، اندڑ از پاجگی علاقہ شلگر سہ شب با این چہار افراد، بعد العشاء الآخرہ صحبت ہا کردہ از احوال و کیفیات حضرت ایشان با خبر شد، بہ شب سیوم یک گونہ اثری نیز بر ایشان ظاہر شد و گفت من مخلص و مرید حضرت ایشانم۔ اندرین ایام قیام حضرت ایشان در کوٹہ بود۔ لہذا بہ صبح شب سیوم عریضہ نیاز با یک توئے اعلیٰ ساخت کابل و ہم دو پار چہائے کشمیرہ از ساخت کابل و سہ پوست قرہ قولی بہ دست قاصدے بہ کوٹہ فرستاد، چون شاہ شدہ حاجی ملا احمد خان مٹہ خیل را بہ کابل طلب کرد و بہ دست حاجی صاحب عریضہ نیاز با یک ساعت جیبی مع سلسلہ طلائی و قطب نماے اعلیٰ بہ خدمت حضرت ایشان بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ فرستادہ، در عریضہ التجا کردہ بود کہ در اوائل موسم بہار، او اخیر اپریل و اوائل ثور بہ کابل تشریف بیارید و بلاد افغانستان را از قدم میمنت لزوم خود مشرف فرمائید بہ حاجی صاحب نیز این سخن گفتہ بود چنانچہ حاجی صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض نمود و ساعت و عریضہ پیش کرد و امیر صاحب بہ سفیر خود سردار غلام حیدر خان محمدزی ہدایت کرد کہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ دعوت کابل را عرض کند چنانچہ درین سلسلہ چند بار سفیر آمدہ حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ خود بیان این امر بہ مخلصین کردند، و قرار گرفت کہ شیخ غلام احمد ہانسوی، و چودھری مولاداد خان خورجوی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حافظ عبدالحکیم و مولوی بخش اللہ دہلویاں و چند نفر دیگر در خدمت حضرت ایشان بہ کابل خواہند رفت، سردار غلام حیدر خان بہ شاہ بشارت نوشت۔ از شاہ تاگدا ہر یک مسرور و شادان بود و بہ خیال کس نہ گزشت کہ چون اظهار و رَأَیَتِ النَّاسَ یَدُ خُلُوفٍ فِی دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ می شود وقت۔ قَسَمْتُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرُہُ اِنَّہُ کَانَ تَوَّابًا۔ می رسد، و عنقریب بہ حضرت ایشان نوید یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَرْجِعِیْ اِلَی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً قَادِ خُلَی فِی عِبَادِیْ وَ اَدْخُلِی جَنَّتِی۔ رسیدنی است۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰہِ وَحْدًا۔

ایامِ آخرین

چونکہ علالت حضرت والدہ محترمہ شدید بود حضرت برادر کلان بہ معیت ایشان بہ پنجشنبہ پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ از کوٹہ بہ راہ لاہور بہ دہلی روانہ شدند

ہمراہ ایشان عیال ایشان و خواہر کلان و برادر خورد نیز بودند معالجہ کوئٹہ بمعالجہ مستشفی دہلی نو مکتوبے نوشتہ بود۔ چنانچہ بہ ہفتم ماہ مبارک در مستشفی داخل شدند حضرت ایشان بہ روز شنبہ ششم ماہ مبارک کہ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء بود، از کوئٹہ روان شدند، عاجز در خدمت حضرت ایشان بود۔ و روز یکشنبہ عند العشاء الآخرۃ بہ لاہور رسیدند، و بہ اچھرہ تشریف بردند حکیم محمد شفیع معالج چشم باڈاکٹر اشفاق محمد امقرسی وغیرہ در عربہ دوپایہ سوار بودند کہ نزد قیام گاہ اچھرہ در حفرة پیراز گردو غبار بغلطید۔ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد وغیرہما خاک آلود شدند۔ درین حادثہ جعبہ پان کہ در دست حکیم بود بہ افتاد و یک علیہ از جعبہ در خاک بہماند۔ بہ صبح دوشنبہ کہ هنوز وقت نماز بود حضرت ایشان از بیرون بہ خانہ داخل شدند۔ عاجز در صد نماز خواندن بود کہ حضرت ایشان فرمودند: "زید، بسین، ما علیہ خود را تلاش کردہ آوردیم بہ شب عربہ دوپایہ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد بغلطید و این علیہ در خاک ماندہ بود" عاجز بہ رون رفت، حکیم و ڈاکٹر ہماہائے خود را صاف می کردند و بہ میان قمرالدین وغیرہ می گفتند: عجب است کہ جناب حضرت صفا بہ جائے غلطیدن عربہ تشریف بردند و در جائے کہ علیہ تر خاک بود دست مبارک خود را در خاک داخل کرد علیہ را کشیدند۔ عاجز گوید کہ این کرامتے بود کہ در آن وقت نہ ظہور رسید۔ **فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُكْرَمِينَ يَنْظُرُونَ بِتُورٍ اللَّهِ جَلَّ شَانُهُ كَمَا وَدَّ فِي الْخَبَرِ۔**

پیر عبد الخالق ہوشیار پوری | پیر عبد الخالق فرزند پیر قادر بخش اند جد کلان ایشان از گردیز بہ پنجاب آمدہ بودند۔ پدر ایشان خلیفہ حاجی محمود جالندھری خلیفہ مولوی محمد شریف خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید بود، تربیت ایشان ابتداءً سائین توکل شاہ کرد و بالآخر بہ خدمت حاجی محمود جالندھری رسیدند و خلافت یافتند، ایشان در مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت شاہ عبدالغنی و در مکہ مکرمہ بہ خدمت حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہمار رسیدہ اند، آن نصیبہ ایشان نزد حاجی صاحب بود۔ لہذا ہما نہا رسیدہ بیعت شدند و نصیبہ خود بہر داشتند، حاجی صاحب بسیار مہین و کهن سال بود بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ وفات یافت۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پیر عبد الخالق علیل بودند و برائے معالجہ بہ لاہور آمدہ بودند، بہ وقت عصر عاجز نزد حکیم محمد شفیع نشستہ بود کہ حضرت ایشان از عاجز دریافت فرمودند: خواہش سیر و تفریح داری۔ عاجز در اثبات جواب داد۔ میان قمرالدین و ڈاکٹر اشفاق محمد عرض کردند کہ پیر عبد الخالق برائے معالجہ آمدہ اند اگر حضور انور عیادت ایشان بکنند بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و ارتباط ایشان با حضرات کرام بود۔ عربہ طلب کنید تا بہ

عیادتِ ایشان برویم، چنانچہ عربہ رسید و حضرت ایشان و این عاجز و حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد اندرون عربہ و میان قمر الدین بالانزد سائق نشستند و بہ قیام گاہ پیر عبد الخالق روان شدیم۔ قیام پیر عبد الخالق در راعی بلڈنگ "بود کہ بیرون شہر در مرغزار واقع بود۔ چون عربہ بہ راعی بلڈنگ رسید، میان قمر الدین پائین شدہ نزد پیر صاحب رفتند تا ایشان را خبر دہند، ایشان بر سر ریے بدون پیرہن و کلاہ در یک لنگی نشستہ بودند و نزد ایشان بر کرسی ہندی یک جوان در لباس اروپائی بود و جماعتی از مخلصین بہ شکل ہلالی نشستہ بود۔ چون قمر الدین بہ ایشان اذ آمد حضرت ایشان خبر داد، ایشان علی الفور بر مہنہ سر، بر مہنہ تن، بر مہنہ پادریک لنگی دست بستہ بہ جانب عربہ روان شدند و چون نظر ایشان بر حضرت ایشان افتاد از ہر دو چہان ایشان سیل اشک روان شد۔ طاقت گفتار نہ ماند، در احوال جذب و بخودی نزد حضرت ایشان رسیدہ ہر دو پائے مبارک را بہ ہر دو دست خود گرفتند حضرت ایشان بہ محبت و شفقت ایشان را استادہ کردہ دست راست بر شانہ چپ ایشان نہادہ بہ جانب سریر روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بر سر نشستند پیر صاحب دوسہ قدم، دست بستہ، چشم بند کردہ، رجعت قہقری نمودہ استادند و چہان ایشان کوہر غلطان می ریخت۔

صحرائیں ز سیلِ حذر کن کہ آستین ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم
چند دقیقہ حضرت ایشان نیز چشم بند کردہ متوجہ بہ ایشان ماندند و باز بہ محبت تمام فرمودند کہ نزد ما بنشینید چنانچہ پیر صاحب قریب ایشان بر کرسی ہندی نشستند۔ ڈاکٹر اشفاق محمد احوال این ملاقات بہ اردو نوشتہ۔ ابتدا ربہ بسم اللہ و یک شعر فارسی کردہ آن تحریر پیش عاجز است تذکار المحبتہ آن رامی نویسد۔

تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اشفاق، ابوالخیر چہ اکل ست کہ قدم بر قدم احمد مرسل بود است
وقت مراجعت از کوئٹہ بہ دوران عارضی قیام لاہور حضرت پیر و مرشد جناب مولانا و ہادیانا و مرشدنا، حافظ، قاری، حاجی، شاہ ابوالخیر مجددی، فاروقی، دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فرود گاہ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الخالق صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ "راعی بلڈنگ" تشریف بردند حضرت مؤخر الذکر بہ نہایت محبت و ادب قدمبوسی حضرت صاحب قبلہ کرد و بہ احترام بجائے خود نشانند و باز بہ مریدان خوش اعتقاد خود متوجہ شدہ فرمود۔ کجا بخت مایان کہ بجائے مایان قدم مہمنت لزوم اولاد حضرت مجدد قدس سرہ شود۔ سبحان اللہ کہ این چہ مبارک ساعت است۔

قبلہ ام حضرت صاحب دہلوی بہن خطاب کردہ ارشاد کردند بنگرے اشفاق بنگر کہ صاحبزادہ چہ اظہار اخلاص و محبت می کنند و پروردگار را شکر است کہ صاحبزادہ منازل سلوک را طی کرده اند و طالبان حقیقت از ایشان استفادہ می توانند کرد۔ بعد ازین صاحبزادہ صاحب قبلہ ام حضرت صاحب را بہ حرم سہروردند آن جا ”مائی صاحبہ“ (عیال صاحبزادہ صاحب) از پس پردہ ہدیہ سلام و نذر پیش کردند و باز حضرت صاحب بیرون تشریف آوردند و چائے آورده شد و حضرت ایشان از صاحبزادہ استفسار صحت فرمودند و ایشان بہ جواب عرض کردند کہ عارضہ کثرت بول (ذیابیطس) پیدا شدہ است و امید واثق دارم کہ از برکت قدم مبارکہ حضور صحت یاب خواہم شد، حضور پر نور دہلوی علیہ الرحمہ بہن حکم دادند کہ تشخیص کردہ چیزے تجویز نمایم چنانچہ من بیان پرہیز و اغذیہ وغیرہ کردم، و از ان پس از آن جامعہ رجعت شد، چون حضرت ایشان قصد مراجعت فرمودند صاحبزادہ صاحب اقدام مبارکہ را گرفتہ بسیار گریہ کردند۔ قبلہ ام حضرت صاحب را نیز رقتہ پیدا شدہ و دیدہایم نیز پر از آب شدند و معلوم می شد کہ در آن وقت آنجا ہر در و دیوار و اوراق اشجار بہ گریہ و زاری مصروف اند۔ و عندالوداع جناب صاحبزادہ بار دیگر اقدام مبارکہ حضرت صاحب را محکم گرفتہ بوسہ دادند۔ آن وقت بر حضرت صاحب کیفیت طاری شد و فرمودند، اے مردمان طریقہ ادب را از ایشان حاصل کنید، ایشان را ہزار ہا مریدان و صد ہا خلفا اند و ہمان الفاظ مبارکہ فرمودند کہ بنگرید بنگرید صاحبزادہ بہ چہ اخلاص و محبت از ما مخلص می شوند۔ و حضرت ایشان در عربہ شوار شدند۔ آن گاہ کہ از حضرت ایشان اجازت جزب البحر طلب کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ اے عزیز صبر کن کہ این وقت مرا الم جلدائی صاحبزادہ در گرفتہ است۔

یکے از غلامان (ڈاکٹر) اشفاق محمد۔ ام ترس

عاجز گوید کہ حضرت ایشان قدس سرہ در اچھرہ پیش صد ہا نفر بہ اشفاق محمد و قمر الدین فرمودہ بودند کہ پدر میر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و از اظہار ادبے کہ پیر عبد الخالق کرد ارشاد حضرت ایشان بہ اتم وجہ بہ ظہور رسید۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

مرد پیر | صبح آن روز بہ وقت چاشت عاجز از حضرت ایشان اجازت طلب کرد کہ برائے سیر و تفریح ہمراہ حکیم محمد شفیع برود، فرمودند کہ کجای روی عرض کرد کہ بہ باغ شالامار، فرمودند، عربہ طلب کن ما ہم می رویم۔ چنانچہ با حکیم و ڈاکٹر و قمر الدین بہ باغ رفتیم آن جا حضرت ایشان بر کنار حوض بر کرسی نشستند۔ وقتے نہ گزشتہ بود، پیر مردے کہ بہ صد سال عمر رسیدہ

باشد آمد و به پہلوئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان در عرق چین و پیرمین بودند۔ آن پیر مرد بہ وقتِ نظر در ایشان نگریست و دستِ خود را بر سر مبارکِ حضرت ایشان نہاد و گفت: سائین شمارا خدا خوش دارد۔ دوسہ بار این کلام گفت و روان شد۔ قمر الدین وغیرہ حیران بودند کہ این پیر مرد کیست و حضرت ایشان بہ آن پیر مرد ہیچ نہ فرمودند و خاموشی قدرے تبسم کُنان نشسته بودند۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ وَلَیْکِنْ کَانَ الْاَمْرُ عَجَبًا۔

وصول بمسقطِ راس | یہ روز سہ شنبہ صبحاً بہ ساعتِ ہفت و رلج بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ موافق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء بمبئی رسیدند۔ حضرت برادر

کلان و برادرِ خورد با جماعتِ کثیرہ از مخلصینِ دہلی، میرٹھ، سرسہ وغیرہ از بہر استقبال بہ محطہ رسیدہ بودند۔ بہ آرام و راحت بہ خانقاہ ارشاد پناہ رسیدند۔ و آن جاملہ لحظہ فرمودند کہ مخلصین برائے احتفال میلاد شریف بہ ترتیبات لازمہ مشغول اند۔ بسیار خوش شدند و دعا ہا برائے ایشان کردند۔

بنائے مسجد و ارادہ حج | وقتے کہ از کوسٹہ بہ دہلی روانہ می شدند سیزدہ ہزار روپیہ محفوظ کردند و فرمودند اگر حیات ماند اولاد را ہمراہ خود گرفتہ بہ حج می روم، چون دہلی

رسیدند بعد از میلاد شریف بہ حافظ غلام محمد باغ والا فرمودند کہ در رامپور مسجد شریف حضرت محمد مرشدِ مجددی حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہما بوسیدہ و منہدم شدہ شما آن مسجد شریف را از سر نو تعمیر کنید کہ سہ گنبد داشتہ باشد و بر سر ہر گنبد کوچک منارہ مخروطی از مسن نصب کنید۔ کہ آن را بہ اردو کلس گویند۔ حضرت ایشان برائے این کار دو ہزار روپیہ بہ حافظ غلام محمد دادند۔ در ایام علالت حافظ غلام محمد برائے معائنہ کلسہا آورد، بسیار خوش وقت شدند و مزید دو ہزار و پنچصد روپیہ بہ حافظ عنایت کردند۔ جزوی کار از این مسجد شریف ماندہ بود کہ حضرت ایشان ازین جہان رخت سفر بستند۔ و فیما بعد حافظ غلام محمد آن را بہ اتمام رسانید، حافظ غلام محمد از مخلصین صادق المحبتہ والاخلاص بود۔ بروز سہ شنبہ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء) ازین دار احزان بہ دار الجنان رحلت نمود۔ رحمہ اللہ۔

مستشفى فتن | در این سال معمول حضرت ایشان بود کہ تا ساعت یازدہ روز بہ مستشفى تشریف می بردند۔ حضرت برادرِ کلان پیش شقہائے مرضی در زمینِ خالی خیمہ نصب کردہ

بودند۔ حضرت ایشان در آن خیمہ تا ساعتِ ہشت شب قیام می فرمودند و باز عیادت کردہ بہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند و بعد از صلاۃ عشاء بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و معمول مایان برادران بود کہ یک بار در ہر روز برائے عرض تحیات و تسلیات و اخذ دعوات و برکات بہ خدمتِ حضرت ایشان می

رسیدیم۔ و بیشتر رفتن مایان بہ خدمتِ حضرت ایشان بعد از خواندن سبق می بود۔ حضرت ایشان از کیفیت و درس استفساری فرمودند۔ چونکہ استفسار حضرت ایشان سطحی نہ می بود لہذا مایان بعد از خواندن درس از اساتذہ با ملا صاحب کہ بہ رفاقتِ ہر یک از مایان می بودند آکرہ می کردیم۔ و سبق را بہ وجہ خوب یاد می کردیم و حقیقت آن است کہ آن جد و جہد کہ اندران ایام از وجہ حضرت ایشان کردہ شد تعلقہ با علم پیدا کرد کہ تا این زمان بفضلِ اللہ و احسانہ ثابت است۔

مایان ہر سہ برادر بعد از نماز پیشین برائے زیارتِ حضرت ایشان بہ مستشفی می رفتیم و نماز دیگر ہمراہ حضرت ایشان خواندہ بہ خانقاہ شریف مراجعت می کردیم۔

یک کشف روزے چون مایان اجازتِ مراجعت طلب کردیم حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ ”زید، اگر خواہش داری کہ رفاقت ماکنی پس توقف کن۔“ چنانچہ عاجز توقف نمود۔ اندران ایام شدتِ سرما بود روز ہائے اوائل مینا برواد اسطجدی بود۔ از نماز شام تا ساعت شش فراغت می شد و حضرت ایشان بہ ساعتِ ہشت از آنجا حرکت می کردند۔ این وقفہ بر عاجز گران آمد۔ در حق شقہ عاجز قدم می زد و خیال می کرد کہ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی۔ عاجز درین خیال غلطان و بیچان بود کہ ناگاہ حضرت ایشان بہ استعجال تمام بر مہنہ پا از خیمہ اندرون شقہ داخل شدند و بہ ملاطفت تمام ہر دو دست مبارک را بر شانہ ہائے عاجز نہادہ فرمودند۔ زید پریشان مشو، والدہ شما بسیار خدمت ماکردہ و ما میخواستیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم بہ ساعت، شبت از شنب در مرض ایشان شدت می شود۔ و در آن وقت عیادت کردہ بہ خانہ می رویم۔“ عاجز عرض کرد، بہتر است۔ حضرت ایشان بہ خیر تشریف بردند و عاجز را انفعال حاصل شد کہ چرا پریشانی پیدا کرد و چرا حضرت ایشان را زحمت داد۔

اجازت یک قبر حضرت ایشان در سال آخر از کوئٹہ بہ مخلصین دہلی چند خطوط نوشتند کہ در خانقاہ شریف اجازت یک قبر ساختن از حکومت حاصل کنید۔ اگرچہ حضرت ایشان تاکیدات فرمودند۔ اما مخلصین تساہل و تغافل کردند روز جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ مطابق بہم فروری ۱۹۴۳ء حضرت ایشان بہ مستشفی نہ رفتند و بہ وقت دیگر برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری بہ شارع علی پور تشریف بردند و بہ سائق عربی فرمودند بہ دفتر وائسرائے برو۔ آن جا امین الاسلام کلکتوی بہ انتظار حضرت ایشان استادہ بود۔ عاجز خیال دارد کہ یک دور و ز قبل امین الاسلام بہ خدمت حضرت ایشان بہ مستشفی رسیدہ بود و از قیام گاہ خود خبر دادہ بود۔

امین الاسلام وابستہ طریقہ نقشبندیہ بود پیرش خلیفہ مہوفی فتح علی ویسی بود۔ وقتیکہ حضرت ایشان

باقبلہ گاہ خود در ۲۹ ص ۱۰۰ کلکتہ رسیدہ بودند صوفی فتح علی بہ خدمت حضرت جد امجد رسیدہ بود۔ اندران ایام ملاقات با حضرت ایشان کردہ بود۔ امین الاسلام عضو مجلس شوریٰ بود و برائے اشتراک در جلسات شوریٰ برائے سہ یا چار ماہ بہ دہلی می آمد و بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شد، و دو سال قبل حضرت ایشان برائے سیر و تفریح بہ قیام گاہ وے کہ در دہلی جدید بودہ تشریف می بردند خوش نصیب بود امین الاسلام کہ ہر روز دو ساعت نزد حضرت ایشان بہ ذکر شریف مشغول می گشت و چون بر میخواست اثر خمار در چشمانش ظاہری بود بطائف امین الاسلام ذکر گویدند۔ بامتا صہب عالیہ دنیویہ مقاماتِ ثنائیہ باطنیہ را جمع کردہ بود۔ طوبیٰ لہ تم طوبیٰ لہ۔

وقتہ کہ حضرت ایشان بہ قیام گاہ امین الاسلام رسیدند وے بہ انتظار استادہ بود، و دیدہ نزد عربہ رسید و عرض کرد کہ تشریف آورید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ وے نہادہ فرمودند۔ مرا یک کار است، اگر وعدہ می کنی کہ آن کار را بہ انجام رسانی، می آیم۔ وے عرض کرد کہ بجان و دل سعی خواهم کرد حضرت ایشان فرمودند کہ برائے یک قبر ساختن در خانقاہ شریف از حکومت اجازت حاصل کنی و وے اقرار کرد و حضرت ایشان در مرغزار بہ ذکر شریف مصروف گشتند و نماز شام خواندہ از آن جا روانہ شدند۔ حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ درین قرب وجوار کوٹھی نواب پہاسو "ہست، آن جا نواب منزل اللہ خان قیام دارد، پسرش داؤد احمد خان علیل است، بہ عیادتش رفتن است سائق واقف بود و بہ کوٹھی رسانید۔ حضرت ایشان بہ حضرت برادر کلان فرمودند برو و معلوم کن کہ منزل اللہ خان موجود است یا نہ۔ حضرت برادر کلان نواب صاحب را نہ می شناختند، نواب صاحب بارفقائے خود در دالان نشستہ بود۔ حضرت برادر کلان استفسار فرمودند۔ این جا منزل اللہ خان موجود است یکے از حاضرین استفسار کرد۔ چہ اجرا است۔ ایشان فرمودند حضرت صاحب تشریف آورده اند و استفساری نمایند بہ مجر استماع این سخن نواب صاحب مع رفقا علی العجل بمشعل بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ نواب صاحب نہادہ اعادہ همان کلمات کردند کہ بہ امین الاسلام فرمودہ بودند وقتہ کہ نواب صاحب اقرار کرد، حضرت ایشان از عربہ فرود آمدہ ہمراہ ایشان نزد داؤد احمد خان تشریف بردند و بہ نہایت شفقت بر سرش دست مبارک نہادہ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند، نواب صاحب یک صدمہ رو پیہ پیہ پیش کرد و حضرت ایشان از آن جا بہ خانقاہ شریف روانہ شدند۔ نواب منزل اللہ خان از حضرت ایشان بیعت نہ بود لیکن معتقد و مخلص بود داؤد احمد خان پسرشان بود و بیعت شدہ بود۔ بعد از عرصہ قلیلہ از وصال حضرت ایشان

و نیز۔ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ گویان نزد مرشد خود رسید۔ رَحِمَهُ اللهُ وَحَشَرَهُ مَعَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ
 و زاهده خاتون زہمت و خزن و اب صاحب بود۔ در شعر گوئی استعداد کامل داشت۔ مجموعہ کلام وے کہ
 موسوم بہ فردوسِ تخیل است در پنجاب طبع شدہ است۔ زاہدہ خاتون نیز از حضرت ایشان بیعت بود۔
 ہر گاہ کہ بہ خدمت پیرو مرشد عریضہ ارسال می کرد، بہ صورتِ لالی منظومہ می بود۔ عاجز یک عریضہ را دیدہ بود۔
 شعر خوب و تخیل اعلیٰ و طرز جمیل داشت۔ در عالم شباب در حیات پیرو مرشد بہ ماہ مایوس ۱۹۲۲ ہجرت نمود۔
 رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا عَلٰى اَيُّهَا وَ اَخِيهَا كُلَّمَا حَقَّ الْحَمَامُ وَ بَكَى الْغَمَامُ۔

این تفریح از آخرین تفریحاتِ این روز از اول روز ہائے علالتِ حضرت ایشان بود۔ واقعاتی کہ بعد
 مراجعت بہ خانقاہ شریف بہ ظہور رسیدند در فصل ہشتم ان اشارت مذکور خواہند شد۔

طلب کردن میلاد خوانان | حضرت ایشان را گفته شد کہ مرض حضرت والدہ صاحبہ
 بِفَضْلِ اللهِ وَ احْسَانِهِ زائل شدہ، البتہ ضعف و لنقا

باقی است و در یک ماہ یا چہل روز انشاء اللہ طاقت قدم زدن پیدا خواہد شد۔ از استماع این خبر
 حضرت ایشان را مسرت حاصل شد و بگنیز کر امت علی خاں رئیس سعد آباد احوال فرستادند کہ میلاد
 خوانان اکبر آباد را بیارید تا کہ این جا بہ شکرانہ شفایابی میلاد شریف بخوانند کر امت علی خاں در چند روز میلاد
 خوانان را ہمراہ خود گرفتہ بہ روز یکشنبہ یاد و شنبہ کہ روز سوم یا چہارم از علالتِ حضرت ایشان بود حاضر
 شدند و یک شب بہ سر کردہ برگشتند۔ و وقتے بر ایشان نگزشتہ بود کہ صدائے الرَّحِيل، الرَّحِيل
 شنیدند۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰهِ وَ حَدَّہ۔

كُلُّ ابْنِ اُنْتَى وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ يَوْمًا عَلٰى اَلِهٖ حَذُّ بَاءٍ عَجْزٌ

کتاب حالات مشایخ نقشبندیہ | محمد حسن خان ساکن کوئٹہ کرت پور۔ علاقہ بجنور این
 کتاب بہ اردو نوشتہ محمد حسن خان بہ زیارت حضرت

ایشان در حدود ہزار و سہ صد و پانزدہ یا بہ تفاوت یک سال تقدیم او تا خیر رسیدہ بود۔ وے بیان حضرت
 ایشان بہ این معنی کردہ۔ اندرین ایام حضرت ایشان در خانقاہ شریف مقیم اند و نہایت انزو و انقطاع از
 خلق اختیار کردہ اند۔ دنیا و اہل دنیا را آن جا مدخل نیست در ورع و تقویٰ را سخا قدم و در آداب
 شریعت و طریقت از بس مستقیم اند، اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت عنایت کند۔

کتاب مقدمتہ الکتاب | محمد امان الرحمن دہلوی از برادران خود جمیل الرحمن راشد قادری
 بیعت بود۔ در احوال برادر خود کتاب صال الجمیل باز رسالہ مقدمتہ

الکتاب تالیف کرده۔ در مقدمه که در ۱۳۲۵ هجری تالیف شده این معنی را بیان کرده۔ در مزاج اقدس حضرت شاه ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بے شک امارت و نفاست بوده لیکن نہایت با وضوح و پابند اوقات و بزرگ حق گو بود و تجدد عمارات خالقہ بہ یمن التفات ایشان شدہ و در احوال بیشتر بندگان خدا یکسر انقلاب پیدا کردہ اند۔

کتاب آثارِ رحمت | مولانا امداد صابری دہلوی در احوال حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ از اساتذہ کرام حضرت ایشان بودند این کتاب نوشتہ اند۔ و از وجہ رشتہ تلمذ ذکر حضرت ایشان نیز کردہ اند۔ نوشتہ اند ما معنہ۔ ہر سال بہ شب دوازدهم ماہ ربیع الاول محفل میلاد شریف منعقد می کردند و بیان ذکر شریف خود حضرت ایشان می کردند۔ الوار و برکات ہجوم می شد و از چشمہا مسلسل سیل اشک روان می بود و برائے قلوب ہر لفظ ایشان بہ منزلی شتر شدہ از ہر سو فغان و آہ و بکا بر می خاست۔ اندرین محفل مبارک خلق خدا بہ کثرتی آمد حتی کہ در خالقہ شریف جائے قدم نہادن نمی ماند و از ہجوم خلایق آمد و رفت شارع نیز بتدی شد۔ حضرت ایشان بہ کمال خضوع و خشوع نمازی خواندند در نماز از وجہ فہم معنی حلاوتی کہ روئے میداد رفتہ بر حضرت ایشان طاری می شد و کسانے کہ شریک نمازی بودند از خود رفتہ مسلسل اشک ہا می ریختند۔

تحفۃ الاخیار | برادر طریقت، صاحب علم و نسبت ملا غلام احمد صاحبزادہ اندری شلگری رحمہ اللہ در بیان پیروم شد خود کتاب تحفۃ الاخیار نوشتہ اند۔ عاجز بر خے از ان می نویسد۔

زرد بہ ہمین دورِ سمک تا سماک	دمدمہ فقیر ابوالخیر پاک
خیز ز غفلت و طلب کار شو	در طلبِ خیر چو احرار
ترک ہمہ شہ و ہمہ ضمیر کن	فاسْتَبِقُوا خوان طلبِ خیر کن
خیر چو نورِ زمین و سماست	آئینہ نورِ حقیقت نماست
آمدہ از قدس یکے طیر پاک	جائے گرفتست درین دیر خاک
باز پس از گلخن این خاک دان	گشتہ سوئے قدس، مبارک روان
از رہِ جانِ رفتہ، بہ جانان شدہ	طوفِ حرم کردہ و لمعان شدہ
در سفرِ عشق سوئے گلستان	رفتہ قدم بر قدمِ دلستان
دائرہ بر دائرہ رفتہ چنین	تا بہ دیر دائرہ لا تعین
گشتہ طفیلش چہ حقائق شناس	تا بہ صلاۃ است دقائق شناس

کار صلاتش به حقیقت مدام
 مشرب او مشرب احمد شده
 نسبت او محو کن هر خیال
 نفی کن عالم امکان شده
 گشته سیراب ز کاس کرم
 پاک دلش آئینه سان با صفاست
 قطب رشاد است بعین الیقین
 رطب لسان است به شیرین کلام
 دل برود در حرکت از سکون
 نسبت او قوت ایمان شده
 قول مبارک همگی پُر اثر
 روئے مبارک چو تجلی کند
 دیده ناکس نه تواند چنین
 رُخ بنماید ز یک سر هزار
 دور و نزدیک از و نور یاب
 دست درازش که گشدمی گشد
 دیده دل از همگی دوخته
 قُرَّة عَیْنِی فی الصَّلَاتِش قدم
 بَرَأَتِی اللّٰهَ بِقَلْبِ سَلِیْم
 راه روش راه محمد شده
 احمدی است خواجه به نسبت دوبار
 زجرده زمره جدل است او
 روشنی و نور دل از ضرب او
 گفت یک روز که این خوش بکوب
 تاز به زیر بم دل و ایمان شوند
 رفته برین، خواجه تحیر الانام
 بر قدم پاک محمد شده
 دور کن زمره قیل و قال
 نسبت او نور دل و جان شده
 نور گرفتست ز شمس حرم
 شرع شعار است و شبه با و قاست
 دیده کشادست به حق الیقین
 از دهنش یافته تمکین کلام
 راه نامی شودت از درون
 قوت او مثبت ایقان شده
 لذت آن که بود اندر شکر
 بندش آن کس که توئی کند
 تاز سر غور ببیند به این
 نکته اگر دانی ازین سر برار
 غمزدگان گشته از و سور یاب
 خنجر نازش که گشدمی گشد
 آیت لَا تُلْهِکُمْ اندوخته
 مقبوس نور و زخورد مبدم
 حاصل او هست من راتِ عَلِیْم
 سر دلش نسبت احمد شده
 کار تخلص تو به حکمت برار
 وارث آل و تره عدل است او
 هر شب شیاطین کند از حرب او
 تا که صفا خوش شود از ضرب چوب
 مردم ازین در به گلستان شوند

پاک روان بردر او صف به صف
تیر و عایش که رہا ندر کف
پیر شریعت و طریقت وے است
جملگی احرار از دل خوش اند
در ہمہ افطار زوے ہام و ہوم
بادشہ کشورِ املاک دل
پیروفا گنج دہ نا قصان
نے صفتش مویے بہ موگفتہ ام
ہر نفس از صدقِ تجلی کند
از سر جمعیتِ دل با حضور
ہر دش از نفسِ خلاف است و جنگ
دود دروغ ہم نہ شدہ در درون
راست بود ہر سخنِ راستان
ہر سخنش راست بہ میزان شدہ
باطن او صاف شہِ مستیز
ہیچ نہ باید کہ شوم مو شکاف
در نہ مقاماتِ زحبان بر ترش
خواجہ من اوست غلامش منم
تا مگر مخواجہ و فائے کند
کز ضررِ نفس و شیطا طین رہم
ہم رہ او بودہ بہ جانان رسم
مقصدِ خود یا بم و شادان شوم
رسم و فامنزلِ خیر است و بس
پرز معالی لبِ خیر است این
بر قدمش ہر کہ بہ سیر است بہ

چاشنی گیرند از و کف بہ کف
حق بر تیرش برساند ہدف
مرشدِ قانونِ حقیقت وے است
عاشق او بیند کہ کابل و شاند
خاکِ درش بادشہِ شام و روم
قطبِ درین کرۂ املاک گل
زو بہر نورِ مسہ کاطلان
یک زہدش خوتے ہموگفتہ ام
و فقِ شریعتِ رہ مولیٰ کند
در سخن و کار رود با سرور
بر سرِ شیطان چہ کشاد است چنگ
مشعلِ صدق است درون و فرین
کامدہ از صدق بود داستان
زان کہ چنین کارِ عزیزان شدہ
بہ کہ نگہ دار مشن اندر ضمیر
تا کہ نہ ریزد ہمگی خون ز ناف
بر تر از ان چار قدمِ کشورش
کف بہ سراستادہ سلا مش منم
بہرمن از رحم دعائے کند
خاتمہ بالخییر شود جان دہم
تا وسطِ خلد بہ احسان رسم
دلبر خود بنیم و خندان شوم
خیر چہ گویم آبِ خیر است و بس
ہان بہ جان دبدب خیر است این
کار کہ پیوستہ بہ خیر است بہ

دعا برائے مرشد زادہائے خود

تینغ فشرخ بر سہر این سرکشان دار خدا تا سر محشر کشان
 ظلِ عمر را تو اثر کم کن دیو ازین خوف بے غم کن
 از دل بوالخیر بن ریو کن وز سرپاکش تو سر دیو کن
 دار تو مقطوع ہمہ کید و فن از مددِ باطن خیر ز من
 تا بہ جهان دورِ صلائی بود غلغلہ رسمِ بکلائی بود
 زید بہ آفاق گرامی شود بدرِ جهان ماہِ تمامی شود
 سآلکم از آفات سلامت بدار نسبتِ شان تا بہ قیامت بدار

متعلق بہ صفحہ ۱۹۰:-

بہ امر تسر | ڈاکٹر اشفاق محمد امر تسری از بس خواہشمند بود کہ یک بار حضرت ایشان را بہ امر تسر
 بر دہد، چون در ماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری (اواخر اکتوبر ۱۹۲۰ء) قیام حضرت ایشان برائے
 ہشت روز در لاہور شد۔ ڈاکٹر صاحب موقع را غنیمت دانست و بہ امر تسر رفت و آن جا با خواجہ
 غلام صادق کہ از مریدانِ حضرت ایشان و از رؤسا امر تسر بود ملاقات کرد، خواجہ صاحب در فکر
 عقدِ نکاحِ دخترِ گلانِ خود کہ ممتاز سلطانہ نام داشت با برادر زادہ خود میر مقبول محمود مصروف بود۔
 چون از ڈاکٹر صاحب نوید تشریف آوری حضرت ایشان شنید تاریخ انعقادِ نکاح مقرر کرد و
 محلِ عالی شان خود را کہ بر مال روڈ واقع بود برائے حضرت ایشان ترتیب داد۔ نام این محل
 ”ڈولینڈیز“ بود لیکن مشہور است بہ ”ٹھنڈ کھوی“۔ ڈاکٹر صاحب بہ لاہور آمدند و حضرت
 ایشان را با متعلقین در سیارات بہ امر تسر بردند و آن جا حضرت ایشان یک شب قیام کردند۔
 در عقدِ نکاح ممتاز سلطانہ شریک شدند و دعائے خیر کردند، اہالی امر تسر بہ کثرت حاضر شدہ مستفیض
 مستفیض شدند میر انور سعید محمود کہ برادرِ خوردِ میر مقبول محمود و برادر زادہ خواجہ غلام صادق اند نام
 کوٹھی و نامِ دختر و زوجِ دختر نوشتہ از لاہور بہ عاجزا رسال کردہ اند۔ جَزَاةُ اللّٰہِ خَيْرٌ اَوْ وَفَّقَہُ
 لِمَرْضَاتِہ۔

سہ فشرخ شاہ کابلی۔

فصل دوم

در

معمولاتِ شریفِ حضرتِ ایشان

معمولاتِ حضرتِ ایشان بسیار منضبط بودند برائے ہر کار وقت مقرر بود کہ در آن وقت آن کار را بہ سرانجام می رسانیدند، بیچ گاہ در معمول ایشان فرق واقع نمی شد و این انضباط مختصر در امور اختیار نہ بود بلکہ در امور طبیعیہ کَقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالتَّوَمِّ، نیز می بود، ہر کار را وقت مقرر بود کہ در حضور و سفر بہ یک منوال انجام می یافت۔

سر دفتر معمولات مبارکہ خواندنِ بسم اللہ الرحمن الرحیم بود۔

خواندنِ بسم اللہ

ہست کلیدِ درِ گنجِ نعیم ۛ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ شریف می کردند و مجتہدینِ پاک طینت ہدایت بود کہ ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ کنند و ہر گاہ کہ برائے کارے بہ خدمت ایشان رسند بہ بلند آواز بسم اللہ خوانندہ حاضر شوند۔ لہذا در جائے کہ حضرت ایشان قیام می داشتند از این مبارک صدا امواجِ آشیرِ رقصان می بود۔ اگر کسے برائے ملاقات و زیارت می آمد، در بان بسم اللہ خوانندہ برائے اطلاع می رفت چوں کہ دے بسم اللہ را بہ حضورِ قلب کمال ارتباط می خواند، تاثیرے بر سامعین می شد و اصحابِ غفلت را از تباطے بہ پروردگاری شد۔ و اثر بسم اللہ خواندن در وقت ملاقات ظاہری شد کہ اصحابِ غفلت بہ صحو آمدہ در لجنہ ندامت غرق می شدند و اشکها از چشمان ایشان مثل سیل روان می شد و اصحابِ نسبت و حضور جا مہائے معرفت می نوشیدند، کسانیکہ تنک ظرف می بودند بے ہوش می شدند۔

شبہ رحمتِ عالمیان بِأَنْفُسِنَا هُوَ بِآبَائِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم برآمد و گزیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کردند و دیدند کہ بہ آوازِ پست نمازی خوانند و باز گزیر حضرت ایشان بر حضرت عمرؓ افتاد، دیدند کہ بہ آوازِ بلند نمازی خوانند۔ صبا حابہ حضرت صدیقِ فرمودند کہ در صلاة اللیل بہ آوازِ پست تلاوت می کردی۔ عرض نمودند: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ۔ می شنو انیدم کسے را کہ با دے مناجات می کردم۔ و باز حضرت ایشان بہ حضرت فاروق فرمودند کہ تو بہ آوازِ بلند تلاوت می کردی۔ عرض کردند: أَوْ قِطْ

الْوَسْنَانَ وَاطْرُدُ الشَّيْطَانَ خوابِ ساکان و غافلان را بیدار می کردم و شیطان را می راندم۔
رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت صدیقِ فرمود قدرے آوازِ خود بلند کن و بہ حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود۔ قدرے آوازِ خود پست کن۔

حضرت ایشان قدس سرہ برائے ازالہ غفلت و طرد شیاطین نسخہٴ جد امجد خود استعمال کردہ ہزار
قلوب را از تیرہ غفلت یہ وادیِ اُمین حضور و آگاہی رساندند۔ پروردگار فرمودہ۔ اَلْوَالِیُّوْنَ مَعَ
اَبْوَابِہَا۔ حضرت پیر مرآت قدس سرہ فرمودہ۔ کمافی کشف الاسرار۔ و یہ خانہا کہ در آئینہ از در۔ در آئینہ
آزم اللہ نگہ دارید و از خشم او بہ پرہیز بد تا بہ نیکی دو جہان رسید۔ و فرمودہ۔ اَطْلُبُوا الْمَعْرُوفَ مِنْ اَهْلِہِ
ہر معروفی را جائے ہست و ہر کارے را روئے دہر برے را محلے و آہلے، چوں نہ بہ جائے خویش و نہ از اہل خویش
طلب کنی بُر نہ باشد۔ بر آن است کہ از اہل خویش طلب کنی۔ جَعَلْنَا اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْخَيْرِ الْبَرِّ۔

نقشبندِ چین شرب و حضور غفلت از باغِ مبارک بس دور

نقشبندِ گل و نسرین و فلاح یکسر این سلسلہ آئینِ فلاح

طہارت بعد از وقتِ چاشت از خانہٴ خصوصی خود بہ حرمِ سر تشریف می آوردند و از حوائجِ ضروریہ
فارغ می شدند۔ معمولِ شریف ایشان بود کہ بعد البول استنجاء بہ آب فرمودہ استعمال کیسہ
خورد می کردند۔ و بعد از قضائے حاجت و استنجاء بہ جامہٴ اعضا را خشک می کردند۔ و بہ روز جمعہ بعد از
معمولاتِ صبا حییہ و شرب چائے، غسل کردہ تبدیل لباس می کردند۔ و در دہلی احیاناً بہ حمامِ تشریف می بردند
یک روز پیشتر بہ صاحبِ حمام اطلاع دادہ می شد۔ و قتی کہ برائے حضرت ایشان مقرر کردہ می شد، در آن
وقت در عہد حضرت ایشان تشریف می بردند۔ در اکثر اوقات بعد از دو ہفتہ و احیاناً بعد از سہ ہفتہ موئے
تراش می آمد۔ و بعد از تراشیدن موئے سر، اصلاحِ بروت و لحيہ مبارکہ می کرد۔ و بعض اوقات ناخنہا
را ہم می گرفت و الا در اکثر اوقات خود حضرت ایشان بہ سکنیہ (ناخن تراش) ناخنہا را می گرفتند۔ و بہ روز
جمعہ قبل الاغتسال مو بہائے بروت را بہ مقراض می تراشیدند۔ و در دہلی احیاناً صفا کنندہٴ گوشہا را
طلبیدہ گوشہا را صاف می کردند۔

لباس بر سر مبارک سفید پنچ گوشہ عرق چین می بود، اگر موسمِ خنک می بود، یا از خانہ می برآمدند
بالائے عرق چین کلاہ نرم بنیہ دار می پوشیدند، بالائے کلاہ دستار سفید و مختصر و مدور
می بود، دستار را نشستہ و در حینِ بستن بر سر گردانیدہ می بستند، یک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ آن دستار
بستہ می بود، احیاناً بہ اندازہٴ یک و جبِ عذبیہ می نہادند و الا بیشتر بلا عذبیہ دستار می بستند و بر تن مبارک

یک پیرہن کوتاہ می پوشیدند، به نوسے کہ اگر برہر دوپائے خودی نشستند چنانچه مردم برائے وضو کردن می نشینند۔ دامن پیرہن مس بہ زمین نہ می کرد، چاک پیرہن بر سینہ بودہ کہ سہ تگمہ و عروہ قطنی می داشت، احیاناً خط موہیا از سینہ مبارک ظاہر می شد۔ و از ارکہ چہار انگشت ازشتانگ بالاتر می بود۔ در زمستان صدیری پنہ دار استعمال می فرمودند۔ و بالائے آن استعمال جبہ ہندیہ پنہ داری کردند کہ آن را بہ اردو انگرکھا گویند در رازی جبہ تا نصف ساق می بود۔ و احیاناً استعمال پتوے کابلی یا شال کشمیری نیز می کردند۔ و یک چادر سفید کہ بہ درازی دو گز انگیزی، و بہ عرض یک گز بودہ ہمراہ خودی داشتند۔ اگر موسم بسیار سرد می بود یا تند بادی وزید بر سر و گلوے خود آن را می بچسپیدند، و اگر بر مزارات اولیائے کرام می رفتند بر سر مبارک دروے انور انداختہ بہ تلاوت قرآن مجید و مراقبہ مشغول می شدند۔ استعمال دستانہ یا جوربین نہ می کردند بہ یاد عاجز حضرت ایشان دو پزار پوشیدہ اند۔ پزار اولینہ پشاور ی زرین و آخرینہ باغبانی زرین بودہ۔ کہ تا این زمان نزد عاجز محفوظ است۔ بہ روز عید عبا استعمال می فرمودند۔ احیاناً استعمال عطری کردند از دیگر خوشبوہا و عطریات، شمامتہ العبر را دوست تر داشتند۔

اَطْعَمَ وَ اشْرَبَ | حضرت ایشان چائے سبز اعلیٰ صبا و مساء استعمال می فرمودند۔ در صبح بعد از وقت اشراق و دوسار بہ عصر یا بین العشاءین۔ و بہ صبح قدرے از نان ترم یا بسکٹ و شیر نیز استعمال می کردند۔ چون کہ بہ دوران شرب چائے اشتغال بہ امور یقینیہ نیز می داشتند۔ و زیاد صرف می شد و بیشتر اوقات علی الخصوص بہ صبح ضرورت پیدا می شد کہ بار دیگر چائے گرم کردہ شود، اگرچہ مقدار چائے زائد از چہار فنجان نہ می بود۔ درین وقت حضرت ایشان بہ تغذیہ جسم و روح لطفہا می برداشتند و خوش نصیبان از کاس الکرام فوائدی برداشتند۔

غذا بعد نیم روز بہ ساعت یک و عشاء بعد العشاء آخرہ بہ ساعت نہ تناول می فرمودند۔ حضرت ایشان در رہائش گاہ خود نان تناول می فرمودند و استعمال چائے نیز بہ ہمان جامی کردند شاید چند بار اتفاق افتادہ باشد کہ کسی از اولاد یا ایشان طعام خوردہ باشد و آن ہم بہ یوم الوصول از دہلی بہ کوئٹہ یا از کوئٹہ بہ دہلی۔ و الاطعام حضرت ایشان بر خوانے چیدہ بالائے منضدہ صغیرہ کہ بہ اندازہ یک و جب ارتفاع می داشت نہادہ می شد و حضرت ایشان بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از "زبدۃ المقامات" نوشتہ اند کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ طعام را بہ خشوع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و یاران را نیز آن وقت بہ حضور و خشوع تاکید می کردند۔ در وقت شرب چائے و تناول طعام نشست ایشان چہار زانو بودہ۔ و حین الاکل التفات بہ چیزے یا کسے نہ می کردند، نوبتے این عاجز

لے متعلق بہ لباس تحریر حضرت ایشان را بر صفحہ ۳۲۱ ملاحظہ کنید۔

و برادر عزیز حفظه الله و سلمه یوم الوصول به دہلی برخوان ایشان شریک طعام بودیم از مایان دانهائے برنج برخوان اقتیر چون حضرت ایشان از تناول طعام فارغ شدند، دانهائے برنج را برخوان ملاحظه فرمودند و به مایان فرمودند: ”پچھا شمایان دانهائے برنج ریختہ اید“ و باز آن دانه را جمع فرمودہ تناول نمودند اگر برخوان آچار یا چٹنی یا مربی می بود، شوق می فرمودند و شیرینی را دوست می داشتند و بعد از طعام قدرے تناول می نمودند اگر برخوان می بود و اگر از فواکہہ اُنبہ کہ بسیار مغوی طبع مبارک بودہ، یا خر بوزہ یا انگوری بود متصل بہ غذا تناول می نمودند و اگر بہ جائے مہمان می شدند، بامیزبان و یاران بر دستار خوان شریک طعام می شدند مابرا دران متصل بہ حضرت ایشان می نشستیم چون ابتداء بہ تناول طعام می کردند بہ آواز بلند می فرمودند ہر کسے مشغول طعام خود باشد بہ سوئے ما کسے نہ نگرہ دیدہ شدہ کہ اگر کسے بہ جانب ایشان نظری کرد حضرت ایشان را آگاہی می شد و سر برداشتہ آن راجر یا طردی کردند حضرت ایشان ہیچ گاہ اظہار ناپسندیدگی یا بد مزگی طعام نہ کردہ اند البتہ اگر لذتے می یافتند کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک می آمد

حضرت برادر کلان آدم الله آیا مہرقی اُنبہ کشیدہ با شیر و قدرے شکر آمیختہ در برادرہ یخ کردہ پیش می کردند و حضرت ایشان بہ رغبت زائد تناول می نمودند و کلمہ واہ واہ بار بار بر زبان مبارک می آمد و دعا ہا بہ برادر صاحب می دادند چند نوبت بعض افراد را طلب نمودند و ایشان را شریک این نعمت لذیذہ کردہ فرمودند ”ببینید کہ حضرت بلال ماچہ لذیذ شیرینی ساختہ اند“ حضرت برادر کلان عادت داشتند کہ ہمراہ رفقا چائے شیر یا چیزے دیگر می ساختند و احیاناً قدرے برائے حضرت ایشان می بردند کہ بہ سرت تمام قبول می کردند و تناول کردہ واہ واہ می گفتند اگر چہ آن وقت گزشتہ و آن دور رفتہ اما آن کیفیت در حافظہ خیال و آن صوت در پردہائے گوش محفوظ است۔ البقاء لله و وحدہ۔

در میان اکل طعام آب نہ می نوشیدند بلکہ کم و بیش یک ساعت بعد رغبت بہ آب می شد اوقات شرب میاہ مقرر بودہ چون بہ سیر و تفریح تشریف می بردند یک صراحی آب ہمراہ می بود تا بہ وقت مقرر آنچہ ش فرمایند استعمال تنبول کہ بہ ہندی آن را پان گویند با تمباکومی کردند و آن را ہم اوقات مقرر بود از ہشت قطعہ اند ہیچ گاہ استعمال نہ کردہ اند و تنبول ورقے است کہ با آہک و کتھا و سپاری استعمال کردہ می شود آہک چون با کتھا مزج می شود رنگ سُرخ پیدا می کند و ورق پان مثل دیگر اوراق جانبے الملس و دیگرے ریشہ دارد و در رواج آن است کہ آہک و کتھا را کہ تر کردہ می باشند بہ جانب چپ کہ ریشہ داری باشد می مالند لیکن برائے حضرت ایشان بر جانب راست کہ الملس است مالیدہ می شد زیرا کہ حضرت ایشان را این عادت از آیام اقامت مکہ مکرمہ بودہ مولانا نسیم احمد فریدی فاروقی

امروہوی بیان کردند کہ مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مفسر قرآن عظیم و صدر مدرس مدرسہ جامع مسجد امروہو با عزیز خود در خورد سالی بہ مکہ مکرمہ رفتہ بودند و حفظ کلام اللہ المجید بہ دیار مقدسہ کردہ اندہ اندران ایام ملاقات ایشان با حضرت ایشان شدہ بود، چون حضرت ایشان در خانقاہ شریفہ ہلی اقامت کردند، جناب حافظ صاحب برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات کردند و بہ حافظ صاحب فرمودند: "پانڈان نہادہ است پان بسازید و بخورید و یک پان ساختہ بہ ما ہم بدہید" جناب حافظ صاحب برائے حضرت ایشان پان را بروجہ راست ساختہ تقدیم کردند حضرت ایشان چون پان را دیدند تبسم کردہ فرمودند: "این عادت ما را شما یاد دارید؟" رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمَا فِي كُلِّ حَيٍّ وَآلٍ۔

روزے در کوٹہ بلوچستان از حبیب ملا عبد العزیز کاٹھی قحطی نسوار افتید، آن قحطی از شاخ حیوان بہ شکل و حجم بیضہ مرغ بودہ۔ حضرت ایشان استفسار نمودند کہ این چیست۔ ملا عبد العزیز عرض نمود کہ قحطی نسوار است، فرمودند: در جوانی وقتے کہ در حرمین شریفین بودیم استعمال نسوار کردہ ایم۔ در آن جا نسوار را شوق می گویند۔

قبولہ بعد از غدا قبولہ می کردند۔ و بعد از قبولہ نماز پیشین می خواندند۔ **وضو** حضرت ایشان بہ کمال احتیاط وضو می کردند موسم سرما باشد یا گرماء عرق چین و پیرہن می کشیدند۔ روزے فرمودند: قطرات آب مستعمل می افتد ازین جہت پیرہن می کشیم۔ و باز بسم اللہ خواندہ ہر عضو را سہ بار می شستند، در شستن اعضا خوب دَک می کردند۔ در اواخر ایام اگر چہ دندانہا نہ داشتند اما مسواک می کردند۔ مسواک ایشان از شاخ نیم می بود کہ از اشجار مشہورہ ہند است، چوب نیم تلخ می باشد۔ سہ بار مسواک بر لثہا می مالیدند۔ مسح بر تمام سر مبارک می کردند۔ در وضو کردن کمتر از دہ دقیقہ صرف نہ می شد و بعد از وضو بہ رومالے دستہا و روے نور را خشک می کردند و باز پیرہن و عرق چین می پوشیدند۔ بعد از وضو بر لثہ مبارکہ تجلیات انوار ظاہر و باہر می بود و معلوم می شد کہ مصداق این حدیث مبارک شدہ اند کہ شیخین آن را روایت کردہ اند۔ مَنْ تَوَضَّأَ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ خَرَجَتْ خَطَايَا مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ "کسے کہ وضو کند و بہ وجہ خوب بکند از بدن وے خطا ہا خارج می شوند حتی کہ از بین ناخنہا جدامی شوند" حضرت ایشان بہ یک وضو چند نماز را ادا می نمودند۔ دیدہ شد کہ بہ وضو نظر نماز عشا می خواندند و عاجز یاد نہ دار کہ بہ این دوران بار و گر وضو کردہ باشند بہ دوران وضو ادعیہ مروجہ از حضرت ایشان مسموع نہ شد۔

نماز بانیا شیخ بدرالدین سرہندی در حضرت خامسہ از حضرات القدس در بیان نماز خواندن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نوشتہ اند: آثارِ حضور و خشوع از استیلائے طن

بظاہر ایشان پیدا و ہویدامی شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند، این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام ہما گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ بہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاروں ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و بے یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات صحبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام والتحیۃ رامی بنیند، بروفق آن نمازی گزارند، و اگر نہ این حقیر علماء و مشائخ دیگر را ہم می دید این قسم نماز از هیچ کس نہ می دید، ہمیشہ در اول نقطہ وقت نماز گزاردن و بہ یک نسق پیوستہ ادا کردن از غرائب روزگار است، گاہی نہ دیدم کہ از وقت خود لمحہ تجاوز کردہ باشد یا از طریق ادائے نماز گاہی در قومہ و یاد جلسہ یا در ادبے از آداب نماز گونہ تفاوت ظاہر شود، نماز ایشان عظیم خوارق بود کہ خرق عادت و عرف عالم می نمود، بظاہر است کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملائے و کلائے همچنان بے تعظیم و توقیر و تمکین و وقار و خشوع و انکسار نماز گزاردن کمال رسوخ بر اتباع نبوی و نہایت قوت باطن می خواہد۔

عاجز گوید، بیانے کہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ از نماز بانیا حضرت مجدد کردہ اند گویا کہ بیان نماز حضرت ایشان ما است البتہ در اوقات نماز صورتے دیگر بودہ۔

حضور قلب اگرچہ حضرت ایشان ہر کار بہ فراغ دل و طمأنینہ می کردند اما نماز ایشان دیگر بودہ۔ حکیم حبیب اللہ مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیا لہ بودند، سعادت ازلی رفیق ایشان شد و سلمان شدند و در اوائل ۱۲۸۵ھ بہ خدمت مبارکہ حضرت ایشان رسیدہ داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ حکیم حبیب اللہ مولوی محمد نویس پیش امام مسجد شاہجہانی واقع در گاہ مبارک حضرت خواجہ اجیری قدس سرہ بیان کردہ و مولوی محمد نویس بہ عاجز نقل کردہ۔ بہ آیائے کہ حضرت ایشان مسجد مبارک خانقاہ شریف را تعمیر می کردند، شبے در خدمت مبارکہ حضرت ایشان حاضر بودم۔ حضرت ایشان قصہ ادائے نماز کردند شش یا ہفت بار برائے تکبیر تحریر ہر دو دستہا را می برداشتند و تکبیر نہ می گفتند باز رو بہ من کردہ فرمودند: ہائے ہائے حبیب اللہ، حضور قلب این وقت مفقود است، ہائے این چہ شدہ؟ دَبْعَدَ بُؤْہَةٍ چُون حضور قلب حاصل شد امامت فرمودند۔ و جناب مفتی منظر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ من و مولوی سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری و مولوی شمس الدین و دوسہ نفر دیگر حاضر بودیم کہ اذان شام شد۔ چند دقیقہ گزشت و حضرت ایشان بیچ حرکت نہ کردند باز فرمودند مولوی منظر شمایان رفتہ نماز بخوانید، نماز شمایان را تا خیر می شود حضرت ایشان بہ اندازہ ریح ساعت خاموش نشستہ ماندند و باز نماز خواندند۔ عاجز گوید کہ احیاناً دیدہ شدہ کہ وقت نمازی شد۔ و حضرت ایشان در زنگ زیاد می کردند و باز در اواخر اوقات نمازی خواندند، و این احوال در حیات قبلہ گاہ خود حضرت ایشان را حاصل بود، در ۱۲۹۶ھ چون بہ طابہ طیبہ می رفتند از جدہ بہ حضرت

می گفتند: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدٌ أَكْثَرُ أَطْيَباً مُبَارَكاً فِيهِ مِلءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلءُ الْأَرْضِ وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ و باز به سجده رفته بهمان ادعیه رکوع و تسبیحات سجده می خواندند البتہ به جائے لَکَ رَکَعْتُ، لَکَ سَجَدْتُ و به جائے رَکْعَ لَکَ، سَجَدَ لَکَ می فرمودند و بین السجدين اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي و در قعدہ چون السَّلَامُ عَلَیْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ می گفتند صورتِ انْحِفَاضِ جَنَاحِ ظَاهِرِ می شد و محسوس می شد کہ به کیفیاتِ دَاحِضِ فِي قَلْبِکَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمِ وَقُلْ السَّلَامُ عَلَیْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ لِيَصُدُقَ أَمَلُکَ فِي أَنَّهُ یَبْلُغُهُ وَیَرُدُّ عَلَیْکَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ کَمَا قَالَهُ مُحَمَّدٌ الْإِسْلَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضَى عَنْهُ فِي الْأَحْيَاءِ سرشار اند و گویا عرض می نمایند۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَیْکَ إِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْکَ

و چون أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می گفتند انگشتِ خَنْصَرِ و بَصِيرِ را بند کرده از وسطی و ابهام حَلَفَتِ ساخته به انگشتِ مُسَبِّحَتِهِ به وقت گفتنِ إِلَّا اللَّهُ اشاره می کردند و به وقتِ اشاره انگشتِ رَابِعِ شَکْلِ اِبْرُو قدری خمدر می داشتند و بعد از اشاره انگشتانِ رَاحِبِ سابقِ قبله رو دراز می کردند و در قعدہ اخیرہ بعد از درود شریف اللَّهُمَّ أَنْزِلْ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ و باز رَبَّنَا آتِنَا الْخِرَ و باز اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْهُمَا کَمَا رَأَيْتَنِي صَغِيراً اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ أَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمُغْرَمِ می خواندند و در و تر بعد از قنوتِ حنفی قنوتِ شافعی نیز می خواندند۔

قنوتِ نازلہ | به زمانے کہ نصاریٰ در طرابلس و بلقان و حربِ عمومی اول با خلیفۃ المسالین بمصروف جنگ و جدال بودند حضرت ایشان در نماز فرض در رکعتِ اخیرہ چون از رکوع

استاده می شدند به آواز بلند برائے نصرتِ اسلام دعائی کردند گاہے ہر دو دست به صورتِ دعا برداشته و گاہے به صورتِ ارسال اگر دستہارامی برداشتند عندالافتتاح بروئے مبارک فرو آورده تکبیر گفته به سجده می رفتند و دعائے کہ حضرت ایشان می خواندند درج ذیل است۔

اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيُقَاتِلُوكَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّي رِضًا لَا تَسْخَطُ بَعْدَهُ وَارْضَهُ عَنِّي.

جماعت حضرت ایشان در خانہ وضو کردہ، سنن خواندہ بہ کمالِ ہندور و وقار و سکینہ برائے قرائت
بہ سبب شریف می رفتند و در صحیحین وارد است۔ اِذَا تَوَضَّأَ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ خَرَجَ
إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطِ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ يَكَادُ رَجَّةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ
یعنی کسے کہ بنیک وجہ وضو کرد و محض از برائے نماز بہ مسجد آمد، بر ہر گامے کہ دے می بردارد و می نہد، یک رجہ
دے بلند و یک خطائے دے ساقط می شود۔ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اثر این
مبارک حدیث بر بشرہ حضرت ایشان ظاہر و باہر می بود۔ در ان وقت بہ نوعی ظہور انوار و تجلیات می شد کہ
ہر کس بہ سوئے حضرت ایشان تاب نظر کردن نہ می داشت، بر مبتدیان خوف و دہشت غلبہ می کرد و
کسانے کہ از حضور نسبت و صفائے باطن نصیبہ و ربودہ اند بہ اندازہ صفائے خود مستفید و مستفیض
می شدند، بعض افراد انوار و تجلیات الہیہ را عیاناً می دیدند و بعضے مشاہدہ جمال حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّی عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَالتَّحِيَّاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ می کردند۔ کُلُّ مُتَسَرِّعٍ لَهَا خَلَقَ۔

نظر بر احوال مقتدیان معمول حضرت ایشان بود کہ قبل از نماز بلکہ قبل از اقامت گفتن نظر
بر احوال مقتدیان می کردند و طریقہ اش آن بود کہ از جانب پشت
نمازی ہا از یک طرف تا بہ سر دیگر گزری کردند۔ یک مخلص پاک باطن با کمال ادب بہ پہلوئے ایشان می بود
بر کسے کہ حضرت ایشان دست مبارک می نہادند، ویرا آن مخلص کہ ہمراہ ایشان می بود از صف بیرون می کرد،
و گاہے حضرت ایشان بہ محراب رفتہ رو بہ جانب نماز بہا کردہ، چشم بند کردہ استادہ می شدند و یک مخلص از
یک سر بر مصلی دست خود می نہاد و تا وقتے کہ از حضرت ایشان اشارہ نہ می یافت دست نہادہ منتظر امر می بود
اگر حضرت ایشان آواز ”ہون“ می کردند و سہ بہ دیگرے منتقل می شد، و اگر می فرمودند ”این را دور کن“ دے
امثال امری کرد، بعض اوقات خدمت اختیار مقتدیان متعلق بہ مخلصے صاحب نسبت می شد،
حسن مٹاخیل از گٹوازا افغانستان چند سال این خدمت را بہ وجہ خوب سرانجام دادہ۔

اعترض بے خردان اہل دنیا و اصحاب پندار را در ہیچ حال قرار نیست، مقصد ایشان جز
اعترض کردن چیزے نیست، ملا علی بن حسین کا شفی در ریشات عین الحیاة

قول عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی نقل کردہ کہ ”مردم بد نفس چون خواهند کہ عیب کسے بر شمارند اول
بدیہائے کہ در ذات ایشان موجود است بر زبان جاری می شود آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است“ و قطب
شام شیخ عبد الغنی نابلسی در رسالہ ”الایضاح الدلالات“ بیان خوب نوشتہ اند و این شعر را آورده اند۔

إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُونُهُ وَصَدَقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمٍ
بعضی از حاسدان گفته اند که در نماز از فاسقان و ارباب غفلت متأثر شدن از بے کمالی و قلت نوا است
چه اصحاب کمال را به نوعی انواری باشند که بر هزاران ظلمات غالب آید، این بے خبران نام الوار و تجلیات شنیده
اند و از کیفیات و حقائق بے خبر اند نه می دانند که مقتدی را با امام خود ارتباطی است، اگر ارتباط درست
کامل است خلل در نماز پیدا نمی شود، و اگر نادرست و ناقص است خلل واقع است - عاجز چند احادیث
می نویسد تا بے خردان عبرت گیرند -

احادیث مبارکه | ۱- مشکات در باب القارة از مالک و احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن
ماجر و روایت کرده آن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ
جَهًا فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ اِنْفَاقًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنَا زَعُّ الْقُرْآنِ - یعنی برگشت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم از نماز که جهر کرد
در روزه گفت، آیا کسی از شما یان اکنون چیزی بامان خوانده، یکے گفت آری یا رسول الله من خوانده ام، پس
آن حضرت فرمود من در دل خود می گفتم که مرا چه شده که کشاکش کرده می شوم با قرآن مجید -

۲- مشکات در باب الوسوسة از مسلم نوشته - عَنْ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَائَتِي يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزِبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ
مِنْهُ وَاتَّقِلْ عَلَى لِسَانِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَآذَنَهُ اللَّهُ عَنِّي - عثمان بن ابی العاص گوید که من
گفتم یا رسول الله به درستی که شیطان حائل می شود میان من و میان نماز من و میان قرائت من، پس فرمود
پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آن شیطان است که وے را خنزب گفته می شود - پس چون ویرا دریابی پناه
جوئے به خدا از وے و قفل کن یعنی تف کن بر جانب چپ خود سه بار عثمان گوید که من آن را کردم و دور گردانید
آن شیطان را الله تعالی از من -

۳- مشکات در کتاب الرقاق از احمد نقل کرده که عائشه صدیقه رضی الله عنها گفت - كَانَ لَنَا
سِتْرٌ فِيهِ تَمَثَّلَ طَيْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيهِ فَإِنِّي إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ
الدُّنْيَا - ما پرده بود که در وے تصاویر پرندگان بود پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود اے عائشه این
پرده را دور کن زیرا که من چون می بینم این را یاد می آرم متاع دنیا را -

شیخ عبدالحق در شرح نوشته - عزیز من چون یاد دنیا دیدن آن چه یاد دهنان موجب تشویش دل

و تکریر صفائی وقت مقربان است قیاس باید کرد نفس دنیا را که چه حال خواهد بود“
 ۴- مشکات در کتاب الستر از بخاری نوشته که انس رضی الله تعالی عنه گفت: یَکَانَ قِیْرَامٌ
 لِعَالِشَةٍ سَتَرْتُ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامًا
 هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي - پرده باریک رنگین و منقش عائشه را بود
 که گوشه خانه خود را به آن پوشیده بود پس گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم مر عائشه را دور کن از پیش ما پرده خود را
 پس به درستی که این صُورِا و ظاهری گردد بر من در نماز من -

۵- مشکات در کتاب الستر از بخاری و مسلم نوشته که عائشه صدیقہ رضی الله عنها گفته صلی رسول
 الله صلی الله علیه وسلم فی خمیصۃ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرُ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَذْهَبُوا
 بِخَمِيصَتِي هَذِهِ اِلٰی اَبِي جَهْمٍ وَاسْتَوْنِي بِاَنْبِجَانِيَّةٍ اِلٰی جَهْمٍ فَإِنَّهَا الْهَتْنِي اَنْفَاعَن صَلَاتِي - نماز
 گزار رسول الله صلی الله علیه وسلم در جامه که سیاه علم داشت پس نگاه کرد آن حضرت به جانب اعلام و
 یک نگاه کردن - و چون از نماز فارغ شد فرمود که این خمیصه مرا پیش ابو جهم برید و بیا برید برائے من کلیم
 درشت وے - به درستی که این خمیصه مرا از ذوق و حضور نماز اکنون باز داشت - و در روایتی از بخاری
 آمده - قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ - که آن حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم گفت - من به جانب
 علم خمیصه نگاه می کردم و حال آنکه من در نماز بودم فَاخَافُ اَنْ يَفْتِنَنِي پس ترسیدم که در فتنه بنید از در ما -
 و باز دارد از حضور - شیخ عبدالحق در شرح نوشته معلوم می گردد صُورِا و نقوش ظاهری
 را در نفوس طاهره و قلوب صافی تاثیر یافته است، با وجود علو مقام و کمال نزاهت، و نظریه تحقیق این تاثیر و
 تغیر ناشی از کمال صفا و غایت لطافت است چنان که در جامه سفید یک نقطه سیاه اگر افتد نمایان
 گردد و هر چند سفید تر و صاف تر نمایان تر و آلودگان و تیره دلان را از آن معنی آگاهی نه بود، و نزد من این
 تعلیم است مرا مت را و تنبیه است مرا ایشان را بر تثبیت احتیاط و احتیاس در معاشرت ملا بست ملا ایشان
 ۶- مشکات در آخر باب صفة الصلاة از احمد نوشته که ابو هریره رضی الله عنه گفت: "صَلَّى ابْنَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مَوْخِرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَاسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا
 سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي أَنْتَ
 تَرَوْنَ أَنَّهُ يُخْفِي عَنِّي شَيْئًا مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ - که پیغمبر
 خدا با نماز ظهر را گزارد و در صف پایان از صفها مردی بود پس نماز را بدگزار دید چون سلام داد آن مرد را
 پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آواز داد و بخواند و فرمود اے فلان از خدا نه می ترسی آیا نه می بینی که چه گونه

نمازی گزاری۔ بہ درستی کہ نمایان گمان می برید کہ پوشیده است بر من چیزی از آن چه کہ شامی کنید بگوئند
به خدا۔ ہر آئینہ می بینم از پس پشت خود چنان کہ می بینم از پیش روئے خود“

در مرقات نوشته ”قال ابن حجر ای فی حال الصلاة لانه عليه الصلاة والسلام

كان يحصل له فيها قوة العين بما يفاض عليه فيها من غايات القرب
وخوارق التجليات فتكشف له حقائق الموجودات على ما هي عليه فيدر لك من خلفه كما
يدرك من امامه لانه لباهر كماله لا يشغله جمعه عن فرقه فهو وان استغرق في عالم
الغيب لا يشغله شيء من عالم الشهادة۔ الخ۔ ابن حجر گفته کہ آن سرور صلی اللہ
علیہ وسلم را این کیفیت در حال نماز بوده زیرا کہ در حال نماز از وجہ غایات قرب و خوارق تجلیات قوت
بصارت چشم مبارک بہ حدی می رسید کہ بر آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم حقائق موجودات بہ وجہ آتم ظاہری
گشت، پس از جہت پشت ہم بہ همان طور ادراک می کرد کہ از پیش روی کرد، و از وجہ انتہائے کمال
بے مثال دید حقائق کائنات جمعیت مبارک را بہ خود مشغول نہ می ساخت، و با وجود استغراق در عالم
غیب، هیچ شیے از عالم شہادہ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخفی نہ می ماند“

شیخ عبدالحق نوشته ”این جامع عت و تذکار است مرعافل را در تاثیر صحبت کہ سید رسل

صلوة الله وسلامه عليه به آن مرتبه و جلالت شان در حالت قرآ
قرآن در نماز کہ از اعظم حالات و اقرب اوقات اوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبت یکے از احادیث
بزرگ سنن و بعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گردید چہ جائے دیگران کہ بہ مصاحبت
و مخالطت اہل فسق و بدعت گرفتار باشند و شب و روز بہ ایشان باشند“

از خوان کریمان غلامان را نصیبی می باشد حضرت امام ربانی مجید و منور الف ثانی قدس سرہ نوشته
اند در مکتوب صدم از دفتر سوم۔ این بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیا شریک دولت خاصہ انبیا
است علیہم الصلوات والتسلیمات۔ و اگرچہ طفیلی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان است، و ہر چند
خادم است اما ہم نشین مخدومان است، و آن تالچ است کہ مصاحب ہما از مبعوعان است۔ الخ۔
بے خردان از بے خردی خود چیز ہائے می گویند و بہ شناعیت و قباحت آن نہ می رسند حافظ
شیراز گفت و چہ خوب گفتہ رحمہ اللہ۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند
امامت از حیات مبارکہ والد بزرگوار قدس اللہ سرہ تا ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ امامت خود

حضرت ایشان می کردند دست از هر دو عالم افشاندہ تکبیر می گفتند بہ مجر و استماع اللہ اکبر از مقتدیان بر اصحاب نسبت اثر می شد کہ اکثر افراد راتن می لرزید و قرأت ایشان بہ منزله جوعے روان بود کہ بہ یک نہج و تیرہ روان می باشد، پاک باطنان از برکات و فیوضات سلسلۃ الحسنؑ منعم و مشور شدہ مدہوش می شدند و مشوڑی نعرۃ اللہ زدہ بہش شدہ می افتاد۔ در تن سید اکرم شاہ از آتش محبت بہ نوسے بے قراری روئے می داد کہ بہ ہر دو دست سینہ خود را اللہ گویان می زد۔ قاری عبد الغنی انطالی شامی را اشک سبیل از چشمانش روان می گشت۔ بعض افراد را بخودی روئے می داد۔ و از دنیا و مافیہا بے خبر گشتہ بر یک حال می ماند۔ کسے در قیام و کسے در سجود چنان چہ نماز تمام می شد، و نمازیان سنن و نوافل خواندہ می رفتند و این مدہوشان بادۂ وحدت بر احوال خود می ماندند۔ بیچ گاہ دیدہ نہ شد کہ حضرت ایشان بہ ابن عجمی پاک نہاد ان چیزے گفتہ باشند۔ قرأت حضرت ایشان قدرے طویل می بود۔ استعاذہ فرمودہ و بسمہ خواندہ بہ تلاوت مصروف می شدند، عاجز یاد دارد کہ نویتے در دہلی برجلی ”فتح گڑھ“ کہ ساہا سال تفریح گاہ حضرت ایشان بود در صلاۃ مغرب سورۃ صافات و سورۃ صافات تلاوت کردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی در لیس ایشان بودیم۔ بہ دوران تلاوت از تن مبارک ایشان یک موئے را حرکت نہ می شد۔ توقف بہ مراعات اوقاف صحیحہ می کردند، چون آیات و عبید رامی خواندند در خضوع و خشوع نمایان اضافہ می شد۔ و گاہے استعاذہ می فرمودند۔ تلاوت چہ بود کہ مکالمہ باری العزت می بود، و از کیفیات و لذات ”ارحمنی یا بلال“ روشناس می کرد۔ روزے بعد العصر برائے تفریح بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و تادروازہ اجیمیری تشریف بُرودند بہ قرب دروازہ اجیمیری ”تالاب شاہ جی“ بود۔ این تالاب بسیار کلان و عمیق بود۔ از سنگ خارا ساخته شدہ بود۔ نزد تالاب بہ جہت شرق یک مصطبہ بود کہ وندکان و آندکان در آن جا قدرے استراحت می کردند و بعض اوقات نماز ہم می خواندند۔ چون حضرت ایشان آن جا رسیدند وقت نماز شام شد چنان چہ فرمودند بیانید کہ برین مصطبہ نماز بخوانیم۔ و حضرت ایشان در آن زاویہ خموشی و یکسوئی بہ ذوق و شوق تمام نماز خواندند، در اول رکعت دو رکوع از سورۃ النجم و در رکعت دوم رکوع سوم از النجم و رکوع اول از سورۃ قمر خواندند و از بحار حقائق حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ حقیقت معبود بیتِ صرفہ۔ میراب گشتہ مراجعت فرمودند۔ اندران ایام این جہت پراز خاک و دیران بود۔ اگر حضرت ایشان بہ آن جہت گلہ می رفتند چون مراجعت می فرمودند در دروازہ خانقاہ شریف بر کرسی ہندی (مونڈھا) می نشستند و مخلصین پاک ضمائر کہ بہ انتظار چنین مواقع می بودند کہ بہ نوسے دست خود بہ جیم مبارک ایشان رسانند۔ بہ ادب تمام و حضور قلب بہ خدمت مبارک رسیدہ

اولاً گرد و غبار را می افشانند و باز پائنه‌ها را می مالیدند، حضرت ایشان مصروف کار و مخلصین متوجّه به سوئے یار می بودند، منشی احمد حسین دهلوی که صاحب نسبت و پاک ضمیر بوده چند بار به عاجز گفت که من پائے مبارک ایشان را آهسته آهسته می مالیدم چون دست خود بر عضلات ساق نهادم عیاناً محسوس کردم که هر گ حضرت ایشان گویا به اسم الله است از احساس این امر کیفیت بر من طاری شد حضرت ایشان فرمودند احمد حسین من امروز نماز شام نزد تالاب شاه‌جی خواندم. سورۃ النجم تلاوت نمودم، عجب لذت و کیفیت حاصل شد.

عاجز گوید که چند سال می شود که پیر مردی که به جهت صدر بازار قیام داشت حاضر شد و در سلسله شریفه داخل شد و بیان کرد که من جوان بودم و برای شناساندن به تالاب شاه‌جی آمده بودم، وقت نماز شام رسید و اتفاقاً حضرت ایشان با جماعت مخلصین تشریف آورده نماز خواندند من نیز شریک جماعت شدم. عجب لذت بر من حاصل شد و به خانه رسیده به پدر خود واقعه بیان کردم. ایشان گفتند: اے پسر نصیب به خوب داری، مدتهاست که آرزو دارم که یک نماز در پس ایشان بخوانم لیکن تا این زمان به مراد خود نرسیده‌ام و ترا صدقه این دولت دست داد. این پیر مرد گفت ازان روز متمنی بودم که در سلب خادمان حضرت ایشان در آیم. امروز پروردگار خواهش مرا به اتمام رسانید.

ختم قرآن مجید معمول حضرت ایشان بود که در نماز قرآن مجید را با ترتیب تلاوت می فرمودند و چون ختم می فرمودند نان سنجته مخلصین را می دادند و آن روز آثار سرور بر بشره مبارکه ظاهر می بود. خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشته اند: «در اواخر ختم قرآن مجید در نماز اشتغال می فرمودند: وَمَنْ يُشَابِهْ أَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ»

بعد از سلام دادن چون حضرت ایشان از نماز سلام می دادند سه بار استغفاری کردند. گاهی به این لفظ استغفر اللہ ربی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ و گاهی به این لفظ استغفر اللہ العظیم الذی لا اله الا هو اتوب الیک و اتوب الیک و بعد از این دعا می کردند مگر به فجر و مغرب بعد از خواندن استغفار ده بار به همان جاسمی خواندند: لا اله الا الله وحد لا شریک له له الملك وله الحمد بید الخیر یحیی و یمیت وهو علی کل شیء قدیر و باز به این الفاظ دعا می کردند: اللّٰهُمَّ انصُرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اللّٰهُمَّ انصُرْ جُیُوشَ الْمُؤْمِنِیْنَ اللّٰهُمَّ اَهْلِکَ الْکُفْرَةَ وَالْمُشْرِکِیْنَ اللّٰهُمَّ دَمِّرْ اَعْدَاءَ الدِّیْنِ اللّٰهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنََ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنََ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ اصْلَحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ تَرْجِعْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَأَحْيَانَا أَصْحَامِ إِنْ دَعَا
مُكْرِمًا اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاةِ الْمَمَاتِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْغُرْ
مِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ
لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَتَّقُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَعُوذُ بِكَ أَنْ تَرْجِعَ عَلَيَّ أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ تُفْتِنَ عَنَّا
دِينَنَا وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ
مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْنَا
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ نَعْمَلْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنَا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالَّذِي لَا يَبُورُ
إِلَّا نَسِ يَمُوتُونَ وَأَحْيَانَا بَعْدَ إِنْ دَعَا قَتُولُ نَازِلُهُ سَمِىَ خَوَانِدَرُ

و معمول حضرت ایشان بود که بعد از صلاۃ فجر چون از دعا فارغ می شدند بر سر سجاده به همان کیفیت
 قعدہ مراقب می شدند و چون آفتاب می برآمد مخلصه بسم الله خوانده عرض می کرد، آفتاب برآمد و حضرت
 ایشان نماز یا شست خوانده به قیام گاه تشریف می بردند۔

نماز جمعہ می فرمودند نماز جمعہ چند شرط دارد کہ بدون تحقیق آن شروط یہ خواندن نماز جمعہ مکلف از عہدہ فرض بر نہ می آید۔ کَالْمَصْرِ وَالْإِتِّحَادِ عِنْدَ جَمَاعَةٍ۔ مولوی عبد الرحمن پسر مولوی امام الدین ساکن نکودر علاقہ جالندھر پنجاب جوان صالح و سعادت مند بوده کہ در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم دین مشغول بود۔ وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشت و سوال از جمعہ کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند۔ مامعناہ۔ اگر از شرائط جمعہ بالیقین شرطی مفقود باشد پس نماز جمعہ مسقط فرض ظہر نیست۔ و خواندن نماز ظہر ضروری و فرض است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ و شرح وقایہ قدور و کتہز این مسئلہ ظاہر است، کسانے کہ مذہب حنفی را و شرائط مرقومہ کتب راحق و معتبری دانند مسلک ایشان بر ہمین است، و کسانے کہ اصول مذہب خود را و شرائط مرقومہ کتب راحق و معتبر نہ می دانند مسلک ایشان مائل بہ عدم تقلید است کہ از راہ صواب بر کنارند۔

عاجز گوید علامه مقدسی در نور الشمعه فی ظہار الجمعہ کہ یہ عربی است تحقیق خوب کردہ و نوشتہ
برائے نماز جمعہ چند شرائط اند لا بُدَّ مَنْ تَحَقَّقَهَا لِتَحَقُّقِ الْمَشْرُوطِ۔ اگر در تحقق شرطے شک واقع شود
بہ خواندن نماز جمعہ مکلف از عہدہ فرض بر نہ می آید۔ و علامہ شنوانی در انوار ساطعہ مذاہب اربعہ را بیان

کرده است می نویسد که در زمان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم در مدینه منوره با مسجد نبوی صلی صاحبہ الصلوة والتحمیة مسجد بود که الہی این مساجد اذان حضرت بلالؓ را می شنودند و صلوات خمسہ در مساجد خود می خواندند لیکن نماز جمعہ را ہمہ در مسجد نبوی ادا می کردند و حضرت عمرؓ بہ اُمرائے اسلام ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص و سعید بن ابی وقاص نوشته کہ برائے قبایل مساجد با و برائے جمعی مسجد جامع بنا کنند کہ بہ روز جمعہ ہمہ درین مسجد جمع شدہ نماز بخوانند علامہ سبکی شافعی نوشته لا اُحفظ عن صحابی ولا تابعی تجویز تعددہا۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون مؤلف نور الانوار در فی الاصول المتوفی ۱۰۳۰ھ در کتاب التفسیرات الاحمدیہ بیان شرائط کردہ و نوشته است "لہذا اُفترقوا فرقا مختلفا فقلیل منهم من ترکوا الجمعة اصلا و طائفة اُکتفوا بها و بعضهم اداوا الظہر فی منزلہم ثم سَعوا الی الجمعة و اکثرہم اداوا علی اداہا اذ لا علما منهم بانہا من اکبر شعائر الاسلام و التزموا بعدہا اداء الظہر لکثرة الشکوک فی شأنہا و غلبة الاوهام و ان کان لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اهل الاسلام" علامہ ابن الہمام نوشته اند "فالم یحقق وجود الشرط لم یحکم بوجود الجمعة فلم یحکم بسقوط الفرض واللہ سبحانہ اعلم" خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشته اند کہ حضرت مجدد قدس سرہ برائے نماز جمعہ بہ مسجد جامع و بہ عیدین بمصلی حاضری شدند ظہر را نیز بعد از ادا سائے جمعی احتیاطا می گزارند و عمل حضرت ایشان ماقدس سرہ بر مسلک حضرت مجدد قدس سرہ بود کہ ظہر را می خواندند و می فرمودند کہ خواندن نماز ظہر لازم و واجب است بعد از نماز جمعہ نماز ظہر کاملا با سنن می خوانند۔

مساجد دہلی حضرت ایشان چند سال در جامع شاہجہانی و باز چند سال در مسجد درہ خشینش نماز جمعہ خواندند اتفاقا یک روز گزیر ایشان بر کلان مسجد شد کہ بہ جہت دروازہ ترکمان واقع است این جامع از عہد فیروز شاہ تغلق است کہ در قرن ہشتم بودہ۔ در آن جامع حضرت ایشان انوار و برکات زیاد یافتند و بلکہ بعضی اسطواناتہا را منس کردند و مخطوط شدند و از آن پس بہ آن جامع تشریف می بردند بعد از چند سال اتفاق افتاد کہ در خطبہ امام خطائے کرد حضرت ایشان بہ آواز بلند اصلا فرمودند بعد از یک روز آن امام بہ حضرت ایشان مکتوبے ارسال داشت کہ اگر جناب شما بہ جامع دیگر تشریف ببرند بہتر باشد چنانچہ بعد از آن روز حضرت ایشان در عربہ بہ مدرسہ مولوی عبدالرب تشریف می بردند کہ بعقب مخطوۃ خط آہن واقع است این مدرسہ بہ وجود مبارک استاد می مولانا عبدالعلی آباد شدہ بود حضرت مولانا اولاد مدرسہ حسین بخش صدر مدرس بودند عجب مرد پاکیزہ و پاک باطن و پاک

مشرّب بودند و با حضرت سیدی الوالد ارتباط تام داشتند و حضرت ایشان نیز جناب ایشان را دوست داشتند راست است **إِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُو دَهْ** بعد از نماز جمعہ حضرت ایشان با حضرت مولانا و دیگر اساتذہ ساعتی صحبت می کردند، چون اہل دہلی را ازین حال آگاہی شد پروانہ نمط آن جامی رسیدند از فیوضات و برکات دامنہائے مراد پری کردند۔ **فَهَذِيَّا لَهُمُ ثَمَرٌ هَذِيَّا لَهُمُ**۔

در فصل اول گزشتہ چون حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ رسیدند، افسر پولیس بی ٹی، بہ خدمت اقدس رسید و عرض کرد کہ از مجالس عمومیتہ اجتناب نمایند۔ لہذا حضرت ایشان بعد از آن تا دو سال برائے نماز جمعہ بہ مہرولی تشریف بردند و آن جہاد مسجد خانقاہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی نماز خواندند بلکہ امامت نماز ہم حضرت ایشان می کردند۔ امام آن جامع مبارک حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حافظ عابد علی و دیگر صاحبزادگان آن در گاہ خواہش نمودند کہ حضرت ایشان امامت کنند در دہلی چون اہل قلوب و پاکیزہ نفوس برین امر مطلع شدند بہ صد شوق بہ آن بارگاہ می رسیدند حتی کہ در مسجد و محن مسجد گوشہ خالی نہ می ماند۔ **هَذِهِ هِيَ الْقُبُولِيَّةُ الَّتِي أَخْبَرِيهَا الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْآخِرِ ض"** در کوئٹہ نماز جمعہ دائما در جامع قندھاریان می خواندند، چند وقت امام جامع مفتی محمد جمعہ بود چون وے بہ وطن خود (قندھار) مراجعت نمود مفتی عبید اللہ ساکن قریہ شالوکہ بہ فاصلہ دو سہ میل از شہر کوئٹہ واقع است، امام جامع مقرر شد، ہر دو پاک نہادان از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از نماز جمعہ احیاناً نزد مفتی عبید اللہ در جامع توقف می کردند۔ اجتماع علماء و صلحامی شد۔ چہ پاکیزہ نفوس بودند و چہ پاکیزہ اجتماع۔

آسمان رشک برد بہر زمینی کہ درو دوسہ کس دوسہ دم از بہر خدا بنشینند

در دہلی نماز عید بہ عید گاہ محمد شاہی می خواندند و در کوئٹہ بہ عید گاہ افغانان تشریف می بردند و امامت می فرمودند بہ عید شوال ۱۳۳۵ھ سورۃ ق تلاوت فرمودند۔

گاہ سورۃ قمر یا جَدِّید یاد گیر سورۃ تشریف می خواندند و خطبہ مفتی عبید اللہ می خواند۔ البتہ یک گاہ عید الاضحیٰ از ۱۳۴۰ھ کہ آخرین نماز عید بودہ، در عید گاہ پنجابیان خواندہ اند، چون کہ اندران آیام امامت متعلق بہ حضرت برادر کلان حفظ اللہ و البقاہ بودہ لہذا امامت ایشان فرمودند۔

بہ روز عید استعمال یک سحاب یا چغہ می کردند و در غروب مصلی تشریف می بردند در عید الفطر بہ آواز لپست و در عید الاضحیٰ قدرے بہ آواز بلند تکبیرات می خواندند، بہ وقت مراجعت، چہ در دہلی و چہ

در کونٹہ برائے مصافحہ و دست بوسی ہجوم خلافت می شد چون کہ مخلصین پاک نہاد بر حضرت ایشان مخاطب می بودند ازین جهت بہ عافیت می ماندند چند افراد بہ عاجز گفتمہ اند کہ این گونه ہجوم خلافت بر کسے دیگر نہ دیدہ ایم چون از عید گاہ بہ خانہ تشریف می آوردند بسیارے از مخلصین با عربی می دیدند۔
از حسن ملیح خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و سہل را مصروف فغان کردی
چوں بہ خانہ می رسیدند اجتماع زائرین می شد و حضرت ایشان تا وقت زوال ملاقات می فرمودند۔
درین روز اہل دنیا نیز حاضر می شدند و خطبہای برداشتند۔

تراویح از آغاز شب تا اول عقد سادس در تراویح امامت می فرمودند۔ و تا زمانے کہ حضرت سیدہ
الوالد حیات بودند افتتالاً لا مریہ و اتباعاً لیسیرتہ در تراویح سہ ختم از قرآن مجید می کردند
حضرت والد بزرگوار بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان
اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکیر یعنی بدفع اول تراویح ایشان تمام می شود و بعد از وفات قبلہ
گاہ خود اکتفا بہ ختمے کردند و معمول حضرت ایشان بود کہ بعد از چہار رکعت بیان آن مضامین مبارکہ
می کردند کہ در چہار رکعات تلاوت فرمودہ بودند اہل ذوق و شوق مثل سید عسکرامام عید گاہ دہلی و
حافظ محمد آفاق شریک می شدند سالہا سال این کیفیت بماند و خوش نصیبان ازین دولت لازوال
بہرہ ور شدند۔ کسانے کہ بیان حضرت ایشان شنیدہ بودند می گفتند کہ عجب حلاوت و لطف سرور روی
می داد از سامعین ہر یک ہمہ تن گوش می بود حضرت ایشان در چہار ساعت بلکہ در چہار نیم ساعت
از تراویح فارغ می شدند۔

چون سن شریف بہ پنجاہ رسید قصد فرمودند کہ خدمت امامت در تراویح بہ شخصے تفویض نمایند
کہ صاحب نسبت بود و بہ فن تجوید واقف بود چنان چہ مخلصے از مقاطعہ پنجاب دو سال امامت کرد۔
حضرت ایشان را الذی تے روئے نہ داد۔ اندرین اثنا حق تعالی حافظ نیاز احمد را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔
حافظ نیاز احمد فرزند شیخ عبدالرحمن ساکن سہارن پور بہ عمر چغدرہ یا ہژدہ سال بہ آستانہ
خیر جہان رسید۔ درین عمر نو جوانی عجب صدق کامل و عزم راسخ نصیب شدہ
بود کہ یا اللہ العجبت۔ در او اہل احوال زجر ہا و توجہ ہا برداشت تا مستحق اکرامات و انعامات گردید ان اللہ
لا یضیع أجر المؤمنین۔ اندر این ایام قاری عبدالغنی انطاکی شامی بہ اشارہ غیبی از وطن خود نزد
حضرت ایشان آمد و بہ کسب فیوضات و طی مدارج مشغول گشت مسلسل چہار سال تا ۱۳۴۰ھ
در دہلی و کونٹہ دامن مراد را پر کرد۔ درین ایام حضرت ایشان حافظ نیاز احمد را حوالہ قاری عبدالغنی

کردند مسامح ایشان بار آور شد و حافظ نیاز احمد در تجوید و ادائے حروف از کمال افراد گشت پروردگار ایشان را عجب شیرینی صوت و جلالت نغمه داده بود که چون به تلاوت قرآن عظیم مشغول می شد یا دُعُوتِ مِزْمَارِ اَمِنْ مَزَامِيرِ اِلِ دَاوُدَ را تازه می کرد که سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم به حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرموده بعد ازین از حضرت ایشان تعلیم اوقاف حاصل کرد که بیانش فی مابعد خواهد آمد از معرفت اوقاف برائے اہل علم در فہم معانی سہولتہا پیدا شد و لذت تلاوت دو بالا شد۔

حضرت ایشان از سال ہزار و سہ صد و سی و سہ (۱۳۳۳ھ) قاری نیاز احمد را تعلیم قرأت بدو در سبعتہ شروع کردند در سال سی و سہ روایت قالون از امام نافع مدنی، و در سال سی و چہار روایت ورش از امام نافع، و در سال سی و پنج روایت بزی از ابن کثیر مکی، و در سال سی و شش روایت قبل از امام ابن کثیر، و در سال سی و ہفت روایت دُوری در روایت سُوسی از امام ابو عمر و بھری، و در سال سی و ہشت روایت ہشام در روایت ابن ذکوان از امام ابن عامر و شقی، و در سال سی و نہ روایت شعبہ در روایت حفص از امام عاصم کوفی و روایت خلف و روایت خلاد از امام حمزہ کوفی تعلیم دادند۔ و قاری نیاز احمد در ظرف ہفت سال بہ دوازده روایت از ائمہ ستہ تلاوت نمود۔ قاری نیاز احمد در ماہ شعبان بہ کوئٹہ می رسید و درس شاطبیہ و ابن قاصح از حضرت ایشان می گرفت و در ماہ رمضان از ساعت نہ صبحاً تا ساعت دو بعد از زوال نزد حضرت ایشان مصروف قرأت و تلاوت می بود۔ درین درس مبارک حضرت برادرِ کلان متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ نیز شریک می بودند و در سالہائے کہ جناب استاد ی مولانا محمد عمر گھوسوی در کوئٹہ می بودند شریک درس می شدند۔

افسوس صد افسوس کہ بہ روز یکشنبہ ہفتم محرم ۱۳۴۰ھ در کوئٹہ قاری نیاز احمد بہ مرض و بامبتلا شد و بہ چہار شنبہ دہم محرم کہ چہار دہم ستمبر ۱۹۶۱ء بود بہ وقت نیم روز رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَہٗ وَرَحِمَہٗ وَرَضِیَ عَنْہُ وَحَشَرَہٗ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّہَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ حَسَنَ اُولٰٓئِکَ رَافِقًا و در گورستان کاسیان، در سفح جبل مدفون گشت۔ حضرت ایشان قدس سرہ مکتوبہ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی ارسال فرمودہ اند و در ان نوشتہ اند:

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نہ ماند
و از مرض و وفات ایشان نوشتہ در آخر تحریر فرمودہ اند: بہ دہم ماہ کہ یوم عاشورا است بہ وقت نیم روز انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

جہان میں تو کا رنگ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

در جهان کار نکونی خواهد ماند۔ نہ کسی پائیدہ است و نہ کسی پائیدہ خواہد ماند غفر اللہ لنا ولہ،
 چہ وقت خوب روز خوب ایشان دریافتند۔ فی الحقیقہ ایشان لائق این سعادت بودند۔ صر خدا بخشے
 بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے ہیں۔ یعنی خداوند بسیار زرخیزھے را کہ وفات یافتہ۔ فضائل کثیرہ می داشت۔
 در ظرف شانزدہ سال نسخہ عزیز الوجود قاری نیاز احمد ترتیب یافتہ بود کہ در عین رجحان شباب
 سفر آخرت اختیار نمود۔ از قراتِ بدو سببیک قراتِ امام کسائی بہر دور روایت و از تراویح حضرت پیرو
 مرشد یک تراویح سال چہلم ماندہ بود کہ وقوع این کار شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى قَدْ رَأَى سَرِضِيًّا
 بِقَضَاءِ اللَّهِ وَقَدْ سَرَاهُ۔ قاری نیاز احمد کشیدہ قامت، کشادہ جبین، سرگین چشمان،
 آرزو الحاح جبین، بلند بینی، بیضوی شکل، گندم گون رنگ، سائب الاطراف، خوش آواز، پاکیزہ کردار داشت،
 و پروردگار بہ کمالات باطنیہ ہم سرفرازش کردہ بود۔ گاہے شعر ہم می گفت۔ عاجز یک شعر ایشان یادوار کہ
 درج ذیل است۔

لیتے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو کوسون ہے بھاگی ظلمت وقت سحر سے پہلے
 یعنی بہ مجر دے کہ نام مرشد پر زبان آمد۔ اے نیاز بنگر کہ چسپان ظلمت قبل از وقت سحر بہ مراحل دور تر شدہ
 (ای) نام خیر جہان خیطِ اَبیض است کہ بہ ظہور شش خیطِ اسود در و پوش شدہ۔ رحمہ اللہ۔

امامت قاری نیاز احمد | در او اہل ایام دوسہ سال قاری نیاز احمد در دہلی امامت کرد و مابعد
 تا آخر ایام سلسلہ امامت در کوسٹہ جاری بودہ۔ برائے استماع قرآن
 مجید حجمِ غفیر از کٹوار، وغرنی و شیلگڑ و مقسّر و قلات و قندھار و اُرخسان و ژوب و پشین می رسید۔
 چونکہ اندر ان ایام در بلاد افغانستان نہ وجود سیارات بود نہ طرقِ معبّدہ، لہذا مخلصین صادقین با قافلہ،
 اِمّا ذاکبّا و اِمّا فاشیّا، در روز ہا می رسیدند۔ بیشتر افراد از علماء و طالبانِ علم می بودند و از اطراف شہر
 کوسٹہ نیز جماعتی از اہل ذوق و شوق می رسید، کسے از سہ میل و کسے از چہار میل و کسے از پنج میل ہر روز می آمد
 بعد از تراویح بازی گشت و از شہر کوسٹہ معدودے چند از مخلصین می بودند و سہ نفر از مقاطعہ پنجاب کہ از مریدان
 مولانا خلیل احمد انبیٹھوی بودند شریک می شدند۔ این مبارک جماعت از ہفتاد و ہشتاد نفر کم نہ می بود و بعضی
 سالہا تا بہ صد می رسید۔ در اخلاص و محبت و ذوق و شوقِ این طائفہ مبارکہ چون این عاجز فکر می کند عبارت
 حضرت جدّ امجدِ عائشہ ام ربانی مجید الف ثانی قدس اللہ سرہ بہ یادش می آید کہ بہرادر خوردنِ شیخ نمود و در جمہ اللہ
 نوشتہ اند (دفتر اول مکتوباً) ”اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترکِ سببِ نیوی نمودہ در رنگِ مُور و
 تلخ می ریزند و شما قدرِ دولتِ خانگی را ناشناختہ در طلبِ نیائے دنیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہانِ حصولِ

آنید کیفیتِ راکہ حضرت جدِ امجدِ اعلیٰ بیان فرمودہ اند نمونہ اش را عاجز در زمانِ حضرت ایشان دید کسانے ہم می رسیدند کہ از وجہِ عُسْر پیادہ پا بر نان خشک اکتفا کردہ قطع منازل می کردند و بہ خندہ پیشانی از احوالِ زجر تو بیخ می گزشتند تا در بحرِ محبتِ نفسہا را پاک کنند و خود را از انوارِ باطنِ مثابہ املاک کنند و از گلستانِ عالم امر گل چینی ہا نمایند۔

وجودش موجِ الٰہی بیابد ز اصلِ موجِ آگاہی بیابد
ببیند موجِ حُسن و عشق یک دست شود زین موجِ عالمگیر سر مست
وقتیکہ امام و مقتدیان بہ یک رنگ باشند یقیناً آن نماز معراجِ مومنین باشد درین مجمع کثیر از آثارِ کسالی و اطوارِ اہلِ غفلت از قسمِ آروغ و تنخخ هیچ گاہ ظاہر نمی شد ہر یک بہ قدرِ حوصلہ و ظرفِ خود در بحرِ مشاہدہ غرق می بود بر اصحابِ وجد و اہلِ درد آثارِ جذبِ ظاہری شد بعضی از ایشان تاب نیاوردہ بہ نعرۃ اللہ و آہ و بکا مصروف می شدند و بعضی از خود بہ خبر می ماندند قاری نیاز احمد رحمۃ اللہ بہ ذوق و شوق مصروف تلاوت می بود بہ وقت ذکرِ تحیم و روضاتِ جناتِ مشاہدہ آن احوال می کرد و چون بہ ذکرِ حضرتِ انبیاء علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام می رسید مشاہدہ می کرد کہ آن بزرگواران تشریف فرما شدہ استماع می فرمایند ایامِ تابستان بود قریب بساعتِ دہ ابتدائے نماز می شد و تا ساعتِ دو فراغت می شد و معمول شریف آن بود کہ بعد از چہار رکعت قدرے بہ آواز بلند سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدِ خَلْقِہِ وَ سِرِّ صَافِہِ وَ زِنَةِ عَرْشِہِ وَ مِدَادِ کَلِمَاتِہِ در ترویج سہ بار و باز یک بار درود شریف می خواندند و ماہر سہ برادر نیز با حضرت ایشان بہ آواز بلند می خواندیم۔ بعد از دو از دہ رکعت تمام افراد را دو دو پیالہ چائے خوب می دادند و بہ شب دو از دہم و نوزد ہم و بہست و یکم و بہست و سوم و بہست و پنجم و بہست و ہفتم و بہست و نہم تمام افراد را بعد از تراویح قورمہ و نان می دادند حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ دہلوی در مکتوبے نوشتہ اند بہ دو از دہم فاتحہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ نوزد ہم فاتحہ شیر خدا علی مرتضیٰ و حضرتِ فاطمہ و بہ بہست و یکم فاتحہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بہست و سوم از شبِ ولادتِ محمدی (بنت البنت) و بہ بہست و پنجم از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بہست و ہفتم ایضاً از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بہ بہست و نہم ایضاً از حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسانے کہ در تراویح شریک می شوند قورمہ و نان و چائے و روزہ کشائی دادہ می شود وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ در آخرِ ایامِ دو سال حاجی محمد سلیم نوزی ماکٹی بہ پنج شبہائے جفت از عشرہ اخیرہ انتظام قورمہ و نان می کرد۔

حافظ پنجاب و یک کشف در ایام تابستان به کوئٹہ حج کثیر از پنجاب و سندھ می رسید آوازہ قرات قاری نیاز احمد به گوش اینہامی رسید و کسانے کہ شائق استماع

قرات می بودند آمدہ بیرون دروازہ خانہ بر لب شایع عام استادہ شریک نماز بانیا می شدند شارع شمالاً و جنوباً واقع بود و خانہ بہ بہت غرب از شارع بود دروازہ فراخ کشادہ می بود و تمام صحن و بر خے از حصہ دالان از شارع بہ نظمی آمدہ صحن خانہ تادروازہ پراز نمازیہامی بود۔ بلکہ بعض افراد بر شارع نیز صفہا قائم می کردند۔ آواز قاری نیاز احمد بہ وجہ خوب ہمہ جامی رسید۔ قاری نیاز احمد بہ قرات سبعتہ تلاوت می نمود۔ کسانے کہ تعلق بہ قرات دارند اختلافات ائمہ رومی دانند کہ در قرار تے اگر کَعْلَمُونَ بہ یا خواندہ شد۔ در قرات اُخری تَعْلَمُونَ بہ تا وارد است۔ اتفاقاً حافظ از پنجاب بہ کوئٹہ رسید و شوق استماع قرآن مجید ویراہہ در خیر رسانید۔ در جاکہ حافظ نیاز احمد تَعْلَمُونَ بہ تا خواندند و در روایت تحفص آن کلمہ مبارکہ بہ یا خواندہ می شود۔ حافظ خیال کرد کہ قاری را اشتباہ شدہ چنان چہ دے فتحہ داد و بہ آواز بلند تَعْلَمُونَ گفت۔ چون بر دو رکعت تازی نیاز احمد سلام گشتا ند حضرت ایشان با آواز بلند فرمودند نماز مایان را کلام شخص خراب کردہ دے را این جا حاضر کنید۔ حافظ پنجاب آواز حضرت ایشان شنید۔ و قبل ازین کہ خادم بہ دے برسد، دے بہ ہمت تمام دوید و خود را از دست گیری خلاص کرد۔ این واقعہ در شب جمعہ پیش آمدہ بود۔ و معمول حضرت ایشان بود کہ از ساعت نہ صبحا تا ساعت دو قبل از نماز پیشین تعلیم قرات بہ قاری نیاز احمد می کردند و بہ روز جمعہ تا ساعت دوازده و باز سلسلہ تعلیم و تدریس در جامع بعد از نماز جمعہ شروع می کردند بمائے استماع قرات خلق خدا بہ جامع می رسید چنان چہ بہ صبح آن شب حذب معمول بعد از نماز جمعہ سلسلہ تدریس در جامع شروع شد۔ چون قاری نیاز احمد پیش رُوے حضرت ایشان بہ فاصلہ چند گز نشست و شائقین استماع قرات بہ سکون جا ہا گرفتند حافظ پنجاب نیز در اوایل صف بہ جہت شرق نزد قاری نیاز احمد جا گرفت۔ بہ جز پروردگار جل شانہ کسے را علم نہ بود کہ بہ شب این حافظ فتحہ دادہ بود۔ حضرت ایشان قبل از تدریس نظر بہ سُوے حضار کردند کہ بیشتر از دو صد بلکہ سہ صد نفر بودند و جوانے را کہ بہ قدر سنون ریش و کاکلہا تا نیمہ دوش و بر سر گلآہ و دستار سفید داشت و پیرہن و رنگ بستہ بود۔ بہ دقت نظر دیدند و فرمودند۔ چرا بہ شب نماز ماز خراب کردی؟ تمام حاضرین متحیر شدند کہ حضرت ایشان چہ می فرمایند و آن جوان از خوف و دہشت بلرزید۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ تو نہ می دانی کہ چند قرات متواترہ اند و چند روایات ثابتہ؟ و باز این شعر خواندند۔

عشقت رسد بہ فریاد گرتو بہ سانِ حافظ، قرآن زیر بخوانی با چارہ روایت

حافظ پنجاب با خوف و ندامت و عاجزی بسیار اعترافِ علمی و خطائے خود کرده یہ ہزار اخلاص
نزد حضرت ایشان رسیدہ باویدہ گریان دست بوس شدہ از جان و دل گرویدہ حضرت ایشان شدہ
نگاہ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند
این واقعہ غالباً در سال ہزار و سہ صد و سی ہفت بودہ۔

گلدستہ | اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذَكَّرُ۔ واقعہ حافظ پنجاب ذکر کردہ شد کہ کرامتے است باہر از حضرت
ایشان قدس سرہ، و از واقعہ حافظ یک جمعہ پیشتر یا پستتر کرامتے دیگر در مسجد جامع ظاہر
شد کہ خلق خدا را بہ حیرت انداخت لہذا عاجز آن واقعہ را نیز بیان می کنند۔

حضرت ایشان در مسجد جامع چون نشست گاہ خود رسیدند گلدستہ بسیار کلان و اعلیٰ و خوب را
در ظرفی نہادہ یافتند حضرت ایشان بہ وقت در گلدستہ نگریستند و مفتی عبید اللہ گفتند: عبید اللہ این
گلدستہ از کجا آوردی؟ عرض کردند: این را دلاور آوردہ است۔ فرمودند: دُرُکُنْ دُرُکُنْ چنان چہ
مفتی صاحب آن را برداشتند۔

دلاور از بلاد افغانستان و از مخلصین صادقین قدما و از اصحاب نسبت بودہ حضرت
ایشان بہ دوم رمضان ۱۳۱۵ مکتوبے بہ حاجی عبداللہ عمریمین بہ ممبئی نوشتہ اند: دران تحریر یافتہ است
”امروز روزہ دوم است از ما خنکی شدت دارد۔ نماز فجر در مسجد شریف ادا کردم، سکندر خان و دلاور
این دو افراد با من نماز خواندند، اللہ، دلاور خان کہ بیانش در مکتوب شریف آمدہ ہمان دلاور است کہ
گلدستہ آوردہ بود۔ چند سال در خدمت بودہ۔ و خدمتہائے حضرت برادر کلان در خورد سالی کردہ۔
با وجود اخلاص و صدق عزیمت این مسکین خود را بہ نوشیدن چرس متعود ساخت۔ چون حضرت ایشان را
برین امر آگاہی شد وے را بدر کردند۔ این ہمہ واقعات قبل از ولادت این عاجز بودہ۔ دلاور از دل و
جان عاشق حضرت ایشان بودہ۔ بہ ایامے کہ حضرت ایشان در دہلی قیام می داشتند وے بہ دہلی آمد و
چون حضرت ایشان برائے تفریح تشریف می بردند وے در راہ بہ گوشہ می استاد و از دور جمال با کمال
حضرت ایشان را می دید و چون حضرت ایشان بہ گوشہ می رفتند وے نیز بہ گوشہ می رسید و بہ نوعی مشاہدہ
روئے انور می کرد۔ عَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَرَحِمَهُ۔

مسجد جامع از نمازیان پر بود۔ جمیع افراد متحیر بودند کہ از گلدستہ خوش رنگ و خوش بوئے
کراہت و کثافت چہ گونه دریافتند مفتی عبید اللہ رحمہ اللہ نیز اظہار حیرت می کردند۔

صلوٰۃ تسبیح | بہ آواخر رجب ۱۳۳۳ھ از مدینہ منورہ سید یوسف زواوی مع فرزند کلان خود بہ گوشہ

به اشاره رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برای بیعت رسید در فصل سوم بیانش خواهد آمد شب بست و مفتاح بود که ایشان عرض کردند مبارک شب است اگر شما صلاۃ التبسج را به جماعت بخوانید بهتر باشد حضرت ایشان فرمودند که نزد احناف خواندن نوافل به جماعت کراهت دارد عرض کردند که چندین مسائل اند که پیروان یک امام اتباع امام دیگر کرده اند متلاً مسئله اجرت بر طاعت که احناف قول امام شافعی را گرفته اند اگر حضرت شادین مسئله بر قول شافعی عمل کنید کراهت را مدخلی نه خواهد بود سید یوسف با خود رفیق نیز آورده بودند عرض کردند که رفیق من شافعی المذهب است وے امام شود و ما همه ویرا اقتدا کنیم به اندازه شخصیت یا هفتاد نفر از مخلصین آن وقت حاضر بودند و از ایشان جماعتی از اہل علم بود حضرت ایشان به اصحاب علم متوجہ شدہ کلام سید یوسف بیان فرمود استفسار نمودند اصحاب علم عرض نمودند کہ درین صورت کراهت باقی نمی ماند چنانچہ رفیق سید یوسف امام شد و حضرت ایشان و تمام مخلصین و سید یوسف مع فرزند و ما برادران ویرا اقتدا کردیم و ازان پس این مبارک نماز را حضرت ایشان در لیالی مبارکہ به جماعت می خواندند و حضرات برادران و این عاجز تا این زمان می خواند و ہزاران افراد بہ این نماز مبارک روشناس شدہ برائے خود اسباب سعادت فراہم آوردند امام مسلم در صحیح خود این حدیث شریف را روایت کردہ کہ رحمت عالمیان فرمودہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَ لَا كُتِبَ لَهُ مِنْ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ" کہ در اسلام طریقہ خوب را رائج کند و پس از وے بران طریقہ عمل کردہ شود ویرا مثل جبرہ عامل دادہ خواهد شد بہ غیر آن کہ از اجر عالمین چیزی کم کردہ شود از وے این حدیث صحیح سید یوسف زوای تحتی اجر برائے بے حساب شدہ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

از مقاطعہ پنجاب غلام محی الدین بہ خدمت مبارکہ مکتوبے ارسال کرد و طریقہ خواندن این نماز استفسار کرد حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" را در چہار رکعات سہ صد بار باید خواند در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار بعد از سُبْحَانَ اللّٰهِ و قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از فاتحہ و سورہ دہ بار و در رکوع بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَّ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ اَلْحَمْدُ دہ بار و در سجۃ اولی بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَّ الْعَظِيمِ دہ بار و در جلسہ بعد از اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجۃ ثانیہ بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَّ الْعَظِيمِ دہ بار و بہ ہمین پنج رکعت دوم و سوم و چہارم کہ قبل از قرأت پانزدہ بار و بعد از قرأت دہ بار و در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در

سجده اولیٰ ده بار و در جلسه ده بار و در سجده ثانیہ ده بار بخواند۔ در التحیات نہ خواند۔ کسے از حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ در این نماز کدام سُورہ باید خواند فرمودند در رکعت اولیٰ سُورہ تکوین و در ثانیہ سُورہ غَافِر و در ثالثہ سُورہ کَافِرُونَ و در رابعہ سُورہ اخلاص۔ شامی جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹۔ ام این مبارک نماز را رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عُم خود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم فرمودہ بودند روزی بہ عُم خود فرمودند اے عُم، آیا با تو صلہ نہ کنم، آیا بہ تو نعمت عطا نہ کنم، آیا بہ تو نفعی نہ رسانم عرض کردی یا رسول اللہ کردہ باش فرمودند اے عُم چہار رکعت نماز بخوان و در ہر رکعت سُورہ فاتحہ یا سُوْرَتِے بخوان و باز اللہ اکبر الحمد للہ و سبحان اللہ پانزدہ بار و باز بہ رکوع برو و در رکوع دہ بار و باز چون از رکوع استادہ شوی دہ بار و باز در سجده دہ بار و باز چون از سجده بنشینی دہ بار و باز در سجده دوم دہ بار و باز بعد از سجده و قبل از قیام دہ بار مجموعہ این ہمہ ہفتاد و پنج در یک رکعت و سہ صد و چہار رکعت شد۔ اگر خطا ہائے توبہ اندازہ ذراتِ ریگ باشند پروردگار آن را معاف خواہد کرد حضرت عباس عرض کرد۔ کراطقت است کہ ہر روز این نماز را بخواند فرمودند اگر ہر روز نہ توانی در ہفتہ یک بار بخوان و اگر در ہفتہ نہ توانی در ماہ و اگر در ماہ نہ توانی در سال بخوان۔ ترمذی و ابن ماجہ این حدیث شریف را روایت کردہ اند۔ و ترمذی از امام عبداللہ بن مبارک آن کیفیت را روایت کردہ کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از شامی نقل کردہ۔ ————— باید دانست کہ چہار رکعات را بہ یک سلام خواندن و بہ دو سلام خواندن جائز است و اگر در نماز سہوے واقع شود پس در سجرات سہو و بین السجدتین تسبیحات نہ خواند زیرا کہ تعدد تسبیحات سہ صدانست کہ آن بہ اتمام رسیدہ حضرت ابن عباسؓ بہ ہر روز جمعہ بعد از زوال این مبارک نماز را می خواند۔ امام غزالی فرمودہ اگر بالتسبیحات الحاق لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہ وہ شود بہتر است حضرت سیدی الوالد خو قلم را ضم کردہ اضافہ عَدَدَ خَلْقِہ و رِضَا نَفْسِہ و زِنَۃ عَرْشِہ و مَدَدَ کَلِمَاتِہ می کردند و چہار رکعت را بہ یک سلام می خواندند چون نوبت امامت بہ حضرت برادرِ کلان ادا شد ارشادہ رسید ایشان سورہ مبارکہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا درین مبارک نماز تلاوت می کردند و حضرت ایشان قدس سرہ لذتہا بر می داشتند۔

معمول حضرت ایشان بود چون نماز تسبیح را بہ جماعت می خواندند اول بیان فضیلت از روئے روایت ترمذی و ابن ماجہ می کردند نوبتہ در دہلی حاجی ظفیر الدین بعد از نماز از حضرت ایشان استفسار کرد۔ جمیع گناہان مایان آمرزیدہ شد حضرت ایشان فرمودند من از پروردگار خود امیدوارم کہ دے بہ فضل و کرم خود تمام گناہان ماہمہ می آمرزد عاجز گوید در حدیث شریفہ ار دا است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِیْ

إِنْ خَيْرٌ فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرٌّ أَفْشَرٌ بَاكِرِیَّانِ کار ہا و شوار نیست۔ امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین مشکل کشا قدس اللہ سرہ و افاض علیہما من فیوضاتہ و بركاتہ فرمودہ اند: رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانہ می جوید

وے کریم است و رحیم است و سلام بندگان را چشم بر لطفش مدام
سُنُّنُ وَنَوَافِلُ حضرت ایشان سُنُّن و نوافل را ایستادہ می خواندند۔ بسیار کم دیدہ شد کہ نوافل را نشسته خواندہ باشند حتی کہ بعد الوتر دو رکعت را نیز بیشتر استادہ می خوانند و احیاناً ناشسته ہم خواندہ اند۔

روزہ کشائی معمول شریف حضرت ایشان بود کہ جمیع مخلصین را عند الافطار روزہ کشائی تقسیم می کردند، تازمانے کہ در دہلی بہ ایام ماہ صیام قیام داشتند نخود و پکوری و خرما و غیرہ می دادند و در کوئٹہ قطعہ نان و دو پیالہ چائے۔ برائے نماز شام استعجال نہ می فرمودند۔ بہ اندازہ نیم ساعت یا قدرے کم وقفہ می شد و باز بہ سکون و طمانینت نماز می خواندند۔

فطرہ معمول شریف حضرت ایشان بود چون بُصَلّی تشریف می بردند اولاً فطرہ را تقسیم می کردند، از خود و از حضرت والدہ محترمہ و از ہر سہ خواہران و ماہر سہ برادران و از ہر دو خواستہ۔

اضحیہ معمول حضرت ایشان بود کہ یک اضحیہ از حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یک از حضرت والد ماجد خود و یک از حضرت والدہ ماجدہ خود می کردند البتہ در بعض سالہا از ابوبین کریمین ناغہ شدہ اما از حضرت رحمت عالمیان هیچ گاہ ناغہ نہ شدہ، و یک از حضرت والدہ شریفہ و یک از ہر اولاد و کذا از اولاد اولاد۔ در اواخر سالہا حضرت برادر کلان و بزرگین عاجز و برادر خورد چند ماہ قبل گو سفندان را گرفتہ نخود و جو می دادیم۔ چون حضرت ایشان را بریں امر آگاہی شد۔ این ہر سہ گو سفندان را بہ روز دوازدم عند العصر ذبح می کردند و بہ روز سیزدہم تورمہ و نان سختہ مخلصین را می دادند و بعض افراد از شہر نیز دعوت می کردند عجب مبارک اجتماع و مبارک صحبت می بود۔ کسانے کہ ازان خوان نعمت ہائے لازوال حظے یافتہ بودند تا حیات بودند از چشمہ ہائے خود گوہر غلطان ریختہ بیانش می کردند۔

زکات در حساب زکات فوق العادہ احتیاط می کردند مخلصے کہ تولیدار در اہم و دنانیر می بود، حساب نقد و پیش می کردند و زیورات کہ برائے ہم شیرگان ساختہ بودند طلب می فرمودند بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و حافظ عبدالحکیم سوداگر حقیقت و حاجی شہاب الدین کلاہ فروش و مولوی بخش اللہ کہ در مدرسہ علوم جدیدہ مدرس بود، حوالہ می کردند اینہا زیورات را بہ وقت تمام وزن کردہ قیمتش معلوم

می کردند و مقدار زکات را بیان می کردند و حضرت ایشان به تحویل داری فرمودند که در اہم زکات را از مال
ملکی کشیده در خریطہ زکات محفوظ کند۔ و در کتابچہ اندران آن بکنند۔ در اہم و دناہم زکات را با در اہم و دناہم
مال ملکی خلط نہ می کردند۔ یک سال یک تحویل داری چند در اہم زکات را با در اہم مال ملکی خلط کرد و مورد عتاب گشت۔
حضرت ایشان برائے سادات کرام زکات را تجویزی می کردند می فرمودند۔ برائے سادات عوض زکا
برنے از خمس بود۔ چون خمس و نصیبہ خمس نہ ماند اخذ زکات جائز شد۔ عاجز در صفحہ ہفتاد و دو از جلد
دوم رد المحتار تا یہ قول حضرت ایشان یافتہ۔ نوشتہ است۔ رَوَى عَصْمَةُ عَنْ الْإِمَامِ أَنَّهُ يَجُوزُ
الدَّفْعُ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي زَمَانِهِ لِأَنَّهُ عَوَضَهَا وَهُوَ خُمُسُ الْخُمُسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِإِهْمَالِ النَّاسِ أَمَرَ
الْغَنَائِمِ وَإِيصَالُهَا إِلَى مُسْتَحْقِيهَا وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ الْعَوَضُ عَادُوا إِلَى الْمُعَوَّضِ، كَذَا فِي الْمَجَرَّةِ
يَعْنِي فِي مَسْئَلَةِ غَنَائِمِ إِهْمَالِ وَقَعَ شَدَّةً خُمُسَ مَانَدَ وَنَ خُمُسِ الْخُمُسِ چُون بَنِي هَاشِمِ عَوَضُ نہ می رسد کہ خُمُسُ
الْخُمُسِ است مُعَوَّضُ برسد الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ فُخْرًا وَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَهْلًا۔

بیعت و ارشاد پروردگار جلّ شانہ حضرت ایشان را عجب بصارت و بصیرت عنایت فرمودہ
بود کہ بہ یک نظر صدق و اخلاص و استعداد طالب حق را معلوم می کردند،
چون بہ نظر غائر سوائے کسی دیدند محسوس می شد کہ نظر مبارک تا بہ سوی دہ قلب رسیده و در بدن آن شخص
اقشعرا و ارتعاد پیدا می شد بلکہ بعض افراد را لرزہ بر اندام می افتاد۔ اگرچہ این یک نظر برائے قبول کردن و
نا قبول کردن کفایت می کرد تا ہم حضرت ایشان بعض اوقات آزمائش و امتحان می کردند و بعد از آن سبیت
می کردند۔ درین سلسلہ مولوی عبدالشکور فرزند شیخ احمد بن فدا حسین ساکن قریہ "تنگمڈوا" تابع میبورگل
علاقہ "اگنیاب" ملک "برما" در بیاض خود احوال مرید شدن خود را بہ قلم خود بہ اردو نوشتہ۔ عاجزان را
ذکر می کنند تا طریقہ حضرت ایشان ظاہر گردد۔

بیان مولوی عبدالشکور در میرٹھ بہ طلب علم دین مصروف بودم و خواہش داشتم کہ بہ ہادی
طریقیت خود را برسانم میلان طبعیتم بہ طریقہ نقشبندیہ بود۔

از اتفاقات آمدنم بہ دہلی شد، و صدقہ در جلسہ دستار بندی بہ مدرسہ مولوی عبدالرب رسیدم، آن جا
تبرخت یک بزرگ را نشستہ یافتم کہ از دست ایشان بہ طالبان انعامات می رسیدند۔ بہ اختتام جلسہ
ہر یک از حاضرین ساعی شد کہ با حضرت آن بزرگ مصافحہ بکنند۔ من ہم منتظر فرصت بودم چون باریافتم
بسم اللہ خواندہ مصافحہ کردم، کف دست ایشان را اُلَسُّ از ریشم و خنک چون بچ یافتم۔ بہ وقت مصافحہ
اثر خنکی در تمام جسم من بہ نوع سرائیت کرد گو یا اثر برقی بہ من رسیده است، من از کسانے کہ در آن محفل بودند

پرسیدم این بزرگ کیست۔ گفتند کہ ایشان حضرت شاہ ابوالخیر اند کہ در خانقاہ خود قیام دارند و خانقاہ ایشان در شارع چلی قبر است، و طریقہ ایشان نقش بندہ مجربہ است۔

در دہلی مرا یک دوست چاٹگامی بود کہ نزد خانقاہ شریف قیام داشت بہ وے گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسان۔ وے گفت کہ من نہ می توانم کہ شمارا بہ خدمت حضرت ایشان برسانم۔ ہر کہ برائے ملاقات می رود، در بان اطلاعی می کند و دیدہ شدہ کہ بہ نوبت اول کم کسے رامی خواہند۔ بلکہ بعد از دو سہ روز طلب می فرمایند۔ حضرت ایشان امتحان عزم وے می کنند۔ و من بہ شما این رائے می دہم کہ شما اولاً از تحصیل علوم خود در فارغ کنید و باز برائے بیعت کردن بیائید زیرا کہ طالبان علم را کہ برائے بیعت می آیند حضرت ایشان می گویند اولاً از تحصیل علم خود در فارغ کنید و باز آمدہ داخل طریقہ شریفہ شوید۔ و وقتے کہ شما قصد آمد بہ خدمت حضرت ایشان کنید بہ عزم محکم قصد کنید و سنجیدہ باشید کہ اگر تا یک ماہ مرا طلب نہ کنند من بر دروازہ حضرت ایشان ہر روز خواہم رسید و ساعتہا انتظار خواہم کرد۔

دوست چاٹگامی بہ من درست مشورہ داد۔ پروردگار ویرا اجر دہدین بہ میرٹھ رفتیم و بعد از یک سال از تحصیل علم فارغ شدہ بر در اقدس حاضر شدم۔ در بان حضرت ایشان را اطلاع داد و طلبم فرمودند من نزد بواب نشستہ انتظار کردم۔ سہ روزہ بر این منوال گزشت، روز چہارم حضرت ایشان (ملاً) عبداللہ علیہ نری، را امر کردند کہ مراد داخل سلسلہ عالیہ کند چنان چہ وے در عمارت دروازہ مرا بیعت کرد و تعلیم و تطیفہ قلبی کرد و گفت کہ این جانتہستہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باش۔ بہ روز ششم بعد ازان کہ بہ اندازہ یک ساعت مشغول ذکر شریف گشتم طلبم فرمودند کہے کہ تعلیم دادہ بود بہ خدمت ایشان رسانید۔ وقتے کہ وے مراد حضور ایشان می برد، من ہمیت ایشان مستولی گشت و مَن مَرَّ تَعَدِ الْفَرَائِصُ بہ حضور ایشان رسیدہ عرض سلام کردہ دوزانو نشستم، حضرت ایشان بہ ہر و مودت معاملہ نمودند و مصافحہ کردند و از احوال استفسار نمودند و باز مرا بہ ہمان نہج بیعت کردند کہ خلیفہ ایشان کردہ بود و حضرت ایشان نیز تعلیم لطیفہ قلبی کردند۔ بعد ازین مرا اجازت شد کہ ہر روز بروے ایشان نشستہ بہ ذکر شریف مشغول مانم۔

اندر ان ایام حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدہ بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و ناسات وہ بلکہ یازدہ مصروف می ماندند و باز مؤذن اذان می داد و حضرت ایشان نماز خواندہ بہ حرم سرانشریف می بردند و مخلصین رخصت می شدند۔

طبیعت حضرت ایشان جلالی بود و اثر عشق و سوز و گداز بر ایشان غالب بود۔ احیاناً

حضرت ایشان از مثنوی یا از کتاب دیگر شعرے یا از احادیث مبارکہ حدیث شریف می خواندند و بمن می گفتند "مولوی عبدالشکور مطلب این چہیت" من احیاناً خاموش می ماندم و احیاناً عرض می کردم کہ حضور مبارک بیان فرمایند۔ در آن وقت حضرت ایشان بہ نوعی بیان آن شعر یا حدیث شریف می کردند کہ مَا لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ بِرَوْعَةِ صَادِقٍ آمَدَے۔ ومن در آن وقت اشک ہائے حضرت ایشان می دیدم کہ از چشمان مبارک مسلسل می ریخت۔

لذتِ بادۂ عشق است زمین مست پیرس ؛ ذوقِ این می نہ شناسی بہ خداتانہ چشتی
احیاناً از ماندگی بر متکا تکیہ می فرمودند در آن وقت من جسد مبارک را می مالیدم و حضرت ایشان در آن وقت با این ناچیز کلام می کردند، از شیرین کلامی حضرت ایشان من چہ گویم، البتہ یقین دارم کہ شیرین کلامی ایشان را ہر کہ بشنود از دل و جان شیدا و عاشق ایشان گردد۔ اگر چہ حضرت ایشان میانہ قد بودند لیکن در ہزار ہا افراد سر مبارک ایشان نمایان می بود، ومن طاقت نہ دارم کہ قوتِ بدنی و کیفیاً روئے انور را بیان کنم، و از رعب و ہیبت ایشان چہ گویم، بدانید کہ در مقابل شیرین بیان شہستہ ام یا راے کسے نہ بود کہ چشم خود را بر چشم مبارک ایشان دوختہ ہم کلام شود، ہر کہ با حضرت ایشان ہم کلام می شد از خود نظرش بہ سونے زمین می رفت، در آلِ نہ ثلاثہ، اردو و فارسی و عربی مہارت داشتند و در ہر زبان اشعار گفته اند۔ الخ۔

مہابۃ سیدنا عمرؓ | مولوی عبدالشکور از ہیبت حضرت ایشان درست نوشتہ، عاجز ہزاران افراد را دیدہ کہ تاب دیدنہ داشتہ لرزہ بر اندام می شدند و این ہیبت از امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایشان را وراثتہ رسیدہ بود۔ علامہ ابوالفخر عبد الرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ در سیرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ "عَنْ اَسْلَمَ بْنِ نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالُوا كَلِّمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْسَنَانَا حَتَّى وَانَّا لَنَسْتَطِيعُ أَنْ نُبَيِّنَ إِلَيْهِ أَبْصَارَنَا، قَالَ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِعُمَرَ، قَالَ أَوْ قَدْ قَالَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَبِثْتُ لَهُمْ حَتَّى تَخَوَّفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ اسْتَدَدْتُ عَلَيْهِمْ حَتَّى خَفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَأَيْمُ اللَّهِ لَا نَأْشَدُّ مِنْهُمْ قَرَامَتِي۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ قُرَيشٍ عُمَرَ فَقَالَ لِي لَنَا فَقَدْ مَلَأَتْ قُلُوبَنَا مَهَابَةً فَقَالَ أَيْ ذَلِكَ ظَلَمٌ قَالَ لَا قَالَ فَرَأَيْتَ اللَّهَ فِي صَدْرِكُمْ مَهَابَةً؟ لَعَنِي جَمَاعَتِي أَوْ مُسْلِمِينَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَفَتْ كَتُودِيْنَ بَابِ بَاعْمُرِ بْنِ الْخَطَّابِ چہیزے مکالمہ کن کہ وے مایان را بہ حدے خائف کردہ کہ گنند

از من سر مست مست پیرس

بہ خدا، ماما دوست نظریہ سولیش نہ می توانیم کرد۔ عبد الرحمن گوید کہ من این سخن بہ ایشان رساندم۔ وے گفت
آیا مردم این سخن می گویند سوگند بہ خدا کہ برائے آن ہا تا بہ حدے نرم شدم کہ از اللہ تعالیٰ در نرمی خود ترسیدم
و تا بہ حدے شدت بر آن ہا کردم کہ از اللہ تعالیٰ در آن ترسیدم۔ سوگند بہ خدا کہ از آن ہا خائف ترم از خود من۔
و عمر بن مڑہ گوید کہ شخصے از قریش بہ عمر گفت، نرم شو برائے مایان کہ دلہائے مایان را از ہیبت پرختی
وے گفت۔ آیا درین امر چیزے ظلم است۔ مرد قریشی گفت نے۔ عمر گفت۔ پس اللہ تعالیٰ در صدور
شمایان زیادہ کن در این ہیبت را۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

إِلَى مَا كُنَّا فِيهِ | حضرت ایشان بہ دست مبارک خود بعض افراد را بیعت کردہ اند۔
والّا مخلصے صاحب نسبت و صاحب استعداد را می فرمودند کہ
از طرف ما بیعت کن و تعلیم و طیفہ شریفہ بدہ۔ و ہر کہ برائے بیعت شدن می آمد و الا از وے اقرار
می گرفتند کہ نزد ما از امور دنیویہ و امراض جسمانیہ چیزے نہ خواہید گفت محض از برائے کسب با ف
باطنی و رضائے پروردگار آمد شما خواہد شد۔ این اقرار از مرد و زن می گرفتند و ہر یک را پابند این اقراری ساختند
و نیز اقراری گرفتند کہ از محرمات شرعیہ اجتناب خواہد کرد و فرائض و واجبات را ترک نہ خواہد کرد۔ باز ہر دو
دست طالب حق را بہ ہر دو دست مبارک خود گرفتند استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت می
خواندند و آن طالب نیز بہ آواز بلند می خواند و می فرمودند کہ ترا داخل سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ کردیم
و باز تعلیم لطیفہ قلبی می کردند و ہدایت رابطہ نیز می فرمودند و تا وقتی کہ لطیفہ قلب ذاکر نہ می شد۔
تعلیم لطیفہ دیگر نہ می فرمودند و نہ بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول می کردند۔ ذکر آن است کہ یہ
مذکور و اصل کند و از غم دنیا و آخرت و آہا نند و از دل و زبان بہ مولائے خود گوید۔ اللہی انت مقصود
وہی صالک مطلقوئی۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میسر و برائے تو زکیم
البتہ چون طالب حق از ورطہ ربّ تالی یتلوا القرآن و القرآن یلعنہ ے می برآمد اگر طالب
از اہل نوشت و خواند می بود اجازت دلائل الخیرات و حصن حصین یا حزب اعظم می دادند و ہدایت
می فرمودند کہ احیاء العلوم و منہاج العابدین و کیمیائے سعادت را مطالعہ کند و نفحات الانس و
رشحات عین الحیات و مکتوبات قدسی آیات را بخواند۔ حضرت ایشان از گرداب پندار و نام و نمود و
از مروجہ صوفیت مریدان خود را دور می داشتند۔ می فرمودند۔ دل بہ یار و دست بہ کار۔ و این شعر
می خواندند۔

در بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شوتاگل برودید رنگ رنگ
 چون طالب حق در دائرہ ولایت کبریٰ داخل شدہ از تجلیات اسماء و صفات الہیہ بہرہ مند
 می شد و استعداد ارشاد می داشت اجازت ارشادش می دادند۔ می فرمودند کہ حضراتِ انبیاء علی
 نبیِّنا و علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات برین مقام فائز می شدند نبوت آن حضرات علیہم السلام ظاہر
 می شد۔ و حضرت ایشان سعبہا می کردند کہ کسی از مخلصان ایشان در دام عجب پندار گرفتار نہ گردد،
 احیاناً این شعر را می خواندند کہ حضرت والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما ہمافرمودہ اند۔
 رُوئے در خدمت پیر سعید تانلوگردد در ذیلہ خوئے تو
 اگر در کسے شمع از آنا نیت می یافتند در شکنجہ تادیب در آورده مستقیم الاحوالش می ساختند۔
 خواہ مرید ارجمند می بود یا فرزند دلبند۔ در مکتوبے بہر لوی برکت اللہ ہا نسوی کہ صاحب نسبت و از
 اہل اجازت بود تحریر فرمودہ اند۔

خواہ پندار کہ مرد و اہل است حاصل خواہ بہ جز پندار نیست
 و صفائی خود بہ رُغم حاسد تا کے تردیج چنین متاع کاسد تا کے
 تو معدوم خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے
مکتوب مبارک | کسانے را کہ از اصحاب استعدادات و اہل نسبت می بودند بر ادنیٰ لغزش
 ز جرد تو بیخ می کردند و سعبہا می فرمودند کہ ایشان را از اخلاق حیوانیہ رہانیدہ
 بہ اوصاف ملکیت متصف سازند۔ حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ از دہلی بخلصین
 صادقین کا ملین از کوسٹہ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خادمانِ سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن
 و عبدالرشید و عبدالجلیم و ملا عبید اللہ و آیاز و عل احمد مؤذن و منو و ملا واد و مارکیٹی و محبت و ہارون سپر
 بوستان و احمد جان قندھاری و آغا جان و غیر ہم ہمہ بہ وظائف طاعات و عبادات بہ جد و جہد
 سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ را مہفت ضائع نہ کنند۔

سرمایہ دولت اے برادر پیکر آفرین عمر گرامی بہ خسارت مگزار
 دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار
 و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند،
 این اخلاقِ ذیلہ در شمایان بسیار است و مستحکم است و چون کہ این رذائل در شمایان بسیار است
 ازین جہت تا شیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ماتو بہ بہ حال شما کردیم و نصیحت

کردیم تا شیر دشمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شماست بہ اخلاقِ رفیلہ، پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سیدہ سعی بلیغ کنند، وقتِ روانگی (از کوسٹ) در مرزانیاز سستی و پریشانی معلوم می شود و بہ آن بنویسد کہ چہ بود، اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند، امید است کہ حضور دل زیادہ شود و السلام علیکم

پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ
عبد اللہ ابو النخیر فاروقی

بہ کسانی کہ این مکتوب شریف ارسال شدہ بود اگر چہ در او اہل نوعی از جبر و تنبیہ برداشت کردند و از احوال "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَقْوَىٰ" قدرے دریافتند لہذا استحقاق گرفت "إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ" شدند و ہر یک از ایشان بدر فلک الکمال گشت۔

بعض افراد بر حضرت ایشان اعتراضات می کردند کہ ایشان مریدان خود را از جبر و تنبیہ می کردند این صرفہ گویان نہ دانستند کہ وظیفہ مرشد و ہادی این است کہ

صرفہ گویان

مریدان را از اخلاقِ رفیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتہ متصف گردانند۔ پروردگار جل شانہ می فرماید۔
كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔
ہچنان کہ فرستادیم در میان شما رسولے را کہ از نزد شما است می خواند بر شما یان آیاتِ ما و شما یان را پاک می کند و می آموزد شما یان را کتاب و حکمت و تعلیم می دہد شما یان را آن چیز کہ نہ می دانستید شما یان آن را۔ پروردگار جل شانہ تزکیہ را اول ذکر کردہ و باز بیان تعلیم فرمودہ تا وقتے کہ از آلائشات تجلیہ حاصل نہ شود حصولِ کمالات کہ تجلیہ است چہ گونه حاصل شود مقصدِ حضرت ایشان طہارت و تزکیہ مریدان بود۔ بنرمی بود یا بہ درستی، بہ قول شدید باشد یا بہ ضربِ موحج۔ بہ اصلاح آنها می کوشیدند۔
مشکات در باب الدعوات از بخاری و مسلم آورده کہ سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اللہُمَّ اِنِّیْ اَتَّخِذُ عَنْْدَکَ عَهْدًا اَنْ تُخَلِّفَنِیْہِ فَاِنَّمَا اَنَا نَسْرٌ اَمْسِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَذِیَّتُهُ شَتْمُهُ، لَعْنَتُهُ، جَلْدُهُ فَاجْعَلْہَا لَہٗ صَلَٰةً وَزَكَاةً وَحُرْبَةً تَقْرِیْبُہٗ بِہَا اِلَیَّکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ای، خداوند بہ درستی کہ من گرفتہ نزد تو پیچمانے را کہ ہرگز خلافت نہ کنی مرا آن پیمان را، پس نیستہ من مگر یک آدمی، پس از مسلمانان ہر کدام را کہ بر بنجامنم اورا، دشنامش دہم، لعنتش کنم، ویرا بنم، پس این ذکر شدہ اشیا را برایش بگردان رحمت و پاکیزگی و سببِ قربت بہ خود کہ نزدیک گردانی تو اورا بہ این مذکورات بہ سوسے خود روز قیامت۔ حضرت ایشان قدس سرہ کہ از دل و جان شیفتہ و گردیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہمین دُعا از پروردگار خود داشتند۔

مقامِ مرشد

مشکات در باب حفظ اللسان از شعب الایمان بیہقی نقل کرده کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ بر ابوبکر رضی اللہ عنہ در حالے کہ ابوبکر بعضے از مملوکانِ خود را دستانام می داد۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ جانب ابوبکر التفات فرمود و ارشاد کرد۔ لعنت کنندگان و صدیقان (یعنی این دوست) با ہم نہ می شود، لَا يَتَّبِعُنِي بِصِدِّيقٍ اَنْ يَكُوْنَ لَعَانًا، نہ می شاید صدیق را کہ لعنت کنندہ باشد) پس ابوبکر در آن روز از مملوکانِ خود بعضے را آزاد کرد و باز نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت، لَا اَعُوْذُ۔ گرد این کار باز نہ کردم۔

و مشکات در فصلِ ثالث در مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از زین نقل کرده۔ کہ نزد عمر ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہا کردہ شد۔ پس عمر گریست و گفت۔ دوست می دارم کہ عملِ تمام عمر من مانند عملِ یک روز از روز ہا و یک شب از شبہائے ابوبکر می بود۔ شب آن شب است کہ بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ غار رفت۔ و وقتے کہ بہ غار رسیدند۔ بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت بہ خدا کہ تو در غار نہ در آئی تا نہ در آیم پیش از تو۔ اگر دروے چیزے باشد بہ من برسد نہ ترا۔ پس ابوبکر در آمد بہ غار و جا روب داد غار را و در یک جانب غار سوراخے یافت پس پارہ کرد از آن خود را و بستہ کرد آن سوراخ را بہ آن پارہ ازار، و دو سوراخ ہا مانند پس بہ ہر دو پا ہائے خود آن دو سوراخ را بستہ کرد و باز بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ اَدْخُلْ، داخل شو۔ پس در آمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سر مبارک خود را در کنار ابوبکر بنہاد و خواب کرد و از جہت سوراخ ابوبکر گزیدہ شد، و در حرکت نہ کرد جہت ترس آن کہ بیدار گردد در رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اشک ہائے ابوبکر بر روی مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد، پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ترا چہ شد اے ابوبکر گفت لَدِ غُتٍ فِدَاكَ اَيُّيْ وَ اَيُّيْ گزیدہ شدم فدائے تو باد پدر من و مادر من، پس افگند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعاب دہن خود را و رفت از الم آن چہ می یافت ابوبکر و باز عود کرد آن زہر بر ابوبکر و سبب موت ابوبکر گشت۔ و روز آن روز است کہ چون وفات یافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرتد شد عرب و گفتند کہ مازکات نہ می دہیم و ابوبکر گفت کہ اگر عقالے را دپائے بند شتر را منع کنند من ایشان را جہاد کنم بر آن من گفتم اے خلیفہ پیغمبر خدا تَالِفِ النَّاسِ۔ تالیف کن مردم را، و نرمی کن با ایشان، پس ابوبکر بہ من گفت اَجَبَاؤُنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارِي فِي الْاِسْلَامِ۔ آیا در جاہلیت جباری و در اسلام نامردی۔ اِنَّهُ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْيُ وَ كُنَّ الدِّينُ اَيْنُقْصُ وَ اَنَا سَحِيٌّ۔

بہ درستی کہ وحی گسسته شد و دین کامل گشت آیا من زنده مانم و دین نقصان پذیرد؟
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ از سردارِ کلِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستفید شدہ
 بود و صحبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیده بود اما خلافت از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ رسیدنی بود و کیفیتہ کہ برائے تحملِ بارِ امانت ضروری بود از حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 رسید۔ حافظ ابو عمر بن عبد البر در کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب در احوال حضرت صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نوشتہ کہ کان ابو بکر یقول انا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کذلک
 کان یدعی یا خلیفۃ رسول اللہ و کان عمر یدعی خلیفۃ ابی بکر صدق را من خلافتہ حتی
 لسمی بامیر المؤمنین لقصۃ سندا کرہا فی بابہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہ حضرت ابوبکر خود را
 خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می گفت و مردمان نیز بہ این نام حضرت ایشان را یاد می کردند و
 عمر را بہ نام خلیفۃ ابی بکر و او اہل خلافت ایشان می گفتند تا آنکہ بہ نام امیر المؤمنین موسوم شد۔ و در
 احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ کہ حضرت عمر خود را خلیفۃ ابی بکر می نوشت و در گفتن خلیفۃ
 خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طوالت بود۔ چون لبید بن ربیعۃ عامری و عدی بن حاتم طائی
 حضرت ایشان را بہ امیر المؤمنین نام بردند حضرت عمر آن را خوش گردند و سیوطی در تاریخ الخلفاء نوشتہ
 کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ می گفت: لَوِ دِدْتُ اَنْی شَعْدَةُ فِی صَدْرِ ابِی بَکْرٍ الْبَتَّهْ خَواہِشِ دَاشْتَمُ کہ
 من بر سینہ ابوبکر یک موسے بودم۔

ابن سعد در جہز پنجم صفحہ دو صد و ہشتاد و ہفت از طبقات کبریٰ نوشتہ عن عکرمۃ قال کان
 ابن عباس یجعل فی رجلی الکبَلِ یُعَلِّمُنِی الْقُرْآنَ وَ یُعَلِّمُنِی السُّنَّةَ۔ یعنی حضرت ابن عباس در
 پائے عکرمہ قیدی نہاد تا کہ دے قرآن و حدیث را یاد گیرد۔ بخاری نیز در صحیح خود در باب التوثیق من تنحی
 معترتہ نوشتہ: فَبَیِّنَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَکْرَمَةَ عَلَی تَعْلِیْمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ وَاَنَّ ہُوَ حَضَرْتُ عَمْرًا وَہُوَ
 غَالِیَانِ رَا تَنْبِیْہِی فَرَمُو دَ مَحْتَاجٍ ہِجْ تَعَارَفَ نَبِیْسَتِ۔

مرشدِ حقیق از حَضِیضِ پستی بہ اُوجِ بلندی می رساند و از لذائذ و کیفیاتِ والدِ حی
 نَفْسِی بَیْدَ لَا تَوَدُّ وَ مَوْنِ عَلَی مَا تَكُونُ عِنْدِی وَ فِی الذِّکْرِ لَصَا فَحْتَكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَی
 قُرْشِكُمْ وَ فِی طَرُقِكُمْ۔ وَلَکِنْ یَا حُظْلَةَ سَاعَةٍ وَ سَاعَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ کَمَا فِی بَابِ ذِکْرِ اللّٰهِ
 عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْمَشْکَاتِ حُظْلَةُ بن ربیع اُسیدی رضی اللہ عنہ می گوید کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہ
 من گفت، اے حُظْلَةُ چہ حال داری، من گفتم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مایان را بہ نار و جنت

تذکیر می کند و احوالِ ما آن می باشد که گویا دوزخ و جنت را به چشم خود می بینم و چون از نزد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم می برآیم و باز نہا و اولاد و زمینات مخالطت می کنیم از آن چیز بسیار را فراموش می کنیم. حضرت صدیق اکبر فرمود که به خدا این گونه احوال مارا ہم پیش می آید و باز من و ابو بکر یہ خدمت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم رسیدیم و من گفتم کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق شدہ و عرض احوال کردم۔ پس آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم فرمود سو گند بہ آن پاک ذات کہ نفس من در دست قدرت اوست کہ اگر بر آن حال کہ نزد من بہ شمایان حاصل می شود، شمایان داکم بمانید ہر آئینہ مصافحہ کنند شمارا فرشتگان بر فراشہائے شما و در راہ ہائے شما لیکن لے حنظلہ گاہے و گاہے۔

اگر در ویش بر حالے بماندے
سر دست از دو عالم بر فشاندے
گہ بر طارم اعلیٰ نشینم
گہ بر پشت پائے خود نہ بینم

بیعت زنان | بیعت زنان متعلق بہ حضرت والدہ ماجدہ بود۔ بلکہ حلقہ و توجہ نسائیزہ ایشان تعلق داشت۔ روزے در کوسٹ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند و والدہ شما احوال بلند و کیفیات ارجمند دارند و ما ایشان را اجازه تعلیم و ارشاد دادہ ایم۔ مع ہذا یک نوبت در کوسٹ عاجز دیدہ کہ از پنجاب جماعتی از نسائے برائے بیعت بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان ردائے طویل را بر زمین انداختند و جانبے را از آن ردا در دست خود گرفتند و جانب دیگر را جماعت زنان گرفت و آن جناب اولاً عہد گرفت کہ از لواہی اجتناب ورزند و ردا دے او امر کوتاہی نہ کنند و ایشان را داخل سلسلہ عالیتہ نمود۔

حلقہ و توجہ | حضرت ایشان بہ مواظبت بعد از وقت چاشت از ساعت نہ تا ساعت دوازده بلکہ تا ساعت یک از صبح و از نماز شام تا نصف اللیل حلقہ می فرمودند۔ البتہ در چند سال آخر حلقہ صبح نہ می کردند و حلقہ شام تا ساعت دو از لیل طول می کشید۔ در حلقہ صبح بیشتر بہ تدریس مشغول می بودند کہ بیانش عن قریب خواہد آمد۔

ابتدائے حلقہ منظر کیفیات جلالیہ می بود۔ حضرت ایشان بہ نظر باطن احوال مخلصین را ملاحظہ می فرمودند۔ اگر در کسے خلل می یافتند بہ حسب احوال تنبیہ می فرمودند۔ بہ اندازہ یک ساعت یا یک نیم ساعت دور جلالی طول می کشید و بعد ازین آغاز دور جہالی می شد۔ روزے در حلقہ مبارکہ بہ مخلصین گفتند: ماچہ کنیم برائے اصلاح احوال باطن شمایان تو جہات و سعیہا می کنیم و نوعی از آثار حسن و جمال در قلوب شمایان ملاحظہ می کنیم و خوش می شویم، و دیگر روز چون آثار خیر و برکت را محو می یا بیم و جالیش پردہ ہائے ظلمات بہ نظر در می آیند

کبیدہ خاطر شدہ زجر و توبیخ می کنیم۔ عاجز چندین افراد را دیده کہ سالہا سال بہ خدمتِ اقدسِ ایشان رسیدہ اند و دامنِ الطغیہا و عنایتہا یافتہ اند۔ یک بار ہم کلمہ درشت را از ایشان نہ شنیدہ اند۔ چون میر حسن صاحبزادہ و ملا محمد حسن بابی قندھاری، و رحیم داد مستنگی، و فتح اللہ اندری، و حاجی نور احمد مقری، و ملا گل محمد دخیل، و ملا حاجی گل، و عبد الحکیم دقتانی، و مولوی عبد العزیز بنگالی وغیرہم۔ بلکہ این عاجز دیدہ کہ بعض افراد را یاد می فرمودند و خواہش داشتند کہ ایشان برائے چند وقت حاضر شوند۔ از اینہا ملا محمد حسن بابی است کہ چند سال در کوشہ بہ خدمت حضرت ایشان بودہ و در ۱۳۳۸ھ بہ قندھار رفت و دو سال آخر از خدمتِ مبارک کہ جدا ماند۔ قیام ملا محمد حسن در کوشہ بہ جائے محمد اسلم خاں نورزی بودہ حضرت ایشان درین عرصہ چند بار بہ محمد اسلم فرمودند کہ ملا محمد حسن را از قندھار طلب کنید۔ اگر در جائے شما ایشان را تکلیفی می شود ما ایشان را جائے می دہیم۔ ایشان بیایند و بہ راحت قیام کنند۔

کسی کہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ الی اللہ باشد باصحابِ غفلت چہ صحبت دارد۔ عالمی کہ مصروفِ تحقیقاتِ علمیہ بود برایش صحبت جاہل بہ جز تضییعِ وقت چیزے دیگر نیست۔ مثلی مشہور است: *الْجُنُسُ إِلَى الْجُنُسِ يَمِيلُ*۔ پروردگار جَلَّتْ جَلَمَتُهُ بہ سردارِ کلِ جہان و رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہ ہائے انبیاء علیہم السلام بیان کردہ تاکہ قلبِ مبارکِ ایشان قرار گیرد۔ پروردگار گفتہ وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الشُّرَاسِلِ مَا نُنَبِّئُكَ بِهِ فَوَادَىٰكَ۔ حضرت ایشان قدس سرہ چیزے را دلدادہ بودند بوی آن چیز را خواہان بودند، روزے در خانقاہ شریف دہلی مصروفِ حلقہ و توجہ بودند۔ ناگاہ شخصی از دروازہ شرقی درآمد و بر من اراتِ مبارکہ رفتہ سلام و فاتحہ خواند و قدرے مراقبہ کردہ باز گشت۔ وقتے کہ آن مرد خدا باز می گشت حضرت ایشان سر مبارک برداشتہ جانبِ آن مرد نگریستند و بہ حاضرین گفتند: این مرد پاک نفس را بنگرید کہ چہ دل پاک مثل انا دارد۔ اگر این گونه افراد نزد من آیند من ایشان را کس چیزے خواہم گفت۔

بعد از دو درجہ جلالی دورِ جمالی شروع می شد۔ سحان اللہ چہ مبارک ساعت و چہ پاک محفل می بود ہر یک از شرابِ محبت سرشار شدہ از دنیا و مافیہا بہ خبر می شد۔ نشست حضرت ایشان چہ از انومی بود۔ یک بالشت خورد و بر رانہاے خود نہادہ ہر دو مرافق را بر آن می نہادند۔ بہ دورانِ توجہ سر مبارکِ ایشان مائل بہ زمین می شد۔ تا ساعت دو بلکہ بعد تر از آن این کیفیت می ماند۔ شبے بہ عبید الرحمن خان شروانی فرزند مولانا حبیب الرحمن خان، صدر یار جنگ، علی گڑھی بہ ساعت دو فرمودند: بر ما چہ فضلِ پروردگار است، این وقت کہ مخلوق در خواب است۔ در این جا بندگانِ خدا مصروفِ ذکرِ الہی اند۔ عبید الرحمن خان می گوید کہ

بعد ازین قول حضرت ایشان صدائے هُو برآوردند و محسوس کردم نہ صرف خانقاہ شریف و مسجد شریف خانقاہ بلکہ از در و دیوار عمارات ملحقہ خانقاہ شریف صدائے اللہ اللہ برخاستہ از اہالیان ہند چندین برادران طریقت بہ این عاجز گفتہ اند کہ مادر خانہ خود سعیہا می کنیم کہ حضور قلب حاصل کنیم و بہ ذکر پروردگار مشغول شویم۔ اما وقتے کہ قصد حضرت ایشان می کنیم و از خانہ خود پائے پیروں می نہیم ذکر شریف جاری می شود و در حضور حضرت ایشان کیفیتے روی می دہد کہ از بیانش زبان قاصر است عاجز در نظم "نغمہ ہجران" گفتہ۔

قبلہ عالم ابو الخیر کبیر
داشت از گردون محی الدین نقب
با کمال و بد غریق اندر کمال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب
چوں نہ دارد تاب و صفش را ز بان
طالبان را ہر چہ باشد از کمال
خادمان شان بہ سوز و درد دل
آہ و زاری بود ایشان را شعار
از شراب معرفت بے ہوش بند
گریکے از سوز آہے می کشید
گریکے را چشم بودے اشک بار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر
ہر یکے مہو ت گشتے از جمال
بے خبر گشتے ز اخبار عیان
گر تو می دیدی جمال انجمن
می گزشت اندر دلت چندین سوال
این گروہ انس بیخیم یا ملک
جذبہ اصحاب چون بینم نہان

ذخردین عبداللہ آن قطب شہسیر
مولدش دہلی و فاروقی نسب
چون مجرود داشت جذبے مثال
وز گمان من مقامش برتر است
یک دمش از مذنبان شستے ذنوب
زان نو لیسیم خادمانش را بے بان
بر علو کعب استاذ است دال
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
عشق حق می داشت شان را بے قرار
دب آشعث را مثال خوش بند
دیگرے را مرغ جانش می پرید
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
دیگرے از وجد جامہ می درید
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
مخواند ذات پاک ذوالجلال
با خبر گشتے ز اسرار نہان
کلب حیرت می گزیدی در دہن
بر زبان حال رفتے این مقال
یا قمر را با نجوم اندر فلک
برکت خیر القرون چون شد عیان

بیچ گاہے من نہ دیدم مردمان
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا
بس ہمیں تعریف نیکانِ آمدہ
ختم سازم وصفِ شانِ براین کلام
حیف بیند چشمِ گیتی بعد ازین
یا کہ بیند مردمان را در قیام
آن صلاۃ با حضور و با خشوع
رحمت حق روز و شب برشان بود

زین نمط با این صفت اندر جهان
دیدن شان یاد حق بخشد ترا
بس ہمیں توصیفِ مردانِ آمدہ
تا کہ قولِ مصطفیٰ یا بدختام
نیک مردان، همچو ایشان بر زمین
در لیا لہائے برکت از ہیام
ختمِ قرآن با قرأت با حضور
روحِ شان در خلد بس فرحان بود

دیدہ شدہ کہ بعض افراد از وجہ اقوالِ معاندین سورِ نطن بہ حضرت ایشان می داشتند
این سورِ نطن تازمانے می بود کہ بہ خدمتِ اقدس نہ رسیدہ بودند روزے کہ بہ خدمتِ ایشان می رسیدند
گرویدہ حضرت ایشان می شدند و ازین جملہ سیادت پناہ سید احمد شمس العلماء، امام جامع دہلی
فرزند جناب سید حافظ محمد الامام رحمہما اللہ بودہ۔ تا سالہا از حضرت ایشان دُوری دُرزیدند و چون نوبتی
بہ خدمتِ ایشان رسیدند معتقد بلکہ گرویدہ حضرت ایشان شدند و فات ایشان بہ روز چہارشنبہ
۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء) بودہ تا روز وفاتِ محبت و ارتباطے کہ با ما برادران داشتند بر فرط
عقیدت ایشان دال بود کہ با حضرت ایشان داشتند و وقتے کہ ذکر حضرت ایشان می کردند بہ ادب
احترام تام می کردند۔ رحمہ اللہ۔

و کسانے کہ از وجہ ہیبتِ حضرت ایشان برکنارہ بودند چون بہ خدمتِ مبارک می رسیدند
از جان دل گرویدہ حضرت ایشان می شدند و منہم صاحبِ النسبتہ و المودۃ و الاخلاص حکیم فرید احمد عتّابی
امروہوی، روزے بہ قُربِ چتلی قبر بہ دست بوسی حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند اگر حضرت اقدس
اجازت دہند فقیر بعد العشاء بہ خدمتِ اقدس برسد۔ حضرت ایشان بہ انبساطِ کامل فرمودند۔
ہاں، ہاں، بہ شب بیائید چنانچہ از ان روز تا شب وفات سہ سال ہر شب در دہلی بہ خدمتِ حضرت
ایشان می رسیدند و ایشان شخصے اند کہ احوالِ کسبِ سلوک از حضرت ایشان استفادہ کردند و جواب
کہ حضرت ایشان دادند تحت عنوانِ تَجْرِیرِ مبارک و فصلِ اولِ گزشتہ جناب حکیم صاحب از اہل
باطن و اصحابِ سلوک بودہ و سلسلہ ارادت و بیعتِ ایشان بہ قطبِ عالم حضرت شاہِ عِسلام
علی قدس اللہ سرہ و آفاض علی العالمین برآئے می رسید، ایشان از شاہ بہار الدین امروہوی بیعت

می دادند و در ملکات و دلائل الخیرات را دوست می داشتند اگر کسی تصحیح این کتابها را ایشان می خواست منظور می فرمودند چنانچه آن شخص به دوران حلقه هر روز یک حزب پیش حضرت ایشان می خواند پاک نسب پاک باطن سید احمد حسن ساکن انوپ شهر از توابع بلند شهر از حضرت ایشان دلائل الخیرات خوانده و چند افراد حصن حصین خواندند بعد از نماز عشاء برائے نیم ساعت به حرم سرالتشریف می بردند آنجا مخلصات از پس پرده از حضرت ایشان تو جهات و هدایات حاصل می کردند

تربیت مخلصین

حضرت ایشان به درستی اخلاق مریدان سعیهای می کردند از گرداب انانیت و پنداری کشیدند می فرمودند تا وقتی که اخلاق رذیل زایل نشوند حصول کمالات باطنی متعذر است ملا حبیب الله ولد ترک از جهات پشاور و غیره بود سالها سال خدمت حضرت ایشان کرده قصیده مبارکه برده را عاقل بود بعد از بیعت شدن در خدمت حضرت ایشان عرض کرد که من این قصیده را عالم و خلق خدا را تعویذ می دهم اگر حضرت شما اجازت عنایت کنید من این عمل را جاری دارم حضرت ایشان به ملا حبیب الله اجازت داده بودند ملا حبیب الله از اصحاب نسبت و حضور آگاهی بود روزی خطای کرد حضرت ایشان صبا صبح ساعت ده یا بعد از آن به عاجز فرمودند زید برو به حبیب الله بگو تو این خطا کرده ای لہذا دور و پیہ جرمانه بده ملا حبیب الله در خانقاه شریفی نزد محجر مبارک استناده بوده عاجز پیام حضرت ایشان رسانید وے گفت من جرمانه نمی دهم عاجز جوابش رسانید حضرت ایشان جواب شنیده برائے دو سه دقیقه سر مبارک را مائل به جهت صد مبارک کردند و باز سر مبارک را برداشته فرمودند برو به حبیب الله بگو مادر طلب تو نه رفته بودیم تو برائے بیعت آمدی و ما از تو اقرار گرفتیم که مخالفت نه خواهی کرد حالا مخالفت کرده ای و جرمانه نمی دهم لہذا به خانه خود برو و با ما تعلق مدار عاجز این قول را به ملا حبیب الله رسانید وے این قول را شنیده چشمان خود را بند کرده و وے خود را به جهت قیام گاه حضرت ایشان تحویل داده به کیفیت جذب درآمده با چشم گریان به عاجز گفت من جرمانه می دهم من جرمانه می دهم و دور و پیہ به عاجز داد و خودش مصروف وجد و گریه شد عاجز آن دور و پیہ به خدمت مبارک رسانید و عرض کرد که ملا حبیب الله جرمانه ادا کرد حضرت ایشان سر مبارک خود را به جانب عاجز برداشته فرمودند زید تو دیدی در آن وقت بروئے مبارک کیفیت انبساط ظاهر باهر بود و عاجز خیال دارد که حضرت ایشان وقتی که سر مبارک خود را برائے لحظات فرو برده بودند نوعی از تصرف باطنی به کار آوردند که ملا حبیب الله از دایره طغیان در حلقه فرمان درآمد و این گونه تصرفات در اکثر اوقات از حضرت ایشان ظاہری شد خصوصاً با کسانی که نوعی ارتباط قلبی پیدا کرده بودند

حضرت ایشان احوال ہند را دیدہ مخلصین می گفتند کہ از
اجتناب از صحبت واعظان واعظان دور باشند و بہ وعظ ایشان نہ روید عاجز گوید

در ہندوستان بہ کثرت فرق و اَخراب را ظہور شدہ است۔ کسے دیوبندی است، کسے بریلوی، کسے
 چترالوی، کسے غیر مقلد، کسے وہابی، کسے اہل حدیث، کسے اسلامی و کسے تبلیغی و کسے چیزے دیگر۔ این ہمہ فرق را
 داعیان اند، وعظہا می کنند و عوام را بر راہ غلطی اندازند دیدہ شدہ کہ از استماع وعظ اینہا شکوک شبہات
 در دل جائے میگیرند برائے فرید پیر و مرشد و ہر وہابی است۔ کسے را کہ پیر و درگاہ پیر و مرشد کامل عنایت
 کردہ کہ عالم بہ احکام شریعت و عارف بہ اسرار طریقت باشند از بہر چہ پیش دیگرے رود۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و اگر پیر کسے بہ احکام شریعت چندان علم نہ داشتہ باشد و یا باید از عالم استفسار مسائل کند کہ از جمیع
 این احزاب بر طرف باشد چہ اصحاب احزاب مسلک حزب خود را بیان می کنند و چغت سوے ویرانہ
 کشد طوطی سوے قند، و کس نہ گوید کہ دوغ مادرش است۔ سید احمد حسین انوپ شہری بسلسلہ ملازمت
 شہر لونا رفت و آن جائزہ امام مسجد شریف کہ عالم بودہ نشست و برخواست شروع کرد۔ و حسب معمول
 بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: ”در وظیفہ شما کدورت
 بہ نظر درمی آید، آیا نزد بدعقیدہ افراد نشست و برخواست می دارید؟“ احمد حسین بہ عاجز گفت، من متحیر
 اندم کہ کدام کس بدعقیدہ است کہ ازوے دور مانم، و اندر بن فکر غلطان و بیجان بہ مسجد شریف رفتم و در
 صحبت مولوی صاحب نشستم و مدتے نگزشت کہ شخصے نزد مولوی صاحب چیزے از حلاوہ آورد و گفت
 برائے فاکہ حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ این شیرینی آورده ام شما فاتحہ خواندہ ایصالِ ثواب کنید مولوی ضا
 بہ آن شخص گفت: ”این ہمہ کارہائے لایعنی اند و من این گونه کار نہ می کنم“ از مولوی صاحب چون این سخن شنیدم
 و انستم کہ این امام بدعقیدہ است و خود را از صحبت و سہ برکنار کردم۔

دی فرمودند کہ از صحبت جاہل و ناتمام صوفیہ خود را محفوظ
اجتناب از صحبت صوفی ناتمام دارید۔ مولانا سید عبدالجلیل در ۱۳۲۲ھ بیعت شدند۔

دو سہ ماہ در حلقہ مبارکہ حاضر شدند چون حضرت ایشان بہ کوٹہ رفتند ایشان بہ ڈاسٹہ برگشتند کہ در
 مضافات دہلی دسے بزرگ است مولوی صاحب بہ این عاجز گفتند: ”آنجایک صوفی بود۔ من ہر روز
 بہ خدمت وے رسیدہ بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ چون حضرت ایشان از کوٹہ مراجعت فرمودند بہ خدمت
 مبارکہ رسیدم، حضرت ایشان مرا برائے تعلیم حضرت بلال مقرر فرمودند من محسوس کردم کہ حضرت ایشان را

بر احوال من آن نظر انتفات نیست که در سالِ ماسبق بود۔ در آن آیام حضرت ایشان پاپیاده برائے تفریح و تمشیه از خانقاہ شریف می برآمدند و عند المعادۃ برگرسی ہندی در دروازہ خانقاہ شریف قدرے آرام می گرفتند و مخلصین پاک منش این فرصت را غنیمت شمرده پاهائے ایشان را بہ شوق تمام می مالیدند۔ روزے حضرت ایشان چون باز گشتند و برگرسی ہندی نشستند مراد در جانبے استادہ دیدند و بہین خطاب کرده فرمودند: ”عبدالجلیل چہ ماجری است کہ علالتِ سالِ گزشتہ در تو نہ می یابم“ عرض کردم: خطائے از من سر نہ زدہ البتہ من در صحبتِ یک صوفی نشستہ بہ ذکر شریف مصروف می شدم، فرمودند: ”این کثافت کہ در تو ظاہر است اثر بہان صحبت است“ عرض کردم حضور انور آن نسبت را سلب بفرمایند، فرمودند: ”سلبِ نسبت بکنم؟“ و باز چشمانِ مبارک را بند کردہ متوجہ بہ سونے من شدند و من محسوس کردم کہ در سینہ من چہیزے جمع کردہ می شود و باز چیزے از اُم الدماغ من خارج شد و آن وقت یک آواز کہ اَشْبہ بطنطن باشد شنیدم۔ حضرت ایشان چشمانِ مبارک را کشادہ بہ من گفتند: ”عبدالجلیل چند روز ذکر شریف نہ کنی“ مولوی صاحب می گفتند: بعد ازین احوالِ باطنی من درست شد و از الطاف و عنایات حضرت ایشان بہرہ مند گشتم۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اعمل حضرت ایشان بر عزیمت بود۔ اَمَّا اَحْيَانًا بِلا ضرورت برائے اختیار از عزیمت بہ رخصت

احوالِ مخلصین بر رخصت عمل می کردند کسانے کہ دانائے رازی بودند می دانستند کہ این اعتبار است و پروردگار از من لای محفوظ دارد۔ و بعض افراد را خناس دروڑہ شکوک و اَوہام می انداخت و این گونه افراد را حضرت ایشان فی مابعد سیاست می فرمودند۔ ازین جملہ حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت دہلوی بود۔ در او اَیْل ماہ مبارک بَیْع الاول شمس واقعہ خود را بیان کردند۔ بعد از تقسیم ہند حافظ عبدالحکیم بہ کراچی رفت و بعد از یک و نیم سال واقعہ حافظ عبدالحکیم بہ دہلی باز آمد روزے نزدِ محجربارک با عا جز نشستہ بود و بیان کرد

کہ یک بار در دلم اعتراض پیدا شد و رفتہ رفتہ جائے گرفت، شبے برائے شرکت در حلقہ شریفہ حاضر شدم، در بان اطلاع کرد کہ حضرت ایشان طلب نہ فرمودند، و من قدرے انتظار کردہ بہ خانہ رفقہ۔ شب دوم و باز شب سوم نیز ہمین صورت پیش آمد۔ آن گہ بہ دلم خیال آمد کہ امشب نیز حاضری شوم، و تا آن وقت بہ خانہ مراجعت نہ کنتم کہ حضرت ایشان رانہ بنیم۔ چنان چہ بعد از عشاء بر در اقدس حاضر شدم، در بان اطلاع کردہ جوابے نہ یافت من در دروازہ نشستم، بعد از نصف شب بہ ساعت دو ملا حاجی احمد خان مٹہ خیل آمد و مرا گفت کہ حضور انور بہ قیام گاہ خود شریف بردند لہذا شما بہ خانہ خود

برگردید من به ایشان گفتم۔ تا وقتے کہ به سعادت قدمبوسی نہ رسم ازین جانہ خواہم رفت شما یک بار به خدمت ایشان باز اطلاع من بدہید۔ چنانچہ ملا احمد خان از راہ بام رفتہ حضور انور را اطلاع داد۔ حضرت ایشان فرمودند عبدالحکیم را بیار۔ چنانچہ من از راہ بام با ملا احمد خان بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ حاضر شدیم چون حضرت ایشان آواز من شنیدند بیرون صحن برآمدہ دروازہ زینہ را کشادند۔ چون من به حضور ایشان رسیدم پائے مبارک ایشان گرفتہ اشک ریزان عرض کردم کہ تقصیر مرا عفو فرمائید، حضرت ایشان نزد دروازہ زینہ استادہ بودند، مرا از اکثاف گرفتہ استادہ کردند و فرمودند عبدالحکیم از چند روز در دل تو کجی بود لہذا ما ترانہ خواستیم حکیم اجل خان را تومی شناسی۔ بہ نوعی کہ فی تشخیص امراض جسمانی می کند و باز علاج می کنی، بہ فضل پروردگار تشخیص امراض قلب بہ همان طور می کنیم و باز علاج آن می کنیم تو بین کہ چہ طور از کجی دل تو آگاہ شدیم و علاج آن کردہ زائل کردیم ہوش کن کہ بار دیگر این گونه فعل از تو سر نہ زند، این کلام فرمودہ مراد عدادہ رخصت کردند۔ این تنبیہ برائے عبدالحکیم باعث خیر و برکت گردید و محبت پیرو مرشد و سرور قلبش متکمن گشت و از حلاوت۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدَيْهِ وَوَلَدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ مُتَلَذِّذِ گشت۔ تا وقتے کہ مرید در محبت پر خود فانی نہ گردد فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے می تواند شد و تا وقتے کہ فانی در محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ گردد، فنا فی اللہ کے می شود۔

واقعہ مولانا سیف الرحمن حضرت ایشان مخلصین را بر زلات تنبیہ می فرمودند چنانچہ مولانا سیف الرحمن را بر وابستگی ایشان با اہل دنیا تنبیہ فرمودہ اند مولوی صاحب از مخلصین اولین حضرت ایشان اند و در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی صدر مدرس بودند۔ در اوایل عقد رابع از مایہ چہار دہم در تحریک ترک موالات ہجرت کردہ بہ کابل رفتند، در سال ہزار و سہ صد و پنجاہ ملاقات ایشان در حرم محترم عند المقام با این عاجز شد، محبت و اخلاص و ارتباطی کہ با سیدی الوالد قدس سرہ داشتند آثار آن ظاہر و باہر بود، بیان حضرت ایشان می کردند و پیہم اشک ہا از چشمان خود می نچینند در آن لقمہ مبارکہ دعا ہا می کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرَضِی عَنہ۔

مولوی صاحب از اہل دنیا شخصے را بہ خدمت حضرت ایشان آوردند۔ آن شخص دوازده ہزار روپیہ کلد از زکات بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد تا کہ ہر کرا خواہند بدہند و ہر جا کہ خواہند صرف نمایند مولوی صاحب سفارش آن شخص کردند، حضرت ایشان را اوضاع و اطوار آن شخص پسند نیامد و روپیہ بہ دے گشتانند و مولوی صاحب را گفتند کہ چرا سفارش چنین شخص کردی و باز مولوی صاحب را از خانقاہ شریف بدر کردند چنانچہ چند روز مولوی صاحب از حلقہ و توجہ محروم ماندند۔

واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ

در کوشہ بلوچستان نزد خانہ حضرت ایشان در احاطہ سفیر
محمد اسماعیل محمد غزنوی قیام داشت۔ وقتے کہ حضرت ایشان
برائے تفریح و تمشیہ تشریف می بردند در اراہ بہ کمال ادب عرض احترام می کرد و بیکان وقت بہ خدمت شریف
رسیدہ چندے می نشست۔ اگرچہ وے از حضرت ایشان بیعت نہ بود و ریش وے ہم کمتر از دانه برنج
بودہ لیکن دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان بر وے شفقت می کردند۔ روزے وے پریشان حال حاضر شد
در دست وے یک جام بود و دران جام قدرے از آب آورده بود۔ حضرت ایشان پرسیدند "محمد عمر
چیست" عرض کرد۔ دخترم از دیروز بہ دیروزہ مبتلا است، ولادت نہ می شود و حالا امید حیات گستہ۔
حضرت ایشان جام را در دست خود گرفتہ چیزے خواندند و دم بر آب کرده بہ محمد عمر دادند و فرمودند۔ پریشان
مشو۔ این آب را بہ دختر خود بدہ۔ پروردگار فضل خواهد فرمود۔ چنانچہ محمد عمر آب را برد و بعد از نصف
ساعت باز گشت و دست و پائے حضرت ایشان را بوسہ دادہ عرض کرد۔ بہ مجرد نوشیدن آب ولادت
شد و دختر راحت یافت و از خطرہ برآمد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتند و شادان گشتند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از اجل خلفائے حضرت ایشان بودند۔ بیانش ان شاء اللہ در خاتمہ خواهد
آمد۔ ملا صاحب روزے بلا وجہ محمد غزنوی را کہ ذکرش بالا گذشت سخت و سست گفت۔ چون حضرت
ایشان را علم واقعہ شد در بان را امر کردند کہ دو چار کفش ملا صاحب را بر سرش بزنند۔ چنانچہ در بان امتثال
امر کرد۔ ملا صاحب چند دقیقه خاموش ماندند و باز بر در مبارک حاضر شدہ مصروف آہ و بکا شدند۔ حضرت
ایشان آواز ملا صاحب می شنیدند و درین دوران متوجہ بہ سوئے ایشان ماندند و باز سراپا رحمت و
شفقت شدہ نزد ملا صاحب آمدہ بر ہر دو پاہائے خود شستہ دست مبارک بر سر ملا صاحب فرو آوردند
و اظہار رضامندی خود کردند۔ ملا صاحب را دل بستہ شد و دست مبارک ایشان را بوسہ داد۔ آہ و بکائے
ملا صاحب نہ از در ضرب بود بلکه در دل ایشان این خیال آمد کہ حضرت ایشان از من ملول خاطر شدہ
اند۔ رَحِمَہُ اللہُ و رَاضی عَنہُ۔

واقعہ ملا عبد اللہ عینری

ملا عبد اللہ از مخلصین قدام صاحب نسبت و اخلاص و مودت و صاحب
اجازت بود۔ می گفت کہ لغزشے از من واقع شد و علالت باطنی را
در با ختم حضرت ایشان طبیب دہا بود بر ایم پنج ضرب چوب تجویز کردند۔ چنانچہ خادمے امتثال امر کرد۔
ملا عبد اللہ گفت چون ضرب اول بر جسم واقع شد دیدم کہ پردہائے غفلت چاک شدند از فرط مسرت بہ جناب
گفتم کہ رعایتے بمن نہ کنند و ضرب را بہ شدت جاری کنند۔ چون ضرب پنجم بر جسم رسید کار خانہ باطن کاملاً

پاک شدہ بود وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حافظ میرالدین دہلوی در آن وقت حاضر بود بہ عاجزی گفت کہ من حیران ماندم کہ ملا عبد اللہ بر سرِ ہر چوب الحمد للہ می گفت و در اتمام ضرب حالت وجد و روی طاری گشت من از ملا عبد اللہ استفسار کردم۔ ایشان حقیقت امر بیان کردہ گفتند: ”این ضرب چوب نہ بود بلکہ داروے دُن بود“ رَحِمَہُ اللہُ وَرَاضِی عَنہُ۔ بیان ملا عبد اللہ در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔

واقعہ ملا جمعہ خان ملا جمعہ خان از یاران قدیم و مریضیم بود۔ احوالش در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بہ کوسٹ آمدند۔ روزے در خدمت حضرت ایشان عرض کردند: ”حضور انور فضل پروردگار شد کہ از بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان خوش وقت شدہ فرمودند: ”اے عزیز ہر چہ می یابی ازین سوراخ می یابی“ و اشارہ بہ سینہ مبارک خود کردند، ملا صاحب عرض کرد کہ حال واسطہ در میان نہ ماندہ و بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان فرمودند: ”پس شمارا حاجت آمد بہ نزد چیست شماروید؟“ و در بان را گفتند کہ ملا صاحب را رخصت کنند، و فرمودند کہ در حد و خانہ ہائے مانہ آیند۔ ملا صاحب بعد ازین واقعہ پانزدہ یا بست روز در کوسٹ ماندند لیکن شرف دست بوسی نہ یافتند و کیب الخاطر بہ وطن خود مراجعت کردند۔

عاجز گوید بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کتابِ ہدایۃ الطالبین در حیات پیرو مشد خود قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ الہ قدس نوشتہ اند و باز حضرت پیرو مشد آن تالیف قیم را مطالعہ کردہ نوشتہ اند: ”آن چہ درین رسالہ مذکور است بسیار مسرور و محفوظ گردانید۔“ این کتاب در بیان سلوک نقشبندیہ مجددیہ از اہمّات کتب است۔ درین کتاب حضرت جد امجد قدس سرہ تحریر کردہ اند: ”قلوب مشائخ کرام را کہ تا بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائط فیض اندامند عینک باید داشت“ قلوب حضرات مشائخ امثال زجا جہائے ”دورین“ اند کہ ہر قدر زجا جہا را بہ پہلوئے یک دگر نہادہ بہ سوئے کواکب می بینند نظر تیز تر و صاف تر می شود۔ بہ وقت نظر کردن زجا جہا از صفائے خود بہ نظر نہ می آید۔ انسان خیال می کند کہ دسے اشیائے بعیدہ را بہ چشم خود می بیند۔ حالانکہ این دید رہین منبت آن زجا جہا است کہ بہ پہلوئے یک دگر نہادہ شدہ اند۔ حضرات مشائخ قدس اللہ سرہ از ہم فرمودہ اند: ”برائے تحقیق امور ظاہری قلبت و سائط بہتر است تا مطلقان سہو نسیان کمتر باشد۔ ازین جا است کہ ثلاثیات امام بخاری را منترتے دیگر است، اما برائے حدّات

بَصِيرَتِ كَثَرَتْ وَسَالَطَ بِهِرُ وَخُبْرَاسْت، ہر قدر کہ زمان از ایام سرورِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور ترمی افتد زیادتِ واسطہ نافع تر آید کہ قلوب اولیاءِ بایک دگر پیہم شدہ کیفیتِ دیگر پیدائی گشد۔ ملا جمعہ خان رحمہ اللہ صفائے وقت و حال را دید و صفائے زجاجہ کائنات کو کب دُرّی را فکر نہ کرد کہ موصول بہ آن مصدر فیوضات است۔

رَقَّ الزَّجَاجُ وَرَاقَتْ النُّخْمُ فَلْتَشَابَهَا وَتَشَاكَلَتِ الْأَمْزُ

دران روز ہا حسین اللہ صاحبزادہ اندر می شلگری حاضر بود۔ چون ملا جمعہ را حضرت ایشان از جائے خود کشیدند، حسین اللہ بہ وے گفت۔ آن چہ حضور النور فرمودہ عینِ صواب است، لہذا اعترافِ تقصیر خود بکنید۔ ملا صاحب گفت من حقیقت امر را بیان کردہ ام و رجوع از ان نہ می توانم کرد۔ این بیان حسین اللہ صاحبزادہ بہ عاجز کرد۔

ملا صاحب بعد از چند ماہ بہ دہلی حاضر شد۔ و در آن جا قیام کرد کہ برائے قیام کردنِ مخلصین مخصو بود۔ اما اجازتِ دخولِ خانقاہ شریف بہ ایشان دادہ نہ شد۔ روزی ملا صاحب بالائے بامِ دروازہ ترکمان رفت۔ واللہ اعلم چہ صورت حال پیش آمد کہ از بالائے دروازہ بر روی خاک افتاد۔ بلندی بامِ دروازہ از ہشت یا نہ گزافرنجی کم نیست، اگرچہ ہیچ عضو از ملا صاحب شکستہ نہ شدہ بود اما خستگی و درد بہ حدّی بود کہ از حرکت معذور بودند۔ مخلصین ایشان را برداشتہ بہ قیام گاہ رسانیدند۔ بہ وقتِ عصر بنون حضرت ایشان برائے سیر و تفریح در عرب سوار شدند از مایان برادران یکے عرض کرد کہ امروز ملا جمعہ از بالائے بامِ دروازہ ترکمان غلطیدہ بر روی زمین افتاد۔ حضرت ایشان بہ خوب وجہ تفصیل واقعہ شنیدہ و لحظہ توقف کردہ فرمودند: "اچھا ہوا" یعنی خوب شد۔

عاجز در احوالِ حضراتِ عالی قدر قدّس اللہ اسماءہم در جائے خواندہ کہ برخالفست اولیائے کاملین از جانب حق جلّ و علا تنبیہ واقع می شود و بعض اوقات آن تنبیہ مہلک می باشد، یکے را از حضراتِ کرام شخصے آزار رسانید، ایشان بہ خادے گفتند کہ آن شخص را بزند۔ خادم تغافل کرد، و وقتے نہ گزشت کہ آن آزار دہندہ بر زمین افتاد و ہمان دم مرد۔ آن حضرت بہ خادم گفت من ملاحظہ کردہ بودم کہ غیرتِ خداوندی بہ جوش آمدہ، خواستم کہ بہ لکمہائے یا بہ لکدے خلاصی یا بدلیکن تو تغافل کردی و وے از جان رفت۔ و الا مَرَكَمَا قَالُوا قَدْ سَأَلَ اللَّهُ اسْمَارَهُمْ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيَّ عَنْ أَنَسٍ وَإِنِّي هُرَيْدَةٌ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ۔ پروردگار از غضب خود ہمہ را محفوظ دارد۔ نزد عاجز "خوب شد" گفتنِ حضرت ایشان بعد از

استماع واقعہ و بعد از تفکر از این وجہ بوده باشد کہ آ صاحب راز محبت زیاد نہ رسید تمام اعضا سالم مانند
واقعہ ملا عبد الحنان ترکی ملا عبد الحنان ترکی طالب علم ذی استعداد بود۔ در دہلی بہ طلب
 علم مصروف بود۔ چون در اوایل ماہ مبارک میلاد از شش سالہ
 حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی رسیدند حسب معمول تا نیم روز بیرون نشستند و باز آخرین مصروف کلام
 مانند چون وقت برخاست رسید نظر ایشان بر ملا عبد الحنان افتاد۔ دریافت نمودند در کدام مدرسہ
 خواندی و چہ خواندی عبد الحنان بیان کتاب ہا و مدرسہ کردہ عرض کرد کہ از استاد تجوید کلام اللہ شریف
 نیز کردہ ام۔ ازین خبر حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند چیزے بخوان، آن وقت عاجز بہ قرب حضرت
 ایشان استادہ بود۔ عبد الحنان سورہ فاتحہ را تلاوت کرد، چون بہ المغضوب و الضالین رسید
 ضاد را بہ صوت ظا ادا کرد۔ از استماع صوت ظا آثار کراہت بر روی مبارک ظاہر شدند و حضرت
 ایشان بہ حرم سرائف بردہ بہ عاجز گفتند کہ برو بہ دربان بگو کہ عبد الحنان را از خانقاہ شریف
 بکشند و داخلہ دے در خانقاہ شریف ممنوع است۔ عاجز پیام را بہ دربان رسانید و آمد عبد الحنان در
 خانقاہ شریف بند شد، بعد از شش ماہ حضرت ایشان بہ کوئٹہ تشریف بردند۔ ملا عبد الحنان نیز
 آن جا رسید۔ ماہ شعبان و ماہ رمضان گزشت و دے در حد و خانہ مسجد شریف حضرت ایشان
 داخل نہ شد۔ در ماہ شوال روزے یک رقعہ خورد بہ عاجز داد کہ بہ خدمت حضرت ایشان برساند۔ بر یک
 جانب رقعہ نوشتہ بود۔ غلام شہا عبد الحنان، ساکن ناوہ، مقر افغانستان، و بر جانب دیگر نوشتہ بود
 "ترحم یا حضور ی ترحم" حضرت ایشان رقعہ را ملاحظہ فرمودند و بعد از چند دقیقہ بہ عاجز گفتند۔
 بہ عبد الحنان بگو کہ تو چرا مسلک جمہور گزاشتہ، مسلک روافض و غیر مقلدین اختیار کردی۔ عاجز ایں
 کلام بہ عبد الحنان رسانید۔ دے گفت من برخطائے خود نادم و منفعلم و تو بہ می کنم حضور تو بہ مرا
 قبول فرمایند و از من راضی شوند۔ حضرت ایشان فرمودند از تحریف کلام الہی دل من آزرده است
 و ناوقتے کہ بہ ایمان موثقہ اقرار نہ کنی کہ باز این فعل از تو صادر نہ خواہد شد، دل من از تو خوش نہ می شود۔
 ملا عبد الحنان بر دروازہ حضرت ایشان بہ انحنائے تام نشستہ مصروف آہ و فغان و اشک ریزی بود
 و بہ سوگند ہائے شدیدہ اقرار کرد کہ بازار تکاپ این عمل نہ خواہد کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اقرار خود را
 با ایمان موثقہ تحریر کند۔ چنان چہ دے آن ہمہ را تحریر کرد۔ و عاجز آن رقعہ را بہ خدمت حضرت ایشان
 رسانید۔ حضرت ایشان بہ آواز بلند این الفاظ فرمودند۔ اگر بر وعدہ خود
 قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت

ایشان اجازت دادند۔ دوے از دروازہ مخص شد حضرت ایشان از عبد الحنان بہ نوعی کہ سوگند بہ با اقرار لسانی و تحریری گرفتند برائے بعض افراد جائے حیرت بود۔ لیکن احوال عبد المنان ثابت کرد کہ آن ہمہ عین صواب بود و اندیشہ حضرت ایشان ناشی از احوال "إِنَّهُ يَنْظُرُ يُورِ اللَّهُ" بود عبد الحنان مسلک روافض و غیر مقلدین را تا آخر ایام نہ گذاشت، در عقد سابع از مایہ چہار دہم عاجز بہ توسط یک ملا بہ وے احوال فرستاد کہ حضرت ایشان قدس سرہ از استماع قرأت شما آزرده خاطر شدند۔ و عند الوداع چہ اقرار و چہ تحریر از شما گرفتند و شما چہ سوگند بہ خوردید۔ افسوس کہ آن ہمہ را فراموش کردید۔ رضائے حضرت ایشان مشروط بود۔ و شما خوب می دانید کہ اِذَا قَاتَ الشَّرُّ قَاتِ الْمَشْرُوطُ۔ چون کہ این تمام واقعات بہ پیش عاجز بہ ظہور رسیدہ ازین جہت این احوال بہ شما می فرستد۔ آن ملا پیام عاجز رسانید و عبد الحنان ساکت و واجم ماند۔ اَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ وَ رَحِمَهُ۔

واقعہ ملا نیک نظر ترکی ملا نیک نظر از قاری ولی محمد میرٹھی شش ماہ فہم تجوید خواند و بہ سال آخر در کوئٹہ ملازم خدمت حضرت ایشان بود و در عربہ نزد سائق نشستہ ہمراہ ایشان بہ باغ تولہ می رفت۔ روزے حضرت ایشان بہ وقت مراجعت از باغ تولہ بہ وے گفتند نیک نظر تو از قاری مامشق کردہئی۔ چیزے تلاوت کن۔ نیک نظر دوسہ آیات مبارکہ را بہ بد مزگی تلاوت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ چہ طور می خوانی۔ وے گفت از دوسہ روزہ رسیدنہ من گرائی است۔ آن وقت حضرت ایشان خاموش ماندند و روز دیگر چوں حضرت ایشان در عربہ نشستند و نیک نظر قصد کرد کہ بالا نزد سائق بنشیند حضرت ایشان فرمودند در سینه تو گرائی است۔ لہذا دویدہ پیش عربہ برو۔ چنانچہ نیک نظر تا "جنگل باغ" کہ از باغ تولہ یک میل پیشتر و از کوئٹہ بہ فاصلہ دو نیم میل واقع است پیش عربہ بناخت و آن جا رسیدہ بہ سوئے جنگل باغ رفت۔ و چون حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدند ملا نیک نظر بہ خدمت حضرت ایشان رسید حضرت ایشان فرمودند۔ "نیک نظر چہ ماجرا است" عرض کرد۔ در جنگل باغ بسیار استفراغ کردم و مواد سیاہ از سینه من خارج شد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتہ فرمودند۔ "تو بہ خانہ برو"۔ نیک نظر فی مابعد می گریست و می گفت، آن گرائی کہ در سینه خود محسوس می کردم قطعاً زائل شد و ہیچ گاہ اثرے از ان نہ یافتہ۔

عاجز گوید کہ علمائے سیر از احمد و آدمی و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن ابی شیبہ نقل کردہ اند کہ ابن عباس گفتہ کہ زنی بچہ خود را نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آورد و گفت کہ بہ وقت نان خوردن آثار جنون بر این طفل ظاہر می شود، حضرت رحمت عالمیان مبارک دست خود را بر سینه بچہ فرو آورد

وآن بچہ قے کرد و بلائے شکل جڑوے از شکم بچہ برآمد و مرض زایل شد۔

وَكَلَّمَهُمْ مِنْ سُرْسُولِ اللَّهِ مُلَقِّمٌ غُرَفَاتٍ الْبَحْرَ أَوْ شَفَافَاتٍ الدِّيَارِ

واقعہ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین | مولوی محمد اسحاق در مدرسہ امداد الاسلام واقع صدر بازار، میرٹھ مدرس بود،

قبل از ولادت این عاجز بیعت شدہ بود۔ عیالش چند وقت مرضعہ عاجز بودہ و مولوی صاحب چند مدت حضرت برادر کلان را در خورد سالی سبق می داد۔

سید زاہد حسین از امر و ہر بود او ہم اندران ایام داخل سلسلہ شدہ بود۔

این ہر دو افراد سالہا سال بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شدند و استفادہ می کردند سید زاہد حسین بعض مکاتیب حضرت ایشان را جمع کردہ بود۔ وقتے کہ آن مجموعہ را می خواند بہ آہ و فغان مصروف می گشت۔ در حلقہ شریفہ بہر دو افراد احوال را جمند طاری می شد کہ از ضبط ایشان خارج می بود لہذا در وجد آمدہ احیاناً نامی غلطیدند و احیاناً نعرہ زدہ بے خودی شدند۔

و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ دوران قیام دہلی بہ شب دوازدهم ہر ماہ کتاب مبارک سَعِيدُ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَنِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ را می خواندند۔ در حصہ شمالی از دالان مسجد شریف پردہ آویختہ می شد تا حضرت والدہ ماجدہ و نسایہا لحاظ استماع کنند و بہ بہت جنوب مخلصین پاک نہاد صف بہ صف مراقب می نشستند و از انوار نبوت و اسرار ولایت بقدرِ حوصلہ خود ہر یک دامن مراد پری کرد۔ درین مبارک و پاکیزہ محفل غیر از مخلصین کسے شرکت نمی توانست کرد۔ قاری فضل الرحمن پانی پتی از مخلصین پاک نہاد بود۔ تلاوت شریفہ بہ وجہ خوب می کرد۔ درین مبارک محفل قدرے از کلام الہی تلاوت می کرد و کسے از مخلصین نعت مبارک ہم می خواند۔ درین مبارک محفل بعض افراد از میرٹھ، پانی پت، سرسہ، ہانسی، ریواڑی می آمدند۔ روزے بعض پاک نہاد افراد عرض کردند کہ اگر برائے عوام اجازت شود و ایشان نیز احوال مبارک بشنوند بہتر باشد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ بہ شب دوازدهم ماہ مبارک میلاد برائے عوام اجازت است کہ بیابند و احوال مبارک بشنوند۔ و از اہل پس محفل مبارک میلاد بہ صورت عمومی انعقاد یافت۔ و بعد از قیام میرٹھ کہ در ۱۳۲۹ھ بودہ حضرت ایشان در تہنیت ابن مبارک محفل سَعِيْہا فرمودند۔ مولوی محمد اسحاق و سید زاہد حسین برائے اشتراک حاضر شدند، چون ترتیبات زیب و زینت و آرایش را ملاحظہ کردند در دل ایشان شکوک و شبہات پیدا شدند و ہمان دم ملاقات نا کردہ باز گشتند، حضرت ایشان را بر احوال ایشان آگاہی شد و در بیان را فرمودند۔

برائے ایشان اجازت نیست کہ در خانقاہ شریف داخل شوند مولوی صاحب و سید زاہد حسین در عرصہ دو سال چند بار حاضر شدند لیکن اجازت دخول نہ یافتند حضرت ایشان نہ این دو افراد را از خانقاہ شریف بدر کردند بلکہ نسبت شریفہ را نیز از ایشان سلب کردند۔ آخر الامر ایشان بہ جائے دیگر رفتند و بیعت شدند چند سال بعد ملاقات ہر دو افراد با قاری ولی محمد میرٹھی شد قاری صاحب بہ ایشان گفتند وچہ خوب گفتند من این قدر می دانم کہ سالہا سال شما ہر دو بہ خدمت حضرت صاحب حاضر می شدید و بر شمایان ظہور کیفیت می شد در حلقہ شریفہ گاہے نعرہ می زدید گاہے در وجدی آمدید پروردگار شمایان را نعمت عطا کردہ بودہ شمایان از ان نعمت روگشتانده بہ جائے دیگر رفتید۔ حالاً در شمایان از کیفیات سابقہ نامے و نشانے نہ ماندہ۔ اگر کیفیات سابقہ از راستی بودہ شمایان کفران نعمت کردہ اید، و اگر از تصنع بودہ شمایان مستحق نعمت الہی نہ بودہ اید بہ ہر حال ہر چہ بہ شمایان رسیدہ بہ سزائے اعمال شمایان است۔“

در اوایل ۱۳۶۶ھ جناب مولوی محمد اسحاق بہ خانقاہ شریف دوسہ بار آمدند۔ این آمد ایشان بعد از سی و پنج سال بود۔ با حضرت برادرِ کلان و با این عاجز ملاقات کردند۔ بر جرمان نصیبی خود متأسف و شک ریز بودند۔ از کلام ایشان پُر ظاہر بود کہ در جائے دیگر ایشان را بیچ نصیب نہ شد۔ نو بیت آخر چون برائے ملاقات آمدند عِنْدَ الْمُرْجَعِ دستِ عاجز گرفتہ تا بہ محضر شریف آمدند و آن جا بے اختیار شدہ بہ جانب ترار پُر انوار اشارہ کردہ گفتند ”من بہ ہمان رنگ یک ادنی غلام حضور مبارکم کہ اول بودم۔“ و یک نعرہ زدہ مصروف گرید و بکاشند غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ رَحِمَهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

واقعہ ملا احمد خان | روزے حضرت ایشان در کوٹہ بیرون خانہ بر کرسی ہندی جلوہ افروز بودند جماعت کثیرہ از مخلصین افغانستان حضرت ایشان را مخاطب بود۔ و بیشتر از آنہا علماء بودند کہ کم از چہل تن نہ بودہ باشند۔ طبیعت حضرت ایشان بسیار شاد و چہرہ مبارک مثل گل شکفتہ بود از نوع اتفاق ذکر افغانستان و اہالی آن دیار در میان آمد حاجی ملا احمد خان مٹہ خیل عرض کرد، در افغانستان از میراث چیزے نہ می دہند و اگر نلے را شوہرش بمیرد از اقربائے زوج جبراً بایہ نکاح می کنند۔ از استماع این سخن حضرت ایشان متاظم شدند و بعد از چند دقیقہ بہ قیام گاہ خود تشریف بردند جماعت علماء بہ ملا احمد خان گفت۔ چہ مبارک محفل بود کہ آن را در ہم زدی۔ چہ این ذکر را در میان آوردی۔ ہنوز مکالمہ علماء جاری بود کہ حضرت ایشان برہنہ سر برہنہ پا بہ صورت استعجال از خانہ برآمدند و فرمودند ”کسے را کہ کلام احمد ناگوار خاطر گزشتہ و دے می خواہد کہ خود را از وبال پاک کند پنج ضرب چوب برداشت کند“ این قول فرمودہ بہ خانہ تشریف بردند۔ ہر یک از حاضرین جلسہ خود را برائے ضرب پیش کرد و خود را پاک کرد، غیر از یک ملا کہ دے بیاض ظریف الطبع و خستہ رو بود۔

غالباً نامش ملا باز بود۔ وے برائے ضرب خود را پیش نہ کرد۔ رفقا لیش گفتند۔ جائے ظرافت نیست۔ باید کہ خود را برائے تطہیر پیش کنی، ملا صاحب حسب عادت خود بہ ظرافت مشغول شد و خود را برائے ضرب پیش نہ کرد۔ بعض علماء کہ در ان وقت موجود بودند خود را برائے ضرب پیش کردہ بودند بہ عاجز گفتند کہ بعد از چند روز مایان اجازت گرفتہ بہ وطن مراجعت کردیم۔ آن ملائے ظریف رفیق مایان بود۔ در راہ محسوس کردیم کہ درد ماغ ملا صاحب فتویٰ راہ یافتہ چون وے بہ خانہ خود رسید بہ مرض جنون مبتلا شد۔ چند وقت زندہ ماند و بالاخر در جنون وفات یافت۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَ جَمِيعَ اِخْوَانِهِ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

واقعہ محمد رفیع شیخ محمد رفیع برادر خورد حاجی محمد اسماعیل از قدما ئے مخلصین بود۔ بار اول برج رفت و با مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی ملاقات کرد۔ حضرت مولانا استاد مشفق حضرت ایشان بودند محمد رفیع بہ عاجز بیان می کرد۔ چون برائے ملاقات بہ جائے حضرت مولانا رسیدم بہ خادم گفتم کہ برائے ملاقات آمدہ ام۔ خادم خبر رساند تا اجازت حضور می نیافتم۔ روز دوم باز رفتم و بہ خادم گفتم کہ عرض کنند از دہلی آمدہ ام از غلامان حضرت شاہ ابوالخیرم و سلام ایشان آوردہ ام۔ چون این پیام بہ ایشان رسید طلبم نمودند و از احوال حضرت مرشدم استفسار کردند برائے حضرت ایشان سلام دادہ فرمودند۔ "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان سلام ارسال می کنند۔" شیخ محمد رفیع گفت من طبیعت و احوال حضرت مولانا را مشابہ طبیعت و احوال حضرت مرشدم یافتہ۔ ہمان کیفیت جلالی و ہمان استغفار و بے پروائی۔

مولانا حبیب الرحمن ردو لوی حضرت مولانا از عشاق حضرت سردار کل کائنات بودند علیہ الصلوٰات والتحیات در ان ایام بہ ہمت بدویان حجاز

آمد و رفت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و ذکر نیامامون و مصون نہ بود۔ مردم بہ صورت و قافلہ می رفتند و جماعتی از محافظین با قافلہ می بود۔ لیکن حضرت مولانا ازین قیودات آزاد بود۔ ہر گاہ داعیہ شوق حضرت ایشان را بے قراری کرد۔ پا پیادہ و تنہا بہ طابہ طیبہ روان می شدند۔ چون نظر اہل باد یہ بر حضرت ایشان می افتاد می گفتند۔ "ہذا ادلی اللہ"۔ حضرت مولانا می فرمایند۔

وَشَدَّ رِجَالُ الزَّائِرِينَ لِيَوْمِ	أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْهَوُ فَوَادِ
فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَلَكَيفَ التَّسَامُ	تَالِقِ بَرْقٍ مِنْ حَمِيٍّ مَنْ هَوَيْتُ مَا
إِذَا طَارَ لِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادِ	وَمَعْدِنِ رَوْحِي إِلَى مَنْ يَلُومُنِي
وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَامِ	أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحِي

وَهَلْ يَسْتَحْيِرُ الْمَرْءُ عِنْدَ اَرْضِ خَالِهِ إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ زَيْنِ الْعِبَادِ
كُنْفَى شَرْفًا إِلَى الْوُدِّ بِحَضْرَةٍ مُقَدَّسَةِ الْأَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ
هِيَ الْعَزَّةُ الْوُثْقَى لَيْتَنَ ضَاقَ ذُرْعُهُ هِيَ السِّنْدُ الْأَوْفَى عَلَيْهَا اِعْتِمَادُ

بقیہ از احوال محمد رفیع | شیخ محمد رفیع باردیگر بہ حریم شریفین زادہما اللہ شرفا و تکریمًا و مہابتہ رفت و از ان جا قدرے با غرور طاعت بازگشت، چون بہ ستان

خیر جهان رسید و در بان اطلاع کرد حضرت ایشان فرمودند: ”چہ غرور داری کہ یک حج کردی و باز دیگر و برپاچہ احسان می نہی“ و قتی کہ حضرت ایشان بہ توسط دربان این پیام بہ محمد رفیع فرستادند مولوی سراج الدین ساکن پچھاٹک مفتی والا ان علاقہ ترا بہرام خان۔ دہلی حاضر بود مولوی صاحب مرد پیر و ضعیف و نیک بودند عرض کردند حضور انور برایش دعا فرمایند مولوی صاحب بہ نوعی از عاجزی این التماس کردند کہ قہر حضرت ایشان مُبَدَّل بہ لطف و مہربانی شد و بہ مولوی صاحب فرمودند: ”آن چہ مای کنیم برائے مخلصین غیر از دعا چیزے نیست“ و قتی کہ حضرت ایشان این کلام فرمودند اثرے بر مخلصین شد و صدائے ”اللہ“ و ”ہائے ہو“ برخاست و در ذکر ”صرفہ گویان“ عاجز حدیث صحیحین را نقل کردہ۔ آن را ملاحظہ باید کرد تا معلوم گردد ہر چہ مرشد کابل می کند برائے بہبودی می کند۔ شیخ سعدی چہ خوش گفتہ رَحْمَةُ اللہ۔

پادشاہے پسر بہ مکتبہ اد لوح سیمینش در کنار نہاد
بر سر لوح بد نبشتہ بہ زر جور استاد بہ زہر پدر

خلاصۃ القول | معاملہ حضرت ایشان با مخلصین خالصا اللہ بود۔ طالب حق را بہ ذکر شریف مشغول می کردند، وسیعہا می فرمودند کہ ساحت سینہ وے از اخلاق سینہ پاک و صاف گرد و از دولت حضور و آگاہی حظے برداشتہ از مرقہ ”رَبِّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ اَنْ یَلْعَنَهُ“ برآمدہ داخل جماعت ”اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِکْرِ اللہ“ گرد و ازین جا است کہ حضرت ایشان طالب حق را در اوایل احوال بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول نمی کردند و می فرمودند کہ بیست و پنج ہزار بار ذکر شریف کردن برایش از اشتغال بہ آورد و وظائف بہ درجہا بہتر است۔ چہ این ذکر شریف وے را بہ درجہ احسان ”اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنْ لَکَ تَرَاہُ“ (المحدیث) می رساند و اوقتے کہ طالب بہ درجہ حضور و آگاہی و بہ فناے قلب نہ می رسید بہ لطائف دیگر و بہ مراقبات مشغول نہ می کردند و نئے این دو شعر خواندند۔

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است تعلیم کن اگر ترا دست رس است
گفتم کہ اَلِفْ گفتم دگر، گفتم بیج درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

بعض پاک روش و سادہ منش افراد را یہ ظاہر و لطیفہ قلب مصروف می داشتند و بہ باطن از دولتِ سلطانِ الاذکار و امنِ مُراد ایشان را پُر می کردند و از ریشہ ریشہ آن ہا و از بُن ہر یک موئے ایشان صدائے اللہ بر می خاست۔۔۔۔۔ حضرت ایشان بر شجرہ مبارکہ احیاناً احوالِ سیر سلوک می نوشتند این عاجز بر شجرہ غلام اکبر ولد محمد ایاز اتخیل ملیری دیدہ بود کہ ایشان بہ ولایتِ کبریٰ رسیدہ حَظّ ہا برداشتہ اند۔۔۔۔۔ مولوی سید جعفر علی چند سال در دہلی از حضرت ایشان اخذ فیوض و برکات کرد و بعد از وصالِ حضرت ایشان بہ خدمتِ شیخ دیگر رسید بعد از چند سال با فقیر ملاقات کرد۔۔۔ بَعْدَ اَنْ نَالَ الْخِلَافَةَ وَلَيْسَ الْخَزَنَةَ۔ می گفت "فیوضائے کہ از حضرت ایشان قدس سرہ دریافتہ بودم، وہ بہ منازلے کہ بہ تو جہاتِ حضرت ایشان رسیدہ بودم، از ان بیشتر ہیچ نہ یافتہ ام، البتہ نامہائے مقامات از شیخ جدید معلوم شدہ" عاجز گوید: نسبتے کہ در خدمتِ حضرت ایشان جاہل کردہ بود در خدمتِ مرشد ثانی صفائے آن را از دست در دادہ بود۔ حکیم فرید احمد عباسی مرید از شیخ بہار الدین امر و ہوی بود و دو سال بہ دورانِ قیامِ دہلی بہ خدمتِ حضرت ایشان رسیدہ عجب جلا و صفا پیدا کرد و فی مابعد بہ حفاظتِ آن پرداخت۔۔۔ کُلُّ مُتَسَدِّرٍ لِمَا خَلَقَ۔ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمَا۔

اجازت و خلافت | چون طالبِ حق بہ دائرہ ولایتِ کبریٰ می رسید و بہ مراقبہ اقربت و مراقبہ محبتِ ایشان فرمودند ولایتِ کبریٰ ولایتِ حضراتِ انبیاء علیہم السلام است۔ وقتے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام بہ این مقام می رسیدند نبوتِ ایشان ظاہر می شد و بہ مقامِ ارشاد فائز می شدند البتہ کسانے را کہ از دولتِ علم بالکلیہ بہ بہرہ می بُودند اجازت نہ می دادند عبد اللہ کا کثر از ثوب، صاحبِ نسبت و از اہلِ فنار و بقاء بود۔ در کوشہ بہ خدمتِ حضرت ایشان می رسید عجب درد و سوز و عشق و محبت داشت۔ اگر در حضورِ حضرت ایشان می رسید تاب دیدنِ نیاورده مصروفِ آہ و بکا می شد و اگر در پسِ دیواری بود از دردِ فراق زار و قطاری گریست نئے تاب دیدش بود و نئے تاب وصال۔ روزے عاجز در خدمتِ حضرت ایشان حاضر شد۔ و عبد اللہ در ان وقت بیرونِ قیام گاہ حضرت ایشان بر شارعِ مصروفِ آہ و بکا بود حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند "زید عبد اللہ قابلِ این امر است کہ بہ وے اجازت دادہ شود، چون کہ از علمِ بالکلیہ عاقل است ازین جہتِ اِیرا اجازت نہ دادہ ایم" شخصے پاک دل از پنجاب بہ خدمتِ اقدس حاضر شدہ داخلِ سلسلہ مبارکہ گشت۔ وے عرض کرد من بہ دیہاتِ می روم و بہندگانِ خدا را وعظ و پند می کنم۔ اگر اجازت حضورِ مبارک باشد ایشان را داخلِ سلسلہ کنم حضرت ایشان فرمودند شما در سلسلہ شریفہ داخل شدہ دیدہ منور از کمالاتِ سلسلہ چیزے نہ دریافتہ اید۔

البتہ ماشئیدہ ایم کہ در پنجاب از دست جاہل پیران خلق خدا از راہ صواب دور افتادہ و فسق و فجور مبتلا می شوند
لہذا ما شمارا اجازت تبلیغ اسلام می دہیم کہ شما بندگان خدا را بر اتباع احکام شرعیہ و اجتناب از محرمات ،
بیعت کنید و از طرف ما وظیفہ لطیفہ قلبی تعلیم کنید تا کہ از شر پیران جاہل محفوظ مانند۔

منشی حسین علی از مخلصین اولین و از خادمان خصوصی بود۔ در تعمیر خانقاہ شریف و محجر مبارک تسبیح خانہ
و حرم سرائے جدید و در ترتیب کتب خانہ خدمات شائستہ بہ جا آورده بہ عاجز می گفت کہ در او اہل ایام و نئے
در حلقہ شریفہ حاضر بودم کہ در بان عرض کرد۔ شخصے کو ہی برائے بیعت حاضر شدہ (نام مسکن آن شخص از یاد منشی
حسین علی رفتہ بود لہذا تعبیر بہ مرد کو ہی کرد) حضرت ایشان ویرا طلب فرمودند۔ و ما دیدیم کہ فی جوانے بود۔ و رو بہ
روئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان ویرا بیعت کردہ تلقین ذکر شریف کردند و ساعتی متوجہ ہوئے
شدند باز در بان را فرمودند از خانہ یک کلاہ و دستار بیار چوں کلاہ و دستار رسید بہ دست مبارک خود کلاہ
بر سر وئے نہادہ دستار بستند و فرمودند۔ ما شمارا اجازت می دہیم ہر کر خواہید داخل سلسلہ کنید منشی حسین علی بعد
از بیان کردن این واقعہ گفت۔ مایان کہ در حلقہ شریفہ حاضر بودیم۔ بہ دل خود گفتیم۔ سالہا است کہ حاضر می
شویم و بہ سعادت اجازت نہ رسیدیم و این جوان آمد و بیعت شد و خلافت یافت و بہ خانہ خود برگشت۔
حضرت ایشان خیال مایان را در یافتہ فرمودند، شما یان این گونه خیال نہ کنید۔ این شخص چراغ را درست کردہ،
بازیت و فقیلہ آورد۔ کار ما صرف این قدر بود کہ گوگرد زودہ چراغش را روشن کنیم۔ منشی حسین علی گفت بعد از
چند روز این خبر رسید کہ آن جوان رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔

خلفے از حضرت ایشان تا بہ نہایات الوصال رسیدہ جہانے را مستفیض و مستفیض کردہ اند۔ از این
جماعت صاف کی شان بیان آن افراد کہ بہ علم عاجز رسیدہ است در خاتمہ خواہد آمد۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعَہُمُ
وَرَضِیَ عَنْہُمْ وِعَنَّا مَعَہُمْ۔

محفل مبارک میلاد شریف در رگ و پئے حضرت ایشان عشق نبوی سرایت کردہ بود
غالباً واقعہ سال سی و ہشت بعد از مایہ سیزدہم است کہ
کہ در عشرہ اولی از ماہ میلاد سید امجد علی شاہ از میرٹھہ باریقیہ برائے زیارت حاضر شد۔ آن وقت حضرت
ایشان در قیام گاہ خود تشریف فرما بودند۔ عاجز آن ہر دو افراد را بہ خدمت شریف رسانید۔ بہ دوران گفتگو
حضرت ایشان فرمودند۔ از اوّل روز این ماہ مبارک بہ نوے نزول انوار و برکات می شود کہ ما را از خود
ما بے خبر می گرداند۔ در سال ہزار و سہ صد و بیست و نہ قیام حضرت ایشان چند ماہ در
میرٹھہ بود۔ آن جا حضرت ایشان را معلوم شد کہ بعض افراد از علمائے ہند مسدک و ہابیہ نجدیہ را اختیار کردہ

انعقاد محفل میلاد شریف اور ان مبارک محفل عند ذکر الولاية الشریفہ قیامِ تعظیمی را با اسم مشرکین ہند تشبیہ دادہ مکروہ تحریمی می گویند از استماع این کلام حضرت ایشان بسیار افسردہ خاطر و متالم شدند و قصد فرمودند کہ در زیب و زینت این پاک محفل سعیہا نخواہند نمود چنانچہ حضرت ایشان بہ نوع انعقاد این مبارک محفل کردند کہ خلق بہ حیرت بماند در صحن مسجد شریف و در صحنی کہ متصل بہ مسجد شریف است بہ فضل یک ونیم گز انگیزی عمود ہائے چوبی استادہ می کردند و بر سر این عمود ہا شبکہ محکم از عمود ہا ساختہ می شد و بالائے شبکہ شامیانہ ہائے منقش و مزین می بود و ما بین ہر دو عمود مجموعہ مشعلہا ہائے بلوری کہ آن را بے رد و جھار گویند می آویختند و عمود ہا را بہ جامہ می پوشانیدند یک عمود را بہ جامہ سرخ و دیگرے را بہ جامہ سبز و بر جامہ "فتیہ" زری می پیچیدند بر جامہ سرخ فتیہ تقرنی و بر جامہ سبز فتیہ ذہبی و در دیوار خانقاہ شریف و مسجد شریف بہ گلہا و اوراق اشجار مزین می کردند و بر دروازہ خانقاہ شریف یک دروازہ بسیار خوش رنگ خوشنما از گلہا و برگہا استادہ می کردند و دروازہ دیگر بر چوک حلی قبری بود و از ان دروازہ تا دروازہ خانقاہ شریف بر تمام راہ کہ بہ اندازہ دوصد گز باشد شبکہ گلہا و برگہا می بود۔

منشی حسین علی، حافظ غلام محمد باغ والا، شیخ شہاب الدین تاجر گلاہ و سپرائش عبدالغفور و شمس الدین، شیخ محمد رفیع تاجر ظروف چینی، شیخ عبدالحق اپن، حافظ عبدالجکیم سوداگر حفت، حکیم محمد شفیع معالج چشم، شیخ نور الہی صندوق والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، حافظ منیر الدین، حافظ محمد سلطان، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، حافظ محمد اسحاق مشہور بہ رانی کھیت والا و باز پسرش شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا، مستری عبدالرحیم، این ہمہ از شہر دہلی۔ حافظ حفیظ الدین، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، چودھری مولاداد خان از خورجہ، شیخ غلام احمد از ہانسی، انتظام این مبارک محفل می کردند این ہا کی نشان و پاک نشان از جان و دل مصروف این کاری بودند۔ در مشکلات از صحیحین نقل است کہ سردار عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّىٰ أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَ وَلَدِهِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ عابز یقین دارد کہ این پاک نہاد افراد از کامل الایمان بودہ اند و از ایشان ہر یک عاشق سردار دو جہاں بودہ۔ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

معمول حضرت ایشان بود کہ در منتصف ذکر شریف وقف می کردند و آن گاہ تمام حاضرین حاضر را کہ بہ اندازہ چہار ہزار نفوس می بودند دو دو جام شیر چائے دادہ می شد برائے آنان جماعتی از صالحات مقرر بود تا ہمہ را تقسیم نمایند و چون ذکر شریف تمام می شد ہر فرد را از شیرینی دولت و دادہ می شد۔ این شیرینی بہ مقدار دوازہ من انگیزی در روز پیشتر در خانقاہ شریف بہ اہتمام حاجی شہاب الدین و فرزندانش

تیار کرده می شد و معمول بود چون برائے عرض صلاوة و سلام عند ذکر الولادة المبارکة قیام کرده می شد عطر نفیس بر تمام حاضرین و حاضران مالیده می شد و در تمام خانقاه شریف از عرق پاشها عرق پاشی کرده می شد و از بخور عود و لوبان تمام فضا معطر می شد و معمول حضرت ایشان بود که به صبح آن مبارک شب به چهار صد یا پنج صد نفر طعام نفیس و عالی می دادند. گاهی قورمه و نان سُرخ روغنی که آن را شیرمال گویند و شیر برنج و احیاناً بُریانی و زرده (یعنی پلا و هندی و برنج شیرین با چیزه از میوه خشک).

عاجز بیان آن ذکر مبارک می کند که روز پنجشنبه تمام کرده به شب **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** جمعه دوازدهم ماه مبارک ربیع النور ۱۳۲۱ هجری بوده و بعد از آن پانزده اسابیح حضرت ایشان ازین جهان رحلت فرموده اند به اعتبار ماه شمسی دوم ماه نوامبر و یازدهم ماه عقرب بود و به آن شب چون بین العشائین از مستشفی تشریف آوردند به کارپردازان خطاب کرده گفتند "موسم هنوز به اعتدال نه رسیده است. اگر حیات باقی ماند سال آینده تحویل ماه کرده خواهد شد" بیان ماه نکردند که این احتفال در کدام ماه خواهد بود مخلصین برائے حضرت ایشان به جهت جنوب صحن مسجد شریف به قرب محرابک نشستگاه مرتفع ترتیب داده بودند. ارتفاعش بیشتر از یک گز انجلیزی بوده. نماز عشاء خوانده بعد از ساعت نه حضرت ایشان برائے بیان ذکر مبارک بر نشستگاه تشریف فرما شدند. خانقاه شریف از شائقین پر بود. اولاً حضرت ایشان به سؤئے چراغان و زیب و زینت نظر کردند و خوش وقت شدند و باز بر ازدهام مخلوق نظر کرده فرمودند خاموش شوید و ذکر مبارک محبوب رب العالمین صلی الله تعالی علیه و سلم را بشنوید. مخلصان با وفا و مریدان با صفا و بالنسبت تخت شریف را محاط بودند. ماهر سه برادر به جهت غرب بودندیم. و قتی که حضرت ایشان برائے خاموش شدن امر کردند به عجب نوع خاموشی سرایت کرد که آوازے از کس شنیده نمی شد. روئے حضرت ایشان به جهت شمال بودند نشست دوزانو به هیئت قعدۀ نماز. چند دقیقه به کمال عاجزی سر مبارک را فرو آورده و چشم بسته خاموش نشستند و باز به آواز بلند بسم الله الرحمن الرحیم خوانده به قرأت درود مبارک کبریت احمد شروع کردند که از لسان عرب بهرۀ دارد و از لذت صلوات طیبات حظ برداشته است، بعد از صلوات ماثوره بیچ صلوات رابر صلوات کبریت احمر ترجمه نخواهد داد. از اول تا آخر این درود شریف را به کمال خضوع و خشوع خواندند به اندازه نصف است در قرأت درود شریف مشغول بودند حضرت ایشان جنباً و رُوحاً و قلباً و خیالاً متوجه به بارگاه نبوی علی صاحبہ اکمل الصلوات و اطیب التَّحیات بودند سوز و درون از راه چشمان به شکل اشک ظاهر و بر اصحاب قلوب، کیفیات. کَأَنِّي أَنظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طاری بود

برایشان بار بار انکشاف می شد که حضرت ایشان این هدیه صلاه و سلام در خدمت سرورِ دو عالم صلی الله تعالی علیه وسلم پیش می کنند و آن رحمت عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم از راه بنده نوازی و غلام پروری قبول می فرمایند و بر حضرت ایشان الطاف و عنایات می کنند مولوی عبدالعزیز کھلنوی بنگالی که از خلص یاران و اهل نسبت و ارباب کشف و اصحاب ارشاد بوده به جهت مواجهه نشسته بود بار بار به جذب آمده و به اختیار شده جنت می زد و دست خود را جانب حضرت ایشان بلند کرده از روی درد و سوز و جذب به آواز بلند می گفت "بنگرید بنگرید که رحمت عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم تشریف فرما شده اند و بر حضرت مابقیه شفق می فرمایند" و این گفته هر دو دست خود را بر سینه خود به شدت می پیچیدند و زار زار می گریستند و بعض دیگر اهل نسبت در وجد آمده همچون ماهی به آب می غلطیدند از باب ضبط اگر چه حرکت نه می کردند اما به اختیار از زبان ایشان لفظ مبارک "الله" می برآمد بعض افراد به هوش شده می افتیدند و کسانی که از امور باطن و اسرار نهانی و سوز نهانی آگاه نبودند مبارک حضرت ایشان را می نگرستند و بار بار سبحان الله بر زبان ایشان جاری می شد ایشان بر روی نور حضرت ایشان عیاناً انوار و تجلیات می دیدند بعد از خواندن درود شریف، بیان ولادت مبارک از روی کتاب سعید البیان کردند چون بیان ولادت شریف شد برخاستند و تمام حاضرین و حضرات هم استاده شدند و دست بسته عرض صلاه و سلام کردند حضرت ایشان در قیام این اشعار خواندند -

وُلِدَ الْحَبِيبُ وَخَدُّهُ يَتَوَرَّدُ	وُلِدَ الْحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُوْلَدُ
وَالنُّورُ مِنْ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ	وُلِدَ الْحَبِيبُ مُطَهَّرًا وَمُكَلَّلًا
كَلَامًا وَلَا ذِكْرًا الْحَمْدُ وَالْمَعْبَدُ	وُلِدَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ التَّقَى
كَلَامًا وَلَا كَانَ الْمُحَصَّبُ يُقْصَدُ	هَذَا الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذَكَرَ الْقُبَا
وَالْحُجْدُ عَ حَقًّا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ	هَذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ عَزَالُ
هَذَا اخْتِطَامُ الْأَنْبِيَاءِ وَسَيِّدُ	هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةُ
وَنَفَائِسُ فَتَظِيرُهُ لَا يُوجَدُ	هَذَا الَّذِي خُلِعَتْ عَلَيْهِ فَلَابِسُ
هَذَا أَمْدِيحُ الْكَوْنِ هَذَا أَحْمَدُ	جَبْرِئِيلُ نَادَى فِي مَنْصَبِهِ حُسَيْنِ
هَذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيلُ الْمُفْرَدُ	يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّاهُمْ وَافِي حُبِّهِ
فِيمَا مَضَى هَذَا أَحَدِيَّتُ مُسْتَدُ	لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ
وُلِدَ الْحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُوْلَدُ	قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهِمْ

صَلُّوْا عَلَیْهِ بُكُورَةً وَعَشِيَّةً اَلْفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَازِيدُ
چون حضرت ایشان قیام کردند بعضی از مخلصین بر عرق پاشی و بعضی به مالیدن عطر مصروف
شدند، حافظ عبدالحکیم دہلوی به شوق و محبت و ادب بر جسم مبارک ایشان عطر مالید و بزرگانش صلاۃ و
سلام جاری بود۔ باز نزدیک برادران آمد و عطر مالید و باز نزدیکان رفت، حضرت ایشان بعد از خواندن
اشعار بر جائے خود نشستند و به اندازہ یک ساعت بیان ذکر شریف کردند و باز وقفہ نمودند و مخلصین
بہ تقسیم چائے مصروف شدند و بعض افراد نعت مبارک خواندند حضرت ایشان نیز درین وقت چائے نوش
فرمودند تقریباً یک ساعت این وقفہ بود۔ قاری فضل الرحمن و بابوشیر محمد تلاوت قرآن مجید کردند بابوشیر محمد
فن تجوید رامی دانست و بسیار خوب تلاوت می کرد۔ حضرت ایشان خوش می شدند۔ از میرٹھ قاری ولی محمد درین
مبارک شب می آمدند۔ حضرت ایشان فرمودند: "قاری ما کجا است؟" چنانچہ قاری صاحب یک رکوع
بہ قرأت یکے از ائمہ سیدہ خواندند۔ سبحان اللہ چہ قرأت بود و چہ اثر داشت۔ اگرچہ بعد از ارتحال حضرت
ایشان چند بار قاری صاحب آمدند و تلاوت کردند، اما نہ آن اثر یافتہ شد و نہ آن کیفیت۔ حضرات مشائخ
قَدَسَ اللہُ اَسْرَارُہُمْ اَلْعَلِیَّۃُ فرمودہ اند: "آب در جو بہ مددیاری رود۔"

الشیء بالشیء یدکر | منشی احمد حسین ساکن چھتہ لال میان دہلی در مسجد شریف محلہ خود مدتی
قرأت ساختند۔ بعد از چند وقت در خدمت حضرت ایشان عرض کردند

کہ بعض طالبان مدرسہ و استاد ایشان شوق زیارت دارند۔ حضرت ایشان اجازت دادند و یک شب
بعد العشاء الآخرہ منشی احمد حسین با طالبان و استاد ایشان حاضر شد۔ اول طالبان و بہ آخر استاد چیزے
تلاوت کردند و از حضرت ایشان کلمات تحسین شنیدند و دعوات مبارکہ گرفتہ رخصت شدند۔ منشی احمد حسین
بہ عاجز گفت کہ طالبان بہ استاد خود گفتند۔ مایان را بہ وجہ خوب درس نہ می دہید، بہ نوعی کہ پیش حضرت صاحب
تلاوت فرمودید گاہے بہ پیش مایان نہ خواندید۔ استاد سوگند خورده گفت۔ بہ حضور حضرت ایشان چون برائے
تلاوت مبارکہ بسم اللہ خواندم بر من حالتے طاری شد کہ مرا از خود ر بود، خودم نہ می دانم کہ بہ چه طور خواندم چون
از تلاوت فارغ شدم بہ احوال خود باز گشتم۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ حقیقت را چہ خوب بیان کردہ۔
کین فغان این سرے ہم زبان سراسست۔

رجوع بہ حدیث میلاد | بعد از دو چائے تا ساعت دو از شب این مبارک محفل برپا بود، ساعتے
حضرت ایشان بیان فرمودند و باز حضرت برادر کلان را فرمودند تا کہ از
رُوی کتاب مبارک بیان ذکر شریف کنند چنان چہ حضرت برادر کلان بیان ذکر شریف کردند و حضرت ایشان

سویم افکن ز مرحمت نظرے باز کن بر رخ ز لطف درے
 یار رسول اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح کدیک
 بہ سلام آدم جوا بم دہ مرتجے بر دل خرا بم نہ
 بس بود جہاد و احترام مرا یک جواب از تو صد سلام مرا
 گرنہ رفتم طریق طاعت تو ہستم از عاصیان اُمت تو
 رحم کن بر من و فقیر می من دست بکشا بہ دستگیری من
 آدم زیر بارِ عصیان پست افتم از پائے گرنہ گیری دست
 عفو فرما شہا گناہ مرا دم بہ دم دُر کن سیاہ مرا
 جلوہ می نما برائے خدا رحم فرما بہ مستمند گدا
 جلتے دہ در حریم خویش مرا مرتجے بخش سینہ ریش مرا
 خدا در انتظارِ حمد مانیت محمد چشم بر راہِ شنا نیست
 خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس محمد حامدِ محمد خدا بس
 مناجاتے اگر باید بیاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد
 محمد از تو می خواہم خدا را الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

بعد از اختتام ذکر شریف سراپا نیاز شدہ مبارک دست ہائے خود را برائے دعای برداشتند
 حاکم در جزء اول از مستدرک صفحہ ۵۳۵ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔
 ”إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَقْبِلُنِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ قَائِدَهُمَا خَائِدَتَيْنِ۔“ دعائے حضرت ایشان
 بہ دعواتِ ماثورہ می بود۔ در تمام مدت ذکر شریف بہ کمال ادب و دوزانوی نشستند چو از دعا فارغ
 می شدند پشتِ مبارک را بر مٹکا نہادہ پائے خود را دراز می کردند مخلصین پاک نہاد بہ انتظار این
 وقتِ مسعودی بودند و چند کس جسدِ مبارک ایشان را می مالیدند و فیض ہائے تازہ می برداشتند۔
 تقسیم کنندگان شیرینی برہر دو دروازہ با شیرینی می رسیدند۔ دروازہ غربی برائے ذکر و دروازہ شرقی
 برائے انات می بود۔

بعض لطائف ذکر مبارک | این یک امر واقع است کہ سچ مبارک محفل بہ این طور نہ بودہ
 است کہ دروے امرے ملتفتِ انظار نہ بودہ باشد۔ این جا عاجز
 آن واقعات را می نویسند کہ در این مبارک محفل بہ ظہور آمدہ۔ و قبل ازین کہ بیان واقعات کردہ شود، بیان

رسیدنِ صوتِ مبارک به جمیعِ حاضرین، می‌کند، که نزد عاجزان از لطائفِ عظیمه کراماتِ باهره است۔

رسیدنِ صوتِ مبارک به ہر یک | خانقاہ شریف کا ملا از ذکر و انات پُر می شد بلکہ پیشینے

در وازہ بر شارعِ عام اجتماعِ شائقین می شد ہر یک ہمہ تن گوش می بود و بیانِ مبارک را بہ شوق و ذوق می شنید و برائے چند ساعت از امورِ ناکارہ و فانیہ و مینویہ گسستہ را بطریقہ و باقیہ اخرویہ می پیوست۔ تا چار پنج سال قبل چند افراد در دہلی بہ حیات بودند کہ در آن محفلِ مبارک شریک شدہ بودند و از علالت و برکتِ آن محفل بیان کردہ می گفتند عجب است کہ آوازِ مبارک ایشان بہ ہر یک می رسید حالانکہ حضرت ایشان را میانہ آواز بود و آلہٗ مگر الصوت را در آن ایام رواج نہ بود۔ عاجز گوید فی الواقع این از کراماتِ حضرت ایشان بود۔ نسبتِ غلامی و عشق کہ بہ سردارِ کل کائنات داشتند صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بہ این کرامت سرفراز کردہ بود، در جلد دوم از طبقات ابن سعد صفحہ ۱۸۵ روایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن معاذ التیمی و کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن بیئنا قال ففتحت السماء حتی ان کنا نسلم ما یقول ونحن فی منازلنا قال فطفق یعلمهم مناسکهم حتی بلغ الجمار یعنی عبد الرحمن بن معاذ تیمی کہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بودہ می گوید کہ مایان در منی بودیم کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ خواند و مایان را تعلیم احکام حج فرمود۔ برائے استماع خطبہ مبارکہ پروردگار گوشہائے مایان را بکشد، و مایان کہ در خیام و منازل خود بودیم خطبہ مبارکہ را می شنودیم۔ حضرت امام ربانی مجتہد الف ثانی قس اللہ سرہ جابہ جاد رکاتب مبارکہ خود می نویسند کہ در خوان دولت ضیافت کریان زیاد تیہا لازم است کہ اولش گویان نصیب خادمان بود و اولش گویان را بہ تبعیت و وراثت شریک دولت خاصہ فرمایند۔ با کریان کار ہادشوار نیست۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

خطاب بہ عبید الرحمن خان | عبید الرحمن خان فرزند صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان

شروانی در ۱۳۳۵ھ از حضرت ایشان بیعت شدند ہر سال در محفل مبارک شریک می شدند حضرت ایشان را بروے نظر عنایت بودہ۔ عبید الرحمن خان بہ قرب تخت نشستہ ذکر شریف را استماع می کرد۔ حضرت ایشان بہ دورانِ ذکر شریف دے را خطاب کردہ فرمودند۔ ”عبید الرحمن بنگر کہ چہ نزولِ انوار است خوب بنگر کہ فی ما بعد این گونہ انوار نہ خواہی دید۔“ عبید الرحمن خان بفضل اللہ و احسانہ بہ حیات اندو بہ چشم پر نعم و دل بر بیان این واقعہ را بیان می کنند سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظہ و دقتی و آیاتہ لما یحبہ و یرضاہ۔

سید بشیر علی | سید بشیر علی از گوالیار است۔ چند سال می شود که به خالقہ شریف آمدہ با فقیر ملاقات کرد و گفت ... کہ من درین محفل مبارک شریک شدم سبحان اللہ چه بابرکت محفل بود۔ هیچ محسوس نہ می شد کہ ساعات گزشتہ بلکہ در اختتام خواہش دین بود کاش این ذکر مبارک قدرے طول کشیدے۔ چون حضرت ایشان از دعا فارغ شدند و سامعین برائے دست بوسی ایشان بہ ادب پیش آمدند مرا نیز خواہش این سعادت پیدا شد چون راہ یافتم دست بوس شدم۔ و قتیکہ دست مبارک ایشان را بہ دست خود گرفتم حضرت ایشان یک بارگی بہ سویم نظر کردند و فرمودند تو سید هستی، و باز امر فرمودند کہ در قرب ایشان بنشینم چون حضرت ایشان برخاستند امر فرمودند تا مرا از شیرینی دو سہم دادہ شود۔ سید بشیر علی این واقعہ بیان کردہ گفت کہ بسیار جا ہارفتہ ام و با افراد کثیرہ ملاقات کردہ ام، کسے را بہ جز حضرت ایشان نہ یافتم کہ بہ مجرد یک نظر سیادت مراد ریافتہ باشد۔ حضرت ایشان از نسبت سیادت تکریم من کردند۔ سید بشیر علی بعد از چہل سال این واقعہ بیان کرد و باز عقد گوہر غلطان با دعوات صادقہ نذر روح پر فتوح حضرت ایشان کردہ از عاجز مرخص شدند۔ اَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَالْحَقُّ بِآبَائِهِ الْكَامِلِينَ الطَّاهِرِينَ۔

بیان مرد پیر | در محلہ فراش خانہ دہلی یک مرد پیر قیام داشت و با عاجز راہ محبت و الفت می پے مود۔ دوسہ بار بہ این عاجز بیان کرد کہ چون حضرت ایشان قدس سرہ بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ کردند و فرمودند کہ چون این آیت شریفہ بر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بارگاہ بے نیاز جَلَّ جَلَالُہُ وَعَظَمَ تَوَالُہُ عرض کردند۔ اگر از امت من فردے در دوزخ بماند من راضی نہ خواہم شد۔ از سماع این بیان مبارک عجب کیفیت بر من طاری شد و عجب احوال روئے داد کہ از بیانش زبانم قاصر است۔ ہر گاہ مرد پیر این بیان می کرد بے ساختہ می گریست و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کرد۔ و بعد از ذکر این واقعہ گفت کہ من بہ مواظبت در حلقہ ترجمہ قرآن مجید از واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعید دہلوی حاضر می شدم۔ روزے بہ جناب واعظ گفتم، جناب من این چه ماجرا است کہ من یک بار از حضرت شاہ صاحب بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ شنیدہ ام و بہل سال گزشتہ کہ از حلاوت آن سرشام و از جناب شہا ہر روز ترجمہ قرآن مجید می شنوم لیکن از آن کیفیت محروم مولانا احمد سعید کلام مرا شنیدہ گفتند کہ اے عزیز۔ تو کہرا ذکر می کنی و از کہ می گویی، کجا حضرت ایشان و کجا من بیان مولانا احمد سعید رحمہ اللہ در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔

مولوی اشفاق الرحمن | نزد خانقاہ شریف دہلی صوفی اسماعیل قیام داشت۔ مولوی اشفاق الرحمن ہمراہ صوفی در حلقہ مبارکہ شریک شد۔ دس خلیفہ یک مولوی دیوبندی مسلک مخالف احتفال میلاد شریف و عرس شریف بود۔ و اشفاق الرحمن صاحب ہم مخالف این اعمال حسنہ بود۔ دس می گفت کہ من از اول تا آخر ذکر شریف شریک بودم۔ بیان حضرت ایشان بیچ ندرت نہ داشت ہمان بیان بود کہ اکثر و بیشتر از علمائے کرام آن را بیان می کنند۔ امانہ می دانم کہ چہ بود کہ از اول ذکر شریف تا آخر بر من رقت طاری بود و درین مدت پیہم اشک از چشمان من جاری بود۔ وقتہ کہ ایشان قیام کردند من ہم استادم۔ و بعد ازین وقتہ کہ من نزد پیر خود رفتم این واقعہ و کیفیت را بیان کردم۔ گفتند کہ ایشان مغلوب الاحوال اند۔

یک اہل حدیث | جوانی از قوم پنجاب بیان دہلی کہ در صدر بازار قیام داشت و از جماعت غیر مقلدین بودہ برائے دریافت حقیقت آمد۔ این جماعت خود را اہل حدیث می نامد۔ آن جوان گفت: "ارادہ کردہ بودم کہ قدرے می نشینم و بازمی روم۔ اما وقتہ کہ حضرت ایشان بہ خواندن درود کبریت احمر ابتدا کردند دم قرار گرفت و این قرار تا وقت اختتام ذکر شریف ماند۔ قیام ہم بہ سکون خاطر کردم۔" این جوان سی سالہ در اختتام محفل مبارک بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ بشوق و اخلاص یک صد روپیہ برائے مصارف این پاک محفل پیش کرد۔ حضرت ایشان آن روپیہ را قبول کردہ بہ دس گفتند۔ در شکرانہ این نعمت عظمیٰ فردا کہ دعوت طعام است تو ہم بیا۔ چنانچہ آن جوان سعادت بہ روز دیگر آمد۔ از صحبت حضرت ایشان مستفید شد و بعد از طعام رخصت گرفتہ بہ خانہ رفت۔ نام این جوان از یاد عاجز رفتہ۔ رَحِمَہُ اللہُ اَیَّاکَانَ۔

مسئلہ میلاد و قیام | حافظ محمد وزیر خان حافظ در محلہ درنیہ دہلی قیام داشت و دس شاگرد حافظ غلام رسول دیر آن بود۔ با استاد خود در سال سیزدہ صد یا یک سال قبل یا بعد از حضرت ایشان بیعت شدہ بود چون در دہلی دہا بہ بیت را فروغ شد۔ حافظ مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ رد و جوابش نوشتند۔ عاجز مفہوم آن مکتوب گرامی می نویسید۔

مکتوب مبارک | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خان را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب در دیوان خود بر انعقاد محفل میلاد شریف ایراد گرفتہ۔ رئیس منکرین مولوی رشید احمد صاحب بہ دست خود تحریرے نوشتہ و پھر خود بر دس زدہ بہ من ارسال کردہ اند۔ می نویسند۔ مردم بر من الزام نہادہ اند کہ من

مولود شریف را مستحب نہ می دانم۔ این گونه اختلافات در شهر شہادہ ہر کوچہ و گزرموجود است و میلاد شریف کردن ما ہم مشہور است۔ در ہمین سال بہ شب دوازدهم ماہ ربیع الاول مادر دہلی میلاد شریف خواندیم۔ مرزا عبد الحکیم بیگ مدرس و نشتی نئے خان و نواب احسان الرحمن خان و صدر انفر حاضر بودند مولوی عبد السبحان کہ با من ہم اخلاص دارد و با منکرین مولد ہم نیز حاضر بود و خواندن مولود ما را می دانند و آن چہ شہادہ یافت کردہ اید از حاضر و نستق پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در محفل مولود از خواندن درود تاج، پس از مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علمائے شہر دریافت کنید۔

غیر مقلدین را کلان پیر حافظ ابن حجر عسقلانی و محدثین را کلان دست گیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف را مستحسن بہتر و منکرش را بد قسمت و بے نصیب و بے ادب می نویسند حافظ جلال الدین سیوطی را یک رسالہ است کہ نام آن *حسن المقصد فی عمل المولد* است درین رسالہ از حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کردہ اند کہ انعقاد محفل مولد شریف بدعت حسنة است بمثل مدرسہ ساختن و کتاب تصنیف کردن عبارت کتاب را کہ بہ عربی است کاملًا نوشته بہ مولوی مشتاق احمد فرستادہ ایم۔ و علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی در رسالہ *النظم البدیع فی مولد النبی الشفیع* گفته اند۔

وَأَعْلَمُ بَأَنَّ مَنْ أَحَبَّ أَحْمَدًا لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ سَمِيحًا مُرَدَّدًا
لِذَاكَ أَهْلُ الْعِلْمِ سَنُوا الْمَوْلَدَا مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشَدًا

أَرْضَى الْوَرَى إِلَّا غَوَاةً فَجَلَّ

ترجمہ این اشعار از عالمے دریافت کنید در ترجمہ از عاجزہ پدان، ہر آن کس کہ با احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم محبت دارد یقیناً وے نام آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را بار بار بر زبان خود خواہد آورد۔ از ہمین جا است کہ بعد از زمان آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اہل علم طریقہ مولد را رواج دادہ اند و از این عمل تمام عالم مسرور و شادان است بجز سرکشان نجد۔

یقینہ المکتوب :- خلاصہ کلام این است کہ این عمل مبارک کہ خواندن مولود شریف می باشد نزد مایان مفتاح سعادت و دو جہان و مصباح ہدایت انس و جان است۔ غیر ازین آن چہ از امور اختلافیہ اند از مولویان شہر خود دریافت کنید۔ این رقعہ را بہ احتیاط نگاہ دارید۔ ان شہار اللہ تا یازدہم دوازدهم شوال قصہ سفر بہ دہلی داریم تحریر ہشتم رمضان المبارک، سہ شنبہ ۱۲۸۸ھ۔ حضرت ایشان ذکر تحریر مولوی رشید احمد کردہ اند عاجز آن تحریر را بلفظہ در رسالہ خیر المورود فی احتفال المولد و در کتاب مقامات خیر ص ۹۵ نقل کردہ است۔ تحریر ایشان بہ اُردو است علیجز ترجمہ آن را فارسی می نویسند۔

ترجمہ تحریر مولوی رشید احمد | ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندوب و مستحب است

اگر یہ روایات صحیحہ کردہ شود و امرے مکروہ و غیر مشروع منضم بہ آن نہ شود۔ این بیان را عاجز بارہا بہ صراحت نوشتہ است و در کتاب براہین قاطعہ نیز بہ صراحت بیان جواز و ندب کردہ شد۔ درین امر کسے را اعتراض نیست و ہر چہ از بحث و کلام است آن ہمہ در قیود و انداست لا غیر حُسنِ ادرا یا نظر نیست یا فہمِ عملِ اسانڈہ و مشائخ خود را ہم برین یافتہ ایم۔ آن چہ اہل عناد و بر بندہ و احباب بندہ اتہام انکار نفس ذکر مولد شریف کردہ اند آن محض افترا است فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ مہر

عبارت ابن حجر | حضرت ایشان ذکر عبارت حسن المقصد فی احتفال المولد کردہ اند این عبارت را بہ مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی وطناء و لکھنوی مسکناً مؤلف کتاب

نہایۃ الارشاد الی احتفال المیلاد (عربی) نیز تحریر کردہ ارسال فرمودہ بودند اتہاماً للفائدہ عاجز آن عبارت را نقل می کنند تا معلوم گردد کہ حضرات ائمہ اعلام چہ می فرمایند و مدعیان علم الذین یصدّق علیہم حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء چہ حال دارند۔ اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع و قلب لا یخشع و نفس لا تشبع و دعاء لا یسمع۔ عبارت کتاب این است: "وَقَدْ سِئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أَبُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ حَجَرٍ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ فَأَجَابَ بِمَا نَصَّهُ: أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بَدْعٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِينَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدْ اشْتَمَلَتْ عَلَى فَحَاسِنٍ وَضِدِّهَا فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْفَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدِّهَا كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا۔ قَالَ: وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَحَرُّيْهَا عَلَى أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ نَسَأَ لَهُمْ فَقَالُوا هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فِرْعَوْنَ وَفُجِّيَ مُوسَى فَخَنَّنَ نَصُومَهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَخَنُّ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ: فَيَسْتَفَاءُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مَعَيْنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ بِحُصُلِ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتَّلَادَةِ وَآيِ نِعْمَةٍ أَعْظَمَ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ وَذَلِكَ الْيَوْمِ، وَعَلَى هَذَا تَتَبَعْنِي أَنْ يُتَحَرَّى الْيَوْمُ بِعَيْنِهِ حَتَّى يُطَاقَ قِصَّةُ مُوسَى فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَمَنْ لَمْ يُلَاحِظْ ذَلِكَ لَا يُبَالِي بِعَمَلِ الْمَوْلِدِ فِي أَيِّ يَوْمٍ مِنَ الشَّهْرِ بَلْ تَوَسَّعَ قَوْمٌ فَنَقَلُوهُ إِلَى يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ، وَفِيهِ نَافِعٌ

مورکند نقصان نہ دارد کہ آن را بحق بہ امور سابقہ گردانیم۔ و آن امور کہ حرام باشند یا مکروہ پس از ان منع کردہ نمود، همچنان از امور خلافِ اولیٰ“

عاجز گوید | در اواخر قرنِ ششم در موصل (عراق) یک ولی پروردگار شیخ عمر بن محمد گزشتہ است وے در شب میلاد احوال مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بیان می کرد و اظہار السمر در و شکر اللہ خیرات و مبررات می کرد۔ این خبر بہ سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کو گری رسید۔ در کتب تاریخ آمدہ کہ سلطان از صلحائے امت بودہ، وے این عمل افضل المندوبات و احسن المثوبات را بہ ترک احتشام شروع کرد و علامہ روزگار حافظ احادیث مبارکہ ابو الخطاب بن دحیہ را گفت کہ درین اجتماع عظیم احوال مبارکہ را بیان کند، چنان چہ ایشان رسالہ ”التنویر فی مولد السراج المنیر“ تالیف کردند و در محفل مبارک ۶۴۰ خواندند۔ از ان روز این عمل مبارک را پروردگار قبولیت در روی زمین عنایت کرد و در اقطار عالم اسلام این سنتِ حسنہ رواج یافت و علماء اعلام و حفاظ احادیث مبارکہ رسائل نوشتند۔ عاجز چند حفاظ احادیث را نام می نویسد کہ رسالہ ہا نوشتہ اند: (۱) حافظ ابو الخطاب بن دحیہ (۲) حافظ ابوشامہ (۳) حافظ ابن کثیر (۴) حافظ سخاوی (۵) حافظ شمس الدین دمشقی (۶) حافظ جلال الدین سیوطی۔ (۷) و تحریرے کہ ابن حجر نوشتہ نقل کردہ شد۔ علمائے اعلام از مذاہب اربعہ در اثبات و افضلیت این عمل مبارک رسالہا نوشتہ اند و فتاویٰ دادہ اند۔ اگر کس نامہائے ایشان را جمع کند رسالہ کبیرہ ترتیب یابد۔ علمائے اعلام از احادیث صحیحہ و ثابۃ اثبات این عمل کردہ اند۔ البتہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مصداق ”هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ“ کہ ارواہ البخاری فی صحیحہ“ بودہ و اذنا ب وے مخالفت کردند، این گروہ باطن سقیم در مخالفت کو شید و از روزے کہ اشتقیا را تصرف بر حجاز مقدس شدہ بہ جبر و قہر و ضرب، اہالی آن دیار را از این عمل بازداشتہ اند۔ افسوس کہ در ہندوستان بعض افراد اتباع غواۃ نجد کردہ اند۔ پروردگار از شتر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد۔

محبتِ حضرتِ رحمتِ عالمیان و محبوبِ رب العالمین سیدنا و سید الانبیاء والمرسلین شرعاً مطلوب است۔ حدیث صحیحین است۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَوْحَىٰ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَدَلِيلِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ از محافل میلاد شریف در محبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضافہ می شود کہ سراسر خیر است۔ افسوس ضد افسوس این گروہ باطن سقیم مصداق۔ مَنَاعِ الْخَيْرِ گشتہ چہتر سیدی الوالد القدس سرہ و نور ضریح چہ خوب نوشتہ اند ”نزد مایان خواندن مولود شریف مفتاح سعادت و جہان مصباح ہدایت النور جان است۔“ در حدیث شریف وارد است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ اِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ برائے عاشقان محفل میلاد شریف بشارت

است عظیم۔ فَطُوْبِيْ لَهُمْ ثُمَّ طُوْبِيْ لَهُمْ۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ۔

بعض معاندین و مخالفین | غالباً واقعہ سال سی و نہ است کہ بعض مفسدین مکتوبے بہ حضرت

ایشان ارسال کردند کہ در تحریک ”ترکِ مَوَالَات“ شریک شوید
واللہ ما یان فتنہ برپا کردہ در محفل میلاد تمام چہرہ اغان بلوری رامی شکینم و دیگر نقضان می رسانیم۔ این جماعت
اشقیان نامہائے خود را در خطانہ نوشتہ بودند۔ حضرت ایشان این خط را نزد حکیم محمد اجمل خان شریفی و ڈاکٹر
مختار احمد انصاری با این پیام فرستادند: ”ما اظہار اللہ شُرُور و شکر اللہ علی ما اَنَعَمَ عَلَیْنَا بِہِذِہِ
النِّعْمَۃِ الْعَظْمٰی۔ جلسہ میلاد شریف منعقد می کنیم اگر مفسدین آمادہ فساد اند، جلسہ عام نہ می کنیم۔“
پروردگار حکیم صاحب و ڈاکٹر صاحب را اجرہ اعنایت کنند کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند و
عرض کردند، شما حسبِ معمول جلسہ منعقد کنید۔ ما از اول وقت عشا تا اختتام جلسہ حاضری باشیم و با خود
چند رفقار می آریم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسے فتنہ و فساد نہ خواہد کرد و چنانچہ ہر دو افراد بار فقار حسبِ عہد
حاضر شدند و محفل مبارک با صد خیر و برکت بہ اتمام رسید۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، وَخَسَرَ
ہٰذَا لَکَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

مَالِکُ مُعْتَرِضٌ | در ہزار و سہ صد و چہل و دو مولوی بخش اللہ یک جوان را در خانقاہ

شریف دہلی بہ خدمت حضرت برادر کلان اَدَامُ اللہُ ارشاد کُ
آورد آن جوان از حضرت برادر بیعت شد و قبل از بیعت شدن این واقعہ را بیان کرد۔ سال گزشتہ ۱۳۳۱ھ
من نزد دروازہ خانقاہ شریف استاد م کہ مردم در آرائش محفل میلاد شریف مشغول اند من در دل
خود گفتم۔ این چہ بدعت و اسراف بے جا است۔ اندرین اثنا حضور اقدس از حرم سرا برآمدند و برائے
تنبیہ من بہ آواز بلند بہ کارپردازان خطاب کردہ فرمودہ اند۔ اندرین ایام غفلت و بے دینی غلبہ پیدا
کرده است۔ این ہمہ مصارف و زیبائش برائے از دیاد شوق است و نیز اظہار سرور مقصود است۔
در مجالس دنیویہ مردمان بہ چہ قسم اظہار مسرت می کنند۔ ما اگر بہ روز ولادت رحمت عالمیان صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم برائے اظہار سرور این ہمہ آرائش و زیبائش کنیم چہ قباحت دارد۔ چون حضور اقدس این
فرمودند در دل من اعتراض دیگر پیدا شد، و حضور اقدس معاف فرمودند کہ کسانے کہ در دل خود درشتی دارند
پروردگار ایشان را توفیق نیکی عنایت کند۔ و باز بہ حرم سرا شریف بردند۔ حضور اقدس اگر چہ بامین کلمہ
نہ فرمودند لیکن من بہ وجہ خوب فہمیدم کہ این ارشاد برائے من است۔ مع ذلک بہ دل خود ایراد ہا را
جائے دادہ از آن جا روانہ شدم۔ از آن وقت خللہ در عقل و دماغم پیدا شد و چند وقت نہ گزشت کہ من

مجنوب الحواس گشتم۔ والدین من نزد علماء و صلحا رفتند و کیفیت بیان کردند به ایشان گفته شد کہ فرزند شما در شان بزرگے ابدی کردہ است و این ہمہ وبال از آن است۔ چنانچہ والدین من مرا بہ اجمیر شریف بردند و آنجا پیش روی مزار پُر انوار حضرت خواجہ قدس سرہ انداختند من چہل روز در اجمیر قیام کردم۔ چیزے از احوالم درست شد و من حقیقت واقعہ را بہ والدین خود بیان کردم۔ ایشان واقعہ را بہ علماء و صلحا بیان کردند۔ بہ ایشان گفته شد کہ فرزند خود را نزد حضور اقدس بیرید تا کہ دے را بیعت کنند۔ چون از وفات حضرت ایشان علم شد۔ بہ ایشان گفته شد کہ در خدمت جانشین حضرت ایشان قدس سرہ بیرید من بہ خدمت مفتی کفایت اللہ مکتوبے نوشتم و دریافت نمودم کہ جانشین حضرت ایشان کیست و قیام ایشان کجا است مفتی صاحب تحریر فرمودند۔ جانشین حضرت ایشان فرزند کلان ایشان اند کہ حضرت بلال نام دارند و اندرین ایام قیام ایشان در خانقاہ شریف است۔ این واقعہ بیان کردہ آن جوان مکتوب مفتی صاحب را از جیب خود بردارد و نشان داد۔ عَفَى اللَّهُ عَنْهُ وَ سَرَّحَهُ۔

وہابیہ و اذنب وہابیہ | از ذکر وہابیہ و اذنب وہابیہ در دل کہ دور تے پیدامی شود و آثار جلیس بدرو می نماید کہ آن۔ اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رُحِيَّا خَبِيْثَةً۔ کما فی الصحیحین۔ است و اگر ازالہ آن اثر بد نہ کردہ شود، صورت ران ظاہری شود۔ ابن جریر و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند کہ کما فی تفسیر ابن کثیر عن ابي هريرة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال، ان العبد اذا اذنب ذنبا كانت نكته سوداء في قلبه فان تاب منها صقل قلبه وان زاد زادت فذل لك قول الله تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وقال الترمذی حسن صحیح و لفظ النسائی ان العبد اذا اخطأ خطيئة نكت في قلبه سوداء فان هو نزع واستغفر و تاب صقل قلبه فان عاد زيد فيها حتى تعلو قلبه فهو الران الذي قال الله تعالى۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ برائے ازالہ آن اثر بد کہ از ذکر اذنب وہابیہ پیداشدہ است چند شعر عارف کبیر و ولی شہیر شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید دلاوی مصری معروف بہ ابو صہری قدس سرہ کہ در اسکندریہ فون انداز قصیدہ ہمزیہ ایشان نقل می کنند کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ احیانا می خواندند و باز درود کبیریت احمری نویسد کہ حضرات عالی قدر قدس اللہ سرار ہم آن را بہ مواظبت می خواندند۔

ابیات قصیدہ ہمزیہ | يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

أَنْتَ مُصْبِحُ كُلِّ فَضْلٍ فَمَا تَصَدَّقُ..... دُرُّ الْأَعْيُنِ ضَوْؤُكَ الْأَضْوَاءُ

لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيْبِ بِ وَمِنْهَا لَدَمُ الْأَسْمَاءِ
لَمْ تَزَلْ فِي ضَمَائِرِ الْكَوْنِ تُخْتَا ذَلِكَ الْأُمَمَاتُ وَالْأَبَاءُ
فَامَضَتْ فَتْرَةٌ مِنَ الرُّسُلِ إِلَّا بَشَرْتَ قَوْمَهَا بِكَ الْإِنْبِيَاءُ
تَبَاهَى بِكَ الْعَصُورُ وَتَسْمُو بِكَ عَلَيَاءُ بَعْدَهَا عَلَيَاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّي مِنْ سُورٍ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وَلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ
مَوْلِدُكَ كَانَ مِنْهُ فِي طَالِعِ الْكَفِّ رِوَالٌ عَلَيْهِمُ وَوَبَاءُ
أَطْرَبَ السَّامِعِينَ ذِكْرُ عَلَاة يَالرَّاحِ مَالَتْ بِهِ النَّدَاءُ
وَبِحُبِّ النَّبِيِّ فَا بُغِ رَضَى اللَّهِ فِي حُبِّهِ الرِّضَى وَالْحَبَاءُ
فَسَلَامٌ عَلَيْكَ تَشْتَرِي مِنَ اللَّهِ وَتَبْقَى بِهِ لَكَ الْبَاءُ وَاءُ
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ مِنْكَ فَمَا غَد ذِكْرُكَ مِنْهُ لَكَ السَّلَامُ كِفَاءُ
وَسَلَامٌ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ اللَّهُ لِتَحْيَا بِذِكْرِكَ الْأُمَلَاءُ
وَصَلَاةٌ كَالْمُسْلِكِ تَحْمِلُهُ مِنْ بَنِي شِمَالٍ إِلَيْكَ أَوْ تَكْبَاءُ
وَسَلَامٌ عَلَى ضَرْبِ حِلَقٍ تَخْضَلُ لُ بِهِ مِنْهُ تُرْبَةُ وَعَسَاءُ
وَتَنَاءٌ قَدْ مَتَّ بَيْنَ يَدَي نَج وَآيَ إِذْ لَمْ يَكُنْ لَدَى ثَرَاءُ
مَا أَقَامَ الصَّلَاةَ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ وَ قَامَتْ بِرَبِّهَا الْأَشْيَاءُ
الْحَبَاءُ الْعَطَاءُ - الْبُأْدَاءُ الشَّرَفُ وَالْفَخْرُ - الْأُمَلَاءُ جَمْعُ مَلَأٍ وَهُوَ الْجَمَاعَةُ مِنَ النَّاسِ الشَّمَالُ
هِيَ رِيحٌ تَهْبُ مِنْ جِهَةِ الْقُطْبِ إِلَى الْمَغْرِبِ - النُّكْبَاءُ هِيَ رِيحُ الصَّبَا - وَعَسَاءُ أَيْ لَيْسَتْ
ذَاتُ رَمَلٍ - ثَرَاءُ أَيْ مَالٌ كُنِيَ اتَّصَدَقَ بِهِ -

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَأَنْسَى بِرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَارْزُقْ
تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدَ أَمْوِيدٍ أَوْ أَنْسَى سَلَامِيكَ أَبَدًا أَتُحَدِّدُ
عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِبِيَّةِ وَجَمْعِ الدَّقَائِقِ الْإِيْمَانِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَّاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ
وَمَهَبِطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدْسِيَّةِ وَإِقَامِ الْحَضَرَةِ الزَّيْنَبِيَّةِ وَاسْطَةِ عَقْدِ
النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكْرَمِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ
حَامِلِ لَوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَرْمَةِ الْمُجْدِ الْأَسْتَى شَاهِدِ أَسْرَارِ الْأَزَلِ وَمُشَاهِدِ

أنوار السَّوَابِقِ الْأُولَى تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقَدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحَكْمِ مَظْهَرِ سِرِّ الْجُودِ
 الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ وَانْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ الْعُلُويِّ وَالسَّفَلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكُونَيْنِ وَعَيْنِ حَيَاةِ
 الدَّارَيْنِ الْمُتَخَلِّقِ بِأَعْلَى رُتَبِ الْعُبُودِيَّةِ وَالْمُتَحَقِّقِ بِأَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْإِصْطِفَائِيَّةِ سَيِّدِ
 الْأَشْرَافِ وَجَامِعِ الْأَوْصَافِ الْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ
 الْقَدِيمِ الْكَرِيمِ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ الْمُخْصُوصِ بِأَعْلَى الْمَرَاتِبِ وَالْمَقَامَاتِ
 الْمُؤَيَّدِ بِأَوْصِيَاءِ الْبَرَاهِينِ وَالِدَالَةِ الْمَنْصُورِ بِالرُّعْبِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْجَوْهَرِ الشَّرِيفِ
 الْأَبَدِيِّ وَالنُّورِ الْقَدِيمِ الْمُحَمَّدِيِّ سَيِّدِ نَاوِلَانَا مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِيِّ فِي الْإِيْبَادِ وَالْوُجُودِ الْفَاحِشِ لِكُلِّ
 شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ وَحَضْرَةِ الْمُشَاهِدَةِ وَالشُّهُودِ نُورِ كُلِّ شَيْءٍ وَهَدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاهُ الَّذِي
 شَقَّقَتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ الْأَنْوَارُ السِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّورِ الظَّاهِرِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ
 الْفَاحِشِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ الْعَاقِبِ الْخَاشِعِ الْبَاقِي الْأَمِيرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ
 الشَّكِرِ الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمُنَاسِحِ الْمُنَاجِدِ الْعَزِيزِ الْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ الْقَائِمِ
 السَّاجِدِ التَّابِعِ الشَّهِيدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمَطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْمُسْتَنْصِرِ
 الْحَقِّ الْمُبِينِ طَهٍ وَنَسِ الْمُرْقَلِ الْمُدَّثِرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَرَأَمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَ
 حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَالرَّسُولِ الْمُجْتَبَى الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ
 الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْمُبَارَكِ الْمَلِكِ الْصَادِقِ الصَّدُوقِ الْأَمِينِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ
 الْمُنِيرِ الَّذِي أَذْرَكَ الْحَقَائِقَ بِمُجْمَلَتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمُتِهَا وَجَعَلَتْهُ حَبِيبًا وَنَادِيَّةً قَرِيبًا وَ
 أَدْنِيَّةً رَقِيبًا وَخَتَمَتْ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالِدَالَةَ وَالْبَشَارَةَ وَالنَّدَا سِرَّةً وَالنُّبُوَّةَ وَنَصْرَتَهُ
 بِالرُّعْبِ وَظَلَمَتْهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَشَقَّقَتْ لَهُ الْقَمَرُ وَانْطَقَتْ لَهُ الضُّبُ وَالطُّبَى
 وَالذُّبَابُ وَالْجُدْعُ وَالذَّرَاعُ وَالْجَمَلُ وَالْجَبَلُ وَالْمَدَارُ وَالشَّجَرُ وَانْتَبَعَتْ مِنْ بَعْدِهِ
 الْمَاءُ الزَّلَالُ وَانْزَلَتْ مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهِ فِي عَامِ الْمَحَلِّ وَالْجَدْبِ وَابِلَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ
 فَأَعَشَوْشَبَ مِنْهُ الْقَفَرُ وَالصُّخْرُ وَالْوَعْدُ وَالسَّهْلُ وَالرَّمْلُ وَالْجُرُ وَأَسْرَبَتْ بِهِ لَيْلًا مِنْ
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى السَّمَاوَاتِ الْعُلَى إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ
 أَوَّادِي وَآرِيَّةِ الْآيَةِ الْكُبْرَى وَأَنَلَتْهُ الْغَايَةَ الْقُصْوَى وَكَرَّمَتْهُ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمَدَاقِبَةِ وَ
 الْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصَتْهُ بِالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَى وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى
 يَوْمَ الْفَرَجِ الْكَبْرِ فِي الْمُحْشَرِ وَجَمَعَتْ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحَكْمِ وَجَعَلَتْ أُمَّتَهُ خَيْرَ

وَبَاقِيَّةَ بَيْقَاتِكَ لَا تُنْقِهِ لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَوةً تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَّا صَلَوةً
تَمْلَأُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلَوةً تُحِلُّ بِهَا الْعُقَدَ وَتُفَرِّجُ بِهَا الْكُرْبَ وَتُجَرِّى بِهَا الطُّفَلَ فِي أَمْرِى
وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَآمِدْ دُنَا وَاجْعَلْنَا أَمِينِينَ وَبَسِّرْنَا
أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَابْدِ إِنَّا وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَالْآخِرَتَيْنَا وَ
تَوَقَّنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْنَا مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَلَّيْسٍ مَعَ كُلِّ شَفِيقٍ وَ
أَنْيَسٍ وَأَنْتَ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمْلِكُنَا وَاجْتَمِعْنَا لَنَا مِنْكَ بِخَيْرٍ وَعَافِيَةٍ بِلاَ مُحَنَةٍ أَجْمَعِينَ خَتَمَ
اللَّهُ لَنَا بِالْحُسْنَى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

حرف آخر از مولد شریف حضرت ایشان از نعمت اطفار تا آخر ایام عاشق و دلداره این
مبارک و معجز محفل بودند و از آن افراد که محفل میلاد مبارک منعقد می کردند
خوش می شدند و برای ایشان دعاها می کردند و با آن کسان نیز ملاقات ها و دعاها می کردند که انعقاد محفل
مبارک میلاد را بدنه می گفتند و کسی که انعقاد این مبارک محفل را بدی گفت از دلی نفرت می کردند می گفتند
که این گونه افراد بد عقیده و بی ادب اند.

از خدا خواهم تو رفیق آدب بے ادب محسوس ماند از لطیف رب
زیارت قبور حضرت مشایخ قدس الله اسرارهم را معمول بوده است که بر مزارات اولیا و صلحا می رفتند
و فیوضات و برکات را استفاده می کردند مسلم در صحیح خود از بریده روایت کرده که
رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فرموده: "كُنْتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُوا هَآءِهِ مِنْ شَمَارِئِهِ كَرِهَ بَدْوَمُ
اَزْ زِيَارَتِ كَرْدَنِ قُبُورِ پس زیارت بکنید قبور را. و ابن ماجه از ابن مسعود روایت کرده که آن حضرت صلی الله
تعالی علیه وسلم فرموده: "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُوا هَآءِهِ فَانْهَآ تَزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ بِعَسْرِ
الْآخِرَةِ" من شمارا پیش ازین نهی کرده بودم از زیارت کردن قبور پس به درستی که زیارت کردن قبور بے رحمت
می گرداند از دنیا و یاد می دهد آخرت را.

بعض کوتاه نظر بر حضرت مشایخ اعتراض می کنند که مقصد از زیارت قبر عبرت و پند گرفتن است که
مصیر را نیز به خاک رفتن و خاک شدن است نه استفاده النوار و استفاده فیوضات. امام فخرالدین رازی
در کتاب خود المطالب العالیه کلام لطیف نفیس نوشته اند و استناد محمد زاهد الکوثری و کمال الشیخ الاسلامیه بدر
السلطنة العثمانیه سابقا در تكملة السیف الصقيل فی الرد علی ابن قیل بر صفحه ۲۹ نقل کرده اند عاجزان را نقل می کنند.

امام رازی گفت

وَإِذَا عَرَفْتَ هَذِهِ الْمُقَدِّمَاتِ فَنَقُولُ إِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا أَذْهَبَ إِلَى قَبْرِ
 إِنْسَانٍ قَوِيَّ النَّفْسِ كَامِلٍ الْجَوْهَرِ شَدِيدِ التَّأْتِيرِ وَوَقَفَ هُنَاكَ سَاعَةً
 وَتَأَثَّرَتْ نَفْسُهُ مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ حَصَلَ لِنَفْسِ الزَّائِرِ تَعَلُّقٌ بِتِلْكَ التُّرْبَةِ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّ لِنَفْسٍ
 ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مَلَاقَةَ بِسَبَبِ اجْتِمَاعِهِمَا عَلَى تِلْكَ التُّرْبَةِ فَصَارَتْ هَاتَانِ النَّفْسَانِ
 شَبِيهَتَيْنِ بِمِزَاتَيْنِ صَقِيلَتَيْنِ وَضِعَتَا بَحِثٍ يَنْعَكُسُ الشَّعَاعُ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَى
 الْأُخْرَى فَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ الزَّائِرِ الْحَيِّ مِنَ الْمَعَارِفِ الْبُرْهَانِيَّةِ وَالْعُلُومِ الْكُسْبِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ
 الْفَاضِلَةِ مِنَ الْخُضُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى وَالرِّضَى بِقَضَاءِ اللَّهِ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ
 الْمَيِّتِ وَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مِنَ الْعُلُومِ الْمَشْرُفَةِ وَالْأَثَارِ الْعُلُويَّةِ
 الْكَامِلَةِ فَإِنَّهُ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ هَذَا الزَّائِرِ الْحَيِّ وَكَهَذَا الطَّرِيقُ تَصِيرُ تِلْكَ الزِّيَارَةُ
 سَبَبًا لِحُصُولِ الْمَنْفَعَةِ الْكُبْرَى وَالبَهْجَةِ الْعُظْمَى لِرُوحِ الزَّائِرِ وَلِرُوحِ الْمَزُورِ فَهَذَا هُوَ
 السَّبَبُ الْأَصْلِيُّ فِي مَشْرُوعِيَةِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَحْصَلَ فِيهَا أَسْرَارٌ أُخْرَى أَدَقُّ
 وَأَحَقُّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَتَمَامُ الْعِلْمِ بِالْحَقَائِقِ لَيْسَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ - اهـ - وَأَمَّا بَقَاءُ النَّفْسِ
 مُدْرِكَةً لِبَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ فَقَدْ بَيَّنَّهَا الرَّازِيُّ فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنَ الْكِتَابِ
 الْمَذْكُورِ وَقَالَ الرَّازِيُّ أَيْضًا فِي تَفْسِيرِهِ: أَنَّ الْأَرْوَاحَ الْبَشَرِيَّةَ الْخَالِيَةَ عَنِ الْعَلَائِقِ
 الْجِسْمَانِيَّةِ الْمُشْتَاقَّةَ إِلَى الْإِتِّصَالِ بِالْعَالَمِ الْعُلُويِّ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنْ ظِلْمَةِ الْجَسَادِ
 تَذْهَبُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنَازِلِ الْقُدُسِ وَيُظْهِرُ مِنْهَا أَثَارَ فِي أَحْوَالِ هَذَا الْعَالَمِ
 فَهِيَ الْمُدَبِّرَاتُ أَمْرَاءُ الْإِنْسَانِ قَدْ يَرَى اسْتِزَادَةً فِي الْمَنَاقِمِ وَكَيْسَالَهُ عَنْ مُشْكَلَةٍ
 قَبْرِ شَيْدَةٍ إِلَيْهَا - يَعْنِي جُونِ ابْنِ مَقْدَمَاتٍ رَابِدُ النِّسْبَةِ يَسُومِي كَوَيْمٍ كَهْ جُونِ شَخْصٍ بِزِيَارَتِ قَبْرِ كَسَمِي رَوْدَكِ
 نَفْسٍ قَوِيٍّ وَجَوْهَرٍ كَامِلٍ وَتَأْتِيرٍ شَدِيدٍ وَاشْتِهَارٍ قَدِيمٍ نَزْدَ تَرْتِيبِ تَوَقُّفِ مِي كَنْدُورٍ بِأَتْرِيبِ تَعَلُّقِهِ بِمِزَامِي شُورِ
 تَوَدَّاسْتِهِ لِي كَهْ نَفْسِ أَنَّ الْإِنْسَانَ مَيِّتٌ رَابِدُ النَّفْسِ الْإِنْسَانِ زَائِرُ زَوْجِ اجْتِمَاعِ أَنَّ هَرْدُ نَفْسِ بَرَّانِ تَرْتِيبِ
 مَلَاقَاتِ رَوْدَادِهِ اسْتِ وَنِشَالِ إِيْنِ هَرْدُ نَفْسِ بِرَنْگِ دَوَّالِيْنِهِ مِجْلِي وَصَفْقِي اسْتِ كَهْ بِرَنْوَعِ وَاقِعِ شَرَانْدِ
 كَهْ شَعَاعِ يَكِي دَرْدِگِرِ مَنَعَكْسِ مِي شُورِ دَرْچِپِ دَرْزَارِ زَنْدِهْ اَزْ مَعَارِفِ بِرْهَانِيَّةِ وَعُلُومِ كَسْبِيَّةِ وَاخْلَاقِ فَا
 اَزْ قِسْمِ خُضُوعِ لِمَنْ دَرِاضِي بُوْدِنِ بِرْ قَضَائِهِ پَرْدِگَارِ مِي بَاشْدِ اَنْوَارِ أَنَّ بِرْ رُوحِ أَنَّ الْإِنْسَانَ مَيِّتٌ مَنَعَكْسِ مِي شُورِ
 دَرْچِپِ اَزْ عُلُومِ مَشْرُفَةِ وَآثَارِ عُلُوبِيَّةِ كَامِلِهِ دَرْ مَزُورِ مَيِّتِ اَنْمَاءِ بِرْ رُوحِ إِيْنِ الْإِنْسَانِ زَنْدِهْ مَنَعَكْسِ مِي شُورِ، وَازِیْنِ
 وَجْهِ إِيْنِ زِيَارَتِ قَبْرِ بِسَبَبِ مُحْصُولِ مَنْفَعَتِ كِبَرِيٍّ وَبَهْجَتِ عَظْمَى اسْتِ، هَمِ بَرَّائِي زَائِرِ زَنْدِهْ دَهْمِ بَرَّائِي

مزور مردہ۔ و برائے مشر و عیبت زیارت قبور این یک سبب اصلی است و ممکن کہ در مشر و عیبت زیارت قبور اسرار دیگر نیز باشند کہ احق بالذکر و ادق بوند از آن چہ کہ ما ذکر کردہ ایم، چہ علم تمام حقائق بہ جنس پروردگار کے رانیست۔ و امام رازی این بیان را کہ نفس ادراک کنندہ بعض جزئیات می ماند، در فصل پانزدہم از این کتاب کردہ اند و ایشان در تفسیر خود نوشتہ اند: "آن ارواح بشریہ کہ از علائق جسمانیہ خالی و مشتاق بہ اتصال عالم علوی می باشند چون از ظلمت اجساد می برآیند بہ عالم ملائکہ و منازلِ قدس می رسند از آن ارواح در احوال این عالم آثار ظاہری می شوند و آن را مَدِّ بَرَاتِ اَمْرِ گویند۔ آیانہ می بینی کہ احیاناً شخصے استاد خود را در خواب می بیند و از وی استفسا را از اشکالے می کند و وی بہ بینندہ خواب می نماید۔" انتہی۔ پروردگار امام رازی رحمہ اللہ و رضی عنہ را اجر ہائے بے شمار دہد چہ حقائق را بیان کردہ اند کسانے کہ از این گونه اسرار حکم ناواقف اند و می خواہند کہ از زیارت قبور منع کنند در حدیث لا تشد الرجال الی ثلاثہ مساجد۔ خلاف قاعدہ نحویہ مستثنیٰ امند را اعم قرار می دہند و خطا بر خطا می کنند۔ کُلُّ یَعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِه۔

حضرت ایشان قدس سرہ بہ زیارت قبور می رفتند و مستفید می شدند و برائے زیارت قبور سفر کردن را جائز می گفتند چنانچہ در ابتدا سائے احوال دوبار از رامپور بہ سرہند شریف و در آخر احوال برائے زیارت حضرت قلندر بہ پانی پت سفر کردہ اند و حافظ اشفاق الہی را ہدایت فرمودند تا بہ اجمیر شریف سفر کنند چنان چہ در فصل چہارم بیانش خواہد آمد و بیان رفتن حضرت ایشان بہ مزار والد بزرگوار خود در رامپور و بہ مزار مولانا طاہر بندگی در لاہور گزشتہ۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب بر مزارات بزرگان دین حاضر می شدند کفشہا را بیرون دروازہ احاطہ از پائے می کشیدند و از آن جا دست بستہ سر بہ جیب انداختہ بہ مزار مبارک می رفتند و اولاً سلام مسنون برائے اموات رو بہ سوئے قبر و نیت بہ سوئے قبلہ کردہ استادہ می خواندند و باز دوزانوشتہ چادر خود را بر سر و روی خود انداختہ بہ آواز بلند مصروف تلاوت می شدند اکثر سورہ یس و گاہ سورہ مائدہ می خواندند و باز قدرے مراقب می شدند و باز دست برداشتہ دعائی کردند و بعد ازین با حضور و آگاہی و با ادب و احترام بہ رجعت قہقری رخصت می شدند۔ عاجز بیان حاضر شدن حضرت ایشان را بر مزارات اولیائے پروردگار می کند حضرت نقشبندیہ را اول ذکر می کنند۔ وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ

دو سہ بار رفتن حضرت ایشان بہ موقع عرس شریف
خواجہ نقشبندیان حضرت باقی باللہ
 و یک دوبار بدون عرس شریف بہ یاد عاجز است
 یک بار بہ شب عرس شریف حضرت ایشان در صحن مسجد شریف نشستند مزار پرنوار بہ جہت جنوب بود۔

بعد از عرض سلام و تلاوت سورۃ مبارکہ حضرت برادر کلان بہ آواز بلند شجرۃ شریفہ منقولہ حضرت مولانا خالد کردی خواندند سبحان اللہ چہ مبارک وقت و مبارک حال بود۔

سید السادات نور محمد بدایونی حضرت ایشان پیر و مرشد حضرت مرزا جان جانان مظہر خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بودہ اند قدس اللہ اسرار ہم و ساہا از حافظ محمد حسن خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کسب معارف نمودہ اند در لقمہ نیک احتیاط می کردند بہ دست خود چیز می پختند و چند روز بران اکتفا می نمودند استغراق کامل و جذب قوی داشتند۔ از کثرت مراقبہ لیسیت مبارک خم شدہ بود۔ می فرمودند از سی سال تعلیق طبیعت بہ لذت طعام نہ مانده است ہر چہ میسر آید می خوریم۔ بہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ رحلت فرمودہ اند و بہ فاصلہ یک تیر مجرتاب بہ جہت جنوب از مزار حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ در باغ نواب مکرّم خان مدفون شدند نواب مکرّم خان از اولاد حضرت سید محمد نقشبند بہار الدین قدس سرہ و از خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بودند روزے سلطان اورنگ زیب عالمگیر از نواب صاحب استفسار از عمر ایشان فرمود عرض کرد، سہ سال کہ آن مدتے است کہ در خدمت پیر و مرشد خود بودند ام۔

اوقات ہمان بود کہ بایار بہ سرفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری است

چون ایشان وقت آخر شد بر سر ایشان کلاہ حضرت عبید اللہ احرار نہادند گفتند اگر چہ از انوار این کلاہ فائز شدہ ام امامی خواہم کہ در انوار پیر خود غرق شوم لهذا کلاہ پیر من بر سرم نہید۔ چنان چہ آن مبارک کلاہ بر سر ایشان نہادند و اندران حال رحلت فرمودہ اند حضرت مرزا مظہر جان جانان می فرمودند کہ زائد از ہزار کس از آن جناب ذاکر و شاغل شدہ بہ درجہ حضور و آگاہی رسیدہ اند مثل سید حشمت خان و مولوی محمد باقی۔
قدس اللہ اسرار جمیعہم۔

بہ مرور ایام باغ نہ ماند و چون انگلیسہا ارادہ تعمیر شہر دہلی نو کردند تمام اراضی آن جہت را حکومت گرفت خواست کہ مزار حضرت ایشان را در سیل آب بارانی آورده بے نشان سازد حضرت ایشان را چون علم این امر شد بسیار متفکر شدند و درین سلسلہ از کونہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را بہ شملہ نزد سفیر افغانستان فرستادند سفیر سچیہا کرد و مزار پر انوار محفوظ ماند۔ و باز حضرت ایشان ارادہ فرمودند کہ آن قطعہ زمین را محفوظ کنند چنان چہ بہ دیوار پختہ آن جارا احاطہ کردند و بہ سنگ سرخ فرش ساختند۔

در ایامی کہ عاجز چار پنج سالہ بود حضرت ایشان را دوسہ سال معمول بود کہ ہر روز در عربہ آن جامی رفتند بہ ساعت دہ صبا عا متوجہ آن جہت می شدند۔ یک مخلص افغانی را ہمراہ می گرفتند برائے فرش کردن

یک گلیم و برائے استعمال یک آفتابہ کلان و یک صراحی و در مطبق غذا ہر سہ برادر ہمارا می بودیم حضرت ایشان نزد مزار شریف زیر سایہ درخت "نیم" بہ ذکر شریف مشغول می شدند و ما برادران در قرب جوار بہ بازی و سیر و تفریح مشغول می شدیم چون وقت تناول غذا می رسید حضرت ایشان استادہ شدہ قدرے بہ آواز بلند می فرمودند "بچہا بیا تید و نان بخورید" بعد از تناول غذا قدرے قیلولہ می نمودند و باز وضو کردہ نماز می خواندند عاجز یاد دارد کہ احیاناً حضرت ایشان اذان می گفتند و تکبیر گفتہ نماز می خوانند تا آن زمان دیوار احاطہ و فرش نہ ساختہ شدہ بود حضرت ایشان می فرمودند کہ این مبارک زمین قطعہ جنت است بہ پہلوئے حضرت سید السادات جہت شرق مزار حضرت امۃ الفاطمہ زوجہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرار ہما واقع است کہ جدہ حضرت ایشان اند۔

ہر روز جمعہ ۲۰ رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) انگلیسہا اسباب بربادی مسلمانان پیدا کردہ رخت سفر از ہند بر لبست اندران وقت ہر چہ از ظلم و عدوان پیش آمدہ بر صفحات تاریخ ثبت است دران ایام زرد و خورد بعض اشقیاسنگ سُرخ فرشی را از ان جابر دندہ دو جادووار را نیز نقصان رساندند بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۳ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء) عاجزان جابابیک نفر رفت تا اندازہ مصارف کند دران وقت یک ہندو با چیزے گلہا رسید گلہا را بر مزارات نہاد و گفت "سنگہائے فرشی این جا را دو نفر بردہ اند یکے در این قریہ سکونت دارد و اشارہ بہ جہت دہ کرد و دیگرے در بھوگل می باشد کہ در قرب یک آبادی جدید است صاحب قریہ ازین سنگہا خانہ خود ساخت چون سقف خانہ می خست و تیرہا را بردیوار نہادہ سنگ ہارا بالائے تیرہا فرش کرد و بر سرش گل و خشت نہاد و بنایان بعد از زوال برائے نان خوردن رفتند و سہ اہل و عیال خود را آواز داد تا کہ تعمیر و تسقیف را بہ بینند یا افراد خانہ زیر بام بود کہ یک بارگی بام بر سر آن ہافتاد چنان چہ آن ہندو و زنش و یک دختر کلان و سہ و دو بچہ دختر ہمان دم بمردند و آن کس کہ در بھوگل سکونت داشت دو روز بیماری کشید و مرد و باز پسرش و بازن پسرش در چند یوم مردند و زنش را ہر دو چشم کور شد و مردم می گوید کہ این ہمہ عقاب آن بے ادبی است کہ ایشان در این جا کردہ بودند من بہ ہر روز پنجشنبہ حاضری شوم و قدرے از گلہا بر مزارات می نہم امروز شمایان را دیدم لہذا آمدم۔"

ہر روز سیلوم عاجز بوریہائے سیمنٹ و اہاک و غیرہ آن جا فرستاد مع یک بتار و چہار مزدور و بعد از ظہر عاجزان جا رسید برائے حفاظت سیمنٹ و غیرہ لازم بود کہ دو نفر آن جا قیام کنند چون کہ آن جائے تنہائی بود و در قرب و جوارش کسے سکونت نہ داشت مزدوران خائف بودند یکے قدرے ہمت داشت

وے راضی شد و دیگرے رفاقت وے کرد۔ روز دوم چون این عاجز عند الظہر آن جا رسید دید کہ بر مزار شریف گلبا و قدرے شیرینی نہادہ اند و مزدوران بشوق تمام مصروف عمل اند۔ دو نفر مزدور کہ آن جا بہ شب قیام کردہ بودند گفتند مایان نزد سامان خود خواب کر دیم۔ در نیم شب یکے از ما بیدار شد و باز پہلوئے خود تبدیل کردہ ارادہ خواب کر دید کہ بر صریح مبارک یک پیر مرد کہ پشتش دو تا بود مشغول ذکر شریف رو بہ قبلہ نشست است وے بہ غائر نظر در پیر مرد نظر کرد و باز رفیق خود را بیدار کر دہ کہ آن ہم بہ بیدار چنان چہ وے نیز بہ زیارت مشرف شد و آن ہر دو تا دیر این احوال را می نگریستند و بیان کردند کہ بعد از آن یک بار گئی آن پیر مرد از نظر مایان غائب شد و بعد از دید این کرامت این دو نفر تا اختتام کار آنجا بہ رغبت و شوق تمام مقیم بودند۔

حضرت حافظ سعد اللہ | خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند ششم حضرت خواجہ محمد معصوم اند حضرت مرزا مظہر بعد از وفات سید السادات و حضرت محمد افضل خلیفہ حضرت

حجتہ اللہ نقشبند تادوازہ سال از حضرت حافظ سعد اللہ استفادہ کردند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اجیری در احاطہ مدرسہ غازی الدین خان در زیر زمین (سرداب) موجود است، روزے حضرت ایشان بر مزار مبارک ایشان حاضر شدند و دیدند کہ از صدمات قطار خط آہن کہ در قرب آن جا واقع شدہ در بام شگافہا افتادہ، حضرت ایشان آن جا پایہ ہائے عمدہ استادہ کردند۔ بعد از تعمیر پایہ ہا و ساختن دروازہ خوب چون بر مزار مبارک حاضر شدند در واقعہ دیدند کہ حضرت حافظ می فرمایند: صابرا، تو خانہ مرا محفوظ کردی پروردگار خانہ ترا محفوظ دارد۔“ آن وقت جمعی از مخلصین و صدر مدرس مدرسہ غازی الدین خان، ماسٹر فضل الدین و مولوی سید عطار الحق موجود بودند۔ حضرت ایشان بہ انبساط تام این مکاشفہ را بیان فرمودند کہ کار اصلاح بہ توسط فضل الدین و عطار الحق شدہ بود۔ رحمہما اللہ و قدس اللہ سرہما لفظ۔

حضرت شاہ گلشن | خلیفہ حضرت عبدالاحد و حدت۔ مزار مبارک ایشان در دائرہ کناٹ پلین (دہلی نو) آمدہ حکومت ارادہ کرد کہ مزار را بردارد۔ حضرت ایشان مساعی

فرمودند و بہ امام صاحب جامع مسجد دہلی (شمس العلماء) سید احمد گفتند کہ اجازت تعمیر مزار شریف حاصل کنند۔ امام صاحب سعیا کر دند و چند روز قبل از وفات حضرت ایشان اجازت نامہ تعمیر مزار شریف آوردند حضرت ایشان برائے تعمیر مزار شریف بہ اندازہ دو ہزار روپیہ فراہم کردہ بودند۔ بعد از ارتحال حضرت ایشان حضرت برادر کلان یہ شخصے تفویض این کار کردند و تعمیر بہ وجہ خوب شد۔

بہ ایام آخرین روزے حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی در خدمت حضرت ایشان بہ وقت ظہر بہ اسپتال رسید۔ عاجز نزد خیمہ استادہ بود۔ ناگاہ حضرت ایشان از خیمہ برآمدند و حافظ عبدالحکیم را فرمودند بیا

و دست راست خود بر شانہ عاجز نہادہ روان شدند۔ وہ مزار حضرت گلشن رسید فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ حافظ عبد الحکیم کردہ فرمودند حضرت ایشان عمر شریف خود را در مجاہدات صرف کردہ اند۔ سبزی فروش دوکانداران ناکارہ برگہائے سبزی را می انداختند و ایشان آن برگہا را و پوست خرپزہ و تر بوز وغیرہ را از بازار جمع کردہ بہ آب حوض مسجد جامع می شستند و بعد از دو سہ روز قدرے ازان تناول می کردند و از آب حوض سہ کف آب می نوشیدند و سی سال در یک گلیم گزرانیدند۔ روزے در دالان مسجد کہ بہ جہت بازار واقع است نشستہ بودند نظر ایشان بر موکبے افتاد۔ مابین موکب یک "فینس" را معمور از الوار یافتند۔ بہ خادم خود فرمودند آتش بیارتا این گلیم خود را بسوزانم۔ خادم عرض کرد قبلہ گاہم چرا گلیم را می سوزند۔ فرمودند۔ از سی سال این گلیم را می پوشم۔ دروے آن قدر الوار می بینم کہ در این فینس کہ از امیرے است می بنیم۔ خادم عرض کرد۔ حضور این موکب و این فینس از قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر است حضرت ایشان این کلام شنیدہ فرمودند پروردگار شاکر است کہ این موکب پیر زادہ من است و گلیم من رسوائہ شد۔ قدس اللہ سرہ۔

حضرت عبد العذل | مزار مبارک ایشان در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ مابین مزار پرنوار ایشان مزار حضرت خواجہ خورد واقع است۔ حضرت ایشان بہ روز

یکشنبہ ۲ صفر ۱۳۳۵ھ (۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء) صبا حاضر مزار پرنوار ایشان حاضر شدند۔ فاتحہ مختصرہ خواندند باز خس و خاشاک وغیرہ را بہ دست مبارک خود پاک کردند و عرض کردند۔ من از اولاد برادر مرشد شما ہستم شما برائے من و اولاد من دعا کنید۔ و باز دست مبارک خود را بہ خاک پاک تربت رسانیدہ بر سر روے الوار خود مالیدند۔ از مخلصین پاک نہاد چند افراد موجود بودند یکے از آنہا روز و تاریخ و سال را نوشتہ بود۔ از روے آن تحریر عاجز تاریخ نوشتہ است۔ حضرت عبد العذل از خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر کسب سلوک کردہ خلافت یافتہ اند و حضرت شاہ عبد القادر دہلوی از ایشان استفادہ کردہ اند این واقعہ بہ یاد عاجز بود بہ اول ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ عاجز بر مزار حضرت ایشان رفت و دید کہ بر مزار مبارک انبارے از خاک و سنگ افتیدہ۔ چنان چہ عاجز آن انبار را دو کرد و مصطبہ را ارتفاع دادہ سنگ مزار را بروے نہاد۔ وَكَانَ الْفَرَاغُ مِنْ اَنْتَامِ هَذَا الْعَمَلِ يَوْمَ السَّبْتِ ۳۱ مِنْ شَهْرِ رَجَبِ الْاَوَّلِ ۱۳۶۶ھ سَنَةِ ۱۳۶۶ھ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ۔

حضرت شاہ محمد آفاق | ایشان فرزند احسان اللہ فرزند محمد اظہر کہ از دربار سلطان عالمگیر خطاب

نواب اظہر الدین خان داشت فرزند محمد نقی فرزند حضرت عبد الاحد وعدت قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند کہ سب سلوک مجددیہ از خواجہ ضیاء اللہ کشمیری کردند و خلافت یافتند ایشان از اہل خلافت حضرت خواجہ محمد زبیر اند۔ قدس اللہ اسرار الجمع حضرت ایشان قوی النسبہ ،

قوی التاثر و مقتدائے وقت و ہم عصر حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید بودند، و در محله مغلیہ پورہ دہلی قیام داشتند خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر و مسجد شریف ایشان بہ برکت انفاس قدسیہ حضرت ایشان آباد ہو و فات حضرت ایشان بہ چہار شنبہ ہفتم محرم ۱۲۵۱ھ واقع شد و متصل بہ دیوار مسجد شریف جہت غرب مدفون شدند حضرت سیدی الوالد تاریخ وفات ایشان گفتہ اند۔

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جناتِ نعیم
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزمین خلد را ماوائے او کن اے کریم
و گفتہ اند

نور ملت نور اسلام آفتابِ اوجِ علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام
گفت رضوان از پے ضبطِ سنینِ حلتش جنت الماویٰ شدہ ماوائے آن عالی مقام
در مغلیہ پورہ دہلی قیام سعید الزبیر بود (فرزند محمد زبیر) فرزند سراج الزبیر فرزند احمد بخش فرزند عبد القادر
فرزند عبد القادر فرزند قبلہ عالم محمد زبیر فرزند ابو العلی فرزند حجۃ اللہ نقشبند فرزند خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اسرار
و افاض علینا من برکاتہم، وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب بہ ساعت نہ روز شنبہ ۲۲ جمادی الاولیٰ
۱۲۶۶ھ (۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء) واقع شد و متصل صحیح مسجد شریف پیش روئے حجرہ کہ نشیستگاہ ایشان بود
مدفون شدند ایشان را سہ سپہر بود۔ رشید الزبیر، حمید الزبیر، حفید الزبیر، نام آخرین را حضرت سیدی الوالد
نہادہ بودند۔ سعید الزبیر مرصالح و سادہ و پاک روش بود۔ اکثر بہ خدمت حضرت ایشان
می رسید۔ و حضرت ایشان نیز چند بار در سال بہ جائے ایشان می رفتند و احیاناً حضرت والدہ و خواہران را
نیز می بردند بر مزار پرنوار حضرت شاہ آفاق فاتحہ می خواندند و بہ مراقبہ و ذکر شریف مصروف می شدند روزے چون
از ان جادو عرب سوار شدہ بہ خانقاہ شریف روانہ شدند از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید گفتند کہ ایشان بہ خدمت
حضرت شاہ آفاق می رسیدند شاہ آفاق را نور بصارت نہ بود۔ نور بصیرت بسیار قوی بود۔ استعمال حلیم می کردند
حضرت جد امجد حلیم را درست کردہ پیش می کردند و بہ ادب می نشستند۔ وقتے کہ حضرت شاہ آفاق ہو کر دود
رامی کشیدند آن وقت نسبت شریفہ را آن گونه تاثیر می بود کہ در تو جہات حضرت شاہ غلام علی رومی داد۔
قَدَّسَ اللہُ اَسْرَارَہُمَا الْعَلِیَّۃ۔

نزد مزار حضرت شاہ آفاق متصل بہ دیوار مسجد شریف آن تختہ از سنگ "باسی" نہادہ بود کہ بر آن
قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر را غسل دادہ بودند۔ این قطعہ سنگ را حضرات کرام و آبائے عظام تخت
شریف می گفتند۔ در ہندوستان از خلفائے شاہ آفاق ملحق الاحفاد بالاجداد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی

اثنہ ہزار زیاد دارند فضل رحمن نام تاریخی است کہ ۱۲۸۸ھ است و وفات ایشان در ۱۳۱۲ھ بودہ صدر یار جنگ نواب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی علی گڑھی از ایشان بیعت بودند در حوالی ۱۳۲۹ھ حبیب الرحمن خان بر مزار حضرت شاہ آفاق حجرہ ساختند تخت شریف حسب سابق متصل بہ دیوار بیرون حجرہ بود بہ آخر رمضان ۱۳۶۶ھ (آواسط اگست ۱۹۴۷ء) آزادی دست داد زمین ہند بہ خون مظلومان رنگین شد و ہزار ہا مساجد و مقابر ایشان نہ ماند۔ اندرین آیام زد و خورد رشید الزبیر شہید شد و اولاد دے و برادرانش بہ پنجاب پاکستان رفتند۔ ہندوان بر مسجد شریف و مزار مبارک تصرف کردند تخت شریف ضائع شد۔ مسجد شریف مسکن و حجرہ مزار شریف و اراضی دوکانہا گشت، تا ہفدہ سال مزار شریف نشانی نہ بود۔ بہ پختنبہ یکم محرم ۱۳۸۴ھ (۱۴ مئی ۱۹۶۴ء) عبدالغفار سکریٹری مجلس اوقاف دہلی نزد عاجز مولوی اخلاق حسین و برادرش حکیم سید حسین رافرتا کہ دی روز حجرہ مزار شریف را ہندوان خالی کردہ اند شہا جائے مزار مبارک را در حجرہ معین کنید۔ عاجز ہمراہ ایشان بیہ غلیوہ رفت شخصے کہ بر این حجرہ تصرف کردہ بود تعویذ مزار را شکستہ بود۔ و فرش آنجا را با فرش حجرہ برابر کردہ مخزن زکال ساختہ بود۔ عاجز جائے قبر ایشان داد چون فرش آن جاشکستند قبر ظاہر شد۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

عاجز بہ روز چہار شنبہ ہفتم محرم آن جا رسید۔ آن روز، روز عرس بود، دکانداران آن جا کہ ہندوان و کھان بودند و عرس شریک شدند، چون ایشان را علم شد کہ عاجز از آقارب حضرت ایشان است بسیار تعظیم پیش آند و گفتند "شخصے کہ قبر مبارک را شکستہ بود بعد از چند وقت در ہر دو دست دے درد شروع شد و باز دانه پدید آمدند ہر چند علاج کرد فائدہ نہ شد آخر الامر ہر دو دستہائے دے پر از زخم ہا شد و باز از بند دست ہر دو دست جدا شد و در ہمین زحمت و تکلیف شدید بود، چون می مردمی گفت کہ رنجوری من از بے ادبی این مزار است لہذا این حجرہ را حوالہ مسلمانان کنید کہ شمایان بہ عذاب مبتلا نہ شوید ازین جہت این حجرہ حوالہ بہ شمایان می کنیم و مایان برائے ہر خدمت کہ باشد حاضر ہستیم" این بیان ہندوان بود کہ پیش روئے جمع کثیر بہ عاجز گفتند۔ اِنِّیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةٌ لِّاُولٰٓئِی الْاَبْصَارِ۔

حضرات محدثین دہلویہ | نوبتے حضرت ایشان بہ گورستان ہندیان، بر مزارات شاہ عبدالرحیم و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر

تشریف بردند ہمراہ ایشان بماندازہ بستی و پنج نفر از مخلصین بودند مثلاً حاجی ملا احمد مولوی عبدالعزیز کھلنوی، مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ وغیرہم۔ نماز مغرب در مسجد خواندند و باز متوجہ بہ مزارات شریفہ شدند بعد از عرض سلام بہ تلاوت سورۃ یس من مصروف شدند۔ اگرچہ حضرت ایشان حسب معمول

بہ آواز بلند تلاوت می کردند اما آواز حضرت ایشان پست مانده بود حضرت ایشان بچہ مخلصین گفتند از این جائے بروید چنان چہ ہمہ پس دیوار مسجد شریف نشستند حضرت ایشان باز تلاوت شروع کردند چون آواز بلندی پیدائے کرد سوئے آسمان سر برداشتہ نظر کردند باز بہ تلاوت مصروف شدند چون از تلاوت و مراقبہ و دعا فارغ شدند صدابہ مخلصین دادند و فرمودند ما خیال کردیم شاید اثر کرد و رت شمایان است کہ آواز بلند نہ می دہد لهذا شمایان را گفتیم کہ بروید بعد از رفتن شمایان چون در کیفیت فرق نہ یافتیم سوئے آسمان نظر کردیم دیدیم کہ از بالاے سر پائے مایان تا آسمان ملائکہ سکینہ فضا را پر ساخته اند و از ضغطہ ملائکہ آواز بلند نہ می شود۔

واقعہ حضرت اُسید | این واقعہ کہ حضرت ایشان را پیش آمدہ عاجز را واقعہ حضرت اُسید بہ یاد می آرد کہ در مشکلات در کتاب فضائل القرآن از صحیحین نقل شدہ است، حضرت

ابو سعید خدری می گوید: در شنائی آن کہ اُسید سورہ بقرہ را در شب می خواند و نزد وے اسپ وے بستہ بود۔ ناگاہ اسپ وے بجهید وے خواندن را ترک کرد و اسپ ہم آرام گرفت۔ و چون اُسید باز خواند اسپ باز جولان کرد۔ اُسید باز خاموش شد و اسپ ہم ساکن گشت۔ اُسید بار سوم باز خواند و اسپ نیز بار سوم جولان کرد۔ اُسید قرارت را گذاشت۔ پس اُسید کہ یحیی نام داشت نزدیک بہ اسپ بود وے ترسید کہ پسرش را از اسپ آزلے رسد چون پسر خود را از آن جالپس کرد سر خود را بہ جانب آسمان برداشت۔ ناگاہ مانند سائبان چیز با بدید و در سائبان امثال چراغہا چریدہ بود۔ اُسید بن حفصیر این واقعہ را صبا حان نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیان کرد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دوبار بفرمود۔ اے پسر حفصیر بخوان اے پسر حفصیر بخوان۔ اُسید عرض کرد یا رسول اللہ من ترسیدم کہ پسر یحیی را اسپ پائے مال کند کہ وے نزد اسپ بود و من بہ سوئے یحیی منصرف شدم و سر خود را بہ سوئے آسمان برداشتم ناگاہ دیدم مانند سائبان کہ در وے مانند چراغہا است۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود خبر داری کہ آن چہ چیز است۔ اُسید گفت من خبر نہ دارم۔ آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمود آن فرشتگان اندازہ بہت آواز تو کہ قرآن می خواندی قریب شدند۔ و اگر تمام شب می خواندی صبا حان می دیدی کہ مردم بہ سوئے آن ہامی بینند۔

واقعہ قبر فتح اللہ | بیان فتح اللہ ان شاء اللہ در فصل سوم خواہد آمد مزار فتح اللہ از مدخل بہ جہت شرق واقع بود چون حضرت ایشان از مدخل برآمدند عاجز عرض کرد جناب حضرت

آن قبر فتح اللہ است حضرت ایشان سر مبارک خود را بلند کردہ بہ دقت سوئے قبر نظر کردند۔ اصحاب نسبت عیاناً ملاحظہ کردند کہ از چشمان مبارک حضرت ایشان تا قبر فتح اللہ دو خطوط نوری ممتد شدہ۔ بعض افراد این واقعہ را دیدہ نعرۃ اللہ زدند و تازمانے در احوال ماندند۔

حضرات عندلیب و درد

نماز عصر خوانده یک روز بیرون دروازه ترکمان برآمدند و فرمودند
به مزار عندلیب و دردی رویم۔ جماعتی از مخلصین همراه بود چون
به مزارات رسیدند فاتحہ مختصره خوانده مراجعت فرمودند۔ آن جایجہ نشستند۔ خواجہ محمد ناصر عندلیب از
خلفائے قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر بود و بعد از احوال پیرو مرشد خود بنائے طریقہ محمدیہ نہادہ اند و ایشان را کتب
است موسوم بہ "نالہ عندلیب" و خواجہ درد فرزند ایشان است، ایشان را اول المحدثین می گویند۔ علم الکتاب
نالہ درد، آہ سرود، درد، شمع محفل، اسرار صلاۃ از تالیفات ایشان است۔ اشتہار این بزرگواران نسبت
به طریقت در شاعری بیش از پیش است قدس اللہ اسرارہما۔

حضرت ایشان چون ازان جابر گشتند اتفاقاً قطارے از شتران می گزشت۔ یک بچہ شتر آوازها
کرده نزد حضرت ایشان رسید، و ایشان استادہ شدہ "واہ وا" فرمودہ دست خود را جانب وے دراز
کردند۔ بچہ شتر متروک وے خود را بر دست مبارک ایشان می مالید و آوازها می کرد۔ ان وقت عجب کیفیت ظاہر
شدہ حاجی ملا احمد خان سبحان اللہ گفتہ در وجد آمدند۔ آواز بچہ شتر برائے دیگر مخلصین پاک نہادیم سبب جد شدہ۔
کسانے کہ یزدان پرستی کنند به آواز دولاب مستی کنند

بعد از مائے سیزده در سال سی و پنج و سی و شش حضرت ایشان به ہر روز
جمعه از دہلی بہ مہرولی می رفتند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم و یک مخلص افغانی

درعہ بہ ہمراہ می بودند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم متصل باڑی در پہاڑ گنج، کہ دران ایام در راہ مہرولی واقع بود۔
قیام داشت چون عربہ حضرت ایشان آن جامی رسید محمد شفیع بالائے عربہ نزد سائق می نشست مہرولی از
دہلی فصل یازده میل انگیزی دارد۔ در نیمہ راہ مقبرہ صفدر جنگ واقع است کہ حوضها و باغچہ جمیل دارد۔
حضرت ایشان آن جا قدرے توقف می کردند۔ و سیر و تفریح کرده بہ مہرولی می رفتند۔ روزے برکنارہ حوض یک جا
استادند و فرمودند کہ در اوایل صفر ۱۲۴۴ھ چون حضرت جد امجد بہ سفر حجاز مقدس روان شدہ بودند و چند
روز این جا قیام کرده بودند، دران ایام ما این جا بازی می کردیم۔ و یک روز این جا برکنارہ حوض استادہ بودیم
کہ یک انجلیزی آمد و استفسار کرد کہ آیا در این جا عبد اللہ نام کسے مقیم است۔ کسے بہ وے گفت کہ این بچہ
عبد اللہ نام دارد۔ انجلیزی تبسم کرد و بید خود را بہ نرمی بہ پشت من رساند و روانہ شد۔ عاجز آن وقت و آن جا
را یاد دارد و البقاء للہ و خدا جلالہ۔

از صفدر جنگ بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب می رفتند۔ درگاہ مبارک دو دروازه دارد، یکے غرب
رؤیہ و دیگرے شمال رؤیہ۔ حضرت ایشان از دروازه غرب رؤیہ داخل می شدند۔ وقتے کہ از عربہ پائین می شدند۔

به سائق می فرمودند که به مینار قطب برود۔

حضرت ایشان کما کانت عادتہ المبارکۃ۔ تمامی ادب شده به مسجد شریف می رفتند امام مسجد شریف حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بود۔ وے و جمیع صاحبزادگان آن درگاه به خدمت حضرت ایشان عرض کردند که امامت آن جناب فرمایند چنانچه حضرت ایشان و باز حضرت برادر کلان آن جا امامت جمعہ کردند و بعد از نماز جمعہ بر مزار پرانوار حاضر شده سوره یسین می خواندند عجب لطفها روی نمود چون اہل دہلی را از این امر آگاہی شد اصحاب ذوق و شوق به کثرت آن جامی رسیدند چنانچه دالان ہائے مسجد شریف و ہم صحنش از مردم پرمی شد و بہ وقت فاتحہ دائرہ مزار شریف از اندرون و آن ممر کہ مابین مسجد شریف و دائرہ واقع است از شاہ تفتین پرمی بود۔ حضرت ایشان سعبہا می فرمودند کہ از خلایق خود را دور دارند لیکن خلق خدا پروانہ نمط برایشان هجوم می آورد۔ در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از ترمذی و ابن ماجہ نقل کرده کہ یک شخص نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر شد عرض کرد۔ دَلَّیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمَلْتُ اَحَبَّنِی اللّٰہُ وَ اَحَبَّنِی النَّاسُ، قال از ہد فی الدُّنْیَا اِحْبَبْتُکَ اللّٰہُ وَ از ہد فیمَا عِنْدَ النَّاسِ اِحْبَبْتُکَ النَّاسُ۔ راہ نمائید مابرا کارے کہ چون آن کار را بکنم دوست دارد مرا حق تعالیٰ و دوست دارند مرا آدمیان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود رغبت در دنیا مکن تا دوست دارد ترا پروردگار و در آن چہ نزد مردم است رغبت مکن تا دوست دارند ترا مردم۔ چون کہ حضرت ایشان از دنیا و از اہل دنیا تامل و زہد و زیدند و جانب آنها التفات نہ کردند و رضائے مولیٰ حاصل نمودند۔ قُلُوبُ الْعِبَادِ قَالَتْ لِیَبِّہ۔

غالباً در سال سی و پنج از مائے چہار دہم ملا صاحب خان قمبرانی از کوسٹ و گل خان شخیل از افغانستان برائے خوش کردن حضرت ایشان از دہلی تا مہرولی و باز از مہرولی تا دہلی پیش روے عربہ حضرت ایشان می یافتند و در راہ با یک دیگر ملاعبت نیز می کردند تا نظر التفات بہ سوئے ایشان شرمایند۔ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ وَ حَشَرَہُمَا مَعَ مَنْ اَحَبَّاهُ۔

گرمیل کند سونے ہلالی عجیب نیست شاہان چہ عجب گربنواز ندگدارا

در دہلی نواب خضر در علاقہ بلیماران قیام داشت۔ وے از حضرت شاہ ولی اللہ مجدوی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید طریقہ شریفہ گرفتہ بود۔ مرد ذاکر و شاغل و متراض بود۔ از وجہ پیری از تحصیلداری متقاعد شدہ بود۔ لہذا فرصت یافت کہ در کنجہ نشستہ عبادت پروردگار کند۔ بیشتر بہ درگاہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین و کمتر بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب سکونت می کرد۔ در ایامی کہ حضرت ایشان بہ مہرولی می رفتند قیامش آن جا بود۔ در نماز و در حلقہ زیارت بہ مواظبت شریک می شد۔ روزے در حلقہ زیارت ظہور

برکات و فیوضات از حد فزون بود۔ از حاضرین کسے نہ ماند کہ بہ آہ و بکا مصروف نہ شدہ باشد۔ چون حضرت ایشان ازان جا روانہ شدند بہ دست بسیار بازوئے نواب خضر اگر فتنہ بودند آن وقت بہوئے فرمودند۔ خضر دیدی کہ امروز جناب حضرت چہ مہربانی ہا فرمودہ اند۔ نواب خضر بہ گریہ مصروف شدہ گفت، بلے من دیدم خوب دیدم حضرت ایشان بہوئے فرمودند۔ یک در گیر محکم گیر۔ یعنی این چہ می کنی کہ گاہے در نظام الدین قیام می کنی و گاہے در قطب۔ بعد ازین ارشاد گرامی نواب خضر سکونت نظام الدین اختیار کرد و تا آخر حیات آنجا قیام کرد۔ در یک ماہ برائے یک روز و یک شب بہ دہلی می آمد۔ وجہ معاش رami گرفت و اہل و عیال رami دید و روز دیگر می رفت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنہُ۔

از حلقہ زیات فارغ شدہ پا پیادہ بہ مینار قطب کہ بہ اندازہ نصف میل فصل دار و تشریف می بردند و آن جا در مرغزار زیر سایہ درختہ با مہر سہ برادر غذا تناول می کردند و قدرے قیلو لہ کردہ مراجعت بہ خانہ می کردند۔

دو بار حضرت ایشان در عرس شریف حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ شب تشریف بردہ اند۔ بہ ظاہر احوال سبب رفتن آن

حضرت سلطان المشائخ

شد کہ حسب معمول چون بعد العشاء بر تخت تشریف فرما شدند کہ در دروازہ خانقاہ تشریف بودہ۔ از شارع آوا مردم بہ مسامح تشریف رسید۔ استفسار نمودند این آواز ہا از چہ وجہ است۔ مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام عرض کردند کہ شب عرس حضرت سلطان المشائخ است و مردم آن جامی روند فرمودند عربہ بیارید کہ ما ہم می رویم۔ چنان چہ عربہ رسید و حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و حاجی ملا احمد خان و یک مخلص دیگر از افغانستان روانہ شدیم۔ حضرت ایشان از جانب دروازہ شمالی بہ ادب تمام داخل شدند۔ از مخلصین پاک نہاد جمع کثیر آن جا رسیدہ بود آن پاک نہادان حضرت ایشان را محاط شدند و از ہجوم خلایق محفوظ کردہ بہ مزار پر انوار رسانیدند۔ حضرت ایشان در گنبد شریف داخل شدہ جہت غرب مزار اولاسلام عرض کردند و باز نشستہ سورۃ ملکہ تلاوت کردند۔ پس پشت حضرت ایشان پنجرہ ہائے سنگی بود متصل بہ آن مخلصین پاک نہاد نشستند نزد چنلی قبر مولوی د کھن قیام داشت کہ ہم داعظ شیرین بیان و ہم در طریقہ چشتیہ شیخ طریقت بود۔ و متصل پنجرہ از اول تا آخر استادہ بود۔ بر حضرت ایشان حالتے طاری شد کہ غیر از آن وقت دیدہ نہ شد۔ با حضرت سلطان المشائخ بہ آواز بلند ہم کلام بودند و بار بار لفظ ”جی“ می گفتند کہ بہ جائے بلے در اردو استعمال می شود۔ آن وقت حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند کہ من بہ خدمت شمار رسیدہ عرض کردہ بودم کہ ولاد زینہ نہ دارم۔ دعا فرمائید کہ اللہ تعالی مرا ولاد زینہ عنایت کند۔ حضرت شہاد عا کروید و

پروردگار مراسمہ سپر عنایت کرو۔ یکے بلال است دوم زید سوم سالم۔ حالاً از حضرت شہا التجامی کنم کہ در حق ایشان دعا فرمایید کہ حق تعالی ایشان را نیک صلح کند۔ و باز حضرت ایشان خاموش شدند و بعد لحظہ لفظ ”جی“ بر زبان مبارک راندند۔ بہ دوران مکالمہ احیاناً سر مبارک خود را خم می کردند و گاہے دستہا را برداشته اشارہ می کردند حضرت ایشان درین مکالمہ محو بودند کہ ناگاہ از دروازہ گنبد مبارک آوازے کرخت بلند شد کہ شمایان برآئید تا دیگران بہ زیارت مشرف شوند۔ این آواز کرخت سلسلہ مکالمہ را بند کرد و حضرت ایشان مابردران را فرمودند ”این افراد ناراض می شوند بسیار سید چہا کہ ما برویم“

عاجز سابقاً بیان کردہ کہ کسانے کہ با اولیائے پروردگار می ستیزند۔ از جانب پروردگار بہ ایشان تنبیہ می شود، درین وقت اظہار آن تنبیہ شد۔ ہنوز حضرت ایشان از جائے خود قدم نہ برداشته بودند کہ آن شخص کرخت آواز صد بلند کردہ گفت ”وائے کسے مرا کشت“ و معلوم شد کہ کسے بر شکم کلان دے مشتے بہ شدت زدہ بود۔ و آواز درومی نالید و می پیچید۔

چون حضرت ایشان از قبۃ برآمدند خلق خدا برائے مصافحہ هجوم آورد۔ مخلصان پاک نہاد را پروردگار اجر ہادہ کہ ایشان احاطہ کردہ حضرت ایشان را بہ عربہ رسانیدند۔ مولوی دلہن فیما بعد بہ مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام وغیرہما گفت کہ سالہا است کہ من بہ عرس شریف می روم۔ کیفیائے کہ آن شب بہ ظہور آمدند بیچ گاہ نہ دیدہ بودم تا وقتے کہ حضرت ایشان در قبۃ بودند من از خود بے خبر بودم۔

نوبت دیگر | الطاف و عنایاتے کہ در سال اول یافتہ بودند محرک شد کہ سال دوم باز قصد کنند چنانچہ نماز عشا خواندہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و مولوی سردار احمد و کمال مجیدی را امپوی مع یک مخلص افغانی بہ مزار فائض الانوار حضرت سلطان المشائخ رسیدیم حضرت ایشان حسب معمول سلام عرض کردند و در زانو نشستند تا سورتے تلاوت فرمایند۔ لیکن درنگے نہ شد کہ حضرت ایشان برخاستند و آثار پریشانی بر لبہ مبارک ظاہر بود۔ و عربہ چند دقیقہ خاموش ماندند و باز بہ سردار احمد و کمال خطاب کردہ فرمودند ”سردار احمد امروز چہ بود کہ مزار مبارک را از انوار و برکات یک سرخالی یافتیم۔ امروز از من گناہے ہم سرن زدہ“ چون عربہ ایشان بہ محاذات دروازہ غنی قلعہ کہنہ نزد مزار ”مشکے شاہ“ کہ بہت شرقی شارع عام است رسید حضرت ایشان یک بارگی بہ آواز بلند فرمودند ”بنگرید بنگرید کہ این جا حضرت استادہ اندومی فرمایند۔ شمار تربت مارفتید و ما از بے اعتدالی زائرین این جا آمدیم“ حضرت ایشان اشارہ بہ جہت غرب شارع کردہ بودند و وقتے کہ کلام حضرت سلطان المشائخ را نقل می کردند از مسرت روئے مبارک چون گل شگفتہ بود۔ و اثر نسبت مبارک ہر یک محسوس کرو۔ حیف صد حیف۔ آن قدر بکشست و آن ساقی نہ ماند۔

حضرت چراغ دہلی

یہ مزار پرانوار حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی دوبا حضرت ایشان تشریف
 بردہ اند۔ نوبت اول بہ قطار آہن تا محطہ اُکھلا رفتند از آن جا مزار شریف
 بہ اندازہ دو دو نیم میل افرنگی بُعد دارد۔ برائے حضرت ایشان بند و بست فینس کردہ شدہ بود و برائے ماہر سہ براد
 انتظام عربہ گاؤ۔ و نوبت دیگر در عربہ بہ راہ مہرولی تا مقبرہ ”بیوی باندی“ (السَّيِّدَةُ وَالْأَمَةُ) و از انجا
 در فینس۔ از بیوی باندی تا مزار مبارک فاصلہ دو میل افرنگی باشد بہ ہر دو نوبت جمع کثیر از مخلصین رفاقت کردند
 مرد پیر محمد احسان از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید سبعت بود۔ و در آن ایام حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ
 می گشتند و بے از جان و دل عاشق و شیدا بے حضرت ایشان بود، درین سفر مبارک رفاقت کردہ بود و متصل
 بہ فینس با حضرت ایشان حرف زدہ می رفت۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ بصارت نہ داشت
 و مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام و مولوی عبدالعزیز کھلنوی با چند مخلصین خود و جمعی از مخلصین افغانستان
 و سید احمد حسین انوپ شہری وغیرہ نیز ہمراہ بودند، آن جا بر مولوی عبدالعزیز احوال جذب طاری شد و آن چہ
 بہ باطن مشاہدہ می کرد بر زبان نش می آمد و بہ آواز بلند می گفت۔ حضرت ایشان بمخلصین فرمودند۔ بشنوید
 عبدالعزیز چہ می گوید۔ و بیان کرامت آن خاک کہ زیر پایے مبارک آمدہ بود در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔
 بعض افراد بہ حضرت ایشان گفتند کہ بعد از ”بارہ پلہ“ از شاہراہ بہ جہت شرق
 سید محمود بکار مزار سید محمود بکار است کہ بہ ۲ صفر ۱۰۸۷ھ وفات یافتہ و از اولاد سید ناصر الدین
 است۔ ایشان از اکابر اولیائے وقت بودند و چون کہ در علم ظاہر پائے بلند داشتند ازین جہت ایشان را بکار
 گفتند حضرت ایشان یک بار آن جا تشریف بردند از شہر دہلی غالباً فاصلہ پنج میل انگلیزی دارد۔ قدس اللہ سرہ۔
 مزار ایشان در شہر دہلی مابین قلعہ و مسجد جامع واقع است۔ روزے صبا حائز و
 شاہ کلیم اللہ حضرت ایشان متولی مزار شریف ایشان حاضر شد و کاغذے پیش کرد کہ بران کاغذ
 امضاء کردہ مہر کنند حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ صند و قچہ مابیار۔ عاجز آن را آورد۔ مہر و قطعہ مداد از
 صند و قچہ بر آوردند و قطعہ مداد را بردے مالیدند چون سیاہی خوب گرفت کاغذ را قدرے نم دادند و مہر کردند
 بسیار روشن و صاف مہر آمادہ بود۔ چون حضرت ایشان از مہر و امضاء فارغ شدند۔ متولی عرض کرد کہ شب
 عرس حضرت است۔ اگر تشریف بیارید سبب از دیاد خیر و برکت باشد حضرت ایشان دعوتش را قبول
 فرمودہ بعد العشاء الآخرہ تشریف بردند۔ بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندند و چند کلمات نصیحت و پند
 بہ حاضرین گفتہ مراجعت فرمودند۔ متولی مزار شریف بعد از تشریف آوردن حضرت ایشان مجلس قوالی و ساز
 را شروع کرد۔ تا وقتی کہ حضرت ایشان آن جا بودند ساز و قوالی چیزے نہ بود۔

شاه عبدالسلام | روزے پیر جی عبدالصمد کالے صاحب واسلے بہ خدمت ایشان در اسپتال حاضر شدند و عرض کردند کہ مزار مبارک حضرت والدہم شاہ عبدالسلام در حدود این مستشفی واقع است۔ شاہ عبدالسلام (فرزند دختر شاہ فخر معروف بہ کالے صاحب) در طریقہ چشتیہ صاحب ارشاد بودند در اول قرن چہار دہم حضرت ایشان در دہلی قیام داشتہ اند۔ کما تقدم فی الفصل الاول۔ دوران ایام با شاہ عبدالسلام ملاقات کردہ بودند۔ لہذا بہ پیر جی عبدالصمد فرمودند۔ مابہ مزار ایشان می رویم چنان چہ بہمان وقت با پیر جی عبدالصمد روان شدند۔ دست مبارک بر شانہ عاجز نہادند و از پس یک مخلص افغانی بود۔ در جائے کہ مزار شاہ عبدالسلام واقع است مشہور بہ ”بائس کولی“ است۔ حضرت ایشان بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ پیر جی عبدالصمد آوردہ فرمودند: ”نقشہ مولوی عبدالسلام پیش رویم آمد و محبت و مہربانی ہا کہ با من می کردند بہ یادم آمد“ و باز بہ پیر جی عبدالصمد گفتند: ”مراد از الباقیات الصالحات تحیر ہمین است“ و باز با پیر جی بہ اسپتال تشریف آوردند بہ او اہل رمضان ۱۳۶۶ھ (او آخر جولائی ۱۹۴۶ء) پیر جی عبدالصمد رحلت نمود، و بہ پہلوئے پدر بزرگوار خود مدفون گشت۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَ رَاضَیَ عَنْہُمَا۔

بندۂ عالم الغیب | بر کوہ فتح گڑھ متصل مستشفی عمارت پختہ سنگی دو منزلہ است۔ اہل دہلی می گویند کہ در این عمارت مزار پیر غیب است۔ بہ منزل زیرین آثار قبر نہ بود۔ البتہ در منزل دوم نشان قبر بے بود و آن قبر شرقاً و غرباً ساختمہ شدہ بود۔ در ایام طفولیت نسبت بہ این مزار از افراد کہن سال شنیدہ شد کہ مشہور این است کہ چون ایشان را شمالاً و جنوباً دفن کردند روز دوم دیدہ شد کہ قبر ایشان از خود محول بہ شرق و غرب شدہ است لہذا چون عمارت ساختند بہ بالا خانہ نیز شرقاً و غرباً قبر ساختند نشان زیرین از موراہام محوشدہ بود و نشان منزل دوم در سال ۱۳۶۶ھ اعداد اسلام محو کردند۔ عاجز در نظم ”تذکرہ لحد“ گفتہ

رفته رفته جسم گردد خاک گو ر رفته رفته گور گردد بے اثر
رفته رفته محو گردد این جہان کس نہ ماند جز خدائے بحر و بر

حضرت ایشان چون از نزد این عمارت بر شارع می گزشتند احیاناً بکنارہ شارع رو بہ عمارت کردہ پا ہارا از کفش کشیدہ و بر کفش نہادہ سلام و فاتحہ مختصرہ می خواندند روزے ارشاد کردند ”کے از نیک بندگان پروردگار است“ حضرت ایشان گاہے در ان عمارت داخل نہ شدند و صاحب مزار را بہ نام ”پیر غیب“ ہیج گاہ یاد نہ کردند بلکہ ”بندۂ عالم الغیب“ می گفتند۔ رَحِمَہُ اللہُ اَیَّ کَانَ وَضَعُہُ

چتلی قبر

روزے برائے تفریح در عربی می رفتند چون نزد چتلی قبر رسیدند فرمودند: "این جای هیچ نسبت نیست" از ارشاد حضرت ایشان تاسید آن روایت مشہورہ می شود کہ مردم کہن سال بیان می کردند و اعظ شمرین بیان درہی مولوی احمد سعید نیز بیان کردہ اند کہ امیرے را بڑا بلیق بود۔ این بزرگے بسیار دوست می داشت چون آن بزرگمرد۔ دے آن را دفن کرد چون کہ بڑا بلیق بود یعنی سیاہ و سفید و در آورد آن را "چتلی" گویند ازین جہت این قبر بہ چتلی قبر اشتہار یافت۔ بر تعویذ این قبر تا این روز ہا نشانات ابلق بودہ چون کہ در ہندوستان برائے تولیت سعبہا می کنند و می خواہند کہ آن قبر را کہ متولی آن گشتہ اند مکانتے و ہند۔ لہذا برایش انتسابے پیدای کنند چنان چہ برائے این قبر نیز این واقعہ پیش آمد کہ بعد سہ چار سال از ارتحال حضرت ایشان شخصے نزد عا جز آمد و گفت این قبر پسر حضرت شہاب الدین سہروردی است قدس سرہ کہ نامش مجد الدین بود۔ و چند روز نہ گزشت کہ آن شخص و برادرانش یک جوان صالح را علی رؤس الأشرہ آد نزد قبر در چوک قتل کردند۔ این اشقیار نہ با مجد الدین تعلق بود و نہ با شہاب الدین مقصد۔ ایشان تولیت مزار و چیزے از در اہم بود۔ برائے فائدہ دنیویہ فانیہ ارتکاب کبیرہ کردند۔ حسیبی اللہ و نِعَمَ الْوَكِيل۔

ما يتعلق بزيارة القبور

دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان نزد آن قبر راحت و سکون می یافتند کہ در حوالی آن قبور عامۃ المسلمین نہ می بود مثلاً در دہلی قبر سید السادات نور محمد بدایونی یا شاہ محمد آفاق مجددی قدس اللہ اسرارہما یاد رکوسٹہ قبر عثمانی و حیدری نزد این چنین قبور حضرت ایشان ساعتہای نشستند و بہ ذکر پروردگار مصروف می ماندند و چون می برخاستند مسرور و شادان و چشمان مبارک خمار آگین بود در رکوسٹہ پنجشنبہ، رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ وفات ملا عبدالحلیم آخوندزادہ شدہ ایشان را در دائرہ عثمانی و حیدری بہ جہت شرق مدفون کردند حضرت ایشان حسب معمول بعد از رمضان چون برائے زیارت رفتند قبر ملا عبدالحلیم دیدند بعد از آن وز گاہے کہ آن جانہ رفتند روزے در رکوسٹہ بہ عاجزہ گفتند۔ عبدالحلیم عاجز می می کند و ذہن مرا بہ سوئے خود متوجہ می کند ازین جہت ما آن جانہ می رویم۔ شبے در دہلی اہل حلقہ را خطاب کردہ فرمودند: "از روزے کہ تدفین شمایان در حوالی قبور صلحا شدہ مادر خدمت پیران عظام خود رفتن گزاشتیم، ما قبور شمایان را از اغرہا پرمی یا بیم و شمایان وقتے کہ در زندگانی خود پیش ما می آید بہ نوعی تکرر پیدای شود کہ از وظائف خود بازمی مانیم۔ لہذا بہ محرامی رویم و در گوشہ تنہائی تکمیل وظائف می کنیم" از ہمیں جا است کہ حضرت ایشان خوش نہ داشتند کہ جماعت مخلصین در تفریح گاہ بہ خدمت ایشان برسند۔ و خدمت گارے را کہ می بردند ہدایت بود کہ از حضرت ایشان دور تر بنشینند۔

نورِ خدا مشغولِ خیر است و بس رسمِ صفای منزلِ خیر است و بس

بعض اوراد و وظائف بیان ذکر و مراقبات و تلاوتِ مبارکہ در فصل اول تحت عنوان

”تحریرِ مبارک“ و در ”لائحہ عمل“ گزشتہ اندر ان آیام حضرت ایشان شمس پارہ قرآن مجید تلاوت می کردند و فی البعد پنج پارہ می خواندند حضرت والدہ مبارکہ یا کسی از خواهران از روی مصحفِ مبارک استماع می کرد و حضرت ایشان از حفظ تلاوت می کردند و به جائے دلائل الخیرات یصلوات ماثورہ اشتغال می نمودند و در مطالعہ احادیثِ مبارکہ مشغول می بودند مسند امام احمد و منتخب کنز العمال را بسیار دوست می داشتند و در مطبعہ میمنہ مصر مسند شریف و برہامش منتخب کنز العمال در پنج جلد طبع شدہ است۔ این کتاب مبارک دامن نزد ایشان می بود۔ ازین کتاب سہ نسخہ داشتند۔ آن نسخہ که مطالعہ حضرت ایشان بودہ، بہ جبرائیل علامت و خطوط دارد چون برائے تفریح تشریف می بردند در گوشہ تنہائی دو ساعت بلکہ قدرے زائد بہ ذکر پروردگار مصروف می بودند مسبحہ صد دانہ در دست راست می بود کسی می داند کہ حضرت ایشان آن وقت بہ کدام ذکر شریف مشغول می بودند۔ وقتے کہ می خیسند حشیمان مبارک خمار آلود و طبیعت حضرت ایشان مسرور و شادان بودے۔

ختمِ خواجگان حضرت ایشان مخلصین را ہدایت می فرمودند کہ ختم خواجگان را بخوانید خواندن این ختم بس نافع است۔ پروردگار آفات را دور می کند و نزولِ برکات و خیرات می نماید و طریقہ خواندنش این است۔

اولاً سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار۔ باز۔ درود شریف یک صد بار۔ و منقول از حضرات مشائخ این درود مبارک است۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ۔ و باز سورہ اَلَمْ تَشْرَحْ مَعَ بَسْمِ اللّٰهِ ہفتاد و نہ بار۔ و باز سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ مَعَ بَسْمِ اللّٰهِ یک ہزار بار۔ و باز سورہ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار و باز فوق الذکر درود شریف یک صد بار۔ اصل ختم خواجگان این است کہ ذکر کردہ شد۔ البتہ معمول حضرات مشائخ کرام است کہ بعد از ختم مبارک چند اسماء مبارکہ نیز می خوانند حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم این ہفت مبارک اسم را یک یک صد بار می خواندند۔ ۱۔ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ ۲۔ اے درواکندہ حاجتہا۔ حاجات دنیویہ باشند یا اخرویہ۔ ۳۔ يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ۔ ۴۔ اے کارساز امور عظام۔ ۵۔ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ ۶۔ اے دورکنندہ بلاہا۔ ۷۔ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ۔ ۸۔ اے بلندکنندہ مراتب۔ ۹۔ يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ۔ ۱۰۔ اے شفا دہندہ از مرضہا۔ باید دانست کہ بعد از شافی کلمہ عَنّ مقدّر است، و اہل عرب این کلمہ مبارکہ را يَا شَافِيَ الْمَرَضَى

می خوانند یعنی اے شفا دهنده بیماران - (۶) یا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ - اے قبول کننده دعاها -
(۷) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اے در رحم کنندگان بیش از بیش رحم کننده -

ده چیزها که هفت هفت بار خوانده می شود حضرت ایشان چون
در عرب روانه می شدند مَسْبَعَاتِ عَشْرَ و اسمای حسنی را به آواز

مَسْبَعَاتِ عَشْرَ

می خوانند و ما هر سه برادر نیز به آوازی خواندیم و اگر تفریح یا پیاده می بود، هر که همراه می بود می خواند و حضرت
ایشان بر اے خواندنش هدایت می فرمودند آن ده چیزها این است - (۱) سورۃ فاتحه مع بسم الله (۲) سورۃ
ناس مع بسم الله (۳) سورۃ فلق مع بسم الله (۴) سورۃ اخلاص مع بسم الله (۵) سورۃ کافرون مع بسم الله،
(۶) آیتہ الکرسی (۷) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدِ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةِ عَرْشِهِ وَمِدَادِ کَلِمَاتِهِ (۸) درود شریف
و حضرت ایشان درج ذیل درود شریف می خوانند و می فرمودند که درین درود شریف ذکر امهات المؤمنین
و ذکر ذُرِّیَّتِ آمده، و در معنی ذریت عموم آمده، لهذا این درود شریف را خوش می دارم - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
رَسِيدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّیَّتِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى رَسِيدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّیَّتِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا
إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -
(۱۰) اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لِمُ
أَهْلٍ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا تُحْسِنُ لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ بَلَّكَ بَرْدُكَ رَحِيمٌ -

حضرت ایشان با مَسْبَعَاتِ عَشْرَ سید الاستغفار را ضم می کردند و
هفت بار می خوانند و می فرمودند ما دوست داریم که این هفت

سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ

بار خوانده شود - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ
وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ
بذُنُوبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

اَسْمَاءُ حَسَنَى | حضرت ایشان قدس سره مبارک نامهای پروردگار جل شانه

وَعَمَّ إِحْسَانُهُ رَأْبَ ابْنِ نَجْمٍ خَوَانِدُو لُطْفِهِامِي بِرِوَاشْتَنْدَرِ - اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ
شَرِّ مَا خَلَقَ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - سُبْحَانَكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَكَ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ
الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُدِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ
الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقَيِّتُ الْحَسِيدُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
الْجَبَّارُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْحَكِيمُ الْبَاسِطُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ
الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْحَيُّ الْمَيِّتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْمَجْدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ
الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمَتَعَالَى الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُتَّقِمُ
الْعَفْوُ الرَّؤْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمَغْنَى الْمَانِعُ الصَّامِتُ
النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ - لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ
مِنَ الظَّالِمِينَ - وَهَ بَارِ قَسْبَحَانَ اللَّهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا
يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَلْفُ
بِالطَّاعَةِ رُبُومَنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ
الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُمُ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
أَمَّا الرَّسُولُ فَمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَأَتْهُ وَكُتِبَ

وَرُسُلِهِ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا
يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لِطَاقَةِ لِسَانِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ لِرُسُلِهِ
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُولُوا الْكِتَابِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ
اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤْتِيهِ اللَّيْلَ فِي نَهَارٍ
وَتُؤْتِيهِ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْتَرُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ - سُورَةُ اخْلَاصٍ سَبْعُ بَارِ سُورَةٌ فَلَقِ سَبْعُ بَارِ سُورَةٌ نَاسِ سَبْعُ بَارِ -

عَلَامَةُ یوسف بن
اسماعیل نبیہانی

الْمُزْدَوِجَةُ الْغَرَّافِي لِاسْتِغَاثَةِ بِاسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى

بفتح النون وسكون الباء كما في معجم البلدان، یک صد و شصت و نہ اسماء حسنی را از روی روایات مختلفه جمع کرده
با کلمات ماثوره نظم فرموده است حضرت ایشان قدس سره این منظومہ مبارکہ را بسیار خوش داشتند برائے
رفع شدائد و الا این منظومہ مبارکہ را و بعد از شجرہ طیبہ نقشبندیہ را کہ نظم کرده حضرت مولانا خالد کردی است قدس
اللہ اسرارہما می خوانند و حق تعالی جل شانہ لطف می فرمود و آن صحو بیت رفع می شد، روزی حضرت
ایشان قدس سره می فرمودند کہ در اوائل قرن رابع عشر روزی از حرم نبوی علی صاحبہ از کی الصلوات و
اطیب التحیات و افضل التسلیمات بیرون آمد شخصے این مزدوجہ غرابہ من داد چون آن را خواندم لطفها
برداشتم و اَلَيْكُمُ الْاَنَ بِالْمُزْدَوِجَةِ الْمُبَارَكَةِ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الْإِلَهِ وَبِإِيدِينَا دَلَّوْ عِبْدَنَا غَيْرَهُ شَقِيْنَا
يَا حَبْدَا رَبَّنَا وَحَبَّ دِينَا وَحَبْدَا مُحَمَّدًا هَادِيْنَا
لَوْلَا مَا كُنَّا وَلَا بَقِيْنَا
اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا هَتَدِيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِيْنَا

فَأَنْزَلْنٰ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامَ إِنَّا لَأَقِينَا
نَحْنُ الْأُولَىٰ جَاوِلْهُمُ مِّنْهُنَا

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا
وَقَدْ تَدَاعَىٰ جَمْعُهُمْ عَلَيْنَا طَبَقَ الْحَادِيثِ الَّتِي رَوَيْنَا
فَارْدُدْهُمْ اللَّهُمَّ خَاسِرِينَ

اللَّهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ اللَّهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
اللَّهُ يَا قَوِيُّ يَا قَدِيمُ اللَّهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ
لَا يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ أَنْ يَعْلُوْنَا

اللَّهُ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ اللَّهُ يَا رَوْفُ يَا حَكِيمُ
اللَّهُ يَا تَوَّابُ يَا حَلِيمُ اللَّهُ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ
هَبْنَا الْعُلَاوِ اجْعَلْ عِدَاَنَا الدُّوْنَا

اللَّهُ يَا مَالِكُ يَا مُنِيرُ اللَّهُ يَا مَلِيكُ يَا قَدِيرُ
اللَّهُ يَا مَوْلَىٰ وَيَا نَصِيرُ اللَّهُ أَنْتَ الْمَلِكُ الْكَبِيرُ
لَيْسَ عِدَا نَا لَكَ مُعْجِزِينَ

اللَّهُ يَا شَاكِرُ يَا شَكُورُ اللَّهُ يَا عَفُوُّ يَا غَفُورُ
اللَّهُ يَا عَالِمُ يَا خَبِيرُ اللَّهُ يَا فَتَّاحُ يَا بَصِيرُ
وَتَقَرَّرْنَا فَتَحَكَ الْمُبِينَا

اللَّهُ يَا ظَاهِرُ يَا جَلِيلُ اللَّهُ يَا بَاطِنُ يَا وَكِيلُ
اللَّهُ يَا صَاحِقُ يَا جَمِيلُ اللَّهُ يَا حَافِظُ يَا كَفِيلُ
كُنْ حَافِظًا لَّنَا وَكُنْ مُعِينَا

اللَّهُ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ اللَّهُ يَا مُغْنِيُّ يَا رَشِيدُ
اللَّهُ يَا مُبْدِيُّ يَا مُعِيدُ اللَّهُ يَا عَزِيزُ يَا مَجِيدُ
لِعِزِّكَ التَّوْحِيدُ يَشْكُو الْهُوْنَا

اللَّهُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا مُوَحِّدُ
اللَّهُ يَا فَاطِرُ يَا مُصَوِّرُ اللَّهُ يَا مُحْصِيُّ يَا مُدَبِّرُ

دَبَّرْنَا وَدَمَّرْنَا الْعَادِيَّةَ
 اللَّهُ يَا دَائِمُ لَا يَمُوتُ اللَّهُ يَا قَائِمُ لَا يَفُوتُ
 اللَّهُ يَا مُجِيَّ وَيَا مُمِيتُ اللَّهُ يَا مُعِيتُ يَا مُقِيتُ
 كُنْ غَوْثَنَا وَحِصْنَنَا الْحَصِيَّةَ

اللَّهُ يَا بَاسِطُ أَنْتَ الْوَاسِعُ اللَّهُ يَا قَابِضُ أَنْتَ الْمَانِعُ
 اللَّهُ يَا خَالِقُ أَنْتَ الْجَامِعُ اللَّهُ يَا خَافِضُ أَنْتَ الرَّافِعُ
 ارْفَعْ مَعَالِيَنَا الْعَلِيَّةَ

اللَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ الرَّفِيعُ اللَّهُ يَا وَافِي وَيَا سَرِيعُ
 اللَّهُ يَا كَافِي وَيَا سَمِيعُ يَا نُورُ يَا هَادِي وَيَا بَدِيعُ
 أَذْ بَتْنَا بِمَا جَرَى يَكْفِينَا

اللَّهُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُ ذُو الطُّولِ عَلَى الدَّوَامِ
 اللَّهُ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَالسَّيِّدُ الْمُطْلَقُ لِلْأَنَامِ
 ارْحَمْ عَبْدَكَ الْعَبْدِيَّ

اللَّهُ يَا أَوَّلُ أَنْتَ الْوَاحِدُ اللَّهُ يَا آخِرُ أَنْتَ الرَّاشِدُ
 يَا وَثَرُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا وَاحِدُ يَا بُرُّ يَا مُتَفَضِّلُ يَا مَاجِدُ
 بِفَضْلِكَ أَقْبَلْنَا عَلَى مَا فِينَا

اللَّهُ يَا مُبِينُ يَا وَدُودُ اللَّهُ يَا مُحِيطُ يَا شَهِيدُ
 اللَّهُ يَا مَتِينُ يَا شَدِيدُ يَا مَنْ هُوَ الْفَعَّالُ مَا يُرِيدُ
 أَنَا ضِعَافٌ لَكَ قَدْ لَجِيتُ

اللَّهُ يَا مُعِزُّ يَا مُقَدِّمُ اللَّهُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ
 الْبَادِي الْبَاقِي فَلَا يَنْعَدُ الْمُحْسِنُ الْوَالِي الْحَفِيطُ الْأَكْدَمُ
 لَيْسَ لَنَا سِوَاكَ مَنْ يَجِيئُنَا

اللَّهُ يَا وَارِثُ أَنْتَ الْأَبَدُ اللَّهُ يَا بَاعِثُ أَنْتَ الرَّحْمَدُ
 يَا مَالِكَ الْمُلْكِ إِلَهَ الصَّمَدِ لَا كُفُوَ لَكَ وَالِدُ لَا وَلَدُ
 كَفَّ الْعِدَّاعَ نَاقِدُ أَوْ ذِيئَنَا

اللَّهُ يَا غَالِبُ يَا قَهَّارُ اللَّهُ يَا نَافِعُ أَنْتَ الضَّارُّ
اللَّهُ يَا بَارِئُ يَا غَفَّارُ يَا رَبِّ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْجَبَّارُ

قَوْمٌ لَنَا الدُّنْيَا وَقَوْمٌ الدِّينُ

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّنُ الْعَلَامُ
ذُو الرَّحْمَةِ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ النَّامُ مَنْ دِينُهُ الْحَقُّ هُوَ الْإِسْلَامُ

قَبِضْ لَهُ اللَّهُمَّ نَاصِرِنَا

اللَّهُ أَنْتَ الْمُتَعَالَى الْحَكَمُ الْفَرْدُ ذُو الْعَرْشِ الْوَلِيُّ الْحَكَمُ
الْغَافِرُ الْمُعْطَى الْجَوَادُ الْمُنْعِمُ الْعَادِلُ الْعَدْلُ الصَّبُورُ الْأَرْحَمُ

مَكِّنْ لَنَا فِي أَرْضِنَا تَهْلِكُنَا

اللَّهُ يَا قُدُّوسُ يَا بَرُّهُانُ يَا بَارِيَّاحَتَانُ يَا مَنَّانُ
يَا حَقُّ يَا مُقْسِطُ يَا دَيَّانُ تَبَارَكْتَ أَسْأَلُكَ الْحِسَانَ

بِهَاقِرْعَنَابَا بَلَا الْمَصُونَا

اللَّهُ يَا خَلَّاقُ يَا مُنِيبُ اللَّهُ يَا رَزَاقُ يَا حَسِيبُ
اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا رَقِيبُ الْمُسْتَعَانُ السَّامِعُ الْمُجِيبُ

إِنَّا دَعَوْنَاكَ اسْتَجِبْ أَمِينَا

شجره نقشبندیہ مجددیہ | ابن شجره شریفه راقطب الافاق شیخ
المشارخ علی الاطلاق علامہ ضیاء الدین

خالد العثماني العراقي الشهير بـ النقشبندی قدس سره نظم کرده جناب ایشان از اجل خلفاء حضرت
شاه عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی قدس سره بودند و در مرض طاعون بہ شب جمعہ چہار دہم ذی القعدہ
سنہ ۱۲۴۲ ہجری رحلت فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند بہ حق اسم اعظم	بہ نور سید اولاد آدم
بہ سوز سینہ صدیق اکبر	بہ سلمان و بہ قاسم با روئگر
بہ شاہ صفدر کرا رحیدر	کہ از نیروش و اشد باب خیر
نشد فصلی بہ روز کارزارش	ز عزرائیل و ضرب ذوالفقارش

به آن سرور گلستانِ نبوت
 حسنِ کرمحضِ لطف و خیرخواهی
 به آن نو باوۀ باغِ رسالت
 حسینِ آن سرورِ جمعِ سعیدان
 به آن چشم و چراغِ اہلِ بنیشت
 علی بنِ الحسینِ آن زینِ عباد
 به آن کانِ صفا و منبعِ نور
 محمد باقرِ آن کوهِ مفاخر
 به حقِ مجمعِ البحرینِ انوار
 امامِ صادق و مصدقِ جعفر
 به حقِ جملہ اہلِ بیتِ اطہار
 کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است
 بہ آن سر مستِ صہبائے محبت
 رئیسِ عشقِ بازانِ قطبِ لبظام
 بہ شربِ بوالحسنِ انجامِ عشقت
 بہ حقِ بوعلی آن قطبِ فائق
 بہ عبدالحقِ آن المبرزِ تمکین
 کہ پانہادِ آن فرخندہ اختر
 بہ حقِ خواجہ عارفِ کانِ معنی
 بہ تمکینِ عزیزانِ پیرِ نساج
 بہ حقِ خواجہ بابائے سماسی
 امیرِ شہِ کلالِ آن پیرِ کابل
 بہارِ الدینِ والدِ نبیا محمد
 بہ بے نقشیِ چو کردی سر بلندش
 ز بس کز دے گرہ از کار داشتد
 بہ آن شمعِ شبستانِ فتوت
 فرود آمد ز تختِ بادشاہی
 بہ آن یکتائے میدانِ بسالت
 سپہ سالارِ افواجِ شہیدان
 کہ بروئے بدرمدارِ آفرینش
 کہ بود از غیر ذاتِ بختِ آزاد
 کہ بود اندر قبابِ عزِ مستور
 کہ از نحرِ ریش گفتند با قر
 کہ شد او را ز صدیق و علی بار
 کہ این دو منصب اورا شد میسر
 کلان و خورد و مرد و زن بہ یک بار
 چہ کشتی لنگرِ روئے زمین است
 کہ بد غواصِ دریائے محبت
 کہ در این رہ نہ زد چون او کسے کام
 کہ بد شائستہ اقدامِ عشقت
 بہ خواجہ یوسفِ آن غوثِ خلایق
 امامِ پیشوایانِ رَہِ دین
 بہ جز اندر قدم گاہِ پیہر
 بہ حقِ خواجہ انجیرِ فغنی
 کہ بر چرخِ برین سودا ز شرفِ تاج
 بہ آن خورشیدِ برجِ حق شناسی
 کہ فکرِ غیرِ نگزشتے است در دل
 کہ این راہِ ہدیٰ زو شد مہر شد
 نہادی نام شاہِ نقش بندش
 خطایش خواجہ مشکل کشا شد

بہ قطبِ حق عسلا الدین عطار
 بہ آن پیرے کہ چرخ آمد مقاش
 بہ حق آبروئے پیرِ احرار
 چہ گویم من بہ وصفِ آن گرامی
 مقامِ خواجہ برتر از گمان است
 دلش بحرے است ز اسرارِ الہی
 بہ خواجہ زاہد آن پیرِ صفائش
 بہ حق خواجگی کاندہ بدایت
 بہ آن مہرِ سپہرِ ارجمندی
 کہ صہبائے محبت راست ساقی
 بہ آن سیارِ سیرِ بے نہایت
 بہ آن ینبوعِ اسرارِ نہانی
 بہ نورِ دیدہ فاروقِ احمد
 ز نورش شد سوادِ ہند روشن
 چراغِ محفلِ باریک بینان
 نہ سجدہ ہر کہ داندار تقایش
 بہ ہر دو دیدہ آن غوثِ قیوم
 بہ شیخِ عبدالاحد آن نجمِ ثاقب
 بہ سیفِ الدین و آن نورِ محمد
 بہ پیرِ ماکہ ہست اندر زمانش
 نہ شد مجتہد بندگی آرام گاہش
 نہ گویم از کمالاتش کہ چون است
 بہ حق بوسعیدِ سعد و ران
 بہ حق ہادیِ ابدالِ اوتاد
 بہ پیرِ مرشدِ عالمِ محمد

کہ از عالم گشادے قفلِ اسرار
 از آن یعقوب چرخ گشت نامش
 کہ وزیب دگر گرفت این کار
 کہ در وصفش چنین گفت آجامی
 برون از حدِ تقریر و بیان است
 کہ ویک قطرہ از مہتابہ ماہی
 بہ جان بازی مولاناے درویش
 نمودے درجِ اسرارِ نہایت
 ختامِ خواجگانِ نقشبندی
 دُرِ دریائے عرفانِ خواجہ باقی
 بہ آن سرہنگِ اربابِ درایت
 بہ آن شہبازِ برجِ لامکانی
 کہ و شرعِ محمد شد مجدد
 از سر ہند شد وادیِ ائمن
 سپہ سالارِ فوجِ پاکِ دینان
 نگاہِ ہیچ کس با نقشِ پایش
 سعید و عروۃ و ثقاتِ معصوم
 محمد عابد آن والا مناقب
 بہ شمسِ الدین حبیب اللہ ارشد
 ہدایتِ حصرا ندر آستانش
 از آن شد نام عبداللہ شاہش
 زہرِ وصفے کہ اندیشم فزون است
 بحارِ فضلِ ایزد لطفِ یزدان
 شہ احمد سعید آن قطبِ ارشاد
 عمرِ کز وے طریقت شد مجدد

ز عرفان عین و از مقصود مہم است
در آخر اول اسم رحیم است
بہ آن غوث زمان قطب ہدایت
امام اولیا کان کرامت
رئیس پاک بازان قبلہ دین
حارغ محفل ارباب تمکین
محی الدین عبداللہ ابوالخیر
کہ بودہ ذات پاکش منبع الخیر
بہ درگاہ تو این عبد محقر
کند عرض اے کریم بندہ پرورد
غریب و بے کسم بر من بخشائے
چو کس مشکل کشا نبود تو بخشائے
در یکشائے از خوشنودی خویش
برین سرگشتہ مہجورد لریش
بہ ہر کس کز کرم کردی نگاہے
دو عالم راندی سجد بہ کاسہ
ز بحر کز فیوضت گشت ریزان
ز عین مکرمت بر این عزیزان
بہ رحمت رشحہ ہم بر دل من
اگر ریزی شود حل مشکل من
ز من ہرگز نہ شد کارے کہ باید
گنہ زین سان کہ در گفتن نیاید
ز اعمال بد خود شر مسارم
نہ طاعت نے زبان عذر دارم
چو بر خود بنیم از بس شرمساری
بہ وزخ خوشترم از سنگاری
بیامرز و میرس از کار خامم
بہ رسوائی نیز ز انتقامم
اگر چہ من ستم بر خویش کردم
قباحتہائے از حد بیش کردم
چومی اندیشم از دریائے جودت
خوشم با این ہمہ نقض عہودت
بہ محض فضل تو امیدوارم
تو خود فرمودہ آمرزگارم

مخفی نہ ماند کہ ما بین خطین ہشت اشعار از حضرت ناظم قدس سرہ نیند بلکہ فیما بعد
حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم اضافہ فرمودہ اند۔

اشعار مالتی سہیلی | روزے در کوسٹہ اشعار عبدالرحمن مالتی سہیلی خواندند و فرمودند، اگر چہ حضور
قلب این اشعار را خواندہ دعا کردہ شود۔ انشاء اللہ مقبول خواہد شد۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الصَّمِيرِ وَيَسْمَعُ
أَنْتَ الْمُعَدُّ لِكُلِّ مَا يَتَوَقَّعُ
يَا مَنْ يَرَى لِلشَّدَايِدِ كُلِّهَا
يَا مَنْ يَرَى رِقَّةً فِي قَوْلِ كُنْ
يَا مَنْ يَرَى فِقْرِي إِلَيْكَ وَسَبِيلَهُ
أُشْنُ فَإِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ أَجْمَعُ
فَبِالْإِفْتِقَارِ إِلَيْكَ فَقْرِي أَذْفَعُ

فَالَّذِينَ رَدُّدَتْ فَأَيُّ بَابٍ أَقْرَعُ
فَالَّذِينَ رَدُّدَتْ فَأَيُّ بَابٍ أَقْرَعُ
وَمِنَ الَّذِينَ ادْعَوْا أَهْتَفُ بِاسْمِهِ
إِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ فَهْرِكَ يُمْنَعُ
أَسْأَلُ جُودَكَ أَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا
فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

صلوة حاجت علامہ ابن جزری در حصن حصین بہ دو وجہ صلات حاجت را ذکر کرده، یکے از ابن حبان و ابن سنی وغیرہا و دیگرے از ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم۔ در ہر دو وجہ آمدہ کہ اولاً یہ نیک وجہ وضو کند و دو رکعت نماز گزارد۔ و باز دعا کند۔ در وجہ اول الفاظ دعا بہ این لفظ وارد است۔ کہ اولاً پروردگار را ثنا کند و باز بر رسول وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درود فرستد باز گوید۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ عَلَيَّ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا أَقْضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ و حاجت اتم است کہ بہ اللہ تعالیٰ باشد یا بہ یکے از بنی آدم۔ و در وجہ دوم آمدہ کہ بعد از دو رکعت این دعا کند۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَالتَّوَجَّهَ اِلَیْكَ بِبَدِیْكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوَجَّهُ بِكَ اِلَی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

مولوی بخشش اللہ دہلوی مرد پاک دل و صادق الارادہ کامل المحبہ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا آخر یوم در حلقہ شریفہ ہر روز شریک می شد۔ سیزدہ یا چہار دہ سال بہ خوب وجہ خدمت کرد۔ حضرت ایشان را نیز نگاہ لطف بر حالش بود۔ روزے بہ وے فرمودند تا ترا صلاۃ حاجت تعلیم می کنیم در حاجت شدید این نماز بخوان۔

بہ وقت تہجد بہ وجہ احسن، با حضور دل وضو کن و باز بہ عاجزی و صدق نیت پنج بار یا ہفت بار استغفار و توبہ کن۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الْاَرْحَمَ
مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارٍ عَامِسْتَسْلِمًا
و باز دوازده رکعت بہ یک سلام بخوان۔ از اول نماز تا آخرش کاملًا متوجہ بہ پروردگار باش و نیک دانستہ باش کہ پیش مولی و مالک خود استادہ فی۔ وے ترامی بیند و توازگشت گناہان خود از دید الوار و تجلیات وے تعالی شانہ قاصر ہستی۔ بعد از ہر دو رکعت قعدہ کنی و در قعدہ اخیرہ التَّحِيَّاتُ خواندہ بخوان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّعْيِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ و باز به حضور قلب درود شریف خوانده
رَبَّنَا آتِنَا الْحَمْدَ خَوَانِدَه سَلَام بَدَه و باز تکبیر گویان به سجده برو، و در سجده سورۀ فاتحه مع بسمه هفت بار،
و آیتہ الکرسی هفت بار، و لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَدِ الْغَيْبِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ده بار، و- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى وَكَلِمَاتِكَ الثَّامَةِ- هفت بار- بخوان و در جناب مالک و مولای خود به عاجزی دعا کن و تکبیر گفته
سراز سجده بردار-

تعویذات | عاجز یار داند که حضرت ایشان تعویذ نوشته باشند و نه از کسے شنیده که به کسے تعویذ داده باشند، البته به حضرت والدۀ ماجدہ قدس سرها فرموده اند که حصن حصین و القول الجمیل کتاب ہائے معتبر اند و برائے حضرت والدۀ ماجدہ ظفر الجلیل ترجمہ و شرح حصن حصین و شفا العلیل ترجمہ القول الجمیل پسند فرموده بودند چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ احياناً تعویذ می دادند و حضرت ایشان بعض مخلصین را نیز اجازت داده بودند مثلاً ملا عبد الرشید آخوند زاده از کوئٹہ- ملا حبیب اللہ از جہات سرحد و غیر ہمارا-

تعویذ سال نو | سالے در کوئٹہ چون اول ماہ محرم دیدیم حضرت ایشان به ما ہر سہ برادر فرمودند بروید و یک صد سیزده بار بسم اللہ الرحمن الرحیم بنویسید و نزد والدہ خود ببرید کہ تعویذ کنند شما یان در گلوئے خود برسینہ آن تعویذ را آویزان کنید و به عاجز و برادر عزیز فرمودند کہ بسم اللہ نوشته به ما نشان دہید چنانچہ ما ہر دو تحریرات خود را پیش کردیم و حضرت ایشان ملاحظہ فرمودہ چند بار اصلاح فرمودند و گفتند ہر سال بہ اول شب سال نو ہمچنان کردہ باشید- چنان چہ تا یک مدت عاجز بر آن عمل کرد-

برائے مرض صراع | حضرت ایشان در اول دلائل الخیرات موروئی تحریر فرمودہ اند- بسم اللہ الرحمن الرحیم- برائے دفع مرض صراع اول یک کرتہ (قمیص) فراخ دوختہ ہشت تعویذ بہ این نہج بدوزند کہ دو تعویذ جانب پیش بر سینہ و دو بہ جانب پشت بہ زیر شانہ ہر دو بہ ہر دو باز و دو زیر ہر دو بغل، و تعویذ این است- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا لَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْمَوْتُ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا-

القول الجلیل

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الاقدس در تعویذات کتاب مفید است۔ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و اولادہ الکرام قدس اللہ سرہ ہم از روئے این کتاب تعویذات می نوشتند۔

دعا و دم کرن

البتہ حضرت ایشان دعا می کردند و بر مریض دم ہم می کردند۔ در بیان واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ گزشتہ کہ محمد عمر نوری آب آورد و حضرت ایشان بران دم کردند اگرچہ این گونه واقعات بسیار کم بودہ اند۔ روزی حضرت ایشان در حرم سرابووند کہ یوسف علی خان مدار الہام ریاست جے پور حاضر شد و بہ دست خادمش یک صراحی پر از آب بود۔ در خانہ او مریضی بود و ارادہ داشت کہ آب را دم کنانیدہ برد۔ اطلاع آمد یوسف علی خان کردہ شد۔ وقتی نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرابووند مہنوز بہ شستگاہ نہ رسیدہ بودند کہ حاجی ملا احمد مٹھ خیل را بہ آواز بلند فرمودند۔ احمد بہ فلان بزرگ بنویس کہ بر آب دم کردہ ارسال دارد۔ یوسف علی خان چون این کلام را شنید و متنبوسی کرد و رخصت شد۔ اگر حضرت ایشان درین باب مراعات کر دے۔ صفائے وقت از حضرت ایشان رفتے۔ و بہ جائے طالبان حق۔ اصحاب حاجات را ہجوم بودے۔ چند واقعات کہ پیش آمدہ نوشتہ می شود۔

والدہ شوکت علی محمد علی

آبادی بانو والدہ شوکت علی محمد علی از شاہ ولی اللہ مجددی رامپوری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید بیعت بودہ۔ در فصل اول در بیان واقعہ مولانا عبد الغفار خان نیز بیان والدہ محمد علی گزشتہ۔ اگرچہ آبادی بانو باہر دو فرزند خود با انگلیسہا در جہاد مصروف بودہ اما از صفائے باطن غافل نہ بودہ۔ اکثر نزد حضرت والدہ محترمہ می آمد و بہ ذکر شریف مشغول می گشت۔ شبے دے با دختر محمد علی آمد۔ این دختر نہ سالہ یادہ سالہ بود۔ حضرت ایشان آن وقت بہ حلقہ شریفہ مصروف بودند۔ والدہ محمد علی دختر را بہ خدمت حضرت ایشان فرستاد۔ دختر عرض کرد کہ والدہ من بسیار علیل است برائے صحتش دعا فرمائید محمد علی و شوکت علی۔ ان روز ہا اسیر فرنگ بودند۔ خذ لہم اللہ تعالیٰ۔ در عرض داشت دختر عجب اثرے بود کہ چہمان مبارک حضرت ایشان پر نم شد و دست تضرع بہ بارگاہ کبریا دراز کردند۔ کسانے کہ در حلقہ شریفہ شریک بودند نیز دستہا برداشتند۔ حضرت ایشان دعا کردند و جماعت آمین گفت۔ چند روز نہ گزشت کہ خبر صحت یابی بہ حضرت ایشان رسید و معنی این حدیث شریف ظاہر شد کہ حاکم و مستدرک روایت کردہ۔ اِنَّ اللہَ لَیَسْتَجِیْیَ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْہِ یَدَیْہِ فَیَرُدَّہُمَا خَائِبَتَیْنِ۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللہِ۔

مُعَظَّمُ عَلٰی شَاہِ اِپسری علی خان پسر جانفشان خان از مخلصین صادق المحبہ الارادہ بود

اما اشتغال در امور دنیویہ بیشتر داشت اوقات عزیز خود را در قضا یا دعا صرف می کرد۔ حضرت ایشان چند بار نصیحت کردند لیکن او بہ حال خود گرفتار ماند۔ نویستہ در بعض دعاوی چنان ملوث شد کہ اندیشہ سزائے جہنم و بند پیدا شد چون راہ خلاصی مسدود یافت بہ خدمت حضرت خیر جہان رسید تا ہمت برگمارد و دعائے فرمانید کہ مشکل آسان گردد۔ حضرت ایشان اولاً زجرش کردند و از خانقاہ شریف بدر کردند و فرمودند "ما چند بار نصیحت کردیم لیکن تو گوش نہ نہادی" معظّم علی شاہ دو روز در کوچہ بہ سر کرد بہ عاجزی و زاری مصروف ماند۔ تا آن کہ فغانش را اثری پیدا شد۔

تانا گریہ طفل کے جوشد کہن تانا گریہ ابر کے خند و چین

حضرت ایشان معظّم علی شاہ را طلب فرمودند و بہ محبت نصیحت کردند و دستش را در دست ہائے خود گرفتہ اقرار گرفتند کہ بار دیگر نافرمانی نہ خواہد کرد، بعد ازین حضرت ایشان ہر دو دست ہائے خود را برائے دعا برداشتند و بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ سورۃ فاتحہ را تا بہ آیات نستعین خواندند فرمودند "یا اللہ العالیم مقرر استش می کنیم و از تو طلب کار عون و امداد میستیم۔ بہ لطف خود گناہان مایان و معظّم علی شاہ و جمیع مسلمانان را معاف فرما و معظّم علی شاہ را ازین آفت محفوظ دار" حضرت ایشان این دعا می کردند و اہل حلقہ و معظّم علی شاہ بہ تائین مصروف بودند و آثار "اجابت از در حق بہر استقبال می آید" ظاہر و لائح بود۔ معظّم علی شاہ مطمئن البال و قریر العین مخلص شد۔ روز دوم بحکمہ رسید۔ و حاکم بہ برارت وے حکم کرد۔ معظّم علی شاہ ہماں دم برقیہ ارسال کرد چون حضرت ایشان را اطلاع واقعہ شد پروردگار را حمد و ثنا کردند و شکرانہ الہی بہ جا آوردند۔

دم بر بیمار ان معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بر بیمار ان دم می کردند۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ می خواندند و دعا می کردند۔

علالت اولاد اگر از اولاد کسی علیل می شد حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر می شدند۔ در محالہ

مصارف زیاد می کردند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہر شب زیر بالش مریض پنج پیسہ می نہادند و در قیام دہلی بزر او در کوئٹہ گوسفند را صدقہ می کردند در روز و شب دوسہ بار لا محالہ نزد مریض می آمدند و ادعیہ فوق الذکر را خواندہ دم می کردند۔ اگر مریض بہ خواب می بود بیدارش نہ می کردند۔ و اگر بیدار می بود از احوالش استفسار می فرمودند و دست مبارک بر پیشانی وے نہادہ کیفیت تب معلوم می کردند۔ بر بستر مریض گاہی نہ می نشستند کہ بے آرام نہ شود بلکہ برگرسی یا بہ جائے دیگر می نشستند و دیدہ شدہ کہ

بعد از دم کردن قدرے خاموش می نشستند۔ عاجز خیال دارد که بطریقہ حضراتِ نقشبندیہ بہ سلب کردن مرض متوجہ می بودند، بیچ گاہ از حضرت ایشان احوال جزع و فزع ظاہر نہ شدہ و نہ بیچ فرق در معمولاتِ مبارکہ واقع شدہ۔ ہر کار و ہر عمل بروقت خود حسبِ معمول سرانجام می یافت۔ گاہے بہ کسے از بیماری اولاد چہیزے نہ گفتند۔ اگر کسے از افسردگی و آثار الم چیزے بفرہام دیگر است۔ نزد عاجز عمل حضرت ایشان برین حدیث شریف بودہ کہ روا یتش بخاری و مسلم کردہ اند۔ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ اِلَّا مَا يَرْضَىٰ رَبُّنَا۔۔۔۔۔ نوبتِ آخر برائے دیدن مریض بعد از نیم شب بَلْنَ السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ تشریف می آوردند چون از حلقہ مبارکہ فارغ می شدند در دست مبارک خود چراغ گرفته بہ آہستگی می آمدند تمام خانہ در خواب می بود کسے را از آمدن ایشان خبر نہ می شد حسبِ معمول دم می کردند و قدرے توقف کردہ می رفتند و چون مریض شفای یافت احیانا شُکراً لِلّٰہِ برائے مسکینان انتظام طعام می کردند و احیانا بہ رامپور، عزیزانِ تنگ دست را در اہم ارسال می کردند۔

برائے ایصالِ ثواب در بمبئی وفات حاجی ایوب شد حضرت ایشان بہ حاجی عبداللہ عمر تحریر فرمودند کہ دوستان را باید ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ از سر صدق و اخلا خوانندہ ثوابش بہ روح حاجی ایوب رسانند و بہ عجز و نیاز در بارگاہ کبریا برائے مغفرت وے دعا کنند۔

برائے دفع اثر چشم بد سید احمد حسین آلِ یوپی شہری بہ خدمتِ مبارکہ عریضہ ارسال کرد کہ سپرِ علیل است وَالْمُظْنُونُ اِنَّهُ مُصَابٌ بِالْعَيْنِ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ وَاِنْ يَكَاذُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيَذْنُ لِقَوْلِكَ بِابْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ يَقُولُونَ اِنَّهٗ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ۔ راجحان و دم کن کہ برائے دفع اثر چشم بد مفید است۔ احمد حسین عمل کرد و پشش بفضلِ اللہ و احسانہ شفایافت۔

برائے حاجت برآری فرمودند کہ بہ صبح و بہ شب قبل از خفتن وضو کردہ بہ عاجزی و حضورِ قلب اَوَّلًا وَاٰخِرًا يَزِدُّهُ يَزِدُّهُ بَارِدٌ و شریف و در مابین یک صد بار این دعا را بخواند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بُشْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ مشکلات را پروردگار آسان خواهد کرد۔

برائے اوجاع و خصوصاً وجع چشم در اوّل مجلد از نصف آخر من الجواهر الحسن تفسیر امام عبدالرحمن ثعالبی متوفی ۸۵۰ھ نسخہ

مخطوطہ حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ مِنْ قَوَائِدِ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ وَأَسْرَارِهَا وَمَنَافِعِهَا إِنَّهَا تَقْرَأُ أَحَدِي دَارَ لَعِينٍ مَرَّةً مَا بَيْنَ صَلَاةِ رُكْعَتِي الْفَجْرِ وَصَلَاةِ قِرْطُضَةِ الصُّبْرِ لِكُلِّ وَجَعٍ عَامَّةٍ وَلَوْجَعِ الْعَيْنِ خَاصَّةً فَيَبْرَأُ الْوَجَعُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى - حَدَّثَنِي بِذَلِكَ بَعْضُ أَوْلِيَاءِ الْهِنْدِ وَهُوَ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ - يَعْنِي جَهْلِي وَبِكِ بَارِخَوَانْدَن سُوْرَه فاتحہ ما بین سنت و فریضہ صبح برائے ہر وجع عموماً و برائے وجع چشم خصوصاً مفید است و بہ من این فائدہ را از اولیائے ہند یعقوب بن خضر بیان کردہ رحمہ اللہ۔

دعائے ماہِ نو | چوں ماہ نور امی دیدند ہر دو دست ہمارا برداشته این دعای خوانند اللہمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا نُحِبُّ وَتَرْضَى رَبِّي وَرَبَّكَ اللَّهُ - هِلَالٌ خَيْرٌ وَرُشْدٌ - چوں کلمہ رَبَّكَ اللَّهُ می فرمودند بہ انگشت شہادت اشارہ بہ ہلال می کردند تا معلوم شود کہ این جا خطاب بہ ہلال است۔

دعائے سالِ نو | در کوشہ چوں ماہِ محرم از ۳۲۲ دیدند بحکیم مسیح الزمان ہندی کہ مخلص صادق بود این دعا تعلیم فرمودند۔ اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ الْأَبَدُ الْقَدِيمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ جَدِيدَةٌ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِيهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ وَالْأَمَانِ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ مِنَ الْبَلَايَا وَالْآفَاتِ وَأَسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلَى هَذِهِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ بِالسُّوءِ وَالْإِشْتِغَالِ بِمَا يَقْرَبُنِي إِلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَبِرَبِّكَ كَفْتَنُكَ بِرُشْدِكَ حَقِّ بِجَارٍ، دُورِ كَعْتِ نَحْوَانِ کہ دے تعالی شانہ ترا این نعمت عطا کرد۔

بے توجہان مترار نہ توانم کرد احسان ترا شمار نہ توانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر مومے یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

رویت سبیل نجات از بلیات | بروقتی تحریر فرمودہ اند۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَنْ أُتِيَ بِبَلِيَّةٍ وَشَاءَ أَنْ يُرَى فِي مَنَامِهِ سَبِيلُ النَّجَاةِ مِنْهَا فَلْيَقْرَأِ الشَّمْسِ وَاللَّيْلِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - كُلُّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُضْطَجِعًا عَلَى الشَّقِ الْأَيْسَرِ مُتَوَضِّئًا مَتَلَبِّسًا بِلباس طاہر، وَلْيَقُلْ بَعْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ - اللَّهُمَّ ارِنِي فِي مَنَامِي كَذَا وَكَذَا أَوْ اجْعَلْ مِنْ أَمْرِي فُرْجًا وَخُرْجًا وَارِنِي فِي مَنَامِي مَا اسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى إِجَابَةِ دَعْوَتِي - انتهى - إِنْ رَأَى فِي اللَّيْلَةِ الْأُولَى فِيهَا - وَالْأَقْلِعْ عَمَلُ فِي الثَّانِيَةِ وَالْآخِرَةِ فِي الثَّالِثَةِ وَهَكَذَا إِلَى سَبْعِ لَيَالٍ فَإِنَّهُ يَرَاهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ بِالضَّرُورَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

تَعَالَى - وَقَدْ جُذِبَ مَرَارًا - اگر کسی بر آن فتنه مبتلا شود و نخواهد که در خواب راه نجات را دریابد پس وضو کرده و لباس طاهر پوشیده بر پہلوئے چپ دراز گشته هفت هفت بار سورۃ شمس و سورۃ لیل و سورۃ اخلاص را بخواند - و باز هفت بار این دعا کند، بار خدا یا - مراد خواب ازین آفت راه نجات بنما و برائے من ازین آفت مخلصه پیدا کن و در خواب بر من چیزے ظاہر کن کہ بر اجابت دعائے من دال باشد، ۱۴ - اگر شب اول ظاہر شود فبہا و نعمہ ورنہ بہ شب دوم ہم این عمل کند و اگر باز ظاہر نہ شود بہ شب سوم این عمل کند و ہم چنان تا ہفت شب - ان شاء اللہ درین مدت مقصد خود را دریابد باز بہ تہجد آمده -

ختم مقدس | در بیاضے نوشتہ اند ختم مقدس و عظم در جلسہ واحدہ بر تعیین وقت بحضور قلب خوانندہ ایصال ثواب آن بر روح پُر فتوح امام الطریقۃ قطب الحقیقۃ مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدسنا اللہ بسرۃ الاقدس کند برائے حل مشکلات و انجاء مہمات حصول نسبت بہ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ غایت مجرب است (۱) درود شریف یک صد بار (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - پنج صد بار، (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - صد بار (۴) یَا حَسْبُ یَا قِیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ، صد بار (۵) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ - صد بار (۶) یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ، صد بار (۷) یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، صد بار (۸) اَوْفَلْجَاؤُا وَ اَمْتَجَاؤُا اِلَیَّ یَا اِلٰہِ الْیَلِیَّ، صد بار (۹) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ، صد بار (۱۰) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، پنج صد بار (۱۱) درود شریف یک صد بار | **بہترین اوقات ولیالی و ایام** | تحریر فرمودہ اند کہ بہترین اوقات سحر است یعنی رُبع ازان بین العصر و المغرب، بعد ازان بین المغرب و العشاء، بعد ازان بعد العشاء، بعد ازان مابقی من الاوقات علی السوار. و بہترین شب ہاشب آدینہ و شب دوشنبہ و بہترین روز ہا جمعہ و دوشنبہ و پنجشنبہ است -

لطف خفی | در اول مجلد دلائل الخیرات نوشتہ اند

وَكَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ يَدُقُّ خَفَاةً عَنْ فَهْمِ الزَّكِيِّ
وَكَمْ لِسِرِّائِهِ مِنْ بَعْدِ عُسْرِ وَفَرَجٍ كُرْبَةً الْقَلْبِ الشَّجِيِّ

وَكَمْ أَمْرٍ نَسَاءُ بِهِ صَبَاحًا
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا
تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ فَكُلُّ خَطْبٍ
وَلَا تَجْزَعُ إِذَا مَاضَاقَ صَدْرُ
وَتَأْتِيكَ الْمُسْرَّةُ بِالْعَشِيِّ
فَتَقُ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
يَهُونُ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ
فَكَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيِّ

داروئے دل عاشق در اول مجلد نوادر الاصول نوشته اند الصلوة والسلام
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِيثُكَ غَوْثٌ
وَأَعْتَصَمْتُ بِبَابِكَ وَالتَّجَانُّ إِلَى جَنَابِكَ -

سَرَى الْبَرْقُ مِنْ نَجْدٍ فَجَدَّدَ تَذَكُّرِي
وَهَيَّ مِنْ أَشْوَاقِنَا كُلِّ كَامِنٍ
عَهْدُ الْبَجْزِ وَذِي الْعَذِيبِ وَذِي قَارِ
وَأَجَّ فِي أَحْشَائِنَا لَعِجَ نَارِ

یعنی، اے رسولِ خدا، درود سلام بر شما باد، اے رسولِ خدا حدیث شما معونت من است و التجانی من
به دہلیز شما است و ملازم من رَحْمَةُ شما است برق بہ جہات شجر درخت سید و مرا آن آیام یاود ہا نید کہ
بہ جزوی و عذیب و ذی قار بہ سر بردہ بودم و از اشواق من بر انگشت آن چہ پوشیدہ بود و در در نہا من کش را

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنَ الْوُدِّ بِهِ
وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي
چہ غم گرداغ عصیان می برم و سیاه آنجا
دران وادی کہ نتواند زحیرت مور پاماندن
چمن معلوم بونے زلف عنبر بیز او دامن
مرام نیست در کاشانہ دل خلوتے دارم
رُخ خود بر نہ تابی یا شفیع المذنبین از من
سِوَالِكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعِجَمِ
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِأَسْمِ مُنْتَقِمِ
کہ گرد آن مہ ملک ملاحت عذر خواہ آنجا
نمود آن قافلہ سالار عالم شاہراہ آنجا
صبار اکل بہ دامان می کند ہر صبح گاہ آنجا
توان لے سرور دین سر کشیدن گاہ گاہ آنجا
پیادہ در رکابت چون و دد روش شاہ آنجا

اجازت اور ادوصلوات حضرت ایشان را اجازت عن سَيِّدَةِ الْوَالِدِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ وَالِدِهِ شَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ قَدَّسَ

اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ بُوْدَہ و از حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نیز مجاز بودند اگر بہ کسے اجازت دلائل الخیرات
یا حصن حصین یا حزب اعظم یا اورادِ فتحیہ می دادند در اکثر اوقات بر سر ورق کتاب سند را ہم می نوشتند
و صحت بعض جاہانیز می کردند عاجز و رافغانستان نسخہ دلائل الخیرات را زیارت کردہ حضرت ایشان بہ
حَبْرٍ أَحْمَدَ كَمَا كَانَتْ عَادَتُهُ الشَّرِيفَةُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحْيَانِ بِرَأْسِمْ مَبَارَكِ أَحْمَدَ رَأْسُ اللَّهِ هَمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ دو پیش نوشتہ بودند یعنی اسم مبارک را منصرف کرده بودند، عاجز روزے این امر را پیش مولانا قاضی سجاد حسین صدر مدرس مدرسۃ عالیہ فتحپوری بیان کرد۔ ایشان گفتند امام قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری بیان این مسئلہ کردہ اند قسطلانی نوشتہ اند۔ اسمہ احمد، قال فی الدرر المختار المنقل من الفعل المضارع او من افعل التفضیل والظاهر الثاني وعلى كلا الوجهين فمنعه من الصرف للعلمية والوزن الغالب الا انه على الاول يمتنع معرفة وينصرف نكرة وعلى الثاني يمتنع تعريفاً وتنكيراً لانه يختلف العلمية الصفة واذا انكر بعد كونه علماً جرى فيه خلاف سيبويه والاخفش وهي مسئلة مشهورة عند النحاة والاشد حسان يمدحه (فی الرثاء) عليه الصلاة والسلام وصرفه۔

صَلَّى إِلَهِ وَمَنْ يَحْفُ بِعَدُ شَيْءٍ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

فاحمد بدل اوبیان للمبارک علیہ السلام

تحریر بر شجرہ شریفہ حضرت ایشان بر شجرہ شریفہ نام خود را و باز نام طالب حق مع ولادت و می نوشتند و دعای کردند و بعد از ولادت ماهر سہ برادر۔ بعد از نام خود نام ماهر سہ را می نوشتند و باز نام طالب حق را عبارت یک شجرہ شریفہ بدین نہج است۔

جَدِّ لِعَاصٍ وَمَا سِوَايَ هُوَ الْعَا هِيَ وَلَكِنْ تَنْكَرِي اسْتَحْيَاءُ
الہی برین بندہ شرمندہ عبداللہ ابوالخیر فاروقی و بر اولادش بلال بن عبداللہ وزید بن عبداللہ
وسالم بن عبداللہ عفی اللہ عنہم و غفرلہم و رحمہم و بارک فی ایمانہم و صلاحہم علیہم
و عملہم و محمد و ہر دین محمد و لد شجاع شاہ توری مہربانی و رحم کن و از خشم و غضب خود ہمہ
مایان را نگاہ دار و بہ رضا مندی خود ہمہ مایان را مشرف کن آمین بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔
دوشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

شعر عربی از قصیدہ ہمزیہ امام البصیری است قدس سرہ۔ در ماسوی، مانافیہ است یعنی
کرم کن برگناہ گار و نیست جز من گناہ گارے۔ و تنکیر لفظ عاصی از وجہ شرمندگی است نہ از وجہ جہل
حضرت ایشان بر بعض شجرات احوال سالک را نوشتہ اند کہ از درجات ولایت بہ کدام درجہ رسیدہ است۔
اشتراک در مجلس نکاح حضرت ایشان بعض اوقات در محفل عقد نکاح شریک شدہ اند
بلکہ خطبہ نکاح نیز خواندہ اند خطبہ کہ حضرت ایشان می خواندند

در کتاب حصن حصین موجود است تبرکاً عاجز آن را می نویسد: **الخطبة** "اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَحْمِيْدُهُ
وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
لَهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَاَرْحَامًا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَٰهًا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ
يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ
السَّاعَةِ مَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعَصِهِمَا فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ وَلَا
يُضِرُّ اللّٰهَ شَيْئًا وَنَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ نَاِمَتَنَا يَطِيْعَتُهُ وَيَطِيْعُ رَسُوْلَهُ وَيَتَّبِعَ رِضْوَانَهُ
وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَانَّمَانِ حُنَّ بِهِ وَلَهُ -

عقیقه بیان عقیقه انشاء الله تعالی در خاتمه این کتاب در ذکر اولاد خواهد شد.

مسأله فقهیه در لباس حضرت ایشان تحریر کرده اند: **تَقْصِيْرُ النِّبَاطِ سُنَّةٌ وَاسْبَاطُ**
الْاَزَارِ وَالْقَمِيْسِ بِدْعَةٌ، یَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْاَزَارُ فَوْقَ

الْكَعْبَيْنِ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَامَّا النِّسَاءُ فَيُرِخْنَ اَزَارَهُنَّ
اَسْفَلَ مِنْ اَزَارِ الرِّجَالِ لِيَسْتَرْظَهْنَ قَدْ مَهَّنَ اسْبَاطُ الرَّجُلِ اَزَارُهُ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ
اِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْخِيَلَاءِ فَفِيْهِ كِرَاهَةٌ تَنْزِيْهٌ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ - عالمگیری به باب للباس -

کوتاه کردن جامه ها سنت است و فرو گذاشتن تنگی یا شلوار و پیرهن بدعت است. باید که ازار بالا تر از
بند پا بود تا نیم شتالنگ، و این حکم بر مردان است. و زنان را باید که فرو گذارند ازار خود را که پشت پاکی
ایشان پوشیده ماند، فرو گذاشتن ازار زیر بند پا از مرد اگر از وجه تکبر نیست که است تمیزی دارد از فتاوی

منقبت غوث دہلی ملا فیض اللہ ولد ملا در محمد قوم وردگ ساکن شکی به یکشنبه نوزدهم جمادی
الاولی ۱۳۳۶ هـ واردات قلب خود را قلم بند کرده موسوم به منقبت غوث

دہلوی سباحت تبحریش پیش عاجز است بر رخ ازان نوشته می شود و قد لحق هو بہن احبہ، خدا
رحمت کند این عاشقان پاک طینت را -

بیایے کامل و مرد خرد مند کہ گویم پیش تو پیرانه یک پند

ازین دنیا تو حُبِ خویش بردار
 به زاری رُوبه درگاهِ خدا آر
 شرارِ عشق او در جان افکن
 و لے اول یکے رہبر گیری
 کہ در شہِ راه عشقش پردہا هست
 اگر یک جُرعہ از جامتِ چشیدی
 یگانہ پیر دارم من بہ دہلی
 کہ اوصافش برون از حدِ کلام
 کمالِ اتش چو بیش از بیش باشد
 کہ شاہِ دہلوی غوثِ جهان است
 بہ صدقِ دل غلامِ خاکِ او شو
 کہ خادم را بہ راہِ راست آرد
 موافقِ دال با مَدُّ لول یک جا
 بہ علمِ ظاہر و باطن مُحَلّی
 کلامِ پاک را از بہرِ توشہ
 بہ مثلِ کوه ثابت بر شریعت
 ز اشغالِ جہانی بس نفور است
 مجدّدِ اَلفِ ثانی حبّہ او بود
 ز رویش آن چُمنانِ انوار تابد
 اگر در روزِ خورشید است تابان
 گزرتا دارد ایام و لیالی
 فیوضِ عام او ہر جا رسیدہ
 گزشتہ پایہ اش زین طاقِ اخضر
 مبارک ذات او از فضلِ بے چون
 طفیلش عاجزان و بے نوایان

ز اموال و منالش دل مُجدادار
 کہ گردی بر درش از اہلِ ابرار
 تعلقِ ہائے غیرش را بہ ہم زن
 کہ بے رہبر نہ پے بُردن توانی
 بہ جز مرشد ترا وصلش کجا هست
 حجاباتِ جہان را بس دریدی
 عجب بحرے است از فیضِ الہی
 صفاتش بیشتر از حدِ عَقلم
 یکے از نعتِ فیضِ اللہ نگارد
 ز فیضش پُر زمین و آسمان است
 پس او بستہ فتراکِ او شو
 در اوصافِ نکو ثانی نہ دارد
 ابوالخیر آمدہ و تَلّاعِ شُرہا
 ز نورِ پاکِ سبحانی مُحَلّی
 ز اول تا بہ آخر یاد کردہ
 رسیدہ تا بہ پایانِ طریقت
 مگر در آن چہ کز بہرِش ضرور است
 کہ در عرفان کسے بروے نیفزود
 کہ در شمس و قمر ہرگز نہ باشد
 جمالش روزِ شب بنگر فروزان
 نہ باشد از فیوضش جائے خالی
 بہ جانِ ارجمندان آرمیدہ
 ز رویش نورِ بیچون است اظہر
 یکے گنجے است از الزا و مکنون
 چشیدہ جاہا از بحرِ عرفان

بہ راہ راست آوردہ ہزاران
 بہ وقت کشف بر آن خواجہ عالی
 چو در اسرار حق مجذوب گردد
 نگاہ گر بہ مردم افگناند
 مراقب می شود چون خواجہ ما
 رود تالا مکان در طرفتہ العین
 چو واصل می شود در کنتہ پاکش
 بہ جائے می رسد آن جانِ جانان
 چو بر حالش کرم کردہ الہی
 وجودش موردِ انوارِ سبحان
 مقام غوثیت دارد جنابش
 خدا بخشیدہ برتر پایہ اورا
 فدا کردہ اگر کس برورش سر
 ز بحر فیض خود آن مرشد ما
 اگر یک جرعه اندازد بہ کامت
 بہ رحمت کن نظر اے خواجہ دین
 منم کمتر غلام از خادمانت
 اگر در آستانت جائے یابم
 رادِ گلخن تو تاج من باد
 برائے بے کسان روز قیامت
 قبولم کن زہرت بر غلامی
 رہانیدہ زدستِ نفس و شیطان
 ہویدا باشد از مسرتا بہ ماہی
 عوائق از دلش مسلوب گردد
 ہمہ پیرو جوان در رقص آید
 شود در لحظہ از عرش بالا
 شود تازہ بہ نور رب کونین
 ہمہ تن محو در کنہ جلالش
 نہ یابد رہ بدانجا عقل انسان
 نہ دارد دوی بہ عصر خویش ثانی
 بود در روز و شب دائم درخشان
 بسے امدال و اقطاب اندیشش
 الہی کم مگردان سایہ اورا
 ز عرفان گشتہ پر چون معانِ زہ
 کند سیراب و ادیبائے دلہا
 شوی مخمور تار و زرقیامت
 بہ حال زار فیض اللہ غمگین
 مرا نم از جناب بارگاہست
 میان خلق سرافراز باشم
 بر اوج و صلتت معراج من با
 توئی جبل المتین جانم فدایت
 غلامیت مرا شد پادشاہی

بود از صدق فیض اللہ غلامت

نگاہ لطف کن بر خاکسارت

فصل سوم

در

اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان

در فصل اول، تحت عنوان "نورِ ہدایت دمید" حدیث مبارک از صحیحین نقل کرده شدہ کہ چون پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ احسانہ از بندہ خود را ضعیفی می گرد و جبریل را خوانندہ می گوید من فلان بندہ را دوست می دارم تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و در آسمان ندای کند کہ پروردگار فلانی را دوست می دارد پس اے اہل آسمان شما ہم ویرا دوست دارید پس آسمانیان ویرا دوست می دارند و قبولیت آن بندہ در زمین نہادہ می شود و در دہائے اہل زمین محبت دے جائے می گیرد و مشکاکہ در باب ذکر اللہ عز و جل و التقرب الیہ حدیث صحیح بخاری از ابوہریرہ نقل کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ گفت کسے کہ دوستی را از دوستان من دشمن دارد پس بہ تحقیق من خبر می کنم او را بہ جنگ۔ و بندہ من نزدیک من نہ جست بہ بیچ چیزے کہ محبوب تر است بہ من۔ تقرب دے از چیزے کہ فرض گردانیدہ ام بروے و بندہ من دانما نزدیک من می جوید بہ نوافل تا آن کہ دوست می دارم من آن بندہ را چون دوست می دارم او را می باشم شمع دے یعنی شنوائی دے کہ می شنود بہ آن وی باشم بصّر وے یعنی بینائی دے کہ می بیند بہ آن۔ وی باشم دست و بے کہ می گیرد بہ آن۔ وی باشم پائے دے کہ راہ می رود بہ آن۔ اگر آن بندہ از من طلب کند می دهم او را و اگر پناہ جوید پناہ می دهم او را، الخ۔ چون بندہ بہ محض فضل پروردگار بہ مقام محبوبیت و مہریت می رسد ہمہ افعال وے افعالِ الہیہ می گردند۔ عاجز در منقبت حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نوشتہ۔

بہ اسرار طریقت فردِ کامل
دش معمر از انوارِ باری
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بود
ہمہ تن دیدہ بہر دیدِ جانان
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے

بہ احکام شریعت مردِ کامل
زبان در ذکر حق ہر آن جاری
ہمہ تن پائے در راہ رضا بود
ہمہ تن لب برائے ذکر سبحان
نہ گفتے نے برفتے نے شنیدے

بہ ظاہر پیکر شس از خاک۔ بودہ بہ باطن کل ز نور پاک۔ بودہ
 آن بندہ برگزیدہ کہ این مقام را می یابد وے خلیفۃ اللہ فی الارضین می شود، قیام تمام عالم
 بہ ذات وے وابستہ می باشد۔ امام المحققین، برہان المتقدّمین، حجتہ المتأخّرین حضرت ابوبکر محمد می الدین
 الحاتمی الطائی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ الاقدس این گونه فردا کل را قطب الاقطاب می
 گویند و امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ الاقدس ویرا قیوم
 می نامند۔ درین امر کسے را کلامے نیست کہ مخلوقات منظر صفات حضرت خالق عزّ و جلّ و تعالیٰ شانہ می باشند۔
 انسان کامل کہ ممتاز بہ احسن تقویم شدہ منظر صفت قیومیت ہم شدہ لہذا نزد عاجز نامے را کہ حضرت مجدد
 قدس سرہ تجویز کردہ اند النسب اولی است بلکہ مطابق واقعہ۔ و کسانے کہ از علم و دانش دور و از حقائق و
 دقائق بے خبر اند این تسمیہ را سو را ادب قرار می دہند۔ و فکر نہ می کنند کہ صاحب سمع و بصر را سمع و
 بصیر و صاحب علم و خبرت را علیم و خبیر و صاحب حلم و دانش را علیم و حکیم و صاحب جبر و قہر را جبار و
 قہار می گویند و ہیچ خیال سو را ادب بہ کسے نہ آمد۔ در قیومیت این خیال چرا آمد۔ و الحقیقۃ کما قبلت۔
 النَّاسُ أَغْدَاءٌ لِّمَا جَهِلُوا۔

راہ اجتناب | بہ این مراتب عالیہ رسیدن وابستہ بہ محض فضل و لطف پروردگار است۔ لا غیر۔ حضرت
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات برائے آتش گرفتن برآمدند و بہ نبوت و رسالت
 فائز شدند۔ اَللّٰهُ يُجْتَبٰی الْبَیْہُ مِنْ یَّشَاءُ وَ یَهْدِی الْبَیْہُ مَنْ یَّخْتِیْبُ۔

عاجز احوال حضرت سیدی الوالد قدس اللہ سرہ الاقدس را از یوم ولادت تا اول روز علالت
 بہ تفصیل در فصل اول نوشتہ۔ از روز اول کہ اسباب سعادت برائے حضرت ایشان مہیا شدہ کسب
 دران ہیچ مدخلے نیست وَ اَلِیْکُمْ بِبَعْضِ هٰذِیْہِ الْاَسْبَابِ۔

دراشت علم و فضل و حفظ قرآن و ولایت و مقبولیت از آبائے کرام یعنی از حضرت مجدد و از
 حضرت مخدوم بلکہ از بابائے پانزدہم حضرت امام رفیع الدین قدس اللہ سرہ اہم العلیہ رسیدہ۔ ذٰلِکَ
 الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

ولادت با سعادت حضرت ایشان ثمرہ قیوم وقت بودہ۔
 در گوشہ ہائے حضرت ایشان اذان و اقامت قیوم جہان کردہ و تحنیک از دست مبارک
 ایشان شدہ۔ ابتدا نے تعلیم کہ آن را رسم بسم اللہ گویند در حرم محترم نبوی علی صاحبہ
 الصلاۃ و التحیۃ قیوم جہاں کردہ۔

در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ عند المواجهۃ الشریفہ بردست حق پرست قیوم جهان بیعت شدند۔۔۔۔۔ در حرم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ بشارت خلافت خاصہ یافتند۔
و علوم دین از اولیائے کبار و عشاقِ سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند این گونه سعادت و خصوصاً بہ این تسلسل بہ کہ نصیب می شود۔

بالائے سرش زہوش مندی می تافت ستارہ بلسدی
پروردگار حضرت ایشان را بہ این سعادت سرفراز کرد و از محبوبان و مرادان خاص گردانیدہ
در قلوب اہل زمین محبت ایشان را محکم کرد۔ حضرت ایشان از حجاز مقدس با اہلیہ خود یک خور و مال
و خرویک مخلص بخاری بہ دہلی تشریف آوردند و دروازہ خانقاہ شریف بروئے مردم بستند مع ذلک
بندگانِ خدا بہ اشارت غیبیہ از اطراف و اکناف عالم بردار قدس حاضری شدند و سلاطین و امراء
ساعی می بودند کہ نوبتے سعادت دست بوسی حاصل نمایند۔ کسے گفتہ و راست گفتہ۔

بہ مقبولی کسے را دست رس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست
در ایامے کہ عاجز ہنوز در عقد اول از عمر خود آزادی گشت در کوئٹہ بلوچستان جماعتی از مخلصین
با اختصاص قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاکڑی، سید عبدالحق ازیشین،
خدائے رحم کاکڑ ازیشین، ملا یاز کاکڑ از کچلاغ، ملا محمد شاہ افغانی، ملا پیر احمد ترکی، احسان اللہ صاحبزادہ
ابوبکر خیل، عبدالحق صاحبزادہ ابوبکر خیل، ملا محمد علی افغانی، مرزا نیاز محمد خاں قندھاری و غیر ہم نزد حضرت
ایشان حاضر بودند۔ محمد شاہ در احوال جذب و مستی خود اشعار خود را می خواند و آہ و نعرہ می زد و چند شعرش
را عاجز می نویسد۔

اے محمد شاہ زحق غافل مباحش	طاغی کن روز و شب کابل مباحش
لاف کم زن از دروغ و مکروکید	منصرف شوا ز گنجوں عمرو و زید
گر تو خواہی تا شوی بدر منسیر	خاک شود در زیر پائے این فقیر
عروۃ وثقی زکان معنوی	بحر معنی بادشاہ دہلوی
مے کہ تنہا جن و آدم باجماد	ہرچہ در امر است در حکم تو باد
زادہ خود را بہ رحمت دارشاد	اے ستون دہلوی ذات العباد
تا زمین و آسمان دارد قرار	نام نیکت باد باقی پائدار
آن وقت ہر یک از مخلصین از باد ہائے عرفان سرشار بود و از تن ایشان — دل	

ہر ذرہ در جوش انا الشرق گویان“ و جبین مبارک ایشان کالہدرا تمام روشن و تابان بود۔ دران وقت حضرت ایشان تحدیثاً بنعمۃ اللہ فرمودند: ”اے عزیزان تعلق فتح باب بہ محض فضل پروردگار است، کسے افواج کثیرہ می برد و سعیہا می کند و ناکام می گردد و دیگرے بانصرے چند می رود و قیاب می شود“ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند، ایں واقعہ را حاجی ملا ایاز کاکڑی بہ عاجز بیان کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند و دران آیام سید محمد شاہ قسوری کہ بیانش درین فصل خواہد آمد مصروف کسب سلوک بودند۔ عرض کردند: ”فردا چہ مقام می باشد؟“ آن وقت مولانا سید الرحمن، مولوی عبد الباقی، منشی حسین علی، منشی احمد حسین و دیگران حاضر بودند۔ حضرت ایشان چند دقیقہ خاموش ماندند کہ از میرٹھ مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی رسیدند۔ مولوی شمس الدین سلام و احترام یک مرد کامل رسانید۔ آن مرد نہ گاہے بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ بود و نہ حضرت ایشان را باوے تعارف ظاہری بود البتہ ”الارواح جُنُودٌ مُّجْتَمِعَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ابْتَلَفَ وَمَا تَنَافَرَ تَخَلَّفَ“ را حکمے دیگر است، حضرت ایشان بہ سید محمد شاہ فرمودند: ”فردا راین مقام است“ پروردگار حضرت ایشان را مراتب عالیہ عنایت کردہ بود، ارباب بصیرت با حضرت ایشان بہ اخلاص پیش می آمدند۔ کسانے را کہ عاجز دیدہ یا احوال ایشان را شنیدہ ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِیْقِ۔

مولا نا عبد الحق الہ آبادی | خلیفہ محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبد الغنی و شیخ الدلائل حرم کی و مؤلف الاکلیل علی مدارک التنزیل، والذرا المنظم فی حکم مولد النبی

الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم، والکنز الاکبر شرح الفقہ الاصفیٰ وغیرہا اند۔ با حضرت ایشان اخلاص کامل و محبت زائد داشتند۔ ایشان را در بہرہ رنج یک خلیفہ بود کہ نامش نور محمد بود۔ وے بیان می کرد کہ پیرو مرشدین می فرمود کہ در ہندوستان حضرت شاہ ابوالخیر اند۔ در فضائل و کمالات ایشان را نظیرے نیست۔ مولوی صاحب سالہا سال خدمت کتابہائے حضرت ایشان کردہ اند جزاۃ اللہ خیرا و رحمۃ و رضی عنہ۔

سائین توکل شاہ اتہالوی | خلیفہ ملا محمود جالندھری بود و ملا محمود خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہم۔ در

سرہند شریف و در انبالہ ملاقات حضرت ایشان با جناب سائین شدہ بود۔ سائین از اصحاب نسبت و جذب و اہل کمال بود۔ اگرچہ از علم ظاہر نصیب نہ داشت اما از علم باطن سببہ اش معمور و مملو بود۔ بہرہ را افراد ایشان استفادہ کردند و صدہا افراد اجازت و خلافت یافتند۔ حضرت ایشان چون سببہ سائین را معمور یافتند۔ خوش شدہ فرمودند: ”سائین ایں دولت از کجا یافتید؟“ سائین دست بستہ با گریہ و نالہ

عرض کرد حضور، این همه از خانہ شما است۔ قدرے انا احوال جناب سائین در فصل اول صفحہ یک صد و چہل و ہشت گزشتہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

پیر سید جماعت علی شاہ | خلیفہ بابا فقیر محمد چوہری خلیفہ خواجہ نور محمد تیراہی خلیفہ بابا فیض اللہ تیراہی
خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ گندہ پوری خلیفہ حافظ سید جمال اللہ رامپوری خلیفہ

سید قطب الدین محمد شرف حیدر حسین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ جد امجد حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند خلیفہ پدر بزرگوار خود حضرت خواجہ محمد معصوم اندقدس اللہ اسرار ہم قیام ایشان در علی پور سیدان، علاقہ سیالکوٹ بود۔ یک صد و دہ سال عمر یافتہ بہ شب جمعہ بست و مفتاح ذی القعدہ ۱۳۴۰ھ رحلت نمودہ اند۔ ملاقات ایشان در خانقاہ شریف دہلی و باز در کوٹہ بلوچستان با حضرت ایشان شدہ، در کوٹہ فرزند کلان خود را کہ سید محمد حسن نام داشت تبرکاً از حضرت ایشان بیعت کنانید۔ سید محمد حسن در مدرسہ دیوبند تحصیل علم کردہ بود۔ پیر صاحب دے را از مدرسہ بہ اجیر شریف فرستادہ بودند۔ چہرا کہ ایشان در بعض مسائل مخالف دیوبندیہا بودند و مزالات این کردہ را بہ شدت تمام رد می کردند چوں کہ در مشاجرات و مناظرات از وجہ تعصب انسان در اکثر اوقات در لغزش می افتد ازین جہت در دہلی حضرت ایشان بہ پیر صاحب فرمودند: "جماعت علی شاہ بشنوید۔ اللہ تعالیٰ را در مرتبہ دے و نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در مرتبہ دے بدارید۔ این امر واقع نہ شود کہ نبی را از مرتبہ دے بلند کردہ بہ مرتبہ الوہیت برسانید و این تمام مختہا کہ شما کردہ اید برباد نہ شود" یعنی

خدا را در الوہیت احد خوان
نبی را در عبودیت یکے دان

سلسلہ ایشان بفضل اللہ و احسانہ جاری است۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ

احوال میان شیر محمد بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال رؤف احمد شاہ نیز بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال پیر عبد الخالق بر صفحہ ۲۰۱ و مایلیہا گزشتہ است

مفتی محمود مدراسی | فرزند علامہ قاضی بدرالدولہ مدراسی۔ بہ مدینہ منورہ رفت و از حضرت شاہ محمد منظر مجددی سلسلہ شریفہ گرفت و کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔

حضرت شاہ محمد منظر بہ عربی رسالہ "الہدای المنظم" فی القیام تجاہ القبر المکرم نوشتہ اند مولانا محمود شریح بی عربی نوشتہ اند کہ نامش۔ السلب المنظم۔ است و در احسن المطابع مدراس در ۱۳۲۶ھ طبع شدہ مفتی محمود چند بار بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ اند۔ لوبتے استاد دی مولانا محمد عمر نیز حاضر بود۔ چون حضرت

ایشان از حلقه و توجہ فارغ شدند و موبہ مفتی محمود کردہ فرمودند: مفتی محمود راست گو کہ در توجہات حضرت عم گرامی و توجہات مافرق محسوس کردید مفتی محمود بہ وجد در آمدہ عرض کردند: "بہ خدا من ہیج امتیاز در توجہات شما و توجہات حضرت عم شما نہ می کنم" حضرت ایشان سرور شدند و شکر حق بہ جا آوردند۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

پیر جی منظر علی خان | وطنش مراد آباد است و قیام در حصار کردہ۔ عاجز در مقامات خیر و برادر
خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی نوشتہ حالانکہ وے خلیفہ پیر سائین
توکل شاہ، جناب حاجی محمود جالندھری است۔ وے از پیر خود و نیز از سائین توکل شاہ مجاہد حضرت
سیدی الوالد شنیدہ بود لہذا اشتیاق ملاقات داشت، وے بہ حاجی فیض اللہ سرسوی گفت کہ
از مخلصین با کمال بودہ و کار تعمیر خانقاہ شریف بہ وے تعلق داشت حاجی فیض اللہ برایش اجازت
طلب کرد و وے بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و بروے این حقیقت ظاہر شد: "شنیدہ کے
بود مانند دیدہ" ہرچہ شنیدہ بود از ان بیش از بیش یافت۔ و از حضرت ایشان طلبگار اجازت سلسلہ
مبارکہ شد چونکہ احوال وے بسیار خوب بود حضرت ایشان بہ خوشی و بر اجازت ارشاد دادند: روز
منظر علی خان بہ نشی احمد حسین دہلوی گفتند: "گدائی در جناب حضرت صاحب از شاہی جائے دیگر نہ رہا
بہتر است۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔"

حافظ انور علی رشتکی | وے نسباً صدیقی است و از خلفائے حاجی محمود جالندھری است۔
وفات حاجی صاحب بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ شہ شدہ۔ بعد از وفات
پیر و مرشد بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ مرد نیک و پاک دل بودند۔ در ساختن ساعات
شمسی جہارت کاملہ داشتند و مسجد جامع و در فتحپوری و دیگر مساجد بر سنگ مرمر ساعات شمسی ساختہ
نصب کردہ بودند کہ از دست بُر و زمانہ محفوظ نہ ماندند۔ در خانقاہ شریف ہم دو ساعت در ۱۳۰۶
(۱۹۰۳ شہ) نصب کردہ بودند یکے در صحن مسجد شریف و دیگرے بر بام مسجد شریف کہ بفضل اللہ و احسانہ تا
زبان تحریر این کتاب ہر دو محفوظ اند۔ برائے معرفت سایہ اصلی و وقت زوال و وقت عصر سہولت
ز یاد پیدا کردہ اند۔ جناہ اللہ بخیر۔ چون عمر ایشان بہ ہفتاد و نہ رسید بہ روز پنجشنبہ ششم شوال ۱۳۳۸
(۲۴ جون ۱۹۲۰ شہ) در وطن خود رحلت نمود و ہم در آن جا مدفون گشت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولوی جعفر شاہ | از افراد خصوصی سائین توکل شاہ بودند و با حضرت ایشان نیاز تام داشتند
و از روزے کہ درج ذیل خواب دیدہ بودند در اعتقاد و محبت ایشان مزید

اضافہ شدہ بود۔ می گفتند "من در چراغ دہلی" بہ درگاہ حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ شے مانند و در خواب دیدم کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر تخت رونق افروز ہستند و حوالی تخت کرسیہا نہادہ اند کہ بر آن ہا علما و مشائخ نشستہ اند۔ می بینم کہ بر یک کرسی حضرت شاہ ابوالخیر نشستہ اند "رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

شاہ سلیمان کنگن پوری | خلیفہ سائین توکل شاہ اند۔ حکیم مکرم الدین معالج چشم مرید ایشان بود کہ نزد "حوض قاضی" دہلی جائے داشت۔ و حکیم صاحب با حضرت ایشان نہایت محبت و اخلاص داشت۔ از اولاد حکیم صاحب کسے را عقد نکاح بود حکیم صاحب حضرت ایشان را بہ نیازمندی و عاجزی دعوت اشتراک داد۔ حضرت ایشان فرمودند "اگر برائے نشستن مایک جائے خالی مہیا کنید کہ آن جا کسے نہ باشد مای آئیم" حکیم صاحب بر بالاخانہ اختتام جائے کردند و حضرت ایشان تشریف بردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ حضرت ایشان بودیم۔ آن جا حکیم صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدہ عرض کرد کہ شاہ سلیمان خواہش دستبوسی دارد۔ حضرت ایشان برایش اجازت دادند۔ شاہ سلیمان دستبوسی کردہ بہ ادب تمام دوزانو نشست و بعد از لحظہ عرض کرد "حضور انور مرا در طریقہ سہروردیہ بیعت کنید" حضرت ایشان استدعائے ایشان را قبول کردہ فرمودند۔ بیابید۔ چنانچہ ایشان قریب تر رسیدند۔ حضرت ایشان دستہائے ایشان را در دستہائے خود گرفتہ کلمہ توحید و کلمہ شہادت خواندند۔ ایشان نیز خواندند باز فرمودند۔ ما شمار در سلسلہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ بیعت کردیم و اجازت می دہیم کہ شما درین سلسلہ عالیہ کسے را بیعت کنید و اجازت دہید۔ باز ہر دو حضرات در مراقبہ نشستند و شاہ سلیمان فی مابعد غالباً پنج روپیہ ہدیہ پیش کرد و دست بوسیدہ مرخص شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی | ایشان خلیفہ حافظ صابر علی رامپوری خلیفہ سرست بادۂ وحدت حافظ لطافت علی دیوبندی و طنائو شیخ پورہ مسکناً و مدفناً اند و مشرب ایشان قادری و چشتی بود۔ از پیر پیر خود نیز فوائد حاصل کردہ اند۔ اگرچہ وطن ایشان انبیٹھہ بود لیکن در آخر در کنج پورہ علاقہ کرناٹ اقامت اختیار کردند و ہشتاد و ہشت سال عمر یافتہ بہ دو شنبہ بیست و ہفت محرم ۱۳۶۲ ھ رحلت نمودند۔ عجب مرد پاک دل پاک روش بودند۔ سالہا سال در عریک اسکول "نزد دروازہ اجمیری مدرس بودند۔ دوران آیام بہ مواظبت

بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند و فائدا حاصل می کردند۔ در سال ۱۳۵۶ھ ملاقات پیدا ایشان در سمرقند شد۔ ایشان با خلیفہ خود حافظ عبد الغنی پیش امام مسجد کشمیریان شملہ برائے ملاقات آمدہ بودند۔ بیشتر از یک ساعت نشستند جنرال قونصل افغانستان صلاح الدین خاں سلجوقی نیز آن وقت موجود بودند جناب مولانا بہ ذوق و شوق و اشک ریزان ذکر حضرت ایشان می کردند خلیفہ ایشان حافظ عبد الغنی دریافت کرد کہ جناب شما ذکر کدام بزرگ می کنید۔ ایشان گفتند من ذکر حضرت مولانا شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ می کنم کہ سالہا سال از ایشان استفادہ کردہ ام۔ صلاح الدین خاں سلجوقی کلام مولانا مشتاق احمد را بسیار بہ فکر می شنود۔ سلجوقی از زبدۂ علماء و اہل فضل و کمال بود۔ سالہا بہ وظائف دینی مشغول بودہ باز بہ میدان سیاست درآمد۔ زبان انجلیزی بیاموخت۔ حافظہ قوی داشت از قصائد عربی و فارسی شی کثیر از برداشت۔ با عاجز اکثر بہ عربی کلام می کرد۔ اگرچہ وے حضرت سیدی الوالد را نہ دیدہ بود اما احوال ایشان شنودہ بود و از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ چون مولانا مشتاق احمد بیان حضرت ایشان کرد۔ سلجوقی را مزید محبت و عقیدت پیدا شد۔ جناب مولانا اختتام کلام خود بر این قول کردند۔ "من سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رفتم۔ کمالے و کشفے کہ حق تعالی بہ حضرت ایشان عنایت کردہ بود نظیر آن در جائے یافت نہ می شود۔ و از وجہ اخلاص پروردگار ایشان را این دولت عطا کردہ بود۔ رحمہ اللہ و رحمہم صلاح الدین و رضی عنہما۔"

مولوی رکن الدین الوری | خلیفہ مولانا مفتی مسعود احمد صدیقی پیش امام مسجد فتحپوری مفتی صاحب خلیفہ سید امام علی شاہ اندکہ در رتیر حقیقہ پنجاب قامت داشتند در بیان میان شیر محمد شرقیوری بیان سلسلہ شریفہ گزشتہ۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ وقتے کہ عارضی قیام در خانقاہ شریف داشتند و ہنوز بہ حجاز مقدس مراجعت نہ فرمودہ بودند با مفتی صاحب ملاقات ہا کردہ بودند و چون از حجاز مراجعت فرمودند برائے ملاقات مفتی صاحب در سہ بار رفتند حضرت ایشان از احوال باطن ایشان خوش بودند۔ در ان ایام مولوی رکن الدین را ہم دیدہ بودند وفات مفتی صاحب در سال ہزار و سہ صد و نہ شدہ۔ بعد از وفات پیرو مرشد خود مولوی رکن الدین سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند و فوائد ہا حاصل کردہ اند فرزند ایشان مفتی محمود کہ درین ایام در حیدر آباد سندھ مقیم اند بہ عاجز بیان می کردند کہ والد بزرگوار م بہ من گفت۔ "روزے بہ خدمت حضرت شاہ ابوالخیر می رفتم۔ نزد مسجد جامع سید احمد (شمس العلماء) پیش امام مسجد جامع ملاقی شد (اندر ان ایام جناب سید احمد از حضرت ایشان انحراف داشت) و نسبت بہ حضرت ایشان اعتراضات کرد۔"

من از آنجا به خانقاہ شریف رفتم و بعد الاستیذان چون نزد حضرت ایشان رسیدم و جاے گرفتہ دیدم کہ کتابے در دست مبارک ایشان است و ایشان ازان کتاب چیزے می خوانند و شخصے آن را می نویسند۔ و بہ ہمین حال دیدم کہ حضرت ایشان ہمچنان کتاب را پیش روی خود داشتہ بہ زبان اردو فرمودند: این امام جامع مسجد اعراض می کند و بلا وجہ غیبت می کند؛ و باز مصروف بہ خواندن کتاب شدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مفتی محمد منظر اللہ | فرزند مولوی محمد سعید، فرزند مفتی مسعود احمد نقشبندی ہستند روزے بہ عجز گفتند کہ قبلہ گاہ من بہ حیات جدم رحلت نمودند۔ من خورد سال بودم کہ جد من مرا برائے اہانت تجویز کردند و فرمودند کہ تا من بہ سن بلوغ و رشد نہ رسم اعمام من نیابتہ امامت کنند چنانچہ بعد البلوغ و رشد امامت بہ ایشان متعلق شد۔ ایشان از پیر زادہ جد خود سید صادق علی بیعت شدند و خلافت از مولانا رکن الدین آلوری یافتند۔ اما کسب سلوک از حضرت ایشان کردہ اند۔ سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ روزے بہ عجز گفتند کہ بعد از سالہا روزے تبسم فرمودہ حضرت ایشان بہ من خطاب کردند۔ مولوی منظر ہر چہ کہی من پیر تو گشتہ ام۔ مفتی صاحب می گفتند دران روز ہا اگر چہ من تصور پیر خود می کردم لیکن آن تصور از خود زائل گشتہ تصور حضرت ایشان قائم می شد۔ مفتی صاحب این بیان کردہ از فرط محبت اشک ریز شدند۔ و روزے بہ عجز گفتند کہ جناب حضرت ایشان را در گرفت و ساوس بے حد کمال بود۔ روزے من حاضر شدم در بان اطلاع کردہ حضرت ایشان نسبت بہ شخص دیگری فرمودند کہ ”در خانہ خود چنین می کند چنان می کند و حالاً نزد من آمدہ است“ من چون این کلام شنیدم بہ دل خود گفتم کہ حضرت ایشان عیوب و ایراظاہر فرمودند و اندیشہ کردم کہ این وقت بہ خانہ بازگردم۔ بہ مجرد این کہ خیال بازگشت بہ دلم رسید حضرت ایشان مرا طلبیدند۔ چون جائے خود گرفتہ۔ ازالہ خیال اول بہ این الفاظ کردند ”مولوی منظر، تمام مردم بہ یک رنگ نیستند۔ باکسے نرمی کردہ می شود و باکسے دشتی۔ ما چہ کنیم کہ این نا اہل سزاوار ہمین بودہ“ از ارشاد ایشان و سوسہ از دل من رفت و مفتی صاحب روزے این واقعہ ہم بہ عجز بیان کردند کہ یک شخص بسیار متمنی بود کہ از حضرت ایشان بیعت شود۔ اما ہیبت ایشان غالب بود و نہ می توانست کہ در خدمت حضرت ایشان برسد۔ چند بار بہ من گفت کہ مرا ہمراہ خود ببرید کہ بیعت شوم۔ چنانچہ روزے ویرا ہمراہ خود گرفتہ حاضر شدم۔ و عرض کردم کہ این شخص خواہش دارد کہ بیعت شود، حضرت ایشان فرمودند ”مولوی منظر، برائے خدا بسیار کم افرادی آیند۔ اکثر افراد ہر رائے امور دنیویہ می آیند کہ تعویذ بگیرند یا برای ایشان دم کردہ شود یا برائے

مشکلات دنیویہ دعا کردہ شود۔ مولوی منظر این شخص را شما همراه خود ببرد و بیعت کنید، مفتی صاحب گفتند چون با آن شخص روان شدم به وے گفتم، یقین دارم کہ تو این گونه خیالات را در دل خود جائے وادہ باشی، وے بگریست وگفت، راست گفتید، من در دل خود آن گونه خیالات آورده بودم۔ مفتی صاحب بار بار به این عاجز گفته کہ پروردگار حضرت ایشان را به نوعی از کمالات عالیہ سرفراز فرموده بود کہ در مشائخ سابقین کمتر افراد به آن کمالات متصف باشند۔ مفتی صاحب این قول گفته آبدیدہ می شدند و دعا ها در حق حضرت ایشان می کردند۔ افسوس صد افسوس کہ جناب مفتی صاحب به روز دوشنبہ چہارم شعبان ۱۳۸۶ھ (۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) رحلت سرفرازین جہان بر بستند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہ۔

سید ظہور الحسن از نگینہ ضلع بجنورہ و مہتر و پاک دل بود و در طریقہ شریفہ صاحب الاجازہ والاشارہ بود۔ در سر ہند شریف حضرت ایشان را دیدہ بود و از دل و جان مقرف کمال ایشان بود۔ پیارے لعل و پسرانش ہزاری لعل و راچندر کہ بردست مبارک حضرت ایشان مشرف بہ اسلام شدہ بودند۔ از دوستان ظہور الحسن و پسرش نور الحسن بودند۔ ظہور الحسن بار بار بہ ایشان می گفت کہ مثل حضرت ایشان در مشائخ موجود نیست بعد از وفات حضرت ایشان وفات یافتہ، پسرش را قیام در علی گڑھ بود۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

حافظ سید محمد شاہ قصوری دے پسر دختر مولانا عبدالرسول قصوری است کہ فرزند و خلیفہ و جانشین جناب غلام محی الدین قصوری بودند و ایشان از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ چون عبدالرسول وفات یافت محمد شاہ ۱۰ سالہ یا ۱۲ سالہ بود۔ از معارف یکسر تہی و امن بود۔ چون کہ از ادلیاے حق یک ولی کامل و بیستجاہ نشین خود ساختہ بود۔ حق تعالی اسباب سعادت برایش مہیا ساخت سید محمد شاہ چون جوان شد داعیہ خدا طلبی در باطنش پیدا شد و بہ خدمت خیر جہان رسید و بہ کسب سلوک مشغول گشت۔ دے ہر سال ہر رائے چہل روز می آمد و فیوضات و برکات حاصل می کرد۔ برادر خورد دے سید احمد شاہ از حضرت ایشان بیعت بود۔ وے ہر رائے پسر کلان خود سید رؤف احمد شاہ خواہر کلان را طلب کردہ بود۔ کہ ماسیاتی البیان فی الخاتمۃ۔ رحمہم اللہ ورضی عنہم۔

پیر جی سید ممتاز علی ساکن فیروز آباد و خلیفہ مولوی سرفراز علی ساکن سکندر پور علاقہ مین پوری را داعیہ خدا طلبی از سر صدق و اخلاص بود۔ سالہا سال مجاہدات شاقہ و ریاضات کثیرہ کردہ بود۔ پیروے خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی بود۔ ملاقات ممتاز علی شاہ با حاجی

فیض اللہ سرسوی شد کہ از مخلصانِ پاک نہاد حضرت ایشان بود و دران ایام کارِ تعمیر خانقاہ شریف متعلق بہ وے بود۔ بہ سال بست و ششم یا ہفتم از قرن چہار دہم ممتاز علی شاہ در مقامے از مقاماتِ سلوک بند ماند۔ بہ مشورہ حاجی فیض اللہ وے مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوئٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب نوشتند کہ عبور از این مقام تعلق بہ صحبت دارد۔ اگر مصارف آمد و رفت داری حاضر شو۔ چنان چہ وے بہ کوئٹہ رفت و آن جا مولانا سید عبد الجلیل را یافت یک ہفتہ قیام کرد و بفضل اللہ و احسانہ از ان مقام عبور حاصل کرد و از کوئٹہ مسرور القلب مراجعت کرد و در دل خود محبت مولانا سید عبد الجلیل را با خود آورد۔ سید ممتاز علی شاہ با عاجز ارتباط زیاد داشت یک بار عاجز را بہ فیروز آباد ہم برہ۔ عجب پاک دل و صادق الحجۃ بود۔ اگر وے مدتے در خدمت حضرت ایشان ماندے از عجائب و زکار گشتے۔ چون کہ از حضرت ایشان بیماری ترسید از حضوری قاصر ماند۔ حاجی فیض اللہ و مولانا عبد الجلیل راتاً آخر وقت یادی کرد۔ بہ روز سہ شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۷۸ھ ۲۴ مارچ ۱۹۵۹ھ رحلت نمود و در فیروز آباد در خانہ خود جائے را کہ برائے خود تجویز کردہ بود بہار امید۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

سید ابوالخیرات | فرزند سید عبد الحلیم است کہ خلیفہ محمد رضا بنارسی بود و وے خلیفہ جد امجد حضرت شاہ احمد سعید بود۔ در حدود ہزار و سہ صد و بست و پنج یا شش بہ خانقاہ شریف دہلی آمد۔ حضرت ایشان نماز عصر خواندہ از والان مسجد شریف برآمدند و نظر کیمیا اثر برے فتاد بہ مخلص افغانی فرمودند۔ بروان جوان را بیا کہ بے انس از وے می آید۔ وے ابوالخیرات را پیش کرد۔ حضرت ایشان از احوال دریافت نمودند، چنانچہ کیفیت خود بیان کرد و باز عرض کرد مرا بیعت کنید۔ حضرت ایشان فرمودند نصیبہ تو نزد پدر بزرگوار است۔ بروان ایشان بیعت شود و سلوک مجدد بہ رابطے کن و فیما بعد برائے چند وقت این جا بیا، چنان چہ سید ابوالخیرات بہ خانہ رفت و از حضرت والد خود بیعت شدہ کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔ بہ بست و ہفتم صفر سال سیزدہ صد و سی والد بزرگوار شش رحلت نمود و بعد از چند ماہ وے بہ خدمت خیر جهان رسید، چند وقت در حلقہ نشست و آن چہ مقسوس بود حاصل کرد و با اجازت ارشاد بہ وطن خود مراجعت کرد۔ فَهَيْئَلَهُ ثُمَّ هَيْئَلَهُ وفات ابوالخیرات بہ نوزدہم ذی الحجہ سال سیزدہ صد و پنج و سہ در مقام سیوان ضلع سارن شد۔ وے بہ مخلصین خود این واقعہ را بیان می کرد و خلیفہ وے غلام محمد ساکن کمال پور ڈاک خانہ نرائن پور ضلع مرزا پور سہ سال قبل نذر عاجز آمد و این تفصیل بیان کرد۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

شاہ محمد شعیب | فرزند حکیم راحت علی ساکن قلندر پور۔ علاقا عظیم گڑھ بیان کرد کہ آغاز شباب

من بود۔ دورانِ ایام من ریش خود را می تراشیدم۔ من برای تحصیل علم به دہلی رفتم۔ در آبادی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ ملاقات من با شاہ عبدالصمد شد، چون کہ من تمنائے دہشتم کہ یک بار زیارت حضرت ایشان بکنم لہذا بہ شاہ عبدالصمد گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسانید، ایشان گفتند طاقت این کار نہ داریم۔ حضرت ایشان یک بزرگ شمشیر بر مہنہ ہستند چون این جواب شنیدم بہ دل خود گفتم کہ من لا محالہ بہ درگاہ حضرت ایشان خود را می رسانم و ہر چہ پیشم آید نقصانے نہ دارم۔ اگر بہ حضوری مشرف شدم بہ مقصود رسیدم و اگر مراراً نہ سزاوارتم، بعد ازین بہ کمالِ محبت و اخلاص حاضر شدم و بہ دربان گفتم کہ حضرت ایشان را اطلاع بدہد۔ آن وقت چند طالبانِ علم نیز حاضر شدند۔ دربان از آمد طالبان و از آمد من اطلاع رسانید حضرت ایشان بہ طالبان جواب ارسال کردند: ”فقیر کے فرصت دعا ہا دارو کہ نمایان در امتحانات کامیاب شوید۔ دیگر مشائخ موجود اند نزد ایشان بروید“ و مرا طلب فرمودند۔ من بہ ادب تمام حاضر شدم و سلام عرض کردم۔ دیدم کہ حضرت ایشان یک گونہ در احوال استغراق اند۔ بر چہرہ انوار پر تو انوار تجلیات ظاہر و باہر بود، آن گونہ انوار تجلیات من بر چہرہ کسے نہ دیدہ ام، محسوس می کردم کہ عکس آفتاب در آئینہ رخسار ظاہر است۔ حضرت ایشان سلام را جواب دادند و من نشستم، بواب بہ من اشارہ کرد تا بنحیم، لیکن من حرکت نہ کردم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند: ”جان بجانانہ بدہ ورنہ بتاندا جل“ اے عزیز زحمت ہستی۔ ”و من از اینجا برخاستم۔ ارشاد حضرت ایشان را اثر ظاہر شد کہ من وابستہ بہ سلسلہ قادریہ شدم۔ انتہی“ شاہ محمد شعیب ابن بیان را در ۱۳۸۹ھ در گھوسی نویسانید و بعد از یک سال در ۱۳۸۹ھ رحلت کردہ و بہ پہلوے پیر و مرشد خود شاہ فتح قلندر در موضع قلندر مدفون شد۔ ایشان خلیفہ پیر خود بودند و با استاد ی جناب مولانا محمد عمر گھوسی از بظاہر زیاد داشتند۔ حضرت استاد می فرمودند کہ شاہ محمد شعیب مرد پاک باطن و مبارک احوال بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

وطن ایشان امرؤہہ است از توابع مراد آباد۔ از شاہ بہار الدین **حکیم فرید احمد عباسی** | امروہوی خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہانپوری خلیفہ قطب ارشاد زمانہ حضرت شاہ غلام علی عبداللہ دہلوی قدس اللہ اسرار ہم بیعت بودند۔ مرد پاک باطن و صاحب نسبت بودند۔ در طب یونانی استعداد خوب داشتند۔ حکیم محمد اجل خان ایشان را در جامعہ طبیبہ استاد مقرر کردہ بودند۔ در سال ۱۳۳۸ یا ۱۳۳۹ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد نزد چیلی قبر شد۔ حضرت ایشان در عربہ سوار بودند و برائے تفریح تشریف می بردند۔ حکیم صاحب حضرت ایشان را دیدہ بہ سرعت نزد عربہ رسید و سلام عرض کردہ دست مبارک را بوسہ داد۔ آن بوسہ چہ بوسہ بود کہ مہر غلامی بر قلب حکیم صاحب ثبت کرد۔ بہ اخلاص

تمام عرض کردند اگر اجازت باشد بعد العشاء حاضر خدمت اقدس شوم۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و حکیم صاحب ازان روز تار و زوفات حضرت ایشان بالالتزام بہ خدمت اقدس می رسید۔ چون کہ صاحب استعداد بود ترقیات بے اندازہ حاصل کرد عاجز خبر نہ دارد کہ حضرت ایشان حکیم صاحب را اجازت ارشاد دادند یا نہ البتہ اس قدر می دانند کہ از بسیاری پیران و خلفا بہ مراتب بلند تر بود۔ و سہ احوال سیر سلوک را از حضرت ایشان دریافت کردہ بود، شاگردانش بہ عاجز بیان کردہ اند کہ بہ دوران درس اگر ذکر حضرت ایشان می آمد بہر حکیم صاحب کیفیت طاری می شد و بیان حضرت ایشان را بہ اخلاص تمام می کردند و اشک ہائے محبت می ریختند۔ بعد از تقسیم ہند بہ لاہور رفتند۔ پس از ہشت سال عاجز بہ لاہور رفت۔ آنجا بہ روز دوشنبہ دہم شعبان ۱۳۴۷ھ (۲۷ اپریل ۱۹۵۵ء) با فرزند کلان ایشان برادر طریقت علی احمد ملاقات شد و از و سہ معلوم شد کہ حکیم صاحب در "موڈل ٹاؤن" خانہ نشین اند۔ عاجز با و سہ بہ ملاقات حکیم صاحب بہ موڈل ٹاؤن رسید۔ از وجہ کلان سالی و تقلبات روزگار ضعف و نقاہت بر جسم ایشان ظاہر بود مع ذلک در محبت و اخلاص حضرت سیدی الوالد عاجز ایشان را مصداق این شعر یافت۔

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم ہر گز کہ یاد روئے تو کردم جوان شدم
بعد ازان روز عاجز ایشان را نہ دیدہ۔ پروردگار بادستان پاک طینت زیر سایہ پیر و مرشد برحق عاجز راجع کند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولوی امداد اللہ خان | فرزند کلان حافظ عنایت اللہ خان رامپوری کہ خلیفہ حضرت مولوی ارشاد حسین مجددی رامپوری اند۔ مولوی امداد اللہ از دیاست رامپور بہ ہند شریف رفت و ازان جا برائے ملاقات حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ ہمراہ و سہ باقر رضا خاں بود کہ فی ما بعد سکونت کراچی اختیار کرد۔ چہار سال قبل بہ حیات بود و سہ این واقعہ بیان کرد کہ مولوی امداد اللہ خان بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدہ در عمارت دروازہ نشست در بان را برائے اطلاع کردن نہ گفت۔ مدتہ نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرادریافت فرمودند کہ از رامپور کدام شخص آمدہ۔ آن وقت مولوی امداد اللہ نام خود را بہ بواب نشان دادند و و سہ اطلاع رسانید۔ حضرت ایشان مولوی صاحب را نزد خود طلب فرمودند و فیما بعد مرانیز خواستند۔ این کرامت حضرت ایشان بود کہ از خود بہ آمد مولوی امداد اللہ آگاہ شدند۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

ذکر محمد حسن خان رامپوری چشتی بر صفحہ ۷۸ اگزشتہ است۔

دیوان محمد حسن خاں کرتپوری نقشبندی از کتاب وے "حالات مشائخ نقشبندیہ" بر صفحہ ۲۰۷ گزشتہ۔

پیر ابوالخیر غازی پوری | در سلسلہ نقشبندیہ پیر طریقت بود۔ در سال آخر مع فرزند خود ابواللیث بعد العشاء الآخرہ برائے زیارت حاضر شد۔ روز دوم برائے عبادت حضرت والدہ ماجدہ بہ مستشفی رسید و آن جا در خدمت حضرت ایشان بہ اندازہ دو ساعت نشست چون قصد مراجعت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ بعد العشاء بہ خانقاہ شریف برسید و ہمراہ ماغذ تناول کنید۔ چنان چہ وے باپسر خود بروقت رسید۔ چون وقت شستن دست رسید وے آفتابہ دلگن در دست خود گرفت و دست مبارک حضرت ایشان شست و گفت: پروردگار ہر من چہ کرم فرمودہ کہ این خدمت از من گرفت "پیر ابوالخیر بہ دوران اکل طعام گفت۔ دی شب ہجوم فیوض برکات بود و امشب احساس کمی می شود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ فضل پروردگار است کہ در فیوضات و برکات کمی نیست البتہ از وجہ نان خوردن در ادراک فیوضات کمی واقع شدہ است۔ بر سر مبارک حضرت ایشان مثال نعل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آویزان بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری استفسار آن کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ سن این مثال مبارک را بر سر خود آویزان کردہ ام تا کہ در حضور مبارک سردار کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التحیات اظہار غلامی من بودہ باشد و باز حضرت ایشان از حضرت جامی قدس سرہ این شعر خواندند۔

ادیم طائفی نعلین پاکن شرک از رشتہ جانہاے ماکن

پیر ابوالخیر در خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ حضور اقدس لطائف مرا معائنہ فرمایید چنان چہ ہر دو حضرات چشمہا بند کردہ بنشستند۔ و بعد از مدتے حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است کہ چیزے از انوار یافتیم۔ پیر ابوالخیر این شعر خواند۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدم تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

پیر ابوالخیر غازی پوری بہ خواندن ثنوی شریف مشہور بود چنان چہ وے چیزے از ثنوی شریف بہ ذوق و شوق خواند۔ و باز عرض کرد۔ حضرت شما بزرگ و بزرگ زادہ ما ہستید۔ اگر بہ من اجازت ارشاد عنایت کنید عین بندہ پروری باشد۔ حضرت ایشان طلبش را قبول فرمودہ گفتند۔ از ما بہ شما اجازت است۔ وے در شکرانہ دست مبارک حضرت ایشان بوسید و بہ یاد عاجزی آید کہ چیزے بہ طور نذر نیز پیش کرد۔ غالباً بعد از یک ماہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و پیر ابوالخیر در فاتحہ کلاں کہ بہ ۲۹ رجب ۱۲۳۱ ہجری بودہ

حاضر شدہ دوسرے روز ماندن شریف ہم خواند و وقت اول را یاد می کرد و می گریست۔ رحمہ اللہ و غنی۔

جناب مولانا از خلفائے حاجی ادا اللہ ہاجر کی بودند و بر مسلک پیرو مرشد خود بہ وجہ خوب قائم بودند۔ بہ بسیار

مولانا کرامت اللہ خان دہلوی

محبت میلاد شریف می خواندند و قیام می کردند۔ و با حضرت ایشان محبت فوق العادہ داشتند۔ شبے در کوچہ قابل عطار دہلی میلاد شریف بود۔ اہل کوچہ حضرت ایشان را دعوت شرکت دادند چنانچہ حضرت ایشان آن جا رفتند۔ برائے بیان ذکر شریف مولانا را طلب کردہ بودند چون حضرت ایشان نشستند اہالی آن جا بہ مولانا گفتند کہ بیان بفرمائید۔ و برائے ایشان کرسی نہادند۔ جناب مولانا گفت۔ حضرت ایشان بر زمین باشند و من بر کرسی۔ کلام مولانا بہ سمع مبارک حضرت ایشان رسید۔ فرمودند۔ جناب مولانا این احترام شمانست این احترام آن ذکر مبارک است کہ پروردگار آن را بلندی عطا کردہ و فرمودہ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ عَلٰی صَاحِبِ الذِّكْرِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ وَحَمْدُ اللَّهِ کرامت اللہ و رضی عنہ۔

ایشان از ارشد تلامیذ مولانا محمد قاسم نانوتوی اند و از استاد ایشان

استادی مولانا عبد العلی

مولانا احمد علی سہارنپوری نیز حدیث شریف خواندہ اند۔ درابتدائے

کار بہ دہلی در مدرسہ حسین بخش واقع محلہ ٹیا محل صدر مدرس بودند۔ با منتظین آن مدرسہ در امرے اختلاف واقع شد لہذا قصد کردہ کہ بارفقا ئے خود از دہلی بروند۔ این خبر چون بہ نواب فیض احمد خان نواب ابوالحسن خان، مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی، منشی نئے خان و عبدالستار مشہور بہ نواب صاحب کازہ پنجاب پہلے دہلی و از مخلصین حضرت سیدی الوالد بود رسید۔ با ہم گفتند کہ چنین مرد پاک طینت را نہ باید گزاشت کہ از دہلی رود۔ لہذا این جماعت نزو ایشان حاضر شد و گفت بہ مسجد مولوی عبدالرزاق شریف برید و آن جا درس دہید۔ چنان چہ آن جناب مع رفقا آن جا رفتہ سلسلہ تدریس شروع کردند۔ شمار مولوی صاحب اگرچہ در علمائے کرام و محدثین عظام می شود اما ایشان از جماعت

«خياركم الذين اذا راؤا ذکر الله» بودند۔ سیمائے ولایت از جبین ایشان ظاہر بود۔ عاجز معین و ابن ماجہ را از اول تا آخر حرفا حرفا از ایشان خواندہ۔ و مدارک عشق ایشان را کہ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود دریافتہ است در ردّ ابن تیمیہ و اتباع وے از وہابیہ نجدیہ تقریرات شائقہ می کردند چون بہ حدیث لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدًا رسیدند فرمودند۔ آن چہ این گروه در حجاز مقدس گنبد ہا و مقابر را شکستہ و مسلمانان عالم را رنج رسانیدہ است از رویے این حدیث صحیح فعل ایشان ناجائز است۔ و تقریرے کہ در بیان حدیث لا تشد الرجال کردہ اند تلاوتش تا این زمان عاجز را خوش وقت می سازد چون عاجز

از دورۂ حدیث فارغ شد فرمودند چیزے دیگر بخوان و باز انتخاب قصیدۂ بُردہ کردند چنانچہ تا ادا اہل ماہ رمضان عاجز از ایشان قصیدۂ مبارکہ می خواند چون عاجز از قصیدۂ مبارکہ شعرے رامی خواند جناب ایشان در گریہ مصروف می گشتند و تا حدے می گریستند کہ ایشان را طاقت گفتار نہ می ماند بہ دقت تمام در یک روز دو یا سه شعر خواندہ می شد حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پاک باطنی جناب ایشان را دریافتہ بودند لہذا اولاً در مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ می خواندند و چون جناب مولانا بہ مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند حضرت ایشان نیز آن جامی رفتند بعد از نماز بہ اندازہ یک ساعت ہر دو حضرات با ہم تکلم می فرمودند و اہل دل لطفہا می برداشتند جناب مولوی صاحب تقریباً از پانزدہ سال در مرض فالج مبتلا بودند طاقت حرکت و نشست و برخاست نہ داشتند یک دست را قدرے حرکت می دادند لہذا حضرت ایشان نزد ایشان می رفتند آن وقت جناب ایشان دامن حضرت سیدی الوالد را بر حشمتہاے خود می نہادند و می فرمودند مرا بوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم می آید۔

دلم گردیدہ بوی جیب است زہے بوی کہ از کوئے جیب است

روزے جناب ایشان بہ حضرت سیدی الوالد رقعہ ارسال کردند و در آن نوشتہ بودند کہ من در خواب دیدم کہ شما در مدرسہ گشت می کنید و ناگاہ شما بہ صورت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر می شود جناب مولوی صاحب در جلسہ افتتاح صبح بخاری یا در جلسہ اختتامش حضرت ایشان را مدعو می کردند و حضرت ایشان بہ شوق می رفتند جناب مولوی صاحب را با استاد خود مولانا محمد قاسم و با حضرت سیدی الوالد تعلق خاطر و ارتباط وافر بود چون ذکر ایشان می کردند بے ساختہ از چشمان ایشان اشک جاری می شد وفات ایشان بہ روز یکشنبہ سیزدہم جمادی الاولی ۱۳۴۷ در مدرسہ عبدالرب واقع شد و بعد الغروب در جوار حضرات محدثین دہلویہ در گورستان مہندیان مدفون شدند قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

از جہات ہر حد افغانستان یک دلی کامل برائے سر روز نزد حضرت

آمد یک دلی کامل

ایشان می آمدیچ نمایان ہمراہ ایشان نہ می بود یک مجلد از حدیث شریف در قبل ایشان می بود در اتباع سنت بنظر خود نہ داشتند لباس ایشان لگی و ردا و دستار بود و در پائے نعل شرک دار دامن بر سر خاک نمازی خواندند گاہے دیدہ نہ شدہ کہ بر جامہ نماز خواندہ باشند عاجز آن وقت و آن جاے را یاد دارد کہ در تفریح گاہ بر سر کوہ مخلص افغانی کبل فرش کرد حضرت ایشان امام و ماہر سہ برادر و مخلص افغانی و آن مرد دلی مقتدی بودیم چون حضرت ایشان برائے نماز استادند مرد دلی از جانب خود کبل را دقتاہ کرد و بہ حضرت ایشان خطاب کردہ گفت "شما ایں چہ بدعت اختیار

کرده اید؟ حضرت سیدی الوالدیه سوئے ایشان ملتفت شده تبسم فرمودند: و باز شروع به نماز کردند۔ ہر دو حضرات پاک مشرب و پاک مسلک و پاک دل بودند و از دل و جان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند مقصد ہر یک رضائے پروردگار بود۔ ہر یک می گفت۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم

لہذا قصہ ناراضگی را گنجائش نہ بود۔ بلکہ کلُّیَّ عَمَلٌ عَلٰی شَمَائِلِکَ قَرِیْبُکُمْ اَعْلَمُ مِنْهُوَ اَهْدٰی سَبِيْلًا۔ را کیفیت بود۔ عاجز تقریرات و تحریرات مدعیان علم شنیدہ و دیدہ کہ بیان بدعات می کنند ترغیب می دهند کہ از بدعت اجتناب کرده شود۔ تمام زور گفتار و قوت قلم برین صرف می کنند کہ محفل مبارک میلاد شریف منعقد نہ کنید و قیام نہ کنید عرس بزرگان دین نہ کنید غیر ازین سہ امر ہر چہ کردہ شود حرجی نہ دارد۔ اتباع سنت آن بود کہ آن ولی پروردگاری کرد۔ چہ در اکل و شرب چہ در لباس و مسکن۔ برائے نماز سجادہ افروش کردن یقیناً بدعت است۔ امتیاز علمائے دستارِ کلان و سیرہنِ طویل و جبہ فرائخ یقیناً بدعت است۔ روزے حضرت عمر حضرت جابر رضی اللہ عنہما را دیدند۔ استفسار نمودند ما ہذا یا جابر وے عرض کرد۔ شتھیت لَحْمًا فَاشْتَرَيْتَہُ۔ حضرت گفت۔ کَلِمًا اَشْتَرَيْتَ اَشْتَرَيْتَ اَمَّا تَخَافُ هَذِهِ الْاٰیۃَ۔ اَذْهَبْتُ طَبَّابًا تَكْفُرُ فِی حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا۔ کَمَا ذَکَرَهُ ابْنُ الْعَجَوْنِ فِی سَیَرَتِہِ۔ افسوس صد افسوس کسانے کہ امامت نماز را اجرت گیرند و بعد از نماز صبح ترجمہ قرآن مجید بہ منز و کنند۔ و اگر برائے وعظ روند مقررہ خود را وصول کنند۔ انہما انعقاد محفل مبارک را بدعت گویند۔ عَلٰی اللّٰہِ تَوَكَّلْنَا۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ این واعظان ارشاد حضرت عمر را بفہمند تا اَذْهَبْتُ طَبَّابًا تَكْفُرُ فِی حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا برایشان صادق نیاید۔ البتہ امثال این ولی پروردگار را می شاید کہ از نماز بر بساط خواندن یا از انعقاد محفل میلاد استفسار کند چہ وے در تمام امور اتباع سنت را ملحوظ می دارد چنان چہ آن ولی روزے نسبت بہ محفل مبارک میلاد شریف بہ حضرت ایشان گفت کہ در عہد نبوی و عہد صحابہ انعقاد این گونه محافل شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند این درست است۔ در آن زمان مبارک بہ فریضہ جہاد ہر یک مشغول بود۔ درجہ مستحسانات و مستجابات بعد از فرائض و واجبات است۔ و در این زمان عوام در لہو و لعب و فسق و فجور اوقات خود را صرف می کنند۔ ما می خواهیم کہ در قلوب ایشان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود کہ محبت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان است۔ برائے حصول این مقصد انعقاد این مبارک محفل می کنیم کہ امّہ دین آن را بدعت حسنہ گفته اند۔ و نیز فرمودند کہ یوم المیلاد و یوم الارتحال و یوم البعث را منزیتہ است۔ پروردگار نسبت بہ حضرت یحییٰ علیہ السلام گفتہ۔ وَسَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔

و پروردگار قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را نقل کرده و گفته: وَالسَّلَامُ عَلَیْ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ أَمُوتُ وَ یَوْمَ أُبْعَثُ حَیًّا۔ ولادت سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان سراسر رحمت است و اللہ تعالیٰ می فرماید قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلِیَفْرَحُوا۔ لهذا انعقاد محفل مبارک میلاد شریف و اظہار سرور در آن یوم مسعود مطابق منشاء خداوندی است جل شانہ۔ چون آن ولی پاک نہاد کلام حضرت ایشان شنید خاموش نشست و حیرے نہ گفت۔

شعبے آن پاک نہاد در کوچہ چهل امیران معروف بہ کوچہ چیلان نزد خانہ مولوی بدرالاسلام در مسجد شریف بعد از نماز خفتن در احوال جذب و وجد از شمال بہ جنوب از جنوب بہ شمال می گشت، اتفاقاً مفتی کفایت اللہ آن وقت داخل مسجد شریف شد و سر مست بادۃ الفت را در چنین احوال بے قراری یافت مفتی صاحب تادیر احوالش را دید، و فیما بعد از مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ آن شخص از کجا بود و حال کجا است مولوی بدرالاسلام گفت کہ این شخص ہر سال برائے سہ روز بہ خدمت اقدس حضرت صاحب می آید۔ یک کتاب حدیث متاع وے می باشد۔ مایان نہ از نام وے واقف، ہستیم و نہ از وطنش خبر داریم اگر چہ آن ولی پروردگار مراجعت کردہ اما در خانقاہ شریف امثال وے موجود اند۔

سر بر آراز کاشف تحقیق تادیر کوئے خیر کشتگان زندہ بینی انجمن در انجمن

حضرت ایشان بسیار مراعات این ولی پروردگاری کردند کہ اعلیٰ نمونہ۔ رَبِّ اشْعَثْ اَنْفَرًا۔ بود یک سال چون وے آمد از موہائے مثرہ، چشم وے زخمی شدہ بود، حضرت ایشان بہ حکیم محمد شفیع معالج چشم فرمودند کہ علاج چشم بکنہ۔ چنانچہ وے معالجہ کرد و حضرت ایشان یک کبل برائے پوشش و لنگ و رد و چیزے از دراہم بہ آن پاک مرد الذی لَا یُشَاسُ اِلَیْہِ بِالْبَنَانِ دادند، روزے بہ وقت بازگشت از سیر و تفریح در یک حدیث شریف مابین ہر دو حضرات اختلاف شد و اختلاف در لفظ حدیث شریف بود۔ چون بہ خانقاہ شریف رسیدند حضرت ایشان از کتب خانہ کتاب را خواستند۔ و آن چہ حضرت ایشان می فرمودند در کتاب بود۔ آن پاک نفس آن جا را دید و بسیار خوش شد۔

بلبل خود را بگل می رساند و پروانہ بر شمع می ریزد و بندگان خدا نزد او لیامی روند تا وقتہ کہ وجود حضرت ایشان موجود بود و قیام گاہ حضرت ایشان از رجال الغیب محاط بود، حیف صد حیف۔ آن قبح شکست و آن ساقی نہ ماند۔

صاحبزادہ ملا پیر محمد | خلیفہ الدخود صاحبزادہ امیر محمد بود و بے خلیفہ پدر خود صاحبزادہ مرزا محمد شکیل کٹوازی کہ خلیفہ دوست محمد شرنی بود و بے خلیفہ صہونی زبردست

لوگری کہ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نسباً و دہلوی مولداً و مدفناً بود۔ در حوالی سال ستم ازائے چہارم ہمراہ مریدان خود برائے حج رفت۔ در مراجعت بہ دہلی در خدمت حضرت ایشان رسید۔ حاجی ملا احمد طائیل اطلاع کرد، حضرت ایشان صاحبزادہ را طلب کردند۔ ایشان عرض کردند۔ پروردگار شما را در این زمان قطب ارشاد کرده است۔ احوال باطنی ملاحظہ کنید۔ اگر در من صلاحیت ارشاد باشد فریداً اجازت عنایت فرماید چہ شہادین وقت امام طریقہ مستید و اگر در من صلاحیت ارشاد نہ باشد مرا آگاہ سازید تا ترک مشغلت کردہ غلامی در گاہ شما اختیار کنم۔ حضرت ایشان متوجہ بہ باطن ایشان شدند و فرمودند "فصل پروردگار است در شما صلاحیت ارشاد است۔ و از طرف ما نیز بہ شما اجازت ارشاد است۔ شما بہ ہدایت خلق مشغول باشید" صاحبزادہ بہ اجازت و خلافت حضرت ایشان مشرف گشتہ بہ وطن مراجعت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

خلیفہ طریقہ بنوریہ | در علاقہ ارغسان و بلوچستان از سلسلہ میاں عبدالحکیم کہ در طریقہ بنوریہ مجدد فرد کامل گزشتہ اندیک شیخ بن رسیدہ و صاحب ارشاد بود چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ تشریف بردند آوازہ حضرت ایشان بہ آن مرد کامل رسید۔ وے بہ نور باطن در یافت کہ حضرت ایشان قطب ارشاد و قیوم جہان اند۔ لہذا وے نزد ملا عبدالحکیم آخوندزادہ خلیفہ خود را فرستاد کہ من خواہش دارم کہ زیارت حضرت صاحب بکنم۔ ملا صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد و حضرت ایشان اجازت دادند کہ وے بیاید۔ ملا صاحب این خبر بہ خلیفہ وے گفت و خودش مشغول بہ انتظام خانہ شد۔ چہ ہمراہ آن شیخ جمع از مریدان و خلفائیزی آمد چون خلیفہ نزد آن شیخ رسید و خبر فرحت اثر رسانید وے در صدد سفر شد لیکن، تَجَرَى الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَعِي السُّفُنُ۔ ہنوز وے حرکت نہ کردہ بود کہ پیام۔ یَا اَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَرْجِعِي اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَرْضِیَۃً۔ گوش حق نبوشش شنید و وحش پرور کردہ "نَادِیْ فِی عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ" را سزاوار گشت چون این خبر بہ حضرت ایشان رسید دعا ہا در حق وے کردند رحمہ اللہ و رضی عنہ، این واقعہ یک سال یا دو سال قبل از ولادت این عاجز بہ وقوع پیوستہ، ملا ایاز کا کروی بیان این واقعہ می کرد و نام آن خلیفہ طریقہ بنوریہ را ہم بیان می کرد لیکن از یاد عاجز رفتہ وَكَانَ ذَٰلِكَ قَدْرًا مَّقْدُورًا۔

مقبولیت ایں را گویند | در فصل اول بیان عوام دہلی دنیا گزشتہ کہ بہ چہ طور گرد حضرت ایشان جمع می شدند و حالا عاجز بیان ادبیائے حق کردہ کہ چہ ادب و احترام حضرت ایشان می کردند و ہر یک سعی می کرد کہ از حضرت ایشان استفادہ بکنند۔ ہمین را مقبولیت گویند و ہمین منصب قطب و الاقطاب قیومیت است۔ راست است۔

بہ مقبولی کہے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

اشاراتِ غیبیہ | ملا فیض اللہ وردگ گفتہ رحمہ اللہ

چو احوال ترا در خواب دیدم زارشادِ دیگر کس دست شستم

عاجز احوال چند نفر می نویسند کہ ایشان را اشارات شدہ تا بہ خیرِ جہان خود را رسانند

اختر مشکی | از افغانستان بودہ۔ برائے ایفائے نذر بہ سرہند شریف یک دُنبہ بُرد تا آن را ذبح کردہ بہ خدام حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس سرہ تقسیم کنند۔

بہ شب در خواب حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی را دید کہ می فرمایند: اختر این دنبہ را بہ دہلی بر آن جا در خانقاہ یک کچہ من است۔ خادمان و سے در حقیقت خادمان من اند۔ دنبہ را ذبح کردہ بہ ایشان بدہ۔ اختر آن دنبہ را بہ دہلی آورد و خواب خود را پیش حضرت ایشان ذکر کرد۔ آن وقت ظہورِ برکات و فیوضات عجیبہ شد و خانقاہ شریف از نعرہ ہائے آہ و ہوا پر شد و حضرت ایشان بہ عاجزی و نیاز مندی این شعر خواندند:

گر میل کند سوئے ہلالی عجبہ نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

غلامِ احرار صاحبزادہ آن وقت موجود بود و این واقعہ را بیان می کرد۔

مردولی فتح اللہ اندری | از بلادِ افغانستان بود از روئے مصحفِ قرآن مجید را می خواند۔ دیگر از نوشت و خواند بے بہرہ بود۔ مرد سادہ و صاف دل و کم گو

بود آن چہ از اشارات و بشارات دریافتہ بود۔ نویسانیدہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد۔ آن تحریر را عاجز نقل می کند، لَعَلَّہُ مَدَارُکُ فَضْلِہٖ وَ فَضْلُ مَرْثِیْدِہٖ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ

بہ خدمت خادمانِ قدسی مکانِ ولایت و کرامت نشان قطب الطریق غوثِ الخلائق پیر روشن ضمیر حضرت صاحب دامنِ برکات۔ از کمترین مریدانِ حلقہ بہ گوش فدوی ترابِ القدر و خاکسارِ فتح اللہ اندری بعد از قدرِ مہربانے فراوان (عرض می دارد) آن کہ سہ شبانروز پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام را در خواب دیدہ ام و پیرِ صاحب (حضرت صاحب) ہم در خواب بہ من حکم کردہ کہ شما آمدہ خدمت مرا بکنید۔ چون از خواب بیدار شدم نہ دانستم کہ تعبیر خواب من چیست۔ قبلہ گاہا۔ آیا اجازت می دهید کہ خدمت شما را بکنم و یا بہ اجازت شما بہ زیارت بیت اللہ بروم۔ آن چہ امر بدید۔ زیرا کہ بہ دنیا دار و بیچِ خاطر متوجہ نہ می گرد۔ و غیر از درسِ کلام اللہ و خدمتِ پیرِ صاحب دامنِ برکات دیگر مطلب بہ دنیا نہ دارم۔ زیادہ برین خورشیدِ افاقت و افاضت گرم باد بالنون و الصاد، فقط حدیث است ۲۴ شعبان المعظم

۳۲۲ هـ۔ المکرآن کہ یک راسی گوسفند ہم بہ ذمتہ من فی سبیل اللہ خیرات ہست آن چہ حکم شود عریضہ۔
فدوی تراب القدر فتح اللہ اندر۔

بعد از تقدیم این عریضہ فتح اللہ یازدہ سال خادمِ خصوصی حضرت ایشان بودہ چون حضرت ایشان از حرم سرا بیرون تشریف می آوردند فتح اللہ بہ فاصلہ سہ یا چہار گز می نشست و احوال خود مستغرق می گشت۔ حضرت ایشان بہیچ وقت از فتح اللہ ناراض نہ شدہ اند و نہ گاہی ویراز جبر و تویخ کردہ اند۔ اگر حضرت ایشان کسے راز جبر و تویخ می کردند فتح اللہ بہ بسیار مسرت می گفت: "نَنْ يٰ بَيَاغُوَا جُوْذُ كَثْرِي دِي" امروز باز تماشاے برپا کردہ۔ معلوم می شود کہ بہ مقامِ ضمانت فتح اللہ فائز شدہ بود و بہ طور انعکاس بر بہر آن امر سرور و شادان می بود کہ رضای حضرت ایشان را دران می یافت۔ تا وقتیکہ فتح اللہ زندہ ماند در سیر و تفریح وے رفیق می بود۔ استغنائے حضرت مرشد در وے کامل اثر کردہ بود و بہ کسے التفات نہ می کرد خواہ کسے امیر باشد یا خان بود۔ صاحبزادہ باشد یا آخوندزادہ۔ چون از تلاوت قرآن مجید فارغ می شد۔ جامہ ہائے کہنہ خود را بہ دست خود پیوند می نہاد و می دوخت، ہر خانہ بخیمہ وے بہ اندازہ درازی برنج می بود۔ در دہلی گنبد ہائے مسجد شریف صنادیق وے بودند۔ سامان خود را اندرون گنبد ہا می نہاد۔ در عیدین حضرت ایشان بہ وے جامہ ہاے نومی دادند۔ دوسہ روز آن جامہ ہا را می پوشید۔ و باز بہمان جامہ ہا تا تار تار تنش می بود۔ آن چہ وے در عریضہ خود نوشتہ بود بر بہمان کیفیت تا آخر وقت بہاند۔ و سفر کوئٹہ و دہلی ہمراہ می بود۔ غالباً واقعہ عشرہ اولی ارحم ۱۳۳۶ھ است (اکتوبر ۱۹۱۷ء) کہ در سفر مراجعت از کوئٹہ حسب معمول سالون حضرت ایشان دُرسا سہ استادہ شد۔ فتح اللہ در جامہ نان خود را پیچیدہ بر رصیف نشست و بہ اکل طعام مصروف گشت۔ از بے خودی و وارفتگی فتح اللہ را چارہ نہ بود، وے اندران احوال بودہ کہ سگے جامہ نان را از پیشش ربود۔ فتح اللہ در پس سگ دوید۔ سگ بہ خط آہن رسید۔ وے نیز از رصیف برخط آہن درآمد و جامہ را حاصل کردہ می خواست کہ بر رصیف بر آید کہ یک قاطرہ رسید و شکم و حصہ زیرین فتح اللہ را از کار انداخت۔ مخلصان کہ رفیق سفر بودند فتح اللہ را در حالت بیہوشی ازان جابر داشتند۔ تقریباً تا دو روز نفس فتح اللہ جاری بود۔ و باز رحلت کرد و در دہلی در جوارِ حضراتِ محدثینِ کرام مدفون گشت۔ در فصل دوم "واقعہ قبر فتح اللہ" کہ نوشتہ شدہ آن واقعہ از قبر وے بودہ۔ کَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ صَادِقَانِي مَنَامِهِ صَادِقَانِي قَوْلِهِ صَادِقَانِي وَعْدِهِ وَكَانَ يَصْدُقُ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ اشْعَثْ اَعْبَرْدِي طَمَرَيْنِ تَنْبُو عَنْهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَا بُرَّهٖ۔

اکبر توخی | مثل مشہور است۔ اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدَاكِرُ۔ ذکر فتح اللہ اندری عاجز را اکبر توخی بہ یاد آورد۔ اکبر توخی چار پنج سال کاملاً صیغاً و شتاء در کوئٹہ خدمت کردہ۔ در زمستان حفاظت خانہ و در تابستان بؤابی حرم سرا۔ عاجز یاد نہ دارد کہ درین عرصہ حضرت ایشان گاہے بروے ناراض شدہ باشند۔ یاد درین عرصہ گاہے اکبر توخی را غفلت طاری شدہ باشد۔ ہمہ وقت و ہمہ حال در ذکر پروردگار مصروف می بود۔ اگر ناگاہ کسے نزد وے می رفت یا آوازے رامی شنید از جاعے خود جست می زد و ذکر قلبی ذکر سانی شدہ اللہ اللہ گویان یک نفس می دوید و درین عرصہ چیزے کہ پیش وے می آمد آن را سوے آسمان می انداخت۔ اکثر دیدہ شد کہ جماعتی از مخلصین بیرون دروازہ نشستہ می بود۔ اکبر دستار ہائے ایشان را اللہ اللہ گویان می پرانید۔ و اگر کفشہا یا چیز دیگر می یافت آن را بہ بالائی انداخت و چون نفس وے تمام می شد بہ ہوش می آمد و آثار ماندگی بروے ظاہری شد۔ اکبر توخی در ہر چہ مشغول می بود و ظاہر بہمان حال از وے می شد۔ چون کہ لطائف مبارکہ را عروج می بود و بہر لطیفہ مبارکہ بہ جانب فوق کشان کشان می رود و ظاہر آن بہ انداختن اشیاء بہ سوے فوق می شد۔ بعد از وفات وے چند معتبر افراد بہ عاجز گفتند اند کہ تا یک زمان بر قبر وے ایماںنا شعلہ نور دیدہ شدہ۔ کَانَ رَحِمَہُ اللہُ جَدِیْرًا بِہَذِہِ الْکَثْرَۃِ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللہِ۔

قاری عبد الغنی شامی | وطن ایشان انطاکیہ از ملک شام است اشارہ غیبی یافتند۔ ع بہ دہلی روا گرد جستجوے آب حیوانی۔ چنان چہ بہ خدمت بابرکت خیر جہاں رسیدند از ۱۳۲۳ھ تا ۱۳۲۷ھ چار سال کاملاً در دہلی و کوئٹہ در خدمت حضرت ایشان ماندند۔ در ۱۳۲۷ھ وقتے کہ از کوئٹہ رخصت می شدند حضرت ایشان بروے عنایات کردند و بہ اجازت خلافت ممتاز فرمودند۔ مولانا سید عبد الحلیل در آن وقت موجود بودند و بہ عاجز این بیان کردند۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادرِ کطان فن تجوید از قاری صاحب خواندہ اند۔ سلیمان فرزند عبد الرحمن دہلوی کہ ہم عمر حضرت برادرِ کطان بود و چند مدت با حضرت ایشان می بود نیز مخارج حروف را از قاری صاحب درست کردہ بود۔ چار پنج سال پیشتر عاجز ویرا ملاقات کردہ۔ وصحت مخارج حروفش یاد قاری صاحب تازہ کرد۔ قاری صاحب از کوئٹہ بہ افغانستان رفتند و در سال چہل و سہ یا چہل و چار از ماہ چہار دہم بہ ارادہ حج از افغانستان برآمدند۔ اندران ایام عاجز جناب ایشان را دیدہ۔ از رفقائے پاک منش عاجز شنیدہ کہ چون قاری صاحب در نماز اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و سیل اشک از چشمان جاری می شد۔ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضٰی عَنْہُ۔

سید یوسف زواوی | سید یوسف مع فرزند جوان سال و یک رفیق از مدینہ منورہ در ۱۳۳۳ھ - ۱۹۱۵ء
 بہ کوٹہ رسیدند۔ نزد محطہ قطار برے وار دین عمارت و منزلہ حکومت ساخته
 بود کہ بسیار جمیل و آرام دہ بود۔ سید یوسف آنجا قیام کرد۔ و برے زیارت نزد حضرت ایشان رسید۔
 از اولاد سید صالح زواوی بود کہ از اجلہ خلفاء حضرت شاہ محمد منظر مجددی بود قدس سرہ بلکہ بعد از وفات پیر
 مرشد جانشین ایشان و مربی اولاد و محافظ خانقاہ شریف ہم بود۔ فرزند کلان حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ
 کہ احمد (ثانی) بہار الدین بود در آن وقت شش سالہ بود۔ پروردگار سید صالح زواوی را اجر داد کہ غدا
 شائستہ در آن وقت سرانجام داد جزاۃ اللہ خیراً و رحمۃً و رضی عنہ۔ سید یوسف را اشارہ غیبی رسید کہ
 از حضرت ایشان بیعت شوند و استفادہ کنند۔ در فصل دوم در بیان صلاۃ تسبیح ذکر ایشان گزشتہ چند روز
 در کوٹہ قیام کردند و فیوضات گرفتہ بازگشتند۔ افسوس صد افسوس کہ در ۱۳۴۳ھ از دست اشیائے نامہ
 و ہابیہ نجدیہ در طائف جام شہادت نوشیدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید علی زواوی | بن اعم سید یوسف زواوی نیز بہ اشارہ غیبی بہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۴۲ھ
 (۵ فروری ۱۹۲۲ء) بہ دہلی آمدند و از حضرت ایشان بیعت شدند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

سید عبداللہ دحلان | از اولاد شیخ الاسلام سید احمد دحلان کی اندو سید احمد استاد حضرت ایشان بودند
 بیان می کردند کہ از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ برے زیارت مبارکہ رفتیم۔ آن جا

بجواب سر وارد عالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ می فرمایند خادم من ابوالخیر عبداللہ در دہلی قیام دارد۔ برو و ازوے
 بیعت شو۔ چون از خواب بیدار شدم قصد کعبۃ الآمال کردم و الحمد للہ کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدم۔

کَمَلْتُ مَسَافَةَ کَعْبَةِ الْأَمَالِ حَمْدَ الْمَنْ قَدْ مَنَّ بِإِلَکُمَا ل

مسافت آماجگاہ و کعبہ آمید ہا کامل شد، حمد است مر آن ذات پاک را کہ بہ لطف خود این مسافت
 را بہ پایان و مرا بہ مقصودم رسانید۔ حضرت ایشان سید عبداللہ را بیعت کردند و براحوالش عنایات خصوصیت
 مبذول داشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

زیرا کہ جناب و بی فرستادہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بود و یَا لَهَا مِنْ سَعَادَةِ دُنِیَا
 سَلَامَ طَاہِرہ نبویہ از اولاد استاد شفیق و مہربان بود۔ لہذا حضرت ایشان از عمائدین شہر دہلی و از مخلصین پاک
 طینت جماعتی را دعوت طعام دادند۔ بہ اندازہ پنجاہ نفر بودہ باشند۔ تعارف سید عبداللہ با ہمہ کردند۔ باز
 حافظ عبدالحکیم درخانہ خود کہ بہ محلہ چوڑی دالان بود، و حاجی محمد رفیع درخانہ خود کہ در محلہ بیری باغ بود۔ و ڈاکٹر
 مختار احمد انصاری در قیام گاہ خود کہ متصل شہر پناہ بابین دروازہ کشمیری و دروازہ موری واقع بود جناب

عبداللہ و حضرت ایشان را مدعو کردند۔ حکیم محمد اچل خان ہمہ را بہ مقبرہٴ بادشاہ تعلق بردند و آن جاطعام مکلف پیش کردند۔ غالباً این واقعہ ۱۳۲۷ھ بم ۱۹۱۹ء ہوئے۔ چند روز بہ این کیفیات گزشت۔ از مخلصین با صفا بعض افراد قدرے از دراہم بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردند تا کہ بہ سید عبداللہ بہ طور زادرہ پیش کردہ شود۔ این روپیہ کہ ما بین چار و پنج صد بود بہ ایشان دادہ شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مقبولیتِ تامہ | محمد شاہ افغانی گفتہ و خوب گفتہ

لے کہ تنہا جن و آدم با جماد ہرچہ در امر است در حکم تو باد
عاجز ملاحظہ کردہ کہ حیوانات با حضرت ایشان محبت می کردند۔ در فصل دوم در بیان حضرات عنایب و در واقعہ شتر بچہ گزشتہ۔ حالاً دوسہ واقعات دیگر نوشتہ می شود۔

آہوئے سیاہ شاخدار | حافظ محمد یوسف دہلوی کہ از پنجابیان دہلی بود یک بچہ آہو بر حضرت برادر کلان آورد۔ بعد از دو سال شاخہاے آہو بہ اندازہ یک نیم ذراع دراز شد و پشت وے کامل سیاہ گشت۔ اگرچہ آن آہو بسیار مانوس شدہ بود تا ہم خطرہ بود کہ از شاخہاے وے کسے افکار شود۔ بلکہ بالفعل سید محمد افضل کہ از جہات لورالائی بود قدرے مجروح شد۔ لہذا بر سر شاخہاے وے چوگانہاے مسی نہادہ شد۔ دران روز با حضرت ایشان بہ باغ "روشن آرا" برائے تفریح می رفتند۔ گل محمد محمود خیل آہو را بہ باغ می برد و آن جا دیر از بند زنجیر آزادی کرد۔ آہو بر مرغزار حبستہا می نو و احیاناً نزد حضرت ایشان می آمد و قرار می گرفت۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را گاہے بر سرش می نہادند و "واہ واہ" می گفتند۔ روزے حضرت ایشان قصد کردند کہ اولاً نزد باغ روشن آرا بر مزار پیرانوار حضرت شاہ محمد آفاق حاضر شوند و آن جا سعید الزبیر مجددی را ہم بینند و نماز عصر را در اواخر اوقات در باغ بخوانند چنان چہ بہ عاجز فرمودند۔ "برو بہ ملا حبیب اللہ وغیرہ بگو کہ امروز ما قدرے بہ تاخیر می رسم اما نماز در باغ می خوانیم" ملا حبیب اللہ ملا خیر اللہ ملا یاسین وغیرہم ہر روز بہ باغ می رسیدند و آن جا ہمراہ ما بردارن بہ سیر و بازی مصروف می شدند در عموم روز ہا عربہ از دروازہ شمالی در باغ داخل می شد۔ اما آن روز کہ حضرت ایشان بر مزار شریف رفتند از دروازہ جنوب شرقی داخل باغ شد و وے حضرت ایشان بہ جانب نشستگاہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بچہا بینید کہ ملا حبیب اللہ انتظار نہ کرد و بہ نماز استاد۔ چون عربہ آن جا رسید و هنوز حضرت ایشان از عربہ پائین نہ شدہ بودند۔ آہو جستہا زدہ آن جا رسید۔ ملا حبیب اللہ بہ رکوع رفت۔ آہو از جانب پس سر خود را ما بین ہر دو پایے حبیب اللہ داخل کردہ بہ نوعی جہت بالا حرکت داد کہ حبیب اللہ بر زمین افتاد

حضرت ایشان بتسم فرمودند و گفتند: بنین حبیب اللہ پیغام مرا زید رسانیدہ بود، تو انتظار ماندہ کردی و آہوئے مابہ تو سزا داد! ہر حبیب اللہ آن وقت کیفیت طاری شد و از غلبہ نسبت شریفہ در وجد درآمد۔
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک غزال در سال ۱۳۳۹ یک مخلص افغانی غزالے آورد۔ نظر اندزی آن آہو بچہ را در صحن خانہ حضرت ایشان بستہ کرد۔ چند روز بعد از افغانستان بہ اندازہ ہفتاد نفر از علماء و طالبان علوم و غیر ہم رسیدند۔ حضرت ایشان بہ دروازہ خانہ خود تشریف آوردند چون جماعت مخلصین را دیدند، فرمودند: شمایان دو جانب استادہ شوید و از ہر دو جانب مدخل را بستہ کنید تا این غزال برین راہ جست و خیز کند۔ مخلصین پاک نہاد ہر دو جانب راہ را سد شدند و حضرت ایشان بہ نظر اندزی گفتند کہ آہو بچہ را آزاد کند۔ آن غزال آزاد شدہ یک دو بار شمالاً جنوباً جستہ باز دو حضرت ایشان واہ بر زبان می رانند کہ ناگاہ آن غزال از جانب جنوب سدا عبور کرد و مخلصین حیران ماندند و حضرت ایشان فرمودند: افسوس شمایان آہو بچہ مار را رہا ندید! حضرت ایشان بر جائے خود استادہ ماندند۔ چند دقیقہ گزشتہ باشد کہ آن غزال از بہت شمال نمودار شد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید و بہ نوعی متصل بہ حضرت ایشان ایستاد کہ سرش بہ جامہ ایشان مساس می کرد۔ حضرت ایشان واہ واہ گفتہ بر سرش دست مبارک نہادند۔ جماعت مخلصین بہ تعجب این واقعہ را می دیدند و سبحان اللہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری بود۔

کبوتر حضرت برادر کلان از عمدہ اقسام کبوتران دوسہ جفت را در خورد سالی پرورش کرہ بودند و متصل بہ کتب خانہ یک حجرہ مخصوص برائے کبوتر ہا بود۔ در چند سال تعداد کبوتر ہا قریب بہ صد شد۔ بہ ۱۳۳۳ حضرت ایشان بہ عبدالحق ساکن چوڑی والاں گفتند کہ کبوتر ہا را برید و حجرہ را صاف کنید۔ در ایامی کہ کبوتر ہا را وجود بود حضرت ایشان بہ وقت عشاء بہ کوٹہ می رفتند۔ منشی احمد حسین و دیگر مخلصین استادہ بودند۔ چون حضرت ایشان نزد دروازہ کبوتر ہا رسیدند یک دم صدائے کبوتر ہا یاہو یاہو بلند شد۔ منشی احمد حسین رحمہ اللہ بیان می کرد کہ حضرت ایشان سہ چار دقیقہ آن جا استادہ و باز بہ مخلصین فرمودند: ببینید کہ بہ رفتن ما کبوتر ہا اظہار افسوس می کند!

طوطی و گنجشک در قفس یک گنجشک ہمیل بود کہ حضرت ایشان آن را مرغ زرین می گفتند و نیز دو طوطی بود۔ صبا حا حضرت ایشان بہ حرم سرامی آمدند و نزد قفس ہائے این طیور می استادند۔ آن وقت طیور بہ عجب نوع اظہار مسترت می کرد و حضرت ایشان کلمہ مسترت

واہ واہ بر زبان می آوردند۔ ہر روز این معاملہ را میان می دیدیم۔ راست است۔
 بہ مقبولی کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست
 إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

حضرات ذوی المجد والاحترام | از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ
 بعض اہل کمال را حضرت ایشان زیارت کردہ اند و بعض
 حضرات برائے ملاقات حضرت ایشان آمدہ اند، عاجز بیان آن حضرات می کند۔

حضرت شاہ محمد معصوم | فرزند عم اکبر حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ سرہ ہما از حضرت
 ایشان نہ سال بہ عمر کلان بودند (بیان ولادت و وفات را بر صفحہ
 ہشتاد و ہفت باید دید) چون کہ ہر دو حضرات برادر حقیقی نہ داشتند و در خورد سالی بہ یک جات تحت
 رعایتہ الجَدِّ الْأَجَدِّ قیام داشتند لہذا یک دیگر را بہ برادر یادی کردند۔ و با ہم محبت و مودت زیاد
 داشتند۔ قیام جناب ایشان در رامپور بود۔ احیاناً با اہل و عیال بہ دہلی تشریف می آوردند و بہ خانہ حکیم
 محمد واصل خان قیام می کردند۔ حکیم صاحب برادر خورد حکیم عبدالحمید خاں و برادر کلان حکیم محمد اہل خان
 بودند۔ این خاندان حکیمان از اولاد حضرت عبداللہ احرار قدس اللہ سرہ الغریزہ بودہ۔ چون جناب
 ایشان بہ دہلی می آمدند۔ برائے زیارت حضرات قدس اللہ سرہ ہم دبرائے ملاقات حضرت ایشان اکثر
 بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ حضرت ایشان بہ دربان ہدایت کردہ بودند کہ چون جناب برادر صاحب آیند مرا
 خبر دہ۔ بہ عاجز حضرت حافظ محمد یوسف مجددی خسر زادہ جناب ایشان بیان کرد کہ قیام جناب ایشان
 در خانہ واصل خان بود آن جا شخصے نزد جناب ایشان می آمد کہ از وارث علی شاہ چشتی بیعت بود و می
 گفت کہ اشتیاق زیارت حضرت ایشان دارم۔ جناب شما مرا برسانید۔ جناب ایشان فرمودند کہ از
 احوال و کیفیات ایشان شمارا علم ہست و من در معاملات ایشان مداخلت نہ می کنم و کسے را نزد ایشان
 نہ می فرستم۔ البتہ این صورت امکان دارد کہ شما در رفاقت ما بہ خانقاہ شریف بروید و ہوش کنید کہ از ما
 جدا نہ شوید۔ درین صورت ملاقات شما ان شاء اللہ خواہد شد۔ چنانچہ آن مشتاق ملاقات بہ بیعت جناب
 ایشان بہ خانقاہ شریف آمد۔ و من ہم ہمراہ ایشان بودم، جناب ایشان برائے فاتحہ بہ مجاہد شریف گفتند
 و من نیز رفاقت ایشان کردم۔ آن شخص بہ سیر کردن عمارت مسجد شریف مصروف گشت کہ در آن ایام نو
 ساختہ شدہ بود۔ درین اثنا حضرت والد بزرگوار شما از خانہ برآمدند۔ چون نظر ایشان بر آن شخص افتاد کہ در
 مسجد شریف می گشت استفسار فرمودند کہ بیستی و از بہر چہ آمدہ ئی۔ بروئے خوف و دہشت غالب آمد۔

عرض کرد۔ من مرید وارث علی شاہ ہستم ویرائے زیارت حضرت شما حاضر شدہ ام۔ حضرت ایشان بہ درستی وقہر فرمودند کہ این را از خانقاہ شریف بدرکن چنانچہ دربان وے را از خانقاہ شریف بیرون کرو وقتے کہ این معاملہ با این شخص می شد حضرت غم شما در محضر شریف تبسم کرده بہ من گفتند۔ این شخص نصیحتم را در گوش نہ نہاد و پریشان شد و چون ایشان بعد الملاقات بہ قیام گاہ خود رسیدند آن شخص را پریشان حال یافتند۔ بہ وے فرمودند۔ اگر رفاقتم را نہ می گزاشتہی چنین پریشان و سرگردان نہ می شدی۔ حالاً من ترا ہمراہ خود ہم نہ می توانم کہ بہرم۔

پیر وارث علی شاہ مرد مجذوب الاحوال بود و در ادائے نماز از وے کوتاہی ہا بہ ظہور می رسید این فعل را حضرت ایشان بدی گفتند۔ و ملاقات با این چنین افراد خوش نہ داشتند۔

داماد حضرت العم شیخ خلیل النبی فرزند کلان حضرت شاہ ولی النبی بہ عاجز بیان کردند کہ در ایامی کہ حضرت غم شما بہ دہلی تشریف می آوردند حضرت والد شما ہر روز برائے ملاقات ایشان بہ "بلیماران" بہ خانہ واصل خان می رفتند۔ روزے بہ حضرت غم شما فرمودند۔ برادر صاحب۔ شما این جا قیام کردہ اید و طعام اہل دنیا را تناول می کنید از خوردن طعام اہل دنیا بر دل غفلت طاری می شود، لہذا برائے جناب شما طعام مامی آرم چنان چہ طعام یک وقت ہمراہ خودی آوردند و طعام وقت دیگر بدست مخلص افغانی ارسال می کردند۔ قَدْ سَأَلَ اللَّهُ سِرَّةً وَنَوَسَ خَيْرُ مَحَلَّةٍ۔

فرزند شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمد رافت فرزند شیخ
حضرت شاہ ابوالواحد عبداللہ | شعور احمد فرزند شیخ محمد شرف فرزند شیخ رضی الدین فرزند شیخ

زین العابدین معروف بہ فقیر اللہ فرزند حضرت محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیو فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم العلیہ دریاہ رمضان ۱۰۲۶ھ تولد ایشان شدہ۔ کسب سلوک از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی کردہ بہ بھوپال مراجعت کردند و در خانقاہ جدیامجد خود مصروف ارشاد شدند۔ نہایت پاکیزہ مشرب و پاک مسلک بودند۔ ہزاران افراد از ایشان مستفید شدند چون بہ دہلی تشریف می آوردند با حضرت ایشان ملاقاتہا می کردند و ہر دو حضرات خوش وقت می شدند و وفات ایشان در ۱۰۲۷ھ واقع شدہ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

فرزند حضرت غلام صدیق فرزند حضرت عبدالباقی فرزند حضرت صفی اللہ
حضرت غلام قیوم | فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم
 ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند اکبر حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

اسرارِ ہم العلیہ مشہور بہ حضرت صاحب کابل“ اند، حضرت ایشان در عقدِ ثالث از ایہ چہار و ہم برائے حج بیت اللہ با فرزندِ کلانِ خود حضرت فضل محمد و پسرِ فرزندِ اوسط فضل عثمان کہ ہفت یا ہشت سالہ بود و حجت از مخلصین از کابل برآمدند چون بہ دہلی رسیدند در جامع فتحپوری قیام کردند برائے ملاقات حضرت سیدی الولد چند بار بہ خانقاہ شریف آمدند و حضرت ایشان نیز برائے ملاقات بہ قیام گاہ ایشان می رفتند و نوبتے جناب ایشان را با جمیع زفقار و دعوتِ طعام دادند، حضرت فضل محمد بیان می کرد کہ بہ اثنائے اکلِ طعام حضرت ایشان بعض اشعارِ خود خواندند و چون بہ این شعر رسیدند۔

مردیم و نہ مرد آتش عشق دودِ دلم از کفن بر آید

بر حضرت ایشان کیفیتے طاری گشت۔ دستِ مبارک ایشان در قاب و خود ایشان غرق در کیفیات بودند چند دقیقہ برین کیفیت گزشت حضرت قبلہ گاہ ہم نیز ازین احوال متاثر شدند، حضرت ایشان فرمودند کہ تہ خانہ مارا ملاحظہ کنید و کتابے کہ پسند آید بگیرید، چنانچہ جناب ایشان کتاب۔ ازالۃ الغین عن بصارتہ العین فی اثبات شہادۃ الحسین۔ تالیف مولوی حیدر علی را پسند فرمودند و حضرت ایشان آن کتابے بہ جناب ایشان دادند۔ این کتاب در مطبع شرمہند واقع لکھنؤ طبع شدہ وفات حضرت صاحب کابل در شعبان ۱۳۳۳ھ واقع شدہ، قدس اللہ سرہ الاقدس۔

حضرت محمد حسن | فرزند حضرت عبدالرحمن فرزند حضرت عبدالقیوم فرزند حضرت محمد فضل اللہ فرزند حضرت غلام نبی فرزند حضرت غلام حسن فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغتہ اللہ فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔ صاحب علم و فضل و کمال و ارشاد بودند ولادت ایشان بہ ششم شوال ۱۲۴۵ھ در قندھار بودہ۔ و در سندھ در ٹنڈہ سائیندا و نزد ٹنڈہ محمد خان سکونت اختیار کردند، بہ دوشنبہ دوم رجب ۱۳۶۵ھ وفات یافتند و بہ پہلوئے حضرت والد خود نزد مگر در دامن کوه بہ فاصلہ ہفت کرہ از حیدرآباد مدفون شدند تالیفات مفیدہ نامدار بہست دارند۔ نوبتے بہ دہلی آمدند و ملاقات با حضرت ایشان کردند۔ ہر دو حضرات بسیار خوش شدند۔ با ایشان بعض خلفائے ایشان نیز بودند۔ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

مولانا اعجاز حسین | فرزند احمد حسین فرزند غلام محی الدین فرزند فیض احمد فرزند کمال الدین فرزند درویش احمد فرزند حضرت زین العابدین شاہ فقیر اللہ بھیمی جناب ایشان برادرِ خور حضرت ارشاد حسین اند، در ریاست رامپور قیام داشتند۔ از برادرِ خود و نیز از دیگر علمائے تحصیل علم

نمودند و کسبِ سلوک از برادرِ خود کردند۔ بہ زبانِ اُردو تالیفاتِ نفیسہ دارند مثل کتابِ اعجازِ کرامت و بہارِ خلافت و رسالہ اعجازِ سلوک و رسالہ اعجازِ الاسناد و رسالہ اعجازِ الصرف و رسالہ در بیانِ بشنوا زنی و رسالہ التاویلات النجمیہ و رسالہ الآیات البینات فی نعت سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم و رسالہ غایۃ التہذیب فی اثبات علم الغیب للحمیب و رسالہ الآجوبۃ الظافرہ علی سوالات القاہرۃ الفاجرہ در رد آن کہ در جموع اذانِ ثانی بیرون مسجد دادہ شود و غیر آن۔ اچنانا ایشان شعرِ ہم می گفتند۔ بہ اُردو و بہ فارسی۔ تترگا و تذکارا یک شعر نوشتہ می شود۔

نگہت و حدتِ سُبْحانِ چو شامشِ پُر کرد گشتِ اعجازِ درین فکر کہ وحدتِ گیرم
ایشان در احوالِ برادرِ کُلانِ خود سہ اوراقِ نوشتہ اند۔ نامہائے بست و سہ خلفائے ایشان را نوشتہ می نویسند کہ ضد ہا افراد در علومِ عقلیہ و نقلیہ شاگردانِ ایشانند و نصرفیض اثر حضور اقدس ہموارہ شامل حالِ این ہیچمدانِ بودہ اما وئے لیاقتے پیدا نہ کرو این از کم نصیبی وے است۔ ایشان دوسہ بار در حقلہ میلادِ مبارک از رامپور بہ دہلی آمدہ اند و با حضرتِ ایشان صحبت ہا داشتہ اند۔ حضرتِ ایشان نیز مراعاتِ ایشان می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حافظ محمد یعقوب | فرزند حافظ غلام مجدد و فرزند محمد عباس فرزند عزت اللہ فرزند غلام محمد معصوم فرزند
حضرت محمد اسماعیل مشہور بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صبغۃ اللہ قدس اللہ سرار ہم
العلیہ بہ اواخرِ محرم ۱۲۷۴ھ فرنگیہا بر دہلی قابض شدند۔ والدِ بزرگوار ایشان در باب خانہ خود نشستہ بودند
کہ یک فرنگی خذ لہم اللہ ایشان را نشانہ تفنگ ساخت ہمان جا شہید شدند۔ بود و باش حافظ محمد یعقوب
در پانی پت بود۔ بیعت از حضرت شاہ محمد معصوم بودند۔ عجب پاک دل و پاک مشرب بودند۔ بہ خدمت
حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ عاجز ایشان را عاشق حضراتِ یافتہ بہ نوعی کہ ذکر حضرت سیدی الوالد و حضرت
جد امجد و حضرت شاہ محمد معصوم می کردند کم کسے بہ چنین شوق و محبت ذکر کسے خواہد کرد۔ بہ دورانِ بیانِ اکثر
کلمہ سبحان اللہ بر زبانِ ایشان جاری می شد۔ رحمہ اللہ قدس سرہ۔

ابو ذکار مولا اسلام اللہ | از اسلام پور بودند۔ در مدرسہ عالیہ رامپور اتمامِ تحصیلِ علم کردند و در
خدمتِ حضرت مولوی ارشاد حسین را طے کردہ بفضلِ اللہ
واحسانہ مجمع البحرین گشتہ در مدرسہ دائرہ تدریس و در خانہ دائرہ ارشاد قائم کردہ خلقے را از علومِ ظاہرہ و باطنہ
مستفید کردند چون در آواسط ۱۲۹۷ھ حضرت جد امجد با حضرت ایشان مابہ رامپور رسیدند مولوی صاحب
فریفتہ این حضرات شدند قبل از ارتحالِ حضرت جد امجد بہ اُردو غزلے گفتہ اند و عاجز ترجمہ بعض اشعار و احوال

مبارک ایشان بر صفحہ یک صد و پنچ و ایلہا نوشتہ است۔ و چون حضرت سیدی والد بہ عجاز مقدس شریف بروند جناب مولوی صاحب این غزل را مخمس ساختہ کہ سی و یک بند دارد۔ درین تخمیس اظہارِ محبت و عقیدتِ خود را بہ وجہ اتم کردہ۔ و چون حضرت ایشان بہ رامپور تشریف بردند مولوی صاحب سراپا محبت و اخلاص گشتہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند سبحان اللہ چہ مبارک وقت بود چہ مبارک نفوس عاجز بعض مخلصین ایشان را چند سال قبل دیدہ با وجود مضمی نصف قرن چہ ایمان محکم و صدقِ کامل داشتند کہ اثرے بود از آثار مرشد کامل۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔

مولانا ظہور حسین | ایشان نسباً فاروقی، مذہباً حنفی، مشرباً مجددی و خلیفہ حضرت مولانا ارشد حسین بودند، در علوم عقلیہ و نقلیہ، خصوصاً در منطق از اکابر اساتذہ صدر المدرسین مدرسہ عالیہ رامپور بودند، با وجود تبحر در علوم ظاہرہ در علم باطن ہم مرتبہ عالی داشتند۔ مثل مشہور است۔ الجشش الی الجنس بمیل۔ چوں حضرت ایشان بہ رامپور رسیدند، در ایشان روح تازہ دید۔ بعد از سالہا لذتِ کیفیات و توجہاتِ پیرو مرشد خود را دریافتند۔ لہذا بہ محبت و اخلاص تمام نزد حضرت ایشان حاضر می شدند و لطفہا می برداشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری | شاگرد و خلیفہ حضرت مولوی ارشد حسین بودند۔ از شاہجہان پور چند بار بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ حضرت مولوی ارشد حسین عشق و محبت و احترام نبوی را از پیرو مرشد خود حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہا بہ وجہ کامل حاصل کردہ بودند و این مایہ ایمان را بہ شاگردان و خلفائے خود بہ وجہ اتم دادہ بودند۔ لہذا این بزرگواران در دین و ایمان خود صلابت داشتند۔ و از اقوال و عبارات و ہایتہ و اذنبِ ایشان متنفر نبودند۔ اگر ازلے ادبے چیزے می شنیدند بیزاری شدند و بر این حدیث شریف عمل می کردند۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔ چنانچہ یک بار مولوی صاحب از اذنب و ہایتہ چیزے بے ادبی یافت و پریشان شدہ بادیہ پُرخم و آہ پُرسوز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و کیفیت را بیان کرد و جوابے کہ حضرت ایشان دادند برائے قلب حزینش مرہمے بود۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

محمد امیر خان | نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشتند۔ بیعت از حضرت شاہ احمد سعید بودند و خط ایشان بسیار عمدہ و پاکیزہ بود۔ برائے حضرت ایشان حزب البحر نوشتہ بودند۔ آن نسخہ نزد برادر عزیز حفظہ اللہ تعالیٰ و سلمہ محفوظ است۔ درین نسخہ مبارکہ نام خود را محمد امیر الدین خان

نوشتہ اند۔ عجب پاک دل و صاف منش بودند چون کہ وجہ معاش چیزے نہ داشتند حضرت ایشان بہ بیان خانقاہ شریف امر کردہ بودند کہ روزینہ ایشان را با صدا و احترام بہ قیام گاہ ایشان ہر روز طویل السنۃ بل الی اخیر یومہ رسانیدہ باشد۔ آن روزینہ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُوَّتِ آلِ مُحَمَّدٍ كِفَافًا۔ را مثال بود۔ استغناء بہ حدے داشتند کہ غیر از روزینہ مقررہ حضرت ایشان از کسے حبتہ نہ گرفتند۔ شخصے برائے لباس ایشان چیزے از جامہ آورد۔ فرمودند فضل پروردگار راست۔ محتاج چیزے نیستیم۔ و قبول نہ کردند۔ روز خان صاحب عرض کردند۔ حضور اندریں ایام مسلمانان بسیار پریشان اند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ "خان صاحب، شما بزرگان مارا و زمانہ قدیم را کہ هنوز انگلیسہا بر دہلی قابض نہ شدہ بودند، دیدہ اید۔ شما موازنہ آن وقت را با این وقت بکنید۔ درین ایام کہ شما در مسلمانان بے شرمی و بے حیائی می یابید در آن وقت گنج بود۔ و مصیبتے کہ درین ایام ظاہر شدہ این است کہ ایمان پختہ و یقین کامل بر آخرت نہ ماندہ۔ اگر درین دور پر فتن شش صد افراد را ذکر و شغل وفانی فی اللہ جمع شوند و در ذکر شریف مشغول گردند ما امید داریم کہ مالک دو جہان جَلَّ و علا از برکت ذکر این جماعت گناہان مایان را بیا مرز و شامی بینید کہ ما تمام دن در دروازہ خانقاہ شریف می نشینیم کہ شاید کسے از بندگان خدا برائے اصلاح احوال قلب خود بیاید۔ لیکن بیشتر افراد کہ می آیند بر حاصل کردن اغراض دنیویہ می آیند برائے حصول رضائے پروردگار بسیار کم افرادی آیند۔ روزے خاں صاحب در حلقہ مبارکہ شریک بودند۔ از فیوضات و برکات تکلیف شدہ مستانہ وار بہ آواز بلند این بیت خواندند۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے چہ دانجام و ہندان بافتن
روزے حضرت ایشان در حلقہ شریف فرمودند۔ یک ناخن خان صاحب نزد ما از تمامی شمایان بہتر است، ایشان بہ حدے نیک و راسخ الایمان و صاحب الایقان اند کہ اگر یک ناخن ایشان در کفن شمایان نہادہ شود ما از پروردگار خود امید داریم کہ از برکت آن پروردگار گناہان شمایان بخشند۔ از گریبان کار ہادشوار نیست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان فرزند اکبر جناب مولانا اسماعیل کاندھلوی بودند کہ عنقریب
مولانا محمد میان کاندھلوی در بیان کرامات ذکر وفات ایشان خواہد شد۔ مولانا محمد میان در آبادی حضرت نظام الدین در "مسجد بنگلہ" قیام داشتند و بہ تدریس قرآن مجید و کتب ابتدائیہ از علوم دین مصروف بودند۔ در اہل میوات جہالت بود۔ ایشان سبب ہا فرمودند کہ این قوم را بہ مسائل دین روشناس کنند۔ کارے کہ ایشان کردہ اندازہ عظیم امور است۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند و معمول ایشان

بود که به روز پنجشنبه عندالعصر به دہلی می آمدند. نزد "دروازہ ترکمان" در مسجدی قیام می کردند و به شب جمعہ بعد الغشا آخرہ در حلقہ شریفہ حضرت ایشان شریک می شدند و تا ساعت دو از شب مصروف ذکر شریف می ماندند. حضرت ایشان از احوال مولانا صاحب بسیار خوش بودند و در سال سی و شش از ماہ چہارم دہم حضرت ایشان از او کلمہ بہ وقت عصری آمدند و روزی چون بہ محافات مسجد بنگلہ رسیدند فرمودند: اینجا دوست ما مولانا محمد میان قیام دارند و ایشان علیہ اند. بچہا بیا تیر کہ ایشان را عیادت کنیم چنان چہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و یک افغانی نزد ایشان رسیدیم قیام ایشان در حجرہ مسجد شریف بود. ایشان شمالاً جنوباً بر سر برے و راز بودند و دو نفر نزد ایشان بودند. غالباً از طالبان علم بودہ باشند ضعف نقاہت بر ایشان بسیار غالب بود. طاقت نشست و برخاست نہ داشتند. چون حضرت ایشان نزد سریر جناب مولانا رسیدند و نظر ایشان بر سریر و بر شد خود افتاد بہ رفقائے خود گفتند مرا بنشانید. اگر چہ حضرت ایشان فرمودند: مولوی صاحب ثمانہ نشینید. لیکن شوق و محبت ایشان بر ایشان غالب بود و تکیہ گرفتہ نشستند و حضرت ایشان نزد مولانا صاحب نشستند و الا استفسار احوال کردند و باز ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند و ہر دو حضرات چشم بند کردہ بہ اندازہ پانزودہ دقیقہ نشستند و باز حضرت ایشان دعا کردہ مراجعت فرمودند چون در عرب نشستند فضائل و کمالات مولانا صاحب را بیان کردند. یک ہفتہ یا عشرہ گزشتہ باشد کہ شب جمعہ در نماز وتر چون بہ سجہ رفتند روح پاک ایشان را ضیئہ مرضیہ پرواز کرد کہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ ۱۹ فروری ۱۹۱۸ء بود. رحمہ اللہ و قدس سرہ. در خاندان خود صرف جناب مولوی صاحب را با حضرت ایشان تعلق بود. برادران ایشان و علی الخصوص برادر وسط را مسلک دیگر بود. لہذا کس بہ خواہش و وصیت جناب مولانا التفات نہ کرد و نماز جنازہ را نزد جوانیدہ سپرد خاک کردند. عاجز علم نہ دارم کہ حضرت ایشان جناب مولانا را از اجازت و خلافت داوہ بودند یا نہ. بیابانے کہ از حضرت ایشان عاجز شنیدہ دال بر جلالت قہر ایشان بہت. رحمہ اللہ رحمۃ ربیعۃ.

ملاکمال دہلوی نام ایشان مولوی عبدالحق المشہور بہ ملاکمال بودہ. شش سال می شود کہ فرزند ایشان مولوی عبدالحق مشہور بہ ملاکمال بودہ. در واقعات را بیان کردند کہ از والد خود شنیدہ اند. والد ایشان خواگرو ملا محمد میان کاندھلوی بہتند. عاجزان دو واقعات را می نویسند.

۱- پدر من ہمراہ مولانا محمد میان نزد حضرت ایشان حاضر می شد و اچنانا تنہا می آمد و بیرون دروازہ در کوچہ می نشست. از وجہ خوف و ہیبت حضرت ایشان در خانقاہ شریف داخل نہ می شد. یک بار والد من در کوچہ نشستہ بود و حضرت ایشان را اطلاع آمد ایشان شد حضرت ایشان بہ والد من

گفتند: "اے عزیز۔ ماہر لے اہل دنیا بندش نہادہ ایم۔ برائے تو نیست، تو شاگرد مولوی صاحب مہتمی"
۲۔ روزے والدہ در خدمت حضرت ایشان نشستہ بود کہ ناگاہ حضرت ایشان فرمودند "ببینید چہ برائے
خوش می آید و چہ روح پاک است۔ بروید زیارتش بکنید" چنان چہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ از خانقاہ شریف
از دروازہ غربی برآمدند و دیدند کہ جماعتی یک جنازہ را بدوش برداشتہ روان است چنانچہ ملا کمال و جمیع اہل
حلقہ شاہداداوند و قدرے مشایعت کردہ باز گشتند۔

عجب مرد مبارک بود۔ بہ وجہ خوب علم دین خواند و بانہ علوم دنیویہ
مولانا حبیب الرحمن شروانی | را حاصل کردند۔ و از حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی در

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت شدند۔ جناب مولانا خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی بودند کہ بہ بست دوم
ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بہ عمر یک صد و پنج سال رحلت فرمودند۔ جناب حبیب الرحمن رسماً داخل سلسلہ
نشده بود، بلکہ در کسب سلوک سعیہا نمودہ و حق تعالی ایشان را از اصحاب نسبت کردہ بود۔ امارت و
وجاہت دنیوی بہ ایشان دراشتہ رسیدہ بود۔ میر عثمان علی خان نظام حیدر آباد رحمہ اللہ مرد جوہر شناس بود
فضائل ایشان را شنیدہ بر منصب "صدر الصدور امور ہندوہی" فائز گرد و خطاب "صدر یار جنگ" داد
چنان چہ ایشان سالہا سال بران منصب عالی فائز بودند و علوم دینیہ ایشان را دستگاہ کامل بود،
کتب نامورہ و گران قدر از جمیع فنون جمع کردہ بودند چندین تالیفات قیمیہ دارند، بعد از طلوع شمس بہ روز
جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۶۹ھ (۱۱ اگست ۱۹۵۰ء) بہ سن ہشتاد و شش رسیدہ رحلت نمودند رحمہ اللہ و
رضی عنہ۔ ایشان را با حضرت ایشان ارتباط زیاد بود و اجیاناً بہ خدمت مبارکہ می رسیدند۔ وقتیکہ
حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ تعمیر محجر شریف مصروف بودند۔ ایشان درین کار خیر اشتراک مالی
نمودہ اند و چون حضرت ایشان از دنیا رحلت فرمودند ایشان قطعہ تاریخ وفات نظم کردہ اند کہ در فصل نہم
خواہد آمد۔ دران ایام ایشان در حیدر آباد بودند۔ بہ فرزند کلان خود برادر طریقت عبید الرحمن خان شروانی نوشتہ
اند "از مکتوب حکیم فرید احمد خیر رحلت حضرت مولانا ابوالخیر قدس سرہ العزیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ۔ برین حادثہ ملال قلبی است۔ درین ایام از ذات گرامی ایشان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ را رونق زیاد
بود۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز ارشاد کردہ اند کہ "یک گریہ زندہ بہ از صد شیر مرده" و حضرت
ایشان شیر زندہ بودند "ایشان را دو پسر بود۔ عبید الرحمن و مسعود الرحمن۔ و ہر دو از حضرت ایشان بیعت
بودند۔ پروردگار جناب مولانا را بہ فضائل ظاہر و باطن و کمالات دنیویہ و دینیہ و بہ وجاہت و عزانت متصف
کردہ بود۔ جَعَلَهُ اللّٰہُ بِفَضْلِہِ وَجِیْہًا فِی الْآخِرَۃِ کَمَا جَعَلَهُ وَجِیْہًا فِی الدُّنْیَا۔

ایشان از حضرت سیدی الوالد در سال ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بیعت شده اند
مولانا عبید الرحمن شروانی | سعادت یار ایشان بود ہر سال در محفل مبارک میلاد سرور کائنات

علیہ افضل الصلوٰت و ازکی التسلیمات حاضری شدند و لطفہا می برداشتند۔ و در ایام دیگر نیز می آمدند و روز ہا بہ دہلی قیام کردہ در حلقہ مبارکہ شریک می شدند چونکہ با ادب و با اخلاص بودند حضرت ایشان براحوالش نوازشات می کردند۔ چنانچہ در میان حلقہ و توجہ و در بیان محفل میلاد از فصل دوم بیان بعض نوازشات گزشتہ۔ با عاجز و رابطہ صادقہ و صافیہ دارند۔ احیاناً می آیند و یاد ایام عہد زرین را تازہ می کنند۔
 حَفِظَہُ اللّٰہُ وَجَعَلْہُ مِنْ عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ۔

حکیم محمد مسعود احمد | فرزند مولانا رشید احمد گنگوہی، مرد پاک دل و صاف روش بود۔ بعد از وفات پدر بزرگوار خود برائے زیارت حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ چند کس ہمراہ ایشان بود۔ حضرت ایشان بہ محبت و مودت پیش آمدند۔ چائے با شیر طلب کردہ ہمراہ دادند و تا ساعتی ہمراہ ایشان بہ سخنان محبت آمیز مصروف ماندند، و در آخر فرمودند: "مولوی صاحب دوست من بودند و من دوست ایشان" حضرت ایشان بہ این کلام مختصر حقیقت امر را بیان فرمودند۔
 رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان در سال ۱۲۹۴ھ برائے حج مع رفقا رفتند۔ در مکہ مکرمہ قیام ایشان در قیام گاہ پیر و مرشد خود حضرت حاجی امداد اللہ و در مدینہ منورہ در جائے

مولانا رشید احمد گنگوہی | استاد خود محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی بودہ۔ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد حضرت جد امجد در مکہ مکرمہ شدہ۔ مولانا رشید احمد در مسائل میلاد شریف و فاتحہ بزرگان دین با پیر و مرشد خود و با استاد خود اختلاف داشتند و اختلاف ایشان ناشی از بیان لفظ بدعت بود۔ بہ نہجی کہ ایشان بیان بدعت می کردند این امور داخل بدعت می شدند۔ حضرت سیدی الوالد را بر این امر اطلاع تام حاصل بود، اما در خفیت راسخ القدم بودند و در محبت پیر و مرشد خود بے نظیر۔ مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام جامع فتوی دہلی در بعضی مسائل با مولانا رشید احمد اختلاف داشتند۔ مع ہذا روزی بہ عاجز گفتند کہ یک پیر مرد دوست من بود، و بے برائے ملاقات مولوی رشید احمد رفت۔ و نزد ایشان نشستہ بود کہ یک مراسلہ حاجی صاحب نام مولوی صاحب آمد۔ مولوی صاحب آن خط را اولاً بوسہ داد و باز بر حشمان خود نہادہ بر سر نہاد و بہ احترام تمام در صندوق محفوظ کرد۔ و مولانا فضل الرحمن فریدی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش واقع بازار ٹیٹا محل دہلی بہ عاجز بیان کردند کہ مولوی زین الدین قادری مشہور بہ کنج نشین سجادہ بیدر (حیدر آباد دکن) می گفت کہ

عجم من مرادیت کرد کہ برائے چند وقت نزد مولوی ندیر حسین دہلوی و نزد مولوی رشید احمد گنگوہی بروم۔ چنانچہ من اولاً نزد مولوی ندیر حسین و باز نزد مولوی رشید احمد رفتم، وقتے کہ من نزد مولوی رشید احمد رسیدم ایشان از بینائی چشم معذور شدہ بودند۔ بہ خدمت ایشان یک دو روز گزشتہ بود کہ مولوی صاحب سر خود را برداشتہ گفتند "افسوس ندیر حسین مرد" و بعد از لحظہ گفتند "افسوس کہ روئے دے از قبلہ برگشتہ است" و چنانہ برگرد کہ در شان اہل حق گستاخی کردن، ہمین نتیجہ دارد" عاجز گوید کہ مولوی ندیر حسین در دہلی بیرق و ہایت را برافراشتہ بود۔ چون درس حدیث شریف می داد ہر امام عالی مقام سراج الامہ حضرت ابو حنیفہ زبان طعن درازی کرد و کلمات سوقیانہ بر زبان می آورد۔ غالباً مولانا رشید احمد از بس گستاخیہا بہ دوران قیام دہلی شنیدہ باشند یا کسے پیش ایشان بیان کردہ باشد علی کل حال مکاشفہ ایشان آن بود کہ بیان کردہ شد جناب مولانا حضرات امہ و مشائخ را احترام می کردند۔ چون کہ نسبت بہ ایشان بعض اقوال نامرضیہ اشتہار یافتہ و خصوصاً از وجہ آن فتادی کہ بہ نام ایشان نسبت دارد و مورد قیل و قال اعتراض شدہ اند۔ ممکن است بعضی از آن فتادی تخریر کردہ ایشان باشد۔ اما بیشترش الحاقی است ابن حقیقت را اگرچہ چل سال قبل از بعض افراد اہل علم شنیدہ بودم اما درین روز ہا یکے از اجل علماء دیوبند ابن حقیقت را بروجہ یقین بیان کرد۔ و نزد عاجز در این امر کلامے و شکے نیست۔ آن فتویٰ کہ جناب مولوی صاحب بہ دست خود نوشتہ و امضاء و تہر کردہ بہ حضرت سیدی الوالد رسال کردہ اند و عاجز آن را در رسالہ خیر الموردر بہ صفحہ ۲۷ و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۷۹ نقل کردہ و در فصل دوم این کتاب ترجمہ اش را نوشتہ است در فتادی ایشان موجود نیست۔ افراد متعصب و تنگ نظر کہ مولوی صاحب را محاط بودند سبب قیل و قال گشتہ اند۔ حضرت سیدی الوالد را با جناب مولوی صاحب تعلق و ارتباطی بود کہ تقدیم فی بیان ابنہ و بیاتی فی الفصل الخامس المکتوب الذی کتبہ الی ظہور الحسن کرتپوری۔ وفات جناب مولوی صاحب بہ روز جمعہ ہشتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ واقع شدہ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان با مولانا رشید احمد بہ حج رفتہ بودند و در حرم مکہ مکرمہ ملاقات مولانا محمد قاسم نانوتوی | ایشان با حضرت سیدی الوالد شدہ بود، می فرمودند کہ حضرت والد ماجد علیہ وصاحب فراش بودند، خدمت حلقہ و توجہ متعلق بہ من بود، روزے چون از حلقہ فارغ شدہ قصد مراجعت بہ خانہ کردم مولوی صاحب آمدند و استفسار از حضرت والد ماجد کردند، گفتیم کہ حضرت ایشان صاحب فراش اند۔ ایشان گفتند خواہش دارم کہ عیادت و زیارت ایشان کنم۔ گفتیم ہمراہ من بیایید۔ چون بہ خاتم یکے از مخلصین سجادہ را برداشت۔ مولوی صاحب گفتند مایں خدمت امروز برائے

من بگزارید۔ وایشان اصرار کرده سجاده را برداشتند و با من بیامدند و نزد حضرت ایشان نشسته به محبت استی
حضرت ایشان را مالیدند و گفتند: در هندوستان دو دو جمال پیدا شده اند، حضرت شهادت فرمایید که پروردگار از شر
ایشان مسلمانان را محفوظ دارد، مولوی صاحب نام هر دو دو جمال ظاهر نہ کردند، وفات ایشان بعد از نماز ظہر
به روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولی ۱۲۹۶ھ شدہ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

از قصبہ منگور، توابع سہارنپور، و خلیفہ شیخ محمد تھانوی خلیفہ میاں نجی نور محمد
قاضی سید محمد اسماعیل چشتی، مرد ذاکر و شاعر و صاحب ارشاد بودند۔ در اوائل دور حضرت

ایشان بہ دہلی آمدہ ملاقات کردند، اثر صلاح و کمال ایشان در مریدان ایشان لایح بود، بہ روز و شنبہ
دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بہ عمر شصت و سہ سال وفات یافتند، مطابقت با سر و اردو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم در روز و تاریخ و ماہ و عمر یافتند۔ سبحان اللہ چہ سعادت عظمی است۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

ایشان از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بیعت بودند،
سید محمد امام جامع دہلی عجب مرد مبارک خصال و مبارک احوال بودند، قرآن مجید را حافظ بودند

و ہمہ وقت بہ تلاوت شریفہ رطب اللسان میماندند چون حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند در
رمضان برائے استماع قرآن مجید بہ خانقاہ شریف میآمدند و از حقائق صلاۃ و قرآن و کعبہ لطفہا می
برداشتند و در حلقہ شریک شدہ از کیفیات توجہات پیر و مرشد خود بردمندی شدند، بہ عمر ہفتاد و سہ سال
رسیدہ بہ روز جمعہ سوم ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ رحلت نمودند و بہ جوار حضرت محدثین دہلی بہ قدس اللہ اسرار ہم
در گورستان ہندیان مدفون شدند رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعد از پدر خود (سید محمد) امام مسجد جامع بودند۔ در اوائل احوال از استماع
سید احمد شمس العلماء اقوال مخالفان بر حضرت ایشان چیزے ایرادت می گرفتند۔ اما در او آخر

احوال از جان و دل مخلص حضرت ایشان شدہ بودند بیعت از مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی بودند
چون نزد حضرت ایشان میآمدند نزد خود ایشان را جائے می دادند، نظر السیادۃ۔ بعد از وفات
حضرت ایشان نگہانی تعمیر مزار حضرت شاہ گلشن کردند و بہایان برادران بانہایت محبت پیش میآمدند۔
وفات ایشان بہ روز چہار شنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۹ ستمبر ۱۹۴۴ھ) واقع شد و متصل بہ مسجد جامع در گوشہ
شمال غربی مدفون شدند۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

بعض افراد ایشان را سید محمد حسن نیز گویند۔ ایشان حافظ قرآن و امام عید گاہ
سید محمد امام عید گاہ دہلی بودند۔ عجب مرد پاکیزہ صورت و پاکیزہ سیرت بودند۔ وقتے کہ حضرت

ایشان در تراویح امامت می کردند، ایشان به خانقاه شریف می آمدند و لطفهای بزرگ داشتند، وفات ایشان بیستم ربیع الاول ۱۳۳۷ هجری شده و در جوار سید حسن رسول نما مدفون شدند، به روز سوم در مدرسه حسین بخش جلسه فاتحه و دستار بندی و جانشینی فرزند ایشان سید طاہر حسن بود، حضرت ایشان تشریف بردند و بر سر طاہر حسن دستار بستند و برائے پدرش دعائے مغفرت کردند و او را از حضرت ایشان بیعت شد. رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مولانا محمود الحسن | ایشان صدر مدرس مدرستہ دیوبند بودند۔ در ۱۳۲۹ هجری قیام حضرت ایشان برائے چند ماہ در میرٹھ بود۔ در آن ایام روزی صبا حاجناب مولانا برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان به وجہ احسن با ایشان ملاقات کردند و از انداز یک ساعت مدت ملاقات طول کشید۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا مفتی عزیز الرحمن | ایشان خلیفہ شاہ رفیع الدین دیوبندی بودند و شاہ رفیع الدین از خلفائے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی بودند۔ مولوی حافظ کفایت اللہ در آن روز با تفسیر منظرہ پیش حضرت ایشان می خواند تا حضرت ایشان آن را تصحیح فرمایند و او را از مفتی صاحب بیعت بود۔ حافظ کفایت اللہ بیان می کرد کہ روزی جناب مفتی صاحب برائے ملاقات نزد حضرت ایشان رفتند و من در رفاقت ایشان بودم حضرت ایشان برائے مفتی صاحب بر جائے خود ایستادند و بسیار به محبت ملاقات کردند چہان ہر دو حضرات اشکبار بودند۔ عاجز گوید جناب مفتی صاحب نسبت مبارکہ را با خود آوردند و حضرت ایشان را بہ خود کشیدند۔ و حافظ کفایت اللہ بیان کرد کہ بعد از چند وقت جناب مولانا محمود الحسن و جناب مفتی عزیز الرحمن باز برائے ملاقات حضرت ایشان رفتند و من در خدمت آنها بودم۔ ہر سہ حضرات بسیار پُر از محبت ملاقات کردند جناب مفتی عتیق الرحمن فرزند جناب مفتی عزیز الرحمن بہ عاجز گفتمہ اند کہ در سال سی و یاسی و یک حضرت والدہ بہ دہلی تشریف آوردند و با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا احمد حسین خان امر دہوی | مؤلف جواہر مجددیہ و جواہر معصومیہ و جامع گران مایہ ثنویات مترجم حضرات القدس اند شاگرد مولانا سید احمد حسن امر دہوی

و خلیفہ والد خود عباس علی خان بودند۔ عجب مرد کامل و فاضل بودند۔ در سال سی و سہ از آیت چہار دم در محفل نکاح خواہر کلاں ایں عاجز شریک شدند۔ از ملاقات ایشان حضرت ایشان بسیار خوشی شدند و بعد از نماز جمعہ در خانقاه شریف وعظ کردند حضرت ایشان دو زانو نشسته از اول تا آخر استماع فرمودند و بسیار خوش شدند۔ عاجز در آن ایام خور سال بود ہر چہ نوشتہ از مخلصین پاک نہاد شنیدہ و نوشتہ ایشان می گفتند

کہ در وعظ مولوی صاحب اثرے بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مولانا عبدالکافی الہ آبادی | در نکاح ہمیشہ محترمہ شریک شدند و بہ صباحش چون قوالان بادف غزل خواندند و بر حاضرین کیفیات مبارکہ ظہور کرد، ایشان نیز شریک بودند۔ عجب مرد مبارک و صالح بود۔ یہاںے رشد و صلاح بر ایشان ظاہر و باہر بود۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

قاری عبدالرحمن الہ آبادی | ایشان برادر خورد قاری عبداللہ شیخ القرامکہ مکرّمہ بودند۔ در حفلہ نکاح خواہر کلان آمدند۔ حضرت ایشان از آمد ایشان خوش شدند۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد من است۔ در مکہ مکرمہ از کتاب ہا خواندہ۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

مولانا نور احمد سپہری | از امر تسر عجب مرد صالح بود۔ از اعمال صالحہ ایشان کہ ہمیشہ یاد خواہد ماند طبع کردن مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی است در ۱۳۳۴ھ از طباعت مکتوبات شریفہ فارغ شدہ اند۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت بودند۔ از مکتوبات مبارکہ چند نسخہائے قلمی نزد حضرت ایشان بود و مولوی نور احمد در تصحیح مکتوبات آن نسخہ را پیش روئے خود داشتہ بود و در بعض جا ہا از حضرت ایشان استفسار نیز می کرد۔ در نکاح ہمیشہ کلان مولوی صاحب آمدہ بودند۔ بہ صباح آن شب از علما و مشائخ و عمائدین و مخلصین خانقاہ شریف پُربود و حضرت ایشان با دارین مصروف کلام بودند کہ دوسہ قوال (خوانندگان نعتہا) آمدند و خواہش کردند کہ چیزے بادف بخوانند۔ حضرت ایشان متصل بہ صحن مسجد شریف نشستند و قوالان نعتے خواندند۔ مولوی نور احمد متحیر ماند و قدرے دور تر نشست آن وقت عجب کیفیے بر حاضرین طاری گشت و صدائے آہ و بکا و اللہ و یا ہوا ز چہا راطراف بلند شد۔ ملا عبدالجلیم آخوند زادہ کہ از اخص خواص بود بہ وجد درآمد و آواز بلند گفت۔ سبحان اللہ، حضرت ایشان را چہ پایہ بلند در طریقہ چشتیہ است۔ مولوی نور احمد کہ منقبض الصدر دور تر نشستہ بود موردِ نظر فیض اثر حضرت ایشان گشت۔ حضرت ایشان بہ وے فرمودند: "نور احمد بیا۔ امروز دریائے رحمت در جوش است اگر کافر صد سالہ باشد مسلمان گردد" بہ استماع این کلام انقباض وے دور شد و در محفل شریک شد۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ۔ عاجز یاد نہ دار و نہ از کسے شنید کہ غیب ازین روز گاہے حضرت ایشان سماع بادف شنیدہ باشند۔

حکیمان خاندان شریفی | حکیم شریف خان از اولاد حضرت عبید اللہ احقر قدس سرہ از اطبائے مشہور بودہ۔ از اولاد ایشان حکیم محمود خان و پسران ایشان

عبدالمجید خان و واصل خان و حافظ محمد اجل خان را شهرت زیاد حاصل است۔ در ایامیکه حضرت ایشان از عربین شریفین به دہلی تشریف آوردند محمد خان کلان سال مؤمن بودہ۔ وے ازدول و جان مقتدر حضرت ایشان شدہ۔ اکثر بہ مردمان می گفت: ما حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم البتہ احوال مبارک ایشان را شنیدہ ایم و خواندہ ایم۔ اگر کسے خواہش دارد کہ اثرے ازان احوال مبارکہ دریا بد پس بہ خانقاہ شریف برود و چشم سر ببیند: فرزند کلاش عبدالمجید خان را با حضرت ایشان ارتباط و تعلقے بود و تا وقتے کہ بہ قید حیات ماند خدمت معالجہ دے می کرد۔ بہ دوران این خدمت یک لطیفہ نیز پیش آمدہ و بیانش چنین است کہ حکیم صاحب نسخہ تجویز کردند حضرت ایشان بر رقعہ اطہار اختلاف کردہ بر ایشان ارسال کردند ایشان تحت تحریر حضرت ایشان این معنی نوشتہ اند: حضرت والا، پروردگار درین فن مرابصیرت عنایت کردہ بہ مثلنے کہ حضرت شمارا در علم باطن عطا کردہ: عاجز این رقعہ را خواندہ است۔ راست است کہ اصحاب کمال را شانے می باشد بر صفحہ ۱۵۵ نیز بیان حکیم صاحب در ذکر فتویٰ کفر شدہ است۔ حضرت ایشان را نیز با افراد این خاندان ارتباط و مودت بود۔ نام بہ یاد عاجز نہ ماندہ کہ واصل خان بود با غلام رضا خان یا دیگرے۔ چون دے حج کردہ بہ دہلی رسید حضرت ایشان برائے تقدیم ہدیہ تبریک بہ محطہ قطار آہن (استاسیون) تشریف بردند، و این گونہ شرف بہ کسے دیگر حاصل نہ شدہ۔ چونکہ واصل خان بہ امور باطنیہ نیز قدسے مائل بود لہذا حضرت ایشان بیشتر واصل خان را بہ پیرزادہ یادمی کردند۔ بہ روز جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ ہجری (۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء) حکیم محمد اجل خان با ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حاجی عبدالغفار علی جان نزد حضرت ایشان آمدند و حضرت ایشان برائے معاونت مملکت ترکیہ یک ہزار و پنچ صد روپیہ بہ آنہا دادند۔ وقتے کہ حکیم محمد اجل خان نکاح اولاد خود کردند حضرت ایشان بہ شریف منزل رفتند و شریک محفل ازدواج شدند۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمعین۔

خاندان خانان | عبد الرحیم خان فرزند محمد تقی خان و کرم اللہ خان فرزند آغا جان حقیقی ابنار العم بودند۔ بود و باش ایشان در یک کلان حویلی در علاقہ ٹلیا محل بود۔ ماہین ایشان بہ نوعی محبت بود کہ در برادران حقیقی کم دیدہ شدہ کرم اللہ خان مشہور بہ نشی نئے خان از خصوصی مخلصان حضرت ایشان بود، در تعمیر خانقاہ شریف مددگار و معاون حاجی فیض اللہ بود۔ در ۱۳۳۵ھ از وجہ علالت نقاہت طاقت حرکت نہ داشت، چون حضرت ایشان قصد کوٹہ کردند خان صاحب در فینس برائے تودیع خود را بہ محطہ قطار آہن رساند چون کہ طاقت نشستن نہ داشت۔ در فینس دراز کشیدہ بود۔ در محطہ حضرت ایشان نزد خان صاحب رفتند۔ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند خان صاحب دست مبارک را گرفتہ

برچشان خود نہاد۔ و بوسہ داد۔ وَكَانَ ذَاكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِالْمُرْشِدِ۔ از کوثر حضرت ایشان در مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ نوشتند: "از احوال ضعف و نقاہت خان صاحب کہ طاقتِ گفتار ہم نہ ماندہ و نجیدہ شدم نسبت بہ مزار قبلہ عالم حضرت سید نور محمد بدایونی آن چہ رائے خان صاحب است رائے من نیز ہمان است۔ حاجی عبدالغنی و حافظ عبدالحکیم را خبر کنید۔"

وَكُنْ عَلَى الدَّهْرِ مَعُوذًا لِذِي آمَلٍ يَرْجُوَنَّكَ فَإِنَّ الْحُزْنَ مَعُوذٌ

اگر کسے مصداقِ این شعر است، آن خان صاحب است، چون وفات خان صاحب شد بہ مولوی بدرالاسلام دہلوی نوشتند: از خبر انتقالِ خان صاحب ہمہ مایان را رنجے رسید کہ بیانش چہ کنم۔ ایشان را فرزند نیست۔ اہلیہ و خواہر و برادر زادہ دارند۔ شما و عبدالحکیم رفتہ از جانب ما ہمہ تعزیت کنید۔

امروز گرا ز رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا ست درین بزم ز ما ہم اثرے نیست
اللہ تعالیٰ ایشان را غریقِ رحمت سازد و تمام گناہان ایشان را معاف کند و جاے ایشان در جنت کند
والسلام پچشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ (۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

برادرش عبدالرحیم خان اگرچہ بیعت نہ بود لیکن بہ عقیدت و محبت از مریدان گوئے سبقت
بروہ بود چون وقتِ آخرش رسید بہ ہوشی برے غالب شد و چون قدرے بہ ہوش می آمد می گفت: "قلم
دوات بیا و حساب بدہ" خان صاحب ازین احوال پریشان شدہ بہ درگاہ خیر عالم رجوع کرد و حضرت
ایشان با خان صاحب بہ خانہ اش رفتند نزد عبدالحکیم خان قدرے مراقب شدند۔ و باز ایشان را بہ
مبارک دستہائے خود حرکت دادند و سہ بار "خان صاحب" گفتند۔ بہ نوبت سوم خان صاحب بہ ہوش
آمدند۔ و دست مبارک حضرت ایشان را گرفتہ اظہارِ نیاز مندی و عاجزی کردند۔ حضرت ایشان دست
عبدالرحیم خان را در دست مبارک خود گرفتہ توبہ بخش دادند و استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت تلقین
فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ و چون قصد مراجعت فرمودند، خان صاحب دست مبارک
بہ دست خود گرفتہ بر شیم خود نہاد و بوسہ داد و عرض کرد: حضرت والا، شما عاقبت مراد دست کردید چون
حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند یک شعر اردو از غلام امام شہید خواندند، مفہومش بہ این طور
است: "غلامانِ مسیحائے مدینہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ تا این ایام صدمہ و ہائے صد سالہ را در آنے
حیاتِ طیبہ می بخشند" و باز از اشعار خود سہ شعر اردو خواندند و مفہوم آن بہ این طور است: "اگر از
دل پر وہ غفلت برداشتہ شود، دل را از خود دوام حضور نصیب گردد۔ حبیبِ حضرت موسیٰ علیہ السلام
محبِ حضرت احمد است۔ برق طور از خود در تلاش جبل احد است۔ این خانہ از فیوض عمر روشن است،"

از خود در سینه خیر نور نیست“ اثر کے کہ بر عبد الرحیم خان شد اہل خاندانش را بہ صدقِ دل مخلص و غلام حضرت ایشان ساخت۔ دو پاسہ روز خان صاحب زندہ ماند۔ درین دوران چون بہ ہوش می آمد می گفت ”نماز اوقت شدہ۔ جائے نماز و آفتابہ و لگن بیا رید“ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُقَلِّبُ قُلُوبَ الْعِبَادِ كَيْفَ شَاءَ پس شش عبد المجید خان خواجہ از دل و جان منتقد حضرت ایشان بود، اثر می گفت ”از یاد ایشان یاد سلف صالح تازہ می شود و دور حضرت صحابہ یادی آید“ وے جنازہ پدر خود را بہ خانقاہ شریف آورد تا حضرت ایشان امامت فرمایند حضرت ایشان در نماز جنازہ قدرے وقفہ دادند و فرمودند درین تاخیر فائدہ خان صاحب بود و باز امامت فرمودند۔ رحمہ اللہ جمیع افراد ہذا العائلۃ و رضی عنہم۔

زائرینِ آخرین | نام چند افراد فی نوید مولانا عبد الباری فرنگی محلی، خواجہ حسن نظامی (مصور فطرت) مولانا ظفر علی خان مدیر روزنامہ زمیندار۔ ڈپٹی محبوب عالم، مصباح الدین حقّی۔ پیرزادہ مظفر احمد۔ مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتہائی و شرف الدین سورتی کتبی در سال بست و دو یا بست و سہ از ماہ چہار و ہم بہ خدمت مبارکہ رسید و بیعت شد و از طریقہ اتباع سنت متاثر شد و فیما بعد بہ نجد و حجاز رفت و در عقائد متبع محمد بن عبد الوہاب شد و علی رسا زینل کہ فی ما بعد از اکابر تجار شد۔ وے بیان می کرد کہ در سال بستم یا یک دو سال بعد بہ خدمت حضرت ایشان بہ دہلی حاضر شدم۔ دران ایام اموال و دولت نہ داشتم و در خانقاہ شریف احتفالے بود من در اواخر صفوف نشستم کہ قریب تر بہ جائے جفت کشیدن بود چون محفل اختتام یافت حضرت ایشان بہ مخلص فرمودند۔ در اواخر صفوف شخصے نشستہ است ویرا بیا رہ چنان چہ وے مرا بہ خدمت مبارکہ رساند و من بیعت شدم، حاجی محمد صدیق بلوچ مستنگی خلیفہ ملائی محمد قندھاری کہ سلسلہ طریقتش بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ می رسد۔ وغیرہم۔

نبذۃ من الکرامات | در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از احمد و ابن ماجہ نقل است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ می گوید، اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیویہ فارغ شو برائے عبادت من، پیرکنم سیدت را بہ غنائے بہ بے نیازی از خلق، و اگر برائے عبادت من خود را فارغ نہ سازی، پیرکنم دست ترا بہ اشغال گوناگون و در نہ بندم فقر و احتیاج ترا، صاحب سیدت مبارکہ و خانہ قلب مطہر حضرت ایشان قدس سرہ یکسر از برائے عبادت پروردگار فارغ شدہ بود لہذا کارہائے دنیویہ را کار ساز حقیقی از خود جرمی داد و دو سال قبل از واقعہ وفات کارے از قوانین حکومتی در پیش آمد۔ عاجز دید کہ مکتبے از الہ آباد برائے زیارت آمد۔ وے از

انگلستان قانون خوانده آمدہ بود۔ برائے کار حضرت ایشان دو شب حاضر شد و باز دیدہ نہ شد و شبے دونفر از علماء حاضر شدند و بیان کردند کہ ما از مولانا عبدالحق خیر آبادی معقولات خواندہ ایم و ایشان در اظہار علمیت خود مشغول شدند، ہمدان وقت از رامپور مولوی سردار احمد وکیل مجددی رسیدند حضرت ایشان فرمودند: "بیا سردار احمد و بشنو کہ این دونفر چہ می گویند۔ مولوی سردار احمد رحمۃ اللہ از روئے لباس و ہیئت و صورت از زمرہ علماء معلوم نہ می شد۔ صورت ظاہر ایشان را دیدہ آن دونفر مصروف اطرار تعریفیات خود شدند۔ سردار احمد متبتم بود و حضرت ایشان خاموش۔ چون آن دونفر از ادعا ہا فارغ گشتند مولوی سردار احمد بر کلام ایشان بہ نوعی مواخذہا کردند کہ طاقت دم زدن برائے ایشان نہ ماند و واجہ مساکت ماندند۔ مولوی سردار احمد در آخر بہ ایشان گفت شمایان را نسبت بہ مولانا عبدالحق نیست۔ من بہ خدمت ایشان سالہا ماندہ ام۔ اگر چیزے دارید بیان کنید۔ این شنیدہ آن دونفر کبیدہ و شرمندہ رخصت شدند و اظہار کفی اللہ المؤمنین القتال شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ در میرٹھ حضرت ایشان بیان یک واقعہ کردند۔ یکے از علماء گفت این واقعہ درست نیست۔ بہ ہمان وقت مولوی شمس الدین و حافظ اتفاق الہی بہ خدمت مبارکہ رسیدند۔ ہر دو افراد از شاہدان آن واقعہ بودند و مولوی شمس الدین بیان واقعہ در خدمت شریف کردہ بود و حضرت ایشان رو بہ سوئے ایشان کردہ فرمودند: اے عزیز جواب بدہ۔ مولوی شمس الدین حقیقت را بیان کرد: "وَكَانَ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ" را اظہار شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ معمول حضرت ایشان بود کہ در عمارت دروازہ غربی خانقاہ شریف بر تخت می نشستند و بہ مطالعہ کتاب یا ذکر شریف مصروف می شدند، چون کہ دروازہ مفتوح می بود دربان بہ جہت شارع نشستہ می بود تا سہ درنیاید، روزے یک پشادری کہ افسر پولیس برتری بود، چیزے استخفاف کردہ در گزشت، حضرت ایشان روئے خود را برگشتانندہ لا حول خواندند بہ روز دوم نیز این صورت پیش آمد۔ بہ روز سوم واقعہ عجیبہ روئے داد کہ حضرت ایشان بر تخت نشستہ بودند و آن شقی بید خود را چرخ دادہ بہ شان فرعونیت تمسخر کنان از پیش دروازہ می گزشت کہ از جانب دیگر یک دیوانہ فرزانہ نمودار شد و دست در گریبان پشادری انداخت و در طرفۃ العین ویرا برداشتہ بر روئے زمین زد و بر سینہ وے نشستہ چند لکلمات شدیدہ زد و بہ آخر بر رویش بُصاق انداخت و متانہ وار بر خاست و ہرفت۔ بعد ازین آن شقی دیدہ نہ شد۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بادشہ کشور افلاک دل قطب درین کرۂ اطلاق گل
پیر و فاسخ ده ناقصان زوہر نور مہ کا لان

راست بود ہر سخن راستان کا مدہ از صدق بود داستان

تبعاً لسنن سادۃ المشائخ عاجز چند کراماتِ حضرت ایشان می نویسد۔

یک پادری وزن فے

حضرت ایشان در باغ روشن آرا بر مصطفیٰ قبلہ روز چہار زانو نشسته مصروف ذکر شریف بودند۔ و ماہر سہ برادر در مرعزار بہ کرہ بازی مشغول بودیم۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ یک زن و مرد از انگلیسہا قریب مصطفیٰ رسیدہ کلاہ خود را در دست گرفتہ بہ ادب تمام جانب حضرت ایشان سر ہائے خود را انحناء دادند حضرت ایشان را چشم مبارک بند بود۔ انگلیسہا بہ ادب دست بستہ استادہ ماندند۔ این کیفیت را چون عاجز ملاحظہ کرد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید حضرت ایشان بہ آواز قدیم این عاجز چشمہا کشادہ فرمودند: "زید چہ شدہ" عاجز عرض کرد: "جنابا یک انگلیسی و یک میم بہ انتظار حضرت شما استادہ اند حضرت ایشان بہ جہت ایشان ملتفت شدند۔ و ایشان سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند۔ حضرت ایشان پرسیدند: چہ می گوئید، مرد انگلیزی عرض کرد: آبا مایان نزد شما بیائیم؟ فرمودند: بیائید۔ چنان چہ ہر دو نزد حضرت ایشان رسیدہ اذلا زانو ہائے خود را بر زمین نہادہ و سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند و باز مرد انگلیزی استفسار کرد۔ شما چہ کاری کنید حضرت ایشان فرمودند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" انگلیزی کلام حضرت ایشان را نہ فہمید و بہ سوئے عاجز نظر کرد۔ اگر چہ عاجز انگلیزی نہ می داند لیکن تعبیر بعض مطالب بہ نوعی می کند۔ چنانچہ عاجز بہ دے گفت کہ حضرت ایشان پیشوائے مذہبی مسلمانان اند چون از عاجز این سخن شنیدند ہر دو احتراماً سر ہائے خود را بہت کردہ احترام بجا آوردند۔ باز مرد انگلیزی گفت من از فرقہ "بروتانت" یک پادری ام و این زن عیال من است۔ و بعد از چند دقیقہ ہر دو رخصت شدند۔ چون می رفتند تا سر مصطفیٰ بہ رجعت قہقری رفتند و باز استادہ سر ہارا انحناء دادہ تہنہ بجا آوردہ بہ ادب باز گشتند۔

یک انگلیزی

حضرت ایشان سالہا برائے تفریح بہ کوہے می رفتند کہ بہ جہت شمال غربی شہر قدیم دہلی واقع است۔ این کوہ شمالاً جنوباً واقع است و بر سر کوہ شارع است جہت شمالی را "ہاؤس" و جہت جنوبی را "فتح گرٹھ" می گویند۔ روزے در باوٹہ بر مصطفیٰ حضرت ایشان قبلہ رو مصروف عبادت و ذکر بودند و مایان بہ سیر و تفریح مشغول بودیم ہمراہ مایان ملا صاحب خان قمبرانی بود۔ مایان یدیم کہ یک افرنگی در پس درختان خود بہ نوعی استادہ شد کہ اگر حضرت ایشان چشم واکندندے بہ نظر نیاید و باز دے کلاہ خود در دست گرفت و سر خود را بہ جانب حضرت ایشان انحناء داد و بہ ادب استادہ شد و از بین

برگہائے درخت حضرت ایشان رامی دید بہ اندازہ وہ یا پانزدہ دقیقہ برین کیفیت ماند و باز دوسر بار بہ جناب حضرت ایشان سر خود را پست کرد و چند قدم رجعت قہقری کردہ را خود گرفت، این کیفیت را از اول تا آخر عاجز و ملا صاحب خان دید۔ **وَلِلّٰہِ فِی عِبَادَہٖ شُکْرٌ**۔

بہ اواخر محرم ۱۳۹۰ در گھوڑی از توابع اعظم گرہ در خانہ استادی مولانا محمد عمر، جناب مولانا سید عبدالجلیل درج ذیل واقعہ بیان کردند:

منتحرے راتو بخ کردن در ایامی کہ من بہ کونٹری رنتم یک افغانی در کونٹہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید، وے بسیار تنگدست و پریشان حال بود۔ روزے بہ قصد خودکشی بالائے "کوہِ مُردار" رفت۔ این کوہ بسیار بلند است و متصل بہ "کاسیان" جہت شرق واقع است۔ وے ارادہ کرد کہ از بالائے کوہ خود را بیفکند، ہمینکہ ارادہ جست و ن کرد کہ از عقب دیر محکم گرفت۔ چون بہ جانب گیرندہ نظر کرد جناب حضرت صاحب راقائم یافت جہت ایشان دیر بہ قہر فرمودند۔ اے خبیث تو شرم نہ داری و از زن ہم دُون ہمت شدی کہ خود را می کشی، باز چند دراہم بہ وے دادند و فرمودند برو یک تیشہ در لیمان بگیر قوتِ حلال بہ فروختن ہمیزم حاصل کن۔ مولوی صاحب گفتند این واقعہ را خود آن شخص بہ من بیان کرد کہ قصہ را نتخار کردہ بود۔

حضرت ایشان یک سال ملا صاحب خان را برائے خدمت خواہر کبریٰ بہ قصور فرستادند، بیردن شہر قصور قبرے بود۔ اہالی

ملا صاحب خان متبرانی آن جا ہر سال عرس صاحب قبری کردند ملا صاحب خان برادر رضاعی این عاجز بود۔ وے بیان کرد کہ من نیز برائے سیر بہ آن جا رفتم و دیدم کہ ہزاران مرد و زن آن جا مجتمع شدہ اند، وجاہہ جامالس شرب و رقص برپا است و فسق و فجور را رواج تام حاصل است۔ بہ روز سیوم از دہلی مکتوب حضرت ایشان بہ نام من رسید نوشتہ بودند "آیا ترا برائے فسق و فجور و خباثت فرستادہ ایم" بہ رسیدن این خط تو بہا کردم و پس ازان روز بیچ گاہ بہ چنین مجالس نہ رفتم۔

ساکن النوب شہر از توابع بلند شہر بہ عاجز بیان کرد کہ در خدمت حضرت ایشان **سید احمد حسین** بہ "چراغِ دہلی" رفتم، چون حضرت ایشان از مزار پُرانوار حضرت نصیر الدین قدس سرہ

بازی گشتند، من در پس حضرت ایشان روان بودم بر من احوالے طاری شد و دران احوال من قدرے ازان خاک پاک برداشتم کہ پائے مبارک حضرت ایشان بران نہادہ شدہ بود۔ چون بہ خانہ رسیدم آن مبارک خاک را خوب سائیدہ در یک کلمہ انداختم و با کحل خلط کردم و آمیزش را دم و آن را استعمال می کردم۔ چون بہ سلسلہ خدمتی حکومت بہ شہر لوپا رسیدم آن جا یک شخص بہ من گفت کہ بنیانی چشم من

رو بہ زوال است، ہر چند علاج کردم فائدہ نہ شد۔ من آن شخص را قدرے ازان کھل دادم۔ عجب لطف پروردگار را ظہور شد کہ بینائی دے کاملاً عود کرد۔ عاجز گوید کہ امام نووی در باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة از شرح صحیح مسلم در حدیث عثمان بیان فوائد کردہ و نوشتہ۔ ومنها التبرک بالصالحین اثارہم الخ۔ حق تعالی سید احمد حسین را بصیرت عنایت کرد و قَبْضَ قَبْضَةٍ مِّنْ اَخْرِ الْمُرْشِدِ الْكَامِلِ وَاَنْتَفَعَ بِهَا، و سید احمد حسین این ہم بیان کرد کہ در پونا نزدیک مولوی صاحب می نشستم و بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ از کونہ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ در وظیفہ تو کہ ورت بہ نظر درمی آید۔ آیا نزد بدعقیدہ افسردہ نشینی من متجرباندم کہ کدام شخص بدعقیدہ است و حسب معمول نزد مولوی صاحب رفتم، وقتے نہ گزشت کہ شخصے با چیزے از شیرینی نزد مولوی صاحب آمد و گفت، این شیرینی برائے فاتحہ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر قدس سرہ آورده ام۔ شما فاتحہ خواندہ ایصالِ ثواب بکنید۔ مولوی صاحب گفت۔ این ہمہ بیکار است و ما این را نہ می کنیم، و قتیکہ من از مولوی صاحب این سخن شنیدم و انستم کہ شخص بدعقیدہ ہے است و از صحبت دے کنارہ کشیدم و در باطن خود حلاوت و تازگی محسوس کردم۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ از قریہ منغل، یاخیل، کٹواڑ مخلص پاک باطن بود۔ و سببہا کرد کہ برہج حضرت ایشان ملا طیب تلاوت قرآن مجید کند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ آیا طیب وفات کردہ۔ حاضرین اظہارِ لاعلمی خود کردند و آن روز و تاریخ را محفوظ کردند و بعد از چند روز خبر وفات طیب رسید و بہ ہمان روز و تاریخ وفات دے شدہ بود کہ حضرت ایشان بہ آن روز فرمودہ بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بہ روز نہم ذی الحجہ مولوی عبدالسبحان طالب را فرمودند۔ معلوم می شود کہ امروز در منی نحر کردہ می شود۔ مولوی عبدالسبحان آن روز را یاد گرفت چون حجاج آمدند معلوم شد کہ آن روز یوم النحر بود۔

ذکر اُضحیہ و منی

عبداللہ خراکار بہ قرب خانقاہ شریف، جہت دروازہ ترکمان عبداللہ خراکار سکونت داشت و دے از مخلصین صادقین بود۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ بینید کہ عبداللہ استادہ است و می گوید کہ جناب شما امامت نماز جنازہ من کنید۔ و حضرت ایشان بہ جہت غیب اشارہ کردند۔ آن وقت مولوی عبدالسبحان و سلیمان پسر عبدالرحمن و غیرہما نشستہ بودند سلیمان بیان کرد کہ ما یان بہ جہت غیب دیدیم لیکن چیزے بہ نظر مایان نیامد۔ البتہ مولوی عبدالسبحان طالب گفت کہ من عبداللہ را استادہ یا فتم کہ کفن پوشیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روح فتح اللہ | در اوائل این فصل واقع فتح اللہ اندری ندکور شدہ است۔ وقتیکہ روح فتح اللہ از قفسِ جسدِ خاکی آزاد شد بہ خدمت حضرت ایشان بہ صورتِ مثالی رسید۔ حضرت

ایشان در قیام گاہ خود شریف داشتند۔ از زبانِ مبارک ایشان یکبارگی برآمد: "فتح اللہ بہ خانہ در آمد ویرا بیرون کنید" و بعد از وقفہ ظاہر گشت کہ آن وقت روح فتح اللہ پرواز نمودہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی | ایشان والدِ بزرگوار مولانا محمد میبان اند کہ درین فصل بیان ایشان گزشتہ مردِ پاک طینت و پاک مشرب بودند۔ در آبادی حضرت

نظام الدین قیام داشتند۔ از انجانبہ شہر دہلی۔ علاقہ "تراہا بہرام خان" در "مسجد شریف خرا" آمدند و بہ چہارم شوال ۱۳۱۵ھ (۲۶ فروری ۱۸۹۵ء) رحلت فرمودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حلقہ مصروف بودند۔ ناگاہ دستِ راست را بالا کردہ بہ حاضرین فرمودند۔ بینید کہ روح مردِ نیک پروازی کند۔ اشارہ دستِ مبارک بہ جہتِ ہمان مسجد شریف بود۔ مخلصین چون معلومات فراہم آوردند معلوم شد کہ جناب مولانا رحلت کردہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

یک پہلوان شناور | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف نشستہ بودند و عبد الرحیم متری دیگر افراد موجود بودند۔ نظر مبارک حضرت ایشان بہ سوے آسمان بلند

شد۔ فرمودند۔ روح صالحی را ملائکہ می برند۔ چون مخلصین برخاستند۔ دریافت نمودند کہ یک پہلوان شناور فوت کردہ اگرچہ این شخص چندان از اہل صلاح و اصحابِ قلوب نہ بود اما بہ آیام طغیانِ رُودِ جمنان نزد قلعہ شاہجہانی می استاد و غوثی را از آب می کشید و صد ہا افراد را سببِ حیات گشتہ بود و افسوس کہ نام این پاک مرد از یاد عاجز رفتہ، رحمہ اللہ آیتاگان و رضی عنہ۔

حکیم نور الدین قادیانی | در آیامیکہ نور الدین در دائرہ اسلام داخل بود بہ حریم شریفین اودھ اللہ شرفا رفته بود و آن جا با حضرت ایشان ملاقات کردہ بود۔ چون نوبت

تفاوتش در رسید اتبایع غلام قادیان اختیار کردہ گمراہ شد۔ در آن آیام وے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشتہ است روزے حضرت ایشان فرمودند: "حکیم نور الدین بہ من مکتوبے ارسال کردہ بود۔ در آن خط آن آیام را ملاقات ہا را کہ در مکہ مکرمہ گزرا نیدہ بود، یاد کردہ بود و نوشتہ بود حضور، مرا خواہند شناخت ان شا اللہ فراموش نہ کردہ باشند۔ چون کہ وے قادیانی شدہ بود ازین وجہ بہ وے جواب نہ نوشتم" و باز حضرت ایشان فرمودند: "پروردگار از شرِ علم محفوظ دارد۔ نور الدین کہ مرد عالم و دانا بود چہ طور گمراہ گشت" در آن آیام حضرت ایشان در مدرسہ مولوی عبدالرب واقع "گندہ نالا" نماز جمعہ می خواندند و بعد از نماز با استاد

حضرت مولانا عبدالعلی صحبت می داشتند از اصحاب قلوب مسجد شریف پُرمی شدند نو بتی بعد از نماز جمعه به ساعت دو نیم از زبان مبارک حضرت ایشان به آواز بلند برآمد "حالا هم اگر تائب شود برایش بهتر است" تمام افراد که در مسجد شریف بودند این کلام حضرت ایشان را شنیدند لیکن کسے نہ توانست کہ وضاحت طلب کند در سامعین مولوی عبدالسبحان طالب، مولوی عبدالعزیز گھٹنوی، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بودند به جمعہ دیگر چون حضرت ایشان از نماز فارغ شدند و محفل اہل قلوب بیاراست مولوی عبدالسبحان حرکت کردہ قدرے قریب تر شد، حضرت ایشان فرمودند "بگو عبدالسبحان چہ می گوئی" و بے عرض کرد بہ جمعہ گزشتہ حضرت شما فرمودہ بودید۔ حالا ہم اگر تائب شود برایش بهتر است۔ در آن لحظات حکیم نورالدین بہ احوال سکرانہ بود۔ تمام اہل محفل و حضرات علماء، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی حکیم جی منظر اللہ، مولوی عبدالملک کہ در آن ایام امام مسجد شریف بود۔ کلام مولوی عبدالسبحان را شنیدہ متحیر ماندند، حضرت ایشان چند دقائق سکوت کردہ فرمودند "خداوند کریم را این تار برقی است" تا زمانے کہ مولوی عبدالعزیز و شیخ عبدالباری بہ حیات ماندند بیان این واقعہ رامی کردند۔ مولوی عبدالسبحان نیز بیان این واقعہ می کرد و از آن روز در اخلاص و اعتقاد و پختگی تمام پیدا شدہ بود۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

قاری فضل الرحمن | از پانی پت بودند و تلاوت قرآن مجید بہ وجہ خوب می کردند حضرت ایشان اگر بہ محفلے می رفتند بہ ایشان می گفتند کہ تلاوت قرآن مجید کنند۔ و فتیکہ سید محمد امام عید گاہ دہلی رحلت کردند و حضرت ایشان بہ مدرسہ حسین بخش در حلقہ تابین ایشان شریک شدند۔ آن شخصے تلاوت قرآن مجید شروع کرد و از وجہ ناواقفیت تجوید نا درست می خواند، حضرت ایشان وے را منع کردہ بہ قاری فضل الرحمن صدا دادند۔ در آن وقت ساعت یازوہ و پانزدہ دقیقہ گزشتہ بود۔ قاری فضل الرحمن آن وقت بہ پانی پت بود می گفت برائے کارے رفتہ بودم و از آن کار فارغ شدہ قدرے بہ پہلوئے خود دراز گشتم و بہ خواب رفتم و در حالت خواب صدائے حضرت ایشان شنیدم و فی الفور قصد دہلی کردم۔ بعد بہ برادران طریقت این واقعہ را بیان کرد و از برادران طریقت بہ وے معلوم شد کہ آن وقت حضرت ایشان از مدرسہ حسین بخش اورا صدا دادہ بودند این واقعہ صحیحہ ثابتہ امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را یاد داد۔

وَإِنِّي خَفِصٌ وَكَرَامَتِهِ فِي قِصَّةِ سَارِيَةِ النُّحَيْمِ، وَمَنْ يُشَابِهَ أَبَهُ فَمَا ظَلَمَ۔
رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْلَ الرَّحْمَنِ وَرَضَى عَنْهُ۔

در ۱۶-۱۴۱۶ھ بیعت شدہ بود و در جامع شاہجہانی اجمیر شریف تا آخر ایام

مولوی محمد یونس

امام بود۔ دو سال قبل از وفات خود نزد عاجز آمد و بیان کرد، ایک ہندو مسلمان شد و نامش رحیم اللہ بود۔
وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ شبے چون از حلقہ فارغ شدند بہ رحیم اللہ گفتند: "تو کیا آموختی؟" وے
یک پیسہ را بہ چیزے سفید کردہ بہ عوض ہشت آنہ صرف کردہ بود۔ و باز حضرت ایشان دیرا چند تپانچہ زدند
و فرمودند برو اولاً چیزے از مسائل بیاموز و باز نزد من بیا۔ چنان چہ رحیم اللہ ہفت یا ہشت سال بہ
محنت تمام علم دین خواند و پروردگار ویرا مولوی کرد۔^۲ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیالہ
بودند کہ اسلام آوردند و بعد از آن نزد سید محمد (حسن) امام عید گاہ دہلی رسیدند تا بہ خدمت حضرت ایشان
بروہ داخل سلسلہ مبارکہ کنند چنان چہ امام صاحب ایشان را آوردند و ہر دو داخل سلسلہ شدند۔ حبیب اللہ
و عزیز اللہ می گفتند کہ مایان در ہمان ایام نکاح کردہ بودیم و تا ساعت دواز شب در حلقہ شریفہ ذکر شریف
می کردیم و بیچ خیال خانہ بہ دل مایان نہ می گزشت، و مولوی محمد یونس این واقعہ را ہم بیان کرد کہ من
در حلقہ شریفہ نشستہ بودم در بیان از آمد عطا محمد اطلاع داد۔ فرمودند: برو و از وے پرسان کن کہ توبہ فعلی
کے کردہ ئی۔ وے چند روز قبل را بیان کرد۔ فرمودند: برو و بروے وے چند تپانچہ بہ شدت بزن و
باز بہ حلقہ شریفہ مشغول شدند۔ بہ ساعت دو چون از حلقہ فارغ شدند ویرا طلبیدند و از عصائے خود پنج
یا ہفت بار ویرا بدست خود زدند و فرمودند: آن بیعت کہ تو کردہ بودی شکست۔ حالا برو۔ وے بسیار
گریہ وزاری کرد۔ حضرت ایشان پرسیدند کہ بار دیگر از نکاب فعل شینع نہ خواہی کرد چون وے اقرار کرد۔
بیعتش کردند۔ تَجَاوَزَ اللَّهُ مَعَن سَيِّئَاتِهِ وَ رَحِمَهُ۔

ملا سبزل | در بلوچستان رواج است کہ بز نکاح کنندہ عملے می کنند کہ وے ناکارہ می شود و در اصطلاح
آن جا این عمل را "عل بند کردن" می گویند۔ بر ملا سبزل کسے این عمل کردہ بود و وے
از چند سال ناکارہ بود۔ روزے بہ آن وقت بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد کہ قاضی لعل محمد حاضر
بود۔ قاضی صاحب کیفیت سبزل را بیان کرد۔ حضرت ایشان سبزل را رو بہ روے خود نشانندند فرمودند
بہ خانہ برو۔ سبزل می گفت: چون بہ خانہ خود کہ از کوئٹہ بہ فاصلہ پنج میل جہت جنوب در سر پایب واقع
است روان شدم در خود حرارتے محسوس کردم و تا وقتے کہ بہ خانہ خود رسیدم اثر بندش بالکلیہ نازل شد
بود۔ وَ كَفَرَ اللَّهُ مِنْ لُطْفِ خَفِيٍّ۔

شاکر احمد خان انصاری | از نواب زادگان پانی پت و برادر خورد فاخر احمد خان از مخلصین
صادق الارادۃ و المحبۃ بود۔ روزے ہمراہ حبیب اللہ پانی پتی
در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، حضرت ایشان آن وقت بر تخت خود "دوشالہ" زرد عمدہ پوشیدہ

نشسته بودند و در دل حبیب اللہ گزشت کہ پیران کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت می نشینند، این طریقہ امر است بعد قلیل حضرت ایشان سر مبارک برداشته فرمودند: اگر پیر کے دلق پوشیدہ بر سر خاکستر بنشینند و خیال کنند کہ وے چیزے هست۔ بدان کہ وے ہیچ نیست، و اگر پیر کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت بنشینند و خود را ہیچ دانند بدان کہ وے چیزے هست، این واقعہ را حبیب اللہ پانی پتی بہ روز جمعہ نہم محرم سالہ ۱۳۸۱ھ (۲۳ جون ۱۹۶۱ء) در خانہ محترمہ بمشیرہ وسطیٰ بہ لاہور بیان کرد و گفت کہ مدت پنجاہ سال برین واقعہ گزشتہ من و اما متحیر می مانم کہ حضرت ایشان چه گویند و سوسہ دل را گرفتند۔ و وقتیکہ مایان از حضرت ایشان رخصت گرفتیم۔ در راہ بہ شاکر احمد خان اندیشہ خود را بیان کردم۔ ایشان گفتند لے عزیز این کیفیت از حضرت ایشان گفتی الصبیحہ طاہر و باہر است و مایان کہ حاضر می شویم تمام و ساوس را در کردہ می آئیم۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔ از عالمہ نواب جانفشان خان است پدرش خان شیرین بود۔ در بلند شہر سکونت داشت در سن ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۲ء) خانہ وے را حضرت ایشان بہ ایجاہ گرفتہ در بلند شہر قیام کردہ بودند۔ در آن آیام فرخ شاہ چہار دہ پانزدہ سالہ بود۔ مادرش و خواہرش بیشتر اوقات نزد حضرت والدہ صاحبہ بہ تیمارداری خواہر کلان مصروف می بودند و وے در خدمت حضرت ایشان می رسید۔ اگرچہ صغیر السن بود اما در اعتقاد و محبت راسخ و ثابت بود۔ از دل و جان قائل بزرگی و جلالت شان حضرت ایشان بود۔ از حضرت ایشان بسیار خائف می بود۔ بعد از تقسیم ہند در سن ۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) وے مع فرزند کلان خود بہ خانقاہ شریف آمد و این واقعہ بہ عاجز بیان کرد۔ سالے من در محفل مبارک میلاد شریف شریک شدم و بہ صبح آن مبارک شب برائے ملاقات و دعوت طعام حاضر شدم۔ ہمراہ من یک رفیق نیز بود قبل الحضور بہ وے گفتم۔ ہوش کن کہ در دل خود اعتراضے بر حضرت ایشان نہ کنی ورنہ خود را و مرار سوا خواہی کرد۔ بہ صبح چون شرف دستبوسی حاصل کردم حضرت ایشان از والدہ من و از خواہر انہم، کوکوجان و بوبوجان استفسار فرمودند و خیریت آنہا پرسیدند۔ بہ ہمیں وقت در دل رفیق گزشت۔ عجب پیر اند کہ استفسار از احوال مادر و خواہران می کنند۔ حضرت ایشان ہمان دم روے خود را جانب رفیقم کردہ بہ قہر گفتند: اے حبیب۔ دیگر شناہا ہم بدہ۔ چون از حضرت ایشان اجازت گرفتہ بیرون برآمدیم بہ رفیق طریق گفتم۔ توجہ کردی کہ مور و عتاب گشتی۔ وے بیان خیال فاسد خود کرد و گفت یقینم بر آنچه تو گفتہ بودی نہ بود۔ امتحاناً این خیال فاسد را بد دل خود راہ دادم و رسوا شدم۔ این چنین پیر کامل بہ نظر ہیچ گاہ نیامدہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

در کونہ معمول حضرت ایشان بود۔ کما تقدم البیان فی الفصل الاول فی ذکر میر اعظم خان کہ بروز سفید باز جمعہ ہزارات عثمانی و حیدری بہ چوہی می رفتند۔ در راہ چوہی گورستان نصہاری واقع است۔

نوبتے چون از ذکر شریف و از مراقبہ عند القبرین فارغ شدہ از احاطہ بیرون برآمدند ملا عبد الرشید، ملا عبد الحلیم، ملا ایاز و دیگر دوسہ نفر را منتظر یافتند۔ آن روز آثار سرور بر چہرہ حضرت ایشان لایح بود۔ بہ ملا با خطاب کردہ فرمودند۔ چون از گورستان عربہ مامی گزر و میان صاحب بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند ملا عبد الحلیم عرض کرد۔ آیا مراد از میان صاحب میان فقیر اللہ شکار پوری اند فرمودند۔ بلکہ آن میان عبد الحلیم اند۔ (کہ در تھل مدفون اند) میان فقیر اللہ از وقتے کہ من از خانہ روانہ می شوم بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند۔ ملا عبد الحلیم از استماع این بیان بہ وجد اندر آمد۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلُ ذَوْدَهُ۔ رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

ذکر احمد اللہ خان بر صفحہ ۵۹ گزشتہ۔ فیما بعد معمول دے بود کہ ہر سال برائے چند روز بہ دہلی می آمد و سکون قلب حاصل کردہ بہ خانہ می رفت۔ دے بیان کرد

احمد اللہ خان

نوبتے چون وقت مراجعت رسید۔ در خدمت حضرت ایشان عرض کردم۔ اجازت سفر می خواہم۔ حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون وقت آن قطار گزشت کہ از ان قصد سفر داشتم۔ اجازت تم بخشیدند۔ و من بہ دیگر قطار سفر کردم و فیما بعد معلوم شد کہ قطار اولین را حادثہ پیش آمد و بسیاری از مسافر ہانچی شدند۔ مردند۔ بہ آن وقت محمد صوفی چریا کوٹی حاضر بود و دے عرض کرد۔ قربانت شوم۔ مریدان خود را بہ این طور حفاظت می کنید۔

بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

در عرس مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ از بمبئی جماعتی از مہمانان بمبئی

بہ سر ہند شریف می رفت۔ بعض افراد عند الذہاب و الایاب در خدمت خیر جہان نیز می رسیدند۔ یک سال بعد العشاء الآخرہ چند نفر بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند خواہش داریم کہ فردا بین الظہر و العصر "ہوٹل کورونیشن" حضرت شما با مخلصین چائے نوش فرمائید۔ حضرت ایشان دعوت را قبول کردند و مخلصین را کہ بہ اندازہ صد نفر از ہند و افغانستان بودند۔ فرمودند کہ آن وقت نزد فتحپوری بہ این ہوٹل برسند۔ بہ صبح آن شب چون بین العصرین حضرت ایشان بہ ہوٹل رسیدند و بر محل جلوس رونق افروز شدند و مخلصین پاکہ نہاد بہ صورت حلقہ نشستند، حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ چشم بند کردہ چند دقیقہ خاموش نشستند و باز بہ حافظ عبد الحلیم دہلوی و بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل خطاب کردہ فرمودند۔ چہ سبب است کہ این جادو طبیعت انقباض پیدا شدہ۔ حالان کہ از من گناہی سر نہ زدہ۔ و باز حضرت ایشان مہمان را طلب کردند و استفسار نمودند کہ از نمایان کدام شخص مصارف دعوت را برداشت کردہ۔ چون دے پیش آمد۔ بہ دے گفتند۔ راست گو

کہ کاروبار سودی کئی "وے اعتراف کرو۔ آن وقت روئے مبارک از فرط مسرت بشگفت و باز ارشاد کردند
 "اے عزیز از عذاب خدا خود را محفوظ کن۔ مال تو حرام است و ما آن را استعمال نہ می توانیم کرد" بہ پہلوئے داعی
 مہین و دیگر نشستہ بود۔ وے عرض کرد حضور اقدس۔ مال من پاک است۔ لہذا این دعوت از جانب
 من قبول فرمائید، فرمودند اگر داعی جمیع مصارف از تو بگیرد تو در پیش من وے راتمام در اہم بدہی۔
 می توانم کہ دعوت ترا قبول کنم چنان چہ داعی دو صدر روپیہ از ایجار ہوٹل و سہ صدر روپیہ از چائے و
 شیرینی و فواکہ و دیگر اشیاء از وے در پیش حضرت ایشان قبض کرو۔ و باز حضرت ایشان بہ شفقت داعی
 اول را فرمودند۔ با خادمان ما تو ہم در دعوت شریک شو نصیحت و شفقت حضرت ایشان ویرا آن
 قدر متاثر کرو کہ از چشمان وے سیل اشک جاری شد۔ و بہ عاجزی عرض کرد حضور اقدس مراد غلامی
 خود قبول فرمائید چنان چہ آن نیک بخت بر دست حق پرست حضرت ایشان توبہ کرد و در صہف
 مریدان خیر جہان درآمد۔ **هَنْيئَالَهُ ثُمَّ هَنْيئَالَهُ**۔ چار سال می شود کہ فرزند پسرش نزد عاجز آمد و گفت
 فضل پروردگار است کہ ازان روز مبارک از کاروبار سود مایان محفوظ استیم۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ**
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضٰی عَنْهُ۔

بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ برائے ملاقات نزد عاجز آمدند و ذکر
مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کردند۔ گفتند مرا ایام جوانی
 بود، از مردمان ذکر حضرت ایشان می شنیدم۔ روزے بہ دلم گزشت کہ زیارت ایشان بکنم و بینیم کہ چون
 اندر ان آیام بہ طلب علم مصروف بودم۔ با دوسہ طالبان علم حاضر شدم۔ حضرت ایشان در عمارت دروازہ
 نشستہ بودند۔ بواب اطلاع داد۔ و حضرت ایشان مایان را طلبیدہ و حاضر شدہ پیش روئے حضرت
 ایشان نشستیم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند "اے عزیز تو دیدی کہ چونم، حالارخصت ہستی
 برود پروردگار ترا بخیریت دارو" این واقعہ را بیان کردہ مولوی صاحب برائے حضرت ایشان دعا
 کردند۔ **رحمہ اللہ ورضی عنہ**۔

ایشان از واعظان شیرین بیان بودند چون کہ مسلک ایشان بیونہی
مولانا احمد سعید دہلوی بود ازین وجہ با عاجز چندان ارتباط نہ داشتند۔ بہ روز چہارشنبہ ۲ صفر
 ۱۳۷۶ھ (۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء) قبیل الغروب با جماعتی از رفقا بہ خانقاہ شریف آمدند و با عاجز ملاقات
 کردند۔ ایں آمد ایشان بہ خانقاہ شریف اول آمد بود و ملاقات ایشان با عاجز اول ملاقات بود چون کہ
 عاجز در این آمد و در این ملاقات تصرّفی را از حضرت ایشان قدس سرہ می یابد لہذا این فصل ثالث را

براین بیان ختم می کند و کلامی که گفته شده بجنسہ نقل می کند۔

بعد از نماز شام این عاجز با مولانا مصروف کلام شد چون کہ ملاقاتِ اول بود از احوال و اشغال یک دیگر استفسار کرده شد و بہ ہمان وقت کتاب ”بزمِ خیر از زید و جوابِ بزمِ جمشید“ را دفتری جزو ہاستہ و درست کرده آورد و در یک کُنجِ غُرفہ آن را نہاد۔ مولانا پرسیدند این چہ کتاب است۔ عاجز گفت ع می تراود آنچه در آوند من است

گفتند خواہش مطالعہ دارم، گفت، مطالعہ را دو نوع است۔ یکے از بہر دید، دیگرے از بہر سنجید۔ اگر مطالعہ شما از نوع اول باشد پس شما را اجازت است، کتابے بگیرید۔ و اگر از نوع دیگر باشد پس عاجز بہتہ خود تقدیم خواہد کرد، مولانا بعد از تفکرے گفتند مطالعہ از نوع دیگر خواہد بود۔ و عاجز بہ ایشان کتاب داد، فی ما بعد عاجز در احوال مولانا انقلابے یافت۔ ایشان را با حضرت سیدی الوالد تعلقے و ارتباطے پیدا شد۔ بعض افراد را برائے بیعت نزد عاجز فرستادند و اکثر نزد عاجز می آمدند و اظہارِ مسرتہا می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

محمد شاہ گفتمہ | محمد شاہ مخلص افغانی بود۔ بہ آواز بلند و سوز دل پیش خانہ حضرت ایشان در کوثر از اشعار خود اچاناً می خواند۔ عاجز بعض اشعار را نقل می کند۔

سگ کوچہ از شیران خوش است	ز باغ ارم خاک اودل کش است
بنہ سر برین خاک اے خاکسار	کہ فردا ز عصیان نہ سوزی بہ ناز
شدہ ضرب ادہمچو سوط عمر	کند نقش در دل زایمان اثر
طریقش بود مسلک حق پسند	برو فخر دارد شہ نقش بند
دلیل ہمہ اہل عرفان از دست	فروغ ہمہ اہل عرفان از دست
دلان را بہ انوار آراستہ	بہ چوب انتقام از لعین خواستہ
دل پیر ما صنّع ربّ جلیل	اگر بیت باشد ز صنّع خلیل
یکے صنّع خالق یکے از بشر	کد اش بود خوب اے خوش سیر
دل عارفان عرش یزدان بود	کجا عرش با فرش یکسان بود
چو درون رقم خیر زد درنگین	شدہ خیر در خیر تا یوم دین
برین خیر ہر کس کہ دل بستہ شد	ز شرّ دو عالم ہمان رستہ شد

نغمہ ہجران | بہ شب جمعہ ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ از لرزہ ہائیکہ تمام شہر کوثر مسمار شد و خلق

خدا بہ شہادت رسید۔ درین ہائیکہ عظیمہ و کارنامہ الیمہ حضرت والدہ ماجدہ و عزیزانِ پاک نہادانِ عزیز ازجان ابوالجہد
عبدالرحمن و عائشہ وزینب اولاد حضرت برادرِ کلان و از مخلصین احمد نواز سربریدہ و سلیمان خروٹی رحلت نمودند
رحمہم اللہ و رضی عنہم۔ اثرے کہ ازین حادثہ برعاجز شد صورتِ نعمۃ ہجران گرفت۔ چونکہ کوثر مصیف حضرت
ایشان بود ازین جہت ذکر مبارک حضرت ایشان آمدہ عاجزان بیان برنخے رامی نویسد۔

بود شیخ نقشبندان را مصیف	کو بہ عرفان بد مجتہد را ردیف
داشت از گردون محی الدین لقب	مولدش دہلی و فاروقی نسب
با کمال و مد عریق اندر کمال	چون مجتہد داشت جد بے مثال
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است	وز گمان من مقاشش بر تراست
یک نگاہش زندہ کرد صد قلوب	یک دیش از زندبان شستہ ذنوب
چون نہ دار دتاب و صفش را زبان	زان نویسم خادانش را بیان
طالبان را ہر چہ باشد از کمال	بر علو کعب اتاذ است دال
خادمان شان بہ سوز و درود	ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
آہ وزاری بود ایشان را شعار	عشق حق می داشت شان را بقرار
از شراب معرفت ہمیش بدند	دب اشعث را مثال خوش بدند
گریکے از سوز آہ می کشید	دیگرے را مرغ جانش می پرید
گریکے را چشم بودے اشکبار	دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید	دیگرے از وجد جامہ می درید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر	ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
ہر یکے بہ ہوت گشتے از جمال	محو اندر ذات پاک ذوالجلال
بے خبر گشتے را اخبار جہان	با خبر گشتے را اسرار نہان
گر تو می دیدی جمال انجن	کلب حیرت می گزیدی در دہن
می گزشت اندر دلت چندین سال	برزبان حال رفتے این مقال
این گردہ انس بنیم یا ملک	یا قمر را با نجوم اندر فلک

لے در صحیح مسلم از ابو ہریرہ روایت است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ رَبِّ اشْعَثْ مَدَّ قَوَّعٍ بِالْأَبْوَابِ
لَوْ أَقْتَمَ عَلَى اللَّهِ لَابْرَأَ۔

قرن چون ربع عشر شد اولین
یا منم در قرن اول چیت این
ہیچ گاہے من نہ دیدم مردان
زین نظم با این صفت اندر جهان
گفت پیغمبر کہ مردان خدا
دیدن شان یا در حق بخشد ترا
بس ہمین تعریف نیکان آمدہ
بس ہمین توصیف مردان آمدہ

ختم سازم وصف شان بر این کلام
تا کہ قول مصطفیٰ یا بدختام

زین اُقوال | حضرت ایشان قدس سرہ بر رسالہ عقد الالہی نوشتہ اند۔

قال عمر رضی اللہ عنہ زلوا انفسکم قبل ان توزنوا وحاسبوا قبل ان تحاسبوا
فانہ اھون علیکم فی الحساب عدلاً ان تحاسبوا انفسکم وتزینوا للعرض الاکبر یومئذ تعرضون لا تخفی
منکم خافیۃ، ویلی وویل امی ان لم یرحمنی ربی۔ وقال عمر اللہم انی اعوذ بک ان تلخذنی علی غرۃ او تدرنی
فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ اللہم اعصمنا بحبلک وثبتنا علی امرک عن حارثۃ بن النعمان رفعہ۔
مناولۃ المسکین تقی مینۃ السوء، یا حازم اکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فانہا
کنز من کنوز الجنۃ۔ حازم بن حرملۃ الاسلمی رفعہ عن عبد قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قل۔ اللہم اجعل سریرتی خیراً من علائقتی واجعل علائقتی حسنة۔ قال عمر۔
نظرت فی هذا الامر فجعلت اذا اردت الدنیا اضرب بالآخرۃ، واذا اردت الآخرۃ اضرب بالدنیا،
فاذا کان الامر هكذا، فاضرب بالقاءنیۃ، من خلصت نیتہ کفاه اللہ عزوجل فابینہ و بین
الناس، ومن تزین للناس بغير ما یعلم اللہ من قلبہ شانہ اللہ، وجالسوا التوابین فانہم ارق شئ
افئدة۔ وصليت خلف عمر فسمعت حنینہ من وراء ثلاثۃ صفوف۔ قال مسروق کفی
بالمرء علماً ان یحشی اللہ وکفی بالمرء جهلاً ان یعجب بعلمہ۔ والمرء لحقیق ان یکون لہ
محاسن یخلو فیہا یتذکر ذلوبہ و یستغفر عنہا۔ لا تعترض فیما لا یعنیک واعتزل عدوک
واحفظ من خلیک الامین فان الامین من القوم لا یعاد لہ شئ۔ ولا تصحب
الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک۔ واستشرفی امرک الذین
یحشون اللہ عزوجل۔ قال عبد اللہ۔ ما منکم الا ضیف وماله عاریۃ فالضيف
(باقی بر صفحہ ۳۷۷)

لہ ابن ماجہ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوا بَلٰی
یَا رَسُولَ اللہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِینَ اِذَا رَأَوْا ذُکْرَ اللہِ۔
لہ ابن تحریر مبارک تعلق بہ صفحہ ۳۷۶ دارد۔

فصل چہارم

در

ملفوظات حضرت ایشان

چہ خوش گفتہ اند و در رہا سفتہ اند

حرفے کہ ازان دہن برآید
 بدست چو آن سمن برآید
 در جلوه گہ غرام نازت
 در دل نگہ تو مست خواب است
 خط حلقہ بہ گوش روئے یار است
 گل کرد عشق خط آخر
 مردیم و نہ مرد آتش عشق
 در سینہ ہمین خلد ہمانا
 در ظل عمر اگر رود خیر
 دژے است کہ از عدن برآید
 فریاد ز انجمن برآید
 نرین دمند و سمن برآید
 وز دیدہ نفس زتن برآید
 این سبزہ کے از چین برآید
 از خاکم بوئے عنبر آید
 دودِ دلم از کفن برآید
 خارے کہ ز پائے من برآید
 از نیچہ اہر من برآید

ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد ترکی ساکن اولان رباط از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت و
 اجازت بود، روزے در کوٹہ می گفت کہ حضرت ایشان شعرے را از پنج کتاب و گلستان می خوانند تا محسوس
 می کنیم کہ نوبت اول آن شعر را شنیدہ ایم۔ حالانکہ صد بار آن شعر از نظر گزشتہ و بر زبان آمدہ و این تلاوت و
 کیفیت اثر خواندن حضرت ایشان است۔ ملا صاحب رحمہ اللہ درست گفتہ و واقعہ ہمین بود کہ بیانش
 خود حضرت ایشان در شعر اول: "حرفے کہ ازان" الخ۔ کردہ اند۔ برائے اصحاب قلوب در ہر لفظ لذت ہارومی نمود
 بلکہ مصداق: "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" می بود۔ حضرت اُسید بن حُصَیر رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن
 مجید کرد و از آسمان برائے استماع قرآن مجید ملائک نزول فرمود چنانچہ در فصل دوم بیانش گزشتہ، وہاں قرآن مجید
 و فرقان حمید است کہ برائے کم نصیبان مستوجب لعنت می گردد و "رَبِّ تَالِیْ تِلْوَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُ"
 بروے صادق می آید۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرار شد۔

ملفوظات حضرت ایشان را شخصے جمع کرده است آن حاجی رضا الیزری بود کہ از ملک دین آخر ناوہ
 بودہ۔ وے عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود۔ ہر سال شش ماہ خدمت می کرد۔ مرد ناخواندہ بود۔ نوشتن
 الف با آموخت و برائے خود رسم خطے اختراع نمود، ہر چہ می شنید علی الفور آن را بہ قید کتابت می آورد۔ ہر
 سال یک دفتر کبیر و ضخیم مہیامی کرد و ارشادات حضرت ایشان را در آن می نگاشت، و بہ اوقات فراغ
 آن را می خواند و لطفہای برداشت۔ حضرت برادر کلان تحریراتش را بہ خوب وجہ می خواندند۔ این عاجز نیز
 قدرے واقفیت پیدا کردہ بود۔ اگر آن دفاتر ملفوظات پیش عاجز بودے فوائد بسیار نقل شدے افسوس
 صد افسوس نہ آن عاشق و شیدا ماند و نہ دفاترش۔ **لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ**۔ ہر چہ عاجز یاد دارد
 یاد یادداشت ہا قلم بند کردہ بود می نگارو، واللہ ولی التوفیق۔

۱۔ می فرمودند از یک صد سال در ہندوستان ظہور فساد بسیار شدہ، از تالیفات این دور خود را
 دور دارید۔ و بر مسلک متقدمین ثابت قدم مانید۔ عاجز گوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان
 خود می فرمودند۔ **مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فليستن بمن قد مات فان المحي لا قوم عليه الفتنة** الخ۔ کہما فی
 المشكاة۔ یعنی ہر کہ می خواہد کہ بر راہ راست رود باید کہ اختیار کند راہ کسانے را کہ از دنیا سفر کردہ اند زیرا کہ
 زندگان از رفتہ و ابتلا محفوظ نیند۔ الخ

۲۔ در دہلی یکے از ہندیان اجازت خواندن کتاب "مناجات مقبول" طلب کرد۔ فرمودند ما نمیدانیم
 کہ این کتاب را کدام شخص تالیف کردہ۔ کتاب ہائے را کہ ائمہ مایان جمع کردہ اند بخوانید۔ مثل حصین از
 امام جزری و حزب اعظم از ملا علی قاری۔ از صدہا سال این کتاب ہا مروج اند و علماء دین آن را پسند کردہ اند۔
 عاجز گوید کہ کتاب حصین عجب جامع کتاب است۔ آن ہمہ افکار مبارکہ را کہ بہ اوقات مخصوصہ
 تعلق دارند امام محمد جزری بہ نہج خوب جمع کردہ است۔ اگر کسے آن ادعیہ ماثورہ را یاد کند در ہیچ وقت از
 اوقات بے ذکر نہ ماند و از جمیع آفات و نوائب محفوظ ماند۔ در ہندوستان جناب مولانا فضل رحمن
 گنج مراد آبادی قدس سرہ از اکابر مشائخ نقشبندیہ بودہ اند۔ یکے از علماء غیر مقلدین بہ خدمت ایشان
 رسید۔ نامش مولوی ابراہیم بود۔ جناب مولانا بہ وے گفتند۔ مولوی صاحب شما عامل بالحديث ہستید عرض
 کرد۔ الحمد للہ کہ من از عالمین بالحديث می باشم۔ فرمودند۔ نشانم دهید کہ سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم
 بہ وقت خواب کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند کہ این وقت یاد نہ دارم۔ فرمودند۔ وقتے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ بر می آمدند کدام دعای خواندند۔ مولوی صاحب گفتند یاد نہ دارم۔ جناب مولانا بعض
 ادعیہ آخری را استفسار کردند کہ بہ اوقات مخصوصہ تعلق دارند و مولوی صاحب ہمہ را جواب بہ یاد نہ دارم آند۔

جناب مولانا بہ آخر فرمود۔ مولوی صاحب۔ شمایان صرف احادیث اختلافی را یاد گرفته اید۔ و احادیثی را کہ تعلق بہ اختلاف نہ دارند بہ طاقِ نسیان گذاشته اید۔ آیا این عمل بالحدیث است۔ این واقعہ را مولانا سید مناظر حسن در کتاب تدوین حدیث بر صفحہ ۳۳۹ نوشتہ اند۔ حضرت مولانا قدس سرہ چہ کلام درست فرمودہ۔ جزاۃ اللہ خیرا۔ اگر مولوی ابراہیم حصین را مطالعہ کروے این گوئے رسوائہ شدہ۔ در ہندوستان اساس غیر مقلدی مولوی اسماعیل پسر عبدالغنی پسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہادہ است۔ پدرش اصغر برادرانِ خود بود و اکبر برادرانِ شاہ عبدالعزیز محدث بود و پسر شاہ رفیع الدین، پسر شاہ عبدالقادر پسر وے اعنی عبدالغنی۔ در رسالہ ارواح ثلاثہ بر صفحہ ۹۴ نوشتہ است۔ کہ چون مولوی اسماعیل ابترائے رفع یدین فی الصلاۃ کرد و ردی شوری پیدا شد۔ شاہ عبدالعزیز برادرِ خود شاہ عبدالقادر گفت کہ اسماعیل را نصیحت کنید کہ سببِ فتنہ نہ گردد۔ شاہ عبدالقادر بہ مولوی محمد یعقوب کہ نواسہ شاہ عبدالعزیز بود گفتند کہ محمد اسماعیل را بگو کہ رفع یدین را بگزارد تا در عوام فتنہ پیدا نہ شود۔ محمد یعقوب کلام ایشان را بہ محمد اسماعیل رساند۔ وے گفت اگر نظر بر فتنہ عوام داشتہ شود، حدیث "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ كَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ" را چہ مفہوم بود۔ محمد یعقوب جواب محمد اسماعیل را بہ شاہ عبدالقادر رساند جناب ایشان فرمودند "بابا۔ ما خیال می کردیم کہ اسماعیل مٹا شدہ است لیکن وے از فہمیدن معنی این یک حدیث ہم قاصر مانده۔ این حکم دران وقت است کہ در مقابلِ سنتِ خلافِ سنت بود و در مانحن فیہ مقابلِ سنتِ خلافِ سنت نیست بلکہ سنت دیگر است۔ اگر رفع یدین سنت است ارسال ہم سنت است" محمد یعقوب بیان کرد کہ من این ارشاد گرامی بہ محمد اسماعیل رساندم و وے ساکت ماند۔ جناب مولانا نے گنج مراد آبادی و شاہ عبدالقادر چہ کلام درست گفتہ اند و حقیقت امر را واضح کردہ اند، فجزاہما اللہ خیرا الجزاء و وفقنا لمرضاتہ۔

۳۔ روزے در دہلی پیش حضرت ایشان بعض افرادِ قباحت فسق و فجور را بیان کردند حضرت ایشان فرمودند۔ شمایان از کوتاہی اعمال نالان ہستید کہ فلانی نماز نہ می خواند و فلانی گرفتار فسق و فجور شدہ، و مرا فکرِ ایمان و اعتقاد آزرده خاطر ساختہ است، می بینم کہ ایمان یوفا یوئارو بہ انخطاط دارد، بیشتر افراد گناہ را گناہ نہ می دانند۔

۴۔ روزے حافظ منیر الدین عرض کرد۔ درین روز ہا فسق و فجور را رواج تمام شدہ است۔ حضرت ایشان آن وقت سر بہ جیب انداختہ شمالِ رُویہ نشستہ بودند، بعد از چند دقیقہ سربارک برداشتہ بہ حاضرین حلقہ خطاب کردہ فرمودند "لے عزیزان، منیر الدین از فسق و فجور نالان است و من

ظلمات کفر را می بینم که از افق سر بر آورده است، و قتی که کلمہ از افق فرمودند هر دو دست مبارک را برداشته به جهت شمال اشاره کردند۔ این واقعہ غالباً در ۳۳۸ھ بوده۔ بعد از بستی و ہشت سال در ۳۶۶ھ خلق خدا بہ چشم سر دید کہ از دہلی تا حدود کشمیر در علاقہ صد ہا میل چہ قدر خلق خدا کشتہ شد و چہ قدر راہ کفر و ارتداد اختیار کرد۔

بِشَيْءٍ هَذَا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ يَمْدٍ اِنْ كَانَ فِي الْقَلْبِ اِسْلَامٌ وَ اِيْمَانٌ

۵۔ روزے فرمودند "از صلحائے اُمت و اصحاب قلوب زمانہ خالی شدہ است و اہل غفلت را اعتنائے بہ دین نہ ماندہ۔ می ترسم کہ احوال قلب نسیاً منسیئاً نہ شود۔ بر اظاہر می شود کہ بعد از ما آن افراد را ولی خواہند پذیر داشت کہ بہ روز با مسلمانان نماز خواہند گزارشت و بہ شب در تماشا ہا مصروف خواہند بود، یعنی چون بہ خلوت می روند آن کار دیگری کنند۔ مصداقِ حالِ ایشان خواہد بود۔ وَقَدْ ظَهَرَتِ الْاَثَارُ قَبْلَهُ الْمَفْزَعُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهِ۔

۶۔ فرمودند۔ دورِ انحطاط است۔ ایمان را محفوظ داشتن آنچنان دشوار شدہ کہ کسے انگرہ را در دست خود نگاہ دارد۔ سابقین ریافتہا و جلہ کشی ہا می کردند۔ اندرین آیام بر فرضِ خدا قائم شدن و از حرام اجتناب کردن و با خلق معاملہ درست داشتن کارِ عظیم است۔ کسے کہ برین امور پابند باشد راہ نجات را دریافتہ۔

۷۔ می فرمودند از مجالس و اعطان و حلقاتِ پیران خود را دور دارید، و بہ ظہورِ احسن نوشتہ اند۔ با بزرگانِ این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔

۸۔ روزے فرمودند۔ اے عزیزان ملاقات ما با شما یانِ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ در جناتِ عالیہ خواہد شد۔ عاجز گفتم۔

پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی	در ریاضِ قدس باشد دی و قار
خادمان را دستگیر بہا کت۔	روزِ محشر آن شبہ والا تبار
مخلصانِش در بہشت آیند کل	فوج در فوج و قطار اندر قطار
از مسلمانان الہی ہر یکے	داخلِ جنت شود بے انتظار

۹۔ روزے شخصے بد عقیدہ پیش روئے حضرت ایشان اتاد، بہ حاجی ملا احمد خاں مٹھیل فرمودند تکلیفے کہ از قرب بد عقیدہ بہ من می رسد، از قرب بے نمازی نہ می رسد۔ ہر وہ، این شخص را از پیشم دور کن۔

- ۱۰۔ فرمودند از صحبت پنج افراد اجتناب کنید زن، امرو، امیر، بدعتی، فاسق۔
۱۱۔ فرمودند ہر مسلک حضرات قائم باشید و از مجالس و اعطان خود را دور وارید و از صحبت صوفی

نا تمام پیران نیز بد۔

- ۱۲۔ فرمودند۔ در راہ طریقت، زندہ پیر خود را گزاشتن و بہ دیگرے پیوستن بسیار خطرناک است۔
۱۳۔ فرمودند بہ طورے کہ جامہ چرک رنگ جیل را قبول نہ می کند، همچنان اصلاح مرید غیر دشوار است۔
روئے تختہ اگر صاف می باشد اصلاح را قبول می کند۔ تختہ سیاہ چہ اصلاح پذیرد۔
۱۴۔ کسانے کہ وابستہ بہ سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ می بودند اگر برائے استفادہ حاضری شدند می فرمودند۔ بر بیعت خود قائم باشید و مشغول کار شوید۔

- ۱۵۔ فرمودند۔ شمایان برابے پیری و مریدی عنوانہا ساختہ اید۔ کسے خود را قادری می گوید کسے چشتی کسے سہروردی کسے نقشبندی، اگر در خانہ دل یا دیک پروردگار جل شائہ دارید ہر عنوان را شایانید و اگر خانہ دل از یاد پروردگار خالی است ہیچ نیست۔

سعدی بشوئی لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است

- ۱۶۔ فرمودند۔ خوبی و وظیفہ آن است کہ ہیچ وقت از روز و شب و موسمے غیر بہ دل راہ نہ یابد۔
۱۷۔ مدارِ صحت جسم بر سه چیز است کہ غذا الطیف باشد و در جسم مادہ فاسدہ نہ باشد و از اشیائے ضارہ اجتناب کند، همچنان مدارِ صحت قلب ہم بر سه چیز است۔ اعمال صالحہ کہ بمنزلہ غذائے قلب و روح است، و اجتناب از اخلاق رذیلہ مثل بغض و کبر و غیرہ کہ بمنزلہ مواد فاسدہ اند و اجتناب از گناہان۔
۱۸۔ بہ مولوی امام الدین جالندھری فرمودند۔ تصوف آن است کہ مکروہات شرعیہ بہ منکر نہ مکروہات طبعیہ شوند۔

- ۱۹۔ بہ مناسبتے حکیم حافظ محمد اجل خان طبیب شہیر و ڈاکٹر مختار احمد انصاری نظامی کبیر و مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی وغیرہم را دعوت طعام فرمودہ بودند کسے تذکرہ امیر حبیب اللہ خان شاہ افغانستان کرد۔ فرمودند۔ "امیرے کہ مادر بغل خود داریم تا این زمان منقادہ شدہ است ما امیر کابل را چہ کنیم"

- ۲۰۔ مولوی احمد سعید لیسر عصمتہ اللہ سرحدی چیزے عرض کرد۔ فرمودند۔ "آواز بلند بگو تا بہ فہم آید۔ عرض کرد۔ از ہیبت شما آواز بلند نہ می شود۔ فرمودند۔ از آن ترس کہ مارا و ترا زیر و زبر کنندہ است۔
۲۱۔ شخصے عرض کرد کہ فلانی ریش خود را خلق می کند۔ اگر حضور والا بہ وے نصیحت فرمایند یقین

دارم کہ دے ازاں عمل باز آید۔ فرمودند: بَرِّمَلا گفتن سودے نہ دار دُبلکہ کروارے باید کہ دیگرے را متاثر کند۔
۲۲۔ فرمودند۔ مابندگان خدا را راہِ عمل نشان می دہیم و بہ تدریج ایشان را سودے منزل می بریم۔
از وجہ ترین و مداومت ایشان ثابت قدم می شوند و اعمال حسنہ برائے ایشان سہل می شوند بلکہ بمنزلہ طبیعت
ثانیہ می گردند۔ و جماعت و عاظر را گفتار بسیار است نہ کردار۔ دیگران را پُرمی گویند و خود تہی می مانند۔ مارا
قول قلیل است آتاسعی کثیر، وَاللّٰهُ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ السَّبِيلِ۔

۲۳۔ در میرٹھ چند ماہ قیام حضرت ایشان بود۔ روزے در صحن اقامت گاہ نشستہ بودند۔ و پیش
روئے مبارک رتقص بعض پرندہا بودند۔ و مخلصین همچون ہالہ حضرت ایشان را مخاطب بودند۔ ناگاہ سر
مبارک برداشتہ فرمودند۔ پیش روئے من در قفص پرندہا اند من آنہا را بہ چشم سرمی بینم و کسانے کہ
پس پشت من نشستہ اند احوال و وظیفہ ایشان ہم مثل این قفص در نظر من است۔ و ذلک من فضل اللہ علینا۔
عاجز در فصل سوم در بیان سید احمد حسین بیان کردہ است کہ دے در شہر لونا چند روز در صحبت
ملائے بداعتقاد نشست، حضرت ایشان از کوٹہ بہ دے نشستند۔ در وظیفہ تو کہ درت بہ نظری آید،
آیا نزد بدعقیدہ افراد می نشینی؟ مولوی بخش اللہ دہلوی در کتاب خود بر صفحہ ہشتاد نوشتہ: چون حضور بہ
کوٹہ تشریف می بردند، اینجا اگر در وظیفہ خدام فتورے واقع می شد فوراً تنبیہ می فرمودند و می نوشتند کہ
در وظیفہ تو فتورے راہ یافتہ۔ راقم الحروف مشاہدہ کردہ کہ برائے ادراک احوال باطن فاصلہ کوٹہ و دہلی برائے
حضرت ایشان چیزے نہ بود۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست قبضہ آتش جز قبضہ اللہ نیست

صفائے قلب حضرت ایشان بہ حدے بود کہ عکس افعال خدام بر آئینہ قلب مبارک ظاہری
شد اگر خواہی در محفل مبارک می شد، همان دم احوال اضطراب و پریشانی آن خادم بہ صورت مثالی
ظاہری شد و اظہار آن می فرمودند۔

۲۴۔ نوبتے مولوی بخش اللہ را کمزوری و خشکی و ماغ عارض شد۔ فرمودند: وظائف شریفہ را برائے
چند وقت ملتوی کن و بہ تفریح خود را مشغول دار۔ و بعد از شش ماہ مشغول وظائف گردند۔

۲۵۔ شخصے از لاہور بہ دہلی رسید و بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ من بہ مزار پُر انوار حضرت
علی بن عثمان ہجویری معروف داتا گنج بخش قدس سرہ حاضر شدہ این وظیفہ شریفہ می خوانم و بیان آن وظیفہ
کرد، و وقتے نہ می گزر د کہ صورت مبارکہ حضرت داتا گنج بخش بر من ظاہری شود۔ و مرا از خودی بایاد
واحوال جذب بر من طاری می شود۔ من آثار جذب را در حواس خود مشاہدہ می کنم۔ حضرت ایشان

فرمودند۔ این وظیفہ شریفہ را بگزار و این وظیفہ کہ ما بہ تونشان می دہیم بخوان (وظیفہ بہ دے تعلیم کردند) ان شام اللہ احوالِ جذب پیدا نہ خواہد شد، و اگر صورتِ حضرت داتا گنج بخش ظاہر شود، عرض کن کہ من بہ دہلی نزد خادمِ شمارتہ بودم و دے مرا این وظیفہ تعلیم کردہ است۔ ان شام اللہ حضرت داتا گنج بخش ازین کلام خوش می شوند و احوالتِ درست خواہد شد۔

۲۶۔ نوبتِ در محفلِ میلادِ مبارک بعد از بیانِ کردنِ احوالِ مبارک استماعِ کلامِ الہی می کردند۔ چون از حلاوتِ کلامِ پاک سرشار شدند فرمودند: "تَوَالیٰ چیت۔ حق تعالیٰ می فرماید، وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ، وَتُزَانُ مَبِينٌ۔ و ماویرا شعر نیا موعتیم و نہ سندر خود اورا شعر گفتن، آنچه ادبی آورد نیست آن گریادے از خداوند و قرآنے آشکارا"

۲۷۔ غلامِ اکبر معروف بہ اکرم ولدِ محمد ایازا تخیلِ کٹوازی عرض کرد، من بہ پانی پت رنتم و نزد مزارِ حضرت قلندرِ مراقب شدم و برائے ترقیِ مملکتِ افغانستان عرض کردم۔ حضرت بہ روز دوم فرمودند "ان شام اللہ مملکتِ افغانستان ترقی خواہد کرد" حضرت ایشان بعد از استماعِ این مکاشفہ فرمودند۔ "وقتے کہ حضرت امام مہدی ظہور خواہد کرد" و باز بہ غلامِ اکبر گفتند "آیا حضرت قلندرِ اضافہ این قید نہ کردہ بود" از استماعِ این قولِ بر غلامِ اکبر کیفیتے روداد کہ از خود بے خبر گشت و در اہلِ حلقہ گرمی و تاثیر ظاہر شد۔

۲۸۔ روزے بہ عاجز گفتند۔ غلامِ اکبر را بگو کہ بہ مزارِ پُرانوارِ حضرت سید السادات (نور محمد بدایونی) رفتہ سلام مرا عرض کند و آنچه حضرت ایشان ارشاد فرمایند آمدہ بما بگوید۔ عاجز بہ غلامِ اکبر خبر بہ رساند، آن پاک دل و صاحبِ عزیمت علی الفور روان شد۔ بعد از ساعتے حضرت ایشان عہ طلب کردند و بہ مزارِ پُرانوارِ حضرت سید السادات تشریف بردند۔ غلامِ اکبر آنجا مراقب بود۔ بعد از عرضِ سلام و قرأتِ سورۃ ملک حضرت ایشان نیز مراقب شدند و تا دیر مراقب ماندند، چون از مراقبہ فارغ شدند۔ رُوبہ غلامِ اکبر آوردہ فرمودند۔ دیدی کہ حضرت ایشان چہ عنایات و نوازشات فرمودند۔ غلامِ اکبر گفت۔ بلے حضرت دیدم و بہ وجد درآمد و سیلِ اشک از چہمان دے روان شد۔

۲۹۔ روزے غلامِ اکبر عرض کرد کہ من بر مزارِ پُرانوارِ حضرت یعقوب چرنخی در حصارِ شادمان حاضر شدم حضرت اقدس فرمودند کہ اللہ الصَّمَد را وظیفہ کن۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ محجرِ مبارک رفتہ از حضراتِ کرام دریافت کن۔ غلامِ اکبر رفتہ مراقبہ کرد و آمدہ عرض کرد کہ حضراتِ کرام نیز تا بیدارین قول می فرمایند و قتیکہ غلامِ اکبر بہ محجرِ مبارک رفتہ بود حضرت ایشان نیز مراقب شدہ بودند چون دے مکاشفہ

خود عرض کرد: فرمودند: ”نزد من تعبیر این است کہ سورۃ اخلاص کلاً بخوانی“ عاجز گوید این ارشاد گرامی،
الہام حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ را یاد می دهد شاہ عبدالغنی در رسالہ ”ہوالغنی“ ذیل رسالہ ”مقاماتِ
منظری“ بر صفحہ یک صد و پنجاہ دو نوشتہ اند۔ روزے گفتیم۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئاً لِلّٰہِ۔ الہام
شد بگو۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَیْئاً لِلّٰہِ۔

۳۔ مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری بہنشی احمد حسین دہلوی گفتند۔ اگر رضامندی
پیر کامل حاصل شود، از قلب پیر بر قلب مرید اثرے بلکہ عکسے ظاہری شود و کار بہ وجہ آسن انجام می یابد۔
احمد حسین این قول را در سویدائے قلب محفوظ کردہ بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان تبسم کنان ویرا
دیدہ فرمودند، احمد حسین محبت صرفہ کار را بہ انجام نہ می رساند، عمل ہم در کار است۔ پیر کامل برائے مرید
ممتکا است بہ منزله عصا برائے اعلیٰ۔ یعنی اعلیٰ را عمل رفتن است و عصا را آگاہ کردن از مواضع خطر۔

۳۱۔ روزے احمد حسین خیال کرد کہ از ناغہ کردن ذکر قلبی بدمزگی پیدامی شود نہ از ناغہ کردن ذکر
لسانی۔ وے این خیال را گرفتہ بہ خدمت مبارکہ رسید حضرت ایشان ویرا دیدہ بہ محبت فرمودند احمد حسین
بیا۔ آیا چیزے از قرآن مجید یاد داری؟ عرض کرد۔ بلے یاد دارم۔ فرمودند۔ بخوان، وے چیزے خواند۔
حضرت ایشان بہ دوران تلاوت چند بار کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک راندند و بہ این طور ویرا آگاہ
کردند کہ ہر عضو را در ذکر پاک پروردگار جل شانہ مصروف باید داشت۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْتُورًا۔

۳۲۔ ہیبت حضرت ایشان برا احمد حسین مستولی بود، روزے در خانہ خود چون از وظیفہ شریفہ
فارغ گشت مناجات کرد۔ الہی پیر مرا بر من مہربان کن۔ و باز بہ خدمت مبارکہ رسید، چون نظر فیض اثر
حضرت ایشان بروے افتاد۔ فرمودند۔ اے عزیز احمد حسین بیا، بیا۔

نزد من محبت بہ شیرین ادا بفرمود وے را عزیزم بیا

۳۳۔ مولوی بخش اللہ دہلوی مرد صادق المجتہ والا راۃ بود حضرت ایشان بروے لطفہامی
کردند۔ روزے بے وے گفتند۔ ”آیا در دولت آرزوے ماندہ“ عرض کرد البتہ یک آرزو دارم کہ خانہ را
مالک شوم۔ فرمودند۔ آرزوے چہا رگز زمین کردن چہ آرزوے ہست کہ سگ ہم درختے بروے بگروے
عاجز گوید وفات مولوی بخش اللہ بہ روز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۳ء۔ واقع شدہ و
بعد از وصال حضرت ایشان سی و دو سال زندگانی بہ سر کرد و تا وقت آخر مالک خانہ نہ شد۔ رحمہ اللہ۔
۳۴۔ حضرت ایشان بر درقے نوشتہ اند۔ ہر کرا جو ہر قابلیت بہ صحبتہائے فاسدہ خراب شے تدبیر کار

اوجز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریتِ احمر است، دشوار است۔

جز صحبتِ عاشقانِ متانِ مپسند در دلِ ہوسِ قومِ فرومایہ مپسند
ہر طائفہ ات بہ جانبِ خویش کشد چغتِ سوئے ویرانہ و طوطی سقوتد

۳۵۔ و نوشتہ اند۔ در افتادگیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بار خود زیادت می گردانند و گرنہ قصور و فیض الہی نیست۔

۳۶۔ و نوشتہ اند۔ عادتِ انس می شود و انس طبیعتِ سالک را ترکِ نوافلِ عبادات گاہ گاہ از برے ترک استیناس رواست۔

۳۷۔ و نوشتہ اند۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر فرمودہ۔ اِغْبَابُ الزَّيَارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ دَوَائِمِهَا بِلَا حُضُورٍ۔ حضرت رسالت مرا ابوہریرہ را فرمود۔ ذُرِغْبَاتُ تَزَدُ دُحْبَاتًا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم۔ اگر چہ وے اظہارِ کمالِ محبت خود کرد اما اگر متابعتِ امر کردے بہتر بودے۔

۳۸۔ فرمودند۔ در ذکر شریف بردل زور نہ باید داد۔ از زور دادن دل سخت می شود۔

۳۹۔ فرمودند۔ قبل از ذکر شریف بہ عاجزی باید گفت۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو بہت و معرفتِ خویش بہ من عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم خاکے شوم و بہ زیر پائے تو زیم

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم

۴۰۔ فرمودند۔ بہ وقتِ گرسنگی و احتباسِ بول و براز و سحانِ خواہشِ نفسانی و طیفہ شریفہ کردن بے ادبی است و بہ تجربہ مار سیدہ کہ در چنین احوال و طیفہ کردن سبب نقصان و مقرت می گردد۔ و طیفہ شریفہ را بہ سکون و فراغ تمام باید کرد۔

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

عاجز گوید مشکات در کتاب التبیح والتحمید از صحیحین روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے مردم بر نفوسِ خود نرمی کنیذ بہ درستی کہ شما کرد و غائب راندی خوانید بلکه شما شنواید و بینارامی خوانید و او با شماست و آن ذاتِ پاک را کہ شامی خوانید نزدیک تراست بہ یکے از شما یان از گردنِ شتر بے۔ این مبارک ارشاد در سفرے بودہ کہ صحابہ کرام بر شتر ہا سوار بودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز بر شترے سوار بودند و از صحیح مسلم روایت اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا نوشتہ کہ در بامداد ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بامداد گزار داد

نزدوے برآمدوے در مصلائے خود بود و بعد از چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرمود ہی لجاۃ کہ ہنوزوے در مصلائے خود نشستہ بود۔ پس فرمود آیا تو رہمان حال ہستی کہ من بران حال ترا گزاشتہ بودم۔ وے گفت آری رہمان حال ہستم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ہر آئینہ گفتم بعد از تو چہار کلمات راسہ بار۔ اگر وزن کردہ شوند با چیزے کہ امروز تو گفستی ہر آئینہ راجح خواہند شد۔ و آرد کلمات اسن است۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَہٗ عَرِشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔

۴۱۔ صحفے از خواندن درود تاج اسفصار کرو۔ فرمودند اگر مراد از۔ و جبریل بخادمۃ۔ آن است کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا ر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کرد و وحی می رساند پس قباحتے نیست و شائش این است کہ این وقت ما چائے می نوشیم دیک فغان پیر کردہ بہ تو بدیم۔ ما کار ترا کردیم و ما خدمت کریم۔ و اگر مراد از این لفظ آن است کہ جبریل علیہ السلام نو کرد چاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است پس قباحت دارد۔ ملائکہ عظام مکرم اند مایان بر جمیع مرسل و جمیع ملائکہ ایمان آوردہ ایم، تو ہین ایشان کفر است و درین درود۔ دافعُ البلاءِ و البلاءِ و المراضِ و الالہ۔ آمدہ۔ اگر مراد از این کلمات آن است کہ جہان تاریک و پُر آفات بود و از برکت ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلمتہا و آفاتہا دور شد پس درست است و اگر مراد آن باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کنندہ این آفات اند پس نادرست است۔ دافع پروردگار است و سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔

۴۲۔ اچنانما برادران پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم، میریک طائفہ حضرت برادر کلان و میر و گرتائفہ این عاجزی بود۔ از مخلصین بعضے بہ جہت حضرت برادر و بعضے بہ جہت این عاجز روزے تلا صاحب خان قبرانی شعرے خواند کہ دران نسبت بعض حضرات انبیاء علیہم السلام بہ چاکری کردہ شدہ بود حضرت ایشان فرمودند۔ این شعر را نہ خوانی، حضرات انبیاء علیہم السلام واجب التعظیم اند نسبت چاکری کردن سُوئے ادب است۔

۴۳۔ روزے فرمودند۔ در محفل میلاد شریف عند ذکر الولادة المبارکۃ قیام کردن برائے اصحاب قلوب داہل نسبت مستحسن است۔

۴۴۔ یکے از ہندیان نام بعض افراد گرفتہ عرض کرد کہ ایشان در محفل میلاد قیام نہ می کنند فرمودند اگر ایشان قیام نہ می کنند بہ توجہ آفت رسیدہ، تو چرا تعرض بہ ایشان می کنی۔

۴۵۔ یکے عرض کرد۔ حضور دالا، شہاد محفل میلاد قیام می کنید۔ فرمودند۔ ذکر ولادت مبارکہ می شود و دل ما خوش می شود و ما قیام می کنیم و صلاۃ و سلام می خوانیم۔ اگر دل تو خوش نہ شدہ تو بر زمین دراز شو۔ کسے بہ تو نہ می گوید کہ قیام بکن۔

لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدَّيِّ مِنْ سُورَةِ بَيِّنَاتٍ وَأَزْدِهَا
وَقَوَّالَتِ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَتَحَقَّقَ الْهَنَاءُ

۳۶۔ یکے استفسار کرو آیا در محفل مبارک شریف سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف می آورند۔
فرمودند آفتاب برجائے خود است و نور وے بہ ہر جامی رسد۔ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم در مقام
خود اند، برائے اصحاب قلوب و اہل نسبت محب مرفیع می شوند۔ ایشان بہ چشم باطن زیارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔

شَمْسٌ فَضْلٌ تَحَقَّقُ الظَّنُّ فِيهِ أَنَّهُ الشَّمْسُ رِفْعَةً وَالضِّيَاءُ
فَإِذَا مَا ضَعُفَتْ نُورُهُ الظُّلُ لَ وَقَدْ أَثْبَتَ الظُّلَالُ الضُّعَاءُ

۳۷۔ در دہلی یکے از پیر مردان صاف کیش عرض کرد: عجب دور بدعات است۔ بعض افراد
رامی بنیم کہ بعد از سلام دادن نماز دست راست خود را بر سر خود نہادہ و چیزے خواندہ بر روی خود فرو
می آرند۔ حضرت ایشان فرمودند: ابن جزری در کتاب حصن حصین از بزرگوار و طبرانی و ابن السنی نقل
کرده کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ می شدند دست راست خود را بر سر مبارک نہاد
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔ خواندہ دست
مبارک را بر روی مبارک فرو می آوردند۔ آن پیر مرد چون کلام حضرت ایشان شنید عرض کرد۔
”اُن شار اللہ این مبارک دعا را من ہم عامل می شوم“ کلمہ حزن بہ دو وجہ مروی است۔ بہ ضم حا و سکون
زا۔ در سورہ یوسف آمدہ۔ اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ۔ و بہ فتح حا و زاء، در سورہ فاطر آمدہ،
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ۔

۳۸۔ روزے مولوی بخش اللہ حاضر شد و بہ دست وے عصا بود۔ حضرت ایشان عصا را
معائنہ کردہ فرمودند عصا خوبصورت و عمدہ است و باز دست مبارک خود را بر دل مولوی بخش اللہ نہادہ
فرمودند اگر این عصا در درازی تادل بودے خوب تر بودے چہ این مقدار مسنون است و بازار ارشاد
کردند، تعلق ذکر شریف بہ دل است و از دل مالک و مولائے خود را یاد کردن بسیار مفید است
آگاہی۔ عصائے مولوی بخش اللہ بہ یاد آو کہ حضرت ایشان قدس سرہ سالہا سال استعمال عصا کردہ اند
و عصائے حضرت ایشان بہ درازی تا قلب مبارک می رسید، البتہ در وہ سالہائے آخر عصا را استعمال
نہ می کردند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثالش نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

۴۹۔ غالباً واقعہ ۳۳ھ است کہ حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ آن جامع عظیم از مخلصین افغانستان منتظر حضرت ایشان بود۔ روزے بعد العصر ہر دو دست مبارک خود برداشتہ بر روی مبارک بہ نوعی فرو آوردند کہ موہائے ریش مبارک خود را از جانبین حرکت دادند و باز بہ مخلصین فرمودند: اے عزیزان ایام پیری و ضعیفی بر سر رسیدہ، عمر من از شصت و سہ تجاوز کردہ، در اجداد کرام ما قدس اللہ اسرارہم بہ جز حضرت خواجہ محمد معصوم کسے بہ این عمر نہ رسید، وقت سفر من قریب رسیدہ، در ایام جوانی صرف قوتہای کردیم، افراد قلیل تاب تو جہات مامی آوردند، این فرمودہ حضرت ایشان ہوئے کردند و اہل حلقہ بہ سان ما ہی بے آب بر روی خاک غلطان و پیچان گشت۔ عاجز و ناجیہ اتادہ این احوال و اقوال مبارکہ را می دید و می شنید۔ از مخلصین، اصحاب صحو و تمکین را ہم تاب آن توجہ مبارک نہ ماند۔ اگرچہ ایشان بر جائے خود ماندند اما اجساد ایشان بہ رنگ بیدی لرزید۔ آن وقت عاجز را این شعر بوستان سعدی بہ یاد آمد۔

تنم می بلرز دچو یاد آورم مناجات شوریدہ در حرم

۵۰۔ روزے نماز شام در مسجد جامع قندھاریان خواندند و بعد از نماز قدرے آن جا نشستند و باز خرامان خرام بہ خانہ تشریف آوردند، پانزدہ یا بست نفر از مخلصین پاک نہاد و اصحاب نسبت در رفاقت بودند۔ چون بہ مستشفی النساء کہ در وسط طریق بود حضرت ایشان رسیدند پاک نفس محمد علی بشورید و بہ آواز بلند این دو شعر خواند۔

اولیا رہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ
عدا را سوئے مشتاقان نگاہے پیالے گر نہ باشد گاہے گاہے

حضرت ایشان بہ عجب انداز شفقت و مرحمت فرمودند۔ اے عزیزان کہ دورت اخلاق زوہلہ عاجز است ورنہ در تو جہات و فیوضات قصور نیست۔ چون لفظ قصور نیست، فرمودند بر قے از فیوضات الہیہ بر خرمن دلہا افتید و از شور ہوہائے دل ہر ذرہ در جوش اَنَا الشَّرُّی، افتاد۔

از حسن طبع خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و بسمل را مصروف فغان کردی

۵۱۔ چون اتراک خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان طاب ثراہ را معزول کردند حضرت ایشان بسیار متالم شدند و در خواب سرور عالمیان را دیدند صلی اللہ علیہ وسلم کہ از جہتے بہ جہتے قدم می زنند و آثار طلال بر شجرہ مبارک ظاہر است۔ عرض نمودند فَاِنَّكَ ذُو حِیِّ یَا سَا سُؤْلَ اللّٰہِ سبب طلالِ خاطر اقدس چیست۔ فرمودند۔ امروز عبدالحمید خان از تخت محروم شدہ، ازین جہت طال دارم۔ این خواب

بیان کردہ فرمودند: درین دورہ صدرالہ مثل سلطان عبدالحمید خان در تقویٰ از شاہان کسے نہ بودہ من می توانم کہ حلفیہ بگویم کہ ایشان خمر را بہ دست خوردنہ گرفتہ اند چہ جائے نوشیدن۔ ایشان ہمدرد قوم و خیر خواہ ملت و متقی و علم دوست بودند۔ استاد من حضرت مولانا رحمت اللہ را از مکہ مکرمہ نزد خود بہ قسطنطنیہ طلب فرمودند، بسیار اکرام ایشان کردند، از دست خود برائے ایشان جائے نماز را فرش می کردند و چون بر ماندہ برائے طعام می نشستند بہ حضرت مولانا می گفتند: "بابا این را نوش کنید۔ بابا شما این را دست نہ بردید" این خواب و این واقعہ را بیان کردہ فرمودند: "اکنون قوم ترک مائل بہ تباہی است" عاجز گوید، در ردّ نصاریٰ حضرت مولانا را پروردگار مہارت زائدہ دادہ بود، از علمائے نصاریٰ پادری فائدہ بہ وقت خود بسیار مشہور بودہ۔ نصاریٰ ویرا با جماعتی از پادریہا بہ ہند فرستادند تا مذہب عیسائیت فروغ یابد۔ در سنہ ۱۲۷۵ھ بہ ماہ ربیع الآخر مناظرہ اولی و بہ یازدہم ماہ رجب مناظرہ آخری با فائدہ حضرت مولانا کردند۔ فائدہ کمالاً مغلوب شد و جاء الحق و زہق الباطل را ظہور شد۔ و بعد از تغلب انگلیسہا بہ ہند حضرت مولانا ہجرت فرمودہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردند۔ بہ اواخر قرن ثالث عشر پادریہا بہ قسطنطنیہ رسیدند و با علماء اترک مناظرہ کردند۔ صدر اعظم ملک ترکیہ خیر الدین پاشا جناب مولانا را از مکہ مکرمہ طلب کرد۔ چون جناب ایشان آنجا رسیدند پادریہا خوف و دہشت غالب آمد و ایشان مغلوب شدہ از انجراہ فرار اختیار کردند۔ فخر الدین پاشا بہ حضرت مولانا گفت کہ در ردّ مکاید نصاریٰ کتابے تحریر فرمایند چنانچہ ایشان از ۱۶ حزب تا آخر ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ در ظرف پنج و نیم ماہ کتاب "انہار الحق" بہ عربی نوشتند کہ از "تایید الحق بر حمتہ اللہ" سال تالیف ظاہر است۔ این کتاب در سنہ ۱۲۸۵ھ بہ قسطنطنیہ طبع شدہ و بہا اشارہ صدر اعظم ترجمہ این کتاب بہ ترکی ہم کردہ شد کہ بہ طبع رسیدہ و باز بہ اُسَیۃ متعدّدہ اُورُبا ترجمہ کردہ شد و حکومت عثمانیہ آن ہمہ را طبع کردہ در اُورُبا نشر کرد، از طباعت این کتاب لا جواب در اُیوان تشلیت تزلزل افتاد، و روزنامہ مشہور انگلستان دران ایام نوشت: "اگر مطالعہ این کتاب جاری ماند، و ترویج عیسائیت بندش خواہد افتاد" الحق کہ در ردّ نصاریٰ ازین بہتر کتاب بہ نظر نیامدہ۔ واللہ یختصّ بر رحمۃ من یشاء۔ چون حضرت سلطان عبدالحمید خان در سنہ ۱۲۹۳ھ بر تخت خلافت نشست حضرت مولانا را طلب فرمود۔ چنانچہ حضرت مولانا بہ پنجشنبہ دوم رمضان سنہ ۱۳۰۴ھ بہ دارالخلافہ رسیدند و حضرت سلطان برایشان نوازشات فوق العادہ مبذول داشت۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی در جلد اول از کتاب "نظام تعلیم و تربیت" بر صفحہ دو صد و ہشتاد و دو نوشتہ اند: "مکتوب مولانا رحمت اللہ نزد مولانا سید محمد علی (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی) محفوظ بود، بیان عنایات و نوازشات سلطانی کردہ اند و نوشتہ اند

”چوں از محفل حضرت سلطان رخصت می شدم، حضرت سلطان پاپوشہائے مراد رست کرده می نہادند“
حضرت مولانا بہ عمر ہفتاد و پنج رسیدہ بہ روز جمعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ در مکہ مکرمہ رحلت فرمودند و در مقبرہ
مبارکہ معلّٰۃ کہ در حجون واقع است مدفون شدند رَحِمَہُ اللہُ وَاَوْصَیْہُ وَاَرْفَعَ مَکَانَتَہُ فِیْ اَعْلٰی عِلٰیِّیْنَ
وفات حضرت سلطان در ۱۳۳۶ھ واقع شدہ۔ رَحِمَہُ اللہُ وَاَوْصَیْہُ عَنّہُ

۵۲۔ روزے فرمودند۔ فتح باب نصیب ہر کسے نیست ہر کرا خدا خواہدی نوازد۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

۵۳۔ فضل عمر دہلوی سرکردہ مخلصین ہندوستان بہ اوائل ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ رحلت فرمود۔
اندر ان ایام حضرت ایشان بہ کوئٹہ بودند چون بہ دہلی تشریف آوردند بر مزاروے رفتند جمعے از مخلصین و
از خویشان فضل عمر آن جا حاضر بود، حضرت ایشان چون از فاتحہ فارغ شدند بہ حاضرین گفتند۔ ببینید کہ ہر
ذرہ خاک از قبر فضل عمر مصروف ذکر پروردگار است۔

۵۴۔ حافظ محمد اسحاق معروف بہ ”رانی کھیت والا“ عجب مرد پاک دل و صادق المجتہ بودہ۔
بہ دوازدم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء۔ وفات یافت، حضرت ایشان بر مزارش رفتند۔
ز پنجابیان دہلی جمعے عظیم آنجا موجود بود۔ حضرت ایشان بہ دُعا و فاتحہ مصروف بودند کہ ناگاہ چند قدم پستّر
شدہ فرمودند۔ چہ می کنی، چہ می کنی۔ و بعد از فاتحہ از روے انبساط بہ حاضرین گفتند ”راحتے کہ محمد اسحاق رانصیب
شدہ، بہ شکرانہ اُن تصدیا بوسی کردہ بود“ رَحِمَہُ اللہُ وَاَوْصَیْہُ عَنّہ۔

۵۵۔ در میرٹھ منشی عزیز الدین والد حافظ حفیظ الدین از مخلصین صادق المجتہ بود در ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۵ء کتاب ہائے حضرت ایشان از مکہ مکرمہ آورد۔ و خدمت تجلید کتب بر ذمہ خود گرفت، بہ روز
سہ شنبہ یازدہم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کہ در دہلی روز دربار انگلیسہا بود وفات یافت، حضرت
ایشان راقیام در میرٹھ بود۔ روز دوم بر مزارش تشریف بردند۔ وے نیز بہ مثل حافظ محمد اسحاق از وجہ
در یافت سعادت برائے قدم بوسی تقدیم کردہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَاَوْصَیْہُ عَنّہ۔

۵۶۔ در محطہ سگہ الحدید چھاؤنی میرٹھ حضرت ایشان در انتظار قطار بر کرسی نشستہ بودند و
حافظ حفیظ الدین بہ پشت حضرت ایشان استادہ بود۔ ناگاہ بہ دلش آمد کہ مرید چنین پیر کا لم آتا بے نصیبم
حضرت ایشان ہمان دم دست ویرا گرفتہ پیش رو آوردہ فرمودند ”اے عزیز دیگر چہ می خواہی از فضل
پروردگار دین ہم یافتی و دنیا ہم“ عاجز گوید۔ پروردگار بر حفیظ الدین کرہا کردہ بود۔ ساحت سینہ
از دولت غنیمت آراستہ بود و وجاہت و عزت و ثروت دنیوی ہم می داشت، مَا أَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالْاَلٰہَ

إِذَا اجْتَمَعَا - رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ -

۵۷۔ حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیان کرد کہ فرزند نہ داشتیم و بہ دلم می گزشت کہ اگر حضرت ایشان دعا فرمایند بہ مراد رسم۔ اندرین فکر نزد محضر مبارک استادہ بودم، ناگاہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و نزد من رسیدہ فرمودند: "چرا بہ اجمیر شریف نہ میروی و آن جادعانہ می کنی؟" و بعد از آن فرمودند: "حضرت والدہم بہ اجمیر شریف رفتند و آن جادعا کردند دعائے ایشان قبول شد و حق تعالی ایشان را پسداد و آن پسر منم کہ پیش روی تو استادہ ام،" حافظ اشفاق الہی حسب الارشاد بہ اجمیر شریف رفتند و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد، صنفۃ اللہ، عبدالرشید، عبدالحمید، اخلاق احمد، مؤخر الذکر و خورد سالی فوت کرد و باقی در کراچی بہ عافیت می باشند۔

۵۸۔ روزے از حرم سرا برآمدند۔ جمعے از مخلصین نزد محضر شریف نشستہ بود و بین ایشان شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بود۔ حضرت ایشان فرمودند: "ما این چنین دل را طالب، ستیم کہ عبدالباری دارد؟" عاجز گوید۔ پروردگار درجات عبدالباری را بلند کند عجب مرد پاک باطن و صاحب نسبت بود۔ در اوقات فراغ بہ جز ذکر و فکر کارے نہ داشت۔ بہ روز سہ شنبہ نہم رجب ۱۳۸۳ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ء رحلت نمود۔ چون ازین دار فانیہ بہ نعیم باقیہ کوچ می کرد عاجز موجود بود و دے تانفس آخر بفضل اللہ و احسانہ بہ ذکر شریف مصروف بود۔ هَنِئْنَا لَهُ هَنِئْنَا لَهُ هَنِئْنَا لَهُ، عاجز از موالائے کریم و رحیم پر امید است کہ دے با آن بیکار افراد خواہد بود کہ در حق آنہا پروردگار فرمودہ۔ وَانَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ۔ در جوار حضرت خواہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۹۔ حضرت ایشان کار تعمیر محضر مبارک بہ حاجی فیض اللہ و منشی حسین علی سپرد کردہ بودند منشی حسین علی بیان کرد۔ بہ نزد بنیاد قبرے ظاہر شد۔ و سنگے کہ بالائے قبر می نہند و بالائے آن خاک انداختہ می شود از وجہ کنیدن بنیاد قبرے از جائے خود بے جائے شدہ بود، و آن وقت نصف النہار بود۔ لحظہ سہ گزشت کہ حضرت ایشان خلاف عادت از حرم سرا برہنہ سر و برہنہ پا برآمدند و فرمودند: "بچہا شہا چہ می کنید۔ عرض کردم۔ ما یان بنیادی کنید یکم کہ ناگاہ قبرے ظاہر شد و سنگ دے قدرے بے جائے شد۔ فرمودند: "بچہا کار بہ آہستگی و بہ وجہ خوب کنید۔" نشستہ بودیم کہ ایشان (صاحب قبر) آمدہ فرمودند کہ مرا آزاری رسانند؟ و باز بہ حرم سرا تشریف بردند۔ منشی حسین علی آن مقام را بہ عاجز نشان دادہ کہ نزد دروازہ محضر است۔ پروردگار ایشان را اجر داد ہر، خدمات شائستہ کردہ اند و از مخلصین قدما بر بودند۔ بہ روز جمعہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء رحلت نمودند و در قبرستان حضرت خواجہ

باقی باللہ قدس سرہ مدفون شدہ۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۶۰۔ حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجرِ جفت سالے در تجارت خسارہ کشید۔ از وجہ پریشانی در احوال باطنش خلل افتاد۔ روزے چون برائے تفریح می رفتند، پیش دکان وے عربہ را ستادہ کردند چون دے بہ دست بوسی مشرف شد۔ بر شائے دے دست شفقت نہادہ بہ بسیار ملاکت و تملطف فرمودند۔ اے عزیز۔ چرا پریشان می شوی و چرا بہ جزع و فزع اوقات خود را بہ سری بزی۔ پروردگار ترا مال و عیال و اولاد و عزت و صحت دادہ است۔ اگر جزوے از مال ضائع شد چہ شد۔ اگر پروردگار جل شائے باقی را ہم بگیرد چہ خواہی کردی؟ حافظ عبدالحکیم بہ عاجز گفت کہ ہر حرف مبارک ایشان بر لے در دلم دارو شفا بود۔ عجب سکون و طمانیت بہ جانم حاصل شد، چون حضرت ایشان کلام خود را تمام کردند دل من از ہمہ آلائش ہای پاک شدہ بود و در فصل دوم ہم واقعہ دے تحریر شدہ است۔ حضرت ایشان صراحت فرمودہ اند کہ در تشخیص امراض قلب پروردگار ایشان را بصیرت کاملہ غایت کردہ بود و حضرت ایشان مخلص پاک باطن را نہ می گزاشتند کہ راہ ہاویہ اختیار کند حتی المقدور بہ قہر و عتاب یا بطف و مرحمت، بہ ہر طورے کہ مناسب می دانستند از نارِ حامیہ دیر محفوظ می کردند و فضل پروردگار بود کہ ہزاران افراد ہدایت یافتند۔

۶۱۔ فرمودند۔ اے عزیزان "کثرت و قلت را سوال نیست ہر چہ گوئید بہ حضور قلب و کمال اخلاص گوئید۔ از غفلت و اخلاقِ رذیلہ خود را دور دارید"

رو عمر در خدمت پیر سعید تا نگوگرد رذیلہ خوئے تو

۶۲۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ ہنوز اسلام را ظاہر نہ کردہ بود غلیل شد و ازین خیال اندوہ گین شد کہ اگر درین حال بمیرم کائبم را ہنود بسوزانند، مولوی بخش اللہ این احوال را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔ فرمودند "بہ دے بگو۔ جسم ترا دفن کنند یا بسوزانند ہیچ اہمیت نہ دارد۔ مہتمم باشان این امر است کہ از دنیا با دولتِ ایمان بروی"

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی پیش ازان کاندہ لحد خاکم کنی
اندر ان دم کز بدن جانم بری از جہان با نور ایمانم بری

و فرمودند۔ عبدالباری را بگو کہ فی الحال نہ خواہی مرد و قد عاش بعد ذلک زہاء سبت و ثلاثین سنہ۔

۶۳۔ روزے فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید را سہ درجات است۔ ادنی درجہ این است کہ با تجوید تلاوت کردہ شود۔ و اوسط درجہ این است کہ با تجوید و فہم معانی تلاوت کردہ شود و اعلی درجہ این است کہ

تلاوت با تجوید و فہم معانی بود و دل بہ حلاوت باطنی لبریز بود۔

۶۴۔ روزے در دہلی شخصے بیان روحانیت جوگی کرد و حضرت ایشان چند دقیقہ متوجہ بہ آن شخص شدند۔ آن شخص را احوال عجیبہ روداد۔ بعد ازین فرمودند کہ اے عزیز، روحانیت این را گویند و شان مرد مومن این است کہ این احوال و کیفیات را محفوظ دارد۔

۶۵۔ مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ وظیفہ شریفہ را قدرے بہ سرعت باید کرد تا تعداد بست و چہار ہزار کامل شود یا بہ طمانیت۔ فرمودند۔ وظیفہ شریفہ با حضور قلب و طمانیت باید کرد۔ و تعداد بست و چہار ہزار از بس مفید است۔

۶۶۔ در دہلی بعض عازمین حج را فرمودند۔ صعوبات سفر را بہ ذوق و شوق برداشت باید کرد۔ کلمہ جزع و فزع بر زبان نہ باید آورد؛ با آبالی آن دیار مبارکہ بہ محبت و احترام معاملہ باید کرد کہ ایشان جبران پروردگار و حیران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انداگر کہ راتاب تحمل شدائد نیست وے را اجازت سفر دادن بیکار است۔

۶۷۔ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی فرمودند۔ در قصیدہ منفرجہ اسم اعظم مخفی است، اگر متواتر چہل روز این قصیدہ مبارکہ را برائے حل مشکلی کہ بخواند۔ ان شاء اللہ مشکل وے حل خواہد شد۔

۶۸۔ در دہلی حاجی طفیر الدین مرد نیک دل و سادہ مزاج بود۔ عرض کرد و حضرت والا چہ کنیم؟ پروردگار خواہشات نفسانیہ را در خلقت مایان نہادہ۔ فرمودند۔ لاریب کہ پیدا کنندہ خواہشات پروردگار است اما او جلّ شأنہ انسان را طاقت دفع کردن خواہشات نیز عطا کردہ است۔ انسان آن قوائے کامنہ را بہ کار آورد و بہ طریق مشروعہ ازالہ خواہشات کند۔ اسلام دین فطرت است۔ ثما بر فرض خدا قائم و از حرام خدا محترز باشید۔ ہمین دینداری است۔

۶۹۔ روزے در دہلی فرمودند۔ بہ دوران قیام مدینہ منورہ چون ماہ صیام رسید۔ من بہ روضہ مطہرہ رسیدہ پردہ مبارکہ را کہ بر شبکہ مبارکہ آویزان می بود بر سر خود انداختہ و شبکہ مبارکہ را بہ ہر دو دست خود گرفتہ آن مقدار از قرآن مجید تلاوت می کردم کہ بہ شب بہ حرم محترم در تراویح می خواندم۔

بحان اللہ چہ سعادتہا و برکتہا نصیب حضرت ایشان شدہ بود۔

۷۰۔ فرمودند۔ در نہاد من جزع و فزع نہ نہادہ اند۔ البتہ انا اخبار پریشانی مسلمانان صدمہ بردلم می رسد۔ و ازین صدمات اعضائے ربیہ من متاثر شدہ اند۔

۷۱۔ در اواخر سال ۱۳۴۲ھ یا در اوائل ۱۳۴۳ھ در کوئٹہ بہ باغ تولہ عند العصر روان بودند

چون از شہر برآمدہ بر شارع سرباب عربہ روان شد، یکے از ماہرادران روزنامہ اُردو را پیش کردہ عرض کرد۔ حضور والا، خبر وفات انور پاشا تحریر است و عکس ایشان شائع شدہ۔ حضرت ایشان روزنامہ را گرفتہ سوے عکس نظر کردند۔ بہ مجرود دیدن آن عکس بے قرار شدند و سیل اشک از چشمان مبارک جاری شد، اشکھامی ریختند و دعا ہامی کردند چون بہ دہلی تشریف آوردند، سردار غلام حیدر خان سفیر افغانستان بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ازوے استفسار خبر انور پاشا کردند۔ وے عرض کرد کہ انور پاشا شہید شدہ از تصدیق وے رنج و ملال حضرت ایشان تازہ شد، دیدہ مبارک پُر آب شد و دعا ہا کردند، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ الذَّعَاءُ لِلْغَائِبِ مُسْتَجَابٌ۔ عاجز امید ہا دارد کہ دعا ہائے حضرت ایشان مقبول و متجانب ہ باشند۔ ۴۲۔ چون از اولاد حضرت ایشان کسے علیل می شد آثار رنج و ملال بر نشترہ مبارک ظاہر می شد، روزے در دہلی بہ مخلصین گفتند۔ بہ وقت علالت اولاد بہ دلم خیال می آید کہ دعا کنم، بہ مجر و این خیال از مالک و مولائے خود شرمندہ می شوم، عاجز گوید از مقام رضا کہ اعلیٰ ترین مقامات است حضرت ایشان را نصیبہ کاملہ حاصل بود، در بآساء و ضراء بہ جز صبر و شکر کارے نہ بود۔

۴۳۔ روزے در دہلی فرمودند۔ از وجہ اخلاص ابواب سعادت کشادہ می شوند از بزرگانِ با شخصے ضعیف العمر و اتمی بیعت بود۔ عشقِ خدا و رسول در تمام جسم وے سرایت کردہ بود قرآن مجید را نہ خواندہ بود اما از روزے محبت قبلہ رو نشسته مصحف مبارک را بر رطل نہادہ بر ہر سطر وے انگشت خود را از اول تا آخر می کشید و بہ محبت و اخلاص می گفت۔ یا اللہ خوش گفتمی و در سفتی، بہ یک وقت معین این شغل را ہر روز جاری می داشت۔ مدتے نہ گزشت کہ بروے ظہور احوال سامیہ شد و از کیفیات احوال و جہانیہ سرشار گشت و در انجام کار فائز المرام گردید۔

۴۴۔ فرمودند در مکہ مکرمہ نکاح دختر خواہر زادی شاہ محمد اسحاق محدث بود۔ جناب حاجی امداد اللہ شیخ کبیر سلسلہ چشتیہ ہم موجود بودند و ارادہ داشتند کہ خطبہ نکاح بخوانند، ناگاہ چشم ایشان بر حضرت ایشان افتاد جناب ایشان بہ کمال محبت حضرت ایشان را نزد خود خواستند و گفتند شما خطبہ بخوانید چنانچہ حضرت ایشان خطبہ خواندند۔ جناب حاجی صاحب از اصدقائے قدیم حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما بودند۔ از خورد سالی احوال حضرت ایشان را دیدہ بودند و ارتباط تام داشتند و قدر زرزگر شناسد قدر جد ہر جوہری

۴۵۔ فرمودند۔ بہ ایامے کہ در سرہند شریف بودم روزے بر مزار پُر انوار حضرت امام ربانی مجد الف ثانی قدس اللہ سرہ مراقب بودم کہ حضرت ایشان فرمودند۔ آن شخصی را کہ بہ زاویہ نشسته است

دور پیہ پدہ، چنانچہ امتثالِ امر کردہ بہ دے دور پیہ دادہ شد۔ دے گفٹ۔ از بس حاجت مند بودم و بہ خدمتِ مبارکہ برائے دور پیہ عرض کردہ بودم۔

۷۶۔ بہ وقتِ نکاح خواہر کلان حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند۔ مرا معلوماتِ امورِ مذکورہ نسبت لہذا بہ شمایان اجمالاً گفتمی شود کہ طریقہ شرفائے دہلی را ملحوظ دارید کہ محفل عقدِ نکاح بہ طریقہ خوب سرانجام یابد حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر جفت عرض کرد۔ بعد از عقدِ نکاح از جانبِ زوج چیزے از شیرینی و از جانبِ جہ چیزے از اشیایے خوشبودار و خوش ذائقہ مثل اہیل خورد، شیرین بویہ (بادیان)، بُن بریان، جوزہندی وغیرہ تقسیم می کنند۔ حضرت ایشان فرمودند ہر چہ در شرفا مروج است بکنید۔ عبدالحکیم گفٹ کہ تقسیم کردن اہیل وغیرہ ضروری است فرمودند امرے را کہ از شرع مبارک ثابت نہ باشد و کردنش مباح باشد ضروری واجب و انتہا گناہ است، لہذا این رسم را بگزارید یعنی اہیل و بُن تقسیم نہ شود۔ چنانچہ دیگر تمام رسوم بہ جا آورده شدند و این رسم ترک کردہ شد۔

۷۷۔ بہ زمانہ تعمیر مسجد شریف خانقاہ دہلی حضرت ایشان در گرد و غبار بہ جائے می نشستند و متوجہ بہ باطن می شدند۔ بعض افراد عرض کردند۔ این جا خاک و گرد است۔ فرمودند۔ بنائیان خشتہارامی تراشدند و آوازے کا از تراشیدن خشت پیدا می شود۔ مرا ذکر الہی مسموع می شود، اسرار ”وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اِنْتَبِہُ بِحَمْدِہِ“ بر حضرت ایشان ظاہر بود۔

۷۸۔ در گلستانِ پشین ملا عبدالحمید آخوندزادہ گفٹ۔ کسانے کہ در نماز نعرہ می زنند، نماز ایشان نہ می شود۔ بہ مسامع مبارکہ این قول رسید۔ بہ آخوندزادہ فرمودند۔ ”اے عزیزِ حلاوتِ ایمان نہ چشمیدہ“ کَمَا تَقَدَّمَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ۔

۷۹۔ ملا گل ادنخیل در خانقاہ شریف دہلی مصروف ذکر بود۔ حضرت ایشان تشریف آورده استفسار کردند۔ ملا گل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می آیم از دنیا و مافیہا بے خبر می گردم۔ فرمودند۔ اے عزیز اگر درین جائے پُر انوار این احوال را دریافتی، چہ کمال است اگر بہ وقت گزشتن از بازار چاؤ ڈری (بازارِ زنانِ فاحشہ) بہ این حال باشی البتہ کمالے است۔

۸۰۔ فرمودند۔ ولایتِ کبری را ولایتِ انبیا از آن گویند کہ چون آن سروران علیہم الصلاۃ والسلام بہ این مقام می رسیدند، نبوت ایشان ظاہر می شد۔

۸۱۔ شخصے در کوٹہ استفسار کرد، آیا بدون توجہ دلی کامل کسے بہ مقام ولایت می رسد۔ فرمودند البتہ می رسد و واقعہ حاضر شدن خود را بر مزار ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کردہ گفتند ہر گاہ برائے تکبیر

تحریم دہائے خود را می بردارم صورت آن شخص پیش رویم می آید۔ اگر آن شخص ولی نہ بودے صورتش چرا پیش رویم آدے۔ (تفصیل واقعہ را در فصل اول دریا بید)

۸۲۔ حاجی محمد اسماعیل پسر جیون بخش کہ از پنجابیان دہلی بود حزب البحر از حضرت ایشان خواند و اجازت گرفت حضرت ایشان بہ دے گفتند: "این مبارک حزب را حضرت شاذلی قدس سرہ نوشتہ است۔ درین حزب آیات مبارکہ و احادیث شریفہ ہم شامل اند۔ عجب مبارک حزب است۔ اگر این حزب را از برائے رضامندی پروردگار خواندی و بہ ضمن آن از فتوحات بہرہ مند شدی بہتر است۔ ہم دین یافتی و ہم دنیا، و اگر برائے فتوحات دنیویہ خواندی، پس اگر چیزے از فتوحات دنیویہ دریافتی فیہا وَ نِعْمَ وَاگر نہ یافتی، ہیچ نہ یافتی۔ ثوابِ آخرت در صورت یافتن و نہ یافتن ہیچ نیست" عاجز گوید کہ در "لوائح الانوار القدسیہ" شعرانی از مسند حنبل این حدیث شریف نوشتہ است "مَنْ عَمِلَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَمَلٌ الْآخِرَةِ لِلَّذِي نَبِأَ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ" غم دین خور کہ غم دین است۔

۸۳۔ مولوی عبدالرشید ساکن بلند شہر بیان کرد۔ من از بلند شہر بہ خانقاہ شریف برائے محفل مبارک میلاد شریف باد و رفیق حاضر شدم۔ وقت طعام رسید۔ بہ رفیقان گفتیم۔ بیائید تا بہ بازار رفتہ چیزے بخوریم۔ مایان در صد در فتن شدیم کہ حضرت ایشان ملاعل محمد را فرستادہ گفتند کہ بہ ذکر شریف مانید، ان شاء اللہ ان خواہد رسید۔

۸۴۔ پاک دل سید احمد حسین النوب شہری از حضرت ایشان دلائل الخیرات حرفاً از اول تا آخر خواند۔ روزے بعد از فرات دلائل مبارکہ مصروف بہ مالش بدن حضرت ایشان شد و دلش مشغول بہ ذکر پاک رب العالمین گشت، در این احوال مبارکہ اشکہائے محبت از دیدہ مالش ریخت۔ اتفاقاً نظر مبارک بر آب دیدہ وے افتاد۔ بہ دست مبارک خود آن قطرات مہر و عقیدت را صاف فرمودند، احمد حسین بہ ہوش خود آمدہ بے ساختہ عرض کرد و حضور مبارک، این چہ می کنید۔ فرمودند نزد من از نماز و طاعات من، کار نا شائستہ سید بہتر است۔ احمد حسین گوید من حیران شدہ عرض کردم حضور وَاَلَا۔ این چہ ارشاد می فرمائید۔ فرمودند "انظروا خیال دل خود می کنم۔ بیان مسئلہ شرعی نہ می کنم" عاجز گوید علماء اعلام در تفسیر۔ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا۔ نوشتہ اند۔ "قِيلَ إِنَّهُ أَبُوهُمَا مَبَاشَرَةً وَقِيلَ هُوَ الْأَبُ السَّابِقُ وَقِيلَ الْعَاشِرُ" پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ احسانہ را این لطف دہربانی با اولادیکے از صلحائے بنی آدم است پس با اولاد حضرت سید الاولین و الآخرین رحمۃ اللہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم چہ معاملہ خواہد بود، محبت اہل بیت اطہار، رَضَوَانِ اللہِ عَلَیْہِمَا أَجْمَعِیْنِ، از بابائے پیغمبر حضرت عبداللہ و از بابائے

چہل و یکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما وراثتہ حضرت ایشان رسیدہ بود۔ امام ابن اثیر جزری در نصف آخر از کتاب "جمع الفوائد" نوشتہ کہ حضرت عمر برائے اسامہ بن زید و نیم ہزار درہم وظیفہ مقرر کرد و برائے پسر خود عبداللہ سہ ہزار عبداللہ عرض کرد۔ اسامہ را بر من چرا فضیلت دادی، وے در ہیچ مشہد از من بہت نہ کردہ۔ فرمود۔ پدرش زید است کہ وے رسول خدا را از پدر تو آخَب بود و اسامہ رسول خدا را از تو آخَب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ابن اثیر این ہم نوشتہ کہ ابن عمر در مسجد شریف نشستہ بود ناگاہ شخصے را دید کہ یَتَحَبَّبُ ثَنَابَہ۔ فرمود این کیست۔ عرض کردند محمد بن اسامہ است۔ وے سر خود را بہ سوئے گریبان افکند و باز فرمود۔ لَوْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحِبِّہُ۔ اگر سوارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ویرا دیدے ہر آئینہ محبوب داشتے۔

۸۵۔ روزے بہ نیاز مندی تمام خواندند۔

وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ سَرِيرَةً
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ سَرِيرَةً
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ سَرِيرَةً
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ سَرِيرَةً

زندگانی تلخ است، اے کاش تو برائیم شیریں باشی۔ و خلقِ جہان ناخوش بود اما تو از من خوش باشی۔ رشتہ محبت کہ میان من و تو است استوار ماند، اگر چہ تعلق من با عالمیان خراب بود۔

۸۶۔ شاکر احمد خاں انصاری با حبیب اللہ از پانی پت حاضر شد۔ حضرت ایشان بر تخت خود عمدہ و دشالہ کشمیری در بر کردہ نشستہ بودند شاکر احمد مخلص کامل بلکہ عاشق صادق بود او بہ کار خود مصروف بود، اما رفیقش حبیب اللہ تازہ وارد بود و بہ سلسلہ مبارکہ وابستگی نہ داشت، خیال کرد کہ پیر طریقت را بہ تخت و دشالہ چہ کار بلکہ خاک و دلق است برایش سزاوار۔ در سال ۱۳۸۰ھ حبیب اللہ در لاہور بہ عاجزہ گفت۔ چون این خیال در دلم گزشت، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: اگر پیر کسے دلق پوشیدہ بر خاکستر بنشیند و پندارد کہ وے چیزے ہست، ہیچ نیست و اگر پیر کسے دشالہ پوشیدہ بر تخت نشیند و خود را ہیچ داند، وے چیزے ہست۔ حبیب اللہ می گفت کہ پنجاب سال برین واقعہ گزشتہ و ہر گاہ کہ این واقعہ را یاد می کنم بہ حیرت می روم۔

۸۷۔ حافظ محمد یوسف از چشمہا معذور و حافظ کلام الہی بود و نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ مرد نیک و پاکیزہ اطوار بود۔ از حضرت ایشان بیعت شد۔ مدتے نہ گزشت کہ در احوالش تغیر پیدا شد۔ پیش دروازہ غربی خانقاہ شریف شب روز افتادہ می بود۔ نشست حضرت ایشان غیر از سہ سال آخر در عمارت دروازہ می بود، وے آواز حضرت ایشان را شنیدہ بہ وجد و جذب می آمد، شبے

حضرت ایشان مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ محمد یوسف در شارع شور و فغان برپا کرد و عصائے خود را بہ زور بر زمین می زد حضرت ایشان فرمودند: "بہ یوسف گرمی زیادہ رسیدہ" و شبے فرمودند "سفر اثر کردہ" ای شراب معرفت ویرانہ پوش ساختہ در حیات حضرت ایشان وے از دروازہ خانقاہ شریف بہ جائے نہ رفت، و روزے کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند وے از انجا بہ مسجد جامع رفت و از احوال خود قطعاً بے خبر گشت۔ در لباس عریانی صیفا و شتاء نزد جامع گشت می کرد و بہ نام مجذوب اشتہار یافت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۸۔ شخصے گفت در فلان شہر تبرکات اند۔ فرمودند۔ اے عزیز خوبی آن است کہ خودت را تبرک سازی۔

۸۹۔ یکے از مخلصین حج کردہ باز آمد و برائے حضرت ایشان آب زمزم آورد۔ چون بہ حضرت ایشان اطلاع کردہ شد فرمودند، پروردگار از فضل خود، خود مرا زمزم ساختہ است۔

۹۰۔ روزے اہل حلقہ مصروف کلام بودند کہ اذان مغرب شد۔ و حاضرین قصد نماز کردند۔ فرمودند قدرے متوجہ بہ قلب شدہ بنشینید و سکون قلب حاصل کنید تا نماز بہ یک سوئی ادا کردہ شود۔

۹۱۔ روزے بعد از ادائے نماز شام چون از دالان مسجد شریف بہ صحن برآمدند، یک نوہ دارد افغانی مخلص را دیدند کہ از سجدہ اولی بہ قدر یک وجب سر خود برداشتہ بہ سجدہ ثانیہ رفت۔ قدرے بہ آواز بند نقر اکتفا کرد، فرمودہ تشریف بردند۔ آن نوہ دارد بلکہ بیشتر از حاضرین از وجہ فقدان علم بیچ نہ فہمیدند۔ حاجی ملا احمد خان فی ما بعد بہ ایشان مفہوم ارشاد گرامی را بیان کرد۔

۹۲۔ در حریم مکہ بہ مولوی عبدالحق الہ آبادی شیخ الدلائل و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرۃ قدس اللہ اسرارہما فرمودند۔ مولوی صاحب شامہ تالیف "الإحکام علی مدارک التنزیل" مصروف ہستید و ما می بینیم کہ شما از تفاسیر مبارکہ نقل می کنید و از خود ہیچ بیان نہ می گوئید۔ اگر در مسائل تحقیقات کنید خوب تر باشد۔

۹۳۔ روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند، وائل جوانی ما بود۔ با چند رفقا بہ سیر و تفریح می رفتیم و خوب خیز و جست می کردیم۔ و شتر روان می بود و ما عنق ویرا گرفتہ بروے سواری شدیم و چچنان از وے پائین می شدیم۔

۹۴۔ حضرت برادر کلان را بردت ظاہر شد، و حضرت والدہ محترمہ در شکرانہ آن چیزے پختند و بہ مخلصین تقسیم کردند، حضرت ایشان آثارِ مسرت ظاہر بود، چون برائے تفریح در عربہ روان شدند دست

مبارک خود را بر بروت حضرت برادر کلان نہاودہ فرمودند: ”جدا کبر شما حضرت عمر رضی اللہ عنہ را وقتے کہ قہری آمد بروت خود را می پیچیدند“

۹۵۔ در کونٹہ بہ ما برادران گفتند: ما اولادِ پسرانہ دیدیم، البتہ اولادِ دختر را در یافتیم می بینیم کہ باوے قلب را ارتباطی و محبتی فوق العادہ است۔ و خیال داریم کہ ایں از آثارِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم است“

۹۶۔ در میرٹھ بہ انتظارِ نمازِ عید نشستہ بودند و یک پیر مرد از علماء کرام مردم را وعظ و پند می کرد، باز یک جوان آغاز پند کرد و حضرت ایشان دوسہ بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ خواندہ فرمودند: بیان آن پیر مرد اگرچہ سادہ بود اما با نورِ ایمان بود و بیانِ ایں جوان اگرچہ شستہ و مُثَمَّق است اما پُر از کدورت است“

۹۷۔ اہل ہند بظلافِ حکومتِ آن وقت مصروفِ عمل بودند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ مبارکہ فرمودند: ”شما یان ازالہ ایں حکومت میخواستید و طلبگارا استقلال ہستید۔ اما اَمْن و راحتیکہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد و باز ایں ایام را یاد خواہید کرد۔ وَکَلَاتِ حَیْنٌ مِّنْ دَمٍ۔ عاجز گوید۔“

مردانِ خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

حضرت ایشان در سال سی و ہفت یاسی و ہشت از مائتہ چہار و ہم ایں سخن فرمودہ بودند و در سال شصت و شش اہل ہند آزادی یافتند و نزد عاجز ابتداے روزِ آزادی آغازِ دورِ بریادی ہم شدہ ہزاران ہزار بندگانِ خدا گشتہ و ابوابِ فتن و بلا ہا بر اہل ہند کشادہ شدند۔ حافظ عبد الحکیم دہلوی برائے چند روز از پاکستان بہ دہلی آمدہ بود، روزے عاجز نشستہ اشک ہارِ نخیتمی گفت: ”حضرت ایشان سی سال قبل ازین فتنہ شَعَوُا و آگاہ کردہ بودند۔ دران وقت ما یان حقیقتِ کلامِ حضرت ایشان فہیدیم و خیال کردیم کہ از تسلطِ نصاری رُشْتَن و مُلک خود را آزاد کردن امرے خوب است۔ حالاکہ کار از دست رفتہ صداقتِ قولِ حضرت ایشان مثل آفتابِ ظاہر و روشن است۔“

۹۸۔ می فرمودند در احوالِ مبارکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ زبانِ اُردو ”تواریخِ حبیب“ کتابِ خوب است و ایں کتاب را بہ ہم شیرگان ایں عاجز تعلیم کردہ اند۔

۹۹۔ محمد ہاشم ساکنِ دقوانہ، نزد کسی کلان جوان صالح و ذی استعداد بود، اجیاناً پیشِ حضرت ایشان کلامِ نعتیہ می خواند، روزے شیخِ غلام احمد انسومی کہ شاعرِ شیوا بیان و عاشقِ صادق و متدّرج

حضرت ایشان بود حاضر بود کہ ہاشم قصید خواندن نعت جامی کرد، غلام احمد در مدح حضرت ایشان چیرے گفتہ بود، اجازت خواندن طلب کرد، حضرت ایشان فرمودند: "ہاشم نعت جامی می خواند کہ در مدح سرور دوسراست صلی اللہ علیہ وسلم و کلام جامی آن کلام است کہ مقبول بارگاہ نبوی است" علی صاحبہ الصلوٰۃ والتَّحیَّات والتَّسْلِیْمَات۔

۱۰۰۔ کسے استفسار از ذکر چہر کرد۔ فرمودند۔ تلاوت قرآن مجید بہ چہر مفید تر است از ذکر چہر کہ مروج است۔ سبحان اللہ چہ جواب شیرین و زیبا است۔

۱۰۱۔ روزے در خانقاہ شریف نزد حضرت ایشان مولوی عبدالسلام فرزند برادر زادہ حضرت شاہ عبدالعزیز آمدند حضرت ایشان مولوی صاحب را آن روز بہ پہلوئے خود بر تخت جائے دادند و باز بہ محبت تمام پائے ایشان را مالیدند و فرمودند اگر حضرت شاہ عبدالعزیز بہ حیات بودے فرمودے کہ این ہم شاگرد ما است و آن روز ہر چہ از ہدایا آمدہ بود بہ مولوی صاحب دادند و این ہمہ تعظیم و احترام از وجہ آن بود کہ مولوی صاحب استاد زادہ از اولاد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بودند۔

۱۰۲۔ سید سلیمان اشرف از فضلاء نامدار ہند و از سادات کرام و از اولاد پیران پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بودہ اند۔ ایشان با حبیب الرحمن خان شروانی (صدر یار جنگ) برائے زیارت حضرت ایشان آمدند جناب شروانی از راہ تعارف عرض کردند کہ ایشان از سادات کرام و از اولاد حضرت پیران پیر اند حضرت ایشان بہ جناب سید فرمودند بیا سید و ما بر تخت بنشینید۔ ایشان عرض کردند این جائے ارشاد است کہ شایان شما است حضرت ایشان فرمودند شما سید مستید احترام شما لازم است و شما بہ ما می گوئید لہذا بر قول شما عمل می کنیم جناب شروانی بعد از بیان کردن این واقعہ گفتند سبحان اللہ حضرت ایشان احترام سادات بہ چہ اندازہ می کردند۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُوؤُہ۔

۱۰۳۔ روزے بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند نشی احمد حسین بیان کرد کہ بر حضرت ایشان احوال طاری گشت، سر مبارک را بلند کردہ قدرے از احوال جدا مجد خود بیان کردہ گفتند در حرم نبوی علی صلاحہ الصلاۃ والسلام از ایشان بیعت شدہ ام و باز فرمودند کار ولایت بر ایشان تمام شدہ احمد حسین گفت من بہ دل خود گفتم۔ و آن چہ بقیۃ الباقیہ بود بر حضرت شما تمام شد۔

حیف بنیر چشم گیتی مفتدائے کاملے چون ابوالخیر ولی قطب جہان نغز ز من تمام شد ملفوظات والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

فصل پنجم

در

بعض تحریرات و مکاتیب شریفه حضرت ایشان

مولد سعیدیہ | جدِ بزرگوار حضرت ایشان شاہ احمد سعید قدس سرہ کتاب "سید البیان فی مولد سید الانس والجان" تحریر فرمودہ اند۔ مولوی ظہور علی ظہور بہر ان ایام این کتاب را نظم کردہ و نامش "مولد سعیدیہ" نہاد۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود دوسہ سال در دہلی قیام داشتند چنانچہ در فصل اول بیانش گذشتہ، در ان ایام فرزند ناظم مولد سعید البیان مولوی ذوالفقار حسین غنی مولد سعیدیہ را نزد حضرت ایشان آورد تا بر کتاب تقریظ بنویسد۔ حضرت ایشان تقریظ نوشتند کہ بر صفحہ شصت و ہشت کتاب مندرج است و این کتاب در ۱۳۲۵ھ در مطبع چشمہ رفیض دہلی طبع شدہ، حضرت ایشان نوشتہ اند۔

بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اما بعد، عرض دار و خادم درویشان بلکہ خاکِ قدم ایشان فقیر البواخیر محی الدین عبداللہ مجتہدی ابن غوثِ حرمِ محترم، صاحب بقائے اکل و فنائے اتم میسائے زمان، قبلہ اہل عرفان، نائب سید البشر، مرشدنا و مولانا حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ فرزند خاص و جانشین با اختصاص قطب و حید غوث فرید، حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجتہدی رَوَّحَ اللَّهُ بَجَّانَهُ رُوحَهُمَا وَاَوْصَلَ الْيَنَّا فُتُوْحَهُمَا۔ کہ رسالہ سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان از تصنیفات بابرگاہ حضرت جدِ مجرم راجباب مولوی ظہور علی صاحب مرحوم و مغفور در سلکِ نظم کشیدند و بہ کمال فصاحت و بلاغت در غررِ منشورہ را عقدِ منظوم ساختند جَزَاءَ اللَّهِ تَعَالٰی خَيْرًا، فقیر این رسالہ را بالتمام مطالعہ کردہ و صحت بعض غلطیہا بہ ذات خود نمودہ۔ این رسالہ متبرکہ کہ مستغنی عن التوصیف است ذکر محبوبِ خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و بہ وجہ صحتِ نقل از اکثر مواردِ بہتر است، مؤلفش قطبِ زمان و ولیِ کامل است و ہم نامش مُحَبِّتِ نَبِیِّ و مُحَبِّتِ اَوْلِیَا است رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ مہر **البواخیر احمدی**

الدر المنظم | تالیف مولانا عبدالحق الہ آبادی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائلِ حرمِ ملی است۔ این کتاب را بہ اشارہ پیر و مرشد خود تحریر نمودہ است چنان چہ بر صفحہ یک صد و سیزدہ

تصریح کرده و این کتاب بہ ایمائے مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی در مطبع محمود المطابع دہلی در سنہ ۱۳۸۵ھ بہ طبع رسیدہ چون حضرت ایشان از ہند برائے مدتِ قلیلہ بہ عربین شریفین تشریف بردند و راج ذیل تقریظ نوشتند:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، عبد اللہ النخیر احمدی بہ مطالعہ ایں رسالہ شریفہ مشرف شد۔ جزای اللہ مؤلفہ خیرا وَاَسْبَغَ عَلَیْہِ نِعْمَہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَی۔

بسیار خوب و زیبا نوشتہ اند و ہرچہ نوشتہ اند صحیح است و معمول صلحائے مؤمنین است و جناب مؤلف عمدہ اتقائے زمانہ اند و در صلاح و تقویٰ و استقامت و علم و عمل چہ جائے ہند بلکہ در حرمِ محترمِ نظیر خود نہ دارند، مجددی مشرب، حنفی مذہب، صدیقی نسب، بقیہ سلف اند و امید از حق تعالی دارم کہ حجتہ مخلف گردند، بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ عَلَیْہِ وَاِرشادہ آمین۔

ابوالنخیر عبد اللہ بن عمر
الفاروقی النقشبندی

مہر

حمائل اعجاز صنعت | مولوی حکیم غلام محی الدین مشہور بہ "زینتِ رقم" از لاہور بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ حاضر شد و از حمائل اعجاز صنعت یک نسخہ پیش کرد۔ حضرت ایشان تحریرے در بیان اوقافِ قرآن مجید بہ فارسی و تحریر دیگر در وصفِ حمائل شریف بہ اردو ایشان را دادند۔ تحریر اول کہ در بیان اوقافِ کلامِ الہی است در فصل اول بر صفحہ صد و بست و شش نقل شدہ، مفہوم تحریر دوم درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ وَّنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ سبحان اللہ کلامِ الہی چہ بحرِ غار است کہ صنائع و بدائع را حذر و عنایت، غواصانِ بحرِ لطائف و نکات غواصیہا نمودہ اند و ہر یک از ایشان در بے مثال بر آورده کہ از صفا و لمعان آن در چشم بصیرت خیرہ ماندہ است ہر صنعتِ کلامِ الہی بر اعجاز و بے برمانے است، وَلَا رَیْبَ ہٰذَا اَھْوَشَانُ کلامِ اللہ، درین ایام کہ حمائل اعجاز صنعت دیدہ شد، دلیل تازہ بر اعجاز کلامِ الہی بہ نظر آمدہ۔ و شکے نیست کہ حمائل شریف بے مثال و بے عدیل است و حکیم صاحب آنچه از ثنا و صنعت حمائل شریف در اشتہار خود بیان کردہ است، ہمہ درست مطابق واقعہ است، صنعتی را کہ حکیم صاحب ظاہر کردہ تا این زمان نہ کسے شنیدہ بود و نہ دیدہ بود۔ امرے کہ باعث مسرت گشتہ این است کہ در این چنین زمانہ ادبار ہم پروردگار جل شانہ و عم احسانہ را بنگران اند کہ ایشان را با کلامِ پاک و بے جل شانہ بہ نوعی دسوزی و محبت است کہ سالہا سال محتہا می کشند تا اظہار یک صنعت نو نمایند۔ مسلمانان را شاید و باید کہ قدر و منزلت ایں تحفہ نایاب کنند۔

اجازتِ طریقت | بہ مولوی عبد اللہ ولد مولوی عبد الحق قوم علی زری دُرانی قندھاری مرحمت

نمودند:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اَصْطَفٰی وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ الْوَلِیُّ
عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدِیْ اِنَّ الْاَخَرَ الْاَعَزَّ الْكَامِلَ الْعَالِمَ الْعَارِفَ الْفَاضِلَ صَاحِبَ الْاَسْرَارِ
الْعَلِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْبَهِیَّةِ الشَّیْخَ عَبْدَ اللّٰهِ الْقُنْدُ هَارِی سَلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اِسْتَنْفَلَ عِنْدِی بِاشْفَالِ
الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ وَتَأَدَّبَ لَدِیْ بِاَدَابِ تِلْكَ السَّادَةِ السَّنِیَّةِ وَدَخَلَ بِوَاسِطَتِیْ فِیْ اَهْلِ
السَّلْسَلَةِ الْبَهِیَّةِ بِالتَّوَجُّهَاتِ الْخَاصَّةِ فِیْ مُدَّةٍ یَسِیْرَةٍ اِلٰی نِهَایَةِ الطَّرِیْقَةِ الْاَحْمَدِیَّةِ فَصَارَ
اَهْلًا لِلاِِرْشَادِ فَاجْزَنَهُ بِاجَازَةٍ مُّطْلَقَةٍ بِیَدِهِ کِیْدِیْ فَهُوَ خَلِیْفَتِیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْمَا اَعْطَاهُ وَجَعَلَهُ
لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًّا مَّهْدِیًّا وَکُنْ لَهُ حَافِظًا وَنَاصِرًا وَمُعِیْنًا وَکَفِیْلًا بِرَحْمَتِكَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِحَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ، وَادُصِّیْهِ بِاتِّبَاعِ
السَّنَةِ السَّنِیَّةِ، وَالْاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ غَیْرِ الْمَرْضِیَّةِ، وَتَحَبُّهِ مَشَاطِئِ الْکِرَامِ وَالْاِنْدَاءِ
بِهَدِیَّتِهِمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَدَوَامِ الْاِسْتِغَالِ مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَہُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَوَصَّیْ بِهَا اِبْرَاهِیْمَ
بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبَ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، وَصَلَّی
اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ، رَقْمُ بَیْدَةِ اَبُو الْخَیْرِ الْاَحْمَدِیْ، حُرِّیًّا قِیَمُ الْقُرْیٰ یَوْمَ
الْجُمُعَةِ سَادِسَ عَشْرِ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ الْحَرَامِ سَنَةِ ۱۳۰۲ ہ

ہر ابو الخیر احمدی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد، عبد الله ابو الخیر فاروقی اجازت
اجازت دلائل دلائل الخیرات از حضرت قبلہ گاہی ارشاد و ہدایت پناہی حضرت شاہ محمد عمر
ذکرہ اللہ بالخیر و رحمہ و رضی عنہ، دار و عن والدہ القطب الربانی الشیخ احمد سعید عن الشیخ
عبد الغزیز عن والدہ الشیخ ولی اللہ عن الشیخ ابی الطاہر عن الشیخ احمد التخلی عن السید عبد الرحمن الادریسی
الشہیر بالمحبوب عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد عن ابی جدہ السید احمد عن مولفہ السید محمد بن سلیمان
الجزولی، زاد اللہ فی دَرَجَاتِهِمْ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِهِمْ۔ جان محمد جبرانی را اجازت خواندن
دلائل الخیرات دارم و صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ چہار شنبہ
۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ دہلی خانقاہ شریف مجددیہ۔

بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ و بامی طاعون ظاہر شد بعض مخلصین میرٹھ بہ خد
نصیحت نامہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کردند و طالب دعا شدند حضرت ایشان درج
ذیل نصیحت نامہ نوشتہ بہ مولوی سید عبد الجلیل دادند تا بہ مخلصین بنویسند۔

پریشانی و جزع کردن بے سود است، اگر کسی را اجل رسیدہ است۔ بیج کس آن را برائے

یک ساعت نہ می تواند کہ مؤخر کند، و اگر کسی را وقت نہ رسیده است ہر چہ کند نہ خواهد مرد، پروردگار فرمودہ است۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَنْقِذُ مَوْتًا۔ این حکم برائے ہر زمان و ہر کس است کثرت اموات بود یا قلت، ہیچ تفاوت نہ می کند، شمایان را باید کہ بہ استغفار و تلاوت و نماز و خیرات و اعمال صالحہ با حضور قلب و خشوع و خضوع خوب مشغول باشید، از منہیات تو بہ کنید، اگر در ادائے زکات تقصیر واقع شدہ بہ صدق دل نیت تکمیلش کنید و کسانے کہ استطاعت دارند، ادا کنند، شمایان را باید کہ یک دیگر را معاونت کنید و ہمدرد یک دیگر باشید۔ اگر کسی وفات یافتہ است و چیزے وصیت کردہ است باید کہ وصیتش را بہ جا آرید، کسی نہ گوید کہ خود من مردنی ہستم من وصیت دیگر را چہ کنم۔ از چنین خیالات فاسدہ احتراز کنید۔ ہر یک بہ وظیفہ و طاعات مصروف ماند و در حال صحت وصیت نامہ نوشتہ نگاہ دار، لازم نیست کہ طاعون برائے ہر یک عقوبت باشد، در زمان امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طاعون بودہ است و جمعے از صحابہ کرام درین مرض وفات یافتہ است رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ برائے نیکو کاران این موت موجب رحمت و شہادت است۔ بر فعل خدا راضی باشید۔ اخیار و اہانت کار خدا است، کسی را یارای دم زدن نیست۔ بہ دل و جان راضی بہ حکم دے تعالیٰ باشید۔ والسلام علیکم۔

نصائح حضرت ایشان چند افراد را درج ذیل نصائح در مکتوبات خود نوشتہ اند۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند کہ می گوید اللہ تعالیٰ اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیا برائے عبادت من فارغ و خالی شو۔ من پر کم سبت ترا بہ غنا و بے نیازی از خلق و بند کم راہ فقر و احتیاج ترا بہ خلق، و اگر فارغ نہ شوی برائے عبادت من پُر می کم دست ترا بہ اشغال گوناگون و بر نہ بندم و دور نہ کم احتیاج ترا، مشکات در کتاب الرقاق از احمد و ابن ماجہ این حدیث را نقل کردہ، برائے نصیحت گرفتن و دستور العمل خود ساختن این حدیث کافی است۔ و در باب استتباب المال و العمر للطاعۃ از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ: "زیرک و فرزاد کسی است کہ محاسبہ کند و زبون گرداند نفس خود را و کار کند برائے مابعد موت و احمق و نادان کسی است کہ پیر و گرداند نفس خود را ہو اے نفس را یعنی ہر چہ نفس از محرمات طلب کند ویرا بدد و از عقبی بے خبر ماند و با این نافرمانیہا توقع دارد از اللہ تعالیٰ حُسنی را یعنی پروردگار از دے راضی گرد و دو می بخشد" اے عزیز تمنیات را بگزار۔ اگر شب در روز خواہش مال و متاع کنی و عمل و سعی نہ کنی ہیچ نہ خواہی یافت۔ و ہر چہ کنی ثمرہ آن بی۔

شب و روز در طلب دنیا مصروف مانی و توقع داری کہ مراتب اہل دین را دریا بی۔ ہیئات ہیئات۔
فلاح عاقبت نہ بر آئینیتہاے شمایان موقوف است و نہ بر آئینیتہاے اہل کتاب؛ بلکہ موقوف بر عمل
است؛ ہر آن کس کہ عمل بد کہہ جزاے آن دریا بد۔ بہ جز پروردگار کسے رامعین و مددگار خود نہ یابد؛
و آن کس کہ کارے نیک کند؛ مرد باشد یا زن، و دے ایمان ہم آوردہ باشد؛ این گونہ افراد داخل
جنت خواہند شد و برایشان قدرِ ذرّہ عدوان نہ خواہد شد؛ این بیان آیت شریفہ است کہ برے
شمایان کردہ شد۔ بزرگان ماگفتہ اند۔ و لے کہ گرفتار غیر است ازو توقع چہ خیر است، شاہ ولی اللہ
در تالیفے نوشتہ اند کہ بزرگے بہ دیگرے گفت این شعر را از ما یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دمیدن گرفت صبح حرفے چراغ خانہ بہ افسانہ سوختیم

و نوشتہ اند: مَنْ التفت بين يدي الشيخ يمينا وشمالا ولم يحضر ذهنه فقد نسب الى سوء الادب،
اربابُ النفوس امواتٌ، واصحابُ القلوب احياءٌ، اصحابُ النفوس قد انفصلوا، واربابُ القلوب
قد اتصلوا، لعمري ان الفقراء قطعوا المراحل، وبلغوا المنازل، ووجدوا ما طلبوا، وسكنوا في مقعد
الانس بالله، لعمري ان الفقراء اهل الله۔ التوكل ترك طلب الرزق، التوكل قطع الاسباب مع
اطمينان القلب بغير التردد، التوكل كمال الدين وهو محض الايمان وامر الدين وخصلة الاقوياء
يا عبد الله كن اضعف العباد ولا تكن صاحب النخوة والعناد، وطأ طأ راسك تواضعا للانام عيش
مسكينا فقيرا ولا تعيش محتشما اميرا، وانخدم المشائخ والفقراء واترك الأغنياء والأمرء من
ماتت نفسه في الدنيا فهو لا يموت مرة اخرى، طوبى لمن قام في الاسحار واشتغل بالصلاة
والتلاوة والاستغفار، ان افضل الأذكار التهليل۔ (زیرین اقوال را بر صفحہ ۴۷ ملاحظہ کنید)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تو آرند

جو انان سعادت مند پندیر دانا را

مکتوب اول بہ عربی :- بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله وسلام على
عبادة الذين اصطفى۔ من عبد الله ابى الخير الى اخيه وجيبه الصالح

مکاتیب مبارکہ

الفاضل زاد الله تعالى في صلاحه وفضله، السلام عليكم ورحمة الله، فاني احمد اليك الله الذي لا
اله الا هو واصلى واسلم على سيدنا وسيد الاولين والآخرين محمد عبده ورسوله وبعد فقد
وصلت الهدية مع المکتوب بصحبة ملاءشاه وفرحت بذلك واتوجه لكم كل يوم ولكن
احيانا ارى الحجب مسدولة فيتعسر وصول التوجه اليكم وكثيرا ارى الحجب بحمد الله مرفوعة

ففسری البرکات الیکم بسهولة ومن بعد هذا الملتوب اشرعوا فی النفی والاثبات مقدراً جسمانیة مودة بحبس النفس تدرباً مراعیاً للوتر، و فی المراقبة الأحادیة وهی عبادة عن انتظار فیض من الذات الالهیة هی موصوفة بجمیع صفات الکمال ومنزهة عن جمیع النقائص والزوال وهومفهوم اسم الجلالة، وحين المراقبة لا یقصد الذکر ولا الرابطة بقصد هابل ینکون مستغرقاً فی الانتظار المدکور بمقدار ساعة کاملية، وأتوجه لکم بعون الله الوهاب فی ذلک، وبلغوا سلامی الی حضرة الرسالة، سلام عبید ذلیل عاجز الی سید عزیز کریم، ثم الی ضعیفیه المکرمین، ونسخة صحیح البخاری فی عشرة اجزاء ارسلوها الی نابید الی مسلم او غیره باحفاظة فقد شرعنا تدربها ونحتاج الیها، یعرفها ملا صفر وعبد الستار افندی، وبلغوا سلامی الیها والی المحبین و اوصیهم بتقوی الله فان الله یحب المتقین، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعین والحمد لله رب العالمین۔

مکتوب دوم به فارسی به حضرت الاتاد مولانا سید حبیب الرحمن کاظمی بسم الله الرحمن الرحیم جناب مولوی صاحب مخدومنا الاعظم، بعد ادائے ماوجب علینا من التبیات والتسلیمات عرض آن کہ ”خیر جاری“ بہ مدینہ منورہ فرستادہ شد و نزو و احتقریج شرح بخاری بہ جز قسطاً فی نیست و نسخہ نفحات شریف کہ از جناب مستعار آورده بودم بہ صحابت حامل رقمہ مرسل است، والتسلیم۔
احقر ابوالخیر عبد الله بن عمر غفر عنہما

مکتوب سوم به فارسی۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله وسلام علی عبادة الذین اصطفی حق سبحانہ این دور از کار را دان عزیز ملا عبدالحکیم صلاح آثار را از جمیع مرادات بلکه از صفت اراده ہم تہی سازد، ہیچ ہوسے و آرزوے بجز اوسبحانہ در دل نہ ماند، بندہ را بہ ارادہ چہ کار بہر قدر توانمند و ظائف بندگی ادا نمایند، حامل رقعہ عبد الرحیم کولابی خادم مرحومی ملا شاہ است، آرزوئے زیارت وضعہ مطہرہ کردہ، باعث تحریر این سطور شد، عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند و تحیہ صلاۃ وسلام بہ صد تعظیم نمایند۔
بس بود جاہ و احتشام مرا یک علیک از تو صد سلام مرا

حضرت قبلہ عالم جناب مرشد م قدس سرہ السامی می فرماید۔

شده فی تو مسخ و بیجان بنشین بہ قرب انسان
بکن اقتباس عرفان کہ شوی تو قابل آن
کہ رود ز فیض یزدان بہ تن تو جان ایمان
تو غریق بحر عصیان چہ روی بہ کوئے جانان

سگ ترشده بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بزرگے دگیری فرماید

بہ زمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدہ ریائی
 لِأَنَّ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ یا رسول اللہ چشم رحمت بکشا سوتے من انداز نظر
 سلام علیک و علیٰ ضعیفیک ابی بکر و عمر، و علیٰ خادیمیک سعید و عمر، رحمہم اللہ سبحانہ۔ ابوالخیر عبداللہ
 مکتوبات چہارم بہ فارسی۔ بہ مولوی عبدالعزیز سرہندی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد
 للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حق سبحانہ این دور از کار و آن عزیز صلاح آثار را از جمیع مرادات
 بلکہ از وصف ارادت نیز تہی سازد کہ بندگی و صف ارادت را بر نہ تا بد، مراد خود خواستن منع مراد حق سبحانہ
 کردن است، باید کہ ساحت سینہ از ہمہ مرادات و آرزو ہا خالی بود و ہیچ ہو سے و بایستے جز حق سبحانہ نہ ماند
 و در تویک یک آرزو ابلیس تست۔ اہل اللہ برائے دفع مرادات اہتمام تام در زوال صفت اراد
 می نمایند و علاج استیصال آن می فرمایند کہ تا صفت ارادہ در بندہ است، وجود مرادات متصور است،
 چون صفت ارادت منفی شود حضور مرادات متصور نہ باشد۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرار سرد۔
 در ہنگام فنا کے لطیفہ ثنائیہ پر توے از اشعہ جمال این سخن سایہ می اندازد و حقیقت فہم این معاملہ منوط
 بہ حصول مقام رضا است، او سبحانہ این پس ماندہ را ہم شربے ازان اُز زانی دہد۔ ع۔ با کریمان کار ہا
 دشوار نیست۔ سلوک طریق اولیا کار ہر بے سر انجام نیست، فراموش بر خدا کردن ہر کسے می تواند،
 قیوم عالم، قطب اعظم، امام کبار، مجدد ہزار قدس سرہ بہ فرزندان و خلفائے خود در ہنگام محبوب شدن
 بہ قلعہ گویا رچہ تاکید ہا کردہ اند و در نفی مرادات چہ قدر مبالغہ ہا فرمودہ، سہ مجلد مکتوبات قدسی آیات
 مملو و مشحون است۔ اِنْ شِئْتَ فَرَاجِعْ إِلَيْهَا۔ مکتوب آن عزیز رسید، حق سبحانہ و تعالیٰ بہ استقامت
 دارد، از تغیر محفوظ دارد، حقیقت معاملہ ہر چہ بُود و اُمود، وقت ظہور محن و بلا است، زمانہ اخیر است
 ہر قدر توانند و در نفی مرادات کوشند باشد کہ بہ حقیقت فنا مشرف شوند، و برائے این دور افتادہ نیز
 دُعائے کردہ باشند و بہ دوستان طریقہ سلام رسانند و السلام تحریر پنجم صفر ۱۳۰۳ لہ از مکہ معظمہ، قریب
 باب عتیق۔ از اہل حلقہ سلام خوانند، پیر جی حسین شاہ و حافظ امیر اللہ و محبوب بخش و حاجی حسینی حاجی
 عبداللہ و محمدی شاہ و پیر محمد و امام بخش و عبدالرحمن و قلی و جملہ برادران بہ دعا مخصوص اند، والسلام
 علی من اتبع الهدی۔ بہ میان توکل شاہ، و میاں عبدالخالق و حسن محمد و سوندھے شاہ سلام رسانند
 و صحت و سلامتی ایشان را نویسند۔

مکتوب پنجم بہ اُردو، بہ حافظ امیر اللہ، مسجد شریف مولوی امین الدین، محلہ غلزیان، مقام سرہند سی، پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر عبد اللہ برادران طریقت حافظ امیر اللہ و عمر بخش راسلام و دعا رسد۔ دو خط نمایان رسید، احوال معلوم شد، ذکر اسم ذات با حضور دل از ہر لطیفہ بکنید، بہ غفلت ذکر نہ کنید۔ تمام کردن مسبحہ مقصود نیست (اتمام عد اگر بہ غفلت بود مقصود نیست) رابطہ ہر وقت کردہ باشید، قدرے مراقبہ احادیث بہ غیر ذکر ہر روز باید کرد۔ وہ نوعی کہ شمار تعلیم دادہ شدہ است نفی و اثبات با جلس دم ہر روز ضرور بکنید، جلس دم بہ این اندازہ نہ کنید کہ شمار تکلیف و زحمت شود۔ در ذکر شریف خواہ از اسم ذات بود، خواہ از نفی و اثبات، باز گشت ضروری است یعنی بعد از وقفات بگوئید۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو، معرفت و محبت خود بہ من عطا کن۔ ذکر شریف بہ وجہ بکنید کہ اثرش ظاہر شود گریہ آید، در ذوق و شوق و محبت خدا اضافہ شود، از مردمان نفرت پیدا شود۔ از جانب من در حضور حضرت امام و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) و حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین سلام عرض کنید و بگوئید کہ امید دارم توجہ و دعائے شمامی باشم، جمیع محبان راسلام برسند، عمر بخش اگر می خواہد ختم مجددی بخواند، اما ہر چہ خوانید بہ حضور دل خوانید و السلام محررہ دوم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ از رامپور۔

مکتوب ششم بہ اُردو نیز بہ حافظ امیر اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از غلام حلقہ بہ گوش عمر فقیر ابوالخیر عبد اللہ احمدی، برادر طریقت سعادت مند حافظ امیر اللہ، بہ عافیت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ نمایند، خط شمار رسید و احوال معلوم شد، احوال برادران طریقت خود را چراندہ نوشتید، احوال خود را ہم بہ وجہ خوب نہ نوشتہ اید کہ ذکر شریف چہ قدر و مراقبہ چہ قدر می کنید در وسوس و خطرات کمی است یا بیشی، مطلع سازید بر روضہ مبارکہ حضرات رسیدہ از جانب این غلام احترامات و تسلیات عرض کردہ بگوئید کہ این غلام را باز بار دہید کہ برائے چند روز بر آستانہ عالیہ حاضر شود۔ بعد از عرض کردن مراقبہ کنید و آن چہ بر شما ظاہر شود تحریر کنید، قصد دارم کہ باز بہ عتبہ بوسی مشرف شوم، مولوی عبدالعزیز چہ حال دارند۔ بار دیگر آمدن ایشان بہ سرہند شریف شدہ یا نہ۔ پروردگار ما را دخترے عنایت کردہ بود پنج ماہ پائید و رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ و السلام تحریر روز شنبہ دوازدهم ذی القعدہ ۱۲۹۹ھ از رامپور متصل قلعہ نواب صاحب۔

مخفی نہ ماند کہ مولوی عبدالعزیز سکونت در پٹیالہ داشت، وے مرید شاہ امین الدین نانوتوی است کہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودہ۔ مولوی عبدالعزیز از حضرت ایشان نیز استفادہ کردہ

رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوب ہفتم بہ فارسی بہ مولوی عبداللہ علی زری و زانی قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مکتوب مرغوب برادر عزیز مولوی عبداللہ قندہاری
کہ بہ کمال محبت فرستادہ بود رسید۔ بآرک اللہ فی عمرکم و علمکم و رشدکم و ارشادکم و جعلکم اماماً
للمتقین ہادیاً مہدیاً و کثراً مثالکم۔ ہمت بلند دارند و بہ ممتوجہ باشند ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی
کثیرہ خواہند نمود، و بہ تکرار کلمہ طیبہ و تلاوت قرآن مجید و نماز بہ طول قنوت راغب، دل خواہان ترقی
شما است و بہ شما متوجہ است، مطمئن باشند، در رجب بہ مدینہ منورہ حاضر شدہ ام و بہ غایات
بے غایات مشرف، کسے ہم مشرب و ہم جنس نیست الاقلیل، زیادہ طاقت تحریر نیست۔ نیک عالم
بہ ببئی رفت، ما را دشنام می دہد و بد می گوید حَسْبُنَا اللہُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔ می باید دید و دم باید زد۔
وَلَيْتَكَ تَحْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَرِيرَةٌ وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابٌ

بعض برادران ترقی پا کردہ اند، استقامت و تسلیک در ترقی است، الحمد للہ، شیخ
عماد الدین اجازت تعلیم یافتہ بہ ملک خود "بلغار" رفتند، مولانا مختار مخدوم سمرقندی اجازت یافتہ مقیم
مکہ معظمہ اند، شیخ محمد حسن جوان خوش استعداد است، ظاہر البعد چندی مشرف بہ اجازت شود، احوال
سرگرمی حلقہ تعلیم باطن و ظاہر نہ نوشتید، پارہ از وقت دران ہم صرف کنید، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ
الْهُدٰی۔ تحریر ۱۵ محرم ۱۳۰۴ھ از مدینہ منورہ۔

مکتوب ہشتم بہ فارسی نیز بہ مولوی عبداللہ قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ
و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ انخی اعز می معارف آگاہی از بن فقیر سلام و دعوات طیبات
مطالعہ فرمایند و یک دم غفلت را بہ خود راہ نہ دہند، گاہے از گلستان عالم امری گل چینی کنند
و گاہے در بحر محبت نفس را پاک کنند۔

رفتہ ز حروف در معانی

قدے ز وجود خویش فانی

گاہے عناصر را از انوار باطن مشابہ ملک کنند و گاہے مشیت خاک را ہم رتبہ فلک کنند
ہمت را بلند دارند و سر خود را پست، نماز بہ طول قنوت و تلاوت قرآن مجید لازم است، مکتوب
مرغوب ایشان رسید، واقعی در عروج سالک را متوسم می شود کہ از مشائخ بلند تر رفتہ ام، تحقیق آن
در مکتوبات شریفہ موجود است، فقیر ہر وقت متوجہ کمال شما است، برائے شفائے امراض ہم دعا ہا
نمودہ شد۔ والسلام علیکم و علی من لدیکم۔ تحریر ششم صفر ۱۳۰۴ھ از مکہ مشرفہ۔ قریب

باب عقیق-

مکتوب نهم بہ فارسی بہ اسماعیل بن عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ محبت آثار، سعادت اطوار، اخلاص شعار اسماعیل بن عبدالرحمن ازین خفیر دعوات طیبات مطالعہ فرمایند، مکتوب شمار سید، در وقت مطالعہ اش آثار محبت بلکہ خلوص مودت مفہوم شد۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة علی ذلک کثیر الاثنتہ اعظم النعم واساس الایمان، حق سبحانہ استقامت بران عنایت کند، بشری لکم۔ و کتاب مستطاب نیز رسید، سبحان اللہ عجیب کتاب است، سالہا است کہ خفیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شمایہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این خفیر را بہ قرآن شریف است، ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سر لے نگارست فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار
 اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَصْنَفْ مِثْلَهُ گفتن رواست۔ چہار ڈوہ سکر
 نیز رسید در استعمال خفیر بہ کار نیامد کہ نفاستش از ابوالمتقین بسیار کم است، شاید بہ کار دیگر صرف
 شود، باقی حاجی ایوب را بگویند کہ نو میدہ نہ شود و متحیر ہم نہ گردد کہ چہ کنم، ظاہر و باطن را یکسان کند
 طالب زیادتی اخلاص و محبت بہ طریق استقامت باشد۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ
 اٰمَنْتُمْ۔ و در گفتار و کردار تقویٰ را شعار خود سازد۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ ایوب ثانی خود را
 چہراست می کند و قدم استوار بہ راہ حق نہ می گزارد و طیب و یعقوب را ہم تذکر کنید، اگر ہیچ
 نہ تواند رشتہ محبت را قوی کند، اے عزیزان، فرصت غنیمت است۔ هَذَکَ الْمُسَوِّفُوْنَ۔ باقی
 احوال مستوجب حمد کثیر است۔ زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدم بیرون نہ نہادہ ام
 دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است، دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام
 ماضی می شود، طالب خدا نیست الا ماشاء اللہ۔ انآمدن مردم بے مزگی می شود، بہ دعا یاد دارند کہ
 عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مراد ذوق دہد، بہ جز خلوت من سلوک سالکان و جذبہ مجربان
 را درون حرم دل من ہا نیست، خود در فہم عنایتی کہ بر من است قاصر م، بہ دیگران چہ رسد۔ واللہ
 یَخْصُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ تھربا بنعمتہ اللہ بہ شما نوشتم کہ دوست
 باشید و فہم کنید۔

من اگر زندم و گر شیخ چہ کارم با کس حافظ راز خودم عارف وقت خویشم
 والسلام علیکم اجمعین۔ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ سال یازدہم از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دهم به اردو، به عبدالرحیم بن عبدالکریم متوطن ڈیبائی از توابع بلند شہر بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر احمدی برادر طریقت میان عبدالرحیم منصرم محکمہ پیمائش سلمہ اللہ تعالیٰ را بعد سلام سنون معلوم باد، ہر دو مکتوب شمار سیدند الحمد للہ سبحانہ کیفیت کہ در اخیر نوشتہ بودید کہ فیض معیت بہ تمام بدن محیط می شود، بسیار خوب است اگر شاہ بہرام از خادمان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اند، از سلسلہ ماہستند، حرجے نیست اگر نزد ایشان نشستہ بہ مراقبہ مشغول شوید۔ از سہ ماہ منشی رفتہ است لہذا در تحریر جواب تاخیر می شود، بعد مغرب متوجہ فیض باشید، ان شاء اللہ تعالیٰ در فیض ترقی خواہد شد۔ بہ دعائے خیر مرا ہم یاد دارید والسلام روز جمعہ ہر دہم ذی القعدہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب یازدہم بہ اردو نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی۔ محبت آثار میان عبدالرحیم بہ عافیت و انتقامت باشند، مکتوب مرغوب رسید، از مضامین مندرجہ آن خوش وقت شدیم، وقتے کہ معیت بہ کمال می رسد و از انجا ترقی می شود لطیفہ نفس را تربیت می فرمایند۔ کشف شما درست است۔ مع ہذا ہنوز مدتے بہ معیت مشغول مانید کہ معیت مقام ولایت صغریٰ ہست درین موطن از ظلال اسماء و صفات الہیہ حصول فیض می شود، ہر قدر کہ در معیت بختگی آید، همان قدر در سلوک مضبوطی خواہد بود۔ در معیت قلب را فنا حاصل می شود بلکہ اجازت مفیدہ نیز عنایت کردہ می شود، بعد از مغرب بہ ما متوجہ باشید، اثر توجہ خواہد رسید، والسلام تحریر روز شنبہ سیزدہم ذی الحجہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دوازدهم بہ فارسی نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از فقیر ابوالخیر احمدی کان اللہ برادر عزیز منشی عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ سلام خوانند مکاتیب شما ہمہ رسیدند۔ الحمد للہ۔ اثر توجہات بہ شامی رسد۔ این از نعمتہائے الہی است، اوقات خود را بہ طاعات و اذکار و تلاوت و مراقبات مشغول دارند و خالی نہ باشند و رابطہ بسیار کنند۔ وقائع شما اکثر نیک اند، از فنائے لطائف نوشتہ بودند، الحمد للہ تعالیٰ۔ توجہ شما کردہ می شود، خصوصاً وقتے کہ مکتوب شامی رسد۔ زیادہ تر باعث فیض بہ شامی شود۔ از جواب نہ نشستن دل تنگ نہ باشند، منشی درین وقت کسے نیست و فقیر را فرصت کم، مجلاً این قدر بدانند کہ دروازہ فیض بمنہ تعالیٰ کشادہ شدہ است، این نعمت الہی است والسلام از مولوی عبدالغنی

دیار محمد خان سلام خوانند، درین شهر از رمضان شریف وبائے ہیضہ سبب ابتلا شدہ است، دعا کنند کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان را توفیق توبہ و عبادت و ہر والسلام تحریر روز شنبہ نہم شوال سال نہم از مایہ چہار دہم۔ از خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب السیر و ہم بہ فارسی بہ سید عبداللہ زواوی کہ فرزند سید محمد صالح بن عبدالرحمن زواوی خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد منظر قدس سرہ بودہ و تربیت اولاد پیر و مرشد خود کردہ۔ سید عبداللہ زواوی از پدر بزرگوار خود اخذ نسبت کردہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ الذِّیْنَ اَوْتُوا الْکِتَابَ لَتَبَیِّنَنَّہُ لِلنَّاسِ وَاَلَّا تَکْفُرُوْا۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی سیادت و شرافت دستگاہ سید عبداللہ سلام خوانند۔ الذین بالنصیحة مکتوب شمار سید آوردن احمد (فرزند اکبر حضرت شاہ محمد منظر) از حرین شریفین و رسانیدن بہ رامپور از برائے چیت، اگر برائے علوم ظاہریہ است پس در حرین ہم میسر است، و اگر برائے اصلاح قلب و تزکیہ نفس و سلوک طریق اولیا، پس برائے این کار آوردن فائدہ نہ دارد، بہ دل جان آمدن طالب شرط است۔ اگر در احمد شوق طلب است بہتر، پاک نیست، و اگر این مفقود است، صبر کنید کہ حق سبحانہ اورا شوق طلب این راہ عنایت کند۔ ولایت کار دنیا نیست کہ بہ عقل و تدبیر راست آید۔

دل اندر زلف لیلے بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک را زیان دارد و مقامات خردمندی دیگر آن کہ مولوی ارشاد حسین صاحب مردنیک و لائق ہستند (متوفی بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) لیکن شب و روز ہمراہ احمد بودن نہ می توانند، البتہ با مردم دیگر مصاحبت خواہد شد، و اہل رام پور لائق مصاحبت نیستند و احمد را ترک حرین بر دل گران باشد۔ و با وجود گرانی دل، ہیچ کار نہ می تواند شد، نہ دینی و نہ دنیوی، خصوصاً شغل طریقہ، کہ گرانی دل ستم مہلک است درین راہ، شیخ غلام نقشبند یا کسے کہ با فہم باشد یا سید عابد الدین صاحب شاید این تحریر فقیر را قدر کنند کہ بخلوص بیت ہر چہ بہ قدر عقل من بود نوشتم۔ احمد را دعا رسانند۔ این مکتوب کہ نوشته ام موافق مشرب خود نوشتم۔ زمانہ سازی بہ من لائق نیست، و ہم با احمد محبت دارم، و مقتضائے محبت آن است کہ۔ یُحِبُّ لِخَیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ۔ اگر موافق شما تحریر من باشد بہتر است ورنہ مرا معذور دارند و السلام تحریر بہت و چہارم ربیع الآخر جمعہ۔ از خانقاہ شریف۔

مکتوب چہار دہم بہ اردو بہ جناب محترمہ نجم النساء خواہر جد ماوری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی۔ از جانب عبداللہ ابو الخیر بہ خدمت جدہ محترمہ انجم النساء سلام با احترامات مسنونہ کرام قبول باد۔ اولاً سوال از احوال مزاج شریف و باز از اشتغال بہ ذکر الہی و تلاوت منزل قرآن مجید و تصویب شیخ و حضور دل و اسم ذات از ہر لطیفہ جدا جدا، لطائف عالم امر بہ اسم پاک گویا، استفساری نہایم۔ جدہ محترمہ ہوش و اریدہ و درکار خود و در اعتقاد خود خوب محکم مایند۔ دولتی کہ پروردگار بہ شما ارزانی داشتہ است آن را قلیل تصور نہ کنید۔ قدر این دولت را بزرگان دین می دانند۔ اگر در حیات با ملاقات شد ان شاء اللہ مزید تعلیم خواہم کرد، ورنہ برہمین قدر قانع باشید۔ انتہی۔ عاجز ابوالحسن زید خیال دارد کہ این مبارک مکتوب از دہلی بہ مکہ مکرمہ رسیدہ تحریر فرمودہ اند۔

مکتوب ۱۵ پانزدہم بہ اردو بہ حفیظ الرحیم (بہ توسط نیاز احمد محمد صدیق ۳۷ پانی گھر۔ پلٹن گورہ۔ چھاؤنی دل کشا، لکھنؤ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب حفیظ الرحیم رسید اثر محبت ما این است کہ از تمام مکروہات و لغویات دل خادم متنفر بہ دینداری و پرهیزگاری راغب شود اگر این کیفیت را حاصل کردہ اید پس فی الواقع شما خادم ما ہستید۔ و شما استفسار از خدمت کردہ اید خدمت پیر و مرشد برائے خادم سعادت کبریٰ است۔ اما شرط آن ہست کہ مال پاک و نیت نیک داشته باشد۔ برائے خادم ما فرض است کہ بر فرائض قائم و از محرمات مجتنب ماند۔ اگر این دو امر در کس نیست وے خادم من نیست۔ والدہ خود را نیز این کلام برسانید و تاکید کنید کہ دل را از وساوس پاک کردہ صبح و شام بہ ذکر شریف مشغول ماند۔ والسلام علیکم۔

مکتوب ۱۶ شانزدہم بہ اردو بہ مولانا سید امیر نواب بہاری کہ بہ خدمت حضرت شاہ احمد سعید رسیدہ بود و باز از فرزند کلان ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ اسرارہما بیعت شدہ بود بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مہربان سید امیر نواب را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ مکتوب شمار رسید و احوال معلوم شد۔ مکتوبی کہ پیشتر آمدہ بود جوابش فرستادہ ایم۔ امید است کہ رسیدہ باشد (بعد ازین حدیث شد ابن اوس نوشتہ اند و باز تحریر نمودہ اند) از تبرکات بزرگان ما بعض اوراق بہ دست ما رسیدہ اند۔ ما آن را زیارت کردیم کہ ہمہ پند و نصائح است از ان جملہ است کہ حضرت از دوستان خود استفسار کرد کہ کدام کس در راحت و آرام از دیگران بیشتر است۔ کسے گفت۔ آن کس کہ ایماندار است و ہم آسودہ۔ فرمودند اے عزیز۔ آن جسم را بیشتر راحت و آرام است کہ در قبر نہادہ است و از عذاب خدا مومن گشتہ۔ برائے پند گرفتن این دو سخن (حدیث مبارک و ارشاد حضرت)

کافی است۔ برائے برخورداران نصیر الحق والوار الحق زیارت کردن این مکتوب سودمند است و اگر ایشان نقلش برداشته نزد خود محفوظ کنند بہتر است، ممکن است وقتے آن را مطالعہ کنند و راہ درست را اختیار کنند۔

در باب سفرِ حرمین شریفین باز استفسار کرده اید۔ درین امر جائے شک ریب قطعاً نیست کہ بہ آن مبارک دیار رفتن و آن جا قیام کردن و در آن جا مردن از عمدہ سعادتہا است۔ مع ہذا امرے است کہ بیان کردنش از بس ضروری است۔ قاعدہ عمومیہ است کہ پیش از مردن انسان علیل می شود۔ آن وقت دے بے قرار می شود و خواہش می کند کہ معالجے را پیدا کند و دوا بخورد، در آن دیار مقدسہ معالج وادویہ را فقدان است لہذا در صورت ناسازی مزاج خیالاتِ فاسدہ بہ دل راہ می یابند۔ مثلاً من چرا بہ چنین جائے آدم کہ نہ طبیب دارد و نہ دوا۔ ما برائے سر دار دوا عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ ایم، کسے از بد حالی ما رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کند۔ و امثال این خیالات، و افرادے را کہ زندگانی بہ راحت بہ سر کرده اند و دوا و دارو را عادی شدہ اند۔ این گونه خیالات بیشتر می آیند۔ و از چنین خیالاتِ فاسدہ در ارتباط مع اللہ بے علاوقی و در قوتِ ایمان کمزوری پیدا می شود۔ بنا برین من شمارا چہ نولیم۔ البتہ اگر کسے از اصحابِ عزیمت باشد کہ ہر گونه شدائد و آلام را بہ طبیبِ خاطر و سکون دل برداشت کند برایش بہ آن دیار مقدسہ رفتن و قیام کردن بسیار خوب است آ تا این گونه افراد کجا ہستند۔ انتہی ملخصاً۔

عاجز گوید سیادت پناہ امیر نواب را شوقش بہ آن دیار مقدسہ رسانید اما قصد ہجرتش ناتمام ماند و بعد از مدتِ قلیل بہ وطن مراجعت فرمود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفتم بہ اردو بہ مولوی کاظم حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی کاظم حسین را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ بعد مدت مکتوب شمار سید خود من خیال داشتم کہ شمارا مکتوبے ارسال کنم۔ از غفلت و حدیثِ نفس اگر رشتنگاری حاصل نہ شود تا ہم وظیفہ شریفہ کردن نعمتِ عظمی است۔ البتہ برائے ازالہ غفلت و حدیثِ نفس سعیہا باید کرد۔ ہر چہ از مساعی بہ ظہور رسد آں ہمہ داخل در جہاد فی سبیل اللہ است، حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ: ہر کہ تلاوتِ قرآن مجید بہ مہارت و خداقت کند وے با فرشتگان عالی قدر است و ہر کہ در تلاوتِ قرآن مجید می ماند و زبانش خوب روان نہ می شود و تلاوت بروے دشواری باشد اورا دوا جبراست۔ یکے اجر قرائت و دوم اجر مشقت۔ کجا مایان و کجا آن زمرہ فرشتگان، اگر مایان از اصحاب دوا جبر شویم

زہے قسمت۔ و سبب غفلت و حدیث نفس این است کہ در طبیعت ما و شما تبتل و انقطاع الی اللہ نیست۔ با ذکر شریف پروردگار افکار دنیویہ لاحق می باشد۔ و اے افسوس۔ پروردگاری فرماید۔
 وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔ و یاد کن نام پروردگار خود را و بہ سوئے او منقطع شو بہ انقطاع کامل۔
 و امام ربانی فرمودہ کہ فائدہ ذکر بعد از اخلاص نیت و تخلیص امنیت حاصل می شود۔ و فرمودہ اند۔ گرسنگی باید تا ذکر شریف اثر خود نماید، سیر آمدن و سیر رفتن فائدہ نہ دارد، و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اے فرزند آدم خالی شو برائے عبادت من، پُرکنم سینہ ترا از بے پروائی و محتاجی ترا بندکنم و اگر تو بہ این طور نہ کنی پس پُرکنم سینہ ترا بہ کلام فارغ و بے کار و محتاجی ترا بند نہ کنم۔ این حدیث را امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند۔ مولوی کرامت حسین را از جانب اسلام برسانید۔ اوصاف حمیدہ ایشان بہ من گفتہ شدہ بود، مثلاً کہے را بہ نگاہ بد نہ دیدن، و بر بندگان خدا مہربانی کردن و بر نماز و روزہ قائم بودن۔ ازین وجوہ ماہم از پروردگار برائے ایشان طالب حُسنی ہستیم۔ چون کہ صحبت ایشان بیشتر با بے دینان است (حاکم بود) دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را بر دینداری قائم دارد۔ پروردگار بہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام می فرماید۔ فَلَا يَصْدَقُكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبِعْ هَؤُلَاءِ فَتَرْدَى۔ پس باید کہ باز نہ دارد ترا از بازداشتن آن کہے کہ ایمان نہ دارد بران و پیروی کرد خواهش خود را، آن گاہ ہلاک شوی۔ اگر مناسب خیال کنید این تحریر را بہ ایشان نشان دهید حضرت بلال، حضرت زید، حضرت سالم مع النخیر ہستند، از جانب ایشان بہ شما سلام برسد۔ در خانہ خود از جانب اسلام برسانید تا کہ دینداری بکنید و السلام تحریر روز یکشنبہ یازدہم جمادی الآخرہ۔

مکتوب ہشودہم بہ فارسی بہ نام سید امجد علی شاہ سر دھنوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سادت آثار سید امجد علی شاہ رسید۔ سعادت سلوک این حقیر را از حضرت قبلہ گاہی، ارشاد پناہی، نائب خیر البشر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ رسیدہ است، و اجازت و خلافت ہم از حضرت ایشان است۔
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر دے از ہزار نہ توانم کرد

جزاہ اللہ سبحانہ عتی و عن المسلمین خیر الجزاء و شرف بیعت از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ دارم و جدا مجرب بشارت خلافت خاصہ بہ این حقیر عطا فرمودہ، چنانچہ در انساب الطاہرین حضرت والد آن را نقل فرمودہ۔ و جامع ترمذی از عم والد مولانا شاہ عبدالغنی خواندہ ام و اجازت عامہ بجمع مایحوز روایت بہ ابن حقیر عنایت فرمودہ اند۔ چنانچہ اجازت نامہ خاص و تخطی ایشان نزد فقیر موجود است۔ غرض این کہ واسطہ بیان من و میان شاہ احمد سعید، حضرت شاہ محمد عمر اند (مفہوم شعر اردو) این

خانانِ فیوضاتِ عمر روشن شدہ است، در سینہ خیر از خود نور پیدا نہ شدہ۔ شمار ذکر اسم ذات بہ کثرت مفید تر است، مقرر کردن تعداد مناسب نیست، ہر قدر توانید بہ حضورِ دل این شغل شریف کنید یعنی ذکر اسم ذات و یوسف بخاری ہم شغل اسم ذات کند۔ مطالعہ تالیفات امام غزالی بسیار نفع دارد و قرآن شریف با ترجمہ ہم ہر روز قدرے لازم است۔ والسلام علیکم۔ تحریر روز جمعہ ششم شوال ۱۳۱۹ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب ۱۹ نوردہم بہ اردو، نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار امجد علی شاہ رسید۔ استفسار از دو امر کردہ۔ اولاً من در کتاب خواندہ ام کہ چون سالک بہ فنائے لطیفہ اخفی مشرف می شود ویرا محمدی المشرب می گویند۔ آیا این بیان درست است؟ جواب این سوال این است کہ سبق شمایصح است۔ سالکے کہ از لطیفہ اخفی بہ نسبت دیگر لطائف بیشتر فیض یاب می شود، ویرا محمدی المشرب می گویند۔ و آن چہ شما خواہش کردہ اید کہ حق تعالی شمارا حافظ لطائف عشرہ بکند، خواہش لغو است۔ کسے لطائف را حافظ و قاری نہ می باشد۔ در کارخانہ باطن چون تحتی فعلی جائے می گیرد۔ یعنی آن چہ ظہور افغان در تمام عالم می شود آن ہمہ را فعل فاعل حقیقی می انگارند، نہ تقلیداً بلکہ ذوقاً، آنگاہ سالک آدمی المشرب می گویند۔ این بیان از لطیفہ اولی است کہ دل از یادِ خدا در بیچ حال غافل نہ می ماند، نہ در خواب نہ در بیداری خیال کنید کہ سبق اول چہ قدر دشوار است۔ سوال دوم نیز از قسم سوال اول است، وقتے کہ احوال مردم را قابل سبق اول نہ می یابیم، برائے طباعت کتاب چہ گوئیم، برائے کدام افراد آن را طبع کنیم۔ اے عزیز از مسائل طریقت چہ می گوئی۔ این مسائل را بالائے طاق بنہ و بن بگو کہ آیا از مسلمانان در یک ہزار افراد یک مسلمان بہ این کیفیت پیدا می شود کہ از روئے مذاہب اربعہ وے مسلمان کامل بود۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ تحریر دہم محرم ۱۳۲۵ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب ۲۰ بستم بہ اردو نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، مکاتیب شمار رسیدند، بر آن کلام بے جا کہ از شما سرزدہ بود و اظہارِ ندامت کردہ اید، پروردگار کلام بے جا را کہ از ما و شما سرزدہ است بہ فضل و کرم خویش معاف کند، ما خطا ہائے شمار معاف کردیم۔ آئندہ چنین کارے نہ باید کرد کہ دل بزرگ خود را آزرده کنی۔ ہدیہ شما تنبیہ ہا و پس کردہ شد۔ احمد اللہ خان چرا اظہار این قدر پریشانی کردہ است۔ حالانکہ از وے امرے بیجا سرزدہ شد۔ شاید وے خیال کردہ کہ ما او را بدگفتہ ایم۔ چون او کار بے جا نہ کردہ ناچرا او را بدگفتہ ایم۔ و آن چہ شما از

پریشانی ملازمت خود و از ناکام شدنِ فرزندِ خود در امتحان و از نہ رفتنِ وے برائے تعلیم بہ انگلستان نوشتہ
اید و خیال کردہ اید کہ این ہمہ از بدو دعائے مابیش آمدہ، پس این خیال شما درست نیست۔ مابرای شما این نہ
بدو عا کردہ ایم و نہ گاہے خواہانِ خرابی و پریشانی شدہ ایم۔ این ہمہ خرابی نتیجہ اعمال شما و ظہورِ تحریرِ ازل
نوشتہ تقدیر شما است۔ در دل خود بدگمانی را جائے نہ دہید، نہ من بدخواہ شما ہستم و نہ بدخواہ احمد اللہ خان
ما از پروردگار برائے خود و برائے شما این طالبِ حُسنی می باشیم کہ پروردگار از رسوائی در دنیا و آخرت
محفوظ دارد، عثرات و زلالت مایان را معاف کند و از عذابِ مصون و مامون دارد و توفیق دینداری و مسلمانی
درست عنایت کند و بہ آن کار ہا موفق شویم کہ او سبحانہ و تعالیٰ از ما راضی شود و ازان کار ہا اجتناب کنیم
کہ او تعالیٰ آن را خوش نہ دارد۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازان کاندہ لحدِ خاکم کنی
اندر ان دم کز بدنِ جانم بری از جہان بانور ایمانم بری

تحریر روز یکشنبہ ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ از کوئٹہ۔ عبداللہ ابو الخیر فاروقی عفی عنہ
یک نقل ازین مکتوب بہ احمد اللہ خان و یک بہ اشفاق الہی ارسال دارید۔

مکتوبِ بے بست و حکیم بہ اردو، نیز بہ امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را
بعد از دعائے خیر معلوم باد۔ اقبال (پسر امجد علی شاہ) را آوارگی و شمارا افسردگی۔ حَسْبُنَا اللہ۔ عزیزان
وے را۔ چہ از جہتِ پدر و چہ از جہتِ مادر۔ شاید بہین حال باشد، پس وے چہ گونہ نجستہ احوال گردد۔
ع از کوزہ برون ہمان تراود کہ دروست۔ حالانکہ از علالت نجات یافتہ و در جزع و فزع فرزند و بلند
مصرف گشتید کہ وے چہ اسعاد و مندنہ شد۔ تمام عمر در کفرانِ نعمت و جزع و فزع بہ سر شد کہ از
علائم ادبار است، پس بگو کہ آیا سپاسداری و شکر نعمت کہ علامتِ فلاح و اقبال است، بعد از مرگ
خواہی کرد۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّوْسِدًا۔ بر ما و بر شما نہایت
ضروری است کہ سپاسداری و شکر نعمتہائے پروردگار بہ جا آریم۔ دیگر خیریت است۔ حضرت بلال
برائے شکار رفتہ اند۔ دیروز بے بست و بہشت کبکہاے عمدہ از شکار گاہ برائے ما ارسال کردہ اند۔
والسلام۔ جمعہ سوم محرم ۱۳۲۹ھ۔ ۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔

مکتوبِ بے بست و دوم بہ فارسی۔ بہ مخلصین کوئٹہ بلوچستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خان
سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن خان و عبدالرشید و عبدالحکیم و ملا عبید اللہ و یاز و لعل احمد مؤذن و متو
و ملا داد و مارکٹی و محبت و ہارون پسرانِ بولتان و احمد جان قندھاری و آقا جان و غیر ہم ہمہ بہ ظائف

طاعات و عبادات بہ جد و جہد سعی می کرده باشند و عمر گران مایہ را مفت ضائع نہ کنند۔
 سرمایہ دولت اے برادر بہ کف آرد دین عمر گرامی بہ خسارت مگذار
 داکم ہمہ جا بہ ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار
 و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند۔ این اخلاقِ ذیل
 در شمایان بسیار است، ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ
 حال شما کردیم و نصیحت کردیم، تاثیر در شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شما است بہ اخلاقِ ذیل
 پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سنیہ سعی بلیغ کنند۔ وقت روانگی (از کوٹہ) در مرزا نیاز سستی و
 پریشانی معلوم می شد، وجہ آن بنویسد کہ چہ بود۔ اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف (مزار عثمانی و
 حیدری، نزد شیخ ماندا) حاضر شدہ و طبقہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل نیادہ
 شود و السلام علیکم پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ عبداللہ ابوالخیر فاروقی۔

مکتوب ۲۱ بست و سوم۔ بہ اردو۔ بہ نام ظہور الحسن ساکن نکیئہ از توابع بجنور۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید و احوال معلوم گردید، پیداشدن شوق و محبت خوب است، اَلَا بُدَّ مِنِّہ
 رسالہ خوب است بران عامل باشید شغل اسم ذات ذکر قلبی بکنید، از طرف ما بہ شما اجازت است۔
 ان شاء اللہ ازین شغل برکت خواہد شد و ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر بخوانید کہ از مضامین کلام الہی
 قدرے واقفیت پیدا شود و رسوم جہالت و بدعات از دل دور شوند، بابررگان این زمانہ ملاقات
 نہ باید کرد۔ سہشنبہ نہم رمضان شریف۔ از کار بد و از نام خوب ابوالخیر۔

مکتوب ۲۲ بست و چہارم بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و
 سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ عزیز من، مکتوب شمار سید و احوال مکاتیب شامی رسد بہ وقت
 رسیدن مکتوب خیال شامی آید و طبیعت را یک گونہ توجہ بہ جانب شما پیدامی شود و اگر تحریر شما موافق
 مزاج می باشد برائے شما در اکثر اوقات از دل دعا برمی آید۔ اے عزیز، در خانہ خود بہ آرام نشستہ ئی، نہ
 در راہ دین محنتی کردہ ئی و نہ در طریق سلوک ریاضتہ و این نعمت دریافتہ ئی۔ آیا این برکت کم است،
 اے عزیز مشکر حق بہ جا آرد۔ ناپاسی کردہ نعمت را زائل کن۔ این خدمت بہ طاقت من نیست کہ من
 جواب ہر مکتوب بہ ہر کس بنویسم۔ این گونہ کار شغل بے کاران است۔ انسان را باید کہ عقل و تمیز
 حاصل کند۔ تحریر بست و چہارم جمادی الاولی۔ از خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

مکتوب ۲۳ بست و پنجم بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید، شما

خود فکرے بکنید کہ چہ کلام تحریر کردہ اید۔ کجا طرق کسب دنیا و کجا من بے چارہ و غریب۔ اگرچہ از مزاج من شما را واقفیت کم است۔ زیرا کہ در ایام دریں خود کہ از حکیم عبد المجید خان می گرفتید چند بار برے ملاقات من آمدہ بودید۔ تا ہم این قدر عقل داری کہ بسنجی کہ قاعدہ من چہ است و طریقہ من چہ و از من طلب کد ام امر باید کرد و پیش من نام چہ چیز باید گرفت۔ برائے تحصیل مطالب دنیویہ نزد من آمدن یا بہ من چیزے نوشتن سخت کم عقلی و حماقت است۔ پروردگار کتاب پاک نازل فرمود و انبیاء علیہم السلام فرستاد نہ برے این کہ مخلوق خدا را طرق کسب دنیا نشان دہند۔ بلکہ برے این امر فرستادہ کہ مخلوق را تعلیم دین فرمایند، برے کسب دنیا حاجت کتاب و پیغمبر نیست، بے کتاب و بے پیغمبر ہم کسب دنیا می شود۔ بزرگے اگر یہ اوج کمال می رسد مقام نیابت پیغمبر حاصل می کند۔ چون برائے پیغمبر تعلیم طرق کسب دنیا لازمی نیست، برائے نائبانش چہ گونه لازم می شود۔ از بیانیے کہ نوشتم معلوم شد کہ بہ دعائے پیر کامل مقاصد دنیویہ را حاصل کردن امر بے جا است بلکہ وضع الشئی فی غیر محلہ است و این ظلم است، اما اہل بدعت و غفلت درین امور مبتلا اند بلکہ حقیقت امر و اصل کلام این است کہ اگر بندہ نماز و روزہ و وظیفہ قرآن مجید و ذکر شریف بہ این مقصد می کند کہ دیر افتوح دنیویہ میسر شود و وے از اجر و ذخیرہ آخرت محروم است۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَنَبَتَهَا نَوَتْ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، اُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحِطَّ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ ہر کہ زندگانی دنیا و آرائش آن را می خواہد بہ تمام رسانیم بہ ایشان جزائے عمل ایشان در دنیا و ایشان در دنیا نقصان دادہ نہ شوند۔ آن گروه کسانی اند کہ نیست مرایشان را در آخرت مگر آتش و باطل شد آنچه کردہ بودند در دنیا۔ آنچه می کردند باطل است۔ اَعَاذَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ ذٰلِكَ۔ در دوم رکوع سورہ ہود (علیہ السلام) این آیات موجود اند۔ اگر می خواہید کہ فی مابین خط و کتابت جاری ماند پس ز اینگونه کلام احتراز کنید چہ مقصد از خط و کتابت دیگرے را بخیر ساختن نہ می باشد۔

مکتوب ۲۶ بست و ششم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز من چند رد شدہ کہ مکتوبے بہ شما ارسال کردہ ام و سبب نوشتن مکتوب ہذا این امر شدہ کہ در شہر شما حافظ نور الحسن فرزند مولوی ظہور الحسن مرحوم قیام دارند۔ ایشان بہ من مکتوبے متضمن استقامت ارسال کردہ اند و من درین امور سوال و جواب را خوش نہ دارم، لہذا تلمکٹ ایشان کہ برائے جواب ارسال کردہ بودند بہ شما می فرستم کہ بہ ایشان برسانید و غدر من بگوئید کہ من در ضروریات مقصر مانده ام (چہ جائے این گونه سوالات و جوابات) و در شہر شما محمد حسن خان ہستند، ایشان مرید مولوی غلام نبی لہی اند کہ از سلسلہ مامی باشند۔

دیر است کہ مکتوب ایشان نیامده۔ احوال ایشان تحریر کنید۔ والسلام تحریر یوم جمعہ چہارم جمادی الآخرہ
۱۳۱۶ھ، عبد اللہ ابو الخیر عفی عنہ۔

مکتوب بست و ہفتم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مکاتیب مرسلہ
ظہور الحسن می رسد۔ ابتداءً از خطوط ایشان احساس پریشانی بیشتر می شد و الحمد للہ کہ درین ایام قدرے
کمی است۔ پریشانی را تا حد امکان کم باید کرد کہ نتیجہ پریشانی خوب نیست۔ پابندی نماز و روزہ و احکام
شرعیہ لازم است و برائے سلیم القلب شدن و ساوس را از دل دور کردن امر ضروری است بقولہ
بزرگان ما است و الحق کہ مقولہ خوب است۔ دے کہ گرفتار غیر است از وجہ توقع خیر است۔ والسلام
بجشنہ سیزدہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و ہشتم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت
آنرا ظہور الحسن رسید۔ احوال معلوم گردید۔ از مدتہا مکتوب شما نیامده بود لہذا از جانب ما ہم جوابے نہ
رفت۔ بروینداری ثابت قدم و بہ اعمال صالحہ مشغول باشید۔ دنیا جائے چند روز است۔ آرامگاہ مسلم
آخرت است۔ دنیا جائے رحمت و آخرت جائے راحت است، الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔
مشہور مقولہ است و شما ہم آن را شنیدہ باشید۔ در طول ازل و آرزوئے دراز وقت عزیز را ضائع نہ کنید۔
از افکار دنیویہ باطن خود را پاک دارید و شوق ذکر شریف را زیادہ کنید، از خطرات و وساوس دل را پاک
کنید۔ ہر روز در وقتے بہ تلاوت قرآن مجید با فہم معنی خود را مشغول دارید۔ طریقہ نیکان بہین است در
غم دنیا ماندن و غم تہی دتی (از مال و متاع دنیویہ) خوردن کار خردمندان نیست۔ از غم خوردن دنیا بہ
دست نہ می رسد۔ لا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ من بہ اندازہ ہفت ماہ در کونٹہ و گلستان قیام کردہ
بہ منتصف رجب بہ دہلی رسیدہ ام۔ والسلام تحریر یکشنبہ دوازدهم شعبان ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔
مکتوب بست و نہم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو الخیر
فاروقی ظہور الحسن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شما در کونٹہ رسیدہ بود۔ ما درین روز بہ دہلی
رسیدہ ایم و جواب می نویسیم۔ پروردگار ما را و شمار توفیق عمل صالح عنایت کند،

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بہ درگاہ خدا آورد

ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نہ تواند کہ بہ جا آورد

در نیک کار اوقات عزیزہ را صرف کردن مناسب است۔ بلازمت و تجارت و زراعت
از نیک کار ہا است و بہ خلوص دل یا دہلی کردن نعمت عظمی است کہ یقین را می افزاید البقیۃ الخیر

والسلام تحریر چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب سی اُمم بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے نیک مرد و عزیز۔ چنان شود و چنین شود و آن شود و این شود گفتن و آرزو کردن سودے نہ می رساند۔ نہ دنیا بہ دست می آید و نہ دین۔ البتہ بہ جد و سعی چیزے حاصل می شود و آن ہم اگر در تقدیر نوشته است ورنہ با وجود جد و سعی چیزے بہ دست نہ می رسد، بہ دست من دولت آید، من مالک باغ شوم، من حکمران گردم، اگر تمام روز در این گونہ خیال خام بمانی، ہیچ نہ خواهی یافت، چرا خبط الحواس شدہ تی۔ ہرچہ خواهی کنی ثمرہ آن خواهی یافت۔ در طلب دنیا شب و روز سرگردان مانی و آرزو داری کہ مرا تبہاے اہل دین اصحاب معرفت را دریابی۔ ہیہات ہیہات۔ فلاح عاقبت نہ بر خواہشات شمایان موقوف است و نہ بر خواہشات اہل کتاب بلکہ موقوف بہ عمل است۔ ہر کہ کار بد کند جزاے آن دریا بد و نہ کسے را بہ جز پروردگار معین و مددگار خود یابد۔ و ہر کہ کار نیک کند و ایمان ہم آورده باشد خواہ مرد باشد یا زن۔ پس ایشان داخل بہشت خواہند شد و بر ایشان مقدار ذرہ عدوان نہ خواہد شد۔ این ترجمہ آیت شریفہ است کہ برائے ہدایت شما نوشته ام و السلام روز پنجشنبہ سیر و ہم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ البوالخیر فاروقی عفی عنہ۔

مکتوب سی و یکم، بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ از عبداللہ البوالخیر فاروقی سعادت آثار ظہورِ احسن۔ رابعہ از سلام سنون معلوم باد کہ بفضل پروردگار با متعلقین بہ عافیت، مستم و عافیت شما مطلوب۔ شاہ ولی اللہ در تالیف از بزرگے نقل کردہ کہ بزرگ دیگر بہ ایشان گفت این شعر را از یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و میدان گفت صبح
حرفے چراغ خانہ بہافسانہ سوختیم
مقصود این است کہ اگر چیزے نہ کردیم، رنج آن باید کرد (بیان مفهوم پنج اشعار اردو کہ حضرت جدِ امجد گفتہ اند و حضرت ایشان درین جا نقل کردہ اند قَدْ سَأَلَ اللہُ اسرارہما) ما در این محفل دنیا آمدہ چہ کردیم غیر ازین کہ خود را رسوا کردیم۔ تمام عمر درین بازیچہ اطفال بہ گوناگون تماشا، مصروف ماندیم۔ ہمدان ساغر بانوشیدہ رفتند و تو در خواب غفلت شب را بہ سر بردی۔ ہم پیالہ و ہم نوالہ تو کجا، ستند کہ مدتے با ایشان ہم مشرب بودی۔ قَدْ كَفَى بِالْمَوْتِ يَاعْمُرُوْا عِظًا فَاَعْتَبِرُوْا وَاَلْعِظْ مَا دُمْتُمْ حَيًّا بَاکِیَا۔ وَھُوَ اللہُ سُبْحَانَهُ یُوْقِفُکَ لِمَا یُحِبُّہُ وَیَرْضَاہُ۔ چہار شنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوثریابو جملہ۔

مکتوب سی و دوم بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ البوالخیر فاروقی میان ظہورِ احسن بعد از سلام مطالعہ کند کہ بہ روز و شنبہ و پنجشنبہ روزہ داشتن موجب اجر جزیل است۔ الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اجْزِيْ بِہٖ نَصْ مَبَارک است۔ اگر بر این اعمال صالحہ ثابت قدم باشید

ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب در اہل فلاح داخل خواہید شد و جمیع نحوستہا از شما دفع خواہند شد۔ نیت قیام اللیل کردہ بہ شب در خواب روید۔ وقتے کہ بیدار شوید دو چار رکعت بخوانید و اگر بیدار نہ شدید کلمہ استرجاع بخوانید۔

مکتوب سی و سوم۔ بہ فارسی، نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو النخیر فاروقی میان ظہور الحسن سلام خوانند۔ مکتوب شمار سید۔ بر سلا متی ایمان شکر الہی بہ جا آرند کہ بزرگترین نعمتہا است۔ از مولفاتِ امام غزالی کیمائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند بہ صدق و راستی ذکر شریف رب العالمین بر طریقہ مقررہ خواجگان نقشبندیہ، علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بہ وقت صبح قدرے بہ وقت شام بکنند، امیدوار یہا است، و بہترین نعمتہا سلا متی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ برپائی ما کہ طعنہ زند دیو بہ ناپائی ما

ایمان بہ سلامت چو لب گور بریم اُخسنت برین چستی چالائی ما

مرگ مولوی رشید احمد زخمی است کہ مرہم نہ دارد عالم صالح و دیندار در این وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ مُردن این چنین یک شخص از مُردن یک ہزار بردینداران سخت است۔ اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلْ الدُّنْیَا اَکْبَرَ حِمَمِنَا وَلَا مَبْلَغَ عَلَمِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَزِیْحُمَا دَا السَّلَام۔ شنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ۔

مکتوب سی و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہور الحسن را بعد از سلام معلوم باد، بعد مدت مکتوب شمار سید۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْعَافِیَۃِ۔ افسوس کہ عمر گران مایہ بہ بطلالت و غفلت بہ سر رفت۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

جہان لے برادر نہ ماند بہ کس دل اندر جہان آفرین بند و بس

تحریر شنبہ، ہفتم ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ از کوٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابو النخیر فاروقی غفی عنہ مکتوب سی و پنجم بہ اردو بہ احمد یار خان عرف مولوی مدّن۔ ساکن محلہ بھیر ٹوناک۔ راجپوتانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ لفافہ و بطاقہ ہر دور رسیدند۔ احوال معلوم شد۔ اے عزیز، آن سبق اعتبار دارد کہ شاگرد پیش استاد خود بخواند و آن وظیفہ مقبر است کہ مرید در حضور مرشد خود ادا کند۔ از دور سبق خواندن و از دور وظیفہ کردن اعتبار نہ دارد، خواب و خیال شما ہم معلوم شد، اللہ تعالیٰ مارا و شما را توفیق عمل صالح عنایت کند۔ تحریر یکشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۲۵ھ دہلی۔ محلہ چلی قبر خانقاہ شریف مجددی۔ مکتوب سی و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد از سلام علیک

معلوم باد پروردگار جل و علا خطا ہائے ما و شمار معاف کند و بر راہ مستقیم دین متین گامزن کند، بخشنده گناہان صرف اللہ تعالیٰ هست، لہذا پیش وے بہ خلوص دل و بہ عاجزی دعا کردن برائے ما و شما بلکہ برائے ہمہ ضروری است۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَّبْتَهُ
وَعَمَّا عَصَيْتُ أَلَا مَرْقُولا وَمَفْعَلًا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَمَكْرِهِا
وَأَذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُمْتَدًّا لَلَا

تحریر روز پنجشنبہ شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و ہفتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام معلوم باد۔ از مکتوب شما احوال خوبی نماز و ذوق و طیفہ معلوم شد۔ شکر است اللہ تعالیٰ را۔ عوض ذکر جہر تلاوت قرآن مجید (بہ جہر) با فہم معنی مفید تر است و السلام روز یکشنبہ ہفتم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔ مکتوب سی و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمہ خواب خیال شما معلوم شدند۔ اے عزیز ہر قدر کہ تعمیر دیوار کردی۔ اجرت بہان قدر خواہی یافت۔ از سخن رانی نزد ہم بہ دست می آیند و نہ بزرگی۔ مسلمان را شاید کہ نیک عمل بکند۔ تزکیہ نفس خود کردن ضروری است۔ اگر نہ می توانی بہ تعلیم دین مشغول شو و السلام جمعہ بست و سوم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و نہم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ شما نوشتہ اید کہ در وظیفہ شریفہ ترقی و برکت شدہ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماکشف نہ داریم و تا وقتہ کہ احوال را مشاہدہ نہ کنیم چیزے حکم نہ می توانیم کرد۔ دیگر خیریت است و عافیت ہر دو جہان برائے خود و برائے اولاد خود و برائے جمیع مسلمانان از اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ طلب می کنیم و می خواہیم السلام وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ التَّابِعِیْنَ۔ تحریر روز چہارشنبہ ہر دہم ذوالقعدہ الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب شما احوال معلوم شد۔ برائے حاصل کردن علم دین نزد استاد حاضر بودن نہایت مستحسن بلکہ لازمی است مانہ می دانیم کہ بے صحبت استاد در وظیفہ برکت حاصل شود۔ و اگر شما این خیال دارید کہ بہ ذریعہ توجہات از دور ہم برکات حاصل می شوند۔ بہ گمان من این خیال باطل و آرزوئے غلط است۔ اگر در صورت صحبت ہم چیزے برکت حاصل شود بسیار خوش قسمتی و بزرگ کمال است۔ درین دور بیشتر افراد خواہش دارند کہ از دور اخذ برکات کنند و ترقیہا نمایند۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَ لَا خَوْفٌ وَ لَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ ۝

وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِكَ
وَصَلَاةِ نَفْسِهِ مُحَمَّدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلًا

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ پنجشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

مکتوب چہل و یکم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ الحمد للہ رب العالمین ماہمہ بخیریت، ستیم۔ اُسامی تمام انبیار و مرسلین خوب اند صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و ہمچنان نامہائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہ ہر نام کہ پسندی پسر خود را موسوم کن و السلام جمعہ دوم رمضان مبارک ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و دوم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آن بزرگ کہ در خدمت عم ما بودہ و بہ خدمت بسے بزرگان رسیدہ، بیعت از کیست و در کدام خاندان است۔ بہ ایشان بگوئید کہ برائے ما و اولاد ما دعائے نیک نختی و دینداری بکنند۔ ایشان کسے را بیعت می کنند یا نہ و از بزرگے بہ ایشان اجازت ارشاد حاصل است یا نہ۔ در کراچی صد ہا نفر بہ روزہ شنبہ وقت شام ہلال رمضان دیدہ اند و در پونہ و بمبئی نیز بہ چہار شنبہ اول رمضان بود و آن روز ہمہ صائم بودند۔ لہذا قضائے یک روزہ ضروری است و السلام شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و سوم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ کیفیت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماہمہ بہ خیر و عافیت، ستیم۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند۔ و از رسوائی در دنیا و از عذاب در آخرت محفوظ دارد۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِكُلِّ مِمِّيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ عَلٰى جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَ اَلْحَقْنَا بِهِمْ غَيْرُ خَزَايَا وَلَا مُفْتُونِيْنَ، در ذکر شریف بسیار برکت است، این را ترک نہ باید کرد۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ عنوان حالیہ ما این است۔ ریاست رامپور قلعہ کہنہ۔ بجلی گھر۔ تحریر روزہ شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء

مکتوب چہل و چہارم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر این درست است کہ وظیفہ قلبی می کنید پس امیدوار حضور دل با شید و کسے کہ حضور دل را حاصل کرد و در صالحین داخل شد۔ وَاَدْخَلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔ و السلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و پنجم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از برائے اولیٰ قرص

دعائے را پر سیدہ فی حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم این دعا کردہ کہ در حصن حصین موجود است۔ اَللّٰهُمَّ اٰفِئْتِنِيْ بِمَحَلَّاتِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ۔ بعد از ہر نماز وہ بار و درود شریف در اول و آخر سہ بار بخوانید۔ اُمید است کہ در یک اربعین (چلہ) پروردگار صورتی آسانی پیدا خواہد کرد۔ دیگر آن کہ ما ہمہ بہ عافیت ہستیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اُو تعالیٰ گناہان مایان را معاف فرماید وہ رضا مندی خود مشرف سازد۔ چہار شنبہ بست و دوم شوال ۱۳۳۴ھ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ مسجد حضرت بلال۔

مکتوب چہل و ششم بہ اردو نیز بہ احمدیاریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمدیاریہ رسید۔ اگرچہ مریدان من ہزار ہا افراد اند۔ لیکن ما دختر کسے را نہ نکاح مریدے نہ می دہیم وقت بسیار نازک است۔ ما در معاملہ کسے مداخلت نہ می کنیم۔ ذکر این امور با ما ضروری نیست دیگر بحمد اللہ مایان بہ عافیت ہستیم۔ ضمان کسے مباش، بہ وصایاے مردم درمیا، در قبالہا نام خود منویس، بہ محکمہ قضا حاضر مشو۔ خواجہ جہان عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ درضی عنہ بہ فرزند خود این نصیحت فرمودہ اند۔ وصیت نامہ حضرت ایشان را حضرت پیر و مرشد برحق (الوالد الما جد) این ناکارہ را در طفلی آموختہ بودند و این ناکارہ آن را حفظ کردہ بود۔ جَزَاہُ اللّٰهُ تَعَالٰی خَيْرَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَاَكْرَمَ نَزْلُهُ وِعَفَا عَنْهُ ذُنُوبَهُ وَغَفَرَ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِاَوْلَادِهِ۔ آمین۔ یوم الجمعہ چہار دہم ذوالحجۃ الحرام سال ہزار و سہ صد و سی و چہار از ہجرت حضور مقدس۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّيَّاتِہٖ وَاٰہِلِ بَيْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِيْنَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

مکتوب چہل و ہفتم بہ اردو۔ نیز بہ احمدیاریہ۔ از امور بے جا بزرگان منع می فرمایند۔ زیرا کہ از وجہ امور بے جا چون کسے گرفتار آفات می شود (معاذ اللہ) خلاصی دے متذری شود۔ چند بار بہ شمار نوشتہ ایم۔ کہ در ضروریات خود و احوال ضعیفی می باشیم۔ ما خیال لغو افراد نہ می کنیم و نہ از خیال کردن ما مقصود بہ دست می رسد۔ ما را کجا این قدر فرصت است کہ سبق ”گاؤ آمد و خرفت“ را یاد کنیم۔ اگر کسے موافق باشد یا سخنے موافق باشد فیہا، در نہ ”ہمہ داخل دفتر باید کرد“ کلام درست بہ شمار نوشتہ شد۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ۔ پروردگار گناہان ما و شمار معاف کند۔ برائے دفع پریشانی استغفار بسیار مفید است۔ ائمہ دین برین متفق اند و السلام جمعہ ۲۲ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ

سُكْرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحَا
وَ اِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدِ
فِيْ نَهَارِيْ وَلَيْلَتِيْ وَ غَدِ

حَسْبُنَا اللّٰهُ فِي الْحَيَاةِ وَ فِی
وَحْسَاتِيْ وَ وَرَنِ اَعْمَاۤئِی
وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ يَكْمُلُوْنِی

مکتوب چہل و ہشتم بہ اُردو نیز بہ احمدیاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب احمدیاری۔
 ماجرائے الم انگیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ پروردگار مہربانی فرماید و گناہان ما و شمار امان
 کند۔ در این چنین احوال ختم خواجگان خواندن بسیار نافع است و السلام جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
 مکتوب چہل و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ احمدیاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمدیاری را بعد از سلام
 مسنون معلوم باد۔ بزرگان دین برائے دفع بلیات و مصائب ختم خواجگان می خوانند غالباً مولوی
 محمد حسین خان نیز می خواند۔ شما شاید نہ می خوانید۔ بعد از ہر نماز فرض دہ بار خواندن بتدا الاستغفار
 برائے دفع پریشانی بسیار نافع است۔ و الباقی الحمد للہ رب العالمین ہمہ خیریت است و السلام
 دوشنبہ یکم شعبان ۱۳۳۶ھ۔

مکتوب پنجاہم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی برکت اللہ مختار فاروقی۔ ہالسی، ضلع حصار۔ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ برادر طریقت برکت اللہ حفظنا اللہ وایاہ من الفتن۔ بعد از سلام و دعا معلوم باد
 کہ از ما ہے بیمار بودم۔ پروردگار را حمد است کہ حالاً در مرض تخفیف است از مدتے مکتوب شما نیامدہ و
 احوال معلوم نہ شدہ، بے خیالی مناسب نیست، طریقہ و قاعدہ خود را تبدیل نہ دہید کہ ناآش و خیم است۔
 شغل ذکر و رابطہ را بہ قوت جاری دارید۔ نماز را پنج وقت با جماعت ادا کنید۔ اگر سستی پیدا شدہ
 است توبہ بکنید و از احوال خود اطلاع دہید۔ نشی رمضان علی و شیخ غلام احمد را سلام و دعا برسانید
 و السلام تحریر یوم شنبہ ۲۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ھ ہجری مقدسہ۔

مکتوب پنجاہ و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ شرط استقامت
 فی الواقع خوش نصیبی شما است۔ خوش گفت۔

مُوسِکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسید دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

بہ بست و یکم صفر، وقت رسیدن این مکتوب شما یک گونہ مناسبت شمارا با وظیفہ شریفہ در خیال
 ظاہر شد۔ اگرچہ اثر بد مزگی ہنوز قدرے باقی است۔ باید کہ در امر این بد مزگی فکر بکنی کہ از چہ وجہ است
 آیا از بقیہ اثر صحبت ناقص برادر شما است یا از وجہ دیگر۔ بہ ہر حال از دل توبہ و ندامت کنی تا کہ
 این بد مزگی زائل شود۔

ترسم کہ یار با مانا آتش ناہماند تا دامن قیامت این غم بہا بماند

رمضان علی را نصیحت کنید کہ بر راہ آید و السلام یکشنبہ ۲۲ صفر ۱۳۱۴ھ

مکتوب پنجاہ و دوم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو مکاتیب شما

رسیدند و بروقت رسیدند الحمد للہ کہ در حالِ شما خوبی بہ نظر آمد۔ در سالہا این کیفیت بہ شما نصیب شد،
جلے مسرت و مقامِ شکر است۔ باید کہ قدر این نعمت بکنی کہ از تمام نعمتہائے دنیا این نعمت بہتر است۔
غلام احمد و رمضان علی را تا این زمان این دولت نصیب نہ شدہ پروردگار ایشان را نیز توفیق دہد
صد بلا در گردنم بود این اسیری تا نہ بود کرد آزاد از جہان یک حلقہ گیسوئے دوست
در این نسبت چون ترقی واقع می شود سالک بہ مرتبہ فنا فی الشیخ می رسد تا یا کر خواہد میلش بہ کہ باشد۔
سہ شنبہ ۲۷ ربیع آخر ۱۳۱۲ھ۔ خانقاہ دہلی۔

مکتوب پنجاہ و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ روزے کہ شمار خست شدید و در دل ما
از جہت شملے حلاوتی ظاہر شد۔ شمار اطلب کردیم لیکن رفتہ بودید۔ شما سہ روپیہ ہدیہ آورده بودید چون
کہ حالت شما مشکوک شدہ، لہذا بہ ذریعہ "منی آرڈر" ہدیہ شما واپس کردہ می شود۔ اگر شما صاف می بودید
و در دل ما از شملے حلاوتی پید نہ شدے۔ ما ہدیہ ہر شخص را نہ می توانیم گرفت و نہ ہر شخص از ما ہر ہدیہ
تواند شد۔ برائے شما بہتر است کہ از زیغ باطنی تائب شوید۔ والسلام ۲۷ رجب الحرام شبِ معراج ۱۳۱۲ھ
مکتوب پنجاہ و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ در دین و آئین، تہا و نہ بے باکی از علا
شقوت است۔ ہر قدر کہ درس و سال افزونی شود باید کہ در عقل سلیم پیگی و کمال پیدا شود۔ بعد از بیعت
کردن در مخالفت و بے باکی غرق ماندن و متنبہ نہ شدن و از نیک و بد بے خبر ماندن در راہ غفلت بود
کہ شما یان اختیار کردہ اید قطعاً خلافِ طریقہ اہل دین است۔ کار ما آگاہ کردن است۔ بہ ذریعہ این تحریر
شمار نصیحت کردہ شد۔ قبول و ناقبول کردن کار شما است۔ احوال خود را بسنجید و صنع قبیح را ترک کنید
و طریقہ مسلمانی برگزینید۔ والسلام تحریر روز و شنبہ ۲۲ رجب الحرام ۱۳۱۲ھ از خانقاہ شریف دہلی۔
رقیمہ عبداللہ ابو الخیر عفی عنہ

مکتوب پنجاہ و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین روزہا از چند وقت مکتوب برکت اللہ
نیامدہ۔ ما در ہفتہ عشرہ ان شاہ اللہ بہ کوئٹہ سفر می کنیم۔ پروردگار توفیق تو بہ و ایمان درست و اعمال صالحہ
در راہ مستقیم عنایت کند والسلام و شنبہ ۲۱ محرم ۱۳۱۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابو الخیر فاروقی
مکتوب پنجاہ و ششم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را
بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ از دور سخن سازی فائدہ نہ دارد۔ وَ یَقِظُ قَوْلَ بِالْغِیْبِ مِنْ
مَّكَانٍ بَعِید۔ و ناویدہ می انگنند از جلے دور۔ اگر نزد ما بیاید احوال و طیفہ شما معلوم خواہد شد کہ در
و ما دس بہ چہ مقدار کمی واقع شدہ۔ بنائے طریقہ ما بر صحبت است۔ مرید را باید در سال چہل روز نزد ما

باشد کہ احوال ترقی و معلوم شود۔ اگر این قدر ہم نہ تواند از سخن سازی چه می رسد۔ تحریر روز جمعہ بست و ہفتم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ از کوئٹہ۔ بابو محکمہ جدید۔

مکتوب پنجاہ و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ در دنیا ہر چہ از شر و فساد ظاہر است از وجہ نافرمانی پروردگار است۔ علی الخصوص برائے مسلمان نافرمانی کردن سبب آفت عظیم است والسلام تحریر روز جمعہ یازدہم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمار سید۔ احوال معلوم شد۔ از خوابی کہ دیدہ اید دل خوش شد۔ در وظیفہ شریفہ سبھا کنید۔ از اہل خانہ و اولاد و شاگردان و دوستان ہر کہ خواہش کند تعلیم و وظیفہ شریفہ بہ نوعی بہ کنید کہ این جابیش خدمت تعلیم می دہد۔ و ساوس را دور کردہ بہ حضور دل و وظیفہ شریفہ باید کرد و تلاوت مبارکہ بہ لحاظ معنی والسلام تحریر یکشنبہ نہم محرم ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب پنجاہ و نہم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، اولاً بطاقہ و باز ملفوف رسید از احوال آگاہی شد۔ شما چند اشعار و در حمد الہی گفتہ اید در بعض اشعار ایطار است۔ اگر فرصت دست داد اصلاح کردہ فرستادہ خواہد شد، شما در خواب زیارت حضرت کلان کردید (حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ) سعادت مندی شما است۔ شکر بہ جا آرید و شکر این سعادت آن است کہ بطریقہ ایشان و بردینداری و پرہیزکاری محکم شوید ہر آن امر کہ مخالف طریقہ ایشان باشد از ان اجتناب کنید و در معاملات اتباع شریعت کنید والسلام تحریر روز چارشنبہ چہارم شعبان ۱۳۲۸ھ۔

مکتوب شصتہم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ مختار را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار رسید۔ در خواب پیغمبر را (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پیر را زیارت کردن از احوال رائی آگاہی کند۔ اگر در عقیدہ رائی چیزے ضعف است، وے پیغمبر یا پیر را بہ کیفیت ضعف صورت پیری خواہد دید۔ و اگر در عقیدہ وے تروتازگی و قوت است پس بہ کیفیت قوت و بہ صورت جوانی خواہد دید۔ شما در خواب دیدہ اید کہ جسم ما کوتاہ شدہ است۔ آن کوتاہی در جسم ما نیست بلکہ در آن نسبت واقع شدہ است کہ از ما بہ شامی رسد۔ شما در عالم مثال آن کوتاہی را دیدہ اید۔ باید کہ تفکر و تفحص کنید کہ چہ درین نسبت و فیوضات و برکات کمی واقع شدہ است، و درازا لہ ضعف سعی نماید والسلام تحریر روز

شنبہ چارہم شوال ۱۳۲۸ھ۔
مکتوب شصت و یکم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ

را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید۔ مابہ فضل پروردگار بہ عافیت، ستیم۔ (و باز حدیث ابو ہریرہ کہ در نصح "گزشتہ تخریر فرمودہ اند و نوشتہ اند) برائے نصیحت گرفتن و معمول ساختن این یک حدیث کافی است۔ مسموع شدن آواز مخصوص بہ کبرائے کاملان است (یعنی آواز ذکر قلبی) برائے ما و شما این قدر کافی است کہ نہ آواز مسموع شود نہ چیزے دیگر تا دامن خیال بہ سوئے قلب باشد و مقدم ترک کرن آن کار ہا است کہ شبے روز دران مصروف می باشیم۔ از زبان مایان کلامے نہ برآید کہ بران مواخذہ باشد و رسوم و عادات بے جا را باید گزاشت و السلام تخریر و تثنیہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۲۹ھ از دہلی۔ خانقاہ شریف۔

مکتوب شصت و دوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار سید۔ و قبل ازین مکتوب جوابی نہ رسیدہ۔ مابین جا از مخلصین استفسار می کردیم کہ برکت اللہ کجا ہست و احوالش چیست۔ و شما درین خط نوشتہ اید۔ بادشاہ کامران بود از گدایان عار داشت۔ من بندہ عاجز پروردگارم از بندگان وے چگونہ عار دارم۔ من طلبگارِ اِظہارِ می خواهم کہ بندہ کمالاً بندہ پروردگار باشد۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ لِلّٰهِ لَہُ۔ شمارا در وظیفہ شریفہ ذوق و شوق روئے می دہد، جائے بسیار مستر است، و شوق نماز تہجد و خواندن تہجد از بیدار بختی و خوش نصیبی است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِہُ۔ بر شکرگزاری خود شکر را بہ جا آرید۔

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان است قربانت شوم

در عشرہ اخیرہ رمضان بہ وجہ علالت یکے از بر خورداران بہ میرٹھ رسیدیم۔ چون از علاج و معالجہ فائدہ نہ شدہ بلند شہر رسیدیم۔ و این جا فائدہ شدہ۔ بعد از چند روز کہ صحت کامل شود بہ دہلی می رویم۔ این جا را نشان این است۔ بلند شہر۔ کوٹھی پھونس والی۔ حضرت صاحب۔ شوال ۱۲۳۰ھ۔

مکتوب شصت و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد خط شمار سید۔ از علالت و دختر خود نوشتہ اید۔ عَاَفَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَاٰتَاکُمُ فِی الدِّیْنِ وَالْ دُّنْیَا وَالْ اٰخِرَةِ وَاَعَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا وَاَعَنَّا وَاٰتَاکُمُ وَاٰتَاکُمُ اللّٰهُ مَشَاۤئِعُنَا وَاٰتَاکُمُ وَاٰتَاکُمُ اَحْسَنَ الْاٰتِیْنَ آمِیْن۔ ذکر شریف با حضور دل و تلاوت قرآن مجید یا فہم معنی و خواندن استغفار عمدہ عبادات اند و السلام سہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۲۳۱ھ۔ خانقاہ شریف مجدوی۔ دہلی

مکتوب شصت و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو اخیر فاروقی میان برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد خبر انتقال مرحومہ فاطمہ معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰهِ

وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِهَآءِ اَرْحَمِيْ وَاِيَّاهَا وَاغْفُ عَنِّيْ وَعَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ سَيِّئَاتِيْ وَ
سَيِّئَاتِهَا وَاَدْخِلْنِيْ وَاِيَّاهَا الْجَنَّةَ وَاَجِرْنِيْ وَاِيَّاهَا مِنَ النَّارِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِ
یا غفار۔ بعد از نماز فرض این دعا را سه بار بخوانید۔ امید است کہ اللہ تعالیٰ بہ فضل و کرم خود دعا را قبول خواهد
کرد و بہ مغفرت سرفراز خواهد فرمود، صبر کنید و امیدوار ثواب باشید و السلام

امروز گراز رفته عزیزان خبرے نیست فردا ست رین بزم زما ہم اثرے نیست

چهارشنبه پنجم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مکتوب شصت و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ
را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ الحمد للہ رب العالمین۔ مایان بہ خیریت، مستقیم شما نوشتہ
اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید۔ البتہ این قدر بدانید کہ اصل وظیفہ آن است کہ آمدہ پیش ما بکنید وظیفہ کراز
ما بہ دوری باشد فائدہ زیادے نہ دارد۔

خواجہ پنڈارو کہ مرد واصل است	حاصل خواجہ بہ جر پنڈار نیست
وصافی خود بہ رغم حاسد تا کے	ترویج چنین متاع کاسد تا کے
تو معدومی و خیال ہستی از تو	فاسد باشد خیال فاسد تا کے

تحریر پنجم جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ۔

مکتوب شصت و ششم۔ نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ترکیب ختم شریف
(از حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم) درود شریف (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَسَلِّمْ) یک صد بار سورہ فاتحہ ہفت بار۔ سورہ آلہ نشرح ہفتاد و نہ بار۔ سورہ اخلاص یک ہزار بار
سورہ فاتحہ ہفت بار درود شریف یک صد بار۔ اسمائے حسنی، یا قاضی الحاجات (اے روا کنندہ
حاجات) یا کافی المہتمات (اے کارندہ دشواریہا) یا دافع البلیات (اے دور کنندہ بلا) یا رافع
الدرجات (اے بلند کنندہ مراتب) یا شافی الامراض (اے شفا دہندہ بیماریہا) یا مجیب الدعوات
(اے قبول کنندہ دعا) یا ارحم الراحمین (اے مہربان تر مہربان) ہفتم شعبان ۱۳۳۲ھ

مکتوب شصت و ہفتم۔ بہ اردو بہ نام حاجی عبداللہ عمر مبین۔ تاجر موزہ دنیان ممبئی۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ و تبرسان ایشان
را از روز پشیمانی (حسرت) چون فیصل می شود کار و حال آن کہ ایشان در غفلت اند و ایمان (و ایقان)
نہ دارند۔ مکتوب عبداللہ عمر رسید۔ نصیحتی کہ بہ شما کردہ بودیم بر آن محکم قائم مانید، کار دینداری بیا موزید چیز

کہ بعد از مرگ بہ کار آید آن را بہ بسیار شوق حاصل کنید تا کہ در آخرت حسرت نہ برید و از ان روز تیر سید کہ اہل غفلت را در ان روز بسیار شرمندگی و ندامت خواہد بود۔ برائے آن روز درین جا عمل نیک بکنید مکتوب حاجی احمد نیز رسیدہ۔ پابندی یاد خدا و تابعداری شریعت بہ وجہ خوب ضروری است۔ در معاملات و دیو بیہ موافقت شرع اختیار کنید۔ اہالی بمبئی در مصیبت مبتلا اند۔ ایشان را باید کہ این نصیحت را قبول کنند۔ فرمان بردار خدا شوند و توبہ کنند و از دل راغب بہ نصیحت باشند تا از غضب خدا نجات یابند۔ بلایہ این پیام برسانید و نیز بہ جمیع دوستان و بہ طیب و ایوب ثانی و صدیق و غیر ہم۔

ہرچہ بر تو آید از شادی و غم
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم
بہ ز گستاخی کسوف آفتاب
شد عزای بے زجرات رقباب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

گویند اسماعیل کھتری بے ادبی کردہ اگر کردہ جان خود را خراب کردہ مارا چہ نقصان رسیدہ۔ ہر دو ایوب را از این مکتوب آگاہ کنید و بگوئید کہ کلام درست از پروردگار شما است۔ پس کسے خواہد قبول کند یا ناقبول۔

و در مکتوب بے کہ بہ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۱۵ھ تحریر نمودہ اند نوشتہ اند۔ ”در محبت و شوق باطن و یاد الہی اضافہ کنید و از شرک و بدعت عقیدہ را پاک کنید۔“ ”مالا بدّ منہ“ مفید رسالہ است۔ آن را بخوانید و اگر فارسی نہ می دانید ترجمہ آن را بخوانید و دوستان را سلام رسد۔ خانقاہ شریف ہلی۔ مکتوب شخصیت و مشتم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو خطوط عبداللہ عمر رسیدند۔ پروردگار مارا و شمارا توفیق نبی عطا کند و خطا ہا را معاف کند۔ شما نوشتہ اید کہ وظیفہ یاد الہی می کنید و قرآن مجید می خوانید و فیض حاصل می کنید۔ الحمد للہ۔ ازین خبر دل خوش شد۔ از آن بندہ کہ مسلمان باشد و از نا فرمانی اجتناب کند و حکم بردار خدا باشد و نماز بخواند و از دل مولائے خود را یاد کند و طلبگار رضائے وے باشد کہ کام شخص بہتر خواہد بود۔ پروردگار مرا و شما یان را در این افراد شامل کند۔ مکتوب حاجی ایوب نیز رسید۔ پریشانہائے مارا و ایشان را پروردگار کم کند و عافیت عطا فرماید۔

توبہ علم ازل مرا دیدی
دیدی آن کہ بہ عیب بخردی

توبہ علم آن و من عیب ہمان
روکن آن چہ خود پسندیدی

کسے صناحاں را این شمارہ الحق کہ پریشانی و مصیبت کہ بہ میان می رسد از اعمال ما است۔ پروردگار ہر نعمتے کہ بہ کسے می دہد از وے نا آن وقت نہ می ستاند کہ بندہ در صلاحیت و نیت خود قنورے پیدا نہ کند۔

صدیق را حاجی احمد را و نیز شمارا و ایوب را و نویسنده خط را سلام برسد۔ این عنوان (برائے خط) کافی است۔
 شہر کوئٹہ۔ بئرس روڈ۔ حضرت صاحب دہلوی را برسد۔ خانہ محمد علی بوہری است کہ شعبی است و در کراچی
 می باشد۔ وہ روپیہ کرایہ ماہانہ است۔ این جاموسم معتدل است گرمی نیست۔ تحریر شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۱۸
 مکتوب شخصت و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام
 علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مکتوب سعادت آثار عبداللہ بن عمر رسید از ضروریات فرصت کم است ازین
 وجہ توجہ بہ جانب جواب مکتوبات نیست۔ درین روز وظیفہ شریفہ سورۃ قمر است و امیدواری برکات این
 سورۃ مقدسہ است۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سورۃ مقدسہ را در رکعت دوم نماز عیدین تلاوت
 می فرمودند۔ عجیبے نیست کہ این سورۃ مقدسہ را در ارشاد و ہدایت دخل تمام باشد بنا برین امروز اندکے توفیق
 تحریر جوابات شدہ است۔ آیا در بستی شمایان مائل بہ جہت صلاحیت شدہ اید۔ و در دعوی محبت ما کہ
 شمایان دارید، صادق آمدہ اید، یا براوضاع سابقہ خود کہ غفلت آمیز اند قائم ہستید۔ اگر در محبت ما
 صادق ہستید پس ضروری است کہ صلاحیت پیدا شود و باید کہ غفلت و نافرمانی کم شود ہمہ دوستان
 را سلام و دعا برسد۔ درین روز با این جا خنکی زیادہ شدہ۔ در ہفتہ عشرہ قصد دہلی داریم۔ چرا کہ این قدر
 خنکی را معنادار نیستیم۔ این جانیزی نفر داخل سلسلہ شدہ اند و وظیفہ شریفہ را یاد گرفتہ اند۔ تحریر روز
 چہار شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ کوئٹہ۔ بئرس روڈ۔

مکتوب ہفتاد و دم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ
 عمر را پروردگار نیک کند و از گناہ و بدی محفوظ دارد۔ مکتوب شما و ہدیہ موزہ کہ بہ دست حاجی احمد ارسال
 کردہ اید رسید۔ و نیز رنجتے کہ برائے شہید عمر و گلزار و نجم الدین فرستادہ بودید وصول شد۔ دیر روز در اول
 از رمضان مبارک بود ہر سہ افراد را رخت دادہ شد۔ از مکتوب شما شوق و محبت شما خوب معلوم شد۔
 برائے شما توجہ باطنی ہم ہست۔ نماز را قضا نہ کنید و قدرے صبا حا و قدرے مساء ذکر شریف کردہ باشید
 و ہفت سوراخ قرآن مجید و سورۃ فاتحہ را بہ وجہ صحیح یاد کنید و یک بار صبا حا و یک بار مساء بخوانید و
 ہر چہ حکم شرع شریف باشد آن را قبول کنید اگر چہ در قبول کردن آن حکم نقصان از جان یا مال بود۔
 حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) را غلامے بود کہ نام ایشان بلال بود (رضی اللہ عنہ) ایشان بسے عالی
 قدر بودند۔ جدی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) می فرماید۔ اَبُو بَکْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ یعنی ابوبکر
 آقائے ما ہستند و ایشان آقائے ما را کہ بلال ہستند آزاد کردہ اند۔ بہ نیت تحصیل برکات ما نام فرزند
 خود را بلال نہادہ ایم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ شاید نام دیگر کسی نیامد

باشد۔ ایوب گاہے در روز گاہے در روز یک بار می آید۔ ہم در وظیفہ مست است و ہم در شوق و محبت، حاجی احمد بے چارہ این زمان وظیفہ قلبی را نہ می داند بہ زبان چیزے می خواند۔ شہابہ زبان خود وے را طریقہ وظیفہ شریفہ نوشتہ ارسال دارید۔ زبان مانہ می فہم۔ امروز دوم روزہ ما است و سرما شدید است۔ ما نماز صبح در مسجد شریف ادا کردیم۔ سکندر خان و دلاور خان، و دلفر، ہمراہ ما نماز خواندند۔ بہ بہان وضو و در محراب مسجد نشستہ ایم۔ و چند نفر، مولوی سید شرف الدین خراسانی، سراج الدین خان، مرزا خان، سکندر خان، زمرائے خان، گلزار خان، دلاور خان، عبدالمنان خان، اختر خان، در حضور ما وظیفہ می کنند۔ امید است کہ وظیفہ ایشان خوب خواہد شد۔ حال ساعت یازدہ نیم است۔ امید است کہ بہ وضوے صبح نماز پیشین بخوانم۔ بیان این احوال برائے از دیار شوق کردہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِمُ وَاَصْحَابِہِمُ وَاَتَّبَاعِہِمُ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ تحریر روز شنبہ دوم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۵ھ

در مکتوبے کہ بہ سوم محرم ۱۳۱۹ھ نوشتہ شدہ تحریر نمودہ اند۔ کہ مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالحلیم کہ از مخلصان اند خانہ محمد علی بوسہ را کہ نزد "مارکیٹ" واقع است بہ چہل و پنج روپیہ ماہوار بہ ایجا گرفتہ اند و مخلصان این جا وظیفہ می کنند۔ نجم الدین، شہید عمر، غلام اکبر، شیر، حافظ جمید اللہ، معلمہ، خادمہ ہمراہ ما آمدہ اند۔ پروردگار شمارانیک و دیندار گرداند۔

مکتوب ہفتاد و حکیم بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ عمر را بعد از سلام معلوم باد، در دہلی مکتوب شمار سیدہ بود۔ حاجی ایوب کہ مخلصین ما بود رحلت کردہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ از این خبر متا کم شدم۔ از جانب ما اطفال ایشان را دعا ہا رسانید و دست شفقت بر سر ایشان نہید و زوجہ اش را سلام رسانیدہ تلقین صبر کنید و بگوئید کہ قبل از پیدائش کسے زندگی و موت، تندرستی و بیماری، کشاوگی و تنگی مقدر معی شود و باز بیشی و کمی واقع نہ می شود۔ برائے مسلمان ضروری است کہ در مصائب صبر کند، بیعت شدن بہ وظیفہ قلبی اشتغال داشتن در اوقات خندید و در مصائب آرام می رساند۔ مسلمان را باید کہ بہ کثرت یاد الہی کند، ہر کہ بہ دنیا آمدہ روزے کوچ خواہد کرد۔ سعادت مند کسے است کہ توبہ کردہ و بہ ذکر الہی مشغول ماندہ بمیرد۔ دوستان را باید کہ بہ اخلاص مل ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ خواندہ ثوابش را بہ روح حاجی طیب رسانند و در بارگاہ خداوندی برائے بخشایش وے عرض کنند۔ این تحریر را بہ اہلیہ ایوب نشان دہید و مطالب را بروے واضح کنید۔ محرر مکتوب شما نیز

وفات کرده۔ مکتوب را خوب پاکیزہ می نوشت پروردگار ویرایا مرزد مولوی عبدالحلیم حج کرده از راه کراچی مع الراحة والخیر بہ کوئٹہ رسیدند و بہ عافیت ہستند والسلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ۔

و در مکتوبی کہ بہ روز شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند، سعادت آقا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و دینداری معلوم باد کہ صبح و شام وظیفہ شریفہ ذکر قلبی و بیخوقت نماز بہ ادب و حضور دل ادا کنید۔ شوق و محبت را زائد و غفلت را دور کنید۔ جمیع مریدان و مخلصین را تاکید این امر نماید و در معاملہ دنیوی امر ناجائز و خلاف شرع نہ کنید۔

مکتوب ہفتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آقا عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعا معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ آید کہ بسیار شوق قدم بوسی دارم۔ لہذا اجازت است بیایید اما اولاً بہ صدق دل استغفار و توبہ بکنید۔ مکتوب ایوب الیاس کہ بہ عربی نوشتہ نیز رسید۔ وے نکاح کردہ است، بَارَكَ اللهُ فِيهِمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَخَيْرٍ۔ قَالَ تَعَالَى۔ زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْقِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ برائے مردم زینت دادہ شدہ از محبت اشیاء مرغوب و از زنان و فرزندان و خزانہ ہائے جمع شدہ و از زر و سرخ و زر سفید و اسپان داغ نہادہ شدہ و چارپایان و کشتہا و این چیز ہا سامان زندگانی دنیا است و آن چہ نزد اللہ تعالیٰ است نیکو جائے بازگشت است۔ ایوب را بگوئید کہ از آداب یعنی از بازگشت آخرت غافل نہ ماند بہ محبت دنیا مبتلا نہ شود۔ مرگ قریب است۔ قلب را بہ زوجہ نہ بندد بلکہ بہ پروردگار بندد، (باز اشعار حضرت والد خود قدس اللہ اسرار ہا نوشتہ اند کہ در مکتوب سی و یکم گذشتہ) تحریر روز شنبہ ہفتم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوئٹہ، بلوچستان، قریب مسجد جامع قندہاریان۔

و در مکتوبی کہ بہ روز چہار شنبہ بست و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ از خانہ کہ نزد مسجد جامع قندہاریان واقع بود نوشتہ شدہ، تحریر فرمودہ اند۔ در تحریر جواب بنا بریں تاخیر واقع شد کہ دختر خورد عثمانی بیگم یک ہفتہ علالت کشیدہ انتقال نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً آمین۔ ما این وقت نزد مزار شریفش نشستیم و این خط می نویسیم۔

و در مکتوبی کہ بہ روز شنبہ پانزدہم رمضان مبارک ۱۳۲۲ھ از خانقاہ شریف دہلی نوشتہ شدہ

تحریر فرموده اند۔ مرزا نیاز محمد خان برائے حج روانہ شدہ اند۔ درجائے حاجی شیر محمد و ملا عبداللہ کہ در بھٹری بازار واقع است، با ایشان ملاقات کنید و طریقہٴ احترام مرغی دارید کہ از عمدہٴ مریدان ماہستند سلام ما بہ ایشان برسانید، درین ہر سہ مکاتیب مبارکہ حضرت ایشان از ہمبہی کتب نفیسہ طلب فرمودہ اند (مثل تفسیر خازن بامدارک، جمل برجلالین، اعراب القرآن، صحیح بخاری، تفسیر امام رازی، تفسیر ابن جریر، شرح احیاء العلوم، تاج العروس شرح قاموس، تفسیر فتح البیان، تفسیر روح المعانی) و بہ روز پنجشنبہ چہار دہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ از بابو محلہ کوئٹہ مکتوب خیریت تحریر نمودہ اند و بہ سہشنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ برائے طبقات ابن سدر کہ در اروبا طبع شدہ بود نوشتہ اند و آن کتاب مبارک را خواستہ اند۔

مکتوب ہفتاد و سوم۔ بہ اردو بہ نام مولوی عبدالرحمن فرزند مولوی امام الدین ساکن نکلور۔ ضلع جالندھر پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام مسنون معلوم باد مکتوب شمارید۔ شکر خدا بہ جا آرید کہ انتظام درس شما شدہ و در مدرسہ جائے یافتید۔ استطاعت خرج سفر شما نیست و از خانہ خود برائے تحصیل علم برآمدہ اید، لہذا بہ ذوق و شوق کسب علم و بہ وجہ خوب مطالعہ کنید ہمہ مساعی خود را در تحصیل علم صرف نہائید۔ حاجت نیست کہ این جا بیا سید شامی خواہید کہ وظیفہ شریفہ ہم بکنید و سبق ہم بخوانید لیکن این را صورت نیست طلب الکل فوٹ الکل۔ شمارا باید کہ اولاً علم دین بخوانید۔ ہر چہ خوانید بہ فکر و دل بستگی بخوانید و بر نیکی ثابت قدم مانید از سیر و تماشا اجتناب کنید و السلام ہشتم ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ

مکتوب ہفتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن نوشتہ شدہ۔ دران ایام ایشان در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم مشغول بودند۔ ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم محرم ۱۳۵۶ھ برائے ملاقات بابرادران بہ دہلی آمدند و ہمراہ خود مکاتیب شریفہ نیز آوردند۔ عاجز بر بیاض خود مکاتیب را نقل کرد۔ مولوی عبدالرحمن آن وقت گفتند کہ من از حضرت ایشان استفسار در نسبت مولوی اشرف علی و در مسئلہ جمع کردن تبرعات برائے مدرسہ کردم و حضرت ایشان آن وقت بہ من درج ذیل جواب تحریر فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمارید۔ شما نوشتہ اید کہ خیالات فاسدہ در دل می آیند۔ دریافت طلب این امر است کہ خیالات از کدام وجہ می آیند آیا از جہت ضرورت نکاح و احتیاج در اہم یا از جہت خرابی در عقائد۔ علاج امراض باطن امر سہل نیست کہ بہ خط و کتابت ازالہ آن شود، بلکہ ضروری است کہ یک مدت صحبت شیخ حاصل شود تا ازالہ آن امراض میسر آید۔ علاج این است کہ نوشتیم۔ و سر دست شمارا کہ مشغول بہ تحصیل علم دین ہستید، باید کہ بہ تلاوت

قرآن مجید دل خود را مائل کنید و معافی مبارک را فہم کنید و اگر در دل شما حجت بہ جانب ماہست پس دل خود را بہ جانب ما متوجہ کنید و تصور کنید کہ شما در حضور ما آمدہ اید تا خیالاتِ شیطانیہ از شما دور شوند۔ برائے ازالہٴ جہل بہ خدمتِ استاد رسیدن لازمی است و برائے ازالہٴ امراض باطن بہ خدمتِ شیخ رسیدن ضروری است۔ نزد ما اکتفا بر تحریر و مرشد کردن یا بہ وردے مشغول شدن برائے دفعِ این امور کفایت نہ می کند و نہ بہ این طریق کمالے حاصل می شود۔ پیرانِ این زمانہ را، مثل مولوی اشرف علی از تھانہ بھون، ما اعتقاد نہ داریم سببش این است کہ ایشان در خدمتِ پیر و مرشد خود مدتِ مدید قیام نہ کردہ اند و مدارِ حاصل کردنِ کمالاتِ دین بر صحبت و خدمت است۔ ہر قدر صحبت بیشتر باشد کمالات ہم بیشتر باشند، و اگر مدتہا صحبت و خدمت نہ کردہ کے بہ این مقام می رسد،

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگر م تو دیگری و تا وقتے کہ با پیر خود بہ این مقام نہ رسد با شریعت و با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ این کیفیت می تواند شد، یعنی فَنَافِي الرَّسُولِ چہ گو نہ خواهد شد۔ و شما نوشتہ اید کہ اگر شخصے برائے خدمتِ اسلام طلبگارِ تبرعات شود یعنی "چندہ" وصول کند آیا شمارِ این چنین شخص در گدگرانِ خواہد شد۔ این سوال تعلق بہ شما نہ دارد۔ از کارہائے دیگران شمار چہ تعلق است و چرا از کارِ دیگران استفسار می کنید ما را کجا فرصت است کہ این گونه سوالات را جواب دہیم۔ مع ہذا مختصر اُمی نویسیم کہ مدارِ این گونه اعمال بر نیت است۔ اگر نیت درست است ان شاء اللہ دے مصیب است و اِلَّا فَلَاحَ۔ مولوی حافظ احمد از وجہ ما مراعاتِ شما می کنند و ضروریاتِ شمار بہ ہم می رسانند۔ خداوند کریم ایشان را جزائے خیر و ہد و نیک فرماید و شمار لازم است کہ رضامندی والد خود حاصل کنید و طبق امر ایشان باشید و السلام تحریر روزِ شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ از کوئٹہ۔

مکتوب ہفتاد و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت نشان عبدالرحمن را بعد از اسلام معلوم باد۔ اگر از شرائطِ جمعہ شرطے یقیناً مفقود باشد، جمعہ مسقطِ فرضِ ظہر نیست و خواندنِ فرضِ ظہر ضروری است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ، شہرحِ دقایق، قدوری، کنز، این مسلک ظاہر است، کسانے کہ مذہبِ حنفی را و شرائطِ مرقومہ کتب را معتبر می دانند مسلکِ ایشان، سہم است و کسانے کہ حقیقتِ مذہبِ حنفی، و شرائطِ مرقومہ کتب را حق و معتبر نہ می پندارند، مسلکِ ایشان میلان بہ عدمِ تقلید و اردو ایشان بر راہِ صواب نیستند۔ شما اولاً علمِ ضروری را حاصل کنید بعد از ان برائے تکمیلِ علمِ قرأت بہ مصر رفتن بہتر خواہد بود۔ علمِ قرأتِ بروجہ تام در ان دیار است، در این جانبست و علمِ قرأتِ بلا واسطہ

متعلق بہ قرآن مجید است۔ وَتَقْنَىٰ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكَ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ وَالسَّلَامُ، عبد اللہ البخیر فاروقی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَأَخْسَنَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَيْهِمَا وَالْيَدِ شَيْبَةً يَحْمِي حِمَامِي لَأُولَىٰ
 ودر مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ، ششم شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر نموده اند می نویسند: اگر شما بعد از رمضان برائے تحقیق وقوف قرآن مجید یا برائے خواندن شاطبیہ قصد آمدن دارید باید کہ خوب بسنجید و باز مارا از قصد خود آگاہ کنید خوراک و کرایہ آمد و رفت را پروردگار صورتے پیدا خواهد کرد۔ شخصی کہ نزد ما می آید باید کہ از مزاج ما واقف باشد کسانے کہ صحبت فاسقان عمر خود بہ سر برورده اند نزد ما خوش نہ می باشند و نہ می توانند کہ نزد ما قیام کنند بلکہ بر ما اعتراضات می کنند۔ بنا برین دور بودن و موافق ماندن بہتر است۔ ازین کہ نزد ما قیام کنند و مخالف و معترض باشند خوب فکر درہ جواب با صواب بنویسید والسلام۔
 عاجز گوید۔ پدر مولوی عبد الرحمن مولوی امام الدین از خلص یاران و مخلصان حضرت ایشان بود و مولوی عبد الرحمن مرد پاک دل و سادہ طبیعت بود از حضرت ایشان استفسارات می کرد۔ و بہ جوابات سرفراز می شد۔ از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود و حضرت ایشان را نیز بر حال وے چشم عنایت بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفتاد و ششم۔ بہ اردو۔ بہ غلام محی الدین از جہات لاہور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
 غلام محی الدین را بعد از سلام معلوم باد، مکتوب شمار سید طریقہ صلاۃ التبسج دریافت کردہ اید۔ لہذا نوشتہ می آید، در چہار رکعات سہ صد بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَنَحْمَدُ اللَّهَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خواندہ می شود۔ در ہر رکعت این کلمات مبارکہ را ہفتاد و پنج بار بخواند۔ بہ این نہج کہ در قیام قبل از سورۃ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از سورت دہ بار و در رکوع بعد از تسبیحات دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجۃ اولی بعد از تسبیحات دہ بار و در جلسہ کہ ما بین دو سجۃ می باشد بعد از اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجۃ ثانیہ بعد از تسبیحات دہ بار و در قعدہ بعد از التَّحِيَّاتِ خواندہ نہ می شود۔ از حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کہے پرسید کہ درین نماز از سورہ مبارکہ کدام سورتہا خواندہ شود۔ فرمودند در رکعت اولین سورہ تکوین و در دومین سورہ عصر و در سومین سورہ کافرون و در چہارمین سورہ اخلاص۔ کما فی رد المحتار لابن عابدین الشامی۔ فی جزء الاول ص ۱۷۱۔

مکتوب ہفتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ محمد حیات۔ مقام نور پور ٹوانہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عفا اللہ عنا و عناک، غفر اللہ لنا و لک، رَحِمَنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ۔ از تحریر شما استعداد و لیاقت شما ظاہر شد۔ کم کردن و ساویس از علم ظاہر آحق و مستحق محنت است۔ بہ مطلق سوال

کردن نہ علم ظاہر حاصل می شود و نہ وسوس کم می شوند۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسْ قَلْبِيْ خَشِيْعًا وَذِكْرَكَ
وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ وَالسَّلَامُ۔ ہفتم صفر ۱۳۳۷ھ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد وزیر ساکن حصار۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن
 الرحیم۔ بعد از مکتوب حافظ محمد وزیر رسید۔ مقصد از مکتوب خوش کردن مکتوب الیہ می باشد۔ اگر القاب و
آداب مناسب می باشند دل خوش می شود۔ و از الفاظ تمسخر آمیز دل رنجیدہ می شود۔ مثل مولانا۔ مولوی۔
حاجی۔ صوفی۔ صاحب۔ از این چنین الفاظ دل را نفرت می شود۔ لہذا از استعمال این گونه الفاظ احتراز
باید کرد۔ و بہ جائے مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد بلال نوشتن تحقیر حضرت بلال است رضی اللہ عنہ۔
اگرچہ تحریر عوام و فقہتے نہ دارد۔ امثال شماراچہ نوشتن وچہ نا نوشتن وچہ مدح سرائی وچہ ہرزہ گوئی۔ مع
ہذا مناسب معلوم شد کہ بہ طریقہ مہذبان و اہل بینش شمارا ہدایت کردہ شود۔ آئندہ این گونه الفاظ نہ نویسد
بلکہ امثال شمارا کم نوشتن مکتوب بہتر است والسلام دوم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔

عاجز گوید حافظ محمد وزیر حصاری از مخلصین قدما و اصحاب نسبت و پاکیزہ صفت بود مع
ہذہ الاوصاف العالیہ شخصے سادہ بود، حضرت ایشان قدس سرہ مرقی کامل بودند ہدایت بہ اطوار
شائستہ می کردند تا ظاہر و باطن محلی باشد۔ از حافظ محمد وزیر رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ چیزے بے خیالی ظاہر
شد۔ و نتیجہ اش حضرت ایشان این سہ شعر گفتند۔

بندہ آستانہ عظم	نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
ہرچہ گفتی از ان بلندترم	گر کنی نسبتم بہ آن در فیض
زشت کردار خیر محترم	در کنی زین اضافہ فی الجملہ

مکتوب ہفتاد و نہم۔ تعزیت بہ نام بابو محمد ہاشم سرسوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَمَّا
بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَالْهَمَّكَ الصَّبْرَ وَرَزَقْنَا وَاِيَاكَ الشُّكْرَ فَإِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنِيئَةِ وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نَمْتَنِعُ بِهَا اِلَى
اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَيُقْبَضُهَا الْوَقْتُ مَعْلُوْمٌ، ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطٰى وَالصَّبْرَ اِذَا اُبْتُلَ،
فَكَانَ اِبْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيئَةِ، وِعَوَارِيَةِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهٖ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ
وَقَبْضَةٍ مِنْكَ بِاَجْرِ كِبَرِ الصَّلَاةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْهُدٰى اِنْ اَحْتَسَبْتَ فَاَصْبِرْ وَلَا يُجِبُ طُجْرُكَ
اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاَعْلَمَنَّ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَا يَدْفَعُ حُرْمًا وَمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَأَنَّ قَدْ وَاَلَسَّلَامُ۔
رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرٰكِ وَاَبْنُ مُرْدُوَيْهِ كَمَا فِى الْحَصَنِ الْحَصِيْنِ۔ عاجز گوید این مکتوب مبارک

در عقد سوم از مایہ چہارم نوشتہ شدہ۔ این تعزیت نامہ ہست کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت معاذ بن جبل نوشتہ وقتے کہ فرزند ایشان وفات یافتہ بود۔ مولوی عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ در حاشیہ حصین نوشتہ اند کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نیز در تنبیہ الغافلین این حدیث را روایت کردہ حضرت ایشان این مبارک وصیت را بہ پاک دل بابو ہاشم آن وقت تحریر نمودند کہ فرزندوے وفات یافتہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مکتوب ہشتاد و م۔ بہ اردو بہ نام سید زہد حسین امرہوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مارا کشف نیست کہ غائبانہ احوال کسے را دریاہیم۔ لازم است کہ یک مدت کسے نزد ما باشد تا استعداد و صلاح ویرا معلوم کنیم و آن وقت بگوئیم کہ آیا وظیفہ کردن برائے او بہ چہ اندازہ مفید است۔ بناے طریقہ شریفہ بر اکل حلال و صدق مقال و پرمیزگاری است، کہ در این ایام مفقود شدہ شوق دنیا بیش و شوق آخرت کم شدہ است و السلام روز یک شنبہ ہفدہم رجب الحرام ۱۲۲۲ھ از بابو محلہ۔ کوئٹہ بلوچستان۔

عاجز گوید سید زہد حسین ہفت ہشت سال بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ پروردگار وے را بہ احوال شائستہ نواخت۔ ایجا نا بہ وجد در می آمد و بہ آہ و بکا مصروف می شد۔ و درین زمان سعی نمود کہ مکتوب شریفہ حضرت ایشان را جمع کند۔ ہر چہ جمع کردہ بود آن را بہ ذوق و شوق بادیدہ گریان می خواند۔ از وے اتفاق بہ دوران قیام میرٹھ کہ در سن ۳۳ھ بودہ حضرت ایشان را ملاقات با شخصے شد کہ لوگوں قرار بعض افکار و ہابیہ شدہ بود بعد از آن روز محفل مبارک میلاد شریف را حضرت ایشان بانہایت تحمل و کوفہ منعقد می کردند سید زہد حسین و استاد وے مولوی محمد اسحاق راشکوک و شہات روادند۔ لہذا رشتہ ہر دوازہ حضرت ایشان گستہ شد، و کیفیاتے کہ ہر دورا حاصل شدہ بود بہ منزلہ خواب و خیال گشت۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ۔

مکتوب ہشتاد و یکم۔ بہ اردو بہ نام قاضی وزیر حسین ولد قاضی عظیم الدین ساکن سوخت پور۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید، یک بار نزد ما آمدہ اید، خواہشات و مطالب شما دیگر اند و قواعد و ضوابط ما دیگر، بنا برین شمار داخل سلسلہ نہ کردیم۔ و ہم چنین احوال برادر شما است کہ ایشان را اوراد و وظائف دیگر اند و ما را قواعد دیگر۔ بہ ہر شخص تعلیم وادین سلسلہ ما را پسند نیست کسے کہ بر قواعد ما درست می آید، ویرا تعلیم می کنیم۔ پروردگار ما را و شمارا بروینداری قائم کند۔ و السلام روز یک شنبہ پنجم شوال ۱۲۳۱ھ بابو محلہ جدید۔ کوئٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ بنو الخیر فاروقی رقی عفا اللہ عنہ۔

مکتوب ہشتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ قاضی وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
 الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمَخْلُوْقِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ مولانا
 شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ درست و صواب است۔ شاید شمار علم نیست کہ در کلام و گفتگو تقدیم تاخیر
 مفعول بہ جائز است۔ و شمار باید کہ از عل دینی کہ متعلق بہ خود شما باشد استفسار کنید از اعمال دیگران شما
 را چہ کار و از طریقہ جنگا نیدن مرغہا کہ اندرین آیام رائج است با ما کلام نہ کنید۔ بندہ نیک باشید و گناہان
 را بگذارید و السلام یکشنبہ ہفتم شوال ۱۳۳۲ھ۔ عاجز گوید کہ در محاورہ اردو کلام مرغ جنگا نیدن آن وقت
 گفتہ می شود کہ کسے کلام شقاق و افتراق را رواج دہد و بے وجہ اختلاف پیدا کند۔

مکتوب ہشتاد و سوم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از
 سلام واضح باد ما از احوال شما بہ خوبی واقف نیستم و بدون واقفیت مرید کردن مناسب نیست۔ و خیالے کہ
 شما دارید ما از ان خیال خبر داریم۔ پسندیدہ است کہ باعث برکت باشد یا فاسد است کہ آن را دور باید
 کرد۔ شما نوشتہ اید کہ آن خیال از حضور پوشیدہ نیست۔ مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ۔ مسلمان را از این گونہ خیال
 باطل توبہ باید کرد۔ و انکسے جمع را زہایک ذات پروردگار حَلَّ شَانَّہٗ است دسے اورا شریک نیست،
 تَنْتَحَانَ اللّٰہُ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ البتہ در حفلہ مبارکہ میلاد کہ بہ یازدہم این ماہ است آمدہ شریک شوید۔
 اجازت است و السلام چہار شنبہ ہشتم ماہ مبارک میلاد شریف ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ہشتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی وزیر حسین را
 بعد از وعلیکم السلام واضح باد شما یان ملاقات نہ کردہ برقتید۔ این چنین کردن بے قاعدہ و غیر مناسب
 است۔ اگر در بان اطلاع نہ کردہ شما یان را انتظار می بالست و تحمل مناسب بود۔ بہ درستی وظیفہ سعی کنید
 و از بے ادبی اجتناب کنید۔ شما در مکتوب خود از امور دنیویہ نوشتہ اید۔ روزے کہ شما بیعت می شدید
 اقرار و قول محکم کردہ بودید کہ بہ امور دنیوی چیزے بہ ما نہ خواہید گفت۔ و گفتہ بودید کہ من خالصا للہ
 بیعت می شوم۔ آن قول و اقرار خود را یاد کنید و از خیالات فاسدہ توبہ کنید و بہ درستی وظیفہ قلبی مشغول
 شوید۔ پروردگار بر ما و شما مہربانی فرماید و یان را از کلام فارغ محفوظ دارد و السلام شنبہ یازدہم
 شعبان ۱۳۳۵ھ

و در مکتوبے کہ بہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۳۵ھ تحریر فرمودہ اند می نویسند: امید است کہ در وظیفہ
 قلبی خوبی پیدا شدہ باشد یعنی بہ دوران وظیفہ شریفہ خطور و ساوس کم شدہ باشند و زوجہ شما اگر شوق
 وظیفہ شریفہ دارد ویرا از طرف ما وظیفہ شریفہ تعلیم کنید۔ صبا حا و سار یک یک ساعت وظیفہ بکنند و بہ

والد خود ہم تاکید کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باشند۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶
تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ الحمد للہ تا این زمان ما ہمہ مع الخیر زندہ ہستیم و انشاء اللہ تعالیٰ طلبکار مہربانی و بخشاش۔
نعمتہائے اوسمانہ و تعالیٰ را کہ بے حد اند اقرار داریم و خطاہائے خود را کہ بے حساب اند معترفیم۔ و ما از شما خوش ہستیم
و برائے شما دعا می کنیم، شما مستبغات عشری خوانید بسیار خوب می کنید۔ برائے ما و اولاد ما دعا می کنید۔
خوب می کنید۔ پروردگار شمار جزائے خیر دہد و السلام۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ سیزدہم ذوالقعدہ ۱۳۳۶
تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ کالو خان را وظیفہ قلبی از جانب ما تعلیم کنید یک ساعت صبحا و یک ساعت
مسائرا ہر روز شغل اسم ذات کنید یعنی ازل اللہ اللہ گوید و خیالات ماسوی اللہ را ازل دور کند و السلام۔
و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۶ تحریر فرمودہ اند در آخر نوشتہ اند۔

آن کہ شترش زیادہ از خیر است خاک پائے عمر البوالخیر است
حَسْبُہُ اللہ رَبُّہُ وَ کَفٰی وَ حَاجَئُہُ ذُنْبُہُ وَ عَفَا

و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ششم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم۔ اجازت است بیاید بہ روز شنبہ یازدہم ربیع الاول مسرت محفل میلاد شریف است۔
در این محفل مبارک شریک شدن بہتر است۔ زائد از سہ ہزار روپیہ کلداران شامل اللہ در این مسرت فخری
صرف می کنیم طلباء الرضاء اللہ تعالیٰ والسلام۔

مکتوب ہشتاد و پنجم۔ بہ اردو بہ حافظ اشفاق الہی ولد کرم الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب رسید نوشتہ اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید و قرآن مجید و اَلَا ہدمنہ می خوانید۔
الحمد للہ۔ این تمام امور نشان سعادت مندی است، ہر آن بندہ کہ فرمان بردار مالک خود جل جلالہ طلبکار
رضا مندی اوست و از قہر و غضب او ترسندہ باشد بے شک آن بندہ، نیک بندہ پروردگار است۔ و در
وقت ذکر شریف و ساوس را دور کردن و درین امر سعی کردن بسیار خوب است، پروردگار را و شمارا
توفیق نیک عنایت فرماید و السلام تحریر روز دو شنبہ ہز دہم جب الحرام ۱۳۳۳۔ و در مکتوبے کہ بہ سوم
جمادی الآخرہ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ شما نوشتہ اید کہ بعد از نماز ہائے ما دعا می کنید جزاک اللہ خیرا۔
اگر شما برائے ما دعا خواہید کرد ازل مالکے شما دعا خواہد شد۔ و در مکتوبے کہ تاریخ نہ دار و تحریر نمودہ
اند۔ لے عزیز مولوی شمس الدین و مولوی اسحاق کہ در قرب و حضور نشستہ اند تا این زمان صلاح ایشا
ذکرہ ایم شمارا کہ بر این دوری و بعد نشستہ اید بہ توجہ درست کردن از کجا کلام شمایان مشابہ است بہ کلام
یہود۔ وَ مِنْهُمْ اَقْبِسُوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتَابَ اِلَّا اَمَانٰی وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یُظَنُّوْنَ۔ و بعضے از ایشان ناخواندہ

اند، کتاب را نہ می دانند مگر آرزو با (آرزو بایں دروغ) و ایشان نیستند مگر کہ گمان می کنند، سالها است کہ بہ شہامی گوئیم کہ در آئین و مذہب ما آئینا اگر دایندن است (زحمت کشیدن است) بہ اندازہ کہ محنت خواہید کرد، اجر بہان مقدار خواہید یافت لیکن شہامیان بر شہان خیال فاسد قائم ہستید۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند: جناب عبدالکریم (پدر حاجی رشید احمد سوداگر سلمہ) بسیار مہربانی فرمودہ کہ رقم تبرعات بہ ما فرستادہ۔ سُبْحَانَ اللہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ حالا از ایشان استفسار کنید کہ این رقم را تعویذ سازیم یا مستعمل کردہ بہ خدمت شریف ایشان ارسال داریم۔ فقط

مکتوبہ ہشتم و ششم بہ اردو نیز بہ اتفاق الہی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظہ اتفاق الہی را بعد از سلام معلوم باد۔ از دو حال انسان خالی نیست۔ یا شوق دین دارد یا شوق دنیا۔ بہ خیال ما در شہامی شوق دین کم است و شوق دنیا زیادہ و علی الخصوص از رونے کہ از پدر و برادر خود در تجارت علیحدگی اختیار کردہ اید و بہ زعم خود مردنیک گشتہ اید۔ در احوال باطن شہامی تغییر پیدا شدہ است۔ شہامی خود فکر کنید می نویسید کہ در ذکر الہی دل را سکون نہ ماندہ!۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الدّٰیْنِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ۔ و چون تنہا اللہ یاد کردہ شود متقبض می گرد و دلہائے آنان کہ بہ آخرت ایمان نہ دارند، این ترجمہ را فکر کنید کہ گریختن دل و انقباض وے از یاد الہی از صفت کافران است۔ مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اندیشہ کنید کہ این گونه قلب چہ قلب است۔ نزد ما این را علاج نیست۔ پروردگار ہر کرامی خواہد شوق می دہد و ہر کرامی خواہد بے شوق می سازد۔ ما بہ شہامی گوئیم کہ احوال شہامی خراب شدہ است۔ بر احوال خود فکر کنید لیکن شہامی بے خیالی می کنند حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بدون شوق و بر دل جبر کردہ ذکر شریف نہ باید کرد و بلکہ بہ شوق و دل را راغب کردہ ذکر شریف باید کرد و السلام چہار شنبہ ہشتم محرم الحرام ۱۳۳۲ھ و در مکتوبے کہ بہ روز و شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۲ھ ارسال فرمودہ اند نوشتہ اند۔ امتہ القیوم خوب نام است اللہ تعالیٰ مبارک فرماید۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ کسے کہ شوق استماع ذکر پاک دارد بہ روز و شنبہ برسد بہ شب سہ شنبہ ان شاء اللہ مولود شریف می خوانیم۔ کسانے کہ منکر مولد شریف اند خبیث دارند و ایشان را اجازت آمدن و شریک شدن نیست و ہم کسانے را کہ در فسق و فجور مبتلا ہستند و در نماز پنجوقتہ کوتاہی می کنند ہم اجازت نیست۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ نوشتہ شدہ تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین ما بہ خیریت ہستیم۔ امتہ الہی برائے خواہر امتہ القیوم بہتر نام است۔ اللہ تعالیٰ ہر دورا از صالحات فرماید و در عمر ایشان برکت دہد۔ مولوی وحید اللہ خان و مولوی سردار احمد (وکیل مجددی) و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ بعد از مغرب بہ تحقیق شاطبیہ شریف می خوانند اگر قاری ولی محمد شوق قرأت

دارند بیایند فکر نان و جائے سکونت نہ کنند از میرٹھ بہتر انتظام خواهد بود۔ ہم خادم و ہم مسجد موجود است۔ اگر شمار و حفظ الدین و یاسین را شوق خواندن یا وظیفہ باشد بیایند۔ والسلام از ریاست رامپور قلعہ کہنہ بجلی گھر و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ از خبر خراب شدن استخوان سرور (افغانی) متا لم شدم و شماسرور را بامروہ برائے علاج رسانیدید بہتر کردید مولوی اختر شاہ خان را پروردگار جزائے خیر دہد۔ ایشان بسیار خوب مشورہ دادہ اند۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ شماسرور را کہ باما داشتید تبدیل کردہ اید و در پریشانی مبتلا گشتہ اید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡیۡرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغۡیۡرُوۡا مَاۤ اَبۡاۡنَفۡسِہِمۡ۔ را بفہمید کہ پروردگار تغیر و تبدل نہ می کند تا وقتے کہ آن قوم رسم و آئین خود را تغیر و تبدل نہ کند۔ حالہم شماسرور ہوش آئید تا از مزید پریشانی محفوظ مانید۔ فکر کنید کہ اول چند روز بہ ہر سال نزد ما می ماندید و حالا چہ حال دارید و چہ مدت می ماند۔ شماسرور ہم احوال خود را تبدیل کردید، یاسین ہم، علیم الدین ہم، عبدالکریم ہم، زید ہم، عمر و ہم، بکر ہم، بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الْوَكِیۡلُ۔

بگفتا فلانے کہ بدمی کند نہ بامن کہ بالفس خود می کند

مکتوب ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار۔ مقصد از مرید شدن حضور قلب حاصل کردن است۔ و طریقہ حصول این دولت آن است کہ صبح و شام بہ نیاز مندی و عاجزی ہر روز ذکر شریف بکنید۔ و از پروردگار خائف مانید۔ و وسوس را از دل دور کنید۔ برائے دفع وسوس محبت شیخ در دل باشد۔ اے بندہ نیک اگر بہ این پنج چہل روز ذکر شریف کردہ شود۔ ان شاء اللہ در دل اثر پیدا می شود، غفلت و یادِ ماسوی کم می شود۔ و در حضور دل بخشی می شود و بندہ نیک را در عبادت حلاوت رومی نماید۔ بذا افراد را ازین امور وحشت پیدا می شود و ایشان طلبکار آن چیز ہا می شوند کہ در آن فائدہ دنیویہ باشد۔ چون حضور دل قدرے حاصل شود و بابزرگان محبت پیدا شود شجرہ شریفہ طلب کنید۔ در اصل پیری و مریدی ہمین است کہ مالو شتیم۔ این مکتوب بہ حفاظت نگاہ دارید و اجیاناً مطالعہ کنید۔ شاید کہ توفیق ذکر شریف یا بید یکشنبہ چہار و ہم صفہ از بابو محلہ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ انعام الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ الوائلیہ فاروقی میان انعام الہی را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان واضح باد شماسرور مکتوب خود حال و وظیفہ نہ نوشتہ اید، معلوم نہ شد کہ بہ دوران ذکر شریف بعد از چہ مقدار و سوسہ پیدا می شود۔ خوبی و وظیفہ این است کہ بعد از ذکر شریف تا چہار گھڑی (مدت سہ ساعت) و سوسہ بیدار نہ شود و دم بہ دم در یاد الہی

دور محبت و شوق اضافہ شود دل ہمہ چیز ہارا گزاشتہ بہ تعظیم تمام خیالِ نامِ پاک کند پروردگار مارا و شمارا
توفیق دہد۔ اے عزیز شائقین و وظیفہ شریفہ در دنیا بسیار کم اند۔ گویا لذتِ یادِ الہی از دنیا برخاستہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ۔ اَلْفَسْکُمُ الْکَاثِرُ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ شمارا حص
افزونی مال غافل کرد تا آن کہ قبر ہا دیدید۔ نے نے (یعنی حقا) خواہید دانست و حقا کہ باز خواہید دانست ،
سہ شنبہ بست و یکم جمادی الاولیٰ۔ بابو محلہ۔ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و نہم۔ بہ اُردو بہ مولوی شمس الدین ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن
 الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار شمس الدین بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و ترقی
صلاح مطالعہ نمایند از مکتوب شما معلوم شد کہ وظیفہ شریفہ می کنید و در وظیفہ حلاوت می یابید۔ در نماز
قدرے حضور دل یافتہ اید و در محبت اضافہ شدہ است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ وَ
جَلَالِہٖ تَتِمُّ الْقَضَائَاتُ۔ ازین نعمتہا ہر نعمت عمدہ و عظیمہ است۔ بزرگان دین قدر این امور دانند شوق
پرہیزگاری داشتہ باشید۔ از تالیفات امام غزالی کتابے را مطالعہ کنید۔ مثل ترجمہ احیاء العلوم یا ترجمہ کیمیائے
سعادت کہ برائے پاکی و صفائی قلب بسیار مفید است و قدرے تلاوت قرآن مجید با فہم معنی ہر روز ضروری
است۔ تا در امورے کہ شما نوشتہ اید بختہ شوید پرہیزگاری و دینداری ہر قدر زائد می شود و در وظیفہ شریفہ
ہمان قدر اضافہ می شود و السلام چہار شنبہ چہار دہم ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ شہردہم حب
۱۳۲۳ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ ما غیر از بے دینان از کسے ناراض نیستیم و غیر از پرہیزکاران از کسے خوش
ہم نیستیم۔ پروردگار مارا ہم از بے دینی محفوظ دارد و پرہیزکار کند و شمایان ہمہ را نیز و السلام

مکتوب نودم۔ بہ اُردو بہ حافظ محمد ایوب۔ پدر مولوی محمد عمر ساکن محلہ مداپور۔ گھوسی۔ ضلع
اعظم گڑھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و بركاتہ مالک حقیقی اللہ جل شانہ است ہر
چہ خواہی کند۔ پاک است آن پاک پروردگار کہ آسمان و زمین اورا ہست ہر چہ ہست زیر فرمان او
است و ادبجانہ بر ہر شے حکمران است۔ بندہ را باید کہ در ہر حال از مالک خود راضی و شاد باشد۔ یا زوہرسم
ذی القعدة المحرم ۱۳۲۴ھ۔ عاجز گوید کہ استادی مولانا محمد عمر سخت علیل شدہ بود و ایشان از حضرت پیدمی الوالد
بیعت شدہ بودند لہذا پدرش عریضہ ارسال کرد تا حضرت ایشان برائے ازالہ مرض توجہات فرمایند۔
و قد شفاه اللہ بمنہ و کریم۔

مکتوب نود و یکم۔ بہ اُردو بہ مولوی محمد عمر فرزند محمد ایوب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شنیدہ ایم
کہ دوست ذی وقار و خادم با اعتبار و مرید امانت دار یا شیخ فضل عمر (دہلوی) رحلت نمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دنیا جائے قیام نیست۔ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ مَا قَالَانِ دُنْيَا رَاغَاةٌ خُودِ وَآخِرَتِ رَا
ویران ساخته ایم بنا برین از نام مرگ مُنزعج و پریشان خاطر می شویم۔ اگر مایان آخرت را آباد و دنیا را ویران
سازیم از مرگ خوش خواهیم شد۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اَللّٰهُمَّ وَقَفْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا
خَيْرًا مِنِّ الْاُولٰٓئِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ دَسَاوِسَ قُلُوبِنَا خَشْيَتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هَمَّتِنَا دَهْوًا فِيْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ۔
روز دوشنبه ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۲۵ هـ۔ در مکتوبے نوشته اند۔ در یاد خدا غفلت نہ کنید۔ وظیفہ شریفہ خود را درست
کنید۔ پروردگار را ہمہ وقت حاضر و ناظر دانید و از او سبحانه طلبگار خیر و خوبی باشید در طلب علم سعی جاری دارید در
اوقات فراغ بہ وظیفہ شریفہ متوجہ باشید والسلام۔ در مکتوبے نوشته اند۔

علم دین ہم حاصل کنید و در وظیفہ شریفہ ہم سعی کنید۔ در وقت آمدن و رفتن و برخواستن و شستن ہمہ وقت
دل را متوجہ بہ پروردگار دارید تا کہ دل را ملکہ حضور دائم حاصل شود۔ در مکتوبے نوشته اند۔ سردست شما بہ
طلب علم مشغول ہستید لہذا اگر وظیفہ شریفہ قدرے کم می شود حرج نیست تحصیل علم دین ہم کاریکاست
و مقدم است۔ تا ہم در روز و شب یک ساعت یا یک و نیم ساعت بہ ذکر شریف مشغول مابند۔ وساوس
را دور کرده بہ صدق دل و اخلاص و محبت و وظیفہ شریفہ کنید۔ نیکی را اختیار کنید و در امور شریعت شوق و محبت
داشتہ باشید و السلام و در مکتوبے نوشته اند۔ قدرے قرآن مجید بالمحافظہ معنی تلاوت کرده باشید و کثرت استغفار
و کثرت الاُخْلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ برائے دور کردن وساوس و دور کردن گناہان مفید است۔ در مکتوبے نوشته اند۔

یک قدم راہ راست بیدل از تو تا دامن خدا
بر سر مژگان چو اشک اسادہ ہشیار باش

و مکتوبے بہ این معنی نوشته اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

امروز گراز رفتہ عنریزان خبرے نیست
فراست درین بزم زما ہم اثرے نیست

مکتوب سعادۃ آثار مولوی محمد عمر رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما ہم بہ خیریت ہستیم مولوی
عبدالحق آبادی مقیم حرم در ماہ شوال، حکیم قیام الدین خاں (دہلوی) دیروز حاجی محمد عمر سوداگر بہ شب
راہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُونَ۔ این ہمہ اشخاص از منتخبات
زمان و مقتنات دوران و در مسلمانان اہل محل و العقد و صلحائے اہل سنت و خدایم طریقہ شریفہ مجتہدین
بودند وفات یافتن این اشخاص برائے مسلمانان مصیبت عظمیٰ است۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلٰی اللّٰهِ
تَوَكَّلْنَا۔ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۳۲ هـ۔ در آخر مکتوبے نوشته اند۔ والسلام علیک یوم عاشوراء سال سی و نهم
بعد از ہزار و سہ صد از ہجرت سید الخلق و رسول الحق، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِلْکَاتِبِ اَبٰی بِلَالٍ۔ در مکتوبے نوشته اند۔ دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ

ہند ہم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ مارا این گونہ رفیقِ صالح و داناتا امروز کے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ والسلام جمعہ نہم شوال ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۹۲ نو و دوم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی محمد عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تَبَارَکَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ عَلَا
عَلٰی خَلْقِہٖ یُحِیْیْ وَیُفِیْیْ لَہُ الْعَلَا
عَلٰی جَدَّتْہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَحَدَّہُ
وَسُبْحَانَہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَامِلًا

لفظِ عَلٰی در آخر مصرع اول فعل است و در اول مصرع ثانی حرف و در آخر مصرع ثانی اسمِ خفیتر تادم تحریر بہ عافیت است لیکن از حقیقت عافیت کہ فرمان برداری مالک است عاری است و محروم است، وقت ضعف و بیری است گسملندی غلبہ کردہ است، حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عَلٰی اللّٰہِ تَوَكَّلْنَا۔ والسلام دوشنبہ ششم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ خانقاہ شریف مجددی۔

مکتوب ۹۳ نو و سوم۔ بہ فارسی بہ مولوی عبدالعزیز۔ گونا کر کائی۔ ضلع گھلنا۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز بعد سلام و دعا مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حقیر با متعلقین و اولاد بہ عافیت است۔ کارڈ ہائے شماریدند و خیریت شما معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ عاقبت ما و شما بہ خیر کند و گناہان ما و شما را عفو کند و از غضب خود ما و شما را نگاہ دارد۔ بِاسْمَائِہِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِہِ الْعُلٰی وَنَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ بِجَمِیعِ خَدَائِنِ صَلَاحِ دَعَا و تَاکِیْدِ یَا دِ الْہٰی رَسَانِیْدِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ بَا دِ جَوْدِ اِیْنِ قَدْرِ پَرِشَانِی کہ تمام جہان را گرفتہ اللہ تعالیٰ بفضل و کرم اِیْنِ حقیر را بہ امن و امان نگاہ داشتہ۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ وَالشُّکْرُ۔ والسلام دوشنبہ ششم شوال ۱۳۳۷ھ از کوٹہ

مکتوب ۹۴ نو و چہارم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ مولوی عبدالعزیز از بنِ حقیر بعد سلام و دعائے سلامتی ایمان و دیناری مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین تادم تحریر بن جمیع الوجوہ ما ہمہ بہ خیریت زندہ ایم۔ حق سبحانہ در وظیفہ باطنی ما و شما بر کتہائے فراوان را نگاہ دارد۔ بفضلہ و کرمہ آمین۔

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی

رسید الحمد لله رب العالمین تمام تحریر این حقیر با اولاد و عیال بہ خیریت زنده است، خادمان دریا و الہی باشند
و بہ دعا معاون ما غفر الله لنا و لکم و رحمنا الله و یا تاکم و عفا الله الکریم عتقا و عنکم آمین۔ باقی خیریت

است والسلام شنبہ یازدہم شوال ۱۳۳۹ھ

مکتوب نو و ششم۔ بہ اردو نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم الله الرحمن الرحیم مولوی عبدالعزیز

را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ از احوال ترقی و وظیفہ شریفہ نوشتہ اید از این خبر سرت ماصل شد آن
پہ شما نوشتہ اید کہ از بعض افراد و بعض قبور در وظیفہ شریفہ تنگی پیدا می شود درست و خوب است۔ شوق
نیکی و دینداری و بہرہ گیری دارید و تمام خادمان را تاکید وظیفہ شریفہ و نیکی و دینداری بکنید۔ و آن چه شما از
خیال حضور مقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ اید بہ فکرمانہ رسید۔ چرا کہ تا آن جا رسائی هنوز دور است۔
البتہ با حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیاز مندی و محبت داشتن بر ہر مسلمان فرض است۔ شما طالبان سلسلہ
شریفہ را تعلیم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و خود شما ہم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی
کردہ باشید۔ از جانب ما بہ جمیع مریدان تاکید دینداری وظیفہ شریفہ بکنید و السلام چارتنہ بہت و حکم
محرم۔ و نیز تحریر فرمودہ اند۔ مولوی عبدالعزیز را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ اید کہ
در وظیفہ بہتری است و قرآن مجید را تلاوت می کنید و برکت حاصل می کنید۔ از این احوال دل ما خوش شد
شما سپارہ از کلام الہی ہر روز می خوانید، بسیار خوب می کنید با فہم معنی بخوانید و در وقت تلاوت گریہ و زاری
کردن سعادت عظمی است۔ و شما نوشتہ اید کہ در احوال مریدان ترقی شدہ است۔ و احوال آن افراد کہ بہ سال
دوم حاضر شدہ بودند از احوال آن افراد کہ بہ سال اول حاضر شدہ بودند بہتر است و در حضور ایشان ترقی
است۔ الحمد للہ مریدان را تعلیم وظیفہ کنید۔ البتہ بر جسم زن دست خود را مرو نہ نہد۔ شما زن خود را یا دختر
خود را تعلیم وظیفہ بکنید۔ تا کہ دسے بہ زنہا تعلیم وظیفہ کنی و دین امر نیک احتیاط کردہ باشید۔ و کسانے کہ از
دل خود اللہ گفتن نہ می توانند بہ ایشان بگویند کہ ایشان بہ دل خود خیال کنند و دل خود را متوجہ بہ
حق تعالی بدانند۔ و مولوی چرا مخالفت شما می کنند۔ آیا از این وجہ می کنند کہ بہ دوران وظیفہ شریفہ یا
بہ دوران نماز از شما بیان آواز گریہ و صدائے اللہ بلند می شود۔ یا مخالفت ایشان از وجہ دیگر است۔ نام
یا کہ پروردگار از دل گرفتہ و در بارگاہ اوتعالی و تقدس عاجزی و زاری کردن و اشک ندامت ریختن
بہایت عمدہ کار است۔ یا آن را از علمائے صلح کسے بد نہ می تواند گفت۔ فضل پروردگار است ما بہ عافیت
ہستیم۔ شما برائے ما دعا می کنید خوب می کنید۔ مریدان را از جانب اسلام و دوائے خیر برسانید۔ آن چه از
نیکی خواہید کرد، ثمرہ آن ہم بہ این جہان و ہم بہ آن جہان می یابید۔ و ما غائبانہ برائے شما دوائے نیک

می کنیم شما هم برائے ما بکنید والسلام پنجشنبه بستی و ششم شعبان۔

دور مکتوبے نوشتہ اند۔ از مکاتیب شما خوش شدیم و برائے شما دعا کردیم۔ طلبکار علم دین را تدریس علم و خواہشمند وظیفہ را تعلیم ذکر شریف کنید از طرف ما اجازت است بہ شرط دینداری و استقامت والسلام سہ شنبہ دوم صفر از خانقاہ شریف مجدی۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین بہ عافیت مستقیم۔ در شمایان شوق و محبت ہست الحمد للہ بنعمتہ تہم الصالحات۔ برائے شما یان دعا کردہ شد۔ و بہ شما یان توجہ دادہ شد۔ پروردگار در شوق و محبت اضافہ کند۔ تمام اجاب را سلام و دعائے سلامتی ایمان برسانید۔ اولاد بہ عافیت است والسلام پنجشنبه شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ

مکتوب ۹۷ نود و ہفتم۔ بہ اردو بہ سید عبدالغفر۔ چیم گاؤں ضلع ٹیرہ۔ بنگال نوشتہ اند۔ بہ ذریعہ خط و کتابت نہ جاہل عالم می شود و نہ غافل صاحب حضور و برکت۔ لہذا معذرت مستقیم۔ البتہ مولوی عبدالحق ال آبادی از دوستان ما بودند و سالہا بوجہ خوب حفاظت کتابہائے ما کردہ اند۔ جزاۃ اللہ خیرا و غفر لی ولہ۔ مکتوب ۹۸ نود و ہشتم۔ بہ اردو بہ منزل حسین۔ مگورا۔ ضلع رنگپور۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابی الخیر فاروقی منزل حسین را بعد از سلام معلوم باد امر و ذکر روز دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ ہفتدہم اپریل ۱۹۲۲ء۔ است جوابی بطاقہ شما این جا (بہ کوسٹ بلوچستان) رسید۔ احوال خیریت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تا این زمان با متعلقین بہ عافیت ہستم۔ در دہلی طبیعت قدرے پریشان بود۔ بہ این وجہ شاید جواب خطوط شما نہ نوشتہ باشم۔ پروردگار بہ مہربانی خود گناہان مایان را بیا مرزد و از غضب خود محفوظ دارد و رضامندی خود را نصیب مایان گرداند آمین باقی خیریت است والسلام دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ مسجد حضرت بلال۔ کوسٹ بلوچستان۔ دور مکتوبے نوشتہ اند۔ اشفاق محمد را معلوم باد۔ اللہ الحمد رب السموات و رب الارض و رب العالمین، خیر مع العیال و الاطفال بہ خیریت است۔ دختر را علالت ہست۔ اللہ الشافی اللہ الکافی اللہ المعافی۔ پروردگار گناہان مایان را بیا مرزد و بہ عافیت ظاہری و باطنی سرفراز کند۔ آمین

مکتوب ۹۹ نود و نہم۔ بہ اردو بہ ڈاکٹر اشفاق محمد ہاتھی دروازہ۔ امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ مکتوب شمار رسید۔ لے برادر بہ اندازہ محنت فائدہ می شود۔ شمارا باید کہ ہمت کنید و سعی نہایت اوقات عزیز خود را ضائع نہ کنید۔ و ساوس را از دل خود دور کنید و حضور دل را حاصل کنید۔ چوں طفلے سہ، چار سال محنت می کند حافظ قرآن می شود و طالب علم ہفت ہشت سال سعی می کند عالم می شود، بہ تمنیات و خواہشات ہیچ کار بہ انجام نہ می رسد۔ شما نوشتہ اید مرا خبر نیست کہ نیک

۱۵ این تحریر حصہ آخر مکتوب نود و نہم است۔

ہستم یا بد۔ البتہ این قدر می دانم کہ بر آستانہ خیر حاضر شدہ ام و وابستہ آن آستانہ ام۔ اے عزیز! این کلام
شما خلاف طریقہ و آئین ما است خیال کنید کہ اگر نزد حافظ قرآن مجید سپر خود را بربید کہ سپر شما ہم قرآن مجید را
حفظ کند آیا بہ بردن یک روز آن سپر حافظ می شود۔ از تمنیات ہیچ کار بہ سر نہ می رسد۔ پروردگار در قرآن
مجید گفتہ۔ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا مَانِيًا أَهْلَ الْكِتَابِ یعنی مدار کار نہ بر آرزو ہائے شما است و نہ بر آرزو ہائے
اہل کتاب۔ و شما مخالف حکم الہی کلام می نویسید و فکر نہ می کنید کہ دینداری چیست و بیکر کیست۔ پیغمبر
طاقت نہ دارد کہ خلاف حکم خدا کارے بکند۔ شما را علم قواعد دین نیست و کلام نادرست بہ مامی نویسید و نہ
می دانید کہ ازین عمل بہ جاے فائدہ، نقصان می شود۔ شما در پیے نقصان خود چرا سر گرم گشتہ اید۔ افسوس
است شما طب جدید (ڈاکٹری) آموختید و در علاج و معالجہ عمر خود را بہ سر بردید۔ گاہے شما توفیق یافتہ
اید کہ یک ساعت یا دو ساعت در حضور پیر خود بنشینید۔ شما در دل خود این خیال را محکم کردہ اید کہ پیر
من مرا بزرگ خواہند ساخت۔ معاذ اللہ من ہذہ الخرافات۔ اے عزیز۔ حقیقت امر این است کہ اگر
سالہا خدمت پیرے بکنی و از کمالات چیزے حاصل کنی، خود را خوش نصیب بدان۔ در این زمانہ این گونه
پیر ہم بہ نظر نہ می آید۔ آئندہ از این گونه کلام احتراز باید کرد۔ مرا از خیر تو امید نیست بدمرسان۔ والسلام
یکشنبہ است دوم ربیع الاول۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ صبح و شام وظیفہ شریفہ قلبی بہ پابندی کنید و در
یک ماہ یک بار شجرہ شریفہ بخوانید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق
محمد و مولوی نور احمد (طابع مکتوبات شریف) را بعد از سلام معلوم باد کہ بہ روز دوشنبہ یا زوہم ماہ ربیع الاول
حاضر شوید تا کہ بہ اطمینان در محفل ذکر شریف شریک شوید و آمدن شما یان بلکہ آمدن نظام الدین ہم مناسب
است۔ چہارشنبہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۳۲ھ۔

مکتوبہ صد م بہ ڈاکٹر شوق محمد (برادر کلان ڈاکٹر اشفاق محمد) ساکن دیوڑوال۔ تحصیل
ترن تارن ضلع امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر شوق محمد و ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام سنون معلوم
باد۔ وظیفہ شریفہ را بہ آن مقدار کہ ہدایت کردہ شد، بلا تشدد ضرورت ناغہ نہ کنید۔ بہ جان و دل پابند
فرائض باشید و از حرام خدا قطعاً خود را دور دارید۔ قدرے کلام پاک الہی با ترجمہ ہر روز بخوانید۔ در شوق
دینداری اضافہ کنید۔ خود را عاجز بندہ خدا سازید۔ بر عقائد مسلمانان قائم مانید۔ درین روز ہا کہ اظہار عقائد
باطلہ و مسائل جدیدہ پیدا شدہ۔ خود را ازال محفوظ دارید۔ اگر استعداد فارسی باشد در سالہا بہتر منہ را بخوانید
و آن را در مطالعہ خود دارید۔ و در مکتوبے بہ شوق محمد نوشتہ اند۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند
و بر مایان مہربانی کند و از مایان راضی شود و بہ جنت رساند و از دوزخ محفوظ دارد۔ و از عذاب قبر نگاه

دارد و تمام امور ضروریہ مایان را درست فرماید۔ آمین۔ سورہ اخلاص سہ بار۔ سورہ فلق سہ بار۔ سورہ ناس سہ بار بعد از نماز صبح خواندہ دعائے راکہ نوشتہ ایم سہ بار بخوانید و باز بہ وظیفہ شریفہ مشغول شوید و بہ ہمین صورت بعد از نماز شام سوتہا و دعا خواندہ بہ ذکر شریف مشغول شوید۔ اگر چہل روز این عمل خواہند کرد۔ انشاء اللہ ناپاکی دل دور شود و السلام روز و شب ششم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ بابو محلہ۔ کوئٹہ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔

«اگر جناب برادر سید اللہ (مجدی) موضع اوگی تحصیل نکودہ ضلع جالندھر (این جا تشریف بیارند و با ملاقات کنند جائے مسرت است۔ و در محفل مولود شریف باید کہ روایات صحیحہ از کتب احادیث شریفہ اخذ نمودہ ترجمہ کردہ بیان کردہ شوند و السلام۔ بستم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ در وظیفہ شریفہ محنت کنید و دینداری حاصل کنید بدون محنت چیزے حاصل نہ می شود۔

مکتوبہ صد و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد احمد متعلم مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد۔ طبیب برائے مریض نسخہ تجویز کرد۔ مریض اگر آن نسخہ را استعمال بکند۔ حالش از دو حال خالی نہ باشد کہ از استعمال نسخہ دیر مضیاتی واقع می شود یا کمی۔ این قدر احوال بہ طبیب باید گفت، دیگر ہمہ فضول است و السلام۔

مکتوبہ صد و دوم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبدالحکیم ولد خدای رحمہ قوم دقتانی۔ از افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی عبدالحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب محبت اسلوب رسید۔ از کثرت ذکر نوشتہ۔ الحمد للہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکی دل زد کر رحمان است

و السلام و شب ششم رمضان ۱۳۳۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ عبدالحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب شمار سید بردینداری قائم باشید۔ وظیفہ شریفہ بہ شوق و محبت کنید۔ تلاوت قرآن مجید ہم ضروری است۔ معاملہ تجارت و داد و ستد را از امور غیر مشروعہ پاک و صاف دارید۔ در ماہ محرم الحرام حاجی ملا گل رحلت فرمودہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماہمہ بہ عافیت ہستیم و السلام شنبہ پانزدہم صفر۔

مکتوبہ صد و سوم۔ بہ اردو بہ مولوی حافظ احمد متعلم مدرسہ دیوبند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میان حافظ احمد بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند۔ مکتوب شمار سید سعادت مندی و صلاح شما است کہ این خط بہ ما ارسال کردہ اید چون کہ شما از احوال مزاج ما واقفیت نہ دارید بنا برین دعوت نامہ ارسال کردہ اید۔ اگر واقف می بودید ارسال نہ می کردید۔ از وجہ ضعف شرکت در مجمعات نہ می کنیم و نہ این راہ در رسم را عادت داریم۔ لہذا ما را معذور دارید تعلیم و تعلم دین از ایمان ما است۔ مسلک و طریقہ حضرت شاہ عبد الغنی را پسند می کنیم۔ اِنْ تَنْظُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ الَّتِي أَنْتُمْ فِيهَا مُنْظَرُونَ۔ و السلام بستم و دوم ربیع الاول۔ عاجز

گوید حضرت ایشان از سورۃ محمد علی صلی علیہا الصلاۃ والسلام، آیت شریفہ ہشتم را تحریر نموده اند پروردگار
بہ مومنان خطاب کرده است کہ اگر شما یان اللہ را نصرت دهید یعنی دین او را پیگیری اورا مدد کنید۔ اللہ تعالیٰ
نصرت و ہدایت یان را وثابت کند قدمہائے شما یان را۔

مکتوب صد و چہارم۔ بہ اردو بہ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن مقام نتھوالا۔
ضلع جہلم پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ بہ دوران وظیفہ
شریفہ خطیر و سادس علامت نقصان است۔ خوبی آن است کہ در خانہ دل بہ جز محبت الہی چیزے نہ
باشد۔ بعد از نماز صبح سورۃ اخلاص سہ بار، سورۃ فلق سہ بار، سورۃ ناس سہ بار و ہچنان بعد از نماز مغرب
این سور مبارکہ را سہ بار خواندہ ثوابش را بہ ما برسانید این وظیفہ خاص است کہ بہ اشفاق الہی تعلیم کرو
ایم۔ امروز بہ مسجد جامع رفتیم و امامت نماز جمعہ کردیم۔ اشفاق الہی آمدہ خدمت کرد۔ یاسین ہدیہ ارسال
کرد و خود نیامد خود آمدن و خدمت کردن بہ درجہا بہتر است از خدمت مالی۔ بہ یاسین این سخن بگوئید۔
مولوی اسحاق نیز آمدہ خدمت کرد و مخلصین را تاکید وظیفہ کنید و السلام۔ جمعہ دوازدهم جمادی الاولی
۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد از لطف مولی جل شانہ بہ عافیت، ستیم۔
نویسنده مکاتیب نیست ازین جہت بہ اشفاق و اسحاق و یاسین تا این وقت جوابات ارسال شدہ۔
اگر بہ ظاہر جواب نوشتہ نہ شدہ است آتا بہ باطن دعا با از دل برائے ایشان برآمدہ است۔ و این ہم
بسیار است۔ یک سال اشفاق را تعلیم سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس کردہ بودیم شما یان از
اشفاق آن وظیفہ را آموختید یا نہ؟ اگر نہ آموختہ اید حالاً بیا موزید۔ اللہ تعالیٰ گناہان ما و شمارا معاف کند و
توفیق اعمال صالحہ عنایت کند و دلہائے مایان را در یاد خود مصروف کند و از یاد ما سوا آزاد گرداند و نخبینہ
سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ احوال رفقا نہ نوشتید کہ چہ گوئند، مہتاب شاہ، بولے
خان، فضل الہی، شیر احمد و احوال ہر دو ڈاکٹر ان حیوانات معلوم نیست۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ نام پسر عدالت
خان، ہدایت خان مناسب است و السلام چہار شنبہ ۱۹ صفر ۱۳۲۱ھ۔

مکتوب صد و پنجم۔ بہ فارسی بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی۔ عقب عید گاہ۔
سکھر۔ سندھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! خدائے مہربان من از تو خیر و خوبی می خواہم۔ ہر چہ
دران خیر من باشد آن را مقدر کن و آسان کن و بہ من آن را برسان و ہر چہ دران شر من باشد آن را مقدر
کن و آن را بر من دشوار کن و از من دور کن۔ اے پروردگار من دعائے مرا قبول کن۔ من نادانم و تو دانائی۔
من عاجزم و تو توانا هستی۔ من بندہ تو خدا هستی۔ این دعا را بعد از ہر نماز بہ حضور دل سہ بار بخوانید

والسلام۔ خیرے کن اے فلان غنیمت شمار عمر
 زان بیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند
 و نیز نوشته اند: مکتوب شمار سید خبر وفات اہلبیت شہا معلوم شد ہمہ مایان غمگین شدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست
 خدا تعالیٰ شمار اصبر جمیل و ثواب کثیر عنایت کند اللہم اغفر لہا وارحمہا واعف عنہا و تجاوز عن
 سیتاتہما۔ آمین۔ یکشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ نشی احمد حسین سبزی فروش۔ چھتہ لال میان تبرا بہرام خان
 دہلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید و وظیفہ شریفہ را بالضرور
 بلا ناغہ بحضور دل کنید و تلاوت قرآن مجید بالمحافظہ معنی و السلام تحریر روز جمعہ دوم رجب الحرام
 ۱۳۳۴ھ۔ در مکتوبے نوشتہ اند: از زیارت حضرت بی بی مریم (در خواب) دل ما خوش شد۔ شمارا باید کہ
 قرآن مجید خواندہ بہ روح پاکش ثواب رسانید و وساوس را دور کردہ صباحاً و مساءً وظیفہ شریفہ بکنید
 پرہیزگاری و دینداری اختیار کنید و بر شریعت محکم قائم شوید۔ بخش اللہ سخنان دور و درازی پرسد۔
 ویرا باید کہ بہ وظیفہ و نماز مشغول ماند۔ و منیر الدین را نیز اشتغال بہ وظیفہ شریفہ باید کرد۔ این مناسب
 نیست کہ گاہے می کند و گاہے می گزارد۔ مداومت باید کرد اگرچہ قلیل باشد و السلام و نوشتہ اند: الحمد
 للہ سجادہ بہ عافیت ہستیم۔ پروردگار انعامہائے کہ بر مایان کردہ آن را نہایتے نیست و گناہان مایان
 را ہم مدے نیست۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ بار خدایا، گناہان مایان را بامر زو مسلمانان راعت
 عطا کن۔ دشمنان اسلام، مسلمانان را خوار و ذلیل کردہ اند۔ بار الہا، مخالفین را بر باد کن و مایان را در ہر
 دو جہان بہ راحت دار۔ بعد از ختم شریف این دعا بہ عاجزی و زاری کنید و ختم شریف را بہ بسیار ادب و
 حضور دل بخوانید و السلام و نوشتہ اند: ہر کار بہ کردن می شود۔ بہ خواہشات قلبیہ ہیچ کار بہ انجام نہ می رسد۔
 شما و بخش اللہ می خواہید کہ بہ مجر و آرزو ہا از اولیا گردید۔ ہِنَہَاتَ ہِنَہَاتَ۔ مقدار وافر از در اہم بود و
 بتا ہم باشد و خشت و مصالحہ ہم موجود بود آن وقت امید خانہ درست است۔

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ مولوی بدرالاسلام۔ ساکن زقاق انبیا، کوچہ چیلان۔ دہلی۔
 "بہ کسانے کہ ختم شریف می خوانند بگوید کہ بہ صحت الفاظ و فہم معنی و حضور قلب بخوانند۔ ما لاحظہ کردہ ایم
 کہ از شمایان بعض افراد بہ عجلت تمام الفاظ می خوانند، نہ بہ صحت الفاظ خیال دارند و نہ بہ فہم معنی و نہ
 بہ حضور قلب و این مناسب نیست و السلام روز مبارک جمعہ دوازدم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ و نوشتہ اند:
 مکاتیب مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ و عبدالباری و عبدالنور و عبدالستار رسیدند۔ از خبر وفات

اہلیہ مرزا فرخ شاہ متا لم شدم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیماری چہ بود و چہ مدت بیمار شد و پیرش بر چہ حال است۔ والسلام یکشنبہ ہشتم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ہشتم بہ اردو نیز بہ بدرالاسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ
بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاٰزِوَاجِہٖ وَاٰھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ۔ عجبتے نوشتہ کہ تصویر خنزیرے در نماز بہتر است از تصویر سر دار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت خدا بادا بر این گونہ مردودان و جنیشان۔ و شما قول بزرگ خود نوشتہ اید کہ در شرح و بیان اِیَّاكَ نَعْبُدُ اِن گونہ کلام نوشتہ است۔ اگر یا این چنین مردودان شما را اعتقادے است پس از معلق خود منقطع کنید۔ اگر شما مرید ہستید چرا این گونہ تحریرات را مبالغہ می کنید۔ از تحریرات گمراہان خود را دور دارید والسلام دوشنبہ پنجم رجب الحرام ۱۳۳۴ھ و نوشتہ اند۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بِحَیِّ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدًا نَبِیِّ الْہُدٰی عَنَّا بِمَا هُوَ اَهْلُہٗ

امام طبرانی والوسیم در حلیۃ الاولیاء و خطیب وابن التجار از حضرت عبداللہ بن عباس و ایشان از حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند کہ ہر کہ این دعا را بخواند اجر ہا یا بد تفصیل اجر و کتاب نوشتہ است۔ مابیان نش نہ کردہ ایم۔ البتہ لَآ اِیَّیْ مَنْشُورَہٗ رَا عَقْدَ مَنْظُومٍ ساختہ ایم والسلام سہ شنبہ بست و ہشتم شوال ۱۳۳۸ھ و در مکتوب دیگر نوشتہ اند۔ مکتوب محمد یوسف و محمد رفیع رسیدہ۔ پروردگار ہر دورا و نمایان را و مایان را مع عافیت و بادینداری و صلاحیت در غلامان نیکو کار خود داخل فرماید و از خشم و غضب خود دور دارد و بہ رضامندی خود مشرف فرماید والسلام۔

عاجز گوید۔ مولوی بدرالاسلام رحمہ اللہ بیان می کرد کہ در آیام طلب علم چند سال در لاہور۔ نزد وہابیان قیام داشتیم و من عملاً و اعتقاداً و باطنی گشتہ بودم۔ چون بہ دہلی مراجعت کردم نظر من بر طلعت نورانی حضرت ایشان افتاد و گرویدہ حضرت ایشان گشتم۔ چون کہ اثر وہابیت و غیر مقلدی در نہاد من متکثر شد بود، احیاناً خیالے فاسد بہ دلم راہ می یافت و حضرت ایشان بر آن تنبیہ می فرمودند و احیاناً چیزے بانی یا تحریری استفار می کردم۔ چنان چہ نوبتے پیش حضرت ایشان بیان تصور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم در شہاد آمد و قول بے اوبے عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہُ مذکور شد۔ و نوبتے من در عریضہ خود بیان یک رسالہ کردم کہ در تفسیر اِیَّاكَ نَعْبُدُ بیان تصور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود۔ و حضرت ایشان در جواب عریضہ من در ۱۳۳۴ھ این مکتوب مبارک ارسال کردند و پروردگار سینہ مرا از جمیع مفاسد پاک کرد۔ عاجز گوید۔ پروردگار از جماعت اشقیابندگان خود را محفوظ دارد۔ اگر این افراد فصل سوم را از باب چہارم جلد

اول کتاب احیاء العلوم للآمام حجة الاسلام الغزالی قدس اللہ سرہ العالی یا تحریر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس اللہ سرہ الامجد بالکتوب سی ام از دفتر دوم را مطالعہ می کردند ہرگز این گونه کفریات بر لوکِ قلم نیاورد بے حجة الاسلام نوشتہ۔ وَأَخْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، لِيَصْدُقَ أَمْلُكَ فِي آتِهِ يَبْلُغُهُ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ آوْفَى مِنْهُ. الخ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نوشتہ اند "خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بہ حدی سے استیلا یافتہ است کہ در صلات آن را مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی می کنند منتفی نہ می گردند۔ محبت اطوار این دولت متمنائے طلب است از ہزاران یکے را مگر بدہند۔ صاحب این معاملہ مستعد تمام المناہست است بحتل کہ بہ اندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اورا جذب نماید۔ رابطہ را چرانی نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ۔ چرامحاریب و مساجد را نفی نہ کنند" الخ۔ حضرت مخدوم الانام را کتاب کنوز الحقائق و رسالہ اسرار الشہداء است حضرت خواجہ ہاشم کشمی در کتاب زبدۃ المقات اندکے ازان نقل کردہ اند کہ معراج مومنین نماز است و آخر نماز قعدہ است۔ فَيَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَصَلُّوا عَلَيْهِ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنْ مَنتهی... معراجہم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنتہی معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ سبحانہ وَتَعَالَى وَتَعَظَّمَ الْاَتْرَى اِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَشْنَى عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فِي الْاِبْتِدَاءِ بِقَوْلِهِ الْحَيَّ لِلّٰهِ۔ الخ۔ والمؤمنون امرؤا بالصلاة عليه، عليه التحيات والتسليمات في منتهاهم" حضرت عطار چہ خوش گفتہ

تو اورا اگر بدلتی تمام است ترا کار دو عالم بر نظام است

پروردگار از شر علم محفوظ دارد و بہ رضا مندی خود مشرف فرماید۔

مکتوب صد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لعل میان۔ ترا بہرام خان۔ دہلی۔ مخفی نہ ماند کہ بہ نام مولوی بخش اللہ ہفتاد و دو مکاتیب مبارکہ اند۔ چون کہ مولوی بخش اللہ مخلص و خدمتگار خصوصی بودہ ازین جہت این مکاتیب شریفہ متعلقہ بہ امور خانہ و حوائج ضروریہ اند۔ لہذا عاجز انتخاب بعض جبل کردہ چیزے می نویسد حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمة اللہ۔ مجتہد اللہ نام خوب است۔ معنیش بندہ کوچک خدا است۔ فقط ہشتم جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ و نوشتہ اند شمایان را مناسب است کہ ختم شریف با حضور دل و صحت الفاظ و فہم معنی بعد مغرب بخوانید۔ این عمل بسیار مبارک است و بعد از ختم شریف برائے مایان و دعائے سلامتی ایمان و دعائے عافیت در سہ روز جہان و دعائے امن و امان برائے جمیع مسلمانان و دعائے مغفرت گناہان کردہ باشید فضل پروردگار است ماین جاپراحت و آسائش می باشیم۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

چہار شنبہ بستم جامی الآخرہ ۱۳۳۳ھ - چون حافظ محمد یعقوب صاحب (مجدوی پانی پتی) می فرمایند کہ من مستحق زکات ہستم قول ایشان شرعاً معتبر است۔ بہ ایشان زکات دادہ شود شوال ۱۳۳۴ھ خبر وفات مولوی کاظم علی معلوم شد غفر اللہ لنا و ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ - از علالت بخش اللہ رنجیدہ شدم پڑر دگار بخش اللہ راصحت دہد اَسْأَلُ اللہَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَهُ - ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ عبدالمنان بسیار غنیمت بود، عالم فاضل، صالح و دیندار بود۔ در بعض خصال حمیدہ از عبدالحلیم بہتر بود و سچے مرد کہ خاتمہ برکت شہر شام شد۔ حَسْبُنَا اللہُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔ از وہ ہزار مسلمانان دہلی ذات او بہتر بود۔ تحریر جمعہ سوم شوال ۱۳۳۶ھ (وفات ملا عبدالحلیم بہ پنج شنبہ ہفتم رمضان ۱۳۳۶ھ ہووہ کما تقدم)

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِي حُفْرَةٌ
فَبَكَتْ بَنَاتِي شَجْوَهُنَّ وَ زَوْجَتِي
وَتَرَكْتُ فِي غَبْرَاءٍ يُكْرَهُ وَرَدُّهَا
تَسْفِي عَلَى التَّوْبِخِ حِينَ أَوْدَعُ

و کلمہ قصری بہ فتح قاف بہ معنی آخر امری است۔ قائل ابن اشعار حضرت عبدہ اند حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ اشعار ایشان را پسند می کردند۔ و این شعر نیز از ایشان است۔

بِمَا كَانَ قَنِسٌ هَلَكَهُ هُلَاكَ وَاحِدٍ
وَلَكِنَّهُ بَنِيَانٌ قَوْمٌ تَهَدَّ مَا

داین شعرے است کہ تا این زمان کسے مثلش نہ گفتہ و این گونہ شعر را بے نظیر گویند بہ مولوی عبدالحلیم صاحب این شعر نشان دہید و سلام ما بہ ایشان بگویند و السلام چہار شنبہ پانزدہم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ و در مکتوبے نا اہلی بعض افراد را ذکر کردہ تحریر فرمودہ اند۔ اِذَا دَسَّدَ الْأُمُورَ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهَا فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ یعنی چون کار بہ نا اہل سپردہ شود پس انتظار قیامت کن۔

مکتوبہ صد و دہم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبداللہ خان کشمیری مہر کن مخلص قدیم۔ بسم اللہ

الرحمن الرحیم۔ خط حاجی عبداللہ رحبڑی کردہ شدہ رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما تادم تحریر بافرزند ثلاثہ بلال بن عبداللہ بن عمرو زید بن عبداللہ بن عمرو والدہ ایشان و ہم شیرگان ایشان و جمیع متعلقین بہ خیر و عافیت زندہ ایم۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان از دہلی بہ جانب کوٹہ بہ راہ لاہور روانہ شدیم و بہ روزہ شنبہ ہفتم شعبان بعد از ظہر بہ کوٹہ بلوچستان بہ خانہ خود بہ آرام رسیدیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ امید است کہ انگشتی نگینہ عمرہ و خوب ساختہ باشید۔ ہر قدر توانی بہ تعظیم و ادب یاد الہی در باطن خود کن۔

يَا غِيَاثِي وَخَيْرَ مُلْتَحِدِي
عَافِيَتِي رَبِّ وَاعْفُ عَنِّي
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي
وَارْضَ عَنِّي بِرَضَائِكَ سَخِي
وَأَرْحَمِ ابْنَاتِي الثَّلَاثَ بِلَا
أَخَوَاتٍ وَوَالِدَانِ لَهُمْ
وَأَهْلِي أَحْسَنُوا إِلَيَّ عَلَى
حَسْبِي اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي
وَحْشَاتِي وَوَرْدِي أَعْمَالِي
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي تَشْرَتْ
وَهُوَ نِعَمَ الْوَكِيلِ يَكْلُوْنِي
لَيْسَ لِي مَن يُغِيْثُ مِنِّي أَحَدٌ
رَبِّ وَاعْفُ عَنِّي خَطَايَا بِالْبَرْدِ
وَأَقِلْ عَثْرَتِي وَخُذْ بِيَدِي
وَعَنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَلَدِ
لَا دَرْئِيْدًا وَسَلَامًا وَلَدِي
فَاحْفَظْ الْكُلَّ رَبِّ مِنِّي نَكْدِي
سُوْلِي أَحْسَنُ إِلَيْهِمْ وَوَجْدِي
سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
وَقِيَامِي لِزِيَارَةِ الْأَحْدِ
وَإِذَا مَا سَأَلْتُ عَنْ لَدَدِي
فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدِي

مکتوب صدویازدهم - بہ اردو بہ حافظ غلام رضا دہلوی - بسم اللہ الرحمن الرحیم - حافظ غلام رضا را بعد از سلام واضح باد ما بہ روز شنبہ دوازدهم شوال از کوئٹہ روانہ شدہ بہ یکشنبہ سیزدهم ماہ بہ وقت صبح صادق بہ سکر رسیدیم - این شہر از ملک سندھ برب دریا واقع است - بر کنار رود یک بنگلہ خوب بہ چہل روپیہ ایجار ماہانہ گرفتیم - این جا از مرض و ہم از خنک محفوظ ہستیم - چون کہ طیب خان را کار در پیش است ازین جہت ما احمد خان (مٹاخیل) را از کوئٹہ بہ دہلی فرستادیم - شما ایشان را طریقہ حفاظت اسباب و دروازہ تعلیم کنید - عنوان ما این است حضرت صاحب دہلوی سکر - سندھ - چہار شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۲۶ھ

مکتوب صد و دوازدهم - بہ اردو بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل ساکن کٹواڑ افغانستان - بسم اللہ الرحمن الرحیم - احمد خان مٹاخیل را بعد از سلام سنون معلوم باد مکاتیب شامی رسد و دل خوش می شود - از وفات ملا گل مٹا لم شدم ، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید - انا لله وانا اليه راجعون - بہ طورے کہ عبداللہ (علی زی) از طرف ما بہ طالبان سلسلہ وظیفہ شریفہ تعلیم می داد و تجدید وظیفہ می کرد شمارا باید کہ بہمان طور تعلیم و تجدید وظیفہ از طرف ما بکنید - سید نعمت علی و سید معشوق علی و سرور را وظیفہ تعلیم کنید و بر وظیفہ کردن ایشان نظر دارید والسلام تحریر ماہ شوال ۱۳۲۶ھ از سکر - سندھ

مکتوب صد و سیزدهم - بہ اردو بہ فاخر احمد خان انصاری ساکن محلہ قاضیان پانی پت -

بسم الله الرحمن الرحيم۔ سہ مکاتیب رسیدند و خبر وفات اہلیہ شما معلوم شد۔ در خانہ ہمہ غمگین شدند۔ بیان صلاح و محبت ایشان و دعائے خیر برائے ایشان می کنند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِهَآ وَاٰسِرَ حَمٰنَا وَاِیَّآہَا وَاغْفُ عَنَّا وَعَنْہَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ بعد از نماز پنجگاہ ابن دعا بہ حضور دل شما و اولاد ایشان بخوانید والسلام جمعہ بست و یکم رجب الحرام ۱۳۳۶ھ۔ عاجز گوید وفات زوجہ فاخر احمد خان بہ روز جمعہ نواخت سہ از ظہر چہار دہم رجب ۱۳۳۶ھ۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء واقع شد۔ رحمہما اللہ۔

مکتوب صد و چہار دہم۔ بہ اردو۔ بہ شیخ محمد الیاس پسر حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ تا این زمان طریقہ ادب شما با ما خوب است و شما بر نیج محمد اسحاق ثابت۔ این سعادت مندی شما است۔ علی الخصوص خدمت و آرائش محفل میلاد شریف کہ سعادت کبریٰ است۔ اظہار مسرت بہ ولادت جنین پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سعادت است بلکہ عین ایمان داری۔ این خدمت و سعادت را بعد از ما ہم نہ گزارید۔ والسلام دوشنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶ھ۔ پروردگار جل شائدو غم احسانہ شیخ محمد الیاس را فرزند عنایت کرد۔ عریضہ بہ کونستہ ارسال کردند و نامش پر سیدند حضرت ایشان بہ دست مبارک خود درج ذیل مکتوب از جانب حضرت برادر کلان تحریر فرمودند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ، مِنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَوَالِدِہِ غُفَر اللّٰہُ لَہُمْ وَعَفَا عَنْہُمْ وَعَافَاہُمْ اِلٰی مُوسٰی بْنِ الْیَاسِ بْنِ اسْحَاقَ وَوَالِدِہِ سَلَامٌ عَلَیْكَ فَاتٰی اَحْمَدُ اِلَیْكَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاَصَلِّیْ وَاَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَقَدْ سَمَّیْتُ وَلَدَکَ مُوسٰی وَہُوَ اَفْضَلُ مِنْ الْیَاسِ وَاسْحَاقَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُوسٰی وَ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ کُلِّہُمْ۔ بَارِکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکَ وَفِیْ اَوْلَادِکَ وَسَلَامٌ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰہِلِکَ۔ حَرَّرَ یَوْمَ الثَّبِثِ الثَّاسِعَ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ الْحَرَامِ اٰخِرَ سَنَۃٍ تِسْعٍ وَثَلَاثِیْنَ وَثَلَاثِ مِائَۃٍ وَاَلْفٍ۔ حضرت ایشان برائے شیخ محمد الیاس دعائے برکت برائے اولاد کردند، وفات شیخ محمد الیاس بہ روز شنبہ ہفتم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ شدہ۔ عند الوفات ہشت پسر و ہشت دختر گزاشتند۔ نام پسران بہ این ترتیب است محمد موسیٰ، محمد ابراہیم، عبد الرحمن، اقبال، صالح، داؤد، ظفر، محسن۔ حفظہم اللہ۔ حضرت ایشان برائے محمد موسیٰ و عاف فرمودند۔ حق تعالیٰ ویرا آرائش و راحت دنیا بہ وجہ عنایت کرد کہ کسے را خیال و گمان ہم نہ می شد۔ افسوس کہ چار روز بہ مرض دل غلیل شدہ بہ روز چار شنبہ نواخت یازدہ از روز ہفتم ذی الحجۃ الحرام

۱۳۹۳ھ ازیں دنیا سفر کرده رَحْمَةُ اللهِ وَرَحِمَ اَبَاهُ الْيَاسَ وَ اَبَا اَبِيهِ اسْحَاقَ وَ غَفَرَ لَهُمْ وَ عَفَا عَنْهُمْ۔
محمد مولیٰ سہ لپسہ اعجاز و ہارون و راشد۔ و چار و ختر گزارا شتہ۔

مکتوب ۱۵۱ صد پانزدہم بہ اُردو۔ این مکتوب مبارک، مکتوب واحد نیست بلکہ انتخاب مکاتیب کثیر
است کہ حضرت ایشان ائمہ اُمی فرمودند و مولوی بخش اللہ تحریر می کرد و مولوی بخش اللہ بعض جمل را نقل کرده نزد
خود محفوظ می کرد۔ آن جمل محفوظ را بہ صورت این مکتوب عاجزی نویسد۔ رحمہ اللہ جامعہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیک السلام درحمتہ اللہ و برکاتہ۔ مالک حقیقی اللہ جل جلالہ است
ہرچہ خواہی کند مفہوم شعر حضرت ایشان پاک است اللہ تعالیٰ کہ مالک زمین و آسمان است، ما
ہمہ زیر فرمان او سبحانہ، ستیم و او تعالیٰ حکمران واحد حقیقی است، بندہ را شاید کہ بہ ہر حال از مالک خود راضی
بود۔ اھ۔ وعلیکم السلام۔ اولاً آن کہ من ضعیف شدہ ام و ثانیاً آن کہ در طبائع ہندیان و مزاج ما اختلاف
است و از وجہ اختلاف مناسبت مفقود شدہ، چون مناسبت نہ باشد راہ فیض مسدود می باشد۔ اغراض و
مقاصد ایشان را با اغراض و مقاصد ما مناسبت نیست بلکہ مباینت ظاہر است۔ ایشان ما را و ایشان
را ہمہ وقت بہ زبان حال می گوئیم۔

ترسم نہ روی بہ کعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تومی روی بہ ترکستان است
نہ دوچار را بلکہ ہزاران را تجربہ کردہ ایم۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نَعْمُ الْوَكِيلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ بنا برین
مناسب نیست کہ اوقات عزیز خود را و دیگرے را طالع کنیم۔ اھ۔ (این شخص چند جا بیعت شدہ بود و
احوال پریشانی خود را در عریضہ نوشتہ بود) و بہ یکے نوشتند۔ بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب رسید
الحمد للہ سرت العالمین مع متعلقین بہ عافیت، ستیم۔ حالاً ضعیف شدہ ایم۔ تا وقتے کہ کسے دوسہ
ماہ در خدمت نہ ماند۔ آگاہی بر احوال دے کما حقہ حاصل نہ می شود۔ ما شمار نہ شناختیم و نہ از حال
شما آگاہ، ستیم۔ اھ۔ مکتوب شمار رسید۔ وظیفہ شریفہ می کنید۔ دل ما از این خبر خوش شد۔ اگر شما نزد ما
می بودید دُر و ساوس شما فکر می کردیم و چیزے می گفتیم اکنون کہ شما بہ این دوری می باشید علاج
دساوس دشوار است۔ ما قول نا درست بہ کسے نہ می گوئیم۔ بہ این دوری اثر توجہ کامل ظاہر نہ می شود۔
طالب علم چون در خدمت استاد می ماند علم می آموزد و اگر از استاد دوری باشد از علم محروم می ماند۔ اھ۔
مکتوب شمار رسید۔ اے عزیز۔ کسانے کہ در حضور ہستند توجہ خاص بر حال ایشان ہم اجیانامی باشد چہ
جلنے کہ بر دور افتادگان۔ اھ۔ برائے اداگی قرض نسخہ مجرب نہ داریم۔ درین باب بہ دنیا دارے رجوع
کنید کہ یا فروختن مکانات مناسب است، یا تجارت کردن یا بہ دیگر کار مشغول شدن و بر رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم یک بار درود فرستادن در رتبه العز و واجب است و در محفلے کہ ذکر حضور پر نور بار بار شود یک نوبت درود خواندن واجب است و ہر قدر اضافہ کند بہتر است۔ از درود شریف منع کردن کار دہانی است۔ از دے خود را دور وارید۔ نماز تہجد نفل است۔ و این عمل بسیار مبارک و ذی شان است۔ ہر شخص را توفیق این نماز نیست، بعضے از خوش نصیبان ازین سعادت بہرہ مندی شوند۔ اھ۔

برائے موت وقتے مقرر است و کسے نہ می داند کہ کسے بمیرد و در ضعیفی پروردگار را یاد کردن و بہ وظیفہ شریفہ مشغول بودن و نسبت شریفہ حاصل کردن علامات خوب اند۔ بندہ را شاید کہ بر دین و ایمان قائم ماند و از پروردگار خود امید مغفرت داشتہ باشد کہ دے تمام گناہان را خواہد بخشید۔ وظیفہ شریفہ را بہ شوق باید کرد و در ازالہ وساوس سعی باید کرد۔ اھ۔ پروردگار شمارا کامیاب کند و ما را و شمارا علم نافع و عمل مقبول عنایت کند۔ اھ۔ دختر شمار حلت کرد۔ غفر اللہ لنا و لہا۔ پروردگار خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و زوجہ شمارا صحت دہد۔ شما خوب می کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول می باشید و وظیفہ بہ طورے بکنید کہ اثر آن بر دل شما شود۔ ما شجرہ شریفہ بہ آن شخص می دہیم کہ در وظیفہ دے تاثیرے ظاہر شود۔ اھ۔ مکتوب شمار سید۔ واقفیت با شمانہ داریم۔ لہذا ضرورت نیست کہ شما بیاید و احوال خود با ما گوئید بلکہ مناسب این است کہ نزد سید عبدالوہاب بروید و احوال خود را بہ ایشان گوئید۔ ایشان بہ عقب مسجد کالے خان قیام دارند۔ البتہ برائے دفع شیاطین خواندن و شنیدن سورۃ بقرہ مجرب است۔ اھ۔ شما علم دین می خوانید۔ بسیار خوب می کنید۔ برائے حافظہ ربّ زدنی علما یک صد بار صبح و یک صد بار شام۔ اول و آخر یازدہ یازدہ بار درود شریف بخوانید۔ پروردگار در علم شما بکثرت دہد۔ اگر سعی کردید ان شاء اللہ کامیاب می شوید و بلا سعی ہیچ۔ اھ۔ حضرت قبلہ و کعبہ جناب پیر و مرشد ما رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند۔ در مرض باید خواند۔ یا حلیئم یا کریمہ مرشفاہ۔ برائے خواندن تعین وقت نیست۔ اھ۔ شخصے از پریشانی و بد حالی خود نوشتہ بود۔ بہ دے تحریر فرمودند۔ بر فرض خدا قائم و از حرام خدا قطعاً دور باش و بہ کثرت استغفار بخوان۔ ان شاء اللہ روئے بہبودی خواہی دید۔ اھ۔

شخصے نوشت کہ بہ ہیچ نوع مرض زائل نہ می شود۔ نوشتند چہل و یک بار سورۃ فاتحہ خواندن و برہر فیض دیدن برائے شفا یابی نزد بزرگان مشہور است و ایشان تعلیم این وظیفہ می کردند۔ اھ۔ بہ صلح محمد خاں۔ بہ میوہ آسپتال۔ جیپور را چوتانہ بہ دست مبارک خود نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (و آن عربی اشعار نوشتہ اند کہ در مکتوب صد و نہم گذشتہ و باز نوشتہ اند) رَضِیَ اللہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہِ مُحَمَّدٌ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ما شمار اند شناختیم، اما بعض ادعیہ خاصہ منظومہ متبر کہ را نوشتیم کہ شاید

مسلمانے آن را بہ اخلاص قلب بخواند و کامیاب شود۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مِّنْ حَبِیْبٍ و السلام یکشنبہ چہارم ربیع الآخر
۱۳۴۰ھ۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء۔ وہ یکے تحریر فرمودہ اند۔

از گنہ بر گشتن و ہم کردن کارِ ثواب نیست ممکن جز بہ حکیم مالکِ روزِ حساب
دبر کاغذے تحریر فرمودہ اند۔

ہر کہ خیزد بامداد از خواب و نمود در سرش مجز خیالِ غرور و ازو آئینِ بیداری مجوس
وان کہ شوید دست چون پایے از سر بستر کشد تابہ خوان و سُفرہ آرد دست دست ازو بشوے
ہائے افسوس ہائے افسوس حسبنا اللہ و نعم الوکیل

مکتوب^{۱۲} صد و شانزدہم۔ بہ ناری بہ عموم مسلمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہ جمع مریدان و
دوستان و مسلمانان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ازین حقیر عبداللہ ابو الخیر فاروقی برائے فتح خان و
گلے و اختر و ملا محمد نعیم آخوندزادہ و ملا محمد گل و ملا عطا محمد و میا نور و ملا سمندر و ہمہ خادان نوشتہ می شود کہ ہر
مجر و حان و یتیمان ترک درین جا چندہ (جمع تبرعات) می شود۔ از ہمہ برادران اسلام می خواہیم کہ در چندہ شریک
شوند۔ شمار لازم است کہ ہمراہ احمد علیز در باب چندہ سعی بلیغ بکنید، عَلٰی الْمُؤْسِعِ قَدَرٌ وَّ عَلٰی الْمُقْتِرِ قَدَرٌ
وَ اِنْ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلٰیْكُمْ التَّصَدُّقُ بِحَزَنٍ اِنَّ اللّٰهَ لَیُحْسِنُ الْخٰیِرَ۔

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نہ مار۔

والسلام۔ مہر
عفی اللہ تعالیٰ عنہ
ابو الخیر عبداللہ بن عمر
الفاروقی النقشبندی

و بہ خوانین قبیلہ شہوانی بہ کاربزرگلام پرویز مستونگ۔ بلوچستان تحریر فرمودند بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ سردار میر احمد خاں شہوانی و حبیب اللہ خاں سلمہما اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون واضح باد مکتوب
شمارید، حالات معلوم شد مولوی عبدالحلیم کہ کاغذ بہ شما فرستادہ بود بہ امر ما فرستادہ بود، حال بہ خاطر شما بہ
دست خط خود این کاغذ نوشتیم ہر چہ مبلغ (الدرہم) بفرستید قبول خواہد شد۔ حق تعالیٰ ما و شما را بہ سعادت
و دہان مشرف کند و السلام عبداللہ ابو الخیر فاروقی بہ قلم خود۔

مکتوب^{۱۳} صد و ہفدہم۔ بہ اردو از ریاست رامپور بہ نام حضرت برادر کلان ارسال
فرمودہ اند جناب ایشان دین عاجز و دروہی سبق می خواندیم۔ نوشتہ اند بسم اللہ الرحمن الرحیم بر خور
محمود انصہال حضرت بلال، حفظہ اللہ الکبیر المتعال، عن اتباع النفس والشیطان والہوی والضلال
وعن سوء المنقلب فی الاہل والمال وجعلہ رضی الافعال والأقوال، ذا صلاح وفلاح وفضل و

کمال، مکاتیب شامی رسد۔ باید کہ بہ خط خوش مکتوب بنویسد تا کہ خوبی شمارا دیدہ دل خوش شود۔ در خواندن این قدر محنت نہ کنید کہ بردماغ بار بود و طبیعت مضحل گردد، علم قلیل باسلامتی فکر بہتر است از علم کثیر باخرابی فکر، حضرت زید بسیار بد خط بطاقہ می نویسید۔ ویرا نوشتن بیاموزانید شما ہر دو پانزی نماز وضو کنید نیم ساعت مشق تجوید ہم بکنید و شما ہر دو سیپارہ شریف بہ تجوید خوانید، و یک ست گشت را عادت گیرید۔ ہوا خوری ہر روز باید کرد۔ باخان صاحب (منشی نئے خان) ملاقات کردہ باشید و بابرادرزادہ ایشان عبد المجید خان گفتگو کنید تا از آداب تکلم و از طریقہ جواب دادن و خندیدن واقف شوید۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست ترازد
جوانان سعادست مست پند پیر وانا را
والسلام علیکم۔ شنبہ بست وچہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۹۔ فروری ۱۹۱۶ء۔ و تحریر فرمودہ اند۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از خطوط حضرت بلال معلوم شد کہ در وہلی گرمی زیادہ است۔ لہذا مناسب است کہ شما یان ہمہ این جا بیابید۔ بہاؤ کسے را از گرمی تکلیف رسد۔ این جا گرمی از وہلی کمتر ہو۔ خانہ وسیع و کشادہ است کہ دران سکونت داریم۔ ثانیاً آن کہ در تنہائی قدرے پریشانی می باشد۔ ثالثاً در وہلی خاص آسائش و آرام ہم نیست۔ واللہ رب العالمین دیگر ہمہ خیریت است۔ در گرمی ما را رغبت بہ طعام کم می شود بنا برین گفتہ ایم کہ از امشب فرستادن طعام را بند کنید باقی ہمہ را سلام و دعا۔ والسلام شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔ و نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین سبحانہ اللہم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و اہل بیتہ و ازواجہ و ذرّیاتہ اجمعین۔ مکاتیب حضرت بلال۔ حضرت زید بخش اللہ رسیدند۔ ما را ہیج تکلیف نیست۔ البتہ در روز قدرے بے آرامی از وجہ گرمی می شود۔ بعد الظہر بہ نواخت پنج برائے تفریح می رویم و نماز عصر و مغرب آن جامی خوانیم و بازمی آئیم، قرآن مجید و وظیفہ را ترک نہ کنید و از کارے کہ موجب گناہ باشد دور باشید دیگر خیریت است والسلام۔

بَنُو بِلَالٍ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ
وَفِي وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي أَخَوَاتِهِمْ
وَالَّذِينَ وَفَّقَهُمُ لِلْعِلْمِ وَالتَّقَى
كَيَارِبَ بَارِكْ فِيهِمْ مُتَّفَعِينَ
وَعَافٍ بِجَمِيعًا دَاغَفْ عَنْهُمْ وَأَفْضَلًا
وَأَوْرِثْهُمْ الْقُرْآنَ وَالصُّحُفَ الْعُلَا

شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

مکتوب صدر و شہر دوم۔ بہ فارسی۔ بہ حضرت برادرِ کلان و این عاجز بہ کوٹہ ارسال فرمودند۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ برخوردارانِ ارجمند حضرت بلال و حضرت زید عافاها الله تعالى و رَقَاهُمَا اِلَى مَدَارِجِ الْكَمَالِ۔ بعد دعواتِ طیبات الحمد لله سبحانہ احوال بہ خیریت است و سلامتی شما مطلوب۔ امروز کہ روزِ جمعہ سیزدہم ماہ است عریضہ شمانہ رسید۔ بہ روزِ چہار شنبہ عریضہ چرانہ فرستادید۔ اگر از شما غفلت شدہ بود ولی محمد یا خیر اللہ را می بایست کہ عریضہ ارسال می کرد۔ یک کارڈ ہر روز فرستادن لازم است خصوصاً بعد از شنیدن احوالِ مرضِ شما۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نَعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَام۔ جمعہ سیزدہم جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۱۷ء۔

انتخاب و تلخیص بعض مکاتیبِ مبارکہ کہ نزد عاجز نقل آنہا یا اصل مبارک محفوظ است بہ اتمام رسید۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِكَ وَ الشُّكْرُ لَهُ جَلَّ شَانُهُ وَ عَمَّ اِحْسَانُهُ وَ عَالَا عَاجِزَانِ مَكَاتِبِ مبارکہ را اولاً می نویسد کہ بہ حیات قبلہ گاہ خود بہ عزیزان و دوستان تحریر فرمودہ اند و آخراً آن مکتوب مبارک را نقل می کند کہ بہ سیادت و شرافت پناہ و معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام قدس سرہ نوشتہ اند۔ واللہ الموفق والمعین۔

مکاتیبِ قیمہ | مکتوبِ اول۔ داین مکتوبے است کہ حضرت شاہ محمد معصوم از مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت جدِّ امجد بہ مکہ مکرمہ بہ چہار شنبہ بست و چہارم رمضان مبارک ۱۲۸۵ھ ارسال کردہ اند و درین مکتوب قدرے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ ہم تحریر فرمودہ اند شاہ محمد معصوم نوشتہ اند: الحمد للہ کہ درین جا ہمہ خورد و کلاں بہ خیریت ہستند و برادر عزیز حافظ ابوالخیر صاحب دو حتم قرآن مجید بہ خوبی خواندند و نوید صحت و سلامتی ذات والا صفات از درگاہ الہی خواہان۔ الخ۔ در آخر این مکتوب مبارک حضرت سیدی الوالد یک سطر نوشتہ اند: از فدوی حقیر تقصیر ابوالخیر عبداللہ آداب دنیا و دُشوق عتبہ بوسی معروض است و باقی احوال منحصر بر قدم بوسی یا خط دیگر است۔ اھ

مکتوبِ دوم۔ بہ حضرت شاہ محمد معصوم بہ ریاست رامپور نوشتہ اند: بہ خدمت شریف حضرت اخوی صاحب سلامت۔ از طرف ابوالخیر عبداللہ بن عمر نقشبندی مجددی بعد سلام و نیاز و اشتیاق مواصلت کثیر المباحث کہ حدے و نہایتے نہ دارد معروض می دارد کہ الحمد للہ و الحمد للمند احقر مع حضرتین حضرت والد ماجد و حضرت عم مکرم۔ بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن جناب مع ہمیشہ مطلوب و مرغوب۔ غنایت نامہ فیض شامہ بہ دست محبی ابوالبرکات صاحب رسید۔ خوش وقت گردانید حضرت حق سلامت دارد۔ بھرتہ النبی وآلہ الامجد۔ مکاتیب جناب بہ ہر یک رسانیدم، خاطر جمع دارند حضرت عم مکرم مع مولوی

ابوالبرکات بخیر و عافیت رسیدند و هستند به مرزا شاه رخ بیگ و همشیره با و میان یوسف و همشیره عالتش گیم تسلیم رسانند از طرف حضرت والد به جمع صاحبزادگان سلام و نیاز و دعا به حسب مرتبه قبول باد و السلام علی من اتبع الهدی۔
مکتوب سوم۔ به جناب مرزا عبداللہ بیگ۔ بہ مدینہ منورہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر ابوالخیر
عبداللہ احمدی برادر طریقہ شفیق و مہربان مرزا عبداللہ بیگ صاحب۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند
اللہ سبحانہ الحمد فقیر تاجین تحریر مع سیدی الوالد بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن شفیق از درگاہ
الہی مسؤل پیش ازین بہ صحابت علی سقا مبلغ دہ ریال فرانسیسہ مرسلہ ایشان رسید و رسیدش نیز فرستادہ شد
حال البقیہ مبلغ کہ بست ریال است ہمراہ حامل رقمہ امان تابع شیخ عبداللطیف جادی منتیانہ ارسال فرمائند
کہ مرد معتمد است و کاغذ وصول از وی گرفتہ در جواب مکتوب ہذا تحریر فرمایند و السلام علیکم۔

مکتوب چہارم۔ نیز بہ جناب عبداللہ بیگ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از ابوالخیر عبداللہ بن عمر
احمدی برادر طریقہ فحشی مشفق مرزا عبداللہ بیگ صاحب و فقہ اللہ المرصۃ سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔
اللہ سبحانہ الحمد فقیر مع سیدی مرشدی بالخیر است و صحت و عافیت ایشان مسؤل۔ دو قطعہ خط محبت
نمط ازان مکرم رسیدند و خطوط برادر صاحب نیز رسیدہ و ہمہ احوال مُنذر رجبہ معلوم شد، خطوط برادر صاحب
بہ رامپور و خط عبدالرحیم خان بہ دہلی خواہم فرستاد خاطر جمع دارند۔ بہ خدمت یار جفا جو و شمکار بدخویان
محمد یوسف بعد سلام آن کہ امانت مرسلہ شان رسید لیکن ہیج خط نہ رسید۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔
ما زیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آن چہ ما پنداشتیم

و السلام سن ختام تحریر ہفتم شعبان روز چہار شنبہ۔ بہ خدمت جناب ہمیشہ صاحبہ سلام مسنون برسد۔
بہ جہت عجلت خط نہ توانستیم نوشت۔ ان شاء اللہ امانت مطلوبہ و خط بعد ازین خواہم فرستاد و السلام
علی سائر المحبین۔ اہ۔ عاجز گوید، میان محمد یوسف فرزند حافظ غلام مجدد شہید و برادر کلان حافظ محمد
یعقوب اند کہ انا و لا حضرت صبغۃ اللہ بودند و ذکر حافظ محمد یعقوب در فصل سوم گزشتہ است۔ و مراد
از ہمیشہ صاحبہ جناب امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر اند۔ محمد یوسف برادر رضاعی ایشان بودند
قدس اللہ اسرارہما۔

مکتوب پنجم۔ بہ جناب معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی خلیفہ اجل حضرت
شاہ احمد سعید قدس سرہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از الخیر
عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف و ستگاہی مولانا سید عبدالسلام جعلہ اللہ
للمتقین اماماً و کثراً مثالہ و بارک فی علومہ و معارفہ و عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وَبَعْدُ فَلِلَّهِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلَى مَا أَلْفَمَ وَعَلَى مَا أَبْلَى. ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ، فوت
چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دار و می دانم کہ تالپ گور این داغِ مونس من
است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصور صورت
مبارک خورشیدی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلْکًا وَّعُبُودِیَّةً وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چندے ان شار اللہ
در ان عالم قدس موسیٰ حاصل خواہد شد رحمہ اللہ سبحانہ و اکرم نزله فی مقعد صدق عند ملیک
مُقْتَدِرٍ وَّرَاضِیٍّ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضَاتہ و بَرَکَاتہ۔ عنایت نامہ رسید ثمرہا بخشید۔
جزاکم اللہ خیرا۔ در عین حیات حضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب گرامی رسید لیکن بسبب
اشتغال بہ تداوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد۔ بعد وصول مکتوب سامی، حضرت ایشان
رحمہ اللہ فرمودند کہ "مولوی صاحب بہ ماگفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی بہ خانہ ما ہم بیائی، لیکن بیان
معصوم ما را نہ گزاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند" انتہی کلامہ الشریف۔ عقد نکاح فقیر با دختر
جناب مولانا محمد معصوم در منتصفِ ماہ گزشتہ جمادی الاولیٰ شد و وداع در او خیرین ماہ قصد
دارند۔ دُعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیتہ و اطمینان کند نہ پریشانی۔ باقی احوال مستور
حمد الہی است ختمہائے صبح و شام خواندہ می شود، و از قصد بہ حرمین ہنوز ہیچ معلوم نیست۔ ہر چہ مرضی
مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعد از محبت نیست وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ
وَعَلَیْنَا وَعَلَى جَمِیعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوبُ اِلَیْکَ۔ حُزْرِیْ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ الثَّانِی عَشَرَ مِنْ جُمَادِی الْاٰخِرَةِ سَنَۃٍ
ثَمَانٍ وَاَسْعِیْنِ وَمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَی صَاحِبِہَا الصَّلَاۃُ وَالْبَرَکَۃُ۔ از
رامپور متصل قلند۔

وَهَذَا اٰخِرُ الْمَكْتُوبَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَى سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَاَلْاٰخِرِیْنَ وَعَلَى آلِہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَزْوَاجِہِ وَاَزْوَاجِہِ وَاَزْوَاجِہِ اَجْمَعِیْنَ۔

فصل ششم

در

بیان ذوق شعر و سخن حضرت ایشان

پروردگار جل شانه و نعم احسانه برائے حضرت ایشان قدس برتره جمیع اسباب کمال مہتیا ساخته بود۔ کما تقدم بیانہ حضرت ایشان از نعمت انظار حضرت والد بزرگوار خود را دیدند کہ بہ شعر و سخن مائل اند و واردات خود را بہ صورت لآلی منظومہ در سلب اوزان شعریمی سفتند بلکہ جد بزرگوار و برادر جد بزرگوار نیز احیاناً چیزے نظم می کنند، لہذا کسایہ الکمالات این کمال ہم وارثتہ بہ حضرت ایشان سید حضرت ایشان بہ بست و ششم جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ ع کہ سن مبارک بہ یازدہ سال و دو ماہ رسیدہ بود برائے زیارت آفتاب مقدسہ منورہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوة و تحیة و نیز برائے دیدن حضرات اعمام و اعمام اعمام بہ طابہ طینہ سفر کردند۔ دران سن و سال حضرت ایشان چار شعر عربی گفتہ اند، و نہ صرف اشعار گفتہ اند بلکہ بہ حساب "اباجاد" تاریخ بے مثل نظم کردہ اند۔ نزو عاجز نسخہ قلمی از کتاب "شرح المنتقی علی منسک متن الملتقی" للسید محمد یاسین المیرغنی کہ در ۱۲۴۲ھ نوشتہ شدہ موجود است در اول ابن مجلہ حضرت ایشان درج ذیل عبارت و اشعار نوشتہ اند۔

۲۶ جمادی الآخری قافلہ شیخ العلما و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود۔

أَيُّ شَعْنٍ قَدْ حَوَى كُلُّ الْفَخَّارِ	مِثْلَ فُحْدُومٍ لَهُ طَابَ الْجَارِ
زَارَ طَلَبُهُ وَكَذَّاجِدًّا لَهُ	عُمَرُ الْفَارُوقِ مَنْ طَابَ الْجَوَارِ
وَأَمَامَ الصُّعْبِ مَنْ يُنْمِي لَهُ	طُرُقَنَا الصِّدِّيقِ مَوْفُورًا لَوَّارِ
قُلْتُ لَمَّا طَابَ سَعْيًا أَرَحُوا	لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارِ

از مصراع اخیر "نبی الخیر عبد الله نزار" عدد ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می برآید، کہ آن عدد سال سفر حضرت ایشان است۔ ترجمہ این شطر تاریخی این است: "البتہ عبد اللہ زیارت نبی خیر کردہ، نکتہ کہ در لفظ "نبی الخیر" مضمراست از ذوی الحجی پوشیدہ نیست، حضرت ایشان بہ این عمر و سال اظہار چہ خیالات مبارکہ و ارجمند کردہ اند۔ امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ را ذکر کردہ گفتہ اند

کہ جناب ایشان جد بزرگوار اند و باز سید الصّدّیقین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ را ذکر کرده فرمودہ اند کہ سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) را بہ ذات مبارکہ آن جناب نسبت است۔ وَ نَعْمَ الْإِفْتِسَابُ۔ این گونہ اشتیاق زیارت مبارکہ و بیان حقائق و معارف و استخراج این گونہ مادہ تاریخی درین سن و سال یکے از نوادرِ روزگار است۔ وَالْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَهَا سَعْدُ بْنُ الشَّيْبَانِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ
امرے کہ شوقِ حضرت ایشان را تیز تر کرد آن وجود استادِ اکمل و مربیِ افضل حضرت مولانا سید حبیب الرحمن رَدُّوْلُوئی مہاجر رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ بود۔ وقتے کہ آتشِ شوق و محبتِ حضرت مولانا تیزی شد از اَصْدَافِ قلبِ مبارک دُرِّ مخزونہ برآمده بہ صورتِ اشعارِ آبدار بر صفحاتِ قرطاس جلوہ می نمود۔ گفتہ اند۔

إِنِّي لَحَبِيبٌ وَأَرَى الشَّوْقَ شَدِيدًا مَنْ يَذُنُّ مِنَ الْحُبِّ يَرَى الصَّبْرَ بَعِيدًا
لَا سَلْوَةَ بَلْ أَطْلُبُ فِي الْوَصْلِ مَزِيدًا أَبْخَابِ سَيِّئِينَ نَهِيں ہوتی ہے شہید

بیداری میں مولانا مجھے دکھلائے مدینہ

وچیزے از کلام ایشان سابقاً گزشتہ است۔ از توجہ استادِ کامل استعدادِ حضرت ایشان جلائیات و بہ عربی و فارسی و اردو اشعارِ آبدار می گفتند۔ و این شوق تا آن زمان حضرت ایشان را بود کہ کاملًا متوجہ بہ علم باطن نہ شدہ بودند (ای تا اواخرِ عقدِ دوم از عمرِ مبارک) در سالِ ہزار و دویست و ہشتاد و نہ از دہلی جناب اشرف علی شرفِ خاں حضرت ایشان بہ مکہ مکرمہ رسید و آن جناب شوقِ شاعری داشت بمصرعہ طرح کرد کہ بہ این وزن و قافیہ و ردیف غزلے بگوئید و خود خال مکرم نیز بر آن مصرعہ غزلے گفت۔ حضرت ایشان فرمائشِ حضرت خاں را بہ انجام رسانیدند و غزلے گفتند۔ در آن ایام حضرت مولانا حبیب الرحمن بہ دیارِ حبیب صلوات اللہ و سلامہ علیہ رفتہ بودند حضرت ایشان غزل خود را با عریضہ نزد حضرت مولانا بہ طابہ طیبہ برائے اصلاح فرستادند عریضہ حضرت ایشان بہ فارسی است و غزل بہ اردو۔ عاجز آن عریضہ را نقل می کند تا اظہارِ حقیقت شود۔ نوشتہ اند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ از ابوالخیر عبداللہ احمدی بہ خدمتِ شریف جناب مولوی صاحبِ عمدۃ العلماء العظام و قدوة الفضلاء الکرام سیدی و مولائی حضرت شیخ حبیب الرحمن صاحبِ مَشْعُ اللہ المسلمین بطول بقائکم۔ آداب و تسلیم و اذیت نامہ نگاری می نمایم و عرضِ ضروری بہ سمعِ شریف می رسانم۔ بدتے است کہ از احوالِ گرامی اطلاع نہ دارم و بدین سبب از بس پریشان و بے قرارم۔ غالب گوید۔

وعدہ آنے کا دفا کیجیہ یہ کیا اندھیر ہے تم نے کیوں سوچی ہے میرے گھر کی دہانی مجھے
(اے ایفائے وعدہ آمدِ خود کنید این ستم است کہ مرا برنگہداشت و حفاظت دروازہ خودم مقسّر کردہ اید)
مکرر آن کہ عرصہ چند روزی گزر د کہ جناب مامون (بہ اُردو خال را گویند) اشرف علی صاحب از دہلی تشریف
آوردہ اند، وہ بہ سبب موزونی طبع و اقامت دہلی و اُلفت شعرائے آنجا گاہے بہ فکر شعر ہم می پرواز نڈلیار
خوب می گویند، پری شب مصرع طرح فرمودند و بندہ را ہم از سر نو تحریک شعر گوئی کردند، بہ موجب
گفتن ایشان غزلے گفتہ ام و بہ خدمتِ سامی بہ جہتِ اصلاح می فرستم۔ مرجو کہ بہ نظرِ اصلاح دیدہ
و اصلاح دادہ ہمراہ این عریضہ بہ فقیر ارسال فرمایند و این امر از عنایات آن قبلہ حاجات بعید نیست
و غزل مامون صاحب کہ فی البدیہہ نوشتہ اند نیز می فرستم زیادہ حرادب۔ از حضرت والدِ روحی فدائے
بہ خدمتِ سامی سلام سنون رسیدہ باد۔ تحریر بہ ستم شوال ۱۲۸۹ھ۔

الجنا ب المکرم العزیز الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ
جواب حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وقد وصلی منکم کتاب مشعر لصحتکم و
سلامتکم فالحمد للہ علی ذلک، والاشعار التي انشأتموها، تأملتها وأمعنت النظر فیہا فلم اجد منہا
ما يلزم تغبیروہ ولا وجدت عندی لفظا احسن من الفاظکم حتی اضعہ مکان الفاظکم، غیر ان
لفظہ "دم بہ دم" مکان "دن بہ دن" فی قولکم "دن بہ دن جوش جنون اور تر تری پر ہے" علی ما یظہر لی
احسن وانسب، لان الباء لفظہ فارسیہ وہی حرف، والحرف مع الاسم بمنزلہ کلمۃ واحده فی
وقوعہما بعد التریب احد طو فی الکلام وعدہ قبل انضمام الاسم الی الحرف، بخلاف الاسم فانہ
مستقل فترکیبہما مع اللفظ الفارسی دون الہندی احسن، ولفظہ "دن" ہندیہ وکلمۃ "دم"
فارسیہ۔ والسطر التالی "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" یحتاج فیہ لفظ "لایا ہے" الی تذکیر لفظہ
"قید" فما الشاہد فی ذلک هذا وسلموا لنا علی الوالد الماجد وعلی کل من یسأل عتاً وقرأوا
للمکرم العزیز الشیخ اشرف علی جزیل السلام وقد تأملت کلامہ وانشادہ فوجدتہ کلاماً حسنًا و
شعراً مستحسنًا یدل علی مصاحبۃ لشعراء الہند وعبالستہ للفصحاء والأدباء وکما یرشد ذلک الی
حسن اخلاقہ وتواضعہ، وکل منکم مغتنم فی مثل هذا الزمن والسلام ختام۔

ضمیمہ جواب۔ الجنا ب المکرم العزیز المحترم سیدی الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ
اللہ تعالیٰ وبعء مزید السلام والتعجیۃ والاکرام فقد وصل الینا کتابکم وشرفنا لذلک خطابکم
وقد تأملت الأشعار التي انشدتمونہا من نتائج افکارکم فلم اجد فیہا شیئاً یحتاج الی التغییر

سوی موضعین او ثلاثۃ فنبهتکم علیہ فی الورقۃ التی ستلقونها فی طی هذا الكتاب وقد طلب منی بعض الناس من الحاضرين عند وصول کتابکم نسخۃ من اشعارکم فاعتذرت الیہ وقلت اصبر حتی یرسل لک صاحب الاشعار فان شئتم فارسلوا الینا بنسخۃ منها والسلام علیکم وعلى من لدیکم لاسیما محمد یوسف ان کان قد قدم علیکم من المدینة المنورة وسلموا لنا علی جناب الوالد الماجد وکل من یسأل عتاء والسلام۔ یوم السبت ۷ فی ذی القعدة ۱۲۸۹ھ یعنی جناب مکرم عزیز شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ سلام ورحمت خدا بر شما باد۔ مکتوب شما کہ مشعر بہ صحت سلامتی شما بود رسید پس حمد است مر خدا را برین امر۔ و در آن اشعار کہ شما گفتہ اید فکر و نظر دقیق کردم و چیز نہ یافتم کہ تغیر آن لازم باشد و نہ از الفاظ مستعملہ شما لفظی خوب تر یافتم کہ رد و بدل کنم، البتہ شما گفتہ اید: "دن بہ دن۔ الخ" و "لن لفظ ہندی است۔ و" بہ "حرف فارسی است و حرف چون با اسم منضم می شود بہ منزلہ یک کلمہ می شود۔ بنا برین نزد من "دم بہ دم" گفتن انسب است از دن بہ دن زیرا کہ کلمہ دم فارسیہ است و در سطرے کہ متصل باین سطر واقع است گفتہ اید: "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" لفظ قید بہ زبان اردو مونث است۔ شما فعل را کہ "لایا" است مذکر آوردہ اید باید کہ فعل مونث بود۔ لہذا "لانی ہے" باید گفت، چہ برائے تذکیر ضرورت است کہ شاہد بود و شما شاہد نہ دارید، و سلام من بہ والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ استفسار از من کند برسانید۔ و بہ مکرم عزیز شیخ اشرف علی سلام فراوان از من برسانید۔ من در اشعار ایشان خوب نظر کردم۔ کلامش خوب و شعرش پسندیدہ است و ظاہر می شود کہ ایشان با شعراء و فصحاء و ادبائے ہند صحبتہا داشتہ اند و نیز دلالت بر حسن اخلاق و تواضع ایشان می کند۔ ہر یک از شما درین زمانہ مغتنم است۔ و ختام بر سلام است۔ (ضمیمہ جواب) جناب مکرم عزیز محترم سیدی شیخ عبداللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از فرید سلام و تحیہ و اکرام مطالعہ نمایند مکتوب شما بہ ما رسید و خطاب لذیر شما مارا اشرف داد۔ اشعارے کہ از نتائج افکار شما است بہ مطالعہ ما درآمد، بہ جز و یا سہ جائے کہ بیانش در ورقہ دیگر شدہ چیزے قابل تغیر نیست۔ و تئیکہ مکتوب شما رسید از حاضرین مجلس بعض افراد نقل اشعار از من طلب کردند۔ من عذر کردم و گفتم کہ صبر کنید تا وقتی کہ صاحب اشعار برائے شما نقل ارسال کند۔ لہذا اگر رضائے شما باشد یک نقل این جا ارسال کنید۔ و بر شما و ہر آن کسان کہ نزد شما باشند علی الخصوص بر شیخ محمد یوسف اگر از مدینہ منورہ نزد شما رسیدہ باشد، و بر جناب والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ از من استفسار کند، سلام باد و السلام چہارم ذی القعدة ۱۲۸۹ھ۔ از مکتوب حضرت ایشان و از جواب حضرت مولانا اظہار چند امور شدہ کہ آن

وقت حضرت ایشان ہفدہ سالہ بودند و شوق شعر گوئی کم شدہ بود۔ لایرضاء الخال المکرم غزلے گفتند۔
 حضرت ایشان در شعر گوئی از حضرت مولانا اصلاح می گرفتند و در استاد و تلمیذ الفت و محبت تمام بود
 و مع ہذا ہر یک مراعات احوال دیگر را بہ وجہ تمام می کرد و حضرت ایشان کلام خود را بہ ہر کس نہ می دادند و
 غزلے کہ برائے اصلاح بہ حضرت مولانا ارسال کردہ اند۔ بعد الاصلاح طلب کردہ اند۔ از مطالعہ اوراق قدیمہ
 عاجز بہ این نتیجہ رسیدہ است کہ شعر گوئی در اول عقد دوم پیدا شد و تا آخر عقد بہ کمال و اتمام رسید۔ حضرت
 ایشان بہ امور یقینیہ باقیہ و احوال مبارکہ باطنیہ مصروف شدہ اند۔ بارے در کوڑہ بلوچستان بہ عاجز گفتند
 ”روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستہ یافتیم چون از تحیہ سلام و تقبیل
 ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان فرمودند: برخوردار وقت کار ہمین روز ہا است باید کہ علم آباء و اجداد
 خود را حاصل کنی، بعد از ان روز ہمہ تن مشغول بہ امر باطن شدیم حضرت والد ماجد اگر بہ جائے می رفتند
 مخلصین از ایشان استفادہ می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند حضرت ایشان می فرمودند کہ مصروف بہ
 کسب علم باطن ہستند“ و معمول حضرت ایشان بود کہ واردات شعر بہ خود را برابر اوراق سادہ در مجلدات
 کتب می نوشتند۔ و این تحریرات تا سال ہزار و سہ صد و بہشت و چہار محفوظ بود۔ در ہمین سال منشی عزیز الدین
 ساکن صدر بازار میرٹھ کتاب ہائے حضرت ایشان را از مکہ مکرمہ آورد۔ و حضرت ایشان بہ شیخ غلام احمد
 ہانسوی و منشی حسین علی دہلوی و مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی میرٹھی فرمودند کہ کتاب ہا را ترتیب
 دہند و بہ حفاظت در کتب خانہ بنہند۔ منشی حسین علی رحمۃ اللہ بہ عاجز بیان کرد کہ از دوادین و فن ادب
 و شعر و حکایت ہیچ مجلدے از کلام حضرت ایشان خالی نہ بود۔ حضرت ایشان صباحاً نواختن زبیرن
 تشریف می آوردند و من یک یک کتاب را در حضور ایشان پیش می کردم، ملاحظہ کردہ می فرمودند کہ
 این مجلد را در فلان فن نہید۔ و بہ دوران این ملاحظہ ہر جا کہ اشعار خود را می یافتند آن اوراق را از
 مجلد جدا کردہ پارہ پارہ می کردند اگر آن کلام ضائع نہ شدے، مجلد ضخیم از کلام حضرت ایشان ترتیب
 یافتے۔ اہ۔ تا یہ کلام منشی حسین علی رحمۃ اللہ از عبارت کتاب ”سیر الکاملین“ می شود۔ نوشتہ اند۔ ”در
 جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم
 می کنند“ و فرزند حضرت عم اکبر کہ حضرت شاہ محمد معصوم اند و ذکر السعیدین نوشتہ اند را بہ اردو قرآن
 مجید حفظ کردہ علوم مرتجعہ را از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی
 وغیرہ خواندہ اند۔ در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و شعر خوب می گویند“ الخ۔
 اتفاق است کہ یک بیاض از حضرت ایشان بہ جائے بہماندو آن بہ دست عاجز رسید، این بیاض

مشتل است بر پنجاه و هشت غزل کامل و یک غزل ناقص و در خمسة از کلام اردو و یک غزل فارسی حضرت
ایشان در سال ہزار و دویست و نو و ہشت سہ قطعہ ہائے تاریخ وفات حضرت والد ماجد خود بہ فارسی
گفتہ اند۔ دو قطعہ را در ان ایام حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی نوشتہ بود و از ایشان بہ عاجز رسید و یک قطعہ
بر کاغذی بہ صورت مسودہ است و معلوم می شود کہ ناتمام است۔ ابتداءً آن قطعہ از نور لمعات احمدیہ
است۔ از اشعار عربی یک شعر ہم یافتہ نہ شد۔ و آن چہ از اشعار عربی یا بعض ابیات فارسی یا سہ شجرات بہ
اردو نظم کردہ اند آن ہمہ از دور آخر است کہ بہ طریق مناجات و دعا گفتہ اند۔ در کلام دور اول و دور آخر
فرق بتین موجود است۔ ناظرین از غزل فارسی و قطعات تاریخ حضرت والد ماجد و از باقی اشعار دریافت
خواہند کرد۔ عاجز لیشرافۃ العریبی اولاً کلام عربی را و باز کلام فارسی را می نویسد۔

کلام عربی

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يُخَيِّى وَيُغْنِي لَهُ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ فِي الْخَلَاءِ وَفِي الْمَلَا	سِوَى اللَّهِ رَبِّى خَالِقِ السَّفْلِ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ الْخَلْقِ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ مُفْضِلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ قَطُّ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى الْخَلْقِ قَهَّارًا مُمِيتًا لَهُ الْعَلَا
رِقَابَ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَاتِ مَنْ عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ ذُو الْعَلَا
لَقَدْ جَعَلَ الصَّغَارَ لِمَنْ عَصَى	وَعِزًّا كَرِيمًا لِلْمُطِيعِ مَوْصِلَا
وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ	رِضَا نَفْسِهِ حَمْدًا أَكْثَرَ مُكْمَلَا
عَلَا جَدُّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَحْدَهُ	سَمَاءَ فَجَدُّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلَا
وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ	وَعِيسَى وَمُوسَى وَالْخَلِيلِ أَبِي الْمَلَا
سَبِّحْ صَلَاةَ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ	عَلَى كُلِّهِمْ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ تَلَا
كَمَا يَزْتَضِيهِ رَبُّنَا وَيَجِيبُهُ	بِعَمَلِ السَّمَاوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الْعَلَا
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ	وَأَذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مَتَدَلَلَا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَغَفْلَتِي	وَأَذْعُوكَ رَبِّى خَاضِعًا مَتَدَلَلَا
خَتَانِيكَ قُلِّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي	لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدٍ	سِدِّكَ الْمَذْنِبُ الرَّاجِعُ مَعَ الْخَلْلِ الْحَلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ وَالِدُهُ عُمَرُ	هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ نَيْرُى أَفْقِي الْعَلَا

فَيَا رَبِّ بَارِكْ فِيهِمْ وَأُتْقِصِلَا
وَعَافِ بِجَمِيعَا دَاغِفْ عَنْهُمْ وَفَضِلَا
وَأُورِثْهُمْ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ الْعَلَا
وَحُسْنَ مَا بَ شَمَّ زُنْفَى وَجَمَلَا
عَلَى الدِّينِ وَاصْرِفْ عَنْهُمْ السُّوءَ وَالْبَلَا

بَنُوهُ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ
وَرَفِيٌّ وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي أَخَوَاتِهِمْ
وَالِدَتَيْنِ وَفَقَّهُمُ وَلِلْعَلِيمِ وَالتَّقَى
وَعِنْدَكَ رَبِّ اجْعَلْ لَهُمْ مَقْعَدًا زِيَّادًا
وَتَثَبَّتْ قُلُوبَ الْمُسْلِمِينَ جَمِيعِهِمْ

وَقَالَ

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ
وَحَطَايَايَ نَقِي بِالْبَرِّ
دَمَعَا صِيَّهِ رَبِّ بِالْبَرِّ
فَاعِذْنِي بِطُفِكَ الْأَبَدِ
مِنْ عُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ
بِرِضَاةِ الْمُعِينِ لِلْفَنَدِ
وَعُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ
مِنْ عُقُوبَاتِ مَا جَنَّتُهُ يَدُ
الْغِيَاثِ الْغِيَاثِ يَا أَحَدٍ
أَنْتَ غَوْثِي وَخَيْرُ مُلْتَحِدٍ
غَوْرَتِي يَا مُؤَمِّنَ الْعَبْدِ
قَوْلِكَ الْحَقُّ ثَابِتُ السَّنَدِ
سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ
وَقِيَامِي لِسَرِّي الْأَحَدِ
وَإِذَا مَا سَأَلْتُ عَنْ لَدَامِ
فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدِ
وَأَقْبَلُ عَثْرَتِي وَخُذْ بِيَدِ
وَعَنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَلَدِ
لَا وَزَيْدًا وَسَالِمًا وَلَدَ

يَا غِيَاثِي وَخَيْرُ مُلْتَحِدٍ
عَافِنِي رَبِّ دَاغِفْ عَنْ فَنَدِ
طَهِّرِ الْعَبْدَ مِنْ خَطَايَاهُ
بِرِضَا اللَّهِ عَذْتُ مِنْ سَخَطِهِ
وَبِعَفْوِ الْعَفْوِ عَذْتُ تَقَى
وَبِذَلِّ أَعُوذُ مِنْ سَخَطِهِ
وَمِنْ اسْتِخَاطِهِ أَعُوذُ بِهِ
بِمُعَافَاتِهِ أَعُوذُ تَقَى
لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ
هَلْ مُغِيثٌ سِوَاكَ مِنْ أَحَدٍ
أَمِنْ أَيْ رَبِّ رَوْعَتِي وَاسْتُرْ
سَبَقْتُ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي
حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَرَفِيٍّ
وَحِسَابِي وَوَرْدِ أَعْمَالِي
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي نُشِرَتْ
وَهُوَ نِعَمُ الْوَكِيلِ يَكْلُؤُنِي
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي
وَارْضَ عَنِّي رِضًا بِلَا سَخَطِ
وَارْحَمْ ابْنَانِي الثَّلَاثَ بِلَا

أَخَوَاتِ دَوَالِدَانِ لَهُمُ
وَالْأَلَى أَحْسَنُوا إِلَى عَلَى
وَالْأَلَى أَحْسَنُوا إِلَى مَنْ أَسَا
وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا
فَأَحْفَظِ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ نَكْدِ
سُؤْلِ أَحْسَنِ إِلَيْهِمْ وَأَجِدْ
بَارِكْ أَيْ رَبِّ فِيهِمْ وَأَزِدْ
وَاهْدِ نَافِي مِنْ اهْتَدَى وَهْدِ

المتفرقات

وَاللَّهِ بِسِتْرِهِ سَتْرَهُ
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَغْفِرَةً
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَرِّجَ اللَّهُ كَرْبَتَهُ وَيُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فَلْيَنْظُرْ مُعْسِرًا وَلْيَذَرَهُ
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْخَلْقِ عَنَّا مُحَمَّدًا
وَصَلَّى عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ مُبَارَكًا
جَزَى اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدًا
وَكُلَّ النَّبِيِّينَ الْكَرَامِ وَرَهْطِهِمْ
وَصَلَّى عَلَيْهِ وَالنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ
وَأَمِنْ رَوْعَاتِ الْأَلَى آمَنُوا بِهِمْ
يَا رَبِّ عَافِيَةً رَافِعَةً بِلَالٍ
وَبِالْإِسْمِ الْأَعْظَمِ بَلِّ بِكُلِّ سَمٍّ إِلَى
ظِلِّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَرْحَمَ
حُبُّهُ اللَّهُ رَبُّهُ وَكَفَى
نُفِّرَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلدَّيْنِ
وَبِخَيْرٍ وَرَحْمَةٍ ذَكَرَهُ
وَقِنَا مِنْ عَذَابِكَ الصَّعْدِ
نَبِيِّ الْهَدَى عَنَّا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ
وَحَاثِمُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ
وَأَتْبَاعُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ
وَزَيْدٌ عَلَيْهِمْ فَضْلُ رَبِّي وَأَهْلُهُ
بِمُحَمَّدٍ وَبِصَحْبِهِ وَبِأَلَى
لِلَّهِ فِي تَنْزِيلِهِ الْمُتَعَالِ
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا سَارَ سَرَى
مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا
وَعَفَا عَنْهُ ذَنْبَهُ وَعَفَى
وَعَفَى عَنْهُ ذَنْبَهُ آمِينَ

کلام فارسی

خرفے کہ ازان دهن برآید
بدست چو آن سمن برآید
در جلوه گه خسران نازت
در دل نگه تو مست خواب است
دُرِیست که از عدن برآید
فریاد ز انجمن برآید
نسرین در دوسمن برآید
وز دیده نفس زتن برآید

خط حلقہ بگوش روئے یار است
گل کرد عشق خط آخر
مردیم و نہ مرد آتش عشق
در سینہ ہمین خلد ہمانا
در ظلِ عمر اگر رود خیر
از بختِ اہرمن برآید
ایں سبزہ کے از چمن برآید
از خاکم بوئے عنبر آید
دو دلم از کفن برآید
خارے کہ ز پاتے من برآید
از بختِ اہرمن برآید

متفرقات

در تولدِ باغ کوٹہ بعد از نماز شام در حالے گفتند

امام اہل دینی یا محمد
طوافت می کند اہل سادات
بہ درگاہت نیاز اہل عالم
نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
گر کنی نسبت بہ آن در فیض
در کنی زین اضافہ فی الجملہ
در شجرہ شریفہ منظومہ مولانا خالد کردی اضافہ کردہ اند
بہ ذوق و شوقِ آن دلدادہ حق
بہ آن عیسیٰ دم و احمد جمالے
امام و مرشدِ عالم محمد
ز عرفان عین و از مقصودِ ہمیت
ابوالخیر گنہ گارِ محقق
تو عبد اللہ ابوالخیر حنین را
کہ شد احمد سعید امشب محقق
بہ چرخ معرفت بدر الکمالے
عمر کز دے طریقت شد مجدد
در آخرِ اول اسمِ رحیم است
کند عرض اے کریم بندہ پرور
مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

مخلصین را باید کہ گویند

بہ حق مرشدِ یارب ابوالخیر عارفِ کامل
بہ غوثِ زمان ہادیِ راہِ دین
آن کہ شرش زیادہ از خیر است
نام ابوالخیر و کارشتر و بدی
غلامِ درگاہِ اویم من مسکین بہ جانِ دل
محمد عمر مرشدِ سالکین
خاکِ پائے عمر ابوالخیر است
سالکِ راہِ کبرد بے خردی

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ يَا صَمَدِي

محتویات مجموعہ وظیفہ را نظم کرده اند

کہف و یاسین و فتح و واقعہ ہم ملک و منزلت است و پارہ عم

باز کبریت احمر و آورد برود و ورد عصر و چیل ارشاد

بر مصرعہ "این خانہ تمام آفتاب است" سہ مصاریع گفتہ اند

۱ دیوار و در و بام آفتاب است ۲ از نور خدا است کعبہ معمور

۳ عکس رخ تست در دل من

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم

گفت سال رحلتش خیر حزمین خلد را ماوے او کن اے کریم

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم

گفت رضوان از پئے ضبط سنین رحلتش

۱ ۲ ۳ ۴ ۵

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان کہ مرشد حرم و ہادی طلیقت بود

دوم ز ماہ محرم صبح یکشنبہ وداع خلق و لقائے حق اختیار نمود

برائے سال وصالش بہ خیر گفت "عمر" لیکن مقصد صدقت "ہاتف مسعود

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

محمد عمر آسمان پا نگاہ منور ز خاک درش مہر و ماہ

مؤدب بہ آداب ختم رسل مہذب بہ اوصاف مردان راہ

شبہ آلف را بود نخت جگر ہم احرار را بود نور نگاہ

ز فونش نہ گرید چرا عالے کہ غوث جہان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محرم لقب دوم بود یکشنبہ و صبح گاہ

بکن ماتم اے نسبت احمدی کزین خاکدان مونسیت افت آہ

بیا معرفت گریه کن بر سرش
 کجائی کجا روح پاک سعید
 مگر کشته شد شمع دین کز غمش
 گلے بود در گلشن نقش بند
 خدا را کن اے نور چشم سعید
 که مست نگاه خدا بین تو
 هَلُمُّوا اِجْبَای نَنْظُرِ اِلَیَّ
 مِنْ اَنْوَارِ اَحْمَدَ خَیْرِ الْوَرَى
 وَ اَسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ
 بَنَفْسِی فِدَاکَ مِنْ مَدْفِنِ
 بگو خیر تاریخ این صدمه های

ایضا
 نور لمعات احمدیان
 بودی چو ستمی شاه فاروق
 اے نور مجسم الهی
 نور نبوی صفای صدیق
 پروانه نمط به شمع محفل
 آئینه فکر شد مکدر
 صد داغ به هر دلی است مضمحل
 تاریخ وصال گفت هاتف

شمع مشکات نقش بندان
 از ظل تومی گریخت شیطان
 مرآت جمال ذات یزدان
 عدل عمر و جیائے عثمان
 مردانه سپردی جان به جانان
 جمعیت ذکر شد پریشان
 صد زخم به هر سرے نمایان
 افسوس قتاد برج عرفان

تاریخ طبع کتاب "خمسه کوکب"

خمسه چون پنجه رنگین یار
 خیرالش با زبان لال گفت

از پے تایید نذیب طبع شد
 خمسه مطبوع کوکب طبع شد

تاریخ ولادت برخوردار محمد یوسف فرزند قدرت اللہ

جناب حق پسرے داد قدرت اللہ را
چون جلوہ داد ز کتم عدم پس از یعقوب
کاز بیاض جبینش عیان سعادت اوست
غلام یوسف نکی - سن ولادت اوست

۱۲۹۷

تاریخ تعمیر مسجد شریف خالقہ ارشاد پناہ

تعالی اللہ عجب مسجد بنا شد
رقم زود خیر تاریخ بنایش
کہ شد اسلام را ز رونق تمام
عبادت خانہ پاکیزہ اسلام

۱۰۳۱

تاریخ تولد برخوردار حضرت زید بن عبد اللہ بن عمر سلمہ اللہ

حضرت زید ابن عبد اللہ فرزند عمر
بوالحسن عبد الغنی - سال میلادش بگو
ایضاً

۱۳۲۲

سال میلاد زید شیخ جهان شد - محمد بشارت الرحمن

تمام شد کلام عربی و فارسی کہ بہ دست عاجز رسیدہ - والحمد للہ اولاد آخرت والصلوة
والسلام علی سید محمد وآلہ وصحبہ دایماً و سرمداً -

فصلِ ہفتم

در

بیانِ سلاسلِ سبْعہ مبارکہ

ہد امجد بزگوار حضرت ابوالسعادات شاہ محمد عمر قدس اللہ تبارکہ سلاسلِ سبْعہ مبارکہ را نظم فرمودہ اند۔ سلاسلِ ثلاثہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ۔ را ہم بہ تفصیل نظم فرمودہ اند و ہم بہ اختصار عاجز شجراتِ مختصرہ را بعد از نثر ذکر می کنند۔ حضرت ہد امجد تا بابائے دوم سلاسلِ مبارکہ را ذکر کردہ اند۔ عاجز و دشوہر آخر از ہر شجرہ مبارکہ تغیر کردہ۔ اسمِ مبارک حضرت ایشان د اسمِ مبارک سیدی ابوالذوق قدس اللہ اسرار ہما ذکر کردہ است۔

۱۔ شجرہ نقشبندیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قاسم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالعلی فارمدی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی رامینتنی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بابا ستماسی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخي رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ خواجگی اُمکنگي رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 شجرہ منظومہ نقشبندیہ

علیہ الصلاۃ وعلیہ السلام
 بہ سلمان دگر صاحبِ مصطفیٰ
 دگر جعفر صادق ذی نسب
 دگر ابوالحسن نہبر ہر مرید
 دگر خواجہ یوسف شہِ اتقیا

الہی بہ حق شہِ خاص و عام
 ابوبکر صدیق ظلِ خدا
 الہی بہ آن قاسم فیضِ رب
 شہِ عارفانِ خواجہ بایزید
 بہ آن خواجہ بوعلی رہنما

بہ آن عبدِ خالق مُعلّیٰ نظر
 بہ آن خواجہ محمود سی شاعر
 بہ آن خواجہ بابا شہ با کمال
 بہ مُشکل کُشا داروئے درومند
 الہی بہ یعقوب چرخِ مقام
 بہ آن خواجہ زاہد با صفا
 بہ آن حضرت خواجگی بانیاز
 بہ حق مجتہد مُقدّس جناب
 بہ آن شاہ معصوم عالی مقام
 بہ نور محمد شریف النسب
 بہ قطبِ جہان شہ غلام علی
 بہ آن دُرّ شہوارِ دریائے نور
 حبیبِ خدا شاہ احمد سعید
 بہ آن آفتابِ حرم شہ عمر
 الہی بکن رحم و عرفان بدہ
 بکن عفو یارب گناہانِ من
 درین دارِ ناپائدار این تباہ
 ز بارِ گناہانِ بُک دوش کُن
 چنان اے خدا از خودی وارِ ان
 دگر خواجہ عارف راہبر
 دگر شد عزیزان علی نامدار
 دگر بحرِ عرفان اسیرِ کلال
 امامِ الطریقہ شہ نقشبند
 دگر شاہِ احرار ناصر امام
 دگر خواجہ درویش بحرِ عطا
 دگر باقی باللہ دانائے راز
 کہ گشت از وجودش جہاں فیض یافت
 دگر سیفِ دین قبلہ خاص و عام
 دگر جانِ جانان منظرِ لَقَب
 دگر حضرت بو سعید ولی
 بہ آن لعلِ یکتائے کارِ سرور
 کہ چشمش سوی اللہ کس را نہ دید
 ابوالخیر قطبِ جہان سر بہ سر
 مرا نسبتِ این عزیزان بدہ
 کہ از حدِ گزشت است عصیانِ من
 نہ کردست کارے بغیر از گناہ
 بہ جامِ محبت تو مدہوش کُن
 کہ ہرگز نہ ماند ز بودم نشان

۲۔ شجرۂ قادریہ

۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت برقی سقطی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد یمنی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالفتح یوسف طرطوسی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید بہاء الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عقیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن اول رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدار حمن ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شاہ فیض رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ کمال گیتھلی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان مظہر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 شجرہ منظومہ قادریہ

بہ زین العابدین حضرت امام باقر و جعفر
 بہ معروف و بہ سہری و جنید آن قطب بغدادی
 بہ خواجہ ابوالفرح طرطوسی و آن ابوالحسن آگاہ
 بہ شاہ عبد رزاق بہ شرف الدین مولیٰ بین
 بہ شمس الدین گدار حنن پور ابوالحسن ازہد
 فضیل رہبر و شاہ کمال و شہ سکندر پیر
 سعید عسرو ہم عبدالأحد پس شیخ عابد ہم
 بہ شاہ ابوسعید و مرشد ہم احمد سعید النور
 بہ حق این عزیزان کن دل تاریکے روشن

بہ حق احمد مرسل علی شبیر و آن شہر
 امام موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا ہادی
 شہ ابوبکر شبلی پس جناب عبد واحد شاہ
 بہ حق ابوسعید و غوث سبحانی محی الدین
 بہ سید عبد و تہاب و بہار الدین عقیل ارشد
 بہ شمس الدین عارف پس گدار حنن با توقیر
 مجدد الف ثانی شیخ احمد مرشد عالم
 بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ رہبر
 بہ آن حضرت عمر پس شہ ابوالخیر رفیع الشان

۳۔ شجرہ چشتیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابراہیم بن اڈیم رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت حذیفہ مرقش رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت ہبیرہ بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت اسحاق علودینوری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالاحمد ابدال ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت ابو محمد ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابو یوسف ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت مودود ہشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حاجی شریف زندانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت معین الدین حسن سنجر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت فرید الدین گنج شکر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

صابریہ	ازیں جاو و شعبہ شدہ	نظامیہ
۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم علی صابر رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سلطان نظام الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین ترک رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین پانی پتی رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالحق زکوی رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید ابوالحسن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ	
۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ	۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ	

درین جا ہر دو شعبہ مجتمع شدند

- ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالاحد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ

شجرہ منظومہ چشتیہ

یا الہی از طفیل شافع روز جزا
 عبد واحد پور زید و شہ فضل بن عیاض
 پس ہبیرہ خواجہ مشاد و ابواسحاق پیر
 خواجہ مؤدود و دیگر حاجی شریف ندنی
 پس علی شیر خدا و آن حسن پیر ہدا
 شیخ ابراہیم آدم پس خلیفہ رہنما
 ابو محمد چشتی و ابو احمد و یوسف ضیا
 خواجہ عثمان و معین الدین حسن غوث قرا

صابریتہ — دو شعبہ — نظامیہ —

۵ خواجہ قطب الدین کاکا خواجہ گنج شکر
 حضرت صابر علی و شمس دین با خدا
 ۶ شہ جلال الدین کبیر و شیخ عبدالحق ولی
 شیخ احمد عارف و عارف محمد بے ریا
 ۵ خواجہ قطب الدین کاکا خواجہ گنج شکر
 شہ نظام اولیا و آن نصیر اصفا
 ۶ پس محمد حضرت گیسو دراز و صد دین
 بندگی ابن حکیم و شاہ قاسم با خدا

این جایک شده

- ۷- عبد القدوس ولی و شاه رکن الدین دگر
 ۸- خازن الرحمہ سعید و شاہ گل عبدالاحد
 ۹- شاہ عبداللہ و حضرت بوسعید احمدی
 ۱۰- حضرت شاہ عمر شاہ ابوالخیر ولی
 شاہ مخدوم و مجدد قبلہ ہر دوسرا
 شیخ عابد قبلہ و منظر حبیب کبریا
 قطب عالم مرشد م احمد سعید حق نما
 آن چہ دادی این بزرگان را بہ عاج کن عطا

۴- شجرہ سہروردیہ

- ۱- الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۲- الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 ۳- الہی بہ حرمتِ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۴- الہی بہ حرمتِ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۵- الہی بہ حرمتِ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۶- الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۷- الہی بہ حرمتِ حضرت ستری سقطی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۸- الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۹- الہی بہ حرمتِ حضرت ممشاد دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۰- الہی بہ حرمتِ حضرت احمد اسود دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۱- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۲- الہی بہ حرمتِ حضرت یار محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۳- الہی بہ حرمتِ حضرت عبداللہ عمّویہ رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۴- الہی بہ حرمتِ حضرت ابو حفص عمر وجیہ الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۵- الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۶- الہی بہ حرمتِ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
 ۱۸- الہی بہ حرمتِ حضرت صدر الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظومہ شہروردیہ

جناب مرتضیٰ حضرت حسن بصری شہر بہر
 بہ سترے و جند قبلہ و مشاوشہ موصوف
 شہ پار محمد بعد آن شد شاہ عبداللہ
 وگر شیخ جہان حضرت شہاب الدین بآتمکین
 بہ مخدوم جہان گشت و بہ سید اجل حق بین
 شہ قدوس درکن الدین و ہم عبدالأحد آگاہ

بہ حق خاتم مرسل محمد شافع محشر
 حبیب مرشد و داود طائی خواجہ معروف
 بہ خواجہ احمد اسود و گرشخ محمد شاہ
 وجیہ الدین عبدالقادر حضرت ضیاء الدین
 بہار الدین ملتانی بہ صدر الدین و رکن الدین
 بہ بڈھن شاہ و درویش محمد ابن قاسم شاہ

شہ عبداللہ رحمہ اللہ شیخ عابد ہادی اُمت
بہ شاہ بوسید احمد سعید آن منظر بزدان
بہ فضل خود کار ز سر وحدت بردلم بکشا

مجدد قطب ربانی سعید خازنِ رحمت
شہید جانِ جاناں و بہ عبد اللہ شہ دوران
عمر غوثِ جہان و شہ ابوالخیر است پیر ما

۵۔ شجرہ کبرویہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت علی رضا رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ستری سقطی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوعلی رودباری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوعلی کاتب رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوبکر نساخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت احمد غزالی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عمار یاسر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالجناح نجم الدین گبرنی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بابا کمال رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عطاء یا خالیدی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین فرغانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حمید الدین سمرقندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین جہان گشت رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت مہدھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ثانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 ۴۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 شجرۃ منطومہ کبرویۃ

بحق صاحب لولاک و ہم شاہ نجف حیدر امام دین حسین و شاہ زین العابدین رہبر

محمد باقر ہادی، امام جعفر صادق
 شہ معروف کرخی باز مری مرشد عالم
 شیخ بوعلی کاتب ابو عثمان شہ مغرب
 شہ بو بکر نجاج و شہ احمد غزالی نیز
 شہ عمار و نجم الدین کبریٰ ہادی این راہ
 بہ شمس الدین فرغانی حمید الدین گرجوم
 بہ سید اجل رہبر بہ سید بڈھن آن حق بین
 شہ عبد الواحد دیگر مجدد ہادی اُمت
 محمد عابد ہادی و حضرت منظر عالم
 محمد با عمر پس شہ ابوالخیر مبارک جان

مخفی نہ ماند کہ ورین شجرہ منظومہ و در شجرہ منظومہ مداریتہ و قلندریتہ بعد از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی
 نام حضرت شاہ ابوسعید ذکر نہ شدہ بلکہ نام حضرت شاہ احمد سعید ذکر کردہ شدہ و ہذا الاختصار چون کہ حضرت
 شاہ احمد سعید کسب سلوک از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی کردہ اند و خلافت نیز از آن حضرت یافتہ اند و ذکر
 حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم از وجہ برکت است ازین جہت جائز است کہ ذکر حضرت ایشان
 نہ کردہ شود۔

۶۔ شجرہ مداریتہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ علم بردار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت طیفور شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت بدر الدین شاہ مدار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ

- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت دوریش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
 - ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- شجرۂ منظومہ مدارجہ

بہ حق اشرف المخلوق حضرت احمد آگاہ	شہ صدیق بو بکر و علم برور عبداللہ
یمین الدین و عین الدین و طیفور این شامی	بدیع وقت بد الدین دار و مرشد این راہ
باجل شاہ و بدھن شاہ و درویش شہ قدوس	بہ رکن الدین ہم عبدالأحد و لکیر مجد شاہ
سعید عصر ہم عبدالأحد و حدث شہ عابد	بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ فی جا
بہ شہ احمد سعید و شہ عمر شاہ ابوالخیر م	دلہم راکن ز سیر خویشتن آگاہ یا اللہ

۷۔ شجرۂ قلندرۃ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خضر رومی رحمہ اللہ ورضی عنہ

- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت نجم الدین قلندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قطب الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد شاہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالسلام رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستنامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جانِ جاناں منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منظرۂ قلندریہ

بہ حق احمد مختار وہم عبدالعزیز آگاہ
 بہ قطب الدین بیدار دل محمد شاہ مولیٰ بہین
 شہ عبدالاحد دیگر مجدد پس سعید انور
 بہ عبداللہ و شہ احمد سعید و شہ عمر ذی شان
 پروردگار از نسبت این بزرگواران سرشار فرماید و محبت و معرفت خویش عنایت کند۔
 عطا کن بہ عاجز تو عرفان خویش
 ز دنیا و ما فیہا آزاد کن
 تَمَّتِ السَّلَاسِلُ السَّبْعَةُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَعَلَى رَسُولِهِ الصَّلَاةُ وَالْطَّيِّبَةُ۔

فصل ہشتم

در

بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال

حدیث و ضل آن مخدوم عالم مگر شاید بہ خونِ دل نویسم

امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی در کتاب المواہب اللدنیۃ بالمعجم المحمّدیۃ علی صاحبہا الصلاۃ والتحمیۃ در اواخر فصل اول از مقصدِ عاشر نوشتہ و فی سنن ابن ماجہ اندہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ - آیہا الناس ان احدا من الناس اذ من المومنین اُصیب بمصیبۃ فلیتعر بمصیبۃ لی عن المصیبۃ التی تصیبہ بگیری فان احدا من امتی لن یصاب — بمصیبۃ بعدی اشد علیہ من مصیبتی - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرض وفات خود فرمود - اگر از شما یان کسے را مصیبتے رسید پس وے بہ مصیبت من (ای مصیبت فراق من) از آن مصیبت کہ بہ وے رسیدہ عزّاحا حاصل کند چہ برائے اُمّت من از فراق و جدائی من ہیچ مصیبت بیشتر نیست - حضرت حسن بصری چون روایت حدیث اُسْتَنْ حَتَّانَہ می کرد می گریست می گفت - ہذہ خشبۃ تُحَنّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتم اَحَقّ ان تشتاقوا الیہ - این چوب است و برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و گریہ می کند - و شما یان اَحَقّ ہستید کہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق باشید - و این ہم نوشتہ کہ ابوالجوزاء اؤس بن عبداللہ الرّبعی المتوفی ۳۳۵ھ می گفتند کہ از اہل مدینہ اگر یکے را مصیبتے می رسید فقالتش آمدہ مصافحہ کردہ می گفت اے بندہ خدا تقوی گزین ، فَإِنَّ فِی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُسْوَةً حَسَنَةً - و نوشتہ و یجبنی قول القائل -

وَاعْلَمْ بِأَنَّ الْمُرءَ غَیْرُ مُخَلَّدٍ

اَصْبِرْ لِكُلِّ مُصِیْبَةٍ وَتَجَلَّدِ

تَوْبُ تَنْوُبُ الْیَوْمَ تَكْشِفُ فِیْ غَدٍ

وَاصْبِرْ لِمَا صَبَرَ الْکِرَامُ فَإِنَّهَا

فَاذْكُرْ مَصَابِكَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

وَإِذَا أَتَتْكَ مُصِیْبَةٌ تُشْجِیْ بِهَا

چون مصیبتے رسید صبر کن و در خود قوت برداشت پیدا کن و بدان کہ کسے ہم پائندہ نیست ، و باید کہ بہ رنگ برگزیدگان صبر کنی و بدانی کہ مصیبت بہ نوبت خود ہر یکے را رسیدنی است ، و مصیبتے کہ امروز رسیدہ آ بہ فردایش نہ خواہد ماند پس ہر گاہ کہ مصیبت مؤلم بہ تو رسید مصاب فراق نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یاد کن -

حضرت سیدی والدہ عند ارتحال والدہ الماحد قَدَّسَ اللہُ اسْرَارَہُمَا مکتوبے کہ بہ سیادت پناہ و معارف آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی قدس سرہ نوشتہ اند: چند سطر اولیں آن برائے عاجز باعث تقویتِ جَنَانِ است لہذا نقل می کند: "اللہ سبحانہ المنة والحمد والشکر علی ما انعم علی ما ابلی، ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ فوتِ جنین ولی و مرشد و شفیع و عاشق و معلمِ مرہمے و داروئے نہ دارد، می دانم کہ تالپ گور این داغِ مونس من است، اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصویر صورتِ مبارک خورشیدی دارم، اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلْکًا وَ عِبَادَیْہِہٖ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُونَ۔ بعد چندی ان شارائے دورانِ عالم قدسوسی حاصل خواہد شد: والیکم الان بحديث العَلَالَةِ ثُمَّ الْاِرْتِحَالِ۔

علالت

در فصل اول تحت عنوان "اجازت یک قبر" گزشتہ کہ بہ روز جمعہ بست و مہمادی لاخرہ نہم ماہ فروری کہ بستم از ماہ دلو بود قبیل العصر برائے تفریح برآمدند و اولاً بہ قیام گاہ امین الاسلام ہنگالی رفتند و نماز شام آن جا خواندہ بہ عیادت داود احمد خان پسر نواب منزل اللہ خان علی گڑھی تشریف بردند و ازان جا تا ساعت ہشت بہ خانقاہ شریف رسیدند و این تفریح از آخرین تفریحات و این روز از ایام علالت اول روز بود چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند، برائے نماز خفتن بہ مسجد شریف تشریف بردند حضرت برادرِ کلان امامت کردند و حضرت ایشان از سنن فارغ شدہ بہ حرم سرا تشریف بردند و جبۃ ہندی پنبہ دار را کشیدہ برائے حوائجِ ضروریہ بہ ... "بیت الرّاحہ" تشریف بردند چون کہ در بیت الرّاحہ سِلک برق نہ رسیدہ بود لہذا حضرت ایشان با چراغ (الْأُتُتُیْن) تشریف بردند لَمَّا کَانَتْ عَادَةُ الْمُبَارَکَةِ۔ از روئے اتفاق عاجز در صحن خانہ استادہ بود کہ حضرت ایشان از بیت الرّاحہ برآمدند و نزد عاجز رسیدہ فرمودند: "زید، ما حرارت داریم تو دست خود بر بدن مانہادہ بین" عاجز بر پشت مبارک حضرت ایشان بالائے پیرہن دست نہاد تا اندازہ حرارت بکند فرمودند: "بالائے پیرہن دست نہادی۔ باید کہ زیر پیرہن بر جسم دست نہی" چنان چہ عاجز بر جسد اطہر ایشان دست نہاد و وضع کرد۔ البتہ قدرے حرارت محسوس می شود۔ در دست چپ حضرت ایشان چراغ بود۔ دست راست خود را بر شانہ چپ این عاجز نہادہ فرمودند: "بیا کہ بیرون رویم" در آن وقت بر تن مبارک حضرت پیرہن بود۔ خلاف مُعتَاد از دروازہ حرم سرا بیرون تشریف آوردند و از پائینِ محجر مبارک بہ جہت غرب رسیدہ بہ جہت شمال محجر شریف توقف نمودند۔ و بہ عاجز ارشاد کردند: "زید این قطعہ زمین برائے شش قبور است۔ ما خاک این زمین را کندہ ایم۔ این جا قبرے نیست و برائے خود و اولاد خود این قطعہ زمین را تجویز کردہ ایم۔ قبر ما در این جا ساخته شود" حضرت ایشان

نزدِ کُنچِ شمالِ غربیِ محجرِ شریفِ استادہ بودند و با عاجز کلام می فرمودند۔ در والانِ مسجدِ شریف بہ اندازہٴ پنجاہ نفر از افغانستان و از ہندوستان حاضر بودند، ہدایتِ حضرتِ ایشان بود کہ ایشان را دیدہ کسے حرکت نہ کند لہذا ہمہ ساکت و خاموش بہ ادب نشستہ بودند۔ کَانَ عَلٰی رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ۔ مابینِ این جماعت شیخِ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ نیز بودہ۔ کہ مخلصِ قدیم و عاشقِ صادق و خدمتگارِ خصوصی حضرتِ ایشان و مزاج شناس بود۔ ایشان بہ حضورِ قلب و نہایتِ ادب بسمِ اللہ الرحمن الرحیم خواندہ از والانِ مسجدِ شریف بہ جانبِ ایشان بہ آہستگی حرکت کردند، چون دوسہ بار بسمِ اللہ شریف را بہ حضورِ قلب خواندند حضرتِ ایشان فرمودند: "ہاں غلام احمد بیاض عاشقِ صادق ارشادِ گرمی شنیدہ، دستِ بستر از عَقَبِ بہ جہتِ یسار رسیدند حضرتِ ایشان فرمودند: ما بہ زید می گفتیم۔ و اعادہٴ کلامِ مابقی کردند شیخِ غلام احمد عرض کرد: ارشادِ مبارک سراسر درست و صواب است۔ و اگر حضورِ اقدس آن جائے را پسند فرمایند کہ اندرونِ محجرِ شریف است مناسب تر باشد۔ حضرتِ ایشان چون این کلام شنیدند آثارِ بشارتِ بر رُؤسے مبارک ظاہر شد و بہ استعجاب دریافت کردند آیا در محجرِ شریف جائے قبرے ہست۔ بیا یئد کہ در محجرِ شریف رفتہ آن جائے را بینیم۔ حضرتِ ایشان و این عاجز و شیخِ غلام احمد در محجرِ شریف داخل شدند۔ چون آن جائے را دیدند کہ الحالِ قبر حضرتِ ایشان در آن جائے ہست بہ شیخِ غلام احمد فرمودند: تو درین جاد را ز شوتا کیفیت واضح تر گرد۔ شیخِ غلام احمد دراز شد و حضرتِ ایشان خوش شدہ بہ شیخِ غلام احمد جزاک اللہ گفتہ بہ عاجز فرمودند: زید این جائے برائے قبرِ ما بہتر است۔ این جاقبرِ ما بسازید و باز با عاجز از راہے کہ برآمدہ بودند بہ حرمِ سرافقتند و لباسِ گرم پوشیدہ برائے حلقہ و توجہ بیرونِ تشریف آوردند و تا ساعتِ دو از شبِ مخلصین را بہ ذکرِ پاکِ ربِّ العالمین مصروف داشتند، عاجز گوید۔ حضرتِ ایشان بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود سہ چار سال در خانقاہِ شریف قیام کردند و از ۱۳۰۶ تا آخرِ ایامِ خانقاہِ شریف بودند۔ و از سرِ نو تمام خانقاہِ شریف را تعمیر کردند۔ مع ہذا کُلّہ ازین امر بے خبر بودند کہ در محجرِ شریف جائے یک قبر است۔ در آخرِ وقتِ شیخِ غلام احمد حضرتِ ایشان را آگاہ کردند و حضرتِ ایشان خوش شدند و آن جائے را برائے قبرِ مبارک خود تجویز کردند۔ در تمامِ امورِ دنیویہ احوالِ مبارک بر ہمین منوال بودند کہ با ہمہ بے ہمہ۔

این اولِ روز بود از علالتِ حضرتِ ایشان۔ از معمولاتِ مبارکہ در ہیچ معمولِ فرق ظاہر نہ شد۔ اگر بعد از نمازِ حفتن حضرتِ ایشان اظہارِ تپ نہ کردے کسے را خبر ہم نہ شدے۔ و زید دوم کہ یومِ شنبہ بود از قیام گاہ خود بیرونِ نیا مدند۔ نہ برائے نماز بہ مسجدِ شریف و نہ برائے تفریحِ صبا حاکم راہ چائے یک دو بسکٹ تناول کردند۔ و بہ عصر ہم چائے نوشیدند۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء۔ ماہر سہ برادر بہ

مدرسہ عبدالرب رفتیم و سبق خواندیم۔ چون باز گشتیم حسب معمول استفسار از سبق کردند و دعا ہا دادند۔ بہ شب حلقہ و توجہ در قیام گاہ تا نواخت دواز شب کردند۔ اثر تپ و حرارت بر جسم مبارک ظاہر بود۔ دوا استعمال کردند روز سوم کہ یوم یکشنبہ بود بہ مثل روز دوم گذشت، اگرچہ

دوا استعمال کردند اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء البتہ چاہے بہ صبح و سارنوش کردند۔ حلقہ و توجہ تا نواخت دواز شب کردند۔ چون کہ حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی بودند و ہمیشہ کلان در خدمت ایشان بود و ہمیشہ میانہ بہ پانی پت رفتہ بود و در خانہ بہ جز ہمیشہ خورد و عیال حضرت برادر کلان کسے نہ بود ازین جہت حضرت برادر کلان و حاجی ملا احمد طنائیل و ملا جان محمد حسین خیل بہ تیمارداری مصروف بودند و تا آخر وقت این ہر سہ نفوس مبارکہ بہ وجہ احسن و اکمل و ارتج خدمت حضرت ایشان کردند۔ روز چہارم کہ یوم دوشنبہ بود این عاجز و برادر خورد بہ مدرسہ رفتیم۔ و حضرت برادر کلان بہ خدمت حضرت ایشان مصروف ماندند۔ بہ جز چاہے ہیچ غذا تناول نہ فرمودند۔ مع ہذا تا نواخت دواز شب بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ استعمال دوا کردند، اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ روز پنجم کہ روز سہ شنبہ بود بہ نیم روز حافظ غلام محمد "باغ والا" مع "گلشہا" حاضر شد کہ از بس سُرُخ ساختہ شدہ بود۔ کلمہ ہندی است و استعمالش بر آن منارہ کوچک می باشد کہ بر سر گنبد ہا و منار ہا از جہت یا از معدن دیگر ساختہ می نہند۔ در آواخر فصل اول تحت عنوان "بنائے مسجد و ارادہ حج" عاجز بیان کردہ است کہ حضرت ایشان حافظ غلام محمد را بہ رامپور برائے تعمیر مسجد حضرت محمد مرشد فرستادہ بودند۔ با وجود نقاہت و کمزوری حضرت ایشان حافظ غلام محمد را با گلشہا نزد خود طلب کردند و بسیار خوش شدند و دوی ہزار و پینصد روپیہ بہ ایشان دادند و فرمودند۔ کار بہ وجہ احسن بکنید۔ و فکر در اہم نہ کنید۔ وقتے کہ حضرت ایشان گلشہا را معاینہ می کردند این عاجز حاضر بود۔ روز چہارم و پنجم نیز بہ مدرسہ رفتیم۔ و چون ازان جا برگشتیم برائے عرض نیاز حاضر شدیم حضرت ایشان حسب معمول خلاصہ دروس پرسیدند۔ و این روز امین الاسلام و منزل اللہ خان برائے مزاج پرسی حاضر شدند۔ بہ وقت عصر مولوی بخش اللہ حاضر شدند۔ حضرت ایشان بہ بخش اللہ گفتند۔ اے عزیز، آثار دیگر است۔ بعض افراد را از استماع این ارشاد تعجب روے داد، چہ بہ حسب ظاہر چاہے پریشانی نہ بود۔ اما بسیار زود معلوم شد کہ تعجب ایشان غلط بود و آن حج ارشاد کردہ بودند درست بود۔ و این روزا غنی شب چہار شنبہ کہ شب بست و ہفتم ماہ بود تا نواخت دوازہ بہ حلقہ و توجہ مصروف ماند۔ و این حلقہ مبارکہ آخرین حلقات بود۔ **لِلّٰهِ الْمُرُومِنُ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ**۔ در این روز ہم بہ جز چاہے و دار و استعمال چیزے نہ کردند۔ از علاج طبیب روز چہارم بود۔ و نپ برائے اندک وقت ہم زائل نہ شدہ بود۔ طبیب خیال کرد کہ ازالہ قبض باید کرد تا کہ تپ زائل شود۔

چنانچہ منہل داد۔ بہ نواخت چہار از صبح حضرت ایشان قضائے حاجت کردند چون کہ از چہار روز غذائے نہ خوردہ بودند ضعف و نقاہت غلبہ کرد و حضرت ایشان بر سر پیر دراز شدند و باز تا آخر وقت نہ نشستند۔ روز ششم کہ روز چہار شنبہ بود استعمال چائے ہم نہ کردند۔ البتہ از صبح این روز تا نواخت دہ از شب پنجشنبہ بچاہ یا شصت بار آب قطرہ قطرہ نوشیدند۔ امروز ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حکیم محمد احمد خان فرزند حکیم عبدالمجید خان نیز برائے معاینہ آمدند۔ اگرچہ این ہر دو اطباء کمال از زبان خود چیزے نہ گفتند۔ لیکن از کثرہ و احوال ایشان ظاہر شد کہ آنچہ دیروز عند الاصل حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ فرمودہ بودند "لے عزیز آثار دیگر است" اظہار حقیقت بود۔ امروز در حدیث تبیشی بود۔ بیشتر اوقات چشمہاے مبارک را بند داشتہ بودند و چون مبارک چشمان را وامی کردند بہ نہایت شفقت و مرحمت حاضرین رامی دیدند، روز چہار شنبہ در ہمین احوال گزشت و در شب پنجشنبہ غالباً نواخت نہ ونیم بود کہ چشم مبارک کشادند۔ برادر عزیز و این عاجز را دیدند۔ مایان ہر دو حاضر بودیم و مبارک سا قہار را بہ آہستگی می ماییدیم۔ برادر عزیز آن وقت دستار سفید بستہ بودند حضرت ایشان بہ حاضرین فرمودند کہ حاجی ملا احمد شاخیل و تاجان محمد حسن خیل و محمد زمان خروئی سر وضوی بودند۔ بینید کہ سلم ماچہ خوب دستار بستہ و باز برادر خورد را دعا ہا دادند۔ بعد از یک ساعت چشم واکر وند۔ ماہر و تا آن وقت موجود بودیم۔ و حضرت برادر کلان برائے کارے رفتہ بودند حضرت ایشان استفسار از برادر کلان کردند۔ عاجز عرض کرد کہ ایشان حالاً بہ کارے رفتہ اند۔ حضرت ایشان ہر دو را دعا وادہ فرمودند۔ وقت خواب است شامہر دو بروید۔ برادر عزیز بعد قلیل رفتند و این عاجز حسب سابق بہ مالش ساق مشغول ماند۔ غالباً نواخت یازدہ بود کہ باز چشم مبارک باز کردند و نام عاجز گرفتہ فرمودند۔ ہنوز نشستہ امی، عاجز بہ اثبات جواب عرض کرد، بعد ازین کیفیت حضرت والدہ مبارکہ استفسار فرمودند۔ عاجز بعد از نماز دیگر بہ مستشفی رفتہ بود و احوال معلوم کردہ بود۔ لہذا از خیریت ایشان عرض کرد۔ حضرت ایشان اظہار رضامندی کردہ بہ عاجز دعا ہا دادند و بہ شفقت و محبت تمام ارشاد کردند "وقت بسیار گزشتہ برائے خواب برو"۔ این دعا و کلام کہ عاجز از حضرت ایشان آن وقت شنیدہ آخر کلام بود۔ و امروز کہ پنجاب و سہ سال برین واقعہ گزشتہ لذت آن مبارک و شیرین کلام در پردہاے صماخ و در سویدائے قلب محفوظ است و جینا بَعْدَ جِینِ عاجز را مسحور کردہ در طرب می آرد۔ افسوس صد افسوس۔ آن قدر بشکست و آن ساقی نہ ماند۔ یہ پنجشنبہ کہ روز ہفتم علالت بود۔ در خانقاہ شریف آثارِ حزن و ملال و رنج و الم از رو دیوار بلکہ از ہر ذرّہ خاک ظاہر بود و خانقاہ مبارک از مخلصین صادقین پاک نہاد و صاف کیشان مکتظ بود۔ ہر یک سر افگندہ و ساکت و واجم و حزن

وکیب بود۔ کسے بہ آہ وزاری مشغول بود و کسے بہ درگاہ بے نیاز و عاہمی کرد و کسے از سر صدق و اخلاص آرزو
می کرد کہ جان خود را فدائے آن جانِ جانہا بکند۔ ولیکن

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يَذَرُكَهٗ تَجَرَّى الرِّيحُ بِمَا لَا تَشْتَقِي السُّفُنُ

وصال بہ صبح معلوم شد کہ بہ اواخر وقت تہجد حضرت ایشان چہمان مبارک کشادہ و بہ عجلت
تمام استاد و چار بنج قدم بہ پیش رفتند و باز مراجعت فرمودہ بر سر پیر دراز شدند بہ کسے
بیچ نہ فرمودند۔ کس نہ دانست کہ آن قبلہ مُرادان بہ استقبال کہ برخاستہ بودند۔ و بعد ازین واقعہ تا دمِ آخر
نہ چشمہ واکر و نہ چیزے ارشاد کردند۔ بعد از نماز عصر دیدہ شد کہ لکھائے ابر بر افق ظاہر گردید۔ آفتاب
رُخ خود را بہ پردہ شب پوشانید۔ و برائے نجوم ردائے سحاب افراشتہ شد۔ روز پنجشنبہ گزشت و شب جمعہ
آغاز کرد۔ مبارک شب رسید و انتظارِ مبارک اوقات شد۔ چہ حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ اند کہ تا تقدّم
”بہترین اوقات سحر است یعنی رُبعِ اخیر، بعد از ان صبح است یعنی وقتِ نماز فجر، بعد از ان بین العصر
و المغرب بعد از ان بین المغرب و العشاء و بعد از ان جملہ اوقات علی السویہ برابر اند“ قیام حضرت ایشان
در دالانِ شمالِ رُویہ بود۔ در دالانِ جنوبِ رُویہ کہ مقابل آن دالان بود جماعتی از مخلصین نہ ذکر شریف
مشغول بود۔ حاجی مُلا احمد خان از بے قراری خود نزد آن مبارک جماعت رسید و سورۃ و التّائعات را
تلاوت کرد۔ خودش می گزیت و برادرانِ طریقتش ہم می گزیتند۔ در مسجد شریف مخلصین مصروف ختم
خواجگان و تلاوتِ قرآن مجید بودند۔ چون منتصف اللیل شد آسمان ہم آہ و بکا را آغاز کرد۔ نواخت یک بود
کہ حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مُلا جان محمد حسین خیل و حضرت برادر کلان سریر را درست کردند
و باز حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام تلاوتِ سورۃ یاسین شروع
کردند۔ آن وقت صدائے رعد و برق بہ نوعی شدید بود کہ کم دیدہ شدہ و آب از آسمان بہ نوعی می بارید
گویا کہ افواہِ قُربِ را کسے کشادہ است۔ چون بہترین اوقات رسید کہ وقت تہجد است بہ ساعتِ دو و
وقیعہ پنج از شب جمعہ بست و نہیم ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ صدائے۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي
إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ بہ گوش حق نبوش رسید۔ و روح پاکِ حضرت ایشان لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
گفتہ۔ سزاوارِ کرامتِ فَادُخِلِي فِي عِبَادِي وَادْخِلِي جَنَّتِي گشت۔ حدیث مبارک قدسی است۔ اَنَا عَبْدُ
ظَلِّ عَبْدِي بِي اِنْ خَيْرٍ اَفْخِرُوْا اِنْ شَرٍّ اَفْشَرُوْا۔ رعائے حضرت ایشان دانما از مولائے کریم و رحیم
خود ہمین بود۔

اَعُوْذُ بِكَ اللّٰهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَاَدْعُوْكَ رِقًا خَاضِعًا مُّتَذَلِّلًا

حَنَانِيكَ قُلُّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي لَكَ الْأَمْنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا

والہمارے خواہش اکثر درمکاتیب مبارکہ خود کردہ اند۔ از روی حدیث مبارکہ عاجز یقین دارو کہ حضرت ایشان درین زمرہ مبارکہ داخل اند کہ حق تعالیٰ بپانش کردہ۔ اَلَا اِنَّ اَذِلَّةَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰۃِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا يَتَّبِعِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ ای۔ آگاہ باش، بر دوستان خدا هیچ ترس نیست و نہ ایشان اندوہ گین شوند۔ برائے ایشان بشارت است در زندگانی دنیا و در آخرت۔ فرمان پروردگار را هیچ تبدیل نیست و این بشارت همانا ستندگاری عظیم است۔“ عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را از روز ولادت تا روز وفات بہ تفصیل نوشتہ است۔ بہ نیک وجه اگر در احوال مبارکہ نظر کردہ شود پُر ظاہر است کہ حضرت ایشان را از الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ وَاَزْدَكَ اَنْتَا يَتَّقُوْنَ۔ نصیب کامل بود۔ چہ جائے حرام کہ از شبہات کاملًا برکنار بودند۔ مدۃ العمر از ہدیہ آن افراد اجتناب کُلی کردند کہ در مال ایشان حرمت یا کراہت را دخلے می بود۔ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مولائے خود می بودند۔ و مخلصین را نیز گرویدہ این کاری ساختند از مکاتیب حضرت ایشان معلوم می شود کہ بہ چہ طور تربیت سالکان می کردند۔ از بعض افراد نقل جمیع مکاتیب مبارکہ یا بعینہا مکاتیب مبارکہ بہ عاجز رسیدہ و بیشتر آن مکاتیب مبارکہ را بہ الترتیب نقل کردہ۔ تا معلوم شود کہ حضرت ایشان برائے مخلصان چہ سعیہا می کردند و از شتر نفس و ہوا بہ چہ طور می رہانیدند۔ ہزاران غافلان را از تیر غفلت بہ وادی آگاہی رسانیدند و صد ہا افراد را بہ لطف مولائے کریم داخل دائرہ ولایت کردند و آخر بہ سکون تمام و خندہ پیشانی ازین جہان رحلت فرمودند۔ حضرت ایشان را وصال بیشتر آمد و ما عاجزان را حزن و ملال مفارقت۔

وَمَا كَانَ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا هَلَكَةُ هٰذَا وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهُ بُنِيَانَ قَوْمٍ تَهَكَّمَا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ۔ رَضِيْنَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ عَجَب تر بشنوید کہ چون روح مبارکہ حضرت ایشان پرواز کرد۔ بعد قلیل شور و عدد برق تمام شد۔ و باران بند شد و غیوم را اثری نہ ماند۔ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلرَّسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ عزت مرخلے راست و پیغمبر اورا و مومنان را۔ پروردگار مخلصین پاک نہاد را اجرا و بد کہ جسد مبارکہ خیر جہان را تا آخر۔

تغییل و تکفین | خیر الاوقات غسل دادہ و کفن پوشانیدہ در والان "تسبیح خانہ" ای عبادت گاہ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم۔ بر سر یہ نہادند۔ و مخلصین پاک نہاد و اہالی شہر مصروف تلاوت شریف شدند کہفن از جامہ بودہ کہ یک و نیم سال قبل

حاجی اسلم مارکیٹی از مکہ مکرمہ بہ آب زمزم شستہ آورده بود۔ آن وقت حضرت ایشان خوش شدہ فرمودہ بودند کہ این جامہ را برائے کفن ما محفوظ کنید۔ حضرت والدہ ماجدہ یک قطعہ از غلاف بیت اللہ الحرام دادند و فرمودند وقتے کہ این قطعہ را یکے از مخلصین برائے حضرت ایشان آورد۔ حضرت ایشان فرمودند این مبارک قطعہ را بر سینہ ما بنھید چنان چہ حاجی ملا احمد خان آن مبارک قطعہ را کہ کلمہ طیبہ کا ملا در آن بہ صورت بانگی تحریر بود۔ بر سینہ اقدس بگسترانید و آن قطعہ بہ طورے درست بر سینہ اقدس آمد کہ گویا کسے اندازہ کردہ آورده باشد۔

بہ وقت اغسال حاجی ملا احمد خان، ملا جان محمد حسین خیل، ملا یاسین مجریدی، حافظ عبد الحکیم، مولوی بخش اللہ، مولوی بدر الاسلام، و حضرت برادر کلان حاضر بودند۔ عاجز وید کہ بعد الاغسال آبی کہ در حلقہ چشم مجتمع بود آن را عاشق صادق حاجی ملا احمد چشید و باز بر پیشانی مبارک بوسہ عقیدت ثبت کرد۔ زہے قسمت کہ بہ این سعادت سرفراز گشت۔ در نصف آخر از تاریخ انجیس فی احوال نفس نفیس بر صفحہ ۱۷۱ نوشتہ است۔ وَفِي شَوَاهِدِ النُّبُوَّةِ سُئِلَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَبَبُ زِيَادَةِ فَهْمِهِ وَحِفْظِهِ قَالَ لَمَّا غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ مَاءٌ فِي جَفُونِهِ فَرَفَعْتُهُ بِلِسَانِي وَازْدَرَدَتْهُ فَأَرَى قُوَّةَ حِفْظِي مِنْهُ۔ عاجز یقین دارد کہ ملا احمد خان نیز فوائد با برداشتہ باشد۔ رحمہ اللہ۔

قبر مبارک | در ہند اجازتِ حکومت نیست کہ بہ حدود شہر غیر از قبرستان قبر ساختہ شود۔ حضرت ایشان را کسے بہ این قانون خبر کردہ بود۔ لہذا از اواخر ماہ رمضان ۱۳۴۲ھ از کوٹہ چند مکاتیب بہ مخلصین دہلی نوشتند کہ اجازت یک قبر در خانقاہ شریف از حکومت حاصل کنید۔ عاجز یاد دارد کہ بہ حافظ عبد الحکیم و مولوی بخش اللہ دوسہ خط این عاجز نوشتہ بود۔ لفظ از حضرت ایشان می بود و عاجز آن را می نوشت۔ با وجود مکرر دوسہ کثر نوشتن حضرت ایشان مخلصین دہلی تغافل کردند۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَيْتُكَ دُرّاً۔ بہ روز جمعہ بست و دوم جمادی الآخرہ کہ روز اول از علالت بود حضرت ایشان بہ امین الاسلام عضو مجلس شورای ہند و نواب منزل اللہ خان رئیس مشہور از علی گڑھ۔ را در خصوص این امر گفتند کہ اتقدم البیان فی الفصل الاول۔ حاجی ملا احمد خان چون از تفصیل و تکفین فراغت یافت، امین الاسلام و منزل اللہ خان را از واقعہ الیمہ آگاہ کرد و گفت کہ اجازت از حکومت حاصل کنند۔

ارشاد مبارک بہ حاجی ملا احمد | در سال ہزار و سہ صد و سی نہ چون حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی رسیدند حاجی ملا احمد خان مٹاخیل از افغانستان حسب عادت برائے خدمت حاضر شد۔ چون بہ وقت عصر حضرت ایشان برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری

بہت شمالی کوه رفتند ملا احمد خان را ہمراہ بردند۔ آن جا ملا احمد خان واقعہ طیارہ انگلیسی بیان کرد کہ در کٹواز پائین شدہ بود۔ دوران طیارہ یک افسر و یک رفیقش بود۔ اہالی آن جا ارادہ کردند کہ ہر دورا بکشند۔ امّا ملا صاحب آن ہر دورا بہ خانہ خود برد و باز ہر دو افراد را بہ حفاظت تمام بہ کابل بردہ با سیرامان اللہ خان سپرد۔ آن افسر انگلیسی یک تحریر نوشت و بہ ملا صاحب داد۔ عاجزان تحریر را دیدہ بود۔ مفہومش این بود۔ حال این تحریر ملا احمد خان سبب حیات من و رفیق من شدہ است۔ لہذا من از ہر افسر بریطانیہ التماس می کنم کہ وے معاونت ملا صاحب کند و کار ایشان را اجزا نماید۔ عاجزان وقت حاضر بود کہ حضرت ایشان بہ ملا صاحب گفتند۔ "این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ دار۔ بہ کار خواہد آمد۔" حضرت ایشان یک سال و سہ ماہ قبل گفتہ بودند۔ و برائے اجازت قبر مبارک آن تحریر بہ کار آمد و دیگر ہیچ کار از آن گرفتہ شد۔ چون آغاز دُورِ سقوی در افغانستان شد ملا صاحب آن تحریر را ضائع کردند۔

امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ اشتماع این خبر بہ خانقاہ شریف آمدند و باز بہ کار آمدن تحریر۔ نزد افسر کلان دہلی "سر مالکم ہیلی" بہ دروازہ کشمیری رفتند، آن وقت حاجی ملا احمد خان نیز ہمراہ ایشان رفتند و بہ یاد عاجزی آید کہ حافظ عبدالحکیم دہلوی نیز ہمراہ ایشان بود۔ این افسر بسیار سخت مزاج بود۔ اولاً امین الاسلام نزد افسر رفت و واقعہ بیان کرد۔ وے گفت "شما فردا برائے شخصے دیگر خواہید آمد" امین الاسلام از انجا برگشتہ بہ نواب صاحب این سخن گفت، چون کہ نواب صاحب با افسران کلان بسیار شناسا بود و حکومت "بریطانیہ" بہ ایشان خطاب "سر" ہم دادہ بود، نزدش رفتند۔ وے کلام سابق بہ ایشان نیز گفت۔ حاجی ملا احمد خان نیز با نواب صاحب بودند۔ ایشان ہمان مکتوب افسر انگلیسی را از جیب کشیدہ بہ سر مالکم ہیلی نشان دادند۔ وے چون آن تحریر را خواند تعظیماً استادہ شد۔ و احترام ملا صاحب بہ جا آورده ہمان دم اجازت داد۔ نواخت یازدہ از روز بود کہ این جماعت بہ خانقاہ شریف با اجازت نامہ رسید حضرت ایشان پانزدہ ماہ بیشتر فرمودہ بودند۔ بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہ آمد، اظہار آن ارشاد گرامی بہ این وقت و بہ این شکل شد، وَکَيْفَ لَا وَقَدْ قَالَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ، ابْنِ آدَمَ تَفَتَّرْ عَ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدَرَكَ غَنَى وَأَسَدٌ فَقْرُكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَكَلِمَ أَسَدٌ فَقْرُكَ حضرت ایشان قَدَسَ اللَّهُ سِرُّهُ وَتَوَسَّ صَرِيحَتُہ را خواہش پیدا شد کہ در جوارِ حضرات کرام قَدَسَ اللَّهُ أَسْرَارُہُمْ پیاسا بند و یک ہفتہ قبل برائے قبر خود جائے را تجویز کردند مخلصین را خیال بود کہ امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ سہولت این کار را خواہند کرد اما کار ساز حقیقی را اظہار کرامت حضرت ایشان منظور بود چنانکہ چہ آن کاغذ بہ کار آمد۔ و "مَنْ حَيْثُ

لَا يَخْتَسِبُ "صادق آمد۔ اللہ فی عبادہ شَتُّونُ۔"

تحفیر و درستی قبر | پروردگار جل شانہ و عَظَّمَ اِحْسَانُہُ شیخ غلام احمد النسوی، چودھری مولا داؤخان خورجوی، حافظ غلام محمد باغ والا انشی حسین علی دہلوی، حافظ سلطان

زردوز را جرہائے بے حساب دہد کہ اینہا چون احوال حضرت ایشان را بعد العشاء الآخرہ متغیر یافتند علی الفور کاریگران و بنایان را مہیّا کردہ بہ اعداد قبر مبارک مشغول شدند اولا فرش سنگ مرمر محجر شریف را بہ وجہ خوب برداشتند و باز در حفر قبر مبارک مشغول شدند بہ دقت تمام این پاک نہادان تا وقت عصر بلکہ الی ما بعد صلاۃ العصر ازین کار فارغ شدند۔

نماز جنازہ | وصال حضرت ایشان بہ نواخت دو و تنج دقیقہ شد و جسد مبارک را تا صلاۃ الفجر در تسبیح خانہ شریف بر سریر نہادند۔ خبر ارتحال حضرت ایشان در تمام شہر تا وقت

فجر عام شد۔ و خلق خدا دیوانہ وار از ہر جہت رو بہ خانقاہ شریف نہاد۔ اگرچہ ہر یک از مخلصین پاک نہاد مہموم و مغموم بود اما پروردگار جلّت قدرّتہ و عَظَمَتِ حکمتہ بہ نوعی آن دارفتگان را فہم و شعور داد کہ بہ نظم جمیل از دروازہ خانقاہ شریف تا سریر مبارک را ہے را برائے آمد و رفت ترتیب دادند کہ کافۃ الناس حضرت ایشان را زیارت کردہ بروند، و رائے جماعت منتظمین برین امر قرار گرفت کہ جنازہ حضرت ایشان را بہ "میدان پریٹ" ببرند کہ ماہین مسجد جامع و قلعہ واقع است، دران ایام تمام میدان یک قطعہ بود، (حالانیم میدان موسوم بہ آزاد پارک) تاکہ کسے از نماز جنازہ محروم نہ ماند، و ایشان چہارتیر ہا را با پایہ ہائے سریر بستند تاکہ خلق خدا بیش از بیش بہ سعادت محل شریف مشرف شود بعد از نواخت یازہ از خانقاہ شریف این منوکب اجلال با صدرنج و ملال بہ میدان روانہ شد و تا نواخت یک بہ میدان رسید۔ حکومت دہلی در تمام دفاتر اعلان کرد کہ از مسلمانان ہر کہ خواہد بود و در نماز جنازہ شریک شود و این اعلان در دفاتر نائب ملک (والسرائے) نیز شد، لہذا خلق خدا جوق در جوق بہ سوائے میدان، پیادہ پا و سوار روان و دوان بود۔ از میرٹھ، بلند شہر، خورجہ، مراد آباد، غازی آباد، فرید آباد، مہرولی، نظام الدین، سونی پت، پانی پت ہزاران افراد دیوانہ وار رسیدند۔ از وہام خلّاق بہ حدّے شد کہ میدان بہ آن بزرگی تنگ آمد۔ عاجز ملاحظہ کرو کہ ہزاران غیر مسلم بہ کنارہ غربی میدان استادہ بود۔ بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو حضرت ابو الفیض بلال اَدَامَ اللہُ ارشادہ امامت نماز جنازہ کردند۔ بجوئے کہ بعد از نماز جنازہ بر سریر مبارک شد بیانش متعذر است۔ پروردگار مخلصین صادقین را کہ بہ اندازہ چہار صد نفر از افغانان و ہندیان بودند۔ سریر مبارک را احاطہ کردہ بہ منزله حصار منیع حصین

شدند و یک جماعت بر ما هر سه برادر محاط شد۔ دُیْنِیْمُ اللّٰهِ وَ عَلَیْ بَرَکَةِ اللّٰهِ جَنَازَهُ مَبَارَکَهُ رَا از میدانِ بَرَکَ خانقاه شریف برداشتند۔ بر جنازه مبارکه دوشاله نہایت نفیس کہ زر و رنگ داشت انداختہ بودند اگر مخلصین بہ آہ و بکا و نعرہ اللہ مصروف بودند، دیگران ہم در اشک ریزی و نعرہ اللہ اکبر کمتر از ایشان نہ بودند۔ چون سر بر مبارک از جامع مسجد در حدود بازار داخل شد دیدہ شد کہ تمام بالاخانہ ہا و مقوف از زائرین و زارات پُر بود، کسے از چشمان خود عقد گوہر غلطان شامی کرد و کسے از فرط محبت از ہار و ریاحین رامی پاشید۔ در دیوار ہا از نعرہ ہائے اللہ و از آہ و بکا بہ رنگ "بیت الحزن" غمگین و سوگوار بود۔ یا اللہ منْ خَطِيبٍ جَلِيْلٍ وَ مِنْ رَزِيْقَةٍ عَظْمٰی۔ بعض مدہوشان بادۂ محبت راجئاً بَعْدَ حَیْنٍ از اعماقِ قلب صدا بلند می شد۔ این جَنَازَهُ وَلِیِّ پُرورگار است۔ تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشا ئے است۔

بہ دقت تمام جنازه مبارک را تا نواخت پنج بہ خانقاه شریف رسانیدند۔ چون کہ قبر مبارک ہنوز تیار نہ شدہ بود سر بر مبارک را در مسجد شریف نہادند۔ خلق خدا را اصرار شد کہ خلا را یک نظر از دیدار مبارک مرحمت کنید۔ منتظرین آن را بند و بست کردند۔ آن وقت عاجز عند راسہ المبارک بود۔ دید کہ چشمان مبارک بستہ اند بہ نوعی کہ در مراقبہ و ذکر شریف بستہ می کردند و اسراریرالْوَجْہِ الْمُبَارَکِ کشادہ اند گو یا تبسم می فرمایند۔ برادرِ کَلان حضرت جدِ بزرگوار چون در مکہ مکرمہ بہ شانزدہم ذی الحجۃ ۱۲۸۸ھ رحلت فرمودند حضرت جدِ مجد آن وقت این رباعی خواندند۔

یاد داری کہ وقت زادنِ تو ہمہ خندان بُدند و تو گریان
آن چنان زی کہ وقت مردنِ تو ہمہ گریان بودند و تو خندان

حضرت ایشان را ہزاران افراد انیم مصداق این رباعی یافتند و دیدند کہ گویا "نَمْ کُنُوْمُ الْعَرُوسُ" خفتہ اند۔ وقت عصر داخل شد و قبر مبارک تکمیل یافت و این ہفت نفر حضرت ایشان را در آرامگاہ **تدفین** آخرین فرود آوردند۔ ۱۔ یار محمد خروئی سرو صغوی از اقدم مخلصین حضرت ایشان و مرید کامل الارادۂ و عاشق صادق ۲۔ حاجی ملا احمد خان مُتَاخِیل از قدما مخلصین و خادم و فرتمیز و شیدائے حضرت ایشان ۳۔ ملا یاسین صادق الارادۂ و المحبۃ ۴۔ و ۵۔ حافظ اشفاق الہی و حافظ حفیظ الدین از میرٹھ ہر دو در ولایت در محبت از اصحاب کمال ۶۔ امین الاسلام کلکتوی مرد پاک دل و صاف ضمیر و عاشق و شیدائے نواب نزل اللہ خان راسخ المحبۃ و الاعتقاد۔ این ہفت افراد بہ نہایت تعظیم و تکریم حضرت ایشان را در قبر مکرم نہادند۔ ماہر سه برادر و حافظ عبد الحکیم و حافظ غلام محمد باغ والا و شیخ غلام احمد ہانسوی و دو نفر از مخلصین افغانستان آن جا استادہ بودیم۔ بِحُصُولِ الْبَسَاکَیۃِ وَالشُّمُولِ فِی الْخَدَمَۃِ

نوبتے مایان ہم عندالوضع دست تا بہ حضرت ایشان۔ روحی فداہ۔ رساندیم۔ و باز با صد و زوالم بر قبر
مبارک خاک انداختیم۔ شیخ غلام احمد ہانسوی کہ از مخلصین قدما و اصحاب نسبت عاشق صادق و مداح
حضرت ایشان بود فی البدیہ این چار شعر خواند۔

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیرِ جنت
روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت
ذات پاک تو فنا گشت بہ ذات واحد
لے دعاے تو سپر بود ز آفت مارا
رفتی و دیدہ پُر از خون بہ فراقِ کردیم
خاک با دایہ سر ما کہ بہ خاکت کردیم
ما عجب تیرہ درونان کہ بہ خاکت کردیم
زین جہت قصد نہایت بہ بدایت کردیم
چون شعر دوم را بہ سوز و درد و اشکباری خواندند عاشقان صاف کیشان را نعرہ ہائے ہو و ہائے دیا اللہ
بلند شد۔ یا لَهْفَ نَفْسِی لَهْفَہَا مَا لِلزَّمَانِ وَمَالِیَّة۔

فَقَدْ نَاهُ وَالْأَمَالَ تَرْجُو حَيَاتُہ
وَفِی اللَّیْلَةِ الظُّلُمَاءُ یُفْتَقِدُ الْبَدْرُ
بعد از نماز شام زائرین در محضر شریف شمعہا روشن کردند و گلہا بر مزار شریف انداختند شیخ غلام احمد
در احوال جذب و بے خودی نزد محضر مبارک می گشت و در آن حال می گفت،
بر مزار پیر روشن ہم چراغے ہم گلے
ہم پر پروانہ سوز دہم صدائے بلبلے
و در ہمان احوال مستی و سرشاری گفت۔

بیاد رگلشن عرفان گلے تازہ دید این جا
مُحَمَّدُ الدِّینِ عَبْدِ اللہِ ابوالخیر آمد این جا
از روز وصال حضرت ایشان مخلصین پاک نہاد از اطراف و جوانب رو بہ کعبۃ الآمال آستان خیر
فاتحہ | جہان آوردند و شب و روز سلسلہ فاتحہ و ایصالِ ثواب جاری بود و برائے ایشان انتظامات
فُطُور و عَظَمَاءُ و عَشَارَہ شدہ شد مع ہذا منتظمین پاک ضمیر ارادہ کردند کہ بہ بست و نہم رجب الحرام فاتحہ کبری
کنند و بہ آن وقت مشائخ طرق و علماء اعلام و عمائدین شہر و کثراہ اطراف را مدعو کنند تا در حفلیہ کبری رسم ستار
بندی و جانشینی انجام پذیرد۔ حافظ عبد الحکیم ابن خیال را پیش حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی (حاذق الملک
و مسیح الملک) بیان کرد۔ ایشان گفتند۔ زمانہ از حد پرفتق است و اعدا را قلت نیست۔ اگر درین عرصہ
یک ماہ دشمنی دعوی استحقاق خانقاہ شریف کرد، مشکلات پیدا خواہد شد، لہذا بہ روز سیوم کہ روز یکشنبہ
است جلسہ دستار بندی و جانشینی بکنید و باز در آخر ماہ رجب جلسہ کبری منعقد کنید و تمام مشائخ و اکابر
را آن وقت دعوت و ہمید و در آن اجتماع تصدیق اعلان این جلسہ کردہ شود۔ چنانچہ منتظمین بر مشورہ حکیم صاحب
عمل کردند۔ عاجز گوید حکیم صاحب را پروردگار جہاد و ہدایت را اندیشہ کہ ایشان کردہ بودند بے اساس نہ بود

بلکہ یک سال نہ گزشت کہ بالفعل آن صورت پیدا شد۔ و جماعتی از بدخواہان و اصحاب اغراض فاسدہ ... کرامت النساء را آلہ کار خود ساختہ در محکمہ دعوی کردند و بلا وجہ تا دو سال برائے مایان اسباب پریشانی پیدا کردند پروردگار چودھری مولاداد خان خوجوی و شیخ غلام احمد ہانسوی و حافظ عبدالحکیم دہلوی و حافظ محمد سلطان زردوز دہلوی را اجرا و ہر کہ ایشان سببہا کردند۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ۔

منتظمین مخلصین اعلان جلسہ صغریٰ از روز یک شنبہ دوم جیب الاحرام ۱۳۳۱ھ کردند از

جلسہ صغریٰ

عمائدین درج ذیل افراد شریک شدند جنرل قونصل سردار غلام حیدر خان بنیابت امیر امان اللہ خان نواب ٹونک پیرزادہ محمد حسین جج، پیرزادہ ڈپٹی مظفر احمد، نواب سراج الدین خان ساکن، سید وحید الدین احمد بختوزادہ نواب فیض احمد خان، نواب ابوالحسن خان، حکیم حافظ محمد اجل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، عبدالعزیز دہلوی، میرالوار احمد پیر جی حسین مرزا از مشائخ و علماء سید احمد امام مسجد جامع (شمس العلماء) حکیم فرید احمد عباسی امر دہلوی، پیر جی عبدالصمد ہشتی (کالے صاحب دالے) آخوند جی مختار احمد قادری، پیر جی کرار حسین (صابر بخش دالے)، پیر جی امیر الملک مرزا بلالی آختر، پیر جی عبدالرحمن مودودی، پیر جی عبدالوہاب، سید طاہر حسن امام عید گاہ پیر جی سعید الزبیر مجددی ساکن مغلیہ دہلی، مولوی سردار احمد مجددی رامپوری، جناب سیف الدین ابوالطاہر طاہر مجددی رامپوری، پیر جی مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ، مولانا مفتی مظہر اللہ امام جامع فقہوری، مولانا حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی، مولوی عبدالعزیز خلیفہ مولانا کرامت اللہ خان، مولانا عبدالغفار متولی مسجد حوض قاضی، جناب مولوی مصباح الدین ساکن مفتی والان، مولوی لطف القادر ساکن سبزی منڈی، مولوی محمد ابراہیم قانی، صاحبزادگان درگاہ قطب الاقطاب و سلطان جی درویش چراغ دہلی، و شاہ کلیم اللہ وغیر ازیں از رامپور جناب مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان حسین از صاحبزادگان مجددیہ و از میرٹھ شیخ وحید الدین و شیخ بشیر الدین و از پانی پت نواب زادہ فاخر احمد خان و جمیع مخلصین از پانی پت و میرٹھ و بلند شہر و خوجہ و غازی آباد و سرسہ و ہانسوی وغیرہ آمدند خانقاہ شریف از خلایق پُر بود حضرت محمد صادق مجددی کابلی فرزند اصغر حضرت غلام قیوم قدس سرہ (حضرت صاحب کابل) بہ روز چہار شنبہ کہ روز ششم از علالت حضرت ایشان بود برائے زیارت حضرت ایشان آمدہ بودند۔ چون کہ حضرت ایشان صاحب فراش بودند با ماسہ برادر ملاقات کردہ بہ روز دوم بہ سرہند شریف رفتند۔ یک شب گزشتہ بود کہ "تلغراف" رسید و از حادثہ ارنجھال آگاہ شدند ایشان ہمان دم قصد دہلی کردند و در فاتحہ روز سوم شریک شدند و دستار ہا کہ سجادگان آوردہ بودند بر سر حضرت برادر کلان جناب ایشان

ہستند۔ عاجز از افراد متعدّدہ شنید کہ برائے این کار ضرورت بود کہ از حضرات مجددیہ کسے باشد پروردگار ایشان را فرستاد و الحمد للہ علی ذلک۔ و درین جلسہ حضرة الشیخ الولی مولانا عبدالعلی محدث دہلوی با وجود معارذی از مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند۔ و قتی کہ جناب الیثان را بر کرسی نشاندہ چارہ افراد نزد حضرت برادر کلان آوردند۔ سبب اشک از چشمان الیثان جاری بود۔ آن وقت حضرت برادر کلان بہ انداز پرورد و پُرسوز این دو دو شعر متنبی خواندند:-

فَلَيْتَ طَالَعَةَ الشَّمْسَيْنِ غَائِبَةً وَلَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسَيْنِ لَمْ تَغِيبْ
وَلَيْتَ عَيْنَ ابْنِ النَّهَارِ بِهَا فِدَاءُ عَيْنِ ابْنِ النَّهَارِ زَالَتْ وَلَمْ تَوُجِبْ

یعنی از دو آفتاب ہا اے کاش طلوع کنندہ آفتاب غائب بودے و غائب شدہ آفتاب غائب نہ می بودے، و اے کاش آن قرص کہ دیر از روز ظاہر کردہ بر آن قرص قداشدے کہ دے رفتہ و باز نہ گشتہ حضرت برادر کلان چند روز پیشتر این اشعار را از حضرت مولانا خواندہ بودند و از مدرسہ بازگشتہ پیش حضرت الیثان خواندہ بودند و امر روز در حلقہ تالین نہایت بر محل خواندند، اہل علم از اجتماع این ہر دو شعر و دیگران از بیان و تشریح کہ حضرت برادر کلان کردند بسیار متاثر شدند۔ بہ خیال عاجز چشمے نہ بود کہ اشک نہ می ریخت۔ از کثرت بکا احوال حضرت مولانا دیگرگون شد چنانچہ شیخ غلام احمد و دیگر کارپردازان بہ صد اکرام و احترام مخص کردند عاجز از آن اجتماع و از آن برکات کہ آن وقت کالمطر اظہار می ریخت چہ گوید و چہ نویسند۔

مبارک مقام و مبارک جلوس مبارک بیان و مبارک نفوس

شیخ غلام احمد ہانسوی بہ مشورہ حکیم حافظ محمد اجل خان دستاویزے نوشت و نام ماہر سہ برادران را تحریر کردہ نوشت کہ الیثان و ارثان و جانشینان حضرت خیر جہان اندالبنتہ مسند و سجادہ نشین فرزند اکبر اکرم حضرت ابوالفیض بلال ہستند۔ و برین دستاویز تمام اکابر امضا کردند۔

جلسہ کبریٰ خبر ارتحال حضرت خیر جہاں کالبرق در ہندوستان و بلوچستان و افغانستان بہ سرعت تمام منتشر شد، و مخلصان پاک طینت بہ فاتحہ و ایصال ثواب مشغول شدند۔ مخلصین افغانستان را پروردگار اجر ہادہد کہ ایشان از دیگران پیشتر و بیشتر بودند۔ یکے ہم از ایشان نہ مانند کہ ایصال ثواب از صدقات و اطعام طعام نہ کردہ باشد۔ اگر کسے نانے خیرات کردہ دیگرے پنجاہ گوسفند ذبح کردہ۔ علی الموسع قدرہ و علی المقتر قدرہ و آن چہ از ختمات و دعا با بودہ فَلَا یَعْلَمُ مَدَاہَا إِلَّا اللہُ جَلَّ شَانُہُ۔ و کسانے کہ توفیق سفر یافتند قصد کعبۃ الامال کردند۔ منتظمین پاک نہاد علماء و مشائخ را از تاریخ انعقاد جلسہ کبریٰ آگاہ کردند کہ روز جمعہ تمام کردہ بہ شب شنبہ و بہ روز شنبہ بست و ہم حجب الحرم

۱۳۲۱ھ مطابق شانزده و ہفده مارچ ۱۹۳۳ء یعنی بستی و ہفتم و بستی و ہشتم از ماہ دلو ۱۳۲۱ شمسی ہجری فاتحہ حضرت خیر جهان است۔ دریں اختضال غیر از آن افراد کہ در جلسہ صغری شرکت کردہ بودند درج ذیل افراد شریک شدند۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر عبدالحق ہوشیار پوری، پیر سید محمد شاہ قصوری، پیر شاہ سلیمان کنگن پوری، پیر ابوالخیر غازی پوری، مولانا مشتاق احمد امبیٹھوی پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی قادری خالیدی نقشبندی حیدرآبادی ثم المدنی، مولوی عبدالغفر کھلوی مع جماعت مریدان، مولانا نور احمد سپوری امرتسری، مولانا سید عبدالجلیل جڑوہی، مولوی محمد عمر گھوسوی مفتی عبید اللہ مفتی کوٹہ و فرزند ایشان مفتی احمد گل، ملا امان اللہ (استاد مابروان) ملا منظر شاہوانی، ملا عبدالعزیز کاکڑی، ملا صاحب خان قمبرانی، ملا عبدالرؤف پشین، ملا ایاز کاکڑی گجلائی، سید عبدالرحمن از قریہ گل محمد، حاجی محمد اسلم مارکٹی و غیر ہم۔ تمام افراد کہ در فاتحہ شریک بودند برائے حضرت ایشان دعا ہا کردند۔ پیر عبدالحق ہوشیار پوری مزید یک دو شب قیام کردند، ایشان در حدود ہزار و دو صد و نو بدہ حرین شریفین رفتہ بودند و آنجا در مکہ مکرمہ با حضرت جد امجد و در مدینہ منورہ با حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجہ و حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرار ہم ملاقات کردہ بودند می گفتند کہ حضرات کرام را نسبت بہ حضرت ایشان (حضرت سیدی الوالد قدس سرہ) بسیار پر امید یافتہ می گفتند کہ ایشان را شانے خواہد بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری نیز یک دو شب قیام کردند و مثنوی شریف خواندند و حاضرین را خوش کردند، پیر سید محمد بغدادی فرزند سید عبد الرحیم و ایشان فرزند سید عبد الکرم فرزند سید محمد شیخ الاسلام موصل بہرہ برادر کلان خود از بغداد بہ حیدرآباد آمدند۔ نظام دکن میر عثمان علی خان بہ تعظیم پیش آمد و برائے معاش مشاہرہ مقرر کرد۔ سید محمد بغدادی از آبار و اجداد خود مرہوط بہ سلسلہ قادریہ بود و از شیخ احمد عراقی در طریقہ خالدیہ مجددیہ بیعت بود، شیخ احمد از والد خود شیخ محمد عثمان سراج الدین و ایشان از مولانا خالد کردی شہزوری بیعت بود۔ سید نذیر الدین نمبرہ سید محمد بغدادی بہ عاجز بیان می کرد کہ جد امجد من اکثر در حیدرآباد بیان فاتحہ می کردند و می گفتند کہ از فیوضات و برکات آن جا چہ گویم۔ حضرت صاحبزادہ (حضرت ابوالفیض بلال) در نماز دو رکوع از سورہ مریم خواندند، کیفیتی کہ بہ آن وقت روئے داد از بیانش قاصر م۔ جناب سید محمد در ۱۳۵۳ھ بہ مدینہ منورہ تشریف بردند و در ۱۳۶۲ھ در ان دیار مقدس رحلت نمودند، رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ بعد از فاتحہ حضرت فضل محمد فرزند نخستین حضرت غلام قیوم مجددی کابلی و جانشین ایشان با جماعتی از مخلصین و فرزند خود جناب ثنائے معصوم مشہور بہ میا جان تشریف آوردند و دعا ہا کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حاجی ملا احمد خان، یار محمد خروٹی، سروضی، محمد زمان خروٹی، حاجی نادر خروٹی، ملا جان محمد حسین خیل
ملا یاسین جہرانی، ہاشم جہرانی، ملا عمر سلطان خیل، ملاولی محمد نسو خیل، وازدہلی حافظ عبدالحکیم، حاجی شہاب الدین تاجر

کلاہ، محمد رفیع تاجزخروف بلوری و جینی، نور الہی صندوق والا، انیس الرحمن، عبدالحق اپن، عبد الرحمن
 ٹین والا، حافظ سلطان زر دوز، مستری محمد شفیع، مستری عبدالرحیم، حافظ سکندر مدرس در مدرسہ فتحپوری
 نشی حسین علی، حکیم محمد شفیع ماہر امراض چشم ساکن بہ متصل باڑی پہاڑ گنج، شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا
 حافظ غلام محمد باغ والا، مولوی بخش اللہ مولوی بدرالاسلام، نشی احمد حسین، حاجی حافظ منیر الدین
 منیر، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، وازغیر دہلی شیخ غلام احمد بانسوی، چودھری مولاداد خان خوجوی
 حافظ حفیظ الدین میرٹھی، حافظ اشفاق الہی میرٹھی تقریباً تا دو ماہ شب و روز بہ خدمت مصروف بودند
 و حکیم حافظ محمد اجل خان شرفی و سیادت پناہ سید احمد امام مسجد جامع دہلی (شمس العلماء) و حکیم فرید احمد
 امروہوی بہ مشورہ شریک بودند۔ افسوس صد افسوس نہ آن میرٹھقل ماند نہ آن کار پروازان۔ کُلّ مَنْ
 عَلَیْہَا قَانِ وَ یَبْقَی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔

یاد باد آن کہ سر کوئے تو ام منزل بود دیدہ را روشنی از خاکِ درت حاصل بود
 آہ ازین جور و تظلم کہ درین واگہ است دای زان عیش و تنعم کہ دران منزل بود
 دردم بود کہ بے دوست نہ باشم ہرگز چہ توان گفت کہ سعی من دل باطل بود

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

باقی از صفحہ ۳۷۰۔ مرتحل و العاریۃ موداة الی اہلہا، والذی لا الہ الا ہو ما علی ظہر
 الارض شیء احوج الی طول سخن من لسان۔ ان للقلوب شہوۃ و اقبالاً و ان للقلوب فترۃ
 و ادباراً فاغتموها عند شہوتہا و اقبالہا و دعوها عند فترتہا و ادبارہا۔ قال ابو عبیدۃ، اَلَا
 رَبُّ مَبِیضٍ لِّثِیَابِہِ مَدَنٍ لِّدِیْنِہِ، اَلَا رَبُّ مَكْرَمٍ لِّنَفْسِہِ وَ هَوْلِہَا مَہِیْنٍ، اَدْرَأُ وَا السَّیِّئَاتِ
 الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیثَاتِ، فَلَوَّانِ اِحْدَکُمَا عَمِلَ مِنَ السَّیِّئَاتِ مَا بَیْنَهُ وَ بَیْنَ السَّمَاءِ ثُمَّ عَمِلَ
 حَسَنَةً لَعَلَّتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِہِ حَتّٰی تَقْہَرْہُنَّ مِثْلَ قَلْبِ الدَّهْمِ مِثْلَ الْعَصْفُورِ یَتَقَلَّبُ کُلَّ یَوْمٍ کَذَا وَ کَذَا مَرَّةً
 قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ اَسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّجْعَلَ کَنْزَہُ فِی السَّمَاءِ لَا تَاکُلُہُ السُّوسُ وَلَا تَنَالُہُ السَّرَاقُ
 فَلِیَفْعَلَ فَاِنْ قَلْبُ الرَّجُلِ مَعَ کَنْزِہِ، لِیَسْبَحَکَ بِبَیْتِکَ وَ اَکْفَفَ لِسَانُکَ وَ اَبْکَى عَلٰی ذِکْرِ خَطِیئَتِکَ، اَنْتُمْ اَکْثَرُ صِیَاحًا وَ اَکْثَرُ
 صَلَاةً وَ اَکْثَرُ اجْتِهَادًا مِنْ اصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ هُمْ کَانُوا خَیْرًا مِنْکُمْ، قَالَ الْوَالِیُّ یَا اَبَا
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ هُمْ کَانُوا اَزْہَدَ فِی الدُّنْیَا وَ اَرْغَبَ فِی الْاٰخِرَةِ۔ ثَلَاثٌ اَحْلَفَ عَلَیْہُمْ وَ الرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتُ
 عَلَیْہَا لَبَرَاتٌ، لَا یَجْعَلُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ لَدُنْہُمْ کَسًا لَا سَہْمَ لَہُ۔ وَلَا یَتَوَلَّی اللّٰہُ عَبْدًا
 فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ۔ وَلَا یَجِبُ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَاءَ مَعَهُمْ۔ وَ الرَّابِعَةُ الَّتِی لَوْ حَلَفْتُ
 عَلَیْہَا لَبَرَاتٌ، لَا یَسْتَرِ اللّٰہُ عَلٰی عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَ عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

فصل نہم

در

بیان بعض قصائد و توارخ وصال حضرت ایشان

برادرِ طریقت مولوی علی احمد فرزندِ نخستینِ حکیم فرید احمد مدہوی بہ روزِ اولِ عرسِ شریف
حضرت ایشان کہ بہ بست و نہم جمادی الآخرہ ۱۳۴۲ھ بود درج ذیل قصیدہ خواندند۔

قصیدہ

کہ ابرِ رحمت آید بر آفتق از فضلِ یزدانی
معطر شد چین از نکتہ گلہائے نورانی
کہ اکنون گشتہ است این محفلِ مارِ شکِ ضوانی
کہ دورِ بادۂ باشد بہ ساغرِ ہائے روحانی
بہ سوائے خانقاہِ آن مسیح و خضرِ ربانی
چو طورِ موسوی بہر تجلیہائے عرفانی
کہ شد اربابِ عرفان را چو بحرِ آبِ حیوانی
کہ عبد اللہ شد نامش پئے تقویمِ ایمانی
دوان آید سوائے مرقدِ آن غوثِ یزدانی
حبیبِ حضرت حق چشمہ وینوعِ فیضانی
کہ ہست او مہبطِ انوارِ سترِ شیخِ نورانی
وہیلہ ساختیم او را پئے درگاہِ رحمانی
ملکِ ناز و چو یا بد بر سرش فخرِ گس رانی
شہابِ ثاقبِ علیم علی و نورِ عثمانی
شہ والا نشانِ سلطانِ محبوبانِ سبحانی

صبا آورد پیغامِ بہار از سمتِ سبحانی
غنادِ لغتِ سنجانند و نحوِ تہنیتِ خوانی
ہجومِ رحمتِ پروردگارِ ہر دو عالمِ بین
ملائک پے پے آرند مینا ہا پیر از عرفان
الائے تشنگانِ بادۂ الفت دوانِ آید
شہِ مردان و ابنِ شاہِ مردانِ منظرِ جانان
دوان آید سوائے آستانِ آن شہِ والا
امامِ مقتدایانِ جہانِ آن حضرتِ والا
اگر خواہید توفیقِ سعادت ہان دوانِ آید
بحارِ فضلِ ایزدِ بوسعیدِ قبلہ عالم
دوان آید سوائے خانقاہِ بقعۂ انوار
امامِ مرشدِ برحقِ شہِ دنیا و دینِ ما
شہِ بوالخیرِ ماقیومِ دورانِ قطبِ راہِ ما
امینِ سوزِ صدیقی، مثیلِ شانِ فاروقی
چراغِ چشمِ آن آقائے ما آن سیدِ سرہند

چہ ساز آسا شود سوزِ نہانِ ما بہ بدستی
 اَلَا اے بادہ نوشانِ محبت باز صف گیرید
 بیا از حجلہ خود ساقیا وانگہ بکن برپا
 شہا بہرِ مذاوا عاجزان جمع انداز یک سر
 نظر واکُن بین کین عاشقانِ مست شیدا را
 تورفتی از میانِ ما چہ دلہا راتبہ کردی
 توئی آرامِ جانِ ما توئی در مانِ در و ما
 فراموش کردہ ام از دل بہ جزوئے طبع تو
 بکن این سینہ تارِ کیم از نورِ رخت روشن
 شہا پروانہ سان رقصِ دلم گردِ سویدایت
 مدد اے قبلہ عالم تمناے دلی دارم
 چہ نورانی چراغِ مصطفیٰ ہستی خوشا نسبت
 امامی مُرشدیِ قلبم فدائے روئے تو بادا
 بہ حق قلبِ نورانی بہ حق سترِ یزدانی
 بہ حق دستِ خود کورا اگر فتم و شگیری کُن
 بر آں نسبت کہ من دارم بہ درگاہِ ترحم کُن
 پے تسکینِ قلبم وہ جوابِ اکِ مرشدِ کامل
 خیال تو بہرِ افروزد ہوا و آرزوئے من
 اَلَا اے آن کہ پنداری شدہ شیخِ ازین دنیا
 نہ میرد شیخِ نورانی کہ شد در راہِ حق فانی
 ہمین آید ندا از قبرِ آن سلطانِ محبوبان
 پے دیدارِ من داری اگر ذوقے ہمین باید
 دلا از دستگیرانِ التماسِ و شگیری کُن

چو باشد ساقی ما قبلہ اربابِ عرفانی
 پیا پے دور باید کرد با صہبائے رُوحانی
 فضاے مستی و مدہوشی و صد فتنہ سامانی
 بیا کین در دستِ درانِ محبت را تو درمانی
 صدائے ہائے وہو بر خیز و از سودا گاہِ نہانی
 چہ مشکل ساختی منزلِ بینِ اقطبِ نورانی
 توئی خضرِ طریقِ ما توئی بس آبِ حیوانی
 بیا و حکمرانی کُن کہ بر قلبم تو سلطانی
 بیا رشکِ ارم کُن این مقامِ سخت ظلمانی
 چو بہند شمعِ رویت در سیاہی ہائے عصیانِ
 کہ بر عالم نگاہِ لطفِ فراغِ غوثِ ربّانی
 مرا ہم داد مولایم نوا سنجیِ حَسّانی
 نظر سوئے مریدان کُن بہ حق نورِ عرفانی
 بہ حق رُوحِ رُوحانی بہ حق نورِ پیشانی
 بہ حق حُبِ قلبم رحم کُن آقاے رُوحانی
 گدا میں در بجاوید این غلامتِ ار تو خود رانی
 مکن پامالِ خاموشی نوائے سوزِ پنهانی
 دلم گوید کہ در مرقدِ تو دانی حالِ حرمانی
 شنو این مطلعِ دیگر اگر خاطر نہ رنجانی
 بقا ناز و بہ در بانی پے عشاقِ یزدانی
 کہ من پنهان ز دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی
 کہ بنی آن بلالِ من کہ دارد خوئے سلمانی
 رُخ اشعارِ گردان سوئے آن مینوعِ فیضانی

لہ چراغِ مصطفیٰ اشارہ بہ چراغِ نبوی است کہ تاریخِ ولادتِ حضرت ایشان است۔

شہِ بوالفیض آن فرخ نژاد و سرِ شیخ ما
 شہِ بوالنجیر ار رفتہ شہِ بوالفیض خیر اوست
 خداوند اعطا شانِ بلالی کن شہِ مارا
 الہی ما گنہگارِ کم فیضش آ بشارے کن
 الہی طور گردان سینہارا از تجلیہا
 الہی حضرتِ مارا بہ قرب خود مفتخر کن
 الہی بہر درگاہ تو بگر فتم من این در را
 امام و رہنمائے مائے اسرارِ پنهانی
 ہمان نورِ مبین بینم عیان بر فرق و پیشانی
 خداوند اشہِ بوالفیض را کن جوئے فیضانی
 کہ شوید از قلوب ما ہمہ ارجاسِ عصیانی
 الہی از قلوب ما بکن و سواسِ شیطانی
 الہی شاہ را کن مرجعِ عشاقِ یزدانی
 قبولم کن الہی بہر نورِ کوہِ فارانی

علی ہر دم دعائے ما ہمین باید کہ ربِّ اُخْلَفْ
 اِمَامِیْ فِی اٰہِنَہِ الْاَوَّلِ وَ فِی الْثَالِثِ وَ فِی الْاٰثَانِی

قصیدہ

متضمن سال وصال امام العارفین سراج السالکین مجتہد زمان شبلی دوران
حضرت مولانا شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین الفاروقی قدس اللہ سرہ الاقدس

از

(مولانا) اختر شاہ خان اختر امرہوی مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون نہ برگردون رسد آہنگ پایا ہائے ما
این چہ بارانِ حوادث باردا ز گروں گزو
در فراقِ ساقی وحدت بہ بزمِ معرفت
سینہ ہر گل اگر چاک است از خارِ الم
روئے غبرِ تیرہ و تار است اگر از فرطِ غم
ہر زناں نالد بہ باغ از نعرہ زار و زغن
بلبلِ ماجزِ نوائے غم نہ دارد در چمن
یارب این سوزِ دلِ ماہست یا سوزِ جچم
یاس طبع ما چسان خندد کہ در عالم نہ دید
آفتابِ حشر باشد بر سرِ مردم چرا
رفت ایام وصال و شامِ ہجران شد پید
سوزِ عالم چون نہ گردد آفتابِ روزِ حشر
چون نشیند بلبلِ عرفان نہ در بیتِ الحزن
اخترِ برجِ کمال و گوہرِ درجِ جمال
شبلی دور و مجتہد وقت و سلمانِ زمن
قطب ارشادِ زمان و عوثِ اوتادِ اوان
حافظِ دینِ مبین و حامیِ شرعِ متین

کز سہامِ درد و غم شد ریشِ سرتاپائے ما
زعفرانِ روید بہ جائے لالہِ خمرائے ما
خون چکد ہر دم ز چشمِ ساغر و مینائے ما
شد سفید از حزنِ چشمِ نرگس شہدائے ما
نیلگوں پوشد بہ ماتم قبتہ خضرائے ما
عندلیبِ خوش نوار و طوطیِ شیوائے ما
نیست جز آثارِ حسرتِ برگلِ رعنائے ما
شورِ محشر ہست یا این شورِ وایاوائے ما
جز سہمومِ یاس و حرمانِ گلشنِ انہوائے ما
شد درین محشر نہان مہرِ جہان آرائے ما
تا چہ راند بر سرِ ما این شبِ یلدائے ما
صویرِ محشر چون نہ گردد آہ جان فرسائے ما
رخت بست از گلشنِ عالم چمن پیرائے ما
نیرِ اوجِ جلال و مرثِ و مولائے ما
دُرّۃ التاجِ ولایتِ کلباؤ ماوائے ما
فخرِ زما و جہان و شیخِ بے ہمتائے ما
ہادیِ راہِ یقین و سیدِ یکتائے ما

حضرت شاہ ابوالخیر آن کہ از فیضانِ او
 کالے کرتابِ برقی التفاتش سوختے
 از دمِ خود بخود ہی مافزودے دمدم
 گوہرِ او بود در یائے معانی در جہان
 بود کشتیہائے گوہر کے ز شاہانِ زمان
 داشتے دارا شکوہانِ زمان را بردش
 صحبتش گر بود نافع ہیچو نافع در جہان
 نقش بندے حق پسندے کرتو تجھے می زدود
 در سلوک اربو و ستمس العارفین چون بایزید
 چون یدر بیضا نمودے از رخِ پُر نورِ خود
 دست بر آبِ رو گرفتے مہر تابانِ فلک
 خواجہ گردون زدے دستارِ خود را بر زمین
 بس کہ بود از طلعتِ اوشانِ فاروقی عیان
 والدِ او بود اگر فاروقِ عظیمِ راسمی
 داشت فرزندانِ عالی نیک نام و نامدار
 اولین حضرت بلالِ دالِ دینِ مبین
 ثانی شان حضرت زیدِ سمی زید کش
 اصغر شان حضرت سالم کہ سالم آمدہ
 خوش موالیدِ ثلاثہ کز معالی ہر یکے
 جہتِ خواجہ کہ در میدانِ وصفِ شان او
 بے نظیر و بے عدیل و بے بدل شیخے کہ بود
 حیف بر پیرِ فلک کا فکندہ در چاہِ لحد

شہرِ دہلی بود جا بلسا و جا بلسائے ما
 خرمنِ آرزو ہولے نفسِ ناپروائے ما
 بود انفاسِ نفیسش گویا صہبائے ما
 خالقِ ہمیش بود در عالم اگر ملجائے ما
 دل پذیرِ آشنائے بحرِ استغنائے ما
 ہمتِ شاہِ سکندرِ شوکتِ والائے ما
 لحنِ او چون آبِ حیوان بود روحِ افزائے ما
 نقشِ ہر باطل زالوہِ سویدا ہائے ما
 در قرارت بود قالون سید القرائے ما
 دستِ موسیٰ ساختے روارِ رخِ بیضائے ما
 جلوہ فرمودے چو مہرِ ملتِ غرائے ما
 رُوبہ روے مُرشدِ روشنِ دلِ دانائے ما
 خاطرش بستے چہ در بیضا و در صفرائے ما
 بود پورشِ راسمی شیخِ ملکِ سیمائے ما
 ولیدِ عبداللہ فرزندِ عمرہ آفتائے ما
 جانشینِ صادقِ مولائے بے ہمتائے ما
 نامِ باشد در کتابِ مُنزلِ مولائے ما
 ذاتِ والایش ز عیبِ اُلفتِ دنیائے ما
 ہست فخرِ اقہاتِ دنازشِ آبائے ما
 لنگِ باشد تو سنِ فکرِ فلکِ پیائے ما
 حلقاشِ جبلِ متینِ و عروہ و ثقائے ما
 یوسفِ مصرِ جمال و شاہِ فقرِ آرائے ما

۱۔ جا بلسا و جا بلسا نامہائے دو شہر اند بعض گویند کہ این دو شہر از عالم مثال اند یعنی جاے امن و امان۔

۲۔ اشارہ بہ قبول نہ کردن ہدایائے نظام دکن دامیر کاہل است۔

نہ غلط حاشا و گلا نیست این کارش کہ او
 ساقی شد در بخار ساقی کوثر کہ بود
 بود چون بست و نہم شہر جمادی الآخرہ
 گشت واقع در شب آدینہ از حکم خدا
 چوں بہ سالِ رحلتِ این قطب ارشادِ مین
 خود چو یعقوب است گریبانِ بر شہ والائے ما
 ہر دم نوشین او در مانِ استقلائے ما
 از قضائے رب وصالِ مرشد والائے ما
 ساعتِ گزینی مثالِ ساعتِ مُغنائے ما
 کرد ایما بخیر اشفاق و کرم فرمائے ما

اخترا کردیم از القائے ربانی رقم
 حیف شد قطبِ عزیز ملتِ زہرائے ما

۱ ۴ ۳ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین
 والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد
 وعلیٰ آلہٖ الطیبین
 بعد

۱۵ اشارہ بہ آن وعدہ برقی و مطراست کہ وقت وفات ظہور کرد۔
 ۱۶ اشارہ بہ مانظ اشفاق الہی میرٹھی است رحمہما اللہ۔

قطعاتِ تاریخ و فات

مولوی صدرالدین کیفی غازی پوری گفتہ رحمہ اللہ

آفتابِ سمائے رشد و ہدایا شاہ ابوالنخبر عارف باشد
عالم با عمل فقیہ زمان حاجی و قاری و خدا آگاہ
زاہد پاک باز و پاک نہاد صوفی با صفا و والا جاہ
بست و نہ از جمادی الاخری بود شبِ آدینہ و قریبِ یگاہ
کہ بہ حق داد جان و واصل شد جَعَلَ اللہُ جَنَّةً مَثْوَاہ
جائے باشد کہ دیدہ ریزد خون لبِ شور آشنا بہ نال و آہ

کیفی بندہ گفت از پئے سال

نَوَّرَ اللہُ قَبْرَہُ وَ شَرَّاهُ ۱۳۳۱ھ

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی (صدرِ یار جنگ) گفتہ رحمہ اللہ
جناب ابوالنخیر خیر مجتہم شریعت مآب و طریقت پناہی
چو لبیک گفتہ لبش از جعبی را پیوشید عالم روائے سیاہی
ملک گفت از بہر سال وصالش

چراغِ نبی و حبیبِ الہی ۱۳۳۱ھ

مولانا اختر شاہ خان اختر امر و ہوی گفتہ رحمہ اللہ

شاہ ابوالنخیر کہ بودہ فخرِ سرخ سالِ میلادِ چراغِ نبوی ۱۳۳۱ھ
گفت تاریخ وصالش اختر آہ جان داد چراغِ نبوی
مولوی محمد ابراہیم فانی گفتہ رحمہ اللہ

بست چون رختِ سفر سلطانِ بین شاہِ عب اللہ عمر خیر زمان ۱۳۳۱ھ
آمد از بالا ندا در گوشِ دل چشمہ رشد و ہدایت بود آن

۱۵ این مادۂ تاریخ را حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی بر آورده اند و ایشان اَلِف دُومِ الہی را محسوب کردہ اند و جناب شروانی این مادہ را در ساکب نظم پرورہشتہ - جَزَاهُمَا اللہُ خَیْرًا وَ رَحْمًا -

وگفتہ

ز نیروی دل شد ابوالنخیر کرد جهان را مستحضر بلا گرز و سیف
بگفتم چو رحلت زد نبیا نمود بشر - واصل حق زمان شیخ حیف
بندۂ عاجز ابوالحسن زید گفتہ عفی اللہ عنہ

۱۳۴۱ھ

بسم اللہ الحفیظ الباقی

۱۳۴۱ھ

نالہاے زید زالم ابوالنخیر عبداللہ محی الدین

۱۳۴۱ھ

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

۱۳۴۱ھ

وَلَهُمْ مَسَاكِنٌ طِيبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ

۱۳۴۱ھ

إِنْ شَاءَ اللہُ الْخَالِقُ الْمُعْطِی

قطعه

قبلۂ ماشہ محی الدین عبداللہ نام کنیتش ابوالنخیر و سرتاپا وجودش خیر و جود
در طریقت فرد کمال در شریعت مقتدا قطبِ اقطابِ زمان و قدوۂ اہل شہود
دید ہا پر خون شدند و سینہ ہا بریان شدند ذاتِ پاکش داعی حق را اجابت چون نمود
گفت سالش منظر تازنخ و روز و ماہ زید یوم جمعہ از جمادی ثانیہ بست نہ بود
۱ ۲ ۳ ۴ ۵

وگفتہ

شاہ ابوالنخیر ولی سوائے جنان تشریف بُرد آباد شد مُخلد برین دیران شد این خاکدان
سالِ وصالش را چنین زید حوزین تحریر کرد شد از جہان باغ و دستان مہر زمان سوائے جنان
۱ ۲ ۳ ۴ ۵

وگفتہ

چون قبلۂ دین شد ابوالنخیر آن امام اصفیا رحلت سوائے جنات کرواز کلفتِ دنیائے ما
تازنخ و صلِ شاہ را زید حوزین فی الفور گفت بحر صفا کانِ سخا نجم ہذا بلجائے ما
۱ ۲ ۳ ۴ ۵

تَحْمِیْتُ التَّوَارِیْخِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا
محمّد و علی آلہ و اصحابہ و ذرّیّہ و اہل بیتہ اجمعین۔

خاتمہ

در

بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان

الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

بازخوان از نجد و از یارانِ نجد تار و دیوار را آرمی بہ وجود

اہل علم و اربابِ بنیش گفتہ اند "اگر احوالِ کس بہ وجہ درست معلوم کردن باشد پس در احوالِ ہم نشینان وے باید نگریست" غالباً از ہمین جا است کہ چون ذکر اکابر می کنند، بیان شاگردان و مریدان نیز می کنند، تا معلوم گردد کہ این شجر معرفت از چہ نوع بودہ و ثمرش چہ مزایا داشت۔ لہذا عاجز بیان آن پاک باطنان می کند کہ سالہا سال حضرت ایشان بہ تربیت آنہا مصروف بودند و از اخلاقِ رفیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتِ محلی کردند۔ اولاً ذکر آن افرادی کند کہ بہ اجازتِ ارشاد و خلافتِ سرفراز شدہ اند و باز بہ اختصار بیان دیگر مخلصین خواہد شد۔ واللہ الموفق والمعین۔

تا زمانے کہ قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ بود مردمِ ترکیہ و بلغار و قفقاز و بخارا
اولادِ معنوی وغیرہ از حضرت ایشان مستفید می شدند و چندین افراد بہ دولتِ اکمال و تکمیل

دامنِ مراد پر کردہ و بہ اجازتِ ارشاد فائز شدہ بہ اوطانِ خود مراجعت کردند۔ از ایشان نامہائے سرفراز
از اوراقِ قدیمہ معلوم شدہ، و نامہائے کہ از افرادِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان معلوم شدہ۔ نہ
از روئے حصہ و تحدید است بلکہ از روئے علم این عاجز است۔ چہ حضرت ایشان نامہائے ایشان را
نہ می نوشتند و نہ بیان می کردند؛ دوسہ سال قبل از وفات حضرت ایشان سہ نفر از قومِ مروت آمدند و
عرض کردند کہ مایان از مریدانِ تلامذہ آفاق، ہستیم۔ حضرت ایشان فرمودند: "ہاں آفاق مرید ما است"
و باز از احوالش استفسار کردند و خوش شدند آن روز مایان را علم شد کہ مجدد آفاق نیز از مجازین و خلفای
باشد و بہ این طور احوال بعضی آخرین ہم معلوم شدہ۔ عاجز اولاً بیان آن افرادی کند کہ غیر از ممالک
افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودہ اند۔

۱۔ شیخ عماد الدین از بلغاریہ بود۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و کسب سلوک کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ بہ وطن خود مراجعت کرد۔
 ۲۔ مولانا محنت اسماعیل از حضرت ایشان بیعت شدند و استعداد خوب حاصل کردند و خلافت یافتہ رخصت شدند۔

۳۔ شیخ محمد حسن جوان صاحب استعداد بود۔ بیعت شد و سلوک مجتہد بہ طے کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف گشت۔

۴۔ قاری عبدالغنی انطاکی شامی از ملک خود بہ اشارۃ غیبی بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و مدت چہار سال در دہلی و کونٹہ بہ استفادہ مصروف ماند حضرت ایشان را بر احوال نظر التفات بود و ایشان ہم در کار خود کوشان بودند و در نماز چوں اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و از چہان ایشان اشک روان می بود۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان را حضرت ایشان بہ قاری صاحب سپرد کردند۔ و بہ ساعی ایشان در صحت ادا و مخارج حروف ہر یک از ایشان بہ ذرۃ کمال فائز شد۔ سلیمان فرزند عبدالرحمن ثلین والاداران آیام رفیق حضرت برادر کلان بود و از قاری صاحب استفادہ کردہ است، چند سال پیشتر روزے آمدہ بود۔ اگرچہ وے بہ امور دنیویہ و کسب حلال مصروف است مع ذلک مخارج حروفش از بیشتر قرا بہ درجہا بہتر است۔ آن وقت عاجز را مقولہ مشہورہ: التعلیم فی الصغر کالتفش فی النحر یاد آمد و بہ دل گفت اگر سلیمان بہ تدریس کلام پاک مصروف شدے، از قرا مشہور زمانہ بودے، قاری صاحب یک سال قبل از ولادت عاجز آمدہ بودند و مولوی سید عبدالجلیل بہ عاجز گفتند کہ در ۳۲ سہ از کونٹہ بلوچستان رخصت شدند۔ بہ وقت رخصت حضرت ایشان قاری صاحب را اجازت ارشاد دادند مخلصین افغانستان را با قاری صاحب محبت و ارتباط پیدا شدہ بود و ایشان قاری صاحب را با خود بہ قندہار بردند و تا آخر آیام قیام ایشان در قندہار بود۔ دو سال یا سہ سال بعد از ارتحال حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قاری صاحب برائے حج برآمدند۔ چند روز بہ دہلی ہم قیام کردند۔ در آن آیام عاجز ایشان را زیارت کردہ۔ سبحان اللہ چہ پاکیزہ صورت و مبارک احوال بودند از حج فارغ شدہ بہ قندہار مراجعت کردند و بعد از چند سال حلت نمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۔ مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق علی زئی دُرانی از زمین داورد ساکن قندہار جوان ذی علم و صاحب استعداد بود۔ والدش خلیفہ ملا جان محمد ساکن میر بازار بود کہ از خلفائے حضرت شاہ غلام علی دہلوی بودہ قدس اللہ اسرار ہم۔ والد ایشان تالیفات قیمتی دارند منہا نور الساری شرح صحیح بخاری و روح القرآن

تفسیر چارہ پارہ کلام اللہ مبارک کہ بہ عربی است۔ مولوی عبداللہ بہ ۳۲۳ھ پایادہ برائے حج رفت و آنجا چون طلعتِ نورانی حضرت ایشان دید از جان فریفته شد و خود را در حلقہٴ ارادت منسلک کرد۔ استعداد درست داشت و مرشد ہم اکل دریافت لہذا کار سالہا بہ ماہ و کار ماہ بہ روز ہا انجام یافت۔ و بہ خلافت سرفراز گشت و بہ وطن خود مراجعت کرد۔ حضرت ایشان بہ عربی خلافت نامہ تحریر کردہ بہ ایشان دادہ اند و فیما بعد بہ فارسی دو مکاتیب نوشتہ اند۔ عاجز علم نہ دارو کہ حضرت ایشان بہ کسے خلافت نامہ نوشتہ دادہ باشند بہ جز مولوی عبداللہ۔ از تحریرات حضرت ایشان احوال استعداد مولوی عبداللہ ظاہر است۔ فرزند ایشان مولوی حافظ عبدالکریم حقانی بہ عاجز گفتہ اند کہ والد بزرگوارم کسے رابعت نہ کردہ اند۔ اوقات شریفہ خود را بہ ذکر و فکر و بہ درس و تدریس صرف کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۶۔ ملا حاجی نور احمد فرزند میر احمد قوم مہمند ساکن مقرر معروف بہ حاجی صاحب کلان، مرد مہمتر و مبارک بودند چہل و پنج باسج کردہ بسن یک صد و پانزدہ سال رحلت کردند صاحب ارشاد بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۷۔ ملا گل محمد ولد ملا مہر داد قوم ادنخیل، ساکن کٹوا، از مخلصین قدما و اصحاب نسبت بودند۔ از احوال مبارکہ ایشان حضرت ایشان بسیار خوش بودند۔ سالے برائے ایشان و برائے ملا حاجی گل لحاف پنبہ دار ساختند و این خدمت بہ نشی احمد حسین سپرد کردہ بودند۔ نشی احمد حسین لحاف تیار کردہ آورد و بدو بر فرش سنگی نہادند حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین ادب ملحوظ دارد، نہ می دانی کہ این لحاف برائے ملا گل ساخته ایم۔ این واقعہ را خود احمد حسین بہ عاجز بیان کرد۔ روزے ملا گل در صحن مسجد شریف مصرف ذکر بود حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند۔ چون نظر مبارک بر ملا گل افتاد خوش شدہ فرمودند۔ ملا گل چہ حال داری عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می دراکم محتجیات شدہ از دنیا و ما فیہا بے خبر می شوم۔ فرمودند۔ اے عزیز۔ اگر این کیفیت در خانقاہ شریف روے می دہد عجب نیست۔ البتہ اگر در بازار زنان فاحشہ باین کیفیت باشی محل استعجاب است۔ سبحان اللہ چہ کامل مرید و چہ کامل مرشد قدس اللہ اسرارہما۔ در ۳۲۳ھ قصد دہلی از خانہ برآمدند چون بہ ڈیرہ اسماعیل خان رسیدند بیمار شدہ رحلت کردند۔ دوران ایام قیام حضرت ایشان در سکھر بود حضرت ایشان حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را برائے خدمت خانقاہ شریف از سکھر فرستادہ بودند۔ بہ ایشان نوشتہ اند۔ از وفات ملا گل متا لم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ و چون از سکھر بہ دہلی رسیدند، کسے بیان ملا گل کرد۔ فرمودند۔ ملا گل قطب افغانستان بود۔ و فرمودند۔ بد قسمتی اہل کابل بود کہ گل از میان ایشان رفتہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۔ ملا حاجی گل ولد ملا شیخ الدین قوم خدا وادخیل ساکن وازخواہ از مخلص مخلصین و سرکردہ مریدین صاحب نسبت و ولایت بود۔ بہ دہلی رسید و بیمار شد و وفات یافت و در جوار حضرات محدثین دہلویہ در قبرستان مہندیان بیا را مید۔

۹۔ ملا جمہ خان ولد ملا لمر آخوندزادہ قوم خدا وادخیل ساکن وازخواہ صاحب علم و فضل و کمال و نسبت و ارشاد بودند۔ حالا فرزند ایشان ملا عبد القدوس جانشین ایشان است جَعَلَهُ اللہُ اَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ وَ رَحِمَ اللہُ وَالِدَکَ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

۱۰۔ ملا عبد اللہ ولد ملا زردا قوم علی زری از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت معرفت بود۔ سالہا خدمت حضرت ایشان کرد۔ از نام نہ نمود و در مشغول بہ ذکر پاک پروردگار جل شانہ می بود۔ حَتّٰی اَنَّاہَ الْیَقِیْنَ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۱۔ یار محمد ولد مرزا قوم خروئی از سرورہ از متقدمین بود۔ پنج یا شش سال مسلسل خدمت کرد۔ بہ عاجز بیان کردہ کہ چند بار حضرت ایشان بہ من کتابے یا چیز دیگر برائے فروختن دادہ اند و من آن شے را فروختہ قیمتش را پیش کردہ ام۔ عجب خوش قسمت بود کہ در اواخر ایام دو سال باز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و در تہمیز و تکفین و تدفین شریک بود۔ روزے نزد حضرت ایشان مکتوبے از کلکتہ آمد۔ فریسنده نوشتہ بود۔ من از خلیفہ حضرت شما یار محمد خان افغانی بیعت شدہ ام فرمودند۔ یار محمد صاحب نسبت است۔ آن روز بہ عاجز معلوم شد کہ حضرت ایشان یار محمد را اجازت ارشاد دادہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۲۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد یاز قوم آتخیل، ملیزی ساکن کٹوا از قدما مخلصین بود۔ برائے تجارت بہ ہندوستان می آمد۔ چون از حضرت ایشان بیعت شد، بروے سلطان ذکر غالب آمد۔ کار دنیا را گذاشت و کار عقبی را محکم گرفت۔ ذکر شریف چنان بروے استیلا یافت کہ کم کسے بہ این احوال سرفرازی شود و حضرت ایشان را نیز بر احوالش نظر لطف و عنایت بود۔ روزے بہ حلقہ مصروف بودند غلام اکبر در نشست مصروف کار بود حضرت ایشان بہ آواز بلند نامش گرفتند۔ از فرط مسترت کیفیت جذب بروے طاری شد و افتان و خیزان در حضوری رسید فرمودند۔ ببینید در این افراد غفلت طاری شدہ۔ شما متوجہ بہ احوال اینہا شدہ ازالہ غفلت کنید۔ غلام اکبر فوراً بہ تعمیل ارشاد مشغول گشت و مدتے نہ گزشت کہ در اہل حلقہ گرمی پیدا شد و ہر یک مصروف کار گشت۔ در کشف احوال ایشان را ملکہ تامہ بود۔ حضرت ایشان بہ مزارات اولیائے کرام می فرستادند و آن جا ہر چہ بر ایشان ظاہر می شد آمدہ عرض می کردند۔ روزے از غلام اکبر استفسار فرمودند آیا کسے را بیعت کردہ ئی عرض کرد۔ از تحمل و برداشت

بار خود حیرانم بار دیگران را چه گونه برادرم فرمودند پروردگار شمارا استعداد داده است لهذا تغافل نہ باید کرد غلام اکبر بعد ازین ارشاد گرامی یکے را داخل سلسلہ کرد و آن را ہم بہ خدمتِ مبارکہ رسانید حضرت ایشان بر فخرِ مبارکہ غلام اکبر از مدارج ایشان نوشتہ بودند کہ بہ کرام مدارج رسیدہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۳۔ طلا ولد جان گل قوم مشوڑی ساکن و از خواہ از مخلصین قدما و اصحاب جذب و نسبت بود کسے بہ حضرت ایشان گفت کہ طلا بہ زنہائے نامحرم دست خودی رساند چون طلا بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان نہ ہدیہ ویرا قبول کردند نہ شرف ملاقات بخشیدند۔ وے روئے خود را بہ سوئے خانہ حضرت ایشان کردہ نہ ذکر شریف مصروف می گشت و نعرۃ اللہ حینا بعد حین می زد کہ کانت عادتہ چون از احوال وے و نیز از بیان بعض دیگر افراد حضرت ایشان را معلوم شد کہ الزام غلط است، طلا را خواستہ نواختند و ہدیہ ویرا قبول فرمودند۔ در علاقہ و از خواہ چاہ بسیار عمیق می باشد۔ روزے طلا نزد چاہے مصروف ذکر شریف بود، حالت جذب و وجد بروے طاری گشت و در چاہ افتاد چون ویرا از چاہ کشیدند ہیچ تکلیف بہ وے نہ رسیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۴۔ طلا واکر ولد حسن خان قوم علی خیل ساکن گواشتہ صادق المجتہ والاخلاص۔ صاحب ذکر و فکر نسبت بود۔ لذت ذکر شریف را دریافتہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۵۔ حاجی عبدالحکیم ولد خدائے رحم قوم دقتانی ساکن شلگر۔ از اصحاب قدما بود بہ کسب حلال و ذکر و الجلال مصروف بود و بعد از ارتحال حضرت ایشان بالکلیہ مشغول بہ امور باقیہ شدند۔ بیشتر اوقات رسائل حجۃ الاسلام امام غزالی را مطالعہ می کردند۔ و قتیکہ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد۔ حاجی عبدالحکیم موجود بود حضرت ایشان از حرم سرا آمدند و حاجی عبدالحکیم را فرمودند کہ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ او عرض کرد۔ عبد الرحمن مبارک نام است۔ فرمودند۔ ما نام حضرت بلال رضی اللہ عنہ را پسند کردہ ایم چہ این مبارک نام بر زبان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار آمدہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۶۔ عبد القادر ولد غلام رسول خان قوم احمدزی ساکن گردیز۔ از زمرہ رجال لا تلهیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ بود۔ برائے تجارت ہر سال بہ بنگال می رفت۔ و بہ وقت رفتن و آمدن بہ خدمت شریف چند روز می ماند۔ لباس خوب می پوشید و قلب خوب در سینہ داشت از احوال جذب و واردات چشمان مخمور غمازی می کردند۔ نوبتے در دہلی بہ وقت ذہاب الی الوطن این شعر شنید۔

در بہاران کے شود سر سبز سنگ خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ

در این سال از مخلصین میرٹھ حافظ اشفاق الہی و رفقائے ایشان عبد القادر را برائے یک دو شب

دعوتِ میرٹھ دادہ بودند حافظ اشفاق الہی رحمہ اللہ بہ عاجزی گفتند۔ چون عبدالقادر بہ میرٹھ رسیدند در تمام مریدان روح تازہ دید۔ ایشان این شعر خواندند و آہ سرد بر آوردند کہ تمام حاضرین متاثر شدند۔
 نارخندان باغ را خندان کند صحبت نیکانت از نیکان کند
 رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۷۔ حاجی ملا احمد خان ولد عبدالکریم قوم مٹان خیل ساکن کٹوازا از مخلصین صادق المجتہد و کامل الارادۃ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا روز وفات حضرت پیر و مرشد برحق در ہر سال شش ماہ بست کرد۔ بست سال بہ کمال استقامت خدمتہا کرد و بازل و جان عاشق و شیدائے پیر و مرشد خود بود و در آخر ۱۳۵۸ھ چون از وطن آمد۔ غالباً سہ ماہ قیام کرد و روزے بہ عاجزی گفت کہ امسال حاضری من بہ اشارۃ حضرت ایشان شدہ است بہ من ارشاد کردند چہ برائے زیارتہم بہ دہلی نہ می آئی۔ بہ مجتہد استماع این ارشاد مبارک قصد دہلی کردم۔ زاد راہ پیشیم نہ بود۔ بعض سامان خود را فروختم و حاضر شدم۔ بہ دلم می آید کہ این آمد من آخرین آمد است و عمر من شاید بہ آخر رسیدہ است۔ آن چہ حاجی صاحب گفت درست بود۔ بہ روز چہارشنبہ دوازدم محرم ۱۳۵۹ھ (۲۱ فروری ۱۹۴۰ء) از دہلی بہ وطن روان شد۔ چون بہ خانہ رسید۔ بیمار شد۔ چند روز علیل ماندہ در اواسط صفر ۱۳۵۹ھ رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
 ۱۸۔ ملا سلیم کبیر ولد ملا میر عالم قوم اندری ساکن شلگر از اصحاب علم کامل و صاحب نسبت و معرفت و عاشق پیر و مرشد خود بود۔ در بیان ترجمہ و نکات کلام الہی بہ زبان افغانی بے مثل بود۔ در مسجد شریف درس می داد کہ خبر ارتحال پیر و مرشد بہ سماعش رسید۔ کیفیتے برایشان طاری شد و چند ساعت بیخبر از ہمہ برجائے خود ساکت و داجم بماند۔ چوب اسطوانہ مسجد شریف پشت ایشان را زخمی کرد و ایشان را ہیچ خرنہ بود و رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۹۔ ملا سید محمد سعید از اولان رباط، نہایت پاک دل و صاف منش و نیک خصلت و پاکیزہ مشرب بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۰۔ ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد قوم ترکی ساکن ناوہ از افراد خصوصی بود چون حضرت ایشان بہ موسم بہار بہ کونٹہ می رسیدند ملا پیر احمد با جمعی از علماء و مخلصین بہ کونٹہ می آمدند۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ ہیبت حضرت ایشان بر ملا صاحب بسیار غالب بود۔ اگر چیزے عرض می کردند بسیار بہ ادب و آواز پست می کردند۔ روزے حضرت ایشان ملا صاحب را دیگر علماء را کہ موجود بودند برائے تحقیق یک مسئلہ امر کردند و ایشان را نزد کتابہا نشانند۔ بہ اندازہ دہ نفر بہ صورت حلقہ مشغول کتب بینی

شدند چون وقتے گزشت حضرت ایشان تشریف آوردند و دریافت نمودند کہ چه یافتید و چه فهمیدید۔ ملا صاحب عرض کرد تا این زمان مایان در کتاب این مسئلہ نہ یافتہ ایم۔ حضرت ایشان نزد ملا صاحب بر اقدام نشستند و از دست ملا صاحب کتاب گرفتہ بسم اللہ خواندہ کتاب را کشادند۔ آن مسئلہ بر همان صفحہ موجود بود۔ و کتاب را بہ ملا صاحب دادہ تشریف بردند۔ تمام علماء متبحر مانند ملا صاحب بہ ایشان گفت این گونه کرامت از حضرت ایشان بسیار بہ ظہور رسیدہ۔ و دل من می گوید کہ بہ امر پروردگار ملا پاک معاونت حضرت ایشان می کنند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۱۔ ملا سید باز قوم نیازی ساکن ظلمت گردیز عاشق صادق و زنده دل و صاحب نسبت بودند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۔ ملا اعلیٰ محمد ولد ابراہیم خلیل قوم جانی خیل کٹواڑ۔ عجب مرد پاک روش و صاف منش بود۔ مدت خدمت کرد و از گوہر مراد دامن خود را پر کرد۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۳۔ ملا سید رحمت ولد حضرت یوسف قوم نیازی ساکن گیلان مقرر مخلص پاک نہاد و صاحب نسبت و معرفت بود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ۔ ولد ملا محمد حسن جان قوم ابوبکر خیل ساکن گیلان مقرر از اصحاب خصوصی و صاحب نسبت و برکت بود بہ بستم جمادی الآخرہ ۱۲۵۵ھ رحلت یافت۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ۔ ولد ملا محمد صدیق قوم ابوبکر خیل ساکن گیلان مقرر صاف منش، پاک روش، صاحب علم و صاحب نسبت و صاحب ارشاد بود۔ بہ شنبہ ۱۲۵۴ھ رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ۔ ولد قلندر شاہ قوم اندڑی ساکن جامراد، صاحب علم و فہم و قلم و لسان و فضل و کمال بود۔ اولاً از پدر بزرگوار خود در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بمطوریہ بیعت شدند و باز در ۱۲۳۲ھ بہ خدمت خیر زمان بہ کونست رسیدہ فریقہ جمال باکمال حضرت ایشان شدند۔ ایشان را تالیفات قیمہ اند۔ رفعتہ النواشی شرح تتمۃ الحواشی ۲ حواشی بر خیالی ۳ حواشی بر میضای ۴ ازالۃ الاطلام ۵ شریعۃ الاظہر شرح فقہ اکبر ازین کتب قیمہ یکے ہم بہ طبع نہ رسیدہ فیض قلندری و انوار فتح محمدی بہ طبع رسیدہ۔ در شعر و سخن ذوق درست داشتند بہ فارسی و بہ پشتو اشعار و دیوان دارند۔ در ۱۲۳۳ھ شنوی رنگین نوشتہ اند کہ در مطبع بلالی واقع ساڈھورا پنجاب طبع شدہ۔ و راین شنوی گفتہ اند۔

شہ ابوالخیر است فخر خواجگان

تابلے گربایدت در این زمان

در نماز اندر نماز اندر نماز
در دل خواجہ ابوالخیر است نور
إِذْ عَطَاہُ اللّٰهُ مِنْ نُّوْرِ الْحَرَمِ
شہ ابوالخیر است پیر دستگیر
رُفُو بہ پیشِ خواجہ با سور و سرور
ابن طریق پاک شیخ المسلمین
سورِ خواہی سورِ رحمان می دہد
ہمچو بلبل نالہ و نسر یاد کن
در ہولے دلبران رقصان شوم

قطبِ عالم پاک دامن پاک باز
قاصدے گراین زمانِ خواہی ضرور
قَدْ سَقَاہُ اللّٰهُ مِنْ بَحْرِ الْکَرَمِ
اے زیبا افتادہ دامانش بگیر
کشتے گر بایت بہر عبور
عُرْوۃ الثَّقٰی است یا جبل المتین
نورِ خواہی نورِ رخشان می دہد
جان و دل گوید کہ جانان یاد کن
بر جمال شمع جان سوزان شوم

شنوی رنگین راقبل از طباعت بہ دہلی آوردہ برائے ملاحظہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردہ بودند و باز دیباچہ بہ عربی نوشتند۔ در دیباچہ می نویسند: "وقد مرّ من نظر شیخ المسلمین مرفیدی ومولائی حضرت خواجہ عبداللہ ابی الخیر الفاروقی المجردی الدہلوی فوجد قبولاً فصّاراً ذلک عند آداب العِلْمِ والہدٰی احسن مَقِيلًا وَعِنْدَ اصحابِ الْحِلْمِ وَالتَّقٰی تَعْتَمِدُ سَلْسَبِلًا الخ۔" و در مقدمہ بیان ملاحظہ بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر ساکن شلگربا این الفاظ کردہ اند: "قَدْ کَثُرَ فِی زَمَانِنَا الْمُعْتَرُونَ الْکَاذِبُونَ الْمُتَعَصِّبُونَ لِلْقُرْآنِ هُمْ حَامِلُونَ وَبِمَعْنَاهُ لَا یَعْلَمُونَ فَمَثَلُهُمْ مَثَلُ الْبَحَّارِ یَجْمَلُ اسْفَارًا کَاکِحًا حِی الْبَہْلِ الْعُقُورِ الْمُنْبَعِ لِلشُّرُورِ وَالْمَشْمَرِ ذِیْلِ الْفُسْطِ وَالْفُجُورِ الْمُرَادِ مِنْهُ الشُّمُذَارُ الشَّیْبَانِ الشَّحْمُزُ ابْنُ التَّرَادَادِ الشَّلْکَرِی الْاَنْدَرِجَزَاہُ اللّٰهُ جَزَاءَ الْکِلَابِ الْعَاوِیَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْمَحْشَرِ وَاللّٰهُ یُجْزِی الْخَیْرَ وَالشَّرَّ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا الخ۔" غالباً فصل بہار از سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بود کہ حضرت ایشان فرمود کہ بعد از نماز پیشین بیرون خانہ مصروف حلقہ بودند۔ جماعت کثیرہ از علمائے کرام حضرت ایشان را مثل ہالہ احاطہ کردہ بود۔ ماہر سہ برادر در باغیچہ کہ متصل بہ آن جا بود با جماعتی از مخلصین مصروف کلام بودیم۔ درین اثنا ملا بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر خلیفہ پیر سید حسن بغدادی حاضر شدہ عرض کرد کہ ملا غلام احرار صا جزاویہ در دیباچہ شنوی رنگین نوشتہ است کہ این شنوی را پیر و مرشدین ملاحظہ فرمودہ و پسند کردہ اند۔ و بہ نسبت من این عبارت نوشتہ اند۔ و آن عبارت ہمان است کہ نقل شدہ حضرت ایشان فرمودند غلام احرار را بیارید۔ چنانچہ شخصے صا جزاویہ را بیاورد۔ عاجز نیز رفت تا احوال را ببیند۔ حضرت ایشان فرمودند غلام احرار چہ واقعہ است ایشان گفتند۔ این شخص در پے قتل من است۔ در افغانستان کسے را وہابی گفتن مترادف قادیانی گفتن است این شخص

بہ حکومت عرضداشتے پیش کردہ است کہ غلام احرار وہابی است۔ من درو بیاجہ ثنوی نگین نوشتہ ام کہ من در فقہ مقلد حضرت امام ابو حنیفہ ہستم و مسلک من مسلک اہل سنت و جماعت است و در سلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ منظر یہ خیر یہ داخل ہستم و باز از شتر جاسد پناہ جستہ ام و نسبت بہ مَلَّا بسم اللہ آن عبارت نوشتہ ام کہ وے نقل کردہ آورده است و نہ می تواند کہ بخواند و باز صاحبزادہ آن عربی عبارت را خواند و عرض کرد اینجا جماعتی از علماء نشستہ است۔ از ایشان حقیقت حال حضور اقدس دریافت فرمایند چنانچہ حضرت ایشان از علماء دریافت فرمودند و ایشان عرض کردند کہ مَلَّا بسم اللہ بہ حکومت مکتوبے نوشتہ بود و حکومت غلام احرار اطلب کردہ استفسار کردہ بود۔ و این ہم درست است کہ جزائے وہابی بسیار سخت است۔ حضرت ایشان بہ مَلَّا بسم اللہ فرمودند: "شما غلام احرار را عناد و وہابی می گوئید و حکومت را می نویسید تا کہ حکومت ویرا قتل کند و وے شمار عقور و شمندار و شمشیر و شمشیر نہ نویسد" مَلَّا بسم اللہ بعد از شنیدن این ارشاد گرامی برفت و بعد از آن روز صاحبزادہ غلام احرار از شتر وے محفوظ شدند۔ در افغانستان اشتہار یافت کہ حضرت صاحب دہلوی مَلَّا بسم اللہ را بر خطا قرار دادہ اند۔ عاجز آن روز حرأت و زبان دانی صاحبزادہ را دید۔ بہ حرأت و فصاحت تمام قضیہ را بیان کرد و در آخر عرض کرد حضور اقدس۔ گلوئے من حاضر است اگر حرفے غلط گفتہ باشم جزائے من ذبح است" حق زبان صاحبزادہ را کشاد و بطلان زبان مَلَّا بسم اللہ را بستہ کرد۔ ایشان را در افغانستان و در پنجاب مخلصین بودند در ایام زمستان بہ لدھیانہ می آمدند و برائے چند روز بہ دہلی ہم می آمدند۔ نوبت آخر در ماہ محرم ۱۳۵۴ھ بہ دہلی رسیدند چون قصد مراجعت کردند بر فراز پُر انوار پیر و مرشد خود حاضر شدند و بعد از عرض سلام و قرأت فاتحہ و دعا اشک ریزان این شعر خواندند۔

جیف در چشم زدن صحبت یا را آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

چون بہ وطن خود رسیدند بعد از چند روز در مرض وہابی مبتلا شدند و بہ شب چہار شنبہ نجیم جامی لآخر ۱۳۵۴ھ (۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء) بہ عمر شصت و پنج سال رحلت کردند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ دَرِّضی عَنْہُ۔ ایشان را دو فرزند اند۔ صاحبزادہ مَلَّا غلام احمد ولادت ایشان بہ ۱۳۴۲ھ بودہ کہ سال بیعت والد ایشان است، از حضرت ایشان غلام احمد نیز بیعت شدہ اند۔ اما کسب سلوک از والد بزرگوار خود کردہ اند علم درست و فہم خوب دارند خلیفہ والد بزرگوار خود اند۔ افسوس کہ از وجہ درو سرور کام و نزل اشتغال بہ کتب بسیار کم شدہ۔ در پنجاب مخلصین دارند۔ رَزَقَہُ اللّٰہُ الصَّحَّۃَ وَوَقَّعَہُ لِمَرْضَاتِہِ۔ و فرزند دوم صاحبزادہ فدائے احمد است کہ در ۱۳۳۶ھ تولد شدہ از والد بزرگوار خود کسب سلوک کردہ و خلافت یافتہ و مشغول بہ کار است دَقَّقَہُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ۔

۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ برادر خود غلام احرار صاحبزادہ۔ ایشان از برادر خود شانزده سال خورد

بودند، به اول ماه محرم ۳۸۳ هجری ولادت ایشان بوده، چوں جوان شدند از حضرت سیدی الوالد بیعت شدند، کسب سلوک کردند و اجازت و خلافت یافتند۔ در جذب و شوق و نعره و آه و بُکاسه شارمی بودند۔ اکثر اوقات اشعار برادر خجود را که در فارسی و افغانی می بود به آواز بلند می خواندند و از هر سونعه های اشعار و هائے هوپ می خواست۔ و در احوال جوش و مستی و ربه مؤئے قیام گاه حضرت ایشان کرده به صد سوز می خواندند۔

خواجہ نظام است و نظامی منعم
مفتخر از بس به غلامی منعم

وفات ایشان بہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ شدہ۔ یک سال یا دو سال قبل در لاہور با عجز و طاقت
کردند گفتند در ایام جوانی برفرش سنگی خانقاہ شریف در وجد می غلطیدم و ضربہا بہ پای من می رسید
من بے خبر می ماندم حالاکہ پیر شدم از درد آن ضربات راہ رفتن مشکل شدہ۔ عجب پاک دل و صادق المحبتہ
و عاشق پیر و مرشد خود بود و رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ۔

۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ ولد باز محمد قوم کندی ساکن قرہ باغ عجب مرد پاک دل و صفت منش و نیک طینت بود۔ در سال ہزار و سہ صد و چہل نسخہ قلمی از مصحف شریف برائے حضرت ایشان بہ کوئٹہ آوردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند این ہدیہ مبارکہ را عاجز بہ خدمت حضرت ایشان رسانیدہ بود۔ چون از ملاحظہ فارغ شدند آن نسخہ مبارکہ را بہ عاجز دادند و فرمودند۔ بسیار خوب مصحف مبارک است۔ این را تو بگیر۔ ایشان را سہ فرزند است۔ احمد حسن، عبد الرحمن، عبد الکریم۔ و لصلواتہم یصدق علیہم، الولد سید لایبہ۔ بی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ را حضرت برادر بکلاں برائے فرزند اصغر خود عزیز گرامی عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ گرفتہ اند۔ سَلَّمَ اللّٰهُ الْاِخْوَةَ الثَّلَاثَةَ وَاَوْلَادَهُمْ وَرَحِمَ اللّٰهُ اَبَاهُمْ وَرَضٰی عَنْهُ۔

۲۹- ملا سید احمد جان ولد سید اختر ساکن خیر کوٹ کٹواڑہ مرد پاک دل و صاف منش صاحب
شعور و خضوع بود۔ بہ عاجز گفت۔ من نوبتِ اول بہ حج رستم و تمتع کردم و نوبتِ دوم قرآن و امسال
قصد افراد دارم۔ چنانچہ ایشان آن سال رفتند و افراد کردند۔ دوسہ سال ما برادران در تفریح گاہ پیش حضرت
ایشان شعر بازی می کردیم۔ از جماعت مخلصین نیمے بہ یک جانب و نیمے بہ دیگر جانب می بود۔ رئیس یک
حزب حضرت برادر گلان و رئیس دیگر حزب این عاجز می بود۔ حضرت ایشان اجاباً معاونتِ حزب کمزوری کردند۔
روز بہ یک حزب در شعر دال عاجز مانده بود۔ و سید احمد جان در آن حزب بود۔ حضرت ایشان این شعر گفتند۔

دال می خواهم ز احمد جان من لیک باشد شعر چون دُرِّ عَدَن

چون حضرت ایشان بہ احمد جان خطاب کردہ این شعر خواندند گویا کہ در احمد جان ریح تازہ دید
عجب کیفیتے بروے طاری گشت و تازمانے آن اثر ظاہر و باہر ماند۔

لطیفہ۔ دران ایام از افغانستان قاضی آیاز بہ خدمت شریف آمدہ بود، او ہم در شعر بازی فریق
یک فریق بود۔ اتفاقاً از حزب عاجز سین طلب کردہ شد۔ عاجز این شعر "بوستان" خواند۔
سمند سخن تباہ جائے براند کہ قاضی چو خرد در خلا بے بماند

حضرت ایشان قدس سرہ چون این شعر را شنیدند بہ انبساط تمام فرمودند: "اے آیاز بشنو، زید
چہ می گوید؟" و باز متبسم شدند۔ حاجی ملا احمد خان نعرہ زد و قاضی آیاز بہ و جہ در آمد۔ سبحان اللہ چہ کیفیات
بودند و چہ احوال۔ اگر عاجز گوید: "ہر زمان از غیب جانے و گیر است" را ظہور بود خلاف واقع نہ خواہد بود۔
سید احمد جان در ۱۳۶ھ رحلت نمود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۳۰۔ ملا خیر اللہ آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم جلالزی اندر ساکن پاچگی از شلگر۔ اولاً از
نجم الدین آخوندزادہ بیعت بود۔ بعد از وصال ایشان بہ دریا قدس خیر جہان رسید و فریفتہ جمال با کمال
حضرت ایشان شد۔ سالہا در خدمت بابرکت ماند و صفائے وقت را دریافت۔ نوبتے حضرت ایشان
چون از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند ملا خیر اللہ با جماعت کثیرہ از افغانستان آمدہ بود۔ عاجز دید کہ ملا خیر اللہ قصیدہ
افغانی بہ ذوق و شوق می خواند کہ در مدح پیر و مرشد خود گفتہ بود۔ مفہوم یک شعر این بودہ کہ اے مقتدلے
انام خوش بیا بید کہ کوہ کوثرک از بہر سلامی استادہ است۔ و باز ملا خیر اللہ نعرہ اللہ زد و اشک رنجبتہ بہ
مستمعین گفت: "سو گند بہ خدا، اگر حضرت ایشان در یک از رو پیر ہن خورد و عرق چین تنہا بہ صحر ابر آیند
ہر کہ ایشان را بیند فریفتہ ایشان شود" بہ خیال عاجز ملا خیر اللہ صواب گفتہ بہ روز شنبہ نجم ربیع الآخر
۱۳۵۹ھ وفات یافت۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔ پسرش ملا احمد اللہ است۔ وَتَقْنِي اللهُ وَاَيَاہُ الْمُنِجِبَةُ وَيَرْضَاهُ۔

۳۱۔ شرف الدین ولد ملا خدا داد قوم مہمند ساکن کٹواڑ۔ از مخلصین قدام و عشاق حضرت ایشان
بود۔ ہر سال برائے کسب حلال بہ بنگال می رفت۔ عند المراجعہ چند وقت خدمت می کرد۔ نوبتے از بنگال
بارفقاے خود بازگشت۔ حاجی ملا احمد مٹاخیل ناہائے وار دین و ہدیہ ایشان را بر کاغذے نوشت و عاجز
را داد تا بہ خدمت اقدس برساند۔ حضرت ایشان چون تحریر را ملاحظہ کردند۔ فرمودند زید برو بہ شرف الدین
بگو کہ در ہدیہ چہ نقص کردہ۔ عاجز بہ شرف الدین گفت۔ وے تبسم کرو و از کیس خود دو یا سہ روپیہ کشید
و بہ عاجز داد۔ عاجز آن روپیہ بہ خدمت مبارک رسانید۔ حضرت ایشان آن وقت بہ عاجز فرمودند: "زید
بہین۔ حالا درست آمد؟" چون عاجز برآمد۔ دید کہ حاجی ملا احمد از شرف الدین حقیقت حال دریافت می کرد۔
شرف الدین گفت۔ وقتے کہ من برائے تجارت بہ بنگال می رفتم در دل خود نذر گرفتہ کہ ہر قدر فائدہ شود،
یک روپیہ فی صدر روپیہ بہ حضرت ایشان دہم۔ و این وقت در بے خیالی دو یا سہ روپیہ کم پیش کردم۔

چون حضرت ایشان استفسار کردند۔ آن نذر بہ یادم آمد و ما بقی را از در ہم دادم“ و این ہم گفت۔ کہ غیر از خدا کس را علم نذر کردن من نہ بود“ چون عاجز کلام شرف الدین شنید بہ او کلام حضرت ایشان نقل کرد کہ فرمودند۔
زید بہین حالا درست آمد۔ در سال ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان بہ حج رفت و چند سال بعد از دنیا کوچ کرد۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۲۔ حاجی کلاخان ولد محمد امین قوم خروٹی، کوچی دنیا بعد در شاہ جوے آباد شد، از مخلصین پاک طینت بود۔ در ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان حج کرد و بعد از چند سال رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
۳۳۔ ملا امیر ولد حاجی بازک قوم میچن خیل، ساکن جامراد عجب مرد پاک دل و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ اگر گفتہ شود کہ او از دل و جان فدائے حضرت ایشان بود صبیح باشد۔ اکثر اوقات بہ مطالعہ ثنوی معنوی مشغول می بود۔ ایشان را دو زوجہ بود۔ زوجہ اولی بی بی لال نام داشت، سی و پنج سال گزشتہ بود و اولاد نہ شدہ بود و زوجہ آخری بو بوجان نام داشت و شانزہ سال گزشتہ بود ازوے ہم اولاد نہ شدہ بود۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و چہار بہ زمانہ قیام حضرت ایشان در ریاست رامپور۔ ہر دو زوجات خود را ہمراہ خود بہ رامپور آورد و بہ وقت روانہ شدن از خانہ بہ بارگاہ کبریا عرض کرد، الہی و مولائی از برکت پیر و مرشد مہرا اولاد عطا کن در رامپور چند ماہ خدمت کرد و باز ہمراہ حضرت ایشان بہ کوٹہ رفت۔ در کوٹہ بعد از چند ماہ بی بی لال را پروردگار دختر عنایت کرد۔ حضرت والدہ ماجدہ آن دختر را جامہا پوشانیدند و نامش صفیہ نہادند۔ چون ملا امیر بہ افغانستان رسیدند بعد از چند ماہ بو بوجان را پروردگار پسر عنایت کرد و نامش طاہر بود ملا امیر سادہ دل و سادہ طبیعت بود۔ در صحبتش اثر سوز و محبت غالب بود بسیار افراد از ایشان استفادہ کردند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۴۔ ملا حسن قوم بابی از قندھار بود۔ دہہ کوٹہ آمد و بیعت شد۔ عجب مرد مبارک بود۔ حاجی اسلم نورزی دوکاندار ایشان را در خانہ خود جاسے داد۔ ہفت یا ہشت سال ملا حسن در جائے ایشان قیام کرد۔ دو رات مایے کہ قیام حضرت ایشان در کوٹہ می بود، ہر شب بہ حلقہ مبارکہ می آمد۔ حضرت ایشان ملا صاحب را در دالان بہ قرب خود جاسے می دادند بعض اوقات صرف ملا صاحب بہ حضور حضرت ایشان می بود۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہشت حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی تشریف آوردند ملا صاحب بہ قندھار رفت۔ چون حضرت ایشان بہ سال ہی دنہ بہ کوٹہ رسیدند ملا صاحب را نہ یافتند بہ حاجی اسلم چند بار فرمودند ملا حسن را بخواد۔ اگر در خانہ شما ایشان را راحت نیست ما ایشان را حجرہ خوب می دہیم۔ و در سال چہلم کہ سال آخر حضرت ایشان در

کوٹہ بود نیز چند بار این سخن فرمودند۔ برائے ادراکِ جلالتِ قدرِ ملا صاحب برتر ازین چه دلیل خواهد بود۔ ملا قاسم ہزارہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ بہ عاجز بیان کرد کہ در چند ہا یک روز من و ملا باز محمد قندھاری و ملا جلال الدین ہمراہ ملا صاحب بیرونِ شہر برآمدیم۔ در دستِ ملا صاحب تسبیح بود و بہ ذکر شریف مشغول بودند۔ ما ہر سہ با ہم کلام می کردیم۔ بعد از ساعتی ملا صاحب بہ مایان گفتند افسوس صد افسوس، مثلِ اشتر بے مہار شمایان روان ہستید۔ بہ این جبلِ شامخ کہ پیشِ روے شمایان است و بہ این قبۃ خضر کہ بر سر شمایان است نظر نہ می کنید کہ بہ چه طور اظہارِ عظمت و کبریائی پروردگاری کند و بینید کہ ہر ذرۃ خاک بہ ذکر پاک پروردگار گویا است۔ ولے بر شمایان کہ اوقاتِ عزیز خود را بہ غفلت می گزرانید۔ این گفتند و زار و قطار بگریستند۔ عاجز گوید ملا صاحب دائمًا از کلام لغو و لایعنی احترازی می کردند۔ در کنجی قبلہ رو نشستہ بہ ذکر پاک مولیٰ بخل شازہ مشغول می شدند اگر تکلم می کردند بہ آواز پست و نرم می کردند۔ خندہ ایشان بیش از بستم نہ می بود و در اوصافِ حسنہ فرد بودند، رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۵۔ ملا محمد آفاق قوم مروت از جہاتِ سرحد بہ خدمتِ خیرِ جهان رسید و ہر چہ کہ بہ قسمتش بود حاصل کردہ بہ وطن مراجعت کرد۔ اگر مریدانش در اواخر سال ہا بہ خدمتِ حضرت ایشان نہ رسیدے، عاجز را از ایشان علم نہ بودے۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

ازین سی و پنج نفر کہ بیان ایشان گزشت، سی و یک نفر از افغانستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحابِ اجازت بلوچستان می کند۔

۳۶۔ قاضی لعل محمد نوری از قلات نصیر بہ کوٹہ آمد و از حضرت ایشان بیعت شد و در قریہ خلیل کہ بہ فاصلہ سہ میل از شہر است آباد شد۔ عجب مرد مبارک و صاحبِ استعداد بود۔ از بلوچان و برہمویان اگر کسی برائے بیعت می آمد۔ ویرا حضرت ایشان نزد قاضی لعل محمدی فرستادند کہ بیعت کنند و چند روز نزد خود ویرا مشغول بہ ذکر دارند۔ قاضی صاحب بسیار ضعیف و سن رسیدہ بودند چند سال بعد وفات یافتند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۷۔ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ فرزند ملا عبد اللہ قوم کاکڑ ساکن قریہ چوہی کہ از شہر کوٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہتِ غرب واقع است۔ چند ماہ قبل از ولادتِ حضرت برادرِ کلان چون نوبتِ اول حضرت ایشان بہ کوٹہ رسیدند، سی نفر داخل سلسلہ عالیہ شدند (لما کتبہ سیدی الوالد الی عبد اللہ عمر مبین) سرگروہ آنها ملا صاحب بودند۔ اگر ملا صاحب عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود حضرت ایشان نیز قدردانِ ملا صاحب بودند۔ چون بہ سال بستم از قرنِ چہار و ہم ملا صاحب حج کردہ بہ کوٹہ رسیدند، حضرت ایشان بہ عبد اللہ عمر نوشتند

مولوی عبدالحلیم حج کردہ از راہِ کراچی مع الراحة والنخیر بہ کوئٹہ رسیدند۔ ملا صاحب بیان می کردند، چون بہ مدینہ منورہ رسیدم و برائے عرض صلاۃ و سلام حاضر شدم۔ عرض کردم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلام عاشق رشیدکے شہا ابوالنخیر۔ چون این عرض کردم حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم چنان عنایات و مہربانیا فرمودند کہ از بیان آن زبانم قاصر است۔ در سال سی و پنج چون حضرت ایشان، حضرت برادر کلان را بہ وقت رفتن ایشان بہ کوئٹہ خلافت عنایت کردند و ایشان بہ کوئٹہ رسیدند و ملا عبدالحلیم را علم واقع شد فوراً نزد برادر کلان آمدند۔ از فرط مسرت اشکھامی ریختند و تبرکاً بر دست ایشان ہم بیعت شدند۔ و از این واقعہ یک سال بعد در راہ شعبان ۱۳۳۶ھ بر پشت ملا صاحب غدوے ظاہر شد۔ و بہ سرعت زیادہ خطرناک گشت۔ چون ملا صاحب از حرکت معذور شدند متصل بہ دیوار مسجد تریف پیش روے دروازہ حرم سر بر لچافے دراز شدند۔ نظر ایشان بہ سوئے دروازہ می بود۔ اوائل ماہ مبارک رمضان بود کہ حضرت ایشان وقت ضحیٰ بہ عاجز فرمودند۔ برو و سلام ما بہ ملا عبدالحلیم برسان و از جانب ما بگو کہ اینجا شما نا آرام ہستید لہذا شما بہ خانہ خود بروید، عاجز امتثال امر کرد، بر ملا صاحب رقت طاری گشت۔ سیل اشک از چشمان روان شد۔ دست عاجز را گرفتہ بوسہ دادند بر چشمان خود نہادند و گفتند کہ بہ خدمت مبارک حضرت صاحب عرض کنید کہ قتم آخر شدہ و تمنائے من است کہ پیش دروازہ حضرت شما جان خود بہ جان آفرین سپارم، عاجز بیان ملا صاحب عرض کرد حضرت ایشان چند دقیقہ توقف کردند و باز ارشاد کردند۔ بہ ایشان بگو کہ رضائے من در رفتن شما است۔ چون عاجز بہ ایشان این پیام رسانید زار و قطار بگریستند و گفتند۔ رضائے حضرت ایشان رضائے من است، من خلاف حضرت ایشان کہ می توانم کرو۔ و باز پسر خود عبد الجلیل را گفتند۔ بہ جامع مسجد برو و بہ عم خود بگو کہ عربہ بیارند تا بہ خانہ بروم۔ و بہ خانہ رفتند چند روز بہ حیات ماندہ بہ روز پنجشنبہ ہفتم رمضان مبارک ۱۳۳۶ھ (۲۴ جون ۱۹۱۵ء) کہ ششم سرطان بود، رحلت نمودند و در حظیرہ عثمانی و حیدری متصل بہ دیوار شرقی مدفون شدند۔ خدا رحمت کند ابن عاشقان پاک طینت را حضرت ایشان بہ جمعہ نہم شوال ازان سال بہ اسنادی مولانا محمد عمر نوشتہ اند۔ ”دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ ہفتم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، ما را این گونہ رفیق صالح و داناتا امروز کسے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جزا ہ اللہ خیر۔ روز فرمودند عبدالحلیم قطب کوئٹہ بودند۔ یک بار ارشاد کردند عبدالحلیم قوت بازوے من بود۔ عاجز و نظم ”نغمہ ہجران“ اشارہ بر این معنی کردہ می گوید۔

در دلا و در محبت بے مثال
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

آن زچہی دو برادر با کمال
مخلصان با وفا ہر یک سعید

کا کڑان را مثل تاج و سر بُدند بہر مرشد مثل بال و پر بُدند

ملا صاحب در محفل عقد نکاح ہمیشہ کلان بہ دہلی آمدند حضرت ایشان ملا صاحب را بہ مزارات حضرات اولیائے کرام فرستادند چون باز گشتند گفتند کہ ما بہ غفلت بودیم و از مرتبہ و مقام حضرت صاحب بے خبر بودیم۔ امروز کیفیت بر من واضح شد بہر مزارے کہ رفتیم۔ صاحب مزار بہ من گفت تو مرید ابوالخیر من ہستی لہذا تو از من ہستی۔ ملا صاحب این بیان پیش حضرت ایشان کردند باز بہ وجد درآمدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔
حریفان باد با خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوند زادہ۔ برادرِ کلان ملا عبدالعلیم آخوند زادہ از برادرِ خود بہت سال کلان بودند مثل مشہور است۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ در کارخانہ باطن پایہ ملا عبدالعلیم ارفع و اعلیٰ بود و در علم ظاہر نیز مقام بلند داشتند و در خطاطی بسیار خوب بودند و ملا عبدالرشید با کمال باطن عامل یک تعویذ بودند۔ چون از حضرت ایشان بیعت شدند عرض کردند من این تعویذ بہ خلق خدای دہم و ایشان را فائدہ می شود اگر حضور انور اجازت عنایت کنند عمل تعویذ جاری دارم و الا لا حضرت ایشان اجازت عنایت کردند و ملا صاحب تا آخر وقت تعویذ می داوند تقریباً ہر روز از چوبی بہ کوسٹ می آمدند و آن وقت نزد ایشان از دراہم ہیچ نہ می بود حتی کہ ایجار عربہ ہم نہ می بود۔ چون بہ شہر می رسیدند خلق بر ایشان ہجوم می آورد۔ ایشان ہدیہ تعویذ مقرر نہ کردہ بودند۔ ہر چہ کہ پیش می کردی گرفتند۔ در آن ایام ہر روز کترا بہت روپیہ بہ دست ایشان نہ می رسید۔ با وجود این قدر یافت و انما مقروض می بودند۔ در داد و دہش و مہمان نوازی مشہور بودند۔ اگر مہمان بہ قانہ ایشان می رسید۔ یک گوسفند بالضرورت بخ می کردند و قاعدہ ایشان بود چون خدمت حضرت ایشان می رسیدند لا محالہ دست بوسی می کردند و بعد از دستبوسی دو روپیہ ہدیہ پیش می کردند۔ اچنانچہ ہم شدہ کہ در یک روز دو بار سعادت دستبوسی بہ ایشان نصیب شدہ و ایشان دو بار ہدیہ پیش کردہ اند۔ نو بتے حضرت ایشان چون از نماز جمعہ فارغ شدند و در جامع نشستند ملا عبدالرشید استادہ شد کہ بیرون رود حضرت ایشان فرمودند۔ عبدالرشید کجا میروی۔ عرض کرد۔ جیب من تہی دست۔ بعد از نصف ساعت مسرور و شادان آمد و دستبوس شد و دو روپیہ ہدیہ پیش کرد و باز دستبوسی ماہر بہ برادر کرد و ہر یک را یک روپیہ ہدیہ داد۔ مردم بلوچستان می گفت کہ تعویذ ملا عبدالرشید بہ حدے اثر دارد کہ ایشان تعویذ می نویسند و اثر بر مریض همان دم می شود و خواہ آن مریض بہ مراحل دور باشد۔ چند سال بعد از پیرو مرشد خود بہ عمر ہشتاد و پنج یا قدرے زائد رحلت کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۹۔ سید عبدالحق از ساداتِ کرام صحیح النسبِ نشین و از خلص یاران حضرت ایشان بودند

در حیات مبارکہ پیر و مرشد خود رحلت کردند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۰۔ خدائے رحم کا کڑا از پیشین عجب مرد پاک دل صادق المحبہ بود حضرت ایشان اُو را رحمت اللہ می گفتند۔ اجازت نامیہ آمد کہ کوئٹہ را ایشان بہ رامپور آوردہ بودند۔ از دل و جان فدائے پیر و مرشد بود۔ در خورد سالی خدمت حضرت برادرِ کلان کردہ بود۔ در حیات پیر و مرشد سفر آخرت اختیار کرد و دعا ہائے حضرت ایشان برایش شمع راہ شدند۔ هَنِیئَالْہُ ثُمَّ هَنِیئَالْہُ۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۱۔ سید اکرم شاہ از پیشین۔ صاحب دُجْد و درو آہ و سوز و بخودی و استغراق بود۔ چون نمازی استاد محو انوار و تجلیات شدہ از خود بے خبر می گشت بہ ہر دو دست خود سیدہ و جسد خود را بہ شدت می زد و بعد از ختم نماز بہ ہوش آمدے و آثارِ ضعف و ماندگی بر بُشَرۂ ایشان ظاہر شدے و چون باز بہ نماز تراویح مشغول شدے ہمان جوش و خروش سابق روے می داد۔

ہر چند پیرِ نخستہ تن و ناتوان شدم ہر گز کہ یادِ روے تو کردم جوان شدم روزے حضرت ایشان بہ عاجز گفتند۔ سید اکرم شاہ صلاحیت دارد کہ در نماز بہ پہلوئے من استادہ شود۔ چون کہ در ایشان قوتِ برداشت نیست و بہ حرکت می آیند ازین جہت ایشان را متصل بہ خود استادہ نہ می کنیم۔ چند سال بعد از پیر و مرشد خود سفر آخرت اختیار کردند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

ابن شش نفر از بلوچستان بودند و از ایشان ملا عبد الحلیم آخوندزادہ سرکردہ مخلصین افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحاب اجازت اہل ہندی کند۔

۴۲۔ مولوی محمد اصحاب الدین فرزند محمد زین العابدین صدق ساکن ٹیک ناف بازار شہر جالنگام۔ بنگال۔ خلیفہ اول حضرت ایشان است علی الاطلاق کہ بعد از ارتحال حضرت جد بزرگوار شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ خلافت یافتہ سہ مکاتیب محمد اصحاب الدین پیش نظر عاجزاندا مکتوب اول از کلکتہ و مکتوب دوم از جالنگام بہ بستم رمضان ۱۲۹۹ھ ارسال کردہ اند۔ و نوشتہ اند کہ بیشتر از بست و پنج نفر بیعت شدہ اند۔ و افسراد احوال ارجمند دارند یکے سی و پنج ہزار بار ذکر اسم ذات و دو ہزار و یک صد بار نفی اثبات و یک ہزار و یک صد بار تہلیل لسانی می کند و دیگرے بست و نہ ہزار بار ذکر اسم ذات و یک ہزار و یک صد بار ذکر نفی اثبات و پنج صد بار تہلیل لسانی می کند۔ و احوال خود را از مراقبہ و ذکر و حلقہ و تدریس بہ تفصیل نوشتہ اند و در ایام ایشان در مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی مصروف بودند و مکتوب سوم در جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ نوشتہ اند و از عبد اللہ ارکانی و دیوان علی ارکانی و عبد الحمید سند نفی تسلیمات نوشتہ اند و حوالہ مکتوب حضرت ایشان ہم تحریر است۔ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۳۳۔ حاجی فیض اللہ ٹھیکہ دار "از سرسہ" صاحب نسبت و احوال ارجمند بوده۔ از مخلصین اقدیمین بوده۔ چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ و از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ایشان با جمعی از رفقا بر محطہ "بھٹنڈہ" با چائے و شیر و بسکٹ حاضر بودے و صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم از حاضرین ایشان آگاہ می کرد۔ چون آواز حضرت ایشان می شنید در تنش جان نومی میداد تعمیرات خانقاہ شریف۔ چہ از مسجد شریف و چہ از محجر مبارک و چہ از تسبیح خانہ و چہ از منزل خیر نگرانی کار بہ ایشان مفوض بود و منشی حسین علی معاون و مددگار ایشان عجب مبارک مرد بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۳۴۔ مولوی برکت اللہ مختار ساکن ہانسی ضلع حصار، از مخلصین قدام و از اصحاب احوال مبارک بودند با عاجز ارتباط و محبت زیاد داشتند۔ در ایام آخر تمام آن مکاتیب مبارکہ کہ حضرت ایشان قناتاً بہ ایشان نوشته بودند بہ عاجز دادند۔ عاجز ترتیب دار از آن مکاتیب بیشتر انقل کرده است تا ناظرین ملاحظہ کنند کہ حضرت ایشان بہ چہ طور تربیت مریدان می فرمودند۔

سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضلِ نب علی و انا شود یا شاعرے خیرین سخن
پروردگار بر مولوی برکت اللہ کرہا کردہ بود صد ہا افراد از ایشان فیضیاب شدند۔ نوبت آخر چون بہ خانقاہ شریف آمدند تا دیر بر مزار شریف مراقب شدند۔ و با عاجز بہ محبت زیاد ملاقات کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۳۵۔ مولوی سید عبد الجلیل فرزند سید ہدایت علی۔ اولاً در ڈاسنہ نزد غازی آباد قیام داشتند و باز بہ جرؤل ضلع بہرائچ مقیم شدند۔ بعد از بیعت چند وقت حاضر خدمت بودند چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند ایشان در صحبت صوفی نا تمام نشستند۔ بیان این واقعہ در فصل دوم تحت عنوان اجتناب از صحبت صوفی نا تمام "بر صفحہ ۲۵۳ گزشتہ۔ چار سال بہ خدمت حضرت ایشان مسلسل ماندند۔ حضرت برادرِ کلان را درس می داد و مکاتیب حضرت ایشان می نوشتند اگر کسے از عمر ایشان استفاساری کردی گفتند ما حاصل زندگانی آن چہار سال بود کہ در خدمت حضرت ایشان گزاشتہ ام و بازی گریستند۔ بہ شب جمعہ چہار دہم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۷۱ء) بعد مغرب رحلت نمودند و بہ روز جمعہ متہلل بہ قیام گاہ ایشان جسداً ایشان را سپرد خاک کردند یک سال قبل از وفات ملاقات ایشان با عاجز در جائے مولانا محمد عمر شہر سبحان اللہ چہ مبارک اجتماع بود۔ عمر ایشان یک صد و پنج سالہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۳۶۔ میر واحد۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ جوان صالح و صاحب استعداد بود۔ افسوس کہ در عنفوانِ شباب رحلت کرد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۷۷۔ حضرت استاد مولانا مولوی حافظ محمد عمر فرزند حافظ محمد ایوب ساکن محلہ مداپور گھوسی ضلع اعظم گڑھ بروز جمعہ یکم رمضان ۱۳۱۴ھ (۱۶ نومبر ۱۸۹۳ء) ولادت ایشان شد۔ در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از اجلہ علماء ہند علم منقول و معقول خواندند۔ در فہم و حافظہ از اذکیاے روزگار بودند۔ ہنور بہ طلب علم مشغول بودند کہ داعیہ خدا طلبی پیدا شد و در ۱۳۲۲ھ بہ آستانہ خیر جہاں رسید و داخل سلسلہ عالیہ شدند حضرت ایشان ہدایت فرمودند کہ علم ظاہر را بہ کمال رسانند چنانچہ ایشان بہ وجہ تمام علوم مروجہ را حاصل کردند، نامہائے چندا سائزہ ایشان بہ عاجز معلوم است می نویسند۔ مولانا فاروق چٹیا کوٹی ۱۔ مولانا ظہور الحسن جونپوری ۲۔ مولانا سید ہادی حسن جونپوری ۳۔ مولانا ماجد علی مانک پوری ۴۔ مولانا عبداللطیف بجنوری ۵۔ مولانا علی گڑھی۔ وفات تجوید از قاری عبدالرحمن درالہ آباد خواندند۔ در ۱۳۳۵ھ برائے تعلیم ماہر سہ برادر مقرر شدند و برائے ایشان مواقع فراہم آمدند کہ از حضرت ایشان ظاہر و باطن استفادہ کنند چنانچہ در ماہ رمضان مبارک باقاری نیاز احمد در درس شاطبیہ شریک شدند و نسبت تلمذ ظاہر نیز از حضرت ایشان پیدا کردند در ۱۳۴۲ھ حضرت برادر کلان ایشان را با خود برائے حج بردند۔ در ان مبارک سفر رفاقت ایشان از بس نیک بود جناب ایشان از ان افراد تحصیل علم کردہ بودند کہ بہ حزبے معین تعلق نہ داشتند۔ مثلاً دیوبندیت و بریلویت وغیرہ۔ لہذا مسلک ایشان مسلک علماء اسخین و جمہور اُمت بود۔ کلام درست از ہر کہ می شنیدند خوش می شدند۔ و کلام نادرست از ہر کہ می شنیدند بہ خوف و استغفار رجوع می کردند۔ عاجز بہ بستم محرم ۱۳۴۹ھ برائے ہشت روز نزد ایشان رفت۔ ایشان مولانا سید عبدالجلیل را از جہول طلب کردند عجب مبارک اجتماع بود۔ جناب ایشان در محلہ خود در سیرۃ خیر فیض عالم تاسیس کردہ اند مبارک وجود ایشان در ان جہات مشعلے روشن بود۔ خلقے از ان مستفید شد۔ خلقائے ایشان سہ نفر اند۔ مولوی حافظ محمد منظور احمد فرزند ایشان۔ مولوی حافظ محمد اکرام الحق ابن العم ایشان۔ مولوی عبدالحمید عرف مولوی کئی بناری۔ حَفَظَهُمُ اللّٰهُ وَوَفَّقَهُمُ لِمَرْضَاتِهِ۔

۲۷۸۔ مولوی حافظ قاری ولی محمد فرزند شیخ نانواز موضع ابراہیم پور ماجرہ۔ علاقہ میرٹھ۔ ایشان بہ مکہ مکرمہ رفتند و از شیخ القاری عبداللہ شاطبیہ خواندند و در قرات ائمہ سبعہ مہارتے پیدا کردند و در میرٹھ مشغول تدریس شدند۔ قرار ت قاری صاحب را حضرت ایشان بسیار خوش داشتند چون بہ محفل میلاد شریف از میرٹھ می آمدند و قرات تلاوت قرآن مجید می کردند حضرت ایشان می فرمودند۔ قاری ما کجا ہستند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد ما ہست۔ از مابقی خواندہ۔ وفات قاری صاحب بہ شب جمعہ شانزدہ صفر ۱۳۵۲ھ شدہ۔ در ان ایام عاجز بہ مصروفیت بود۔ چون خبر وفات ایشان رسید۔ بہ زبان اردو قطعہ نظم کردہ و سال وفات از۔ حافظ قاری ولی۔ دریافتہ و بہ عربی نیز قطعہ گفتہ شعر آخرش درج ذیل است۔

قَالَتِ الْاَكْرَدَاخُ لَمَّا قَابَلْتُهُ اَدْخُلُوا جَنَاتٍ عَذِيْبٍ بِسْلَامٍ

از شطر آخر سال وفات ظاہر است۔ ایشان را بصارت چشم سر نہ بودہ، حق تعالی بصیرت ایشان را روشن تر کرده بود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۹۔ فتح محمد از اولاد قاضی محمود شاہ دُرَبانی۔ ساکن موضع دیرپور۔ علاقہ کھٹورہ۔ گجرات۔ از حضرت ایشان بیعت شدند و حسب استعداد خود فوائد برداشتہ بہ وطن خود مراجعت نمودند۔ سہ سال می شود کہ از علاقہ ایشان چند نفر آمدہ بودند و از احوال طیبہ ایشان بیان کردند و گفتند ضعیف شدہ اند۔ بیشتر در خانہ خودی باشند۔ الْحَقُّ اللهُ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ۔

۵۰۔ حافظ سکندر ولد ناصر خان۔ اصلش از علاقہ سرحد بود اما نشو و نما در پنجاب و دہلی یافتہ۔ در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی درس قرآن مجید می دادند و عجب مرد پاک طینت و ولی صفت بودند۔ ہمہ وقت ہوش در دم و نظر بر قدم می بود از غفلت دور و بہ دولت حضور و آگاہی متصف بودند۔ چون ہندوستان منقسم شد و دہلی گہوارہ زد و خورد گشت ناچار مع اہل خانہ و ہر دو پسر بہ پنجاب رفتند و بعد از چار یا پنج سال یک مکتوب ارسال کردہ بودند و بعد از آن احوال ایشان معلوم نہ شد۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۱۔ مولوی سعید احمد فرزند مولوی خلیل احمد فرزند مولوی سراج احمد ساکن سرائے ہلالی۔ سنبھل۔ بیعت شدند و آن چہ بہ نصیب ایشان بود یافتند و بہ خانہ رفتند و در مدرسہ سراج العلوم بہ خدمت دین مشغول شدند۔ فرزند پسر کلانش مولوی حافظ اسعد بن مولوی حبیب احمد و فرزند خوردش حافظ محمد شاہ چند ماہ قبل آمدہ بودند۔ می گفتند مولوی سعید احمد در ۱۹۵۲ء رحلت کردہ اند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۲۔ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن تھوآلا علاقہ جہلم پنجاب و البتہ بہ فوج انجلیزی در دستہ اسپ سواران پنجابیان بود۔ بہ دہلی آمد و از حضرت ایشان بیعت شد۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان در میرٹھ شد۔ این دستہ اسپ سواران آنجا بود لہذا عدالت خان بیشتر اوقات در خدمت می رسید۔ در حرب عمومی آول انجلیز ہا این دستہ را بہ فرانسی فرستاد۔ لمحاربتہ الالمان۔ چونکہ عدالت خان افسران دستہ بود، برائے ایشان انتظام مستقل خیمہ بود۔ عدالت خان بیان کردند: "موسم خنک بود۔ من برائے نماز عشر در کنجہ وضو می کردم۔ پائے چپ خود را خواستم کہ بشویم ناگاہ یک زن جوان پری پیکر با صد عشوہ و ناز بہ خیمہ درآمد و بہ سوئے من دیدہ بستم نمود۔ درین دوران من پائے خود را شستہ استاد و تصور حضرت ایشان کردم بہ مجر دے کہ صورت مبارکہ در خانہ دلم درآمد بر من کیفیت طاری شد کہ مرا از خودم رہو۔ نہ می دانم کہ آن کیفیت چہ مدت گرفت۔ اما وقتے کہ بہ ہوش آمدم آن نقشہ بخوالہ از خیمہ رفتہ بود و شکر پروردگار بجا آورد و من وہاں دم

راہِ خیمہ را از درون بستم، عدالت خان چون از فرانسہ باز گشتند بہ دہلی آمدند و واقعہ بیان کردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند و بہ عدالت خان دعا ہا دادند۔

عاجز گوید این ہمہ برکت تصور بود کہ آن را رابطہ گویند بعض مدعیان علم از رابطہ نفرت می کنند۔ دوسہ ماہ می شود کہ یکے از علما رنجہ گفت کہ رابطہ حرام است در ان محفل غیر از قائل پنج شش دیگر علما ہم بودند۔ عاجز گفت۔ چہ جائے حرمت است۔ اثبات رابطہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ طرق صحیحہ ثابت است۔ چندین حضرات از صحابہ چون حدیثی را روایت می کردند می گفتند۔ کَا فِی الظُّرِّ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ این دید ایشان، دید آن مبارک صورت بود کہ در سیدار قلب ایشان محفوظ بود حضرات مشائخ ہمین را تصور و رابطہ می گویند۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ در اوائل دفتر دم چہ خوب فرمودہ۔

آنز دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بنی برون از آب و خاک
ہم بینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فراش را
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بُت، معنی او بُت شکن
شکر یزدان را کہ چون او شد پدید	در خیالش جان خیال خود بدید
خاک در گاہت دلم را می فریفت	خاک بروے کوز خاکت می شکفت

بر عدالت خان پروردگار لطف ہا کردہ بود۔ بسیار غافلان در صحبتش بہ وادی حضور رسیدند۔ بہ روز جمعہ یازدہم رجب ۱۲۵۵ھ (۲۴ فروری ۱۹۵۶ء) رحلت نمودند۔ چند روز گزشتہ بود یک ہندو را دو پسرانش بہ خانقاہ شریف آوردند۔ خانہ این ہندو بہ قرب خانہ عدالت خان بود۔ چون ہندوستان تقسیم شد و سے بہ دہلی آمد۔ وازد و سال بنیانی چشم و سے از وجہ نزول مار ضائع شدہ بود۔ این ہندو از جیب خود یک مکتوب بر آورد کہ در ان از وفات عدالت خان نوشتہ بود، این ہندو زار و قطاری گریست و می گفت این چنین مردی من گاہے نہ دیدہ ام چون کہ این جائے مرشد ایشان است ازین جہت اینجا آمدہ ام تا سکون قلب حاصل کنم فی الواقع عدالت خان یکے از اولیائے پروردگار بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۵۳۔ محمد ہاشم فرزند فضل الرحمن صدیقی باکن دوتانہ، نزد کوسی کلان علاقہ متھرا۔ جد کلانش در عہد مملکت خلیجیان درین جا آباد شدہ بود۔ ولادت محمد ہاشم در ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ بودہ۔ در ۱۳۳۶ھ بیعت شد و بہ مدامت در حلقہ مبارکہ حاضری شد، اجیاناً اشعار لغتیہ بہ سوز و دُرُومی خواند و حضرت ایشان خوش می شدند و می فرمودند ہاشم ہارا ببینید چہ گونه خوب می خواند، محمد ہاشم یک غزل اردو را بسیار بہ سوز می خواند۔ مطلع آن غزل این است۔

تڑپتا ہے دل جان کو بے گلی ہے یہ دولت تمہاری بہ دولت ملی ہے

یعنی دلم می تپد و جانم بے قرار است داین دولت درو سوز از جناب شما بمن رسیدہ است چون کہ این شعر حسب حال ادب و اثرے می داشت و از اصحاب حلقہ نعرہ ہائے ہاد و ہوبری خواست نعمت آہ و سوز کہ از حضرت ایشان یافتہ بود تا آخر دم حفاظت نگاہ داشت و بے کرد۔ از خانہ خود بہ دہلی در سال دوبار ضروری آمد، در محفل مبارک میلاد شریف و در حفلہ عرس مبارک، نوبتِ آخر بہ نسبت و ششم جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ آمد و روز دوم مراجعت کرد و بہ یکشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۸۶ھ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء۔ از دنیا رخت سفر بست و در روز خود مدفون گشت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مخلصانش بفضل اللہ و کرمہ از نسبت مبارکہ عاقل نیند و محلی بہ آداب سلسلہ اند۔ وَفَقَّہُمُ اللّٰہُ لِمَرْضَاتِہِ وَرَحِمَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَاٰہَاتِمَا وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۵۴۔ مولوی عبدالعزیز فرزند عبداللطیف، ساکن جونا گڑ کلاٹی۔ علاقہ گھلنا۔ بنگال۔ در مدرسہ عبدالرب دہلی، علم دین می خواندند۔ بہ روز جمعہ اسباج حضرت خیر جہان را دیدند۔ و دل خود باختند۔ و در سال ہزار و سہ صد و بست و سیعیت شدند۔ چون کہ با حضرت ایشان ارتباط تام داشتند بہ زودی پیش رفت کردند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ معمول ایشان بود کہ ہر سال برائے چہل روز حاضری شدند۔ بہ عاجزہ بیان کردند کہ در اوائل احوال یک سال بار دیگر حاضر شدم۔ حضرت ایشان مرا فرمودند مراعات قاعدہ کنید۔ بہتر اعمال آو و تم اعمال است۔ بار دیگر چنین نہ کنید۔ چون بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ ہمراہ خود از مخلصین جماعتی را می آوردند۔ و آنہا خدمت خانقاہ شریف می کردند۔ حضرت ایشان از احوال آنہا خوش می شدند۔ مولوی صاحب در احتفال میلاد شریف شریک می شدند و در آن مبارک محفل بر ایشان احوال طاری می شدند و ایشان مغلوب الاحوال شدہ آن را بیان می کردند۔ در آن وقت چشمان ایشان مخموری بود و وقتے کہ ایشان احوال خود بیان می کردند حضرت ایشان خاموش می شدند۔ چون حضرت ایشان بہ مزار حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی قدس سرہ تشریف بردند۔ مولوی صاحب ہم در خدمت بودند۔ آنجا بر مولوی صاحب حالت طاری گشت و عنایات حضرت نصیر الدین را بر ملا بہ آواز بلند بیان کردند۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند «ببینید مولوی عبدالعزیز باچہ می گوید» آن وقت عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان کلام مولوی صاحب را بہ نیک وجہ استماع می فرمودند۔ روزے عاجز صبا کا بہ نواخت یادہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ وہ بہمان وقت مولوی صاحب با جماعت مخلصین از بنگال رسیدند و نعرہ ہائے ہو و ہا و اللہ کہ در احوال و جلاز ایشان صدوری یافت بہ مسامح مبارکہ رسید۔ حضرت ایشان خوش شدہ بہ عاجز فرمودند بہین کہ مولوی عبدالعزیز ما آمدہ است۔ حضرت ایشان اگر از چیزے یا کسے خوش می شدند نسبت آن را بہ خود می کردند۔ بہ سال و ص سال

حضرت ایشان بہ شنبہ نہم ماہ مبارک ربیع الاول از کونہ بہ دہلی آمدند و بہ روز چہار شنبہ دہم ماہ مبارک مولوی صاحب با جمعی کثیر از مریدان از بنگال بہ خانقاہ شریف رسیدند۔ از مخلصین ایشان بیشتر افراد برائے یک ہفتہ آمدہ بودند و پانزدہ یا بست نفر برائے چہل روز۔ از آمد مولوی صاحب حضرت ایشان سرور گشتند، کیفیاتے کہ در محفل مہجور و مبارک بہ ظہور رسید بیا نش در فصل دوم بہ تفصیل گزشتہ۔ چون از آمد مولوی صاحب چہل روز گزشت ایشان بہ ہستم ماہ ربیع الآخر اجازت مراجعت خواستند حضرت ایشان بہ شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام فرمودند کہ بہ مولوی صاحب بگوئید کہ از مخلصین خود چار پنج خصوصی افراد را با خود دارید و دیگر ہمہ را رخصت کنید و شہامزید چہل روز قیام کنید۔ مولوی صاحب علی برادرشاد مبارک کردند چون چہل روز بہ اتمام رسید و ہلال جمادی الآخرہ کہ ماہ ارتحال حضرت ایشان است برافق ظہور کرد و مولوی صاحب اجازت رفتن طلب کرد حضرت ایشان بہ نام بردہ ہائے سابق گفتند۔ دل مامی خواہد کہ مولوی صاحب چند وقت قیام کنند۔ چون کہ از خانہ مولوی صاحب مکتوبے رسیدہ بود و آنجا کارے پیدا شدہ بود۔ مولوی صاحب بیان آن عذر کردند و حضرت ایشان مولوی صاحب را اجازت سفر دادند۔ عاجز دید کہ بہ صبح روز رفتن مولوی صاحب حضرت ایشان از حرم سرابرا آمدہ، در دروازہ بر تخت مبارک نشستند و مولوی صاحب را طلب کردند مولوی صاحب نزد تخت بر زمین نشستند حضرت ایشان مبارک دستہائے خود را بر شانہ ہائے مولوی صاحب نہادہ چشم بند کردہ نشستند۔ روئے مولوی صاحب قدرے میلان بہ جہت شرق داشت۔ عاجز بر چہرہ مولوی صاحب آثار کیفیات می دید۔ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ حضرت ایشان توجہ خاص فرمودند و باز مولوی صاحب را رخصت کردند۔ آن وقت مولوی صاحب بہ اختیار خود نہ ماند و از اعماق قلبش نعرہ ہائے مستانہ برآمدند و مخلصان ایشان کہ بہ پشت ایشان بودند ہمہ نوائے ایشان شدند۔ مولوی صاحب بہ چہارم یا پنجم جمادی الآخرہ رخصت شدند و بہ آخر این ماہ حضرت ایشان رحلت کردند و مولوی صاحب اشک ریزان بادل بریان از بنگال آمدند و می گفتند حضرت ایشان قدس سرہ خواستند کہ من نہ روم و من از وجہ کارے رنتم۔ این — یک داغ است بر دلم کہ تا آخر وقت خواہد ماند۔ مولوی صاحب در عرس مبارک حضرت ایشان مسلسل بست و پنج سال آمدند و بہت آخر در جمادی الآخرہ ۱۳۶۶ھ آمد ایشان شد و بہ آخر ماہ رمضان ۱۳۶۶ھ دہلی گہوارہ قتل و سفاک دمار گشت و سالہا این کیفیت بہ ماند۔ در سال ۱۳۷۵ھ عاجز بہ ایشان نوشت کہ پروردگار فضل فرمودہ و احوال قدرے خوب شدہ لہذا برائے چند وقت بیائید۔ پروردگار ایشان را جہاد دہد کہ بہ مطالعہ مکتوب عاجز مع رفقا بہ دہلی آمدند۔ چند روز قیام کردند و بہ عاجز گفتند تا وقتے کہ زندہ ام ان شاء اللہ می آیم۔ لیکن مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ۔ بہ خانہ رفتند۔ چندے بہ عافیت ماندند و باز علیل شدند و

بہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک "میلاد شریف" ربیع الاول ۱۳۷۶ھ (شانزدہم اکتوبر ۱۹۵۶ء) حلت نمودند رحمۃ اللہ ورضی
 عَنْہُ وَقَدْ سَنَّ سِرَّہُ وَفَوَّضَ نَحْجَہُ مولوی صاحب را با عاجزو عاجز را با ایشان ارتباط و مودتے بود۔ مافی الضمیر را
 بہ عاجزی گفتند۔ افسوس صد افسوس ازان مشعلہا کہ حضرت ایشان جا بہ جا فروختہ بودند یکے ہم نہ مانده۔ اللہ الا مَنُور
 مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ عاجز برائے دید دختر سوم عطیہ فاروقیہ بہ چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ
 (۳ جون ۱۹۷۱ء) بہ چانگام رسیدہ بود۔ آنجا مولوی عبدالرحیم مولوی محمد معصوم و محمد سعید فرزند ان مولوی صاحب
 و شفیق احمد فرزند مولوی عبدالرحیم رسیدند و بیان کردند کہ بہ چہار دہم ربیع الآخر (۱۸ جون) عقد نکاح محمد زبیر
 است کہ فرزند آخر و ہشتم مولوی صاحب است و باز بہ ہشتم ماہ دعوت ولیمہ است و درین حفلات مسرت اشتراک
 شما موجب مسرت مایان است۔ عاجز را محبت مولوی صاحب یاد آمد و بہ خوشی دعوت ایشان را منظور کرد،
 انعقاد نکاح در ڈھاکہ با اختری بیگم دختر تید بابر حسین شد خطبہ نکاح عاجز خواند و باز مولوی محمد اسلام چانگامی
 مولد عربی خواند۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ و دعوت ولیمہ در "جونا کرکائی" (قریہ مولوی صاحب) بود مولوی عبدالرحیم
 فرزند کلان مولوی صاحب بر فراز مبارک پدر خود عجب گنبد عالی شان ساختہ اند۔ عاجز وہ روز آنجا قیام کرد۔
 مولوی عبدالرحیم و برادران و فرزند ان ایشان عاجز را راحتمہا رسانیدند و مولوی علیم الدین و مولوی محمد اسلام
 و سید محمود حسن کہ از خلفائے مولوی صاحب اند سر تہا رسانیدند۔ و مزار مولوی صاحب سبب دہشلی عاجز بود۔
 مولوی صاحب رانشش پسر و دو دختر است۔ ۱۔ عبدالرحیم ۲۔ محمد یحییٰ ۳۔ محمد معصوم ۴۔ محمد سعید ۵۔ محمد صادق
 ۶۔ محمد زبیر۔ و خیر النساء و اشرف النساء۔ مولوی عبدالرحیم را سہ فرزند کلان است حجتہ اللہ، صبیغۃ اللہ، شفیق
 احمد و شش دختر ان اند و محمد یحییٰ را یک فرزند بنت اللہ و دو دختر و فرزند ان دیگر را اولاد خور و است۔ و
 خیر النساء زوجہ ربیع الدین را چہار پسر و چہار دختر است مولوی عبدالرب، عبدالرحمن، سعد اللہ، احمد اللہ۔ و
 اشرف النساء زوجہ میر محمد شفیع را دو پسر و دو دختر است عتیق اللہ و عبدالودود و سَلَّمَ اللّٰہُ الْجَمِیْعَ دُکُوْرًا وَ
 اُنَاثًا وَ تَقَّہُمْ مَرْضَات۔ مولوی صاحب در قریہ خود مدرسہ خیریہ عزیز پیہ بنا کردہ اند۔ بعد از وفات
 ایشان عمارت پنجتہ برائے مدرسہ ساختہ شدہ و نواسہ مولوی صاحب کہ مولوی عبدالرب نام دارد و صدر
 مدرس است۔ پروردگار این مدرسہ را قائم و دائم دارد۔

عاجز گوید بہ نوعی کہ مولوی صاحب حضرت ایشان را خوش کردند و بہ آخر وقت توجہ خاص و
 دعا ہائے نیک از حضرت خیر جہان حاصل کردند آن را اثرے بود اظہر من الشمس۔ پروردگار ایشان را مقبول
 داد۔ در بنگال و بہار و برادویپی خلق کثیر از ایشان مستفید شد۔ غیر از فرزند کلان شش افراد خلفائے ایشان
 بودند۔ ۱۔ مولوی عبدالشکور ولد شیخ احمد ولد فدا حسین ساکن تنگ ندوا موضع میوکل علاقہ اکیاب ملک برا۔

در سال ۱۳۱۵ھ بہ حیات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ و رَضِیَ عَنْہُ ۲۔ مولوی نعیم الدین الہ آبادی۔ بعد وفات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ و رَضِیَ عَنْہُ ۳۔ مولوی علیم الدین ساکن اڑھار ضلع مرشد آباد بہار ۴۔ مولوی محمد اسلام ساکن دھرم پور ڈاک خانہ دکن پاڑہ۔ چانگام ۵۔ سید محمد حسن الہ آبادی ساکن اعجاز کالونی۔ لَیْلَہ ہاؤس۔ کراچی ۶۔ مولوی مخلص الرحمن اکیابی۔ خانہ اش نزد خانہ مولوی عبدالشکور رحمۃ اللہ است۔

مولوی عبدالشکور در سال ۱۳۲۱ھ از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیعت شدہ بود۔ در فصل دوم تحت عنوان بیعت و ارشاد احوال بیعت شدن ایشان نوشتہ شدہ است، و سبب تعلق و ارتباط مولوی عبدالشکور با مولوی عبدالعزیز ابن شدہ کما کتَبَہ عَبْدُ الشَّکُورِ فِی کِتَابِہِ «من دو ماہ یاد و نیم ماہ بہ مداومت ہر شب بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدم و فیضہای برداشتم، درین اثنا مکتوب والدہم رسید کہ برادرِ خود را کہ حبیب اللہ نام داشت ہمراہ خود گرفتہ بہ خانہ بیا۔ و برائے خرچ سفر یک صدر و پیہ کلدار فرستادند من بہ خدمت حضرت ایشان این واقعہ را عرض کردم۔ قدرے توقف کردہ فرمودند: «مولوی عبدالشکور اگر شش ماہ نزد ما قیام می کردی بہتر بودے» باز فرمودند: «در وظیفہ شریفہ تغافل نہ کنی و احوال خود نوشتہ ارسال داری» افسوس صد افسوس من بر ہدایات حضرت ایشان عمل نہ کردم و چہار دہ سال بہ امور دنیویہ مشغول ماندم، در سال ۱۳۳۵ھ سہ خواب دیدم و پریشان شدہ بہ دہلی رسیدم۔ در بان خانقاہ شریف عبدالستار (مشوری از واز خواہ) بود۔ او اطلاع من کرد۔ و حضرت ایشان بہ واسطہ عبدالستار احوال من دریافت کردند۔ و اجازت دخول بہ خانقاہ شریف نہ دادند۔ روز ہاگزشت و من صبا و مساءً حاضری شدم و بیرون دروازہ نشستہ بہ آہ و بکا مصروف می شدم۔ روزے عبدالستار بہ من گفت۔ حضرت صاحب بہ شمارِ سرخ می دادند لیکن شما آن را در خاک کردید، بنا برین حضرت صاحب از شما خوش نیستند و باز روزے بہ من گفتند کہ عن قریب مولوی عبدالعزیز صاحب از بنگال برائے اشتراک در محفل مبارک میلاد شریف می آیند۔ ایشان خلیفہ حضرت صاحب اند و ہر سال ہمراہ ایشان پانزدہ، بست نفر می آیند۔ دیدم کہ بعد چند روز مولوی صاحب آمدند و مریدان ایشان بہ ہر وقت کہ می خواستند بہ خانقاہ شریف داخل می شدند و عبدالستار بہ من گفت کہ برائے مولوی صاحب و مریدان ایشان اجازت است و قتی کہ خواہند بہ خانقاہ شریف در آیند، چون من این کیفیت را ملاحظہ کردم بہ دل خود گفتم کہ برایم ہمین بہتر است کہ خود را وابستہ بہ مولوی صاحب کنم چنانچہ وابستہ شدم و بہ مبارک شب دوازدم ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بہ وسیلہ مولوی عبدالعزیز صاحب یاس و نا امید من بہ سعادت و امید تبدیل شد و من با مولوی صاحب بہ خانقاہ شریف داخل شدم و برائے نماز شام و صاف بہ پہلوئے مولوی صاحب نشستم۔ چون وقت نماز شد حضرت ایشان از پشت صف احوال مقتدیان را

ملاحظہ کردہ می گزشتہ چند چون نزدین تشریف آوردند، استفسار کردند کہیتی۔ بر من ہیبت طاری گشت و تمام جمہ من شل شد و نہ توانستم کہ چیزے بگویم۔ بعد لخط حضرت ایشان فرمودند: آیا این بنگالی است من جواب بے دلم۔ حضرت ایشان بر سرم دست مبارک نہاوند و فرمودند: ”خوب“ و امانت کردند حضرت ایشان در نماز سورۃ فتح تلاوت کردند مقتدیان در بحر حقیقت صلاۃ غواصیہا کردند۔ کسے در سرشاری می جنبید و کسے در آہ و بکا مصروف بود۔ من محسوس کردم کہ آن سنگ گران از ثقل عظیم کہ بر سینہ من نہادہ بود یکبارگی دور شد و از کثرت فیوضات و برکات چنان محسوس می شد کہ سینہ من شاید ترقد۔ قرأت حضرت ایشان بسیار روان و صاف بود گویا کسے تفسیر آیات می کند سورۃ فتح کا ملا تلاوت کردند۔ و چون از نماز فارغ شدہ تشریف می بردند بہ ملا احمد خان (مٹاخیل) فرمودند۔ در نماز چہارہ نفرخ کردہ اند۔ از ایشان چہارہ روپیہ جرمانہ بگیر۔

ہذا ما کتبہ عبدالشکور اکیابی۔ آن چہ عبدالشار مشوڑی رحمہ اللہ بہ او گفتہ درست گفتہ کہ حضرت ایشان شمار نعمت بے کران می دادند لیکن شہا قدر نہ کرید و آن را از دست دادید۔ اگر چہ از وجہ انتساب مولوی عبدالشکور بہ مولوی صاحب دروازہ خانقاہ شریف برائے ایشان مفتوح شد۔ لیکن از انعامات و لطاف حضرت ایشان بے بہرہ ماندند۔ نعمتہا کہ در سال ۱۳۲۱ ہجری یافتہ بودند۔ اثرے از آن باز نہ دیدند۔ نہ آن مخاطبہ مبارکہ و نہ آن خواندن احادیث مبارکہ یا اشعار طیبہ و باز تشریح فرمودن آن۔ بہر حال آن چہ بہ قسمت و نصیب ایشان بود از مولوی صاحب بر ایشان رسید۔ ذلک تقدیر العزیز العلیہم۔

اصحاب اجازت ابن پنجہ چہار پاک دل افراد مستند کہ بیان ایشان گزشتہ و کسانے کہ در فتا و کمالات امتیازات داشتند پیش از پیش اند۔ نام چند سرستاں کہ بہ عاجز یادماندہ می نویسند۔ بیان فتح اللہ اندر و اکبر توخی و عبداللہ کا کڑ گزشتہ۔ نسبت بہ عبداللہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودہ بودند کہ من جیت الکمالات صلاحیت اجازت و خلافت دارد۔ آما از دولت علم بے بہرہ بود صلاحیت رہبری نہ داشت لہذا مفتخر بہ خلافت نہ شد۔ از پیشین سید بدل شاہ و یعقوب ترین از اصحاب نسبت و وجود در دواہ و سوز بودند سوز باطن و جوش لطیفہ قلب بہ نوع غالب بود کہ ہر کہ بہ صحبت ایشان می رسید فوراً متاثر می شد۔ ملا محمد امان قندہاری بہ عاجز بیان می کرد کہ بہ ایام طلب علم بہ پیشین رستم چند روز در قریہ سید بدل شاہ و یعقوب ترین بودم دیدم کہ بعد از اآخرہ بہ یک گوشہ مسجد شریف سید بدل شاہ و بہ دیگر گوشہ یعقوب مصروف ذکر شریف می شدند۔ از سینہ ایشان یک گونہ صدا بر می خاست و من محسوس می کردم کہ ہر فترہ مسجد شریف در وجد رقصان است۔ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِمَا وَ رِضَیَ عَنْہُمَا۔ دور کوٹہ رحیم داد بلوچ از مستنگ آمد و پنج شش سال در حجرہ مسجد شریف سکونت کرد و عجب پاک دل بود۔ علی الصبح یک پارہ کلام اللہ مبارک را بہ صوت بلند تلاوت می کرد و باز آن

شجرہ منظومہ رامی خواند کہ حافظ غلام رسول ویران نظم کرده و صلوات مبارکہ و ادعیہ طیبہ می خواند۔ و سماعت درین وظائف صرف می کرد۔ از اثر ذکر شریف ایشان تمام مسجد شریف متأثر می شد۔ اگر بہ دوران ذکر شریف کسے صدائے بلند می کرد از نہاد ایشان بہ آواز بلند صدائے اللہ بر می خاست و عجب لذت می داد۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْہُمْ بہاول قمبرانی و ملا منظر شاہ ہوانی، و ملا امان اللہ غلجی و ملا خان محمد و ملا ایاز کا کر و سردار محمد علی خان محمدزی و سید شیر علی ازیشین و محمد امین نورحصاری از اصحابِ قلوب و اہل نسبت بودند۔ روزے ملا ایاز در ناحیہ صرف بہ ذکر شریف بود و قدرے بہ فاصلہ حضرت ایشان بہ حلقہ مشغول بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ اہل حلقہ فرمودند: "ببینید آن گرگ کہنہ را کہ از اینجا استفادہ فیوض و برکات می نماید" ملا ایاز بہ عاجز گفت کہ بعد ازین محبت آمیز ارشاد حضرت ایشان ہوئے کردند۔ و برین چنان نسبت شریف مستولی شد کہ یارے ضبط نہ ماند۔ اگرچہ دوزانو شستہ بودم اما بے اختیار جستہا می زدم۔ و مرزا نیاز محمد خان قندہاری اگرچہ بظاہر تجارت می کرد اما بہ باطن کارخانہ باطن را بہ لحاظ آبادی داشت۔ از کثرت ذکر شریف و مراقبہ نوعی انحناء در پشت ایشان پیدا شدہ بود۔ و انما نظر ایشان بر راحت سینہ می بود۔ ایشان چون قصد سفر حج کردند حضرت ایشان بہ عبداللہ عمر کہ در بمبئی بود بہ پانزدہم رمضان ۱۳۲۱ھ نوشتند کہ بہ زیارت ایشان بر جئے حاجی شیر محمد و ملا عبداللہ دلال۔ بہ بھٹڈی بازار برسد و خدمت ایشان بہ جا آرد کہ از برگزیدگان است۔ و گل خان قوم ناصر کوچی از وارفتگان و مجذوبان بود۔ بہ دہلی می آمد۔ و عاجزی دید کہ رُئے خود را بہ سوئے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ استادہ می شد۔ وینہ را از عالم دوختہ مشغول بہ کارخانہ باطن می شد۔ یک ساعت بر این کیفیت می گزشت و موئے بر تن دے حرکت نہ می کرد۔ اگر بہ نماز استادہ می شد او در قیام اول می ماند و نماز ختم می شد و مسجد از نمازیان خالی می شد۔ سالہا بہ این کیفیت بود۔ از بلاد افغانستان صد ہا افراد بہ مراتب ولایات رسیدہ بودند۔ در افغانستان ہیچ ناحیہ نہ ماندہ بود کہ از برکات و انوار این بزرگواران معصوم نہ شدہ باشد۔ افسوس کہ نامہائے ایشان یاد نہ ماند۔ آن چہ در حافظہ ثبت است نوشتہ می شود۔ خان فقیر احمد خیل، ملا عبدالرحمن خضر خیل۔ اختر، مروت، نظام الدین از قوم مررت، ملا محمد شریف، طبیب کٹوازی۔ شہاب الدین، شرف الدین مہمند، عبداللہ خان وقتانی، اخلاص یلزی، احمد الدین صاحبزادہ، امین ترکی، شہید عمر، شرف الدین اندر، عبدالرحمن بارکزی، حضرت نور نیازی، ملا غلام جان خروٹی، ملا عصام، حسن شاخیل، عبدالستار مشوڑی، سرور مشوڑی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد نسوخیل، تور، گل خان شخیل، حاجی رضا العیزی، احمد نواز قوم سر بریدہ، سید فضل حق آقا، سید عبداللہ جان، حاجی نیاز اندر، گل دین خروٹی، نظیر اندر، عبدالکریم مندوڑ و بسیارے غیر ایشان و از افراد ہندوستان فاخر احمد خان انصاری، شاکر احمد خان

انصاری، بابو محمد شمس ریواڑی، وزیر خان، چودھری مولاداد خان، عبداللہ بیگ ازبک پور، احمد یار خان، شیخ غلام احمد نسوی، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، حافظ حفیظ الدین، شیخ علیم الدین، شیخ عبدالکریم، شیخ انعام الہی، مولوی شمس الدین، حافظ محمد عمر، حافظ محمد عثمان، عبدالغفور، میر از میرٹھ، ڈاکٹر اشفاق محمد، ڈاکٹر شوق محمد، مولوی نور احمد امرتسری، سید احمد حسین، قاضی وزیر حسین، ازوہلی حافظ عبدالحمیم، شیخ نور الہی، حاجی محمد اسحاق، عبدالحق آتین، شیخ محمد رفیع، انیس الرحمن، حافظ غلام محمد، حاجی شہاب الدین، مولوی بخش اللہ مولوی بدیع الاسلام، منشی حسین علی، منشی نئے خان، محمد شفیع مستری، عبدالرحیم مستری، حافظ منیر الدین منیر، شیخ عبدالباری جوہری، حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا و پسرش شیخ محمد ایاس وغیرہم۔ ہر یکے از اینہا حضرت ایشان را خدمتہا کردہ درجہ احسان را یافتہ در زمرہ نیک بختان و صالحین شامل شدہ است۔ روزے حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در وہلی بہ دورانِ حلقہ فرمودند۔ یک ناخن منشی امیر خان از نمایان ہمہ بہتر است۔ اگر ریزہ ناخن ایشان در کفن نمایان باشد از عذاب قبر محفوظ مانید۔ منشی امیر خان از مریدان حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بودند۔ عاجز زیارت ایشان کردہ۔ کسانے را کہ عاجز ذکر کردہ و آن سرشاران باوہ محبت را کہ دیدہ ہمہ را مصدق آن قول حضرت ایشان می یابد کہ نسبت بہ امیر خان گفتہ بودند۔ افسوس صد افسوس کہ از ان پاک لسان کس نہ ماندہ۔ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

بہ آن گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا الاقدس

اسم ایشان بی بی ہاجرہ است پدر بزرگوار ایشان شیخ امجد حسین کہ از سلالہ مطیبہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بودہ اند۔ جناب ایشان را وطن شاہجہانپور بودہ از آنجا ہجرت کردہ بہ مکہ مکرمہ با برادر خود تشریف بردند غالباً ایشان تجارت شال می کردند ازین جہت شہرت ایشان در ان دیار مبارکہ بہ "شال والا" شد۔ ارتباط ایشان و برادر ایشان بہ حضرت جد امجد شد حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیان می کردند چون برادر جناب امجد حسین حاضر می شدند بر دروازہ استادہ بہ آواز بلند می خواندند۔

بر در آمد بندہ بگر بخت
آبروے خود ز عصیان ریختہ

چون حضرت ایشان در شعبان ۱۳۲۲ھ بہ مکہ مکرمہ از ہندوستان رسیدند۔ از جناب امجد حسین صدیقی طلبہ کار و ختر ایشان شدند و در او آخر ذی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ بہ ہمین سال نکاح کردند این نکاح برائے حضرت ایشان سراسر سبب راحت و آسائش و خانہ آبادی گشت۔ بہ نوعی کہ حضرت ایشان از

امورِ دیویہ یکسر ناواقف بودند حضرت والدہ صاحبہ محترمہ بہ امور خانہ داری مہارت تامہ داشتند۔ ومع ذلک حق تعالیٰ حضرت ایشان را عقل کامل عطا کرده بود۔ باین کمالات ظاہری در شوقِ عبادت و ذکرِ شریف یکتائے روزگار بودند۔ دلائل الخیرات و الحصن الحصین، والحزب الاعظم و اوزادِ فتحیہ را از حضرت ایشان خواندہ بودند و اسبوعہ این کتبِ مبارکہ و یک پارہ قرآن مجید و شجرہ شریفہ منظومہ حضرت ایشان بہ اُردو، و دعائے گنج العرش و سورہ یاسین ہر روز می خواندند حضرت ایشان را دو مَسْحَہ بود یکے یک صدی دیگرے پنج صدی۔ کلماتِ مبارکہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یک یک ہزار بار ہر روز می خواندند۔ وغیر از ماہِ صیام روزہ ہائے نقلی بہ کثرت می داشتند۔ و سلیکِ مجددیہ از اول تا آخر بہ وجہ اُکم داعی حاصل کردہ بودند۔ در کونٹہ روزے حضرت ایشان فرمودند: "والدہ شمایان را مقامِ بلند است۔ احوالِ باطن ایشان بسیار خوب است۔" تربیت و تعلیم و ارشادِ نسا را کاملاً متعلق بہ ایشان بود۔ چنان چہ حلقہ می کردند و توجہ می دادند۔ اگر واقعہ بیان می کردند حضرت ایشان تصویب و تحسین می کردند۔ روزے مکاشفہ خود را عرض کردند کہ حضرت کلان را دیدم (حضرت شاہ احمد سعید را حضرت سیدی الوالد حضرت کلان می فرمودند) و بیان صورتِ مبارکہ کردند حضرت ایشان تصویب فرمودند خوش شدند۔ در اواخر سال چہلم از مایہ چہار دہم چون طبیعت ایشان ناساز شد و در کونٹہ در مشغفٰی داخل شدند، طَبِیبَہ برائے دید و ملاقات ایشان روز یکشنبہ مقرر کرد۔ آن روز حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برائے زیارت ایشان می رفتیم۔ چون کہ حالت ایشان بسیار در خطر بود ازین جہت طَبِیبَہ بہ تاکید ہدایت کردہ بود کہ نزد ایشان خلافِ طبع ایشان حرفے گفتہ نہ شود۔ جناب ہم شیرگان بہ ہدایت حضرت والدہ صاحبہ برائے حضرت ایشان و مایان انتظام چائے شیر می کردند۔ دران مرضِ سخت کہ جناب ایشان را طاقتِ تکلم ہم کم بود، از حضرت ایشان استفسار کردند کہ نماز چہ گونه ادا نمایم۔ طاقتِ نشست و حرکت نہ دارم۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ اشارہ نماز ادا کنید۔ علالتِ ایشان تا روز وصال حضرت ایشان طوالت کشید حضرت ایشان از اوّل ماہ شوال از وجہ علالت ایشان و اُکم الحزن و التَّأَلُم بودند۔ عاجز سابقاً بیان کردہ کہ روزے در دہی حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ زید۔ اگر رفاقت ما خوش داری صبر کن و با ما در عربہ بہ خانہ مراجعت کنی۔ حضرت ایشان بعد از نواختِ ہشت از مشغفٰی روانہ می شدند و غروب آفتاب دران ایام بہ نواختِ پنج و نیم بودہ۔ حضرت ایشان بیرونِ مُسکِنِ مرضیہ در خیمہ قیام می کردند۔ عاجز از بیکاری و تنہائی گرانِ خاطر شدہ در صحنِ مُسکِنِ آہستہ آہستہ قدم می زد و بہ دلِ خود می گفت۔ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی، عاجز دینِ خیال مصروف بود کہ حضرت ایشان بہ استعجال برہنہ پا از خیمہ بہ مُسکِنِ تشریف آوردہ ہر دو

دست مبارک را بر شانہائے عاجز نہادہ بہ ملاحظت تمام فرمودند۔ زید پریشان مشوا والدہ شہادت
ما بسیار کردہ و مای خواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم۔ بہ ساعت ہشت از شب در مرض ایشان شدت
می شود۔ در آن وقت عیادت کردن بہتر است۔ حالاً وقت بہ ہشت قریب رسیدہ۔ مایادت کردہ بہ
خانہ می رویم۔ و یک روز قبل از وفات خود از عاجز احوال حضرت والدہ ماجدہ استفسار کردند۔ وَكَانَ
ذَٰلِكَ مِنْ أَوَاخِرِ کَلَامِهِ۔

ولادت حضرت والدہ ماجدہ غالباً در ۱۳۸۴ھ بودہ۔ ایشان را دو برادر بودند۔ جناب محمد اسماعیل
کہ از ایشان کلان تر بودند و ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ و محمد اسحاق کہ از ایشان خورد بودند۔ و دو دختر داشتند۔
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَرَفَعَ مَكَانَهُمْ وَرَزَقَهُم مَّعِيَّةَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَيْتِ الْبَيْتِ
وَالصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

عاجز و برادر عزیز حضرت ابوالسعد سالم سلم اللہ و حفظہ برائے تحصیل علم قصد مصر کردیم۔ اولاً از
جناب ایشان اجازت طلب کردیم۔ پروردگار درجات ایشان را بلند تر فرماید اجازت دادند و ما ہر دو بہ روز
شنبه بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ (۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء) بہ مصر روانہ شدیم۔ چون آیام مراجعت مایان
قریب شد در کوئٹہ بلوچستان بہ شب جمعہ بہ وقت تہجد (افضل اوقات) بست و ہفتم ماہ صفر ۱۳۵۲ھ
(۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) زلزال عظیم واقع شد ہزاران افراد درین حادثہ شہید شدند، حضرت والدہ ماجدہ نیز
درین حادثہ جام شہادت نوش میدند۔ عاجز تاریخ وفات ایشان چنین گفتہ۔

کوئٹہ سردابہ وحشت شدہ	وای بر تنگے کہ از رَجَفَتْ شدہ
مردمان در ناز و نعمت محو خواب	یک بہ یک نازل چنان آفت شدہ
تیرہ و تار یک شب دین زلزلہ	آہ ظلمت بر سر ظلمت شدہ
گلستان ویران و عمران شد خراب	حالی مردم باعث عبرت شدہ
نے کسے غمخوار و نے پُرساں حال	زندگانی بر بشر زحمت شدہ
نے کسے را مال نافع نے وَلہ	ہمچو محشر آن زمان حالت شدہ
دشمنان را دشمنی از یاد رفت	دوستی مفقود از خلقت شدہ
ہر نفس از بیم و ترس رست خیز	رُو بہ صحرا مونس وحدت شدہ
وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ اِذَا عَذَابَ	منطبق بر حال این اُمت شدہ
چشم گر بینا بود از بہر خلق	بے ثباتی جہان مُثَبَّت شدہ

فَاعْتَبِرْ يَا غَافِلًا عَمَّا تَشْرَى
اندرین گرواب زحمت مادرم
تو دہائے خاک بر جسم نزار
عبدالرحمان، عائشہ، زینب چنان
بد نصیب شان شہادت از ازل
من بہ ملک مصر و آمد این خبر
رفت آیام خوشی و خیر می
جنت حق زیر پائے مادران
زید گر پرسد کسے سال وصال

اے بسا حسرت کہ از غفلت شدہ
داغ فرقت ماندہ و رخصت شدہ
انتقال شان بہ این صورت شدہ
در سفر با جدہ ہم صحبت شدہ
بہر شان زمین زلزلہ رحمت شدہ
وائے صد گریبت کہ در غربت شدہ
حیف در بختم کنون حسرت شدہ
خدمت شان موجب عزت شدہ
گو "مقام عایش جنت شدہ"

چون از بالائے ایشان چوب دشت و خاک را برداشتند و دیدند کہ بر سجادہ سر بہ سجود اند و تسبیح در دست
راست ایشان بود، غالباً جناب ایشان تہجد خواندہ بہ ذکر شریف مصروف بودند کہ وفات ایشان شد۔ نور
اللہ تربتہا۔

اولادِ صلیبی

حق تعالیٰ حضرت ایشان را چہارہ اولاد عنایت کرد، از بطن زوجہ اولی سہ دختر و از بطن زوجہ انوری
سہ پسر و ہشت دختر و دو اولاد از یک دختر کہ در حیات حضرت ایشان پیدا شد۔

معمول حضرت ایشان بود کہ بعد ولادت الطفل در گوش راست اذان و در چپ تکبیر می گفتند و بہ روز
ہفتم عقیقہ می کردند برائے فرزند و برائے دختر یک بز زنج می کردند و آن روز موئے سر مولود نیز می
تراشیدند و موئے سر را بہ نقرہ وزن کردہ تصدیق می کردند و بہ وقت زنج این دعائے ماثورہ می خواندند
اللّٰهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (و باز نام مولود می گرفتند) دَمُهَا بِدَمِي وَ لَحْمُهَا بِلَحْمِي وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِي وَ جَنْدُهَا
بِجَنْدِي وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِي اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي (نام مولود) مِنَ النَّارِ در عقیقہ دختر بہ جائے ابنی بنتی
می گفتند و ضمائر تانیث می آوردند۔ و چون حق تعالیٰ حضرت ایشان را دو نواسہ عنایت کرد بہ طریقہ مندرجہ
بالا عقیقہ کردند و فرمودند کہ بعد از تراشیدن موئے سر زعفران را در آب ساییدہ بر سر مولود مالند۔

اولاد زوجہ اولی۔ (۱) بی بی عابدہ، بہ جمادی الاولی ۱۲۹۹ھ متولد شد و بعد از پنج ماہ در شوال فوت
کرد و در اعطاف حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از مزار پرنوار جد بزرگوار خود در رام پور
مدفن گشت۔ (۲) بی بی صابرہ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ متولد شد چند ماہ زندہ ماندہ در خانقاہ شریف

دہلی وفات یافت و نزد دروازہ تبسح خانہ مدفون گشت۔ (۳) بی بی کاملہ در ۱۳۱۵ھ متولد شد و ہفتہ روز زندہ ماندہ رحلت کرد و در امپورہ در احاطہ شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ پہلوئے خواہر کلان خود مدفون گشت جَعَلَهُ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

اولاد زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ماہر شش برادر و خواہرند، درج ذیل است :-

(۱) بی بی احمدی (۲) بی بی محمدی (۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی صدیقی (۵) بی بی فاروقی (۶) ابوالفیض بلال (۷) بی بی عثمانی (۸) بی بی حیدری (۹) بی بی امت اللہ (۱۰) ابوالحسن زبید (۱۱) ابوالسعد سالم۔
بی بی احمدی در ۱۳۰۳ھ در مکہ مکرمہ متولد شد و در ۱۳۰۶ھ در خانقاہ شریف دہلی وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود بی بی صابرہ در خانقاہ شریف مدفون گشت۔ و بی بی محمدی در ۱۳۰۶ھ متولد شد و بعد از سہ چار ماہ رحلت کرد و بہ احاطہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از غرار پیرانوار مدفون گشت۔ و بی بی فاطمہ در ۱۳۰۹ھ متولد شد و در ۱۳۱۰ھ رحلت کرد و بہ پہلوئے خواہر خود در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون گشت۔ و بی بی عثمانی در ۱۳۱۰ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شد و در ۱۳۱۱ھ در کوئٹہ وفات یافت و از شہر کوئٹہ فاصلہ پنج میل بہ جہت غرب برابرہ چمن در زمینات قریہ چوہی مدفون گشت۔ و بی بی حیدری بہ ماہ شعبان ۱۳۲۱ھ در خانقاہ شریف دہلی متولی شد و بعد از چند ماہ در کوئٹہ وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود عثمانی مدفون گشت جَعَلَهُ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

چون حضرت ایشان قدس سرہ از دنیا رحلت فرمودند از اولاد سہ دختر و سہ پسر گزاشتند عاجز اولاد بیان دختران و باز بیان پسران می کند۔ و در پسران بعد از حضرت برادر کلان بیان برادر عزیز خود خواہد آمد و در آخر بیان این عاجز ناکارہ خواہد بود۔

ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۲ھ شد و از روز ولادت محترمہ بی بی صدیقی تا روز ارتحال از مرض خالی نہ ماند حضرت ایشان قدس سرہ را شش

بنات وفات یافتہ بودند و حضرت والدہ ماجدہ راسہ بنات، لہذا ہر دو حضرات را با ایشان غایت محبت و ارتباط بود و این محبت و ارتباط تا آخر ایام بود۔ از مداومت امراض در مزاج ایشان بسیار نزاکت پیدا شدہ بود کہ طاقت ادنی مخالفت نہ داشت۔ ومع ہذا اشتغال ایشان بہ ذکر شریف و طاعات بیشتر بود و حرارت ذکر شریف نیز اثر کردہ بود۔ مکاح ایشان با سید رؤف احمد شاہ فرزند اکبر سید احمد شاہ قصوری شدہ بود۔ سید رؤف احمد شاہ را تکلیف دماغی دوبار رسیدہ بود بار اول دوسہ نفر بر سرش چوہا زدہ بودند۔

خون بسیار آمد و مدت صاحب فراش ماند و بار دیگر از شتر بیفتاد و سرش به سنگی صدره خورد۔ ازین صدمات احوالِ دماغش خراب شد۔ لہذا توافق در زوجین پیدا نہ شد۔ دوبارہ ہمشیرہ محترمہ بہ قصور رفت و پروردگار دودختر عنایت کرد۔ محمدی کہ ولادتش در کوئٹہ بہ بست و سوم رمضان ۱۳۳۷ھ (۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء) بودہ حضرت ایشان نامش محمدی نہادند۔ و امتہ الرحمٰن بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (دسمبر ۱۹۲۰ء) بہ خانقاہ شریف دہلی متولد شد و حضرت ایشان این نام نہادند۔ عاجز برائے تحصیل علم بہ مصروفیت بود کہ جناب ہمشیرہ محترمہ بہ روز جمعہ ۱۳۵۰ھ۔ ۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ بہ عمر سی و ہشت سال رحلت فرمود و در خانقاہ شریف بیرون مچر مبارک بہ جہت شمال مدفون شدند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُمَا۔ دختران ایشان را حضرت والدہ ماجدہ تربیت کرد و حضرت برادرِ کلاں عقدِ نکاح محمدی بہ روز شنبہ بست و نہم رمضان ۱۳۵۲ھ ہجری۔ ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء۔ در کابل با حافظ قاری عبداللہ کروندہ پروردگار محمدی را دلیسر عباد اللہ و نجیب اللہ و سہ دختر رضیہ، صالحہ، ثریا عنایت کردہ بہ ہفت سال می شود حافظ قاری عبداللہ رحلت نمودہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ و نکاح امتہ الرحمٰن با عبدالوہید لیسر ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری بہ دوشنبہ بست و ششم شوال ۱۳۵۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۳۵ء۔ شد۔ پروردگار شش لیسر و شش دختر عنایت کرد۔ (۱) عبدالرحیم ولادتش بہ جمعہ پنجم ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بود۔ و در ربیعان شباب دلیسر و یک دختر یادگار خود گذاشتہ در ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ رحلت نمود۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ (۲) بلقیس زمان کہ بہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ متولد شدہ، و ہی صابجۃ الاولاد۔ (۳) خیر النساء کہ بہ شنبہ بست و سوم صفر ۱۳۵۹ھ۔ ۲ اپریل ۱۹۴۰ء۔ متولد شد و بعد چندے رحلت کرد۔ رَحِمَہُمَا اللہُ اَجْرًا وَ ذُخْرًا لِلْوَالِدَیْنِ۔ (۴) نفیس زمان متولدہ سہ شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ۔ ۶ جون ۱۹۴۲ء۔ بہ فضل پروردگار اولاد دارد (۵) عبدالواحد متولد پنجشنبہ نوزدہم رجب ۱۳۶۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء۔ وَلَدَ الْاَوَّلَادُ (۶) عبدالاحد متولد شنبہ پنجم رمضان ۱۳۶۴ھ۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء۔ وَلَدَ الْاَوَّلَادُ (۷) عبدالصمد متولد سہ شنبہ سیزدہم صفر ۱۳۶۶ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۴۷ء۔ اولاد دارد (۸) ناہید بانو متولدہ سہ شنبہ بیستم ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ متزوجہ است (۹) طارق متولد سہ شنبہ بست و نہم شوال ۱۳۷۱ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء۔ (۱۰) خالد متولد چہار شنبہ نوزدہم صفر ۱۳۷۳ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء۔ (۱۱) یاسمین بانو متولدہ یکشنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۷۵ھ۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ شاہین بانو متولدہ یکشنبہ بست و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۵۹ء۔ سَلَّمَ اللہُ الْجَمِیْعَ وَ حَفَظَہُمْ۔

محترمہ بی بی فاروقی | ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۵ھ شد و در ۱۳۳۹ھ

نکاح ایشان بانواب زادہ لئیق احمدخان فرزند نواب زادہ فاخر احمدخان انصاری پانی پتی شد لئیق احمدخان
نسباً از اولاد حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ است وادری ایشان بنت البنت قاضی محفوظ اللہ
من احفاد قاضی ثنار اللہ پانی پتی قدس سرہ بودہ۔ لہذا خانہ مسکونہ حضرت قاضی ثنار اللہ وراثتہ بہ لئیق احمدخان
رسیدہ بود۔ ودر همان خانہ قیام ہمیشہ صاحبہ تاقسیم ہند بود۔ در ۱۳۶۶ھ۔ ۱۹۴۷ء۔ پنجاب دہلی وغیرہ
گہوارہ قتل و قتل گشت، نواب زادہ را حکومت نظر بند کرد چون شہر پانی پت از مسلمانان خالی شد و
ہمیشہ صاحبہ تمام مال و دولت و ظروف و ثیاب را گزاشتہ در جامہ ہائے کہ بر تن داشتند با اولاد
خود بہ لاہور ہجرت کردند حکومت نواب زادہ را آزاد کرد۔ خانہ ایشان را ہندوان نہیب کردہ بودند۔
زائد از دو ونیم سیر انجلیزی زیر سرخ بود۔ ویک تفنگ قیمتی کہ بہ دو ہزار کلدار گرفتہ بودند۔ ایشان
پس از بربادی خانہ و شہر خود با صد درد و الم بہ لاہور رسیدند۔ پروردگار لطف خاص فرمود کہ در شارع
ایبٹ یک محل خوب یافتند کہ آن را رقم تہ است۔ از فکر ہائش آزاد شدند و در فکر خورد و نوش و
باس چند سال رحمت ہا کشیدند و بالآخر۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ را ظہور شد و
آسائش و راحت تمام بہ نصیب آمد۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ۔ جناب ہمیشہ محترمہ در لاہور بہ دو شنبہ
شانزدہم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲ جون ۱۹۶۹ء۔ وفات یافتند و در گورستان بی بی مدفون شدند،
عاجز از عبارت " بہ روز و شنبہ شانزدہم ربیع الاول " سال وفات دریافتہ است۔ رَحِمَہَا اللہُ
وَرَضِيَ عَنْہَا وَتَوَسَّلْ بِخَيْرِہَا۔ پروردگار ایشان را شش اولاد سہ پسر و سہ دختر عنایت کرد۔ ۱۔ آخری
بانو ۲۔ النوری بانو ۳۔ فاروق احمدخان ۴۔ صادقہ بانو ۵۔ انوار احمدخان ۶۔ نسیم احمدخان۔ ولادت
آخری بانو بہ بست و نهم رجب ۱۳۴۱ھ، ولادت النوری بانو بہ ۱۳۴۲ھ و وفات بہ ۱۳۵۰ھ
بودہ، ولادت فاروق احمدخان در ۱۳۴۴ھ بودہ، اصغر احمد نام تاریخی است۔ نکاحش بابی بی
رابعہ دختر حضرت برادر کلان شدہ۔ حق تعالی بہ یکشنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۸۸ھ۔ ۱۵ دسمبر
۱۹۶۸ء۔ توأم دو دختر عنایت کرد نام یکے نرہت و نام دیگرے نکہت است، سَلَّمَہُمَا اللہُ
وَسَلَّمَ آبَوَیْہِمَا۔ ولادت صادقہ بانو در ۱۳۴۸ھ بودہ، ولادت انوار احمد در ۱۳۵۰ھ بودہ، از۔
محمد منظر جان جهان۔ سال ولادت ظاہر است در ۱۳۹۰ھ با طیبہ خاتون نکاح کرد پروردگار سہ دختر
عنایت کردہ، ناعمہ در ۱۳۹۱ھ و زبیرہ در ۱۳۹۲ھ و ندیمہ در اوائل ۱۳۹۴ھ۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ وَسَلَّمَ
آبَوَیْہُنَّ۔ ولادت نسیم احمدخان در ۱۳۵۳ھ بودہ بہ جمعہ بست و چہارم صفر ۱۳۹۳ھ۔ ۶ جولائی
۱۹۷۳ھ۔ باغوالہ دختر حمید اللہ خان پسر ڈاکٹر عنایت اللہ خان دہلوی کہ از مخلصین حضرت سیدی الولد

قدس سرہ بودہ۔ نکاح کرد پروردگار درین سال روان (۱۳۹۲ھ) دختر عنایت کرد کہ نامش جمالہ بہت۔
سَلَّمَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ أَبَوَیْہَا۔

ولادت ایشان بہ ہجرت محرم ۱۳۲۳ھ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء۔ بودہ۔

نکاح ایشان بہ دو شنبہ یازدہم شوال ۱۳۲۵ھ۔ ۱۸ اپریل ۱۹۲۴ء

محترمہ بی بی امۃ اللہ

باپیر جی سید محبوب علی شاہ فرزند سید محبت علی شاہ ساکن موضع قادری باغ، از توابع بلند شہر شد، سید محبوب علی شاہ — از سلالہ طیبہ سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس اللہ سرہ الاقدس۔ و مشرباً چشتی صابری است، و ارتباط بہ سلسلہ قادریہ ہم دارد۔ با حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام عقیدت و محبت تمام دارد۔ از وہابیت و نزارغات و ہابیت قطعاً برکنار است۔ پروردگار ایشان را وہ اولاد عنایت کردہ ۱۔ جمیل فاطمہ ۲۔ عزیز فاطمہ ۳۔ آل علی ۴۔ سلیم فاطمہ ۵۔ عظیم القدر ۶۔ عقیل فاطمہ ۷۔ سید حسن ۸۔ سید حسین معروف بہ منظر علی ۹۔ سید جنید علی ۱۰۔ حسین فاطمہ و معروف بہ شکیل فاطمہ۔ ازین جملہ آل علی کہ در ۱۳۵۱ھ متولد شدہ بود و عقیل فاطمہ کہ در ۱۳۵۶ھ متولد شد و سید حسن کہ در ۱۳۵۹ھ متولد شد و خورد سالی بہ دار النعیم شافعیہ جَعَلَهُمُ اللّٰہُ اَبْحَرًا وَ ذُخْرًا لِلْوَالِدَیْنِ۔ و ولادت جمیل فاطمہ در ۱۳۶۴ھ شدہ نام تاریخی غریب فاطمہ است۔ نکاحش با سید اقبال کہ در ساڈھور قیام داشت کہ در شرقی پنجاب واقع است۔ و بعد از تقسیم ہند ہجرت بہ جہنگ کرد۔ سید اقبال کہ ہم جد پیر جی سید محبوب علی شاہ است شد۔ پروردگار ایشان را سہ اولاد عنایت کردہ ۱۔ حور جان خاتون معروف بہ روحی کہ در ۱۳۶۵ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۲۔ سید فیروز بخت کہ در ۱۳۶۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۳۔ زکس خاتون کہ در ۱۳۸۰ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت عزیز فاطمہ در ۱۳۶۸ھ بودہ از غریب فاطمہ سال ولادت ظاہر است۔ و نکاحش با سید آصف علی ولد اشرف علی شد کہ در دیوبانی علاقہ بلند شہر قیام داشت و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی ہجرت کرد۔ پروردگار چہار اولاد عنایت کردہ ۱۔ طیبہ خاتون کہ درین وقت بست و دو سالہ است ۲۔ ضیاء الاسلام کہ درین وقت شانزدہ سالہ است، ۳۔ توصیف علی کہ درین وقت دوازہ سالہ است ۴۔ محی الاسلام کہ درین وقت ہشت سالہ است۔ ولادت سید عظیم القدر بہ پنجشنبہ نجم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ بودہ و عظیم القدر تاریخی نام است۔ نکاحش بابی بی بشار دختر پیر ضامن نظامی تبادہ نشین درگاہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ، شدہ و پروردگار سہ اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ سیدہ خاتون کہ درین وقت سیزدہ سالہ است ۲۔ سعیدہ خاتون کہ یازدہ سالہ است ۳۔ عالی جناب مظفر کہ ہفت سالہ است در ۱۳۸۰ھ ولادت شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت سید حسین معروف بہ منظر علی بہ شنبہ بست و دوم ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۲ء۔ بودہ۔ نام تاریخی منظر جوید حسین

است۔ ولادت پیدائش علی بہ جمعہ بست و منقلم شوال ۱۳۶۲ھ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ نام تاریخ پیدائش غلام صابر است۔ ولادت حنین فاطمہ کے ورے تشکیل فاطمہ نیز گویند بہ شنبہ سیم ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ۔ یکم ماہج ۱۹۴۹ء۔ بودہ۔ برادر خور و حضرت ابوالسعد سالم دران وقت درقادی باغ بودند از گل قادی باغ۔ سال ولادتش دریافتہ اندچہ تاریخ جمیل است۔ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۹۲ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۲ء۔ نکاح حسینہ دھی تشکیلہ باخواجہ معین نظامی فرزند پیرضامن نظامی شد و بہ چہار شنبہ منقلم صفر ۱۳۹۵ھ ہجری ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء۔ پروردگار پسر عنایت کرد نامش مجیب نظامی است۔ سَلَّمَهُ اللہُ وَآلُوہِہِ۔

برادر محترم حضرت ابوالفیض بلال ادام اللہ ارشادہ

ولادت و نسب حضرت ایشان قدس سرہ را از زوجہ اولی سہ دختر و از زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ابن عاجز اند پنج دختر شدہ بود و در دور کھولت داخل شدند و عمر شریف بہ چہل و شش سال رسید کہ دعائے حضرت ایشان هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرْشِدُنِي مَقْرُون بہ اجابت گردید و بہ شب جمعہ بست نہم رجب ۱۳۱۸ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کہ دوم قوس ۱۲۷۹ شمسی ہجری بود۔ ولادت باسعادت حضرت برادر کلان شد بہ صبح آن شب حضرت ایشان از تسبیح خانہ برآمدند و عبدالحکیم دقتانی را نزد محضر شریف دیدہ فرمودند۔ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ عبدالحکیم عرض کرد۔ اسم گرامی عبد الرحمن تجویز فرمائید۔ غالباً عبدالحکیم نظر بر آیت مبارکہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ کردہ تجویز این مبارک نام کردہ باشد چہ اسم گرامی حضرت ایشان عبد اللہ بود۔ فرمودند۔ ما این لخت جگر را بہ نام خادم و مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال موسوم کردہ ایم۔ و حضرت ایشان بہ مخلص پاک طینت حاجی عبد اللہ عمر مبین بہ بہتئی نوشتہ اند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را یک غلام موسوم بہ بلال بود کہ مرتبہ بس عالی داشت۔ جدما حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ اند۔ ابوبکر سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدُنَا۔ یعنی ابوبکر سردار ما است و او آزاد کردہ سردار ما را کہ آن حضرت بلال است۔ بہ نیت تحصیل برکات نام فرزند خود بلال نہادیم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ، شاید نام کسے دیگر نیامدہ باشد و حضرت ایشان بر ورقے این دو شعر عربی نوشتہ اند۔

بِأَنِّي أَدْعِي فِي الْوَرَى بِاسْمِهِ السَّلَامِي

بِلَالٌ رَسُولُ اللَّهِ لِي مِنْهُ ذِمَّةٌ

سَمِيَّتْكَ أَرْجُو أَنْ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي

بِلَالُ رَسُولِ اللَّهِ يَا سَيِّدَ الصَّخْبِ

وہر۔ تَفِيضَ عَلَيَّ قَلْبِي علامت نسخہ نہادہ۔ تَنْوِّرْ لِي قَلْبِي۔ نوشتہ اند (شعراول) بر بلال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا یک ذمہ است کہ من در خلائق بہ نام بلند مرتبت ادیا کردہ می شوم۔ (شعردوم ۴۱)
 بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے سردار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ہمنام شامی باشم وامیدوارم کہ
 بر دل من فیضان فرمائی، یا۔ کہ بر اکرم دلم را منور گردانی۔

خبر ولادت ایشان مثل برق در افغانستان و کوئٹہ بہ سرعت رسید۔ و مخلصین صادقین پروردگار
 جل شانہ و عم احسانہ را شکر بابر جا آوردند و جا بہ جا و تہہ ہا ذبح کردہ دوستان را نان و توریہ دادند و برائے حضرت
 برادر گلان دعا کردند۔ امام مسلم در صحیح خود از حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند۔ دَعَا مُحَمَّدٌ لِّمُسْلِمٍ
 لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةً اَللّٰهُمَّ۔ چہ جائے این شکر و دعا ہائے پاک دل افراد کہ در اقطار ارض کردند۔
 ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ مِنْ تَشَاءَ۔

خورد سال بودند کہ اصلاح الف بابر لوح از جناب امیر خان کہ از حضرت شاہ احمد سعید بیعت
 بودند گرفتند و برائے تعلیم ایشان مولوی محمد اسحاق میرٹھی و باز مولانا سید عبد الجلیل جبر ولی مقرر شدند و در آن
 ایام پروردگار از انطاکیہ (ملک شام) قاری عبد الغنی را فرستاد و مخارج حروف را از ایشان درست
 کردند۔ روزی حضرت ایشان در خانقاہ شریف دہلی بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ منشی احمد حسین دہلوی
 آن وقت حاضر بود۔ بہ عاجز بیان کرد کہ حضرت برادر صاحب را گزشتہ حضرت ایشان چون ایشان
 را دیدند بہ اہل حلقہ فرمودند: شما یان بہ قوت و محنت دہائے خود را بہ ذکر شریف مشغول می سازید و
 دلِ بلال ما از خود مشغول بہ ذکر شریف است۔ عاجز در کتابے دیدہ است، کہ بزرگے مصروف حلقہ و
 ذکر شریف بود و از اولاد آن بزرگ یک بچہ بہ نزدیکی ایشان محو خواب بود۔ آن بزرگ بہ اہل حلقہ فرمود:
 گمان نہ برید کہ این طفل خوابیدہ از فیوضات ربانیہ محروم ماندہ شبنم را اثر عام است، ہر کہ در فضا
 باشد متاثر می شود، خوابیدہ بود یا بیدار فرق نہ دارد، ہمین حال مجالس ذکر و صحبت اولیا را است۔
 حضرت ایشان بہ دوران تمثیل و تفریح از جناب ایشان استماع کلام الہی می کردند و چند سال این معمول
 دوام یافت۔ عاجز ملاحظہ کردہ کہ حضرت ایشان را عنایتے خاص براحوال جناب ایشان بود۔ در مکتوبے
 نوشتہ اند۔ کما تقدم في المكاتب المباركة۔ بر خوردار محمود الخصال حضرت بلال حفظہ اللہ الکبیر
 المتعال عن اتباع النفس والشيطان والضلال وعن سوء المنقلب في الازل والمال وجعله رضى الافعال
 والاقوال ذا صلاح وفلاح وقصير فكما لي۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ مدح شاعر عبد اللہ بن عمر
 وابنه بلال فقال۔ وبلال عبد الله خير بلال۔ فغضب عبد الله بن عمر وقال كذبت، بل بلال
 رسول الله خير بلال۔ رضى الله عنهم ورحمهم قد عرفوا الحق وادعوا له۔ یعنی شاعرے مدح عبد اللہ

بن عمر و بلال کرد کہ فرزند ایشان است و گفت کہ بلال عبداللہ خیر بلال است۔ ازین قول عبداللہ بن عمر بہ غضب شد و گفت۔ دروغ گفتی بلکہ بلال رسول اللہ خیر بلال است۔ پروردگار راضی شود از آنہا و جسم فرماید بر آنہا این بزرگواران حق را دانستند و آن را منتقاد گشتند۔ در سال سی و ہشت از ایہ چہار دم حضرت ایشان برادر کلان را با جماعتی از مخلصین دوسی الحجی بہ رامپور فرستادند تا جناب ایشان با حضرات صاحبزادگان مجدیہ ملاقات کنند و کسانے را کہ تنگ دست باشند بہ دراہم معاونت کنند۔ قیام نزد حضرت عمہ محترمہ (امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر قدس اللہ اسرارہما) کنند چون جناب ایشان با جماعت مخلصین بہ رامپور رسیدند درج ذیل مکتوب گرامی بہ ایشان ارسال داشتند۔ حضرت بلال بن عبداللہ العمری مطالعہ نمایند۔ بہ اندازہ کہ خاطر و مراعات اقارب بکنید و آداب احترام مرعی دارید بہمان قدر سرت ما و معاونندی شما است۔ تمام اقارب را ہفت یا ہشت بار دعوت طعام دهید۔ اگر ضرورت دراہم باشد بنویسید ما بہ ذریعہ برقیہ ارسال می داریم۔ اِنْفِقْ بِلَا اَوْلَیَّ لَکَ تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِغْلَا لَہُ۔ و نماز شام و نماز خفتن را اہم کنید۔

بہ می عمارت دل کن کہ این جہان خراب دران سراسر است کہ از خاک ما بسازد خشت

از طرف ما بہ افرادے کہ از ما کلان سال اند احترام و بہ افرادے کہ خورد سال اند دعا برسانید والسلام علیکم ورحمۃ اللہ بکشیبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ۔ حضرت برادر کلان تمام اقارب را کہ بیشتر از یک صد افراد بودند ہشت وقت دعوت طعام دادند و بہ ناداران ذکور اکاثرا و اُنثاء۔ یک ہزار و شش صد ہشتاد و شش روپیہ کلدار تقسیم کردند۔ شیخ غلام احمد ہانسوی رحمہ اللہ در بیاضے تمام حساب را نوشتہ است۔ اتفاقاً آن بیاض بہ دست عاجز رسیدہ است۔ افرادے کہ نامہائے ایشان در بیاض اندراج یافتہ و کسے کہ بیاض را ترتیب دادہ و نوشتہ از جہان رحمت سفر بستہ اند۔

آخر این دتم شود مشیتِ غبار	یادگارم خط بہ ماند در کتاب
بے گنہ بودم ز خاکم آنسید	با گناہان حیف می گردم تراب
چشم دارم ز آنکہ خواند این کتاب	از خدا خواہد نجاتم از عذاب

حضرت ایشان درین مکتوب گرامی ارشاد نبوی علی صاحبہ الف الف صلّٰۃ و تحیّۃ را نقل کردہ اند۔ وَ ذٰلِکَ اِنْفِقْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اِنْفِقْ یَا بِلَالِیْ بِالْاِضَافَةِ اِلٰی یَا اَلْمُتَّکِمِ۔ حُذِفَ حَرْفُ التَّوْبِ وَ اُبْدِلَ الْیَاءُ اِلْفًا کَمَا فِی مَثَلٍ یَا غُلَامًا۔ از الفاظ این مکتوب گرامی دریائے مہر و محبت جوش می زند حضرت ایشان در تعلیم و تربیت ایشان سعیہامی کردند۔ می خواستند کہ بہ سرعت تمام ظاہر او باطناً رضی الافعال

وَالْأَقْوَالِ ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَكَمَالٍ“ گردند چون کہ دماغ جناب ایشان کمزور بود بہ درو شقیقہ و سبیلان خون از بینی بتلاش شدند تقریباً دو سال این مرض لاحق بود حکیم حافظ محمد رحیل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری بہ حضرت ایشان گفتند کہ صاحبزادہ را کاملاً مشغول بہ سیر و تفریح دارید تا دو سال بیچ مطالعہ کتاب نہ کنند ورنہ لَاقَدَّرَ اللہُ خُطْرَہُ جنون است۔ لہذا دو سال سلسلہ درس بند شد۔ سید امجد علی شاہ فرزند سید محمد علی شاہ فرزند جانفشان خان سردھنوی برائے ایشان تجویز شکار کردند بلکہ برائے ہفت روزہ نگہداری کہ از توابع سہارنپور است ایشان را بردند۔ حضرت ایشان ملا احمد خان مٹاخیل، ملاولی محمد سوخیل، ملا صاحب خان قمبرانی را با ایشان فرستادند۔ این عاجز نیز بہ رفاقت ایشان رفتہ بود۔ از سیر و شکار صحت ایشان بسیار خوب شد۔ بہ دوران آن دو سال در کوٹہ علی شہر و عارضہ تب لاحق شد۔ ڈاکٹر انگیزی کہ بالین نام داشت بہ حضرت ایشان گفت کہ برائے پانزدہ بست روز تبدیلی ہوا ضروری است۔ باید کہ بہ وادی ہند ایشان را بفرستید۔ چنانچہ حضرت ایشان ملا خیر اللہ، سید احمد جان، ملا عمر، ہاشم جبرانی، محمد میر اندڑی را با ایشان بہ ہند فرستادند۔ اگرچہ ہر روز یک نفر از احوال ایشان حضرت ایشان را خبر می داد اما تسکین نہ می شد۔ در اسبوع ثانی حضرت ایشان برائے دیدار ایشان تشریف بردند و همان جا اقامت کردند غالباً سہ ماہ قیام حضرت ایشان در آن جا بود۔ آن کج تنہائی از قدوم حضرت ایشان جائے ہو و ہادِ الا اللہ گشت۔

جناب ایشان علم ظاہر و خفیہ وقت از مولوی خیر محمد اندڑی و باز دتے از ملا امان اللہ خان غلی و مولانا احمد علی محدث میرٹھی و در مدرسہ مولوی عبدالرب از مولانا محبوب الہی و مولانا حکیم جی مظہر اللہ، و مولانا محمد شفیع و مولانا عبدالعلی محدث و مولانا محمد عمر گھوسوی خواندہ اند و شاطبیہ شریف را بہ معیت قاری نیاز احمد از حضرت ایشان بہ تحقیق و تدقیق تمام درس گرفتہ اند۔ و در خورد سالی از مولوی محمد اسحق و مولانا سید عبدالجلیل و قاری عبدالغنی شامی و جناب امیر خان استفادہ کردہ اند و بیشتر کتابہا را از جناب مولوی محمد عمر خواندہ اند و در اوائل ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ خلعت خلافت دربر کردند و از ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ ہجری امامت فی الصلّٰۃ کہ اشارت بہ خلافت مطلقہ دارد، متعلق بہ جناب ایشان شد۔ عاجزی دید کہ از امامت جناب ایشان حضرت ایشان را انبساط حاصل می شد۔ در آن ایام در دہلی حضرت ایشان عرس حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کردند۔ در آنجا وقت نماز رسید۔ جمعی از علما و فضلاء موجود بود۔ مولانا کرامت اللہ خان و مولانا مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام مسجد فتحپوری نیز موجود بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حاضرین خطاب کردہ فرمودند۔ حالاً ما حضرت بلال را کراہت سیر و کردہ ایم۔ و باز جناب ایشان

امامت کردند۔ طالبانِ سلسلہ مبارکہ راجناب ایشان داخلِ سلسلہ می کردند۔ بہ بست و چہارم رمضان ۱۳۳۶ھ از دہلی بازو جہ مرحومہ و بہ بست و چہار افراد از مخلصین افغانستان و بایک طباخ و زوجہ وے برائے حج روانہ شدند۔ جناب مولانا محمد عمر را با خود گرفتند۔ این عاجز نیز با عیال بہ رفاقت ایشان بود۔ و شنبہ ۲۹ مئی ہشتم جوزا۔ یوم الوقوف بود۔ **بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ تَمَدِّدَةِ حَرِّ ذَالِكَ الْیَوْمِ**۔ از لفحات حر و بادِ سموم بے شمار افراد بہ ہلاکت رسید۔ ملا عبدالرؤف پشینوی و یک خروٹی از سرورہ بہ آنے ہلاک شدند۔ حکومت سمنہ قہائے بزرگ کندہ بود۔ اموات را بہ پہلوئے یک دیگر دو صف یا سه صف می نہادند و بالائے اموات قدرے خاک می انداختند و باز صفہائے اموات می چیدند و بہ این نوع تدفین اموات می شد۔ قلت آب مزید سبب کثرت اموات شد۔ مرزا محمد اسلم ساکن کوئٹہ آن جا علیل شد و بہ سوم محرم ۱۳۳۶ھ بہ کوئٹہ رسید و چند روز زندہ ماند و رحلت کرد۔ جان خان مشوڑی از وازخواہ فی المراجعت در جہاز رحلت نمود۔ و از رقاد و نظراز مٹی علیل شدند و بہ خانہ رسیدہ فوت کردند۔ جناب ایشان فی مابعد دوبار برائے عمرہ و زیارت تشریف برہ اند۔

زواج | اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ عقد نکاح جناب ایشان بابی بی آمنہ دختر حضرت نور نیازی در کوئٹہ شد۔ حضرت ایشان از وجہ علالت حضرت والدہ در بخوری خواہر کلان کبیدہ خاطر و ملول بودند ناگاہ حضرت والدہ خواہش ظاہر کردند کہ نکاح جناب ایشان کردہ شود۔ طبیبہ بہ حضرت ایشان گفت اگر می خواہید کہ مریضہ صحت یاب شود خواہش ایشان را رد نہ کنید۔ جناب والدہ صاحبہ دو سال قبل از حضرت نور دخترش را طلب کردہ بودند۔ و درین روز ہا حضرت نور با عیال خود در کوئٹہ مقیم بود۔ حضرت ایشان خواہش حضرت والدہ صاحبہ را مراعات کردہ نکاح ایشان با دختر حضرت نور کردند برائے دو شب حضرت والدہ صاحبہ از مستشفی بہ خانہ تشریف آوردہ بودند و طبیبہ برائے خدمت یک ممرضہ را ہمراہ کردہ بود۔ برائے اشتراک در حلقہ زواج از دہلی مولوی بخش اللہ و حافظ عبدالحکیم و شیخ عبدالباری جوہری و از میرٹھ حافظ اشفاق الہی و از اچھرہ لاہور میان قمر الدین و برکت علی آمدہ بودند۔ مخلصین کوئٹہ ہمہ بودند و میر عظم خان کہ فی مابعد خان قلات شد مع فرزندان محمد اکرم و احمد یار در ان محفل شریک بودند۔ اگرچہ شرکات قلیل بودند تا خیر و برکت بے اندازہ بود۔ حضرت والدہ صاحبہ موافق رسم ہندوستان فرمودند کہ جناب برادر صاحب را در سیارہ سوار کردہ بہ قیام گاہ حضرت نور ببرند۔ چون سیارہ آمد و حضرت ایشان را گفتہ شد کہ جناب ایشان را در سیارہ می برند۔ فرمودند خوب است۔ ما ہم با ایشان می رویم۔ مخلصان پاک نہاد چون حضرت ایشان را مسرور و شادان در سیارہ دیدند از وفور جذبات در وجد آمدند و برائے مخلوق تماشا ئے عجیب گشتند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثلش نہ گردد ہرگز از مالے بہ حالے

زلزالِ کوئٹہ

بہ شب جمعہ عند السحر ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ - ۳۱ سنی ۱۹۳۵ء - شہر کوئٹہ از حادثہ زلزال عظیم تباہ شد۔ بیشتر افراد از ساکنین آن دیار ہلاک شدند حضرت والدہ صاحبہ و جناب ایشان و عیال و اولاد ایشان زیر انقاض نہان گشتند چون کہ آیام تابستان بود و جماعت مخلصین در باغیچہ و صحن مسجد بودند لہذا سببہا کردند و جناب ایشان و عیال ایشان و بر خوروار عبید الرحمن و عبداللہ زنده بر آوردند اما حضرت والدہ ماجدہ و بر خوروار ابوالمجد عبدالرحمن و بی بی عائشہ و بی بی زینب جان بر نہ شدند۔ پروردگار جلّت حکمتہ آن وقت حضرت برادرِ کلان را عجب صبر و قوت برداشت عنایت کرد کہ از بیانش این عاجز قاصر است۔ اگرچہ عاجز در ان وقت بہ مصر بود لیکن از افراد کثیرہ واقعہ را بالتفصیل شنیدہ۔ از مخلصین پاک نہاد و وفیر شہید شدند یکے احمد نواز از قوم سر بریدہ و دیگرے سلیمان خروٹی۔ جناب ایشان در قریہ قمبرانی کہ بہ جہت جنوب بہ فاصلہ سہ میل در سُرّیاب واقع است تا وقت عصر ہمہ را سپرد خاک کردند۔ چون عاجز از مصر آمد و احوال دیدمانی الضمیر خود را در نظمے بیان کرد۔ نام آن نظم "نغمہ ہجران" است و این نام تاریخی است کہ دال بر ۱۳۵۴ھ می باشد چون کہ کوئٹہ مصیف حضرت خیر زمان بود ازین جہت ذکر خیر حضرت ایشان نیز آمدہ و آن حصّہ را عاجز در آخر فصل سوم ذکر کردہ و این جاستعلق بہ زلزلہ نقل کردہ می شود۔

یک زمان بگزار این ناز و خرام
چشم واکن تا کہ بینی صد عبر
جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام
ہم ز لالش در لطافت بے عدیل
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر
مثل تارِ عقد را ہا مستوی
ہمچو عقدے وسط جید و صد دان
ہم خزانہش در طراوت چون بہار
داشت ہم جمعے ز آرباب ہنر
تا کہ ماند تذکرہ اندر کتاب
در دلار و در محبت بے مثال
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید

اے صبا بشنوز محزونے کلام
تابہ کے در لہو باشی بے خبر
رُو بہ سوئے کوئٹہ کن کان مقام
بود شہرے با ہوائے بے مثیل
بود شہرے با خلائق ندوخر
ہمچو لو لو قصر ہا در عمدگی
در میان ہندو افغان آن مکان
داشت از ہار و شمار بے شمار
عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر
می نویسم نام چندے زان صحاب
آن زچہ ہی دو برادر با کمال
مخلصان با وفا ہر یک سعید

بہر مرشد مثل بال و پر بند
 سید عالی نسب شیر علی
 بود بے شک غرق دریائے یقین
 کاکڑی پایندہ آن مرد خدا
 وان نیاز قند ہار می صمیم
 خادم صدق انتما بے اشتباہ
 وان امان اللہ نحریر و فقیہ
 وان رحیم داد مرد پاک دل
 ہر یکے را با خدایش راز بود
 رحمت اللہ علیہم اجمعین
 تا بدانی نیست چیزے را بقا
 کو شرافت داد مشت خاک را
 نیست ملکش را خرابی و زوال
 منکر او کور باطن ہم کراست
 و بر براندہست تو قیّش ثواب
 فقر و ثروت زیر امر عزّتش
 کبریاء و عظمت او را در خور است
 گاہ ظاہری کند شانِ جلال
 در میان خوف و رحمت ہر زمان
 در ظہور و در خفا بر خاص و عام
 باعث عبرت بود بہر عباد
 در بلاوے کو بڑے رشک جنان
 ہست لیکن ہر کماے را زوال
 شد جلالتش را ظہورے بس عجب
 چون بلرزد کوہ و شق گردد زمین

کا کڑان را مثل تاج و سر بند
 قاضی نعل محمد نوری
 سید اکرم ز ساداتِ پشین
 صاف دل عبد اللہ آن کان صفا
 آن ایاز کاکڑی یارِ تدیم
 آن خدائے رحم وے رحم اللہ
 آن عبید اللہ مفتی و نبیہ
 آن بہا دل صاف از زنگار غل
 ہر یکے را عشق و سوز و ساز بود
 رحمت حق بود ہر یک بالیقین
 رو بہیں آن ملک را باد صبا
 بس بقائے ہست ذات پاک را
 ہر چہ خواہی کند آن ذوالجلال
 عدل و حکمت در فعلش مضمراست
 گر نواز دہست او رحمت آب
 عزت و ذلت بہ دست قدرتش
 مانع و معطی خدائے بر تراست
 گاہ ظاہری کند شانِ جمال
 تا کہ عالم جملہ ماند بے گمان
 شکر مولیٰ ہست واجب بر نام
 خُسف و زلزائے کافتد در بلا
 ہمچنان شد قدرت و اورعیان
 کوٹہ بڈ گرچہ یکتا در کمال
 در شب تاریک وقت نیم شب
 کے بدار و تاب انسان مہین

طفلہا در مہرِ راحت بے خبر
 مردوزن بودند جملہ محو خواب
 بہر مومن گشت رحمت بالیقین
 شد صدائے ار زمین یک دم بلند
 قصر ہا گشتند در آنے خراب
 پُر فضا گردید از خاک و غبار
 چشم گروں را نہ بد چون تاب دید
 یا لہو ل الابر من ذاک العذاب
 زیر خشت و خاک انسان ضعیف
 در دے گردید ویران آن بکد
 سال بربادی چہ پرسی از دلم
 بست و ہفتم بود از ماہ صفر
 نفسی نفسی بود و در ہر بشر
 اندرین محشر تان افراد چند
 بد شہادت در نصیب والدہ
 عبد رحمان عائشہ زینب چنان
 ہر سہ اولاد شقیق اکبر اند
 مخلصان را ہم شدہ جانہا گزار
 از جواتان خسروئی بدیکے
 داوڑم ہم زیر خاک بے کران
 لیک خالق را نگاہے بدعجب
 ناصر و حافظ خدائے پاک بود
 ہست احسان خدائے ذوالکرم
 چون ز قبر آمد برون با صد ثواب
 در ریاضِ قدس سرایِ جمیل

ہچناں کا نہ صرف مامون گہر
 ناگہان نازل برو شان شد عذاب
 بہر کافر صد عذاب و صد مہین
 خانہا را یک بہ یک از پا فلند
 جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب
 شد فلک از آہ مردم بے قرار
 زان رولے خاک را بر رو کشید
 اِنَّہٗ اَمْرٌ عَظِیْمٌ لَا اَرْتِیَابَ
 زیر پائے فیل چون مورِ نحیف
 بہر میت نے کفن بد نے لحد
 (۱۳۸۲) رستخیزے بود آنجا "شہرِ رقم
 در شبِ آدینہ نزدیکِ سحر
 ہر کسے از بیمِ محشر در خطر
 (۱۳۸۳) از عزیزان نیز رحلت کردہ اند
 زان "مقامِ عالیش جنت شدہ"
 جدہ را گشتند مونس در جنان
 ہر سہ در جنت بہ فضلِ داوڑ اند
 چون سلیمان رفت با احمد نواز
 پیر مردے سر بُریدہ دیگرے
 زیر چوب و خشت و آہن بدنہان
 زان بہ صحت رست از درد و کرب
 جسمِ سالم جا مہا صد چاک بود
 ماند سالم آن شقیقِ محترم
 نقشہا را پس بر آورد آن جناب
 دفن شان را کرد تا وقتِ اُصیل

در حظیرہ گرتو بینی شش قبور
بس ہمان آرام گاہِ آخرین
گرچہ امواتند در زیرِ زمین
ایستادہ ساعتے آن جاسلام
یاد کن مرگِ خودت غافل مشو
فاتحہ برخوان دُعا کن باحنین
کائے خدائے پاک وے مولائے ما
تو سمیعی تو بصیری تو کریم
قادر و خلاق ہستی بالیقین
رحم فرما بر شہیدانِ اے خدا
رحم فرما اے خدائے ذوالمنن
در صلاحش مثل آبا کن خدا
از خدا خواہیم کان رشکِ جنان
باز گرد آن نشاط و آن زمن
باز آید ناز و غمزہ از بُستان
باز گردد دورِ صہب در آباغ
باز خواند نغمہا را عند لیب
باز جنبد در چین سرور و آن
باز آب رفتہ برگردد بہ جو
باز بیند کوٹہ روزِ سعید
نزد اربابِ ہنر قوے است عام
کوٹہ محسوس چون ماند ازین

بر سرش بینی ردائے گرز نور
ہست بہر شتگانِ پاک دین
لیک آجیا اند در خلدِ برین
خوان بہ اخلاصِ دل و صدقِ تمام
وز امورِ واقعی جاہل مشو
از خدائے پاک رب العالمین
بے نیازی ہست کامل مرترا
تو رونی تو حلیمی تو رحیم
مالک ہر دو جہانی اے متین
جلے شان کن باغِ رضوانِ اے خدا
بر فقیر زید مسکین بوالحسن
تا کہ او خدمت کند اسلام را
باز گردد پُر زخوش مردمان
ابرِ رحمت باز بارد بر خزن
باز خیزد آہ و سوز عاشقان
بوتے گلہا باز آید در داغ
با صدائے دل کش و سخنِ غریب
چشمِ زرگس و اشود بر خادوان
میوہ گبیرد باز نخلِ آرزو
از افق طالع شود ماہِ اُمید
بین یسین است عسرے لاکلام
اے رفیقانِ عزیز و ہم نشین

توٹن کوٹہ | در فصل چہارم بہ ملفوظِ نو و ہفتم مذکور شدہ کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ اہل ہند
فرمودند: "شمایان از آلہ این حکومت (افرنگیان) می خواہید و طلبگارِ استقلال
ہستید، اما امن و راحت کہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد، و باز این

ایامِ رایا دخواہید کرد“ و در ملفوظ چہارم گزشتہ کہ فرمودند: ”اے عزیزانِ میرالدین از فسق و فجور ناان است
ومن ظلماتِ کفر رامی بینیم کہ از افق سر بر آدرده است“ عاجز بست و پنج سال بعد از وفات حضرت
ایشان رَأَى الْعَيْنِ دید کہ آن چہ حضرت ایشان فرمودہ بودند حرف بہ حرف درست آمد۔ بہ روز جمعہ
بست و ہفتم رمضان ۳۶۶ھ۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کہ ۲۴ ماہ ۱۳۲۶ شمسی ہجری بود۔ ہندیان
آزاد شدند۔ و برائے مسلمانان دَورِ آلام و فتن شروع شد۔ در ان ایام تہب و قتل و ارتداد اشعار
عبدالرحمن مالتی سہیلی کہ در اواخر فصلِ دوم ذکر شدہ، بہ یاد عاجز آمد۔ مفہوم آن مبارک اشعار را عاجز بہ
نظم گفتہ و دعا کردہ و این مجموعہ را بہ نام ”لوائے رنج و غم“ موسوم ساختہ کہ نام تاریخی است۔

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان	بشنوی صَوْتِ خفی از جانِ جان
اے کہ بہر درد و درمانِ ذات تو	وے کہ باشی در مصائبِ مستعان
اے کہ داری گنجہا در قولِ کُن	منتے کن بر فقیرِ زبید ہان
نیست مارا چارۂ از فقر تو	خاک این فقر است تاجِ قدریان
مستدم بردرت دستکِ زخم	گرچہ درد ستم بود ملکِ جہان
بندہ پرور گر تو رانی از درت	کو درے باشد بگردم گردِ آن
کوست نامِ پاکِ وے بر لبِ سود	راحتِ دلہا بود لطفِ زبان
دستگیر بے کانِ لطفِ بود	در گہت باشد ملازِ عاجزان
در عتابِ جنت ستم دوزخ بود	در رضایت بہر من دوزخِ جان
نا امید از رحمتِ کافر بود	خود تو فرمودی کہ لطفم بے کران
لطفِ تو بیش است از فکر و خیال	فضل وجودت بے حسابِ بے گمان
بندگانت را خطا ہا ارچہ بیش	لیک تا کہ در فشارِ کافران
تابہ کے بر بادِی مُسلم بود	تابہ کے از خونِ وے دریا روان
سینہا از دردِ تا کہے چاک چاک	چشمہا از سوزِ تا کہے خون نشان
بہرِ طفلانِ شیر مادرِ خون شدہ	عِصمتِ زنہا بہ دستِ جابران
تابہ کے از دشمنانِ اسلام را	صد مہائے جان گدازد دلستان
جائے مسجدِ تابہ کے بُتِ خانہا	جائے منبرِ تابہ کے رقصِ بتان
تابہ کے اوراقِ مصحفِ منتشر	ہچو برگِ گل بہ ایامِ خندان

با محمد در جَدَل طاغوتیان
 با تفنگ و خنجر و تیغ و سنان
 ظلم و عدوان و جفا کے دشمنان
 انتقامِ شانِ بگیر از ظالمان
 بے کسان را از بلا با واریان
 بہرِ مظلومان توئی حرز و امان
 وَالْضَّرَّاءِ لَا سَلَامَ نَصْرًا لَا يَهَانَ
 بارے بنگر سوئے حال زارِ شان
 مرہمے نہ بر دلِ افسردگان
 یک نگاہِ لطف فرمایک زمان
 دست بر رو چشم سوئے آسمان
 كُنْ لَنَا عَوْنًا فَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ
 دُور فرما رنج و اندوہ و زیان
 دُور فرما ہر بلائے ناگہسان
 رحم فرما اے خدائے مہربان
 اَرْفَعْ الْأَوْدَارَ عَنَّا يَا حَنَّانُ
 وَاسْتَجِبْ مِنَّا فَقَدْ آتَى الْآوَانُ

جنگِ اسلام است با کفر و فساد
 بہرِ قتل و شہب یکسر آمدند
 یا الہی گشتہ افزوں از حساب
 بندگانت عاجزند و بے کس اند
 بے کسان در انتظارِ نصرت اند
 بار مولیٰ حافظ و ناصر توئی
 شَدِّتِ اللَّهُمَّ شَمْلَ الْمُشْرِكِينَ
 تابہ کے این ذلت و خواری بود
 مدّتے بگزشت در دُور و کُرب
 عفو فرما جملہ تقصیرات را
 بہرِ لطف بندگانت را مدام
 يَا خَفِيَ اللَّطْفِ أَذْرِكْ حَالَنَا
 دُور فرما ظلم و عدوان و ستم
 دُور فرما جملہ آلام و محن
 رحم فرما بر فقیر بے توا
 يَا مَلِيكَ الْكَوْنِ بَحَلَّتْ قُدْرَتُكَ
 هَبْ لَنَا يَا لَلَّطْفِ مِنْكَ الْمَغْفِرَةَ

دران ایام روزے عاجز برائے زیارتِ استادِ مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ بہ مدرسہ
 مولوی عبدالرب رفت۔ جناب مولوی صاحب نام یکے ازاں اکابرِ عمارِ مسلمین بر زبان آورد و فرمود کہ
 من بہ او گفتم۔ شہایان می گفتند کہ انگلیز ہا از اعدائےِ مسلمین اند، اگر انگلیز ہا بروند مسلمانان را راحت
 نصیب شود۔ و من می بینم کہ از روزے کہ انگلیز ہا رفتہ اند از مسلمانان بے شمار افراد کشتہ شدہ اند و بہرچہ
 اندازہ از خوف جان مرتد شدہ اند۔ آن زعمیم گفت۔ ہرچہ بہ ظہور رسیدہ قطعاً خلافِ توقع ما شدہ، خیال می
 کنم کہ شاید منظورِ حق این است کہ در ہندوستان مسلمانے نہ ماند، يَقُولُ الْعَاجِزُ، قَالَ اللَّهُ، لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ
 النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا، وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ
 قَالُوا إِنَّا نَصَارَى۔ الآیہ۔ وَمَنْ أَضْدَقُّ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا۔

مِنْ اسْتَنَامَ إِلَى الْأَشْرَارِ نَامَ وَفِي قِيَصِهِ مِنْهُمْ صَلَّ وَتَعَبَانُ

الصل حیاتِ خبیثہ جدا۔ چون احوالِ دہلی از حد خراب شد و خامِ خصوصی حضرت برادرِ کمالان کدناش عبدالکریم بود (علی خیل، از مقر) بہ روز شنبہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء بہ شہادت رسید جناب ایشان قصدِ کوئٹہ بلوچستان کردند۔ حکومتِ ہند برائے آوردن ہندو اِن بلوچستان طیارہا بہ کوئٹہ می فرستاد۔ جناب ایشان مع اہل و عیال بہ روز پنجشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء علی الصباح قبل طلوع الشمس بہ کوئٹہ روانہ شدند۔ و ازان روز اُن دیار از وجود جناب ایشان آباد شد۔ تِلْكَ الْآيَاتُ نَذَارًا لِّهَآبِئِنَّ النَّاسِ۔

در تابستان بہ کوئٹہ و در زمستان بہ رندلی علاقہ ڈھادڑ قیام دارند۔ و در کوئٹہ بیشتر قیام جناب ایشان در چوبی می باشد۔ اُن جاذبہ زمین دارند، مخلصان یک حجرہ ساختہ اند و در ان حجرہ بہ مطالعہ مشغول می باشند۔ بیشتر مطالعہ جناب ایشان از کتب احادیث مبارکہ می باشد، سہ سال می شود کہ فہرست کتاب طبقات ابن سعد نوشتہ اند و از دو سال در ترتیب فہرست بخاری مصروف اند۔ جناب ایشان مطالعہ کتاب بالاستیعاب می کنند۔ و فوائد و لطائف را در بیاض نقل می کنند۔ این بیاضہا گنجینہ ہائے علوم و اسرار و معارف اند۔ شوقِ مطالعہ تفاسیر و کتب احادیث از حضرت خیر جہان دراثہ بہ جناب ایشان رسیدہ است۔ از عشقِ نبوی بہ وجہ اتم سرشار اند۔ بہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول بہ خلفا و مخلصین خود ہدایت می فرمایند کہ محافل میلاد شریف منعقد کنند۔ جناب ایشان را در غبرگ علاقہ لورالائی زمین است۔ صاحبزادگان خود را اُن جایی فرستند تا بہ وجہ احسن انقاد و محفل مبارک کنند۔ مخلصین بہ ذوق و شوق تمام نعتہا می خوانند۔ بہ صد ہا نفر نان و قورمہ و چائے دادہ می شود۔ عاجز بہ افغانستان سہ بار رفتہ است۔ از مساعی جناب ایشان صد ہا قلوب را دلدادہ عشقِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ یافتہ۔ علامہ اقبال گفتہ و چہ خوب گفتہ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ آست اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہبی است
اولاد | برور دگار جناب ایشان را چہاں سپردش دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خور دار ابوالجود عبدالرحمن۔ در اواخر ۱۳۴۲ھ در کوئٹہ تولد ایشان شدہ۔ از مولوی اختر شاہ خان در میرٹھ می خواند۔ ذی استعداد و فہیم بود۔ دوازده سالہ بود کہ در حادثہ زلزله رحلت نمود۔ چون عاجز از مصراحت کرد، با مولوی اختر شاہ ملاقات کرد۔ ایشان بیان بر خور داری کردند و از ذہانت و استعداد ایشان چیز ہا می گفتند۔ جَعَلَهُ اللہُ دُخْرًا وَاجْرًا لِلْأَبْوَنِ۔

۲۔ بی بی خدیجہؓ در ۱۳۳۴ھ متولد شدہ و در ۱۳۳۵ھ در کوٹہ وفات یافتہ نزد علمات خود عثمانی و حیدری مدفون شدہ۔ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۳۔ بی بی عائشہؓ در ۱۳۳۶ھ متولد شدہ جدہ محترمہ اور بسیار دوست می داشت ہشت سالہ بود کہ در حادثہ زلزلہ بہ رفاقت جدہ بہ روح و ریحان و جنت نعیم شتافت جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۴۔ برخوردار عبید الرحمنؓ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ و حفظہ و جعلہ للمتقین اماماً۔ ولادت ایشان بہ چہار شنبہ ہر دہم محرم ۱۳۳۸ھ۔ ۲۶ جون ۱۹۲۹ء شدہ، نام تاریخی عبدالمختار است۔ در حادثہ زلزلہ بابرادر کلان خود ابوالمجدد عبد الرحمنؓ بر یک سر پر خوابیدہ بود۔ سر ایشان از سر برادر خود بہ اندازہ چہار یا پنج انگشت پائین بود۔ بازوے دروازہ بر اقم الدماغ عبد الرحمنؓ رسید و ہلاکش کرد و پروردگار عبید الرحمنؓ را محفوظ کرد۔ مویہائے سر ایشان با بازوے دروازہ چسبیدہ بود۔ بہ روز پنجشنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۷ء نکاح ایشان با سیدہ ذاکرہ دختر صاحبزادہ سید عبدالحلیم فرزند صاحبزادہ سید میر حسن شد و پروردگار ایشان را ہفت اولاد غایت کردہ۔ بی بی بی آنسہ کہ بہ شنبہ ہم شعبان ۱۳۷۷ھ۔ یکم مارچ ۱۹۵۸ء متولد شدہ۔ بی بی بی باہرہ کہ بہ پنجشنبہ ششم ربیع الاول ۱۳۷۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ متولد شدہ۔ بی بی بی عالیہ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء متولد شدہ۔ بی بی بی نانہ بہ شنبہ ہست و ہشتم صفر ۱۳۸۳ھ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء متولد شدہ۔ بی بی بی خاتمہ در ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ بی بی بی سائرہ در ماہ صفر ۱۳۸۷ھ۔ مئی ۱۹۶۷ء متولد شدہ۔ بی برخوردار زہیر بہ روز شنبہ سوم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء متولد شدہ، سلمہ اللّٰہ الجميع و حفظہم بمنّۃ و کرمۃ۔

۵۔ بی بی زینبؓ در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۰ء متولد شدہ و در زلزلہ ہمسفر جدہ شدہ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاَبْوَابِ۔

۶۔ برخوردار عبد اللہؓ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ و حفظہ ولادت ایشان بہ روز و شنبہ چہارم محرم ۱۳۵۳ھ۔ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء شدہ۔ در حادثہ زلزلہ پنجاہ و سہ روزہ بود۔ چون ایشان را از خاک کشیدند دہانش از خاک پُر بود۔ یک مخلصہ دہانش را صاف کرد و بہ شدت در دہانش دیز پروردگار لطف فرمود و نفس جاری شد۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ آيَةٌ تَذُلُّ عَلٰى اَنَّهُ وَاَحَدٌ

بہ روز جمعہ سیزدہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء نکاح ایشان با بی بی صفیہ

دختر این عاجز شدہ، بہ شب سہ شنبہ وقت صلاۃ عشاء رست و ہفتم رمضان ۱۳۸۰ء ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء تولد بی بی نجمہ شد۔ و بہ شنبہ ہست و چہارم رجب ۱۳۸۲ء ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء تولد بی بی کوب شد۔ سَلَّمَہَا اللّٰہُ وَحَفِظَہَا۔ مع ہذا چون کہ در طبائع زوجین اتفاق نہ بود جدائی واقع شد۔ و بی بی صفیہ باہر دو نور وید ہا نزد عاجز مقیم است۔ سَلَّمَہُنَّ اللّٰہُ۔

۷۔ بر خور دار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ۔ ولادت ایشان بہ شب جمعہ ہست و نہم رمضان ۱۳۵۶ء ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء شدہ و نکاح ایشان بہ شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۸۶ء ۳۰ جولائی ۱۹۶۷ء بابی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ کنڈی قرہ باغی شدہ۔ پرورگار چہار اولاد عنایت کردہ ۱۔ محمد عمر بہ شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۸۷ء ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء متولد شدہ از نور المغنی سال ولادت ظاہر است، ۲۔ بی بی حفصہ بہ دوشنبہ یکم ذی القعدہ ۱۳۸۸ء ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ ۳۔ سعد۔ بہ شب یکشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ء ۷ فروری ۱۹۷۰ء متولد شدہ۔ ۴۔ بی بی رحیمہ بہ شنبہ یازدہم شوال ۱۳۹۲ء ۱۸ نومبر ۱۹۷۲ء متولد شدہ۔ سَلَّمَہَا اللّٰہُ الْجَمِیعَ۔

۸۔ بی بی رابعہ بہ شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ء ۲۲ جون ۱۹۴۰ء متولد شدہ۔ چوں کہ دختر چہارم بود بہ بی بی رابعہ موسوم گشتہ۔ بہ جمعہ سیزدہم ذی الحجہ ۱۳۸۴ء ۶ اپریل ۱۹۶۵ء نکاحش با فاروق احمد خان انصاری فرزند ہشیرہ محترمہ و سطلی منعقد شد و حق تعالیٰ توأم دو دختر نرہست و نکہت عنایت کردہ۔ کما تقدم التفصیل۔ سَلَّمَہُنَّ اللّٰہُ۔

۹۔ بی بی ہاجرہ بہ یکشنبہ شانزدہم شوال ۱۳۶۲ء ۷ دسمبر ۱۹۴۳ء متولد شدہ۔

۱۰۔ بی بی فاطمہ بہ پنجشنبہ ہست و یکم ذی القعدہ ۱۳۶۵ء ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء متولد شدہ۔

این میوہ ہائے نورس بوستانِ خیرِ جہان اند۔ پروردگار ایشان را در زیر سایہ حضرت برادر کلان تروتازہ دارد و از جمیع آفات نگہدارد۔

وفات اہلیہ | بہ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۸۰ء ۶ اگست ۱۹۶۰ء۔ بی بی آمنہ زوجہ محترمہ حضرت برادر کلان رحلت نمودند۔ بہ وقت ارتحال بی بی صفیہ دختر این عاجز نزد ایشان بودہ۔

بیان می کند کہ چشمان ایشان بند بود ناگاہ دست راست خود را قدرے بلند کردہ دوبار اشارہ انتظار کردند و باہر اشارہ بہ اُردو لفظ ”اچھا“ کہ بمعنی خوب است گفتہ ”عبدالرحمن میں آ رہی ہوں“ گفتند یعنی عبدالرحمن من می آیم۔ و بعد ازین جان بہ جان آفرین سپردند۔ عبدالرحمن فرزند اکبر ایشان بود کہ ہست و شش سال قبل در حادثہ زلزله رحلت کردہ بود و درین وقت روح طیب و طاہرش برائے استقبال روح والدہ خواندہ بود۔

صَبَّ اللَّهُ عَلَيْهِمَا شَأْبَ الْغُفْرَانِ وَأَسْكَنَهُمَا فِي قَرَادِيسِ الْجَنَّاتِ - چون عاجز این خبر متاَلَم شنید
برزبانِش "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" آمد چون در اعدا و حروفش فکر کرد موافق سال وفات یافت - لهذا این
کلمه دعائیة تاریخی را در سلکِ نظم سفت و گفت -

عیالِ آن بلالِ پاک مشرب مبارک آمنه در خلدِ آسود
ز سالِ رحلتش چون زید پُرسید ملک "يَا حَيُّ غُفْرَانُكَ" بفرمود

خلفا بِحَمْدِ اللَّهِ وَإِحْسَانِهِ جناب ایشان را جمعی است از خلفاء اشهر ایشان مُلا شیر محمد آخوند از
ساروان قلعه علاقه قندهار بودند پروردگار ایشان را مقبولیت عطا کرد - خلقه از ایشان مستفید گشت
چند سال می شود که رحلت فرمودند - عاجز بر مزار ایشان رفته - بابرکت مقام است رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ
رَضِيَ عَنْهُ جناب ایشان مُلا عبدالحکیم راجا نشین ایشان مقرر کرده اند جَعَلَهُ اللَّهُ هَادِيًا - واحمد حسن
صاحبزاده فرزند خدای مهربان صاحبزاده قوم کنڈی ساکن قره باغ را در جہات خود مقبولیت است
وَقَفَّه اللَّهُ لِنَشْرِطِ الطَّرِيقَةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ پدر ایشان از خلفائے حضرت سیدی الولد قدس
سرہ بودند پروردگار ایشان را نزد جناب ایشان رسانید و فتح باب به نصیب ایشان شد وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
عَلَى ذَلِكَ - جناب ایشان را خلفائے دیگر نیز هستند چون که نامهای ایشان به وجه درست عاجز را
معلوم نیست ازین وجه از تحریر قاصر است - البته این قدر می دانم که بر جناب ایشان فضل پروردگار شد
به نوعی که جناب ایشان از نام و نمود دور و به امور یقینی مصروف اند منتسبین ایشان نیز از عاملین
این کیفیات اند جَعَلَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ وَوَقَفَهُمْ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِيٌّ وَدُنْيَا هُمْ
از چند سال جناب ایشان کار شیخت را حواله بر خوردار سعادت اطوار عبد الرحمن کرده اند جَعَلَهُ
اللَّهُ أَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ -

برادرِ عزیز فاضل حضرت ابوالسعد سالم سَلَّمَ اللَّهُ وَحَفِظَهُ

ولادت ایشان بروز جمعه دوم صفر ۱۳۲۶ م - ۲۰ راج ۱۹۰۸ م - ۱۵ حوت ۱۲۸۶ ش - در خانقاه
شریف دہلی بوده حافظ عبدالحکیم دہلوی می گفت که من نزد مجر مبارک استاد بودم که حضرت ایشان از
حرم سرا برآمدند و نزد من آمدند به سترت فرمودند حق تعالی به من فرزند عنایت کرده و من نام او سالم و
مُسَلِّم نهادم - حضرت ایشان بارها به مخلصین فرموده که جدا مجدا حضرت عمر بود و فرزند ایشان عبد الله
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - و از اولاد ایشان یکے را نام بلال بود و یکے را زید و یکے را سالم - و نام قبله گاهم عمر است

و نام عبد اللہ و نامہائے فرزند نام بلال و زید و سالم و حضرت ایشان اکثر این شعر خود را می خواندند و در
مکاتیب می نوشتند۔

وَأَرْحَمَ ابْنَيْ الثَّلَاثِ بِلَا لَا وَزَيْدًا وَسَلَامًا وَلَدَا

برادر عزیز غلطه کمزور و نحیف البنیہ بودند۔ روزی برادر عزیز چون از مدرسه عبد الرّب باز گشتند
عرض کردند که مرا استاد گفته که فردا کتاب نحو میر با خود بیا۔ این عاجز ہم استادہ بود۔ حضرت ایشان بسیار
خوش شدہ فرمودند: واہ واہ۔ اگر مثل زید که از من نحو میر را خواندہ، تو ہم بخوانی، ما بہ خوشی یک گوسفند ذبح
کنیم۔ دعائے حضرت ایشان بود۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ فِيهِمْ وَتَقَبَّلْ
وَاللَّذِينَ وَقَفْتُمْ وَلِلْعَالَمِ وَالْثَقَلِ وَأَوْرَثْتَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصَّحُفَ الْعُلَا

ایں دعا را ظاہر اثر بود۔ در ہندوستان از ملا امان اللہ و مولوی محمد عمر و در مدرستہ مولوی عبدالرزاق
از بعض اساتذہ کتب ابتدائی خواندند و باز در ۱۳۴۹ھ۔ ۱۹۳۱ء۔ با عاجز بہ مصر رفتند و آن جا چار سال چند
ماہ بہ نوعی سعیہا کردند کہ لازمید علیہا۔ در آن ایام در جامع ازہر برائے اغراب سہ شہادات بودند۔ نام
شہادت ابتدائی ”شہادہ“ و نام شہادت ثانی ”ابلیہ“ و نام شہادت عالی ”عالیہ“ بود۔ ایشان
نوبت بہ نوبت ہر سہ شہادات حاصل کردند۔ و از سید احمد الشریف السنوسی و شیخ عبدالحی الکتانی و شیخ
برالدین الدمشقی اجازت حدیث شریف حاصل کردند۔ در ۱۳۵۲ھ۔ ۱۹۳۲ء۔ از مصر برائے حج و
زیارت رفتند و بار دیگر از کوئٹہ ہم رفتہ اند۔ قیام عاجز در دہلی است و قیام ایشان بہ کوئٹہ۔ عاجز خبر نہ
دارد کہ ایشان را تالیف ہست یا نہ۔ البتہ ایں قدر می داند کہ ذوق علم و شوق مطالعہ بسیار دارند۔ کتب
نفیسہ و قیمہ جمع کردہ اند و در اوقات فراغ مصروف بہ آن می باشند۔ جناب شیخ سعدی گفتہ و خوب گفتہ۔
رَحِمَهُ اللَّهُ۔

نظر کردم بہ چشم عقل و تدبیر
نہ گویم لب ببند و دیدہ بر روز
ولیکن ہر مقامے را مقامے
زبانے درس علم و بحث تنزیل
کہ باشد نفس انسان را کماے
زمانے شعر و شطرنج و لطائف
کہ خاطر را بود دفع ملاے
خدائے است آن کہ ذات بے مثالش
نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زَوَاجِ وَأَوْلَادِ | از خوانین اَرْغَسَانِ عبد الرحمن فرزند نور الدین خان قوم بارک زری از مخلصین

صادق الاعتقاد والمحبہ بود، سالہا خدمت حضرت ایشان کردہ۔ پدرش نیز بہ خدمت اقدس رسیدہ بود۔ احوال عبدالرحمن مقتضای این شعر بود۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیا تے دون
این خیال است و محال است و جنون
از دنیا اعراض کرد و ہمہ تن بہ کار عقبی مصروف گشت۔ طوبیٰ لہ ثمت طوبیٰ لہ۔ بہ ۱۳۲۳ھ در کوٹہ
بہ خدمت حضرت والدہ صاحبہ عرض کردہ بود کہ خواہشمندم کہ دختر خود را بہ حضرت صاحبزادہ خور و بدہم حضرت
والدہ شریفہ طلب ایشان را قبول فرمودہ بود۔ بعد از شانزدہ سال آن خواہش بہ وقوع پیوست۔ و بہ روز
پنچشنبہ بست و ہفتم شوال ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کہ یکم قوس ۱۳۱۹ھ شہر بود۔ در قندھار نکاح برادر
خور و بابی بی خوار شد۔ حضرت برادر گلان ادام اللہ ایاہ بہ وجہ احسن و اعلیٰ تمام انتظامات کردند و باز بہ
روز پنچشنبہ نجم ذی القعدہ در دہلی بہ دعوت ولیمہ صدہا افراد را مدعو کردند۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جناب
ایشان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید۔

پروردگار برادر خور در اولاد ہشش پسر و سہ دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خور دار ابو بکر۔ بہ پنچشنبہ بست و ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء متولد شدہ۔ شیخ احمد
فاروقی تاریخی نام است۔ پروردگار فضل فرمود و امسال در ۱۳۹۲ھ بہ سعادت حج و زیارت مشرف
گشت جَعَلَهُ اللّٰهُ سَعِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

۲۔ بی بی سعاد۔ بہ چہارشنبہ ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۴۴ء متولد شدہ۔
۳۔ بر خور دار ابو حفص عمر۔ بہ پنچشنبہ بست و یکم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء متولد شدہ۔
از "حِفْظُ اِلَآلَہِ عُمَر" سال ولادت ظاہر است۔

۴۔ بر خور دار عاصم۔ بہ سہشنبہ ششم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء متولد شدہ۔
۵۔ بر خور دار جعفر۔ بہ پنچشنبہ دوم رجب ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء متولد شدہ۔
۶۔ بر خور دار عبداللہ الملقب بہ عامر۔ بہ چہارشنبہ ششم محرم ۱۳۷۱ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء متولد شدہ۔
۷۔ بر خور دار عبدالعزیز۔ و نام تاریخی۔ شیخ دوران عبدالعزیز و معروف بہ شیخ۔ بہ یکشنبہ چہارم ذی القعدہ
۱۳۷۲ھ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء متولد شد۔

۸۔ بی بی فوزیہ۔ بہ جمعہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۷۵ھ۔ ۹ فروری ۱۹۵۶ء متولد شدہ۔
۹۔ بی بی فائزہ۔ بہ یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء متولد شدہ۔
پروردگار این گلزار خیر جہان را از حوادث و آفات نگہدار و بہمتہ و کونمہ۔

خلفا | حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ از رب العالمین دعا کرده اند۔

تو عبد اللہ ابوالخیر حنین را مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

از دعا بفضل اللہ ظاہر است و خلقے از برادر عزیز مستفید و مستفیض است و ایشان را خلفا ہم اند و فقہم اللہ مرضاتہ

بہ اوقات فراغ بہ مطالعہ کتب مشغول می باشند۔ مکتبہ نفیسہ دارند و ہر سال در ان اضافہ

ذوق مطالعہ | می کنند۔ حَفِظَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَهُ۔

مؤلف کتاب ابوالحسن زید فاروقی مجددی عفی اللہ عنہ

ولادت این عاجز روز شنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۲۳ھ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء و ۲۲ قوس ۱۲۸۵ھ

در خانقاہ شریف دہلی بودہ۔ حضرت ایشان دو نام تاریخی درود شعر نظم فرمود۔

حضرت زید بن عبد اللہ فرزند عمر "ابوالحسن عبدالغنی" تاریخ میلادش بگو

سال میلاد زید شیخ جہان شد "محمد بشارت الرحمن"

از ولادت ہمیشہ صغریٰ بی بی امۃ اللہ حضرت والدہ صاحبہ را شیر نہ بودہ، لہذا برائے ہمیشہ

صاحبہ و این عاجز و برادر عزیز انتظامِ مَرْضَعَاتِ کردہ شد برائے ہمیشہ صاحبہ در اطراف میرٹھ مَرْضَعَاتِ

شد، لیکن برائے عاجز تا اواخر ماہِ حَمَل (مدت شش یا ہفت ماہ) انتظامِ مَرْضَعَتِ نہ شد۔ و درین مدت

زائد از بست زنیہا بہ عاجز شیر دادہ اند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ کبریٰ و وسطیٰ و مخلصاتِ قدیمہ بیان

می کردند کہ مولوی شمس الدین میرٹھی و فضل عمر دہلوی از جہت بدر پور یک مَرْضَعَتِ را آوردند۔ لیکن این

عاجز نہ بہ آغوش وے رفت و نہ شیر وے گرفت۔ چون حضرت ایشان را از واقعہ خبر دادند شمس الدین

و فضل عمر فرمودند بروید و معلومات کنید کہ این زن چہ حال دارد۔ چنانچہ ہر دو رفتند و معلوم شد کہ آن

زن عقیقہ نہ بود۔ حضرت ایشان قدس سرہ خوش شدند و فرمودند۔ "ہاں این وجہ است" پروردگار از

برکت حضرت ایشان این عاجز را از مُشْتَبَہٗ محفوظ داشت۔

تجے تو جانان قرار نہ توانم کرد احسان ترا شمار نہ توانم کرد

گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسید۔ پروردگار زربنی بی زوجہ بہاول قمبرانی را فرزند

عنایت کرد۔ حضرت ایشان نام آن فرزند محمد امین نہادند و زربنی بی برائے رَضَاعَتِ عاجز مقرر شد۔

و تا آخر یکاوند زربنی بی چار سال کامل خدمت عاجز کردہ۔ عجب زن پاک باطن بود۔ پنج اولاد داشت۔

ملا صاحب خان، سعیدہ بی بی، غلام محمد، محمد امین، عبدالقدوس، بہاول از مخلصین پاک طینت بلکہ از عشاقِ حضرت ایشان بود۔ وزیر بی بی در محبت و اخلاص نظیرے نہ داشت، این ہر دو پاک باطنان و پاک لسان و صاحب خان و سعیدہ سالہا سال شب و روز بہ خدمت عاجز مصروف بودند، عاجز پنج شش سالہ بود کہ بہاول رحلت نمود و وزیر بی بی بہ جمعہ نوزدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء سفر آخرت اختیار کرد۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَحِمَ اَوْلَادُہُمَا وَرَضِیَ عَنْہُم۔

خدمت و حفاظت ماہر سہ برادران بہ علماء و صلحائے افغانستان متعلق بود۔ ہدایت حضرت ایشان بود کہ مایان نہ از کسے چیزے گیریم و نہ بہ خانہ کسے رویم، از خوش طبعی و از سیر و تفریح کردن مانعت نہ بود۔ اکثر اوقات مایان بیرون حرم سرا با مخلصین پاک نہاد صرف می شد۔ بلکہ در کوئٹہ بعض اوقات بہ شب ہم در باغچہ می خوابیدیم۔ صحبت علماء و صلحائے اہل بہ اقوال و افعال نیکان کرد و از محاورات علمیہ و شناس ساخت و این فضل عظیم بود مر پروردگار را کہ براحوال مایان کردہ بود۔

غالباً عاجز ہفت سالہ بود و در صحن مسجد شریف خانقاہ دہلی با برادر خورد بہ بازی مشغول بود کہ حضرت ایشان برائے نماز دیگر تشریف آوردند۔ چون نزد عاجز رسیدند، فرمودند "ہنوز نماز شروع نہ کردی" ازان روز ملاولی محمد نسوخی تعلیم وضو و نماز و ادعیہ نماز مصروف گشت۔ و عاجز عادت نماز خواندن گرفت۔ قرآن مجید را از قاری نور محمدی خواند، ایشان از علاقہ "میان والی پنجاب" بودند۔ بہ مساعی ایشان شانزدہ پارہ حفظ کردہ پارہ ہفدہم را شروع کردہ بود کہ ایشان رفتند و عاجز بہ علم ظاہر مشغول گشت و آن یاد ہم نہ یاد گشت۔ افسوس صد افسوس۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَالِ الزَّمَانِ وَمَالِيَّةِ

روئے حضرت ایشان در کوئٹہ بہ عاجز گفتند از حضرت امام ربانی تا پدر شما ہر یک حافظ و قاری و عالم و صاحب نسبت گزشتہ است "اما افسوس کہ از افضل این اوصاف عالیہ کہ حفظ قرآن است مایان متصف نہ شدیم۔ عاجز علم ظاہر چند روز از مولوی خیر محمد اندری و از مولوی محمد عمر گھوسوی و ملا امان اللہ علی و در مدرسہ مولوی عبدالرب کہ در دہلی واقع است از مولوی عبدالوہاب و مولوی محبوب الہی و مولوی حکیم جی منظر اللہ و مولانا محمد شفیع و محدث شہیر مولانا عبدالعلی خواندہ۔ نحو میر و برنخے از کافیہ ابن صاحب و برنخے از رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ۔ تدریس حضرت ایشان بہ غایت تحقیق و تدقیق بود۔ اگر در ہر فن صرف یک کتاب کسے از حضرت ایشان می خواندے حاجت خواندن کتاب دیگر ہرگز نہ بودے۔ و در رقعات عالمگیری راشائے دیگر بود۔ حضرت ایشان نام سلطان اورنگ زیب عالمگیر را بہ غایت

ادب و احترام می گرفتند۔ روزی چون عاجز رقعات را می خواند، فرمودند: "حضرت سلطان عالمگیر از جد شما حضرت شیخ سید الدین بیعت شدہ بودند و صاحب نسبت بودند، در مکتوبے حضرت سلطان نوشتہ اند۔
 نہ رفت از دم قول آن کاسہ گر کہ می گفت با کاسہ پُر خطر
 نہ دادم کہ سنگِ سپہر قضا ترا بشکند بیشتر یا مرا

عاجز چون این قطعہ خواند، حضرت ایشان سر مبارک فرو برده دوسہ بار قطعہ را خواندہ خاموش شدہ و چند دقیقہ بران حال گذشت و باز برائے حضرت سلطان دعا فرمودند۔ بعد از وصال حضرت ایشان عاجز خود را بہ مدرسہ مولوی عبدالرب وابستہ کرد و در شعبان ۱۲۳۶ھ از دورہ صحاح ستہ فارغ گشت۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ از مولانا عبدالعلی و ترمذی، نسائی، ابوداؤد و از مولانا محمد شفیع خواند۔ اگر طالب علم از روئے قواعد عربیہ عبارت را نادرست می خواند، مولانا عبدالعلی بروئے قہری می کردند احياناً نسبتش بہ اہلہی و جمع می کردند ازین جہت از طالبان علوم کمتر پیش ایشان قرأت می کرد۔ جناب ایشان قبل از شمول عاجز درس بخاری شروع کردہ بودند، شش ورق خواندہ شدہ بود، چون عاجز اول روز حاضر شد جناب ایشان برائے قرأت امر کردند چون عاجز قرأت کرد خوش شدند و از ان روز تا آخر یوم درس این عاجز پیش ایشان قرأت می کرد غیر از چند اوراق اول تمام بخاری و تمام مسلم و تمام ابن ماجہ را عاجز حرفاً و خواندہ و در سہ کتب باقیہ نزد مولانا محمد شفیع نیز بیشتر از ثلث عاجز قرأت کردہ۔ حالانکہ در دورہ حدیث بیشتر از شصت نفر بودند۔ در تمام مدت دورہ حدیث یک روز در دورہ صبح بہ اندازہ وہ دقیقہ عاجز بہ تاخیر رسید، دید کہ مولانا عبدالعلی طالبیہ را زجر می کنند، نشست گاہ عاجز متصل بہ سریر مولانا بود۔ عاجز برگریسی ہندی می نشست و کتاب بر سریری بود و بقیہ افراد در دالان مسجد شریف بہ شکل دائرہ مستطیلہ می نشستند۔ چون کہ جناب مولانا از پانزہ سال بل اکثر مصاب بہ مرض فالج بودند و از حرکت معذور بودند، بہ وقت تدریس سریر ایشان متصل بہ دالان مسجد شریف نہادہ می شد۔ و ایشان تکیہ بر بالش کردہ درس می دادند۔ چون عاجز بہ جائے خود رسید، جناب مولانا فرمودند: صاحبزادہ چرا این قدر تاخیر کردی۔ عاجز عذر بیان کرد، فرمودند، سبق بخوانید۔ عرض کرد۔ از کدام جا، آن وقت بہ بسیار دزد و اسف فرمودند۔ یکے ہم از این اہلہان نہ توانست خواند، از جائے بخوانید کہ دیروز گذشتہ اید، فی ما بعد بہ عاجز معلوم شد کہ دو افراد سعی کردہ بودند کہ کتاب بخوانند لیکن موفق نہ شدند۔ جناب مولانا بے وجہ تقریر نہ می کردند۔ چون کہ مولانا محمد شفیع بیان مذاہب را در درس ترمذی می کردند لہذا جناب مولانا از این بیان فارغ بودند و بر بیان بعض لطائف و نکات اکتفا می کردند، عاجز

بیان سه لطائف می کند که از جناب ایشان شنیده.

۱- چون حدیث "لائش الرجال" خوانده شد فرمودند: یک دیهاتی عبد الله نام از مخلصین حضرت مولانا محمد قاسم نالتوی بود. وے باجماعت غیر متقدین برائے حج رفت چون از حج فارغ شده قصد سفر به مدینه منوره کردند جماعت و با سیه به عبد الله گفت: سفر مدینه منوره در پیش است شما قصد مسجد شریف می کنید یا زیارت مبارکه. عبد الله گفت: شمایان از اهل علم هستید لهذا بفرمائید که چه قصد دارید. گفتند ما قصد مسجد می کنیم و چون به مدینه برسیم ضمناً زیارت هم می کنیم. عبد الله گفت: من قصد آن مبارک ذات می کنم که از طفلیاش این مسجد شرف یافته این واقعه را بیان کرده حضرت مولانا دوسه دقیقه مصروف گریه ماندند.

۲- چون حدیث: "لَوْ لَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدِي بِالْإِسْلَامِ" خوانده شد فرمودند: نجریان گنبد هک آثار مقدسه و مزارات مبارکه را شمار کرده اند و از روعے این حدیث شریف فعل ایشان ناجائز است بیت را که کعبه اهل اسلام است از وجه دل آزاری تو مسلمان سر و در دو عالم صلی الله علیه وسلم بر آسای ابراهیمی تعمیر نه کردند و بر سببیت ناقصه گذاشتند، نجریان دلهاے تمام عالم اسلام را به ارتکاب این فعل شنیع مجروح کرده اند.

عاجز گوید. امام بخاری و صحیح خود از ابن عمر رضی الله عنهما روایت کرده: "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا، فَأُظْهِرْتُهُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ، هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم. در نجد طلوع قرن شیطان شده و آثار آن قرن شیطان ظهور یافته. آن مبارک و مقدس مقام که ولادت گاه محبوب رب العالمین بانفسنا هو و بآبائنا صلی الله علیه وسلم بوده و در سلسله سحری خیزران والده خلیفه المسلمین هارون الرشید عباسی آن مبارک عمارت را خرید و وقف کرده مسجد شریف ساخته بود و باز سلاطین آل عثمان جزاهم الله عن الإسلام و المسلمین خیر الجزاء و آتار قبورهم عمارت مسجد شریف را شایان آن مقدس مقام ساخت بودند در ۳۳۳ هـ آذ ناب قرن شیطان آن مبارک مسجد را شکسته مزیله ساخت. یَحْتَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَدَمَرُ بُيُوتِهِمْ.

بمثل هذا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ كَمَدٍ
 ان كان في القلب اسلام و له ثمان
 چندین سال آن مقام مقدس که رشک غلبه برین است مطرح قاذورات به مانند آن که جناب

عباس قنّان کی از رئیس جماعت نجدیہ و ہابیہ ملک عبدالعزیز اجازت گرفت و آن جا را کتب خانہ و جاع مطالعہ ساخت۔ چون جناب عباس ازین کار فارغ گشت صدای یَا آیتہا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اُرْجِعِیْ اِلَی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً شنید و سزاوار، فَاذْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَاذْخُلِیْ بَحْتِیْ گشت۔ رَحِمَ اللّٰهُ وَوَضِیْ عَنْہُ ۳۔ فرمودند کہ در حیات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی من این خواب دیدم کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر شترے سوار اندوز مام ناقہ بر کتاف مولانا محمد قاسم است و من در پس ناقہ روان ہستم۔ من سردار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر آن کیفیت و صفت دیدم کہ حضرات محدثین بیان کردہ اند البتہ ریش مبارک را دیدم کہ حلق شدہ بود۔ من این خواب را در خدمت حضرت مولانا عرض کردم فرمودند شما زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اید و ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورت حلق لحيہ دلالت می کند کہ این سنت مبارک ترک خواہد شد۔ عاجز گوید وفات مولانا قاسم نانوتوی بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ بودہ۔ صدر سال پیشتر این خواب دیدہ شدہ بود۔ در آن ایام شاید خال خال افراد ریش می تراشیدند۔ و حالا خال خال بہ قدر سنون ریش دارند۔ تعبیر خواب مثل غارہ فجر صاف روشن است۔

سفر مصر | بہ شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء از دہلی بمبئی و بہ شنبہ سوم ذی الحجہ۔ ۲۱ اپریل از بمبئی بہ مصر این عاجز و برادر عزیز روانہ شدیم و بہ جمعہ دوازدهم ذی الحجہ۔ یکم مئی۔ بہ بورسعیہ مصر رسیدیم۔ و بہ قاہرہ رسیدہ در شارع ازہر و عمارت احمد قباّنی مسکنی بہ ایجا گرفتیم و در جامع ازہر مبارک بہ طلب علم مشغول شدیم۔ قیام مایان تا یکشنبہ بست و ششم رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ در مصر بود۔ و آن چہ بہ نصیب بود در آن مہم علم و فضل و کمال حاصل کردیم، بہ سالی کہ برادر عزیز بہ حج رفتہ بودند این عاجز نیز بعد از چند روز برائے حج رفت و آن جا از سید شریف احمد سنوسی قدس اللہ سرہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ و از شیخ بدر الدین دمشقی بہ ذریعہ مکتوب اجازت حدیث حاصل کرد و در مکہ از مولانا عبدالستار صدیقی و در مصر از شیخ حبیب اللہ شنقیطی و شیخ محمد بنحیت المطیعی الحنفی و از محدث غرب السید محمد عبدالحی الکتانی القاسی نیز اجازہ حدیث شریف حاصل نمود، عاجز تمام اسانید را در کتاب "الْأَسَانِيدُ الْعَالِيَةِ مَعَ صُورَةِ الشَّهَادَةِ" بہ تفصیل نوشتہ است۔

مراجعت | از مصر بہ روز یکشنبہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بہ سکتہ الحدید بہ قدس روانہ شدیم و بہ صبح دوشنبہ بہ بیت مقدس رسیدیم۔ اما کن مقدسہ و شاہد مبارکہ را زیارت کردیم بہ سیدنا خلیل الرحمن علیہ السلام و بحیرہ لوط و یافا و تل ابیب شہر یہودان نیز رفتیم۔ و بہ روز پنجشنبہ ۳۰ رمضان۔

۲۶ دسمبر۔ دربارہ کلان بہ دمشق روانہ شدیم و عند الغروب بہ دمشق رسیدیم بہ صبح یوم جمعہ کہ اول شوال و روزِ عیدِ فطر بود بہ جامع اموی رفتہ نمازِ عید خواندیم بہ روزِ شنبہ دوم شوال۔ ۲۸ دسمبر۔ برائے یک شب در بارہ بہ بیروت رفتیم۔ وہ روزِ شنبہ ۵ شوال۔ ۳۱ دسمبر۔ دربارہ کلان بہ بغداد روانہ شدیم در راہ آبِ ییل حائل شد و یک روز و شب آن جا توقف کردہ شد بہ روزِ جمعہ ہشتم شوال و سوم جنوری ۱۹۳۶ عیسوی بعد الزوال بہ بغداد رسیدیم و بہ یک شنبہ دہم شوال و پنجم جنوری در بارہ بہ کربلا و نجف رفتیم۔ در بغداد بہ کرخ و کاظمین و اعظمیہ ہم رفتیم۔ فرارات و اماکن مبارکہ را زیارت کردیم۔ اعظمیہ فی الواقع اعظمیہ است کہ حضرت ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ و قدّس سرّہ رضی عنہ و عطرِ ضریحہ آن جا آرمیدہ اند، امام موفق بن احمد المکی المتوفی ۵۶۸ھ در کتاب خود کہ موسوم بہ مناقب الامام ابو حنیفہ است بر صفحہ ۱۹۹۔ از جز ثانی قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ روایت کردہ اند کہ: «إِنِّي لَا تَبْرَأُكَ يَا بِي حَنِيفَةً وَأَجْعِيْ إِلَى قَبْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ يَغْنِي زَائِرًا فَإِذَا عَرَضْتُ لِي حَاجَةٌ صَيِّتُ رُكْعَتَيْنِ وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْحَاجَّةَ عِنْدَهُ فَمَا تَبَعُدُ عَنِّي حَتَّى تُقْضَى» نفعنا اللہ بعلومہ و أسرارہ و عرفانہ۔ از بغداد عند العصر (۵ شوال و ۱۱ جنوری) در قطار آمین روانہ شدیم بہ صبح شنبہ بہ بصرہ رسیدیم و آن جا در بارہ بہ زیارت حضرت ابنِ سیرین و حضرت حسن بصری و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم رفتیم و تا نصف النہار بہ مینار رسیدیم و در باخرہ جائے خود گرفتیم و بعد از ساعت یک باخرہ حرکت کرد۔ عاجز از حضرت ایشان قدس اللہ سرہ درج ذیل شعر شنیدہ بود۔ آن وقت بہ یاد آمد و خواند۔

درین دریائے بے پایان درین طوفانِ شوافرا سرفگندیم بنہم اللہ فخریہا و مرساها
 بہ صبح روزِ پنجم کہ روزِ پنجشنبہ بست و یکم شوال و شانزدہم جنوری بود، باخرہ بہ کراچی رسید و آن جا با حضرت برادرِ کلان و فرزندِ دبند ایشان عبید الرحمن آقا و جناب نواب زاوہ لائق احمد خان انصاری پانی پتی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حضرت عبداللہ جان معروف بہ شاہ آقا فرزندِ اکبر فخر خاندانِ مجتوبہ حضرت محمد حسن آقا ساکن ٹنڈہ سائیداد متصل ٹنڈہ محمد خان۔ علاقہ حیدر آباد سندھ۔ و حاجی فقیر محمد مع فرزند عبداللہ جان ساکن کوٹہ و باجماعتی از مخلصین ملاقات شد۔ بہ روزِ دوم مایان بہ ٹنڈہ سائیداد برائے زیارت حضرت محمد حسن آقا رفتیم و یک شب آنجا قیام کردہ با دعا ہائے حضرت ایشان از آنجا بہ حیدر آباد رسیدیم و از حیدر آباد بہ دہلی روانہ شدیم و بہ صبح روزِ دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۵۶ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ھ۔ بہ سقراطِ راس دہلی رسیدیم۔ حضرت برادرِ کلان بہ وجہ احسن انتظام استقبال کردہ بودند۔ خلقِ خدا بہ محطہ قطار رسیدہ بود، و ہر آنے جمیع افراد انتظامِ فطوریہ مفتخر در خانقاہ شریف کردہ بودند۔ از اعظم گڑھ جناب مولانا

مولوی محمد عمر و از مدرسہ عبدالرب اساتذہ کرام و جمعی از علماء افغانستان و بلوچستان و جبل قوئصل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی و مخلصین قدام از اطراف ہند آمدہ بودند پروردگار حضرت برادر کلان اجر دادہ این اجتماع و این انتظام بہ یمن ساعی جناب ایشان بود اَدَامَ اللہُ ارشادہ و مَتَّعَنَا بِفَضَائِلِهِ و مَعَارِفِهِ **تالیفات** | پروردگار جل شانہ و عَم احسانہ بہ فہل و کرم خویش عاجز را شوق مطالعہ عنایت کردہ است۔ در مصر روزے شخصی برے ملاقات آمد وے از شناسایان صاحب عمارۃ احمد قیائی بود۔ چون ویرا علم شد کہ عاجز مشغول مطالعہ و درس است۔ یک رقعہ بنام عاجز نوشت بعد از سلام و اشتیاق ملاقات این دو شعر نوشتہ بود۔

سَهْرِي لَتَنْقِيحِ الْعُلُومِ الَّذِي
مِنْ وَصَلِي غَايَةِ وَطْنِي عَنَاقِ
وَالَّذِي مِنْ نَقْرِ الْفَتَاتِ لَدَقِهَا
نَقْرِي لِأُلْفَى الرَّمْلِ عَنْ أَوْزَاقِ

شوق عاجز را دیدہ آن شخص این دو شعر نوشتہ بود۔ پروردگار این شوق را تا آخر اوقات باقی دارد۔ بہ دوران مطالعہ احیانا عاجز بعض فوائد را جمع می کند یا در موضوعی چیزے بہ خیالش می آید آن را قلم بند می کند و آن صورت تالیف پیدا می کند تا این زمان عاجز درج ذیل کتاب با تالیف نمودہ است۔
۱۔ الأسانید العالیہ مع صورۃ الشہادہ۔ بہ عربی۔ اجازات و اسانید را جمع کردہ است و طبع نہ شدہ است۔

۲۔ الخیر المزیذ فی اعراب الایۃ و فہمۃ التوجید۔ بہ عربی در ۳۶۲ ہجری تالیف شدہ و تا حال طبع نہ شدہ۔
۳۔ القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی۔ بہ فارسی است کہ در ۳۶۲ ہجری تالیف شدہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ را رسالہ ایست شفا را السائل فی اجوبۃ المسائل خدا تا ترسے بران رسالہ اعتراضات کردہ۔ عاجز رد وے کردہ، این ہم طبع نہ شدہ۔

۴۔ الحجۃ فی مسالۃ اللیجۃ و القبضہ بہ فارسی است کہ در ۳۶۲ ہجری تالیف شدہ۔ جماعتی از علماء مطالعہ آن کردہ اند۔ بیشتر تحسین و بعض ایرادات گرفتہ اند۔ وَلَا عَجَبَ فِی ذَٰلِكَ فَلِلَّهِ فِی عِبَادَةِ شُكْرٌ، مولوی ضیاء اللہ خان عاصی را پیوری رحمہ اللہ این کتاب را بہ اردو ترجمہ کردہ اند۔

۵۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید۔ بہ اردو است کہ در ۳۶۳ ہجری تالیف و طبع شدہ۔ وصل بلگرامی رسالہ بزم جمشید نوشتہ و بر سیدی و سندی و محبتی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز را ایراد و اعتراضات کردہ، عاجز رد و اقوال وے درین رسالہ کردہ۔

۶۔ مجموعہ خیر البیان کہ مشتمل بر سہ رسالہ است (۱) خیر البیان فی مولد سید الانس و الجنان۔

(۲) خیر الموروثی اثبات المولد (۳) نظم شمائل، واین نام تاریخی است۔ در ۱۳۴۳ھ میں مجموعہ مبارک طبع شد۔
 ۷۔ منہاج التبر و مدارج النجی۔ بہ فارسی است در بیان سلوک مجددیہ در ۱۳۴۶ھ میں طبع رسیدہ۔
 ۸۔ تقویم خیری در ۱۳۴۶ھ میں بہ اردو تالیف شدہ واین نام تاریخی است طبع نہ شدہ۔
 ۹۔ رسالہ خیر المقال فی رویۃ الهلال در ۱۳۴۷ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔
 ۱۰۔ مَاذَا قَالَ الْأَئِمَّةُ فِي ابْنِ تَيْمِيَّةٍ۔ بہ اردو است و نام اردو "ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" است، در حیدرآباد دکن زیر طباعت است۔

۱۱۔ مسئلہ ضبط ولادت۔ تاریخی نام است کہ در ۱۳۸۹ھ میں بہ معرض وجود آمدہ، بہ اردو است و مکرر طبع شدہ۔ کسانے کہ از علم ہرہ تام نہ دارند خواستند کہ این رسالہ رار کنند و کتابے بنویسند لیکن "مَا كُلُّ مَا يَتَمَتَّى الْمَرْءُ يَذْكُرُهُ" بر حال ایشان صادق آمد، مجبوراً خاموش ماندند۔ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا۔

۱۲۔ مِنْهُمْ الْأَلْبَانِي السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرِّضَا عَنِ الْأَوَّلِيَا۔ بہ اردو نوشتہ شدہ و طبع شدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔
 ۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ در ۱۳۹۰ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۴۔ التَّبَقَاتُ مِنَ الطَّبَقَاتِ۔ عاجز مطالعہ طبقات ابن سعد در ۱۳۹۱ھ میں کرو سجان اللہ چہ کتاب مبارک است۔ عاجز حضرت ایشان قدس سرہ را دیدہ بود کہ بہ شوق تمام این کتاب مبارک را از او ربابہ ذریعہ حاجی عبداللہ عمر مین کہ در بمبئی بود طلب فرمودند و مطالعہ آن می کردند۔ آن نسخہ نزد پرورد عزیز است۔ چون این مبارک کتاب ثانیاً در بیروت طبع شد عاجز آن را حاصل کر دو بہ دوران مطالعہ بعض فوائد را جمع کردہ بہ تبقات موسوم کرد۔ این کتاب بہ عربی است و بہ طبع نہ رسیدہ۔

۱۵۔ مقامات خیر کتاب کبیر است کہ در ۱۳۹۲ھ میں بہ اردو نوشتہ و طبع شدہ و ناشر تاریخی است۔
 ۱۶۔ مقاماتِ اخیار بہ فارسی واین ہم نام تاریخی است واین بسوط کتاب است کہ بفضل اللہ واحسانہ بہ اتمام رسیدہ و در مستقل قریب ان شام اللہ بہ جلیہ طبع آراستہ شدہ ہدیہ ناظرین خواہد شد مقصد از این دو کتاب بیان احوال حضرت پیر و مرشد برحق است قدس اللہ سرہ الا قدس پروردگار در جات حضرت ایشان را بلند کند ہر چہ بہ این عاجز ظاہر و باطناً رسیدہ از یمن توجہات آن خیر جهان است۔
 نیاوردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

روئے حضرت ایشان تتم فرمودہ حدیث شریف۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لَا يَبْنِيكَ۔ خواندند۔ آن تتم نمودن و خواندن حدیث مبارکہ بمنزلہ بکائی اَنْظُرْ اِلَيْهِ وَاَسْمَعْ مِنْهُ۔ در سوید ابر قلب و حافظہ خیال ثبت است۔ و ہر گاہ آن وقت و آن کیفیت بہ یاد می آید لذتِ تازہ رخ می دهد و ”ہر زمان از غیب جان دیگر است“ صادق می آید۔

و عاجز را تالیف است در اردو کہ از وجہ اشتغال بہ مقاماتِ خیر و مقاماتِ اخیار بہ تمام نہ رسیدہ و این تالیف در رد کتابِ ایم۔ مجیب صدر جامعہ ملیہ دہلی است کہ نامش ”دی انڈین مسلمز“ است۔ در این کتاب نسبت بہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الاقدس اکاذیب زیاد نوشتہ عاجز بہ جناب عابد رضا بیدار گفت کہ ترجمہ آن عبارات بکنند۔ پروردگار ایشان را اجر دہد کہ بہ اردو ترجمہ ہدیات مذکور الصدہ کردہ بہ عاجز دادند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد از طباعتِ این کتاب ”مقاماتِ اخیار“ تکمیل آن تالیف خواہد کرد و وفقہ اللہ تعالیٰ لاکمال۔

و عاجز را دو بیاض اندیکے در عربی و فارسی و نام آن جُمُعَةُ الْأَدْيَبِ وَ سَفَرَةُ اللَّيْلِ است دیگرے در اردو کہ نامش ”تحریرات ابوالحسن“ است و این نام تاریخی است کہ از سال ۱۳۷۷ء خبر می دهد بعض تحقیقات خود را عاجز درین ہر دو بیاض نقل می کند۔

غرض نقشے است کہ زیاد ماند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

شعرو سخن | روئے حضرت ایشان در دہلی برائے تفریح در عربی رفتند بہ جناب شیخ محمد یوسف مولوی سردار احمد وکیل فرمودند شمایان زید را طریقہ شعر گوئی چہرانہ می آموزید؟ این ہر دو افراد از عزیزانِ راہبوی بودند و قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ۔ بہ صبح روز دوم ایشان عاجز را نشانہ چند شعر بہ اردو گفتند و برائے عاجز ”ثروت“ تخلص پسند کردند چون بہ عصر ہمراہ حضرت ایشان بہ تفریح روان شدند عرض کردند ما برائے زید ثروت تخلص پسند کردہ ایم۔ فرمودند ثروت را چہ حاجت است۔ نامش جائے تخلص می گیرد۔ این ارشاد حضرت ایشان در ۱۳۴۷ء بودہ۔ از روئے کہ حضرت ایشان نسبت بہ عاجز این سخن فرمودند متربظ ظہور این ملکہ شدہ بہ او اہل ذی الحجہ ۱۳۴۵ء از خود چند شعر بہ اردو بر زبان آمد و از ان روز ہر گاہ ”آمد“ می شود عاجز چہیزے بہ اردو یا بہ فارسی یا بہ عربی می گوید، کار بہ ”آورد“ نہ دارد۔ ”آمد“ را حدے نیست۔ نوبتے آمد شد و صدہ و چہل شعر بہ اردو نظم شدہ، چون نظم المیہ موسوم بہ ”نغمہ ہجران“ در ۱۳۵۴ء بہ ظہور آمد، حضرت محمد حسین آقا سہ بندی ساکن مقام بوطلاک خانہ سارا۔ علاقہ شہر پاکر۔ سندھ۔ قطعہ تہنیت بہ عاجز نوشتند و در ان قطعہ بعض اشعار حافظ شیرازی مندرج کردہ بودند، عاجز بہ ایشان درج ذیل قطعہ نوشت۔

تَدَاتَتْ مَالِکَہُ مَنْظُومَہُ
قَطْعَہُ مُرَدَاتِہُ نَشَانِہُ
مِنْ بَلِیغِ ذِہْنِ صِفَاتِ بَاہِرَہُ
بَجَاذِبَہُ کَالْعُیُونِ الشَّاهِرَہُ

کُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُمُرٍ فَأَجْرُهُ
دَقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا ظَاهِرُهُ
فِي سَنَاهَا كَالْبُدُورِ الشَّافِرُهُ
لَا رَأَتْ مِثْلَ الْجُورِ الزَّاهِرُهُ
نَشْوَةُ الشَّيْرَازِ جَاءَتْ آخِرُهُ
ضَارَعَتْ حُسْنَ الْعُيُونِ الشَّاهِرُهُ
هَدَاهَا اللُّوْذُ عَنِّي الْمَادِرُهُ
كُلُّ عِلْمٍ بِسَهَامٍ وَافِرُهُ
قَلَمُهَا فِي ذِكْرِ يَوْمِ الدَّائِرَةِ
فَلَهُ مِثْنِي مِدْحٌ عَا طِرُهُ
فِي الْهَنَاءِ وَالنَّعِيمِ الْغَاوِرُهُ

يَا بَيْتِي بِالْخَيْرَاتِ مَا لَمْ تَعْلَمَا
أَصْحَى قُرُونًا فِي خَفَاءٍ مُعْجَمَا
وَبِنَهْجِهِ الْمُخْتَارِ فَاكِ الْأَقْدَمَا
كُلُّ الْفَضَائِلِ مَا أَعَزَّ وَكَرَمَا
لَا تُحْكَمَنَّ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا
تَسْلُكُ سَبِيلًا غَيْرَهُ لَا تَسْلَمَا
وَالصِّفُ هَذَاكَ اللَّهُ مَا لَمْ تَفْهَمَا
يَا قِي الصَّوَابِ فَلَا تُكَنَّ مُتَدَامَا
أَهْلُ لِيَذَاكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَمَا
وَالْأَلِ وَالصَّحْبِ الْكَوَامِ وَسَلَّمَا

كُلُّ شَعْرِ وَرْدَةٍ فِي حُسْنِهِ
بَهْجَةُ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَانِهَا
إِنَّهَا مِنْ حُسْنِ سَبْكٍ أَصْبَحَتْ
كَمْ مِنْ الْأُمُثَالِ فِي طَيَّانِهَا
وَاحْتَوَتْ مِنْ حَافِظِ أَشْعَارِهِ
يَا لَهَا مِنْ بَنَعَةٍ فَيَا ضَاةٍ
كَيْفَ لَا تَسْمُو إِلَى الْمَجْدِ وَقَدْ
مَنْ حُسَيْنٌ ذُو دُكَاةٍ نَالَ مِنْ
قَالَهَا فِي مَدْحِ أَشْعَارِ النَّبِيِّ
رَفَعَ الْمَدْحُ قَصِيدِي شَانَهُ
وَلِيَرَقْلُهُ الْإِلَهِ دَائِمًا

دعای جز چون رسالہ الخیر المزید تالیف کردہ گشت
هَذَا هُوَ الْخَيْرُ الْمَزِيدُ حَقِيقَةً
قَدْ اعْرَبَ الْأَمْرَ الَّذِي مِنْ قَبْلِهِ
وَأُمْتَازَ بِالْتَّحْقِيقِ عَنْ أَتْرَابِهِ
وَأَزْدَانِ بِالْمَعْنَى الْجَمِيلِ وَنَالَ مِنْ
فَأَسْمَعَ أَخِي مَقَالَتِي وَأَعْمَلَ بِهَا
فَأَحْكَمَ فَرْعٌ عَنْ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ
وَإِذَا حَكَمْتَ فَلَا تُكَنَّ مُتَعَدِّتًا
وَلْتَعْلَمْ أَنَّ الْمَرْءَ قَدْ يُخْطِئُ كَمَا
وَاللَّهُ يَهْدِي بَيْنَ الصَّوَابِ فَإِنَّهُ
صَلَّى الْإِلَهِ عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفَى

قدرے از شعر فارسی در طی این کتاب نوشتہ شدہ، اینجا عاجز از نظم تذکرہ لحد پیر می نویسد۔

اشک ریزی بر کدایین لاله زار
کز سحابِ لطف گشتہ آبیار
نغمہ خوش می سزاید چون ہزار
از دل محزون برد رنج و غبار
اہل وجد از حسن معنی بے قرار

رؤ کجاداری تو اے ابر بہار
لالہ زارِ طبع من را سیر کن
مرغِ فکرم محو سیرِ باغ شد
از سر تہا رہے شادی کند
بہر عاقل درسِ عبرت نغمہ اش

تو نصیب خود بہر ابر بہار
بر سرش این پسند گوید بار بار
تا بہ کئے این خوابِ غفلت ہوشیار
زندگانی را نہ شاید اعتبار
نفسِ بدخواہست ترا کردہ نثار
چیتِ پشتِ کیست اندر انتظار
حُفْرۂ تاریکِ پشتِ زینہار
چون روانی مثلِ اشتر بے مہار
صاحبش باشد ذلیل و شرمسار
نشوی اے جانِ کلامش بار بار
این بنا ہا گشتہ از بہرِ دیار
مقتنم دان این حیاتِ مستعار

تا توانی ذکرِ مولیٰ کردہ باش

زید باید نورِ حق شمعِ مزار

دست بردارم بہ عجز و انکسار
آن کہ لطفش بے حساب و بے شمار
مومن و کافر، مطیع و زشت کار
تو رحیمی، تو کریمی کردگار
مجرم و معطلی، ذلیل و شرمسار
اُمّتِ عصا صی و ربِ آمرزگار
از عطایت نیست ویرا اضطبار
رحمت را بنگر لے پروردگار
لطف کن مولیٰ بہ حالِ نستزار
ہر چہ باشد از صفار و از کبار
در ماتش دور باشد از صفار
روزی محشر ہم نہ بیند خزی و عار
منزلے باید بہ آن دارالقرار
مبتہج گردد دلش از وصلِ یار

مستفید از فیض دے ہر یک شدہ
وان کہ مدہوش است در ناز و نعم
ساکنِ قصرِ مُشیدِ گوش دار
در جہانِ مثلِ مسافر آمدی
مرکبِ عُمرتِ روان است تیز تیز
ہیچ دانی از کمالِ این سفر
منتظر در رہِ نشستہ و لے موت
در چنین احوالِ سخت و مدہم
از تغافلِ ہیچ خیرے کس نہ دید
از خرد بشنو کلامِ دل پسند
این ولادتہا نہ بہرِ موت ہست
توشتہ بردار بہرِ آخرت

ختم سازم این بیان را بر دعا
در جنابِ بارگاہِ قدس حق
ہر یکے از خوان وے یا بد نصیب
اے خدائے مہربان رحمان تویی
بر درت آمد گدائے مستمند
جرمِ ہا کردہ و لے داند ہمین
غیر در گاہست نہ دارد تائمنے
ہیچ منکر سوے اعمالِ بدش
چشمِ وارد بر عیسمِ فضلِ تو
عفو کن یارب گناہانش ہمہ
در چنانش خیر باشد ہمقرین
در اتحادِ محفوظ ماند از عذاب
زیر دامنِ جنابِ مصطفیٰ
بنگر و چشمش جمالِ دل ربا

لے اشارت است الی مارواہ اہل السیرۃ ائمۃ مدینۃ و ربّ غفور

والدین و اقرباء اہل و عیال
پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی
خادمان را دستگیر بہا کنند
مخلصانِش در بہشت آیند کل
از مسلمانان الہی ہر یکے
یا الہی این دعائے عاجز است
شادمان ہر یک بود در آن دیار
در ریاضِ قدس باشد ذی وقار
روزِ محشر آن شہر والا تبار
فوج در فوج و قطار اندر قطار
داخلِ جنت شود بے انتظار
نالہ موزون شدہ بے اختیار

فَاسْتَجِبْ مُؤَلَّی مَا قَدْ قَالَہُ

رحم کن بر حالِ زبیرِ دل فگار

سلسلہ مبارکہ | رشتہ در گردنم افکندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
بہ اوائلِ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ وقتے کہ حضرت برادرِ کلان را خلافت عطا کردند عاجز را داخل
سلسلہ مبارکہ کردند روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ مائتاد در سلسلہ شریفہ داخل کردہ ایم بہ کارِ باطن خود را مشغول
دارے ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاک دل ز ذکرِ رحمان است

تا دو سال معمول حضرت ایشان بود کہ در ہر ہفتہ یک روز بہ او کھلہ برائے تفریح تشریف می بردند۔ بہ زیر سایہ
درختے برائے حضرت ایشان فرش کردہ می شد آن جا بہ ذکر شریف مشغول می شدند و میان سیر و تفریح می
کردیم۔ مردمان این جاشکارا ہی می کردند ما ہر سہ برادران نیز خبیطہ متین و شص مہتیا کردیم و در آب انداختیم
و خبیطہ عاجز ما ہی درآمد آن جا یک پیر مرد نشستہ بود وے ما ہی را از آب کشید و بہ خدمت حضرت
ایشان بردہ گفت۔ این ما ہی از قسم اعلیٰ است و نام این قسم ”رہو“ است۔ بہ وقت مراجعت بہ ہاشم
جبرانی کہ دوران ایام خدمت حضرت ایشان می کرد فرمودند ”ببین ہاشم کہ این ما ہی عمدہ را زید شکار کردہ
است من از پروردگار امید دارم کہ وے نصیبہ خوب خواہد یافت۔ از روزے کہ عاجز این نوید شنیدہ پراسید است
گرمیل کند سوائے ہلالی عجیب نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

ملا عبد العزیز ولد ملا عبد الحکیم آخوند زاوہ قوم ملازی کا کر، ساکن قریہ گل محمد، کوٹہ از مخلصین حضرت
ایشان بود۔ و کتابہا کہ از تجارت بکسی طلب کردہ می شد بہ توسط ایشان می شد۔ نوبتے چون از کئی کتابہا طلب
کردہ شد ما ہر سہ برادر بہ ملا عبد العزیز برائے مجموعہ دلائل الخیرات گفتیم کہ از بکسی طلب کند چون پارسل رسید
ملا عبد العزیز نزد حضرت ایشان آن پارسل را کشاد و سہ نسخہ مجموعہ دلائل الخیرات را بہ یک سونہاد اتفاقاً
نظر حضرت ایشان بران نسخہ افتاد فرمودند ”آیا فرزندان ما این نسخہ را طلب کردہ اند“ عبد العزیز بہ
اثبات جواب داد۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند۔ برو و بہ فرزندان ما بگو کہ ما بہ شما یان اجاز

کلی می دسیم، امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین نقشبند فرمودہ اند: رُحمتِ حق بہانہ می جوید، رُحمتِ حق بہانہ می جوید۔ مایان بہ شوق قصیدہ منفرجہ کہ دران آیام از حضرت ایشان می خواندیم مجموعہ دلائل الخیرات را طلب کردیم و پروردگار این احسانِ عظیم فرمود: **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ**، در ماہ شوال ۱۲۴۲ھ حاجی مُلّا احمد خان مشاخیل یک افغانی را نزد عاجز بہ کوئٹہ بلوچستان آورد و گفت کہ این شخص را در سلسلہ شریفہ داخل کنید و گفت کہ این امر حضرت ایشان است۔ چنانچہ عاجز آن افغانی را بیعت کرد۔ پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را در جاتِ کاملہ عنایت فرماید۔ بہ ہر طور سعیہا می فرمودند کہ اصلاح فرمایند، گاہ بہ لطف، گاہ بہ قہر، گاہ بہ ضرب، گاہ بہ طرڈ سالی تنبیہات حضرت ایشان بر احوالِ عاجز بیش بود تا آن کہ در دل عاجز خطرہ لاحق شد، کہ حضرت ایشان را با عاجز عناد است۔ چون عاجز از وجہ کارے بہ خدمت سارکہ حاضر شد بہ محبتِ تمام فرمودند: "زید تو چرا عناد می کنی؟" چون کہ بدول عاجز این خیال بہ نسبت حضرت ایشان گزشتہ بود ازین جہت بے ساختہ بر زبانش آمد: "جی حضرت، شما با من عناد می کنید؟" جی کلمہ تعظیم است کہ بہ اُردو استعمال می شود و مایان برادران و خواہران، حضرت ایشان را بہ جی حضرت خطاب می کردیم۔ حضرت ایشان کلامِ عاجز شنیدہ متحیر گشتند و فرمودند: "زید، من بہ قسم می گویم کہ ما را با تو عناد نیست۔ ہر چہ می کنی برکے اصلاح تو می کنیم؟" **وَالَا مُؤَكِّمًا قَالَهُ قَدْ سَى سِئْرَهُ**، عاجز ہر چہ عرض کرد از نادانی خود کرد۔ و منظور خدا بود کہ آن خیال فاسد بالکلیہ زائل شود و در راہ فیض بندشے را اثر نہ ماند۔ پنجاب و شش سال گزشتہ ہر گاہ خیال آن واقعہ می آید بہ حیرت می ماند، **وَكَانَ ذَلِكَ قَدَرًا مَّقْدُورًا**۔

وَكَمَرُ اللَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَيْرِي يَدُ قِي خَطَاهُ عَنْ فَهْمِ التَّرَكِي

مسلمک عاجز | مسلمک حضراتِ کرام قدس اللہ اسرار ہم مسلمک این عاجز است حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردانِ خود می فرمودند: **كَمَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ بَابِ الْإِعْتَصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ مِنَ الْمَشْيَاقِ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بَيْنَ قَدَمَيْهِ أَنْ تُحْيِيَ لِقَاؤُ مَنْ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبْرَهًا قُلُوبًا وَأَعَمَّقَهَا عِلْمًا وَأَقْلَهَا تَكَلُّفًا، اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لَصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلَا قَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِضُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَىٰ أَشْرِهِمْ وَمَسْكُورًا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهَدَى الْمُسْتَقِيمِ**۔ یعنی کسے کہ می خواہد کہ بر راہ راست رو پس باید کہ اقتدا بہ کسانے کند کہ از دنیا گزشتہ اند، بہ درستی کہ زندگان از فتنہ و ابتلا مامون نیستند، آن افراد یا ران محمد اند صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضل این امت اند و قلوب ایشان نیک ترین قلبہا و علم ایشان اعمق از رے علم و اقل از رے تکلف و تصنع پروردگار ایشان را برگزید برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم و برائے اقامت دین وے پس بشناسید

برائے ایشان فضل ایشان را و پیروی کنیدا ایشان را بر آثار ایشان، و جنگ در زیند بآں چه توانید از اخلاق ایشان در ایشان به درستی که بودند ایشان بر راه راست در غایت راستی، و در فصل دوم از کتاب الفتن مشکات از عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت است۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ يَكُ إِذَا أُبْقِيَتْ فِي مُحَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عَنْهُمْ دُهُمُ وَأَفَانَا تَهُمُ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا لَهْكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ فِيهِمْ تَأْمُرُنِي، قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعُ مَا تَنْكَرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَإِتَالَةٍ وَعَوَاقِبِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ الْزَمْتُ بَيْتَكَ وَأَمْلَيْتُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعُ مَا تَنْكَرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَدَعُ أَمْرَ الْعَامَّةِ۔ یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ عبداللہ بن عمرو بن العاص فرمود، چه حال باشد ترا بہ آن وقت کہ باقی بمانی در تنجیر مردم کہ مختلط و فاسد گشتہ عہد ہائے ایشان و امانت ہائے ایشان، و میان خود اختلاف کردند و در افتادند در یک دیگر عبداللہ گفت، پس مرا بہ چه چیز امر می فرمائی، فرمود۔ لازم گیر بر خود عمل بہ آنچه کہ می شناسی و بہ گزار آن را کہ نہ می شناسی و لازم گیر خاصۃ نفس خود را و دور خود را از عوام الناس۔ و در روایتی این چنین آمدہ کہ لازم گیر بر خود خانہ خود را و محکم بگير بر خود زبان خود را و بگیر آن چہ شناسی و بگزار آن چہ شناسی و لازم گیر خاصۃ نفس خود را و بگزار امر عوام را۔

از رونے کہ تقسیم ہند شدہ در احوال و ہلی تغییر تمام آمدہ۔ در ہر مسجد شریف، صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا۔ آلا مَكْبَرِ الصَّوْتِ نَهَبَ شَدَّ اِذَا فِي اِيْنِ اَلَاتِ مِي دہند، چون کہ اوقات اذان و جماعت در ہر مسجد شریف علیحدہ است لہذا اذان یک مسجد سبب افساد نماز دیگر مساجد می شود و بعض مساجد قبل از نماز فجر و در بعض دیگر بعد از نماز فجر وعظ و ارشاد کردہ می شود و بعض مساجد قرات نماز در این آلات می کنند، مؤذن و واعظ و امام منظر ہر خوش الحانی می کنند حالانکہ جائے لاجل خواندن می باشد عاجز چون وعظ این گروہ می شنود، شعر حافظ شیراز رحمہ اللہ بہ یادش می آید۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند چون بہ خلوت می روند آن کار دیگری کنند و حق تعالی می فرماید۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُورٌ مَقْدَعًا عِنْدَ اللَّهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ، واعظان را اجرت و مزد مقرراست۔ این واعظان در رمضان دو وعظ می کنند و ساعت در روز و ساعت در شب از دست ایشان خلق خدا بہ عذاب می باشد چون کہ مقصد این واعظان حصول در اہم است، لہذا ایشان را نہ از نماز دیگران غرضی و نہ بر احوال مریمان نظرے، در کتاب الفتن مشکات از صحیحین روایت است۔ عن اسامة بن زيد قال اشرف النبي صلى الله عليه وسلم على اطم من اطعم المدينة فقال هل ترون ما اري، قالوا لا قال فاني اري الفتن تقع بخلال بيوتكم كوقع المطر في حضرة اسامة بن زيد رضي الله عنهما

گوید کہ بالابر آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر حصینے از حصنہ ہائے مدینہ منورہ پس بگفت۔ آیامی بینید شمایچیزے
را کہ من می بینم گفتند نہ می بینیم فرمودند بہ درستی کہ من فتنہ ہارامی بینم کہ می افتد در فرج ہائے خانہ ہائے شما مانند افتادن
باران از وجہ این آلات روز و شب وقوع فتن است بر خانہ ہا، عاجز می بیند کہ بعض افراد برائے فاتحہ و مراقبہ می
آیند و از وجہ شریات فاسقانہ و شور و اعطان پریشان خاطر می شوند۔ خانقاہ شریف کہ کنج عافیت و جائے ذکر
و فکر بود از وجہ این گونہ شور و شر سکون و طماننت را گم کردہ۔ اِلٰی اللّٰهِ الْمُنْفَرَعُ وَ اِلَيْهِ الْمُنْتَهٰی۔

کتاب مملوکہ | حضرت ایشان قدس سرہ در حیات مبارکہ خود چند بار بہ حضرت والدہ ماجدہ خواہران
محترمت فرمودہ بودند کہ سرمایہ کتب از پسران من است۔ چون حضرت ایشان رحلت فرمودند متروکات
ایشان تقسیم کردہ شد، حضرت والدہ ماجدہ و خواہران بہ تقسیم کنندگان اہلاک گفتند کہ کتاب ہا در حصہ ہر سہ
برادران است چنان چہ تقسیم کتاب ہا بر اساسہ برادر شد، حضرت ایشان قدس سرہ از بیشتر کتاب ہا نسخہ داشتند
مع ذلک از بعض کتب عاجز محروم ماند تا وقتہ کہ تقسیم ہند نہ شدہ بود، کتاب ہا سہ حضرات برادران در
خانقاہ شریف دہلی بود و کسے را وقتہ پیدا نہ شدہ بعد از تقسیم ہند عاجز را وقت در پیش آمد لہذا بہ اقتنار بعض
کتب سعی کرد و مثلاً شرح معانی الآثار، بدائع الصنائع از امام کاسانی، تبیین الحقائق از امام زلیعی، فتح القدر
از امام ابن ہمام، البحر الرائق والاشباہ والنظائر لابن نجیم، احکام القرآن از حصاص، التفسیرات الاحمدیہ از ملا
جیون، تفسیر الجامع لاحکام القرآن از قرطبی، تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار از شیخ الاسلام بہار تفسیر الجواہر
از طنطاوی جوہری، تفسیر روح البیان از اسماعیل حق، حاشیہ گارونی بر تفسیر بریضاوی ضیاء التاویل از علامہ
نورینی، تفسیر و الاسرار از سید محمود بن سید حمزہ النقیب المشرقی کہ بر پنج سواطع الالہام فیضی بہ حروف مہملہ نوشتہ شدہ،
تفسیر سواطع الالہام از فیضی تفسیر منظرہ از قاضی ثناء اللہ یانی پتی، طبقات ابن سعد، مرقات المفاتیح از
از ملا علی قاری، نفع الطیب در تارتخ از مقرئ، النجوم الزاہرہ از تاجی، اخبار مکہ از ازرقی، المنتظم از ابن
جوزی، اللہ الکامئہ از ابن حجر عسقلانی، تارتخ الائم والملوک از طبری، البدایہ والنہایہ از ابن کثیر، منہاج السنہ
از ابن تیمیہ مجموعہ رسائل ابن تیمیہ، القاموس المبحر فی فیروز آبادی، لسان العرب از ابن منظور، اقرب الموارید مع
ذیل از خوری لبنانی، المنجد از اب لوئیس یسوعی، وغیر این ہم بعض کتب نفیسہ وقتہ کہ عاجز بہ مصروفیت بود کتب
علم ادب و دواوین و انشاء با خود ازان جا آورده بود۔ اگر بعد از تقسیم ہند صحبت عزیزان و یاران نہ ماندہ فضل
پروردگار است کہ از مجالس علماء اعلام و اولیائے عظام محروم نہ ماند۔

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضَّلَهُ مَشْوَائِرُ
لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضَّلَهُ مَشْوَائِرُ
وَيَا مَنْ لَكَ جُودٌ عَمِيمٌ وَ غَاوِرُ
يُحْذِرُكَ وَالْإِحْسَانُ وَالْفَضْلُ ذَاكِرُ

در مکتبہ عاجز پنجصد و نو و کتاب ہائے خطی (قلمی) موجود اند ازین جملہ بعضی از نوادرات اند و در تفاسیر و

حدیث وفقہ و تصوف و تاریخ مایحتاج الیہ موجود است از کتاب بشاراتِ منظر یہ یک نسخہ قلمی در کتب خانہ لندن محفوظ است این کتاب از تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ بہارنجی است کہ از زبدۂ خلائک حضرت مرزا جانِ جانان منظر شہید اند قدس اللہ اسرارہا۔ دبر بامش این نسخہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جابہ جابیزے نوشتہ اند۔ عاجز عکس این کتاب مبارک از لندن طلب کردہ است پیر و درگاہ این کتاب ہمارا محفوظ دارد۔

سعدتِ حج و زیارت
نوبتِ اول عاجز با اقم ابی الفضل محمد ہمراہ حضرت برادرِ گلان بہ حج زیارت رفتہ بہ روزِ شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۴۶ھ بہ عقدہ مارچ ۱۹۲۸ء۔ از دہلی بہ بمبئی و یکشنبہ دوم شوال از بمبئی در باخرہ "نخرو" بہ جدہ روانہ شدیم و یکشنبہ پانزدہم شوال ہفتم اپریل۔ بہ جدہ وہمان روز از جدہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رسیدیم و آن جا در خانہ جناب شیخ ندیم احمد مجددی رحمہ اللہ قیام کردیم و یکشنبہ ہشتم ذی القعدہ (۲۸ اپریل) از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و یکشنبہ دوازدهم ذی القعدہ بہ آن دیارِ مقدس رسیدیم دوم از ماہ مئی بود، موسم بہ غایت گرم بود۔ ہر دم "شدتۃ الحر من فیہ جحیم" را یاد می داد۔ یکشنبہ بست و یکم ذی القعدہ اذان مورد وحی و دیارِ سعید مراجعت شد و یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ بہ منی و یکشنبہ نہم ذی الحجہ بہ عرفات رفتیم و یکشنبہ دوازدهم ذی الحجہ (اول جون) بہ مکہ مکرمہ مراجعت شد و یکشنبہ ہفدہم ذی الحجہ بہ جدہ و یکشنبہ بست و دوم ذی الحجہ در باخرہ بہ کراچی روانہ شدیم و یکشنبہ سیم ذی الحجہ بہ کراچی رسیدیم و یکشنبہ دوم محرم ۱۹۲۹ء از کراچی بہ کوئٹہ روانہ شدیم و یکشنبہ سوم محرم ۱۳۴۶ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۲۸ء۔ بہ کوئٹہ رسیدیم۔

نوبتِ دوم بہ روزِ شنبہ بست و نہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء۔ از قاہرہ بہ سویس و از سویس بہ جدہ روانگی شد بہ روزِ جمعہ دوم ذی الحجہ بہ جدہ وہمان روز تا عشاء بہ مکہ مکرمہ رسید و بہ صباح عند المظاہر بابرادر عزیز و ملا عمر سلطان خیل خادم و مخلص قدیم ملاقات شد عاجز نیت قرآن کردہ بود۔ در مکہ مکرمہ با برادر طریقت صاحب نسبت و مودت مولوی سیف الرحمن ملاقات شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک احوال داشتند در این نوبت وقوف عرفہ بہ روزِ جمعہ بود۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ در مکہ مکرمہ از مجاہد شہیر و ولی کبیر سید احمد سنوسی و از پاک طینت و پاک مشرب مولانا ابوالفیض ابوالاسعد عبدالستار صدیقی دہلوی مہاجر کہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ تا یکشنبہ پنجم ماہ صفر ۱۳۵۱ھ (دہم جون ۱۹۳۲ء) قیام در مکہ مکرمہ بہ خانہ جناب شیخ احمد مجددی و فرزندان ایشان جناب محمد صادق و محمد حسن و محمد مدنی رحمہم اللہ و ضعی عنہم بودہ، ملا عمر سلطان خیل نیز آن جا مقیم بودند عاجز اکثر بہ جاے حضرت ابوالشرف عبدالقادر مجددی می رفت۔ چہ مبارک ایام و مبارک صحبتہا بودہ۔

لَا تَقْرَنَ بِطَيْبِ الْعَيْشِ اِنَّشَانَ

لِكُلِّ شَيْءٍ اِذَا مَا تَمَّ نَقْصَانُ

حضرت خال محترم محمد اسمعیل و عیال ایشان رحلت فرمودہ بودند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما، عاجز میر
دکانے می رفت کہ جناب ایشان آن جامی نشستند دعا ہا برائے ایشان می کرد۔ آخر بہ روز پنجشنبہ پنجم صفر این عاجز
با برادر عزیز از مکہ مکرمہ بہ جدہ و بہ شنبہ ہفتم صفر از جدہ بہ سویس روانہ شدیم و بہ شنبہ دہم صفر بہ سویس رسیدیم۔
وازان جادریارہ بہ قاہرہ رفتیم۔

نوبت سوم بہ روز دوشنبہ بست و چہارم ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ (۲ مارچ ۱۹۶۷ء) از دہلی در قطار بہ
ممبئی و بہ یکشنبہ یکم ذی الحجہ از ممبئی بہ طیارہ بہ جدہ روانگی شد نماز صبح بہ اول وقت در قطار بمبئی و نماز پیشین در
حرم محترم خواندہ شد رفیق سفر شیخ عبدالباقی نو مسلم برادر زادہ برادر طریقت شیخ عبدالباری جوہری رحمہ اللہ بود۔
قیام در خانہ نور چشم بی بی سنیہ بود۔ بعد از سی و شش سال زیارت مسجد حرام نصیب شد۔ عجب صورت توسیع
و تعمیر نو پیدا کردہ کہ بے ساختہ از برائے اولی الامور از دل دعای برآید۔ و افضل ترین کار ہا این شدہ کہ متصل
بہ حرم محترم کسے را عمارت نیست۔ و تمام مسطح و مسقف است و بالائے آن بسیار اعلیٰ و فراخ بنائے است
برائے نماز کہ آن ہم مسقف است۔ توسیع در مطاف ہم شدہ۔

چون کہ عاجز محتاج ہادی و دلیل نہ بود ارادہ کرد کہ پا پیادہ بہ عرفات رود۔ عبدالباقی رفاقت کرد و یک
جامہ برائے افراش و یک برائے پوشش ہر یک گرفت و بہ روز یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ (۱۹ مارچ) کہ یوم الترویہ
بود بہ ممبئی روانہ شدیم۔ آن جاسہ نفر دیگر رفیق شدند شب در میدانے آرام کردیم و بہ صبح قصد عرفات کردیم۔
نزد جبل رحمت در عربیہ قدرے استراحت کردیم و باز بالائے جبل رحمت رفتہ دعا ہا کردیم۔ و بعد غروب شمس
اذان جا روانہ شدیم۔ شب در مزدلفہ آرام کردہ و سنگریز ہا گرفتہ بہ صبح دہم بمبئی رسیدہ و رمی جمرہ و باز اضحیہ
کردہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رفتہ طواف سعی و حلق کردہ و بعد الاستحمام لباس پوشیدہ بمبئی باز گشتیم و بہ روز پنجشنبہ
دواز دہم ذی الحجہ نماز ظہر خواندہ و رمی جمار کردہ بہ مکہ مکرمہ آمدیم و بہ روز چہار شنبہ بست و پنجم ذی الحجہ (پنجم
اپریل) نماز پیشین در حرم مبارک خواندہ برائے زیارت روضہ منورہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیۃ
در سیارہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و نماز دیگر در وقت آخر در حرم مبارک نبوی خواندیم، آن جادریارہ الاغوات
رباط حضرت شاہ محمد منظر است۔ توسیع حرم شریف و تزیین بلدہ مبارکہ را کہ تعلق بہ دیدار دعا جہرہ بیان
کند۔ از باب النصار بہ جہت جنت بقیع شارع جدید کہ بسیار فراخ است ساختہ شدہ۔ در آخرین شارع رباط
واقع شدہ است۔ عاجز بہ رباط رفت و بارادہ داشت کہ در طبق ثالث در حجرہ قیام کند۔ لیکن حضرت الاخ محمد
منظر بن الشیخ احمد ہارالدین بن حضرت الشیخ محمد منظر قدس سرہ عاجز را مع رفیق وے بہ خانہ خود بردند کہ در خانہ
رباط واقع است و مسکن حضرت محمد منظر قدس سرہ بود۔ پانزدہ شب آن جا قیام کردیم جناب محمد منظر
حفظہ اللہ تعالیٰ بہ نہایت محبت مہانداری کردند۔ جناب ایشان دکان۔

عطارہ دارند۔ بہ کسبِ حلال و ذکر و الجلال مصروف اند۔ فَطَوَّبَیْ لَہٗ ثُمَّ طَوَّبَیْ لَہٗ۔ عاجز بعد الاشراف بہ کتب خانہ رباط می رفت و آن جا الی الزوال بہ مطالعہ کتب مشغول می بود۔ بہ روزِ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۸۵ ہجری بستم اپریل نماز دیگر در حرم مبارک خواندہ بہ جدہ روانہ شدیم و بین العشائین بہ جدہ رسیدیم و شب در قیام گاہ حجاج استراحت کردیم۔ بہ صبح کہ روز جمعہ بود عبدالباقی در طیارہ بمبئی روانہ شد چون کہ از وجہ کثرت حجاج توفیق طواف عاجز نہ یافتہ بود لہذا مناسب دانست کہ طیارہ مرتجعہ را بگزارد و طواف بیت اللہ را از دست نہ دہد، اگرچہ فیما بعد برائے مراجعت تذکرہ جدیدہ گرفتہ شود۔ طَوَّبَیْ لِمَنْ آثَرَ مَا یَنْبَغِیْ عَلٰی مَا یَنْفَعِیْ لَہٗ اِذَا عَاجَزَ بِمَکَہُ مکررہ مراجعت کرد و نماز جمعہ در حرم شریف خواند و این نوبت عاجز در عمارت جناب شیخ محمد مدنی مجددی قیام کرد۔

محمد مدنی عجب پاک روش و صاف منش بود، ارتباط عاجز با ایشان بسیار قدیم بود۔ مرد آزاد و بے فکر بودند۔ ہرچہ پیش می آمد بہ صبر و شکر آن را برداشت می کردند چون ایشان را خبر رسید کہ عاجز در احوال حضرت خیر جہان قدس سرہ کتاب مقاماتِ خیر می نویسد، ایشان برائے آن کتاب نام تاریخی "سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر" تجویز فرمودند چون کتاب بہ طباعت رسید، عاجز یک نسخہ بہ ایشان فرستاد۔ بسیار خوش شدند ایشان برائے مقاماتِ اخیر نام "سوانح حیات ابوالخیر" تجویز کردہ اند۔ این نام ہم تاریخی است۔ برائے ہر دو کتاب نہایت اعلیٰ نامہا تجویز کردہ اند۔ افسوس صد افسوس کہ ایشان را مرض قلب لاحق گشت و یکبارگی بہ روزِ دوشنبہ نسبت دہم شعبان ۱۳۹۲ ہجری (۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء) در طائف رحلت نمودند وہاں روز در معلّٰۃ عندالآب والآخرین مدفون گشتند رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُمْ — عاجز در عمارت جناب محمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ بست و شش روز قیام کرد۔ و صَبَاحًا۔ از ندائے نماز تہجد تا طلوع آفتاب۔ و مَسَاءً۔ از اذان نماز دیگر تا نماز خفتن۔ بہ طواف بیت اللہ المکرم مشغول می بود۔ و آخر وقت رسید کہ عاجز ازان اماکن مقدسہ بہ وطن مراجعت کند۔ عاجز بہ دوران قیام مکررہ چند بار بہ زیارت آن مقام مقدّس ہم مشرف شد کہ از صد سال بہ نام مولد النبی اشتہار دارد۔ عَمَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ عاجز بہ روز چہارشنبہ ہفتم صفر و ہفتم مئی بعد از نماز پیشین بانور چشم بی بی سنیہ و پسر نو مولودش حامد سلمہا اللہ از مکہ مکررہ بہ جدہ و عند الغروب از جدہ بہ طیارہ بمبئی روانہ شد۔ عند الفجر بمبئی رسید و سہ روز آن جا قیام کردہ بہ روز یکشنبہ یازدہم صفر و بست و یکم مئی بہ دہلی رسید۔ فَلِلّٰہِ التَّحْمَدُ فِی الْاَوَّلٰی وَ فِی الْاٰخِرٰی۔

امامتِ عید گاہ دہلی | امامتِ عید گاہ دہلی از زمان شاہانِ مغلیہ و البتہ بہ خاندانِ حضرتِ ساداتِ کرام بود۔ فردا آخرش سید طاہر حسن فرزند سید محمد بود کہ از حضرتِ خیر جہان قدس سرہ بیت

شدہ بود۔ بہ وقت تقسیم ہند چون در دہلی خونِ مسلم ہڈی شد و سہ بہ پاکستان ہجرت نمود، واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعد دہلوی را پروردگار را جہاد ہد کہ در ان ایام زود خورد بہ خدمت و حفاظتِ عید گاہ مکرر ہمت

بست و از ان روز امامت متعلق بہ ایشان شد۔ وفات ایشان عند العشار الآخرہ بہ شب شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۶۹ھ چہارم دسمبر ۱۹۵۹ء شد رحمہ اللہ و بجائے ایشان فرزند کلاش مولوی محمد سعید امام عید گاہ شد۔ شش سال امامت کرد بہ روز چہار شنبہ بستم شعبان ۱۳۸۵ھ۔ پانزدہم دسمبر ۱۹۶۵ء رحلت نمود رحمہ اللہ۔ بعد از وفات ایشان علماء و علمائین و اعضاء مجلس اوقاف دہلی عاجز را برائے امامت عید گاہ تجویز کردند۔ بنا بر احوال زمانہ اگرچہ عاجز را تر و دو دوا اما از وجہ اصرار بعض افراد گرامی قدر خالصانہ این خدمت را قبول کرد۔ و کان ذلک یوم الاثنين السابع عشر من شهر رمضان ۱۳۸۵ھ من الهجرة، العاشر من يناير سنة ۱۹۶۶ھ من الميلاد۔ و از روزی کہ عاجز امام عید گاہ شدہ میلان عباد بہ آن جہت شدہ۔ عاجز و خطبہ و صلاۃ اختصار را ملحوظ می دارد۔ در ہندوستان عادت است کہ بعد از خطبہ دعائی کنند۔ درین امر عاجز را ایشکالے پیش آمد کہ اگر دعائی کند سنتی است کہ راز دست می دہد و اگر دعائی می کند قلوب البادرا عطشان می ماند۔ پروردگار فضل فرمود و این خیال آمد کہ خطبہ ثانیہ کہ مشتمل بر دعا است بر رخے از دعا خواندہ۔ باواز بلند لفظ دعا نیز گفتہ دست تضرع دراز کردہ شود۔ پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ لطف و کرم خود این صورت جمع را شامل در طریقہ مسنونہ فرماید۔ باکریمان کار ہا و شوارفت۔

خطبہ اولی از عید فطر | اللَّهُ أَكْبَرُ (تِسْعَ مَرَّاتٍ) اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ اللَّهُ أَكْبَرُ مَا أَشْرَقَتْ فِي صَبَاحِ هَذَا الْيَوْمِ شَمْسُ الْمَسَرَّةِ، وَتَمَّ شَهْرُ الصَّوْمِ وَاسْتَعَدَّ وَقْدُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَلَيْسَ الْمُؤْمِنُونَ جَدِيدَ الثِّيَابِ إِظْهَارًا لِيَجْمِلَ التَّعَمُّدُ، سُبْحَانَ مَنْ أَوْجَبَ الْفِطْرَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَحَرَّمَ الصِّيَامَ، أَحْمَدُهُ وَاشْكُرُهُ عَلَى جَمِيلِ الْإِنْعَامِ وَالتَّوْبِ إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُهُ مِنَ الذُّنُوبِ الْأَثَامِ وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، حَمَلْتَهُ شَرِيعَةً وَخَرَزْتَهُ أَسْرَارًا أَمَّا بَعْدُ، يَا عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ آدَابِ الْإِسْلَامِ الْمَشْهُورَةِ إِخْرَاجَ زَكَاةِ الْفِطْرِ حَسَبِ الشَّئَةِ الْمَأْثُورَةِ وَأَوْجَبَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى الْمُكَلَّفِ عَنْ نَفْسِهِ وَأَوْلَادِهِ الصَّغَارِ وَخَادِمِهِ وَوَلَدَةِ الْكِبَرِ إِذَا كَانَ يَجْتَنُونَ بِشَرْطِ أَنْ يَمْلِكَ الْبِصَابَ زِيَادَةً عَمَّا أَهَمُّ وَأَسْقَطَ عَنْهُ زُجَّتُهُ وَوَالِدَيْهِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ التَّبَرُّعِ وَتَجِبُ عِنْدَ بَاقِي الْأَئِمَّةِ عَلَى الْمُكَلَّفِ عَنْ نَفْسِهِ وَعَنْ مَنْ يَلْزَمُهُ الْإِنْفَاقُ عَلَيْهِ بِشَرْطِ أَنْ يَمْلِكَ زِيَادَةً عَنْ لَوَازِمِهِ مِنْ يَوْمَتِهِ وَقَدْ رُهَا نِصْفُ صَاعٍ مِنَ الْخِطَّةِ وَصَاعٌ مِنَ الشَّعِيرِ وَمِنْ غَالِبِ قَوِي أَهْلِ الْبَلَدِ وَتَكْفِي الْقِيَمَةُ عِنْدَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ، فَعَجَّلُوا بِإِخْرَاجِهَا فِيهِى مَطَهْرَةً لِيَصِيَامَكُمْ وَاسْتَبْشِرُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ مِنْهُ۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

خطبہ اولی از عید الاضحی | اللَّهُ أَكْبَرُ (تِسْعَ مَرَّاتٍ) اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَسَطَ لَنَا بِسَاطَ الْأَنْسِ وَالْحَبَّةِ وَقَبْلَ عَمَلِ مُجَاجِ بَيْتِهِ نَعَامَ لَهُمْ مَعَامِلَةُ الْأَحِبَّةِ، أَحْمَدُهُ وَاشْكُرُهُ وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ۔ وَ بَعْدُ۔ قَدْ أَوْحَى اللَّهُ فِي الْمَنَامِ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَبْحِ وَلَدِهِ، فَهَمَّ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ بِذَبْحِهِ، فَانْزَلَ الْفَدَاءَ

وَأَسْتَبْشِرُ اللَّهَ أَكْبَرَ اللَّهِ أَكْبَرَ نَصَارَتِ الْأَصَاحِبِ مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ مَرْغُوبَةً وَكُضَيْلَةً مُطْلُوبَةً، فَأَتَّبِعُ فِيهَا السُّنَّةَ
وَأَسْتَوْجِبُ فِيهَا أَمَّةً فَمَنْ كَانَتْ لَهُ أُصْحَبِيَّةٌ فَلْيَبْدَأْ بِهَا وَلْيَسْتَقْبِلْ بِهَا الْقِبْلَةَ وَلْيَكْتِرِ اللَّهَ وَلْيَقُلْ، اللَّهُمَّ هَذَا
مِنْكَ وَلَكَ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَوَّلِ وَقْتِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ
لِأَهْلِ الْأَمْصَارِ وَلِأَهْلِ الْقُرَى مِنْ فَجْرِ هَذَا النَّهَارِ، وَبَتَمَتِ وَقْتُهَا بِغُرُوبِ شَمْسِ الْيَوْمِ الثَّلَاثِ، وَلَا يَبِيعُ النَّجَّارُ مِنَ
مِنْ أَهْمِيَّتِهِ وَلَا يُعْطَى الْبَحْرُ أَرْشِيَّتُهُ فِي أَجْرَتِهِ، عِبَادَ اللَّهِ عَظِّمُوا شَعْرَ اللَّهِ وَمَنْ يَعْظُمُ شَعْرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ وَتَقَرُّ نَوَاصِيهَا كَمَا فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَكَبِّرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ الشُّرْطِ عَقِبَ
الْصَّلَاةِ وَمَنْ جَاءَ مِنْ طَرَفَيْنِ فَلْيَزِجْ مِنْ أُخْرَى لِكَثْرَتِ الْحَسَنَاتِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

خطبة أخرى از عیدین

اللَّهُ أَكْبَرُ (سَبْعَ مَرَّاتٍ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا
كَثِيرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَبَدًا مُجَدَّدًا. وَبَعْدُ. أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ فِي الْبَيْتِ وَالْعَمَلِ وَذَرُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَنَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ آثِمٍ كَرِهْتُمْ بِشَرَفٍ وَتَكْرِيهِمَا يَقُولُهُ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَآزِلِي تَحِيَّاتِكَ سَرْمَدًا عَلَى سَيِّدِ
الرُّسُلِ وَالْخَاتِمِ النَّبِيِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ خُلَفَائِهِ الْأَرْبَعَةِ إِيَّيْكَ وَعُمَرُو عُمَانٍ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ
الْبَقِيَّةِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنِ الَّذِينَ بَايَعُوهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعَنْ سِبْطَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُبِيرَيْنِ
الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَنْ أَقْبَمَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنْ عَمِّيهِ الْمَكْرُمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ الْحُزَيْنِ وَالْعَبَّاسِ وَعَنْ سَائِرِ
الصَّعَابَةِ وَالْقَرَابَةِ وَالتَّالِعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَتُبَّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ الثَّوَابُ الرَّحِيمُ. عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي
الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، أَذْكُرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ
يُذَكِّرْكُمْ وَادْعُوهُ يُسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَدِكُمْ اللَّهُ أَعَزَّ وَأَجَلُّ وَأَكْبَرُ الدُّعَاءُ: اللَّهُمَّ انصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ
اللَّهُمَّ انصُرْ جُيُوشَ الْمُؤَحِّدِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ اللَّهُمَّ قَاتِلِ
الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَجْحَدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ
وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ اللَّهُمَّ زَلِّلْ أَفْدَاهُمْ اللَّهُمَّ
أَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ اللَّهُمَّ مُنْزِلِ الْكِتَابِ وَفُجِّرِي الشَّعَابَ وَهَازِمِ الْآخِرَاءَ
اهْزِمِ الْكُفَّارَ وَالصِّرَاطِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي مَحْوَرِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ اللَّهُمَّ آمَنَّا
فِي أَوْطَانِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ وَلَا يَرْحَمُنَا اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَدَيْنِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذِلْ مَنْ خَذَلَ
دِينَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَوِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زواج

نکاح عاجز با امة القیوم دختر حافظ اشفاق الہی میرٹھی بہ کشنہ چہار دم شوال ۱۳۲۵ھ بمقام میرپیل
۱۹۲۷ء شد۔ زوجہ حافظ اشفاق الہی بی بی زہرہ بنت العم ایشان بود۔ رونے حضرت والدہ صاحبہ بہ وے
فرمودند اگر شمار پروردگار دختر عنایت فرماید من برے زید آن رامی گیرم، وے عرض کرد شما وافر ماید کہ حق
تعالیٰ دختر عنایت فرماید من بسیار خوشی آن رامی دهم، پروردگار بہ محرم ۱۳۳۲ھ ایشان را دختر عنایت کرد۔

حافظ اشفاق الہی بہ خدمت حضرت ایشان مکتوب نوشت و نام دریافت کرد۔ حضرت ایشان امتہ القیوم نام نہادند۔ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ حافظ اشفاق الہی و زوجہ ایشان با دختر خود آمدند، حضرت والدہ ماجدہ دختر را نزد حضرت ایشان بُروند و اظہار خیال خود کردند، حضرت ایشان اتفاق فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند حضرت والدہ ماجدہ دستبند ہائے زیر سرخ در دستہائے دختر نہادند و شیرینی تقسیم کردند۔

اولاد | پروردگار عاجز را سہ پسر و شش دختر عنایت کردہ۔ ۱۔ ابوالفضل محمد۔ ۲۔ صفیہ۔ ۳۔ ابوتراب حامد۔ ۴۔ ابوالخیر احمد۔ ۵۔ سنیہ۔ ۶۔ عطیہ۔ ۷۔ نقیہ۔ ۸۔ زکیہ۔ ۹۔ خیرہ۔ احوال ایشان مختصر ا بیان کردہ می شود۔ بیان ابوالفضل محمد بہ آخر خواہد آمد۔

۲۔ بی بی صفیہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ شب جمعہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ نام تاریخی امتہ الخیرہ بیگم است، عقد نکاحش بہ روز جمعہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ با عزیزم عبداللہ آقا فرزند اوسط حضرت برادر کلان شد، بہ ۲۷ رمضان ۱۳۸۵ھ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۶۱ء۔ ولادت بی بی نجمہ شد و بہ ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء ولادت بی بی کوب شد۔ چون کہ در طبائع زوجین توافق نہ بود بہ جمعہ پنجم محرم ۱۳۸۵ھ۔ ہفتم مئی ۱۹۶۵ء۔ جدائی واقع شد و ازان روز بی بی صفیہ باہر و نباتات نزد عاجز قیام دارد۔ سَلَّمَهُنَّ اللّٰهُ وَحَفِظَهُنَّ مِنْ كُلِّ مَكْرُوۡہٍ۔

۳۔ ابوتراب حامد بہ ۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ۔ ۶ نومبر ۱۹۳۹ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہان روز اجرو دختر آخرت گردید۔ و در گورستان مسلمین نزد کوٹلہ فیروز شاہ پیوند خاک گردید جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنۡیَہٗ وَکَرَمِہٖ اَجْرًا وَذُخْرًا لِّاَبَوَیۡہِ۔

۴۔ ابوالخیر احمد بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۱ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ داغ مفارقت بر دل نہاد و بہ دار الجنان رخصت شد۔ جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَنۡیَہٗ وَکَرَمِہٖ اَجْرًا وَذُخْرًا لِّاَبَوَیۡہِ۔

۵۔ بی بی سنیہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ بہ دہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شب سہ شنبہ دوم شوال ۱۳۸۵ھ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء۔ عقد نکاحش با محمد عابد فرزند نور محمد اللہ والا شد۔ والدہ محمد عابد امتہ الحی بنت حافظ اشفاق الہی است و نامش نیز نہادہ حضرت ایشان است۔ دوکان حافظ نور محمد در صدر بازار دہلی بود بعد از تقسیم ہند بہ کراچی رفت و بعد از مدتی بہ مکہ مکرمہ ہجرت کرد۔ فضل پروردگار است آنجا بہ عافیت و راحت می باشد۔ پروردگار بی بی سنیہ را چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حامد کہ بہ دو شنبہ چہار دہم رمضان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ۔ سَلَّمَهُ اللّٰهُ وَحَفِظَهُ۔

۲۔ سلمیٰ بہ نچشنبہ دوازدہم محرم ۱۲۸۸ھ۔ یازدہ اپریل ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ اسماء بہ چہارشنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۲۸۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ عادل بہ یکشنبہ بست و چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۱ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ بی بی عطیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ شنبہ پنجم محرم ۱۲۹۵ھ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ بہ شنبہ دوم ذی القعدہ ۱۲۸۷ھ۔ ۱۸ مارچ ۱۹۶۵ء۔ عقد نکاحش بامرزا محبوب بیگ فرزند مرزا فاضل بیگ شد۔ اولاد قیام محبوب بیگ در چائنگام بنگال بود بعد از فتنہ بنگالیہا قیام ایشان در کراچی است۔
 پروردگار بی بی عطیہ را بیخ اولاد عنایت کردہ۔

۱۔ غوثیہ بیگم بہ نچشنبہ ہفتم رمضان ۱۲۸۵ھ۔ ۳ دسمبر ۱۹۶۵ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۲۔ منصور بہ چہارشنبہ چہار دہم رجب ۱۲۸۶ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۳۔ فوزیہ بیگم بہ شنبہ بست و سوم شعبان ۱۲۹۰ھ۔ نومبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۴۔ سعدیہ بہ شنبہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۲۹۱ھ۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۵۔ ارشد بہ چہارشنبہ سیزدہم شعبان ۱۲۹۲ھ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔
 ۶۔ بی بی نقیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ چہارشنبہ ہشتم محرم ۱۳۰۸ھ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۲۸ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۸۔ بی بی زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ جمعہ چہار دہم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۹۔ بی بی خیرہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ چہارشنبہ بست و نہم شعبان ۱۳۶۵ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۶ء۔ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۱۔ نور چشم نخت جگرم ابوالفضل محمد سلمہ اللہ وحفظہ۔

ولادت بر خوردار بہ جمعہ سیزدہم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ در خانقاہ شریف دہلی شدہ۔ اجز درج ذیل تاریخی قطعہ گفتہ۔

متور زوے چشم و جانم قوی	محمد ابوالفضل جلوہ نمود
الواخیر جدش شہر دہلوی	جگر گوشہ زید و نور بصر
بہ گلزار احسن گل معنوی	بہ بلغ عمر میوہ نور است

۱۵۔ میراجز قدس سرہ۔ ۱۶۔ حضرت مجدد قدس سرہ۔

الہی نگہ دار ویرا مدام ز آفات دینی و ہم دنیوی
چو تاریخ میلاد جستم ز دل ملک گفت "خورشید مصطفوی"

عاجز نام ایشان از وجہ مناسبت محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم محمد نہادہ است و
کنیت ابو الفضل، جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَنْتِهِ وَكَوَمِيهِ مِنْ اَهْلِ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ۔

در حصول طب جدید سعی کردند و کامیاب شدند، از چار سال در حجاز مقدس موظف اند۔ چون بہ
۱۳۹۱ھ نوبت اول بہ آن ارض مبارکہ رسیدند، عمرہ کردند و معابر اے حصول سعادت و ارین قصد زیارت
روضہ مقدسہ کردند، عَلٰی صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَزْکٰی الْحِجَّاتِ۔ چون عاجز را اطلاع این امر شد
از بس مسرور گشت، وَفَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَرْضَاتِهِ وَجَعَلَهُ مِنْ خَیْرِ عِبَادِهِ، در ۱۳۹۲ھ باز وجہ خود بی بی
مسترت حج کردند و امسال در ۱۳۹۳ھ حج دوم بہ نصیب ایشان شد۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِكَ۔ در
سلسلہ شریفہ داخل شدہ اند پروردگار ایشان را توفیق دہد کہ از لطائف مبارکہ مستفید شوند و علم و فنر آباو
اجداد را حاصل نمایند۔

نکاح ایشان بابی بی خدمتجہ دختر حافظ محمد اسحاق بن محمد صدیق ساکن صدر بازار میرٹھ
بہ شنبہ بست و دوم شعبان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ھ انعقاد یافتہ۔ ولادت خدمتجہ
سلمہا اللہ بہ جمعہ بست و یکم محرم ۱۳۸۷ھ۔ ۳ نومبر ۱۹۵۰ھ۔ در میرٹھ شد، والدش بہ عاجز مکتوب ارسال کرد
و استفسار نام کرد۔ عاجز خدمتجہ تجویز کرد۔ چون نکاح بر خور و سلمہ اللہ باوے شد عاجز ویرا بہ مسترت نامید
تا در احترام نام حضرت بی بی خدمتجہ رضی اللہ عنہا تقصیرے نیاید وَجَعَلَهَا اللّٰهُ سَبَبًا لِلْبَهْجَةِ وَالْمُسْتَرَّةِ،
حق تعالی ایشان را چہار اولاد عنایت کردہ، سعد، ہدی، انس، ہما۔

۱۔ سعد بہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ جون ۱۹۶۹ھ متولد شد و بہ شب یکشنبہ ہشتم
ماہ قمری و بست و دوم ماہ شمس عیسوی بہ جنت شتافت، بہ شب جنازہ اش نہادہ بود کہ بر زبان عاجز این
چند شعر آمد۔

جان من جانان من سعد سعید
روز ازل کرد شادم از قدم
خیف آن پاکیزہ جان نازک بدن
اِنْتَبَہْ یَا زَیْدُ عَمَّا اَنْتَ فِیْہِ
ہر کہ جام وصل می نوشد و می
رُو بہ درگاہ خدا آراے حزن
روح من ریحان من از من رسید
روز دوم طائرِ روحش پرید
چون ردائے خاک بر رویش کشید
یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ مَا یُرِیدُ
جامِ فرقت سالہا خواہد چشید
اِنَّہٗ بَرَزَ رَدْفًا بِالْعَبَسِیدِ

رحمتش را نے نہایت نے عید
تا نہ بیند مثل این خزن شدید
بخشدش صبر و دہر آجسر مزید
روز بایش جملہ باشد روز عید
”وای زخم سغید شیرین جدید“

ہر کرا خواہد نواز د بے حساب
ہاں دعائے خیر کن بہر پسر
آن ابوالفضل محمد صاف کیش
ہم عطا فرمایدش نعم البدل
سالِ این ماسات شد از خود رقم

۲ ہدی سلمہا اللہ تعالیٰ بدوشنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۲۹۰ھ - ۲۲ جون ۱۹۷۷ء متولد شد پروردگار
جل شاد در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔

۳ انس سلمہ اللہ تعالیٰ ولادت برخوردار بہ شنبہ ششم رجب ۱۲۹۱ھ - ۲۸ اگست ۱۹۷۸ء شدہ کہ
ششم سنبہ ۱۲۵۰ شمسی ہجری بود۔ عاجز این نور چشم را بہ نام خدمتگار خاص سردار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موسوم کردہ۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے خدمتگار خود و عاگردند
اللہم اکثر ما لہ وقلدہ، عاجز از مولائے لطیف و کریم خود پر امید است کہ وے این غلام را کہ ہنام خادم
سردار کل جہان است صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت این ہنامی شامل سعادت دینی و دنیوی فرماید۔ باکرمیان
کار ہا دشوار نیست۔ از خوان کریمان بر او شش خوران نصیب می باشد۔ وللارض من کاش الکرام نصیب۔

۴ ہما سلمہا اللہ تعالیٰ بہ روز شنبہ بست و شش محرم ۱۲۹۵ھ کہ ہشتم فروری ۱۹۷۵ء و نور دوم
دلو ۱۲۵۳ شمسی ہجری بودہ در اُم القری متولد شد۔ پروردگار در عرش برکت دہد و خوش نصیب و صالح فرماید۔
ہنوز این کتاب صبح نہ شدہ بود کہ چہ ہمائے اوج سعادت بہ دام ما افتاد۔ لہذا نام این نور الابصار زیب تحریر یافت۔
عاجز سلسلہ نسب را از روے آن تحقیق کہ در مقدمہ گزشتہ از نور چشم انس تا امام الاعلیٰ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کہ دارائے چہل و پنج نام است در ہفت شعر نظم کردہ۔ انما مال الفائدہ می نویسد۔

سعید و یوسف و پس صفی القدر والا شان
پس عبد الاحد حق بین زین العابدین حق ان
رفیع الدین نصیر الدین سلیمان یوسف دوران
شہاب الدین داور الدین نصیر الدین محمود آن
چو عبد اللہ ہمین واعط ابوالفتح آن رخشان
عمر پس حفص و عاصم پور عبد اللہ صحابی وان
عمر فاروق بین الحق والباطل مشہر خوبان

انس ابوالفضل و پس زید و ابوالخیر و عمر تا بان
عزیز القدر و عیسیٰ سیف دین معصوم و شہ احمد
دگر عبد الحمی و شیخ محمد پس حبیب اللہ
پس اسحاق و عبد اللہ شعیب احمد دگر یوسف
سلیمان و دگر مستعود و عبد اللہ کہین واعط
دگر اسحاق و ابراہیم و ناصر باز عبد اللہ
خاتم این نسب نامہ امام الاعلیٰ امیر

عاجز و عامی کند کہ این گلزار خیر جہان از جمیع قتن و حوادث محفوظ ماند و سعادت دین و دنیا بہ نصیب ہر
یک شود۔ ذکر آگان او اثنی، صغیر آگان او کثیر۔

در فصل سوم واقعہ یک پادری وزن وے گزشتہ کہ حضرت ایشان بہ آنہا گفتند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" اگرچہ عاجز سہ کار و تہہ حال است، اما وراثتہ این شغل بہے رسیدہ اگرچہ قاصر است اما سائر است کہے گفتہ خوش گفتہ۔
 فَتَشَبَّهُوا إِنْ لَمْ تَكُونُوا مِثْلَهُمْ إِنَّ التَّشْبِيہَ بِالْكَوَامِ فَلَاحٌ

عاجز نیز طالبانِ حق را نام پاک وے نشان می دہد۔ و از افغانستان و ہندوستان بعض افراد را اجازت تعلیم نیز دادہ، از ان جملہ بعض پاک ضما تر رطت کردہ اند و بعض دیگر مصروف کار اند بہروردگار عاجز را و آن ہمہ را اخلاص نیت و التوفیق لہما یجبتہ و یرضاه عنایت فرماید۔

اے مدعی کہ می گزری بر کنار آب
 زین در کجا رویم کہ ما را بہ خاک او
 گر سر قدم نہ می کنمش پیش اہل دل
 جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
 ما را و گر معاملہ بایہج کس نہ ماند
 سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر دوست
 ما را کہ غرقہ ایم نہ دانی چہ حالت است
 اورا بہ خون ما کہ بریزد عجالت است
 سر بر نہ می کنم کہ مقام نجالت است
 جر سر عشق ہر چہ بگویی بطالت است
 بیچے کہ بے حضور تو کردم اقامت است
 علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است
 عاجز گوید وقت اختتام این سفر کریم بہ سر رسیدہ، شکر است مر پروردگار را کہ وے توفیق تحریر این کتاب داد، این عاجز مستمند شجرہ حضرات نقشبندیہ را نظم کردہ است و مناسب معلوم می شود کہ بہ ذکر مبارک آن بزرگوران این کتاب را ختم کند۔ لَعَلَّ اللہَ یَزِدُّنِی الصَّلَاحَ۔

شجرہ شریفہ نقشبندیہ

الہی بہ نامت چہ نامست آن
 الہی بہ سردارِ کل کائنات
 الہی بہ آن کان صدق و صفا
 الہی بہ سلمان خیر و صفی
 الہی بہ قاسم امام طریق
 الہی بہ آن جعفر ذی نسب
 الہی بہ آن مخو اتوار دید
 الہی بہ شرب شہ ہواحسن
 الہی بہ دانائے رمزِ مخفی
 الہی بہ آن یوسف پُر ضیا
 الہی بہ آن خواجہ خواجگان
 الہی بہ آن عارف بے مثال
 الہی بہ محمود عالی مقام
 کلید در رحمت بیکران
 جناب محمد علیہ الصلوات
 ابوبکر صدیقؓ، رمز وفا
 کہ شد داخل آل پاک نبی
 منار ہدی نور چشم عتیق
 کہ وے راست صادق مبارک لقب
 شہ عارفان خواجہ بایزید
 کہ سرشار ہد از شراب کہن
 بہ ملک بقا نیرے بو علی
 کہ ہمدان از و گشت ملک صفا
 شہ عبد خالق امام جہان
 گزور یو گزشتہ محظوظات
 کہ انجیر فتنہ ازو یافت نام

زکویٰ شش بخیزد ہزاران ولی
محمد بہ سنا س بدر منیر
بہ سوافار سید امیر کلال
امام الطریقہ شہ نقشبند
مقطر از و گشت بزم صفا
کزو چرخ شد بر فلک سرفراز
زہے ناصر دین عبید اللہ
محمد بہ درویش گشتہ شہیر
کہ بہ واقف رمز ہائے خفی
بہ خواجہ کہ اٹکت گ دارد مقام
کہ باقی است مشہور نزدیک دور
مجدد ز الف دوم شد امام
عجب زیب بخشید آخریہ کار
طراوت از ویافت شرع متین
چہ نور محمد ستودہ صفات
حبیب اللہ منظر جان جان
ملقب بہ شاہ غلام علی
کہ شد غرق النوار در روز عید
شدا حمد سعید آن امام حرم
کہ وے نام دارد محمد عمر
ابوالخیر عبداللہ محی دین
کہ بودند از عشق تو سینہ ریش
زلطفت در فیض بروے کشا
گناہش بخشا و عذرش پزیر
ببین رحمت را تولد ذوالجلال
بیامرز یک یک ز عصیان او
ز جام مے عشق مخمور کن
رشد تا مجال تجلی ذات
کہ از بے شعوری نہ ماند شعور

الہی بہ خواجہ عزیزان علی
الہی بہ بابائے روشن ضمیر
الہی بہ آن شہسوار کمال
الہی بہ داردے ہر درد مند
الہی بہ عطار دین را علا
الہی بہ یعقوب دانائے راز
الہی بہ احرار عرفان پناہ
الہی بہ آن کامل بے نظیر
الہی بہ زاہد محمد ولی
الہی بہ آن مرشد خاص و عام
الہی بہ آن فانی بحسہ نور
الہی بہ آن شیخ احمد ہمام
الہی بہ معصوم والا تبار
الہی بہ آن سیف دنیا و دین
الہی بہ آن سید پاک ذات
الہی بہ آن طائر لا مکان
الہی بہ آن عبد اللہ ولی
الہی بہ اخلاص آن بوسید
الہی بہ نیروے عالی ہتم
الہی بہ آسرای صاحب نظر
الہی بہ غواص بحر یقین
الہی بہ این پاک مردان خویش
دل بواحسن زید را رہ نما
الہی کرم کن برین مستحیر
ببین سوئے اعمال ناگفتہ حال
ولائے کہ دارد بہ خاصان تو
دل تیرہ اش را تویر نور کن
بہ یمن ظلال و بہ نور صفات
پیمان مست گرد در اوج حضور

بہ روز جمعہ سبت و ششم ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ - ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء کہ دوم جدی ۱۳۱۵ھ بودہ - عاجز از ایفائین کتاب
فارغ گشت، ناحمد للہ اولاد آخر اذ الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

